
22102303093


WELLCOME
HISTORICAL
MEDICAL
LIBRARY

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان صحت اقتران مین کتاب مشہور عالم حاوی مسائل طبیہ اقسرائی شرح موجز کا اردو ترجمہ موسوم بہ



شرح



جلد دوم

ترجمہ عالم المعی فاضل لوذعی جناب مولوی محمد ایوب صاحب اسرائیلی بنظر ثانی الحبر الاعظم والمناجم [illegible]



مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین بحسن و خوبی طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب طب اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب طب مختص بعلاج انسان اُردو			
تشریح الاسباب مع نقشۂ بروج فلکی از حکیم قاضی الٰہی بخش۔	۸ر	مجمع البحرین - از حکیم حیدر خان حاوی طب یونانی و ڈاکٹری۔	۱۷ر پ
رسالہ زبدۃ المفردات مع رسالہ نظم بارق از حکیم سید علی حسین صاحب	۲ر۱۱ ۹	علاج الغربا - مترجمۂ حکیم اصغر علی۔	۸ر
زبدۃ الحکمت - تندرستی [illegible] انسان کے خورد و نوش کا طریقہ حفظ صحت مولفہ حکیم مولوی محمد قمر علی۔	ار۱۱ ۹	اُردو ترجمہ کلیات سدیدی فن اول مترجمۂ مولوی حکیم سید عابد حسین لکھنوی المخاطب بہ عالم فاضل۔	۱۲ر پ
رسالہ تعریف النبض - مولفہ حکیم مرزا بشیر احمد۔	۲ر	اُردو ترجمہ معالجات سدیدی فن دوم مترجمۂ مولوی حکیم سید عابد حسین لکھنوی المخاطب بعالم فاضل۔	۱۲ر پ
شفاء الامراض مولفہ حکیم محمد عبد الحکیم	عہ پ	اُردو ترجمہ معالجات سدیدی فن سوم و چہارم - یکجائی مترجمۂ مولوی صاحب موصوف	عہ پ
ترکیب العلاج [illegible]		ترجمۂ طب اکبر - از حکیم محمد حسین نہایت سلیس مرغوب عام۔	۱۴ر پ
نسخہ جات مولفہ حکیم امیر الدین خان جدید الطبع۔	عہ پ	اکسیر القلوب - ترجمۂ مفرح القلوب از حکیم محمد نور کریم۔	عہ
رسالہ دافع طاعون - مولفہ رائے ہر [illegible] لال ہیڈ ماسٹر ادیپور۔	۲ر پ	ترجمۂ قرابادین شفائی - مترجمۂ حکیم ہادی حسین خان مرادآبادی۔	۶ر
مفید الاجسام مع فوائد عجیب ہر مرض کے نسخے مولفہ سید فضل علی نیٹو ڈاکٹر۔	۳ر۳ ۹	قرابادین ذکائی اُردو - مترجمۂ حکیم ہادی حسین خان۔	۱۳ر
طب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی۔	۳ر۶ ۹	قرابادین احسانی	۵ر

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان صحت اقتران مین کتاب مشہور عالم حاوی مسائل طبیہ اقسرائی شرح موجز کا اردو ترجمہ موسوم بہ

ترجمہ اقسرائی

شرح

موجز

جلد دوم

ترجمہ عالم المعی فاضل لوذعی جناب مولوی محمد ایوب صاحب اسرائیلی بنظر ثانی الحبر الاعظم والماہر المفخم جناب مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوی عالمگیری

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین بحسن و خوبی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤلف کہتا ہے

تیسرا فن

اُن بیماریون کے بیان مین اور اُنکے اسباب اور علامتون اور معالجون مین جوکہ خاص خاص اعضا کے ساتھ مخصوص ہین

مین کہتا ہون اِس تیسرے فن مین مؤلف کا کلام اکثر جگہ شرح سے مستغنی ہے ہان پچھلے دونون فن البتہ شرح طلب تھے اسی لیے ہم اس فن مین صرف اس امر کا التزام رکھینگے کہ جو ضروری اور محتاج الیہ باتین ہون وہی حل ہو جائین اور زیادہ طول اور تحقیق اور تدقیق سے احتراز کرینگے **مؤلف کہتا ہے** ہم مناسب سمجھتے ہین کہ ہر عضو کے امراض کو اس طریقہ سے لکھین کہ جو علامتین اُس عضو کے مزاج پر دلالت کرتی ہین اُن کو بیان کردین تاکہ ہر مرض مین اُنھین علامتون کو دیکھ لیا جائے اور تکرار کی احتیاج جاتی رہے اور مناسب یہ ہے کہ پہلے دماغ کے امراض کو بیان کرین اور بترتیب وضع اعضا دماغ سے قدم تک کے امراض کو لکھین نہ یہ کہ قدم سے دماغ تک کے امراض لکھتے کیونکہ دماغ سب اعضا سے زیادہ شریف ہے اور اسکے امراض کا دفعیہ نہایت مہتم بالشان ہے اور نیز اسکے امراض بکثرت ہین اور دماغ سے یہان پر وہ چیز مراد ہے جو کھوپری کی ہڈی کے نیچے ہے پس دماغ مین حجاب اور شبکہ اور گودا وغیرہ سب داخل ہوگا لیکن وہ جھلی جسکا نام مخلل ہے وہ بھی اندر والی جھلی کے حکم مین ہے کیونکہ اُس سے ملی ہوئی ہوتی ہے کذا فی النفیسی اور قرشی نے لکھا ہے کہ اطبا کی یہ عادت ہے کہ دماغ کو چند چیزون پر بولتے ہین

ایک تو فقط اُس گودے کو دماغ کہتے ہین جو حجاب کے اندر ہے اور یہ ایک نجس چیز ہے اور دوسرے
کھوپری کی ہڈی کے نیچے نیچے جو کچھ ہے گودا وغیرہ اُسکو بھی دماغ کہتے ہین اور یہ پٹھون کی وجہ سے
حساس ہے اور تیسرے تمام سر کے مجموعہ کو بھی دماغ کہتے ہین اور مؤلف کے قول ولنبدأ بامراض الدماغ
مین دماغ سے یہی تیسرے معنی مراد ہین کیونکہ مؤلف نے دماغ کے ذیل مین حجاب اور اعصاب اور شبکہ
وغیرہ سب کے امراض کو بیان کیا ہے انتہی کلامہ **دماغ کے مزاجون کی علامتین** گرم مزاج
کی یہ علامتین ہین سر کی سوزش اور بیداری اور بیقراری اور دماغی افعال کی تشویش اور پراگندگی اور حرکات
کی خفت اور چپلی اور جلد غصہ آنا اور بہت باتین کرنا اور جلد جلد اور مسلسل کلام کرنا اور آنکھون کا سرخ رہنا
اور ٹھنڈھی چیزون سے آرام پانا اور گرم چیزون سے مضرت پانا اور سرد مزاج کی یہ علامتین ہین سر مین ٹھنڈک
کا محسوس ہونا اور کسل اور دماغی افعال کی سستی اور بلادت (یعنی قوت فکریہ کی کمی) اور تخیلات کا نقصان
اور مُنھ اور آنکھون کی رنگت کا سپید ہونا اور گرم چیزون سے آرام پانا اور ٹھنڈی چیزون سے مضرت اُٹھانا
اور تر مزاج کی یہ علامتین ہین سستی اور کسل اور بھول اور نیند کا غلبہ اور خشک مزاج کی یہ علامتین ہین پٹھون
کی خشکی اور افراط کی بیداری اور بیخوابی اور تری بخشنے والے روغنون سے آرام پانا اور نفع اُٹھانا اور
جلدی سے تیل کو جذب کر لینا اور محلل چیزون سے مضرت اُٹھانا (یہ تو مفرد مزاج کی علامتین تھین)
اور مرکب مزاجون کی علامتین یون نکل سکتی ہین کہ دو مزاجون کی علامتین باہم ملجائین یہ تو غیر مادی یعنی سادے
مزاجون کی علامتین تھین اب مادی مزاجون کی علامتین مذکور ہوتی ہین پس صفرا کی علامت تو یہ ہے کہ تھوڑا سا
ثقل ہو اور لذع اور سوزش ہو نہایت جلن کے ساتھ اور افراط کی بیخوابی اور مُنھ اور آنکھون کی رنگت کا زرد ہونا اور جو رطوبت
خارج ہو اُسکا زرد ہونا اور اُسکی تلخی اور لذع اور حرارت اور خون کی علامت یہ ہے کہ صفرا کی نسبت زیادہ ثقل ہو اور ضربان یعنی
رگون کا لپکنا اور اُچھلنا اور منھ کا پھول جانا اور منھ اور آنکھون کی سرخی اور رگون کا پھول جانا اور بلغم کی علامت
یہ ہے کہ دونون کے اعتبار سے زیادہ گرانی اور ثقل ہو اور افراط سے نیند کا آنا اور اعضا کا ڈھیلا ہونا اور جو مرض
لاحق ہو اُسکا طول پکڑنا اور دیر تک ٹھہرنا اور سودا کی علامت یہ ہے کہ ثقل کم ہو اور فکر خراب ہو اور وہم و وسواس
زیادہ ہو اور منھ اور آنکھون کا رنگ مٹیالا اور تیرہ ہو یہ سب عارضی مزاجون کی حالتین ہین (جو مادے کے
عارض ہو جانے سے پیدا ہوتی ہین) اور اصلی اور پیدائشی مزاج پہلے فن سے دریافت ہو سکتے ہین اور سر کا منڈوانا
گردن کو فربہ کرتا ہے (اسلیے کہ منڈوانے کے بعد بالون کی غذا سر اور گردن کے اعضا مین صرف ہوگی اور بیان

مؤلف نے اسلیے اس بات کو بیان کیا کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ گردن کی فربہی جو سر کے مُنڈوانے سے پیدا
ہوتی ہے، دماغ کے اصلی مزاج پر دلالت کرتی ہے اور اصلی اور عارضی مزاج مین یہ فرق ہے کہ اصلی مزاج سب
اعضاء کے لیے ہوتا ہے اور سب کے مناسب ہوتا ہے **مین کہتا ہون** جتنی بیماریان کہ عضو عضو کے ساتھ
مخصوص ہین اُنمین تحقیق کے ساتھ اُسی وقت بات چیت ہو سکتی ہے جبکہ ہر ہر عضو کی موقع موقع سے تشریح
بھی کردیجائے لہذا ہر عضو کے بیان کرنے سے قبل اُسکی تشریح کا بیان کردینا ضروری امر ہے بشرطیکہ کلام اپنے
حد سے اور الفاظ کتاب کے حل سے متجاوز نہوجائے اسی لیے ہم لکھتے ہین کہ سر کے اجزاء ذاتیہ اور جو اُسکے
متصل ہین وہ یہ ہین پہلے بال پھر پوست پھر گوشت پھر جھلی پھر کھوپری پھر سخت جھلی پھر پتلی جھلی پھر دماغ یعنے
گودا اور تینون بطن اور جو کچھ اُنمین ہے پھر اُسکے نیچے دو نون جھلیان پھر شبکہ پھر وہ ہڈی جو دماغ کیلیے
بمنزلہ قاعدے کے ہے اور دماغ دو جوہرون کی طرف منقسم ہے ایک تو جوہر حجابی اور دوسرا جوہر مخی
اور اُن تجویفون کی طرف بھی منقسم ہے جنمین روح بھری ہے اور پچھے جو اُنمین ہین وہ بمنزلہ شاخون کے
ہین جو اُس سے پھوٹی ہین ایسا نہین ہے کہ وہ اُسکے خاص جوہر کے اجزا ہون اور پورا دماغ اپنے طول
مین دو ٹکڑے ہوگیا ہے اور یہ تنصیف دماغ کے حجابون اور مغز اور بطون تک مین نافذ ہے گو صرف
اگلے بطن مین دو ٹکڑون کا جُدا ہونا زیادہ محسوس ہے اور دماغ کے تین بطن ہین ایک تو یہ اگلا بطن اور یہ بڑا بطن
ہے اور تیسرا بطن پچھلا یہ بھی بڑا ہے اور دوسرا بطن جو درمیانی ہے ایکطرح سے جو دونون بطنون سے علاقہ رکھتا ہی
اور یہ بطن لانبا ہے اور اسکی چھت گولائی لیے ہوے ہے اب جسقدر ہمکو دماغ کے لیے بیان کرنے کی
ضرورت ہے اُسکے واسطے اسی قدر لکھدینا کافی ہے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے وتشویش فی افعالہا
تو اس تشویش کی مثال شیخ نے قانون مین اسطرح دی ہے کہ مثلاً قوت باصرہ اُس چیز کو دیکھے جسکا خارج
مین پتہ بھی نہین جیسے بھنگون کا اور شعلون کا نظر پڑنا اور علی ہذا لکمامین یہ بھی شرط ہے کہ یہ خرابی فقط آنکھ
کی خرابی سے نہو اور یہ کہ مثلاً قوت سامعہ ایسی آوازون کو سنے جسکا خارج مین پتہ نہین مثلاً کانون مین
ستورون کی آواز آئے یا ڈھول کی آواز یا ہواؤن کے سنسنانے کی آواز اور مثلاً یہ کہ قوت شامہ اُس
چیز کو سونگھے جسکا خارج مین پتہ نہین اور قوت متخیلہ ایسی باتون کا خیال کرے جسکا نشان بھی نہو اور قوت متفکرہ
ایسی باتون کو یاد کرے جو درحقیقت اس سے قبل نہین پائی گئین اور درو العرق جو مؤلف کے کلام مین ہے
اُسکے معنی رگ کے پھڑکنے اور حرکت کرنے کے ہین اور متن مین جو کچھ مباحث ہین وہ اپنے وضوح اور تبیان کیوجہ

شرح کے منتظر نہین ہین **مؤلف کہتا ہے** - **صُدَاع** یعنی درد سر - یہ ایک الم ہے جو سر کے اعضا مین
ہوتا ہے (کل اعضا مین یا بعض اعضا مین تفتیش یہ ہے کہ کبھی تو سر سے گردن کے اوپر کا حصہ مراد لیتے ہین
اور کبھی اُس سے کھوپری اور چار دن ہڈیان دیوار دن کی اور قاعدہ اور جو چیز کہ اسمین داخل ہے گودا اور
حجاب اور شبکے جرم اور رگین اور شریانین وغیرہ اور جو چیز کہ کھوپری پر اور اُسکی چاردیواری پر ہے باریک
پوست اور گوشت اور جلد محلل سے ان سب کا مجموعہ مراد لیتے ہین اور یہان پر سر سے یہی مراد ہے لیکن ہڈی
اور گودا الم کے قرینے سے نکلتا ہے کیونکہ منافی کو منافی ہونے کی حیثیت سے ادراک کرنے کو الم کہتے ہین
اور یہ دونون چیزین مدرک نہین ہین شرح اسباب مین ہے کہ جالینوس اور صاحب الکامل اور ابوسہل مسیحی کی
تعریف کے موافق الم کے یہ معنی ہین کہ طبعی حالت سے کوئی چیز غیر طبعی حالت مین مبتلا ہو جائے اور اس
خروج الی حالۃ غیر طبعیۃ کو الم کہتے ہین آور شیخ نے الم کی تعریف یون کی ہے کہ الالم ھو ادراک بالمنافی من
حیث ھو منافٍ یعنی منافی اور خلاف مقتضائے طبیعت شئی کو منافی ہونے کی حیثیت سے ادراک کرنا اور الم
کی یہی تعریف ٹھیک ہے کیونکہ بسا اوقات مدہوش آدمی کا کوئی عضو کاٹ دیا جاتا ہے یا زخمی کر دیا جاتا ہے
مگر اُسکو بیہوشی کی وجہ سے اسکا کوئی الم نہین ہوتا حالانکہ حالت طبعیہ سے خروج تو پایا گیا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ خروج بنسبت الم کے عام ہے اور تعریف بالاعم جائز نہین ہے آور لفظ وجع بھی الم
کے مرادف ہے یعنی الم اور وجع دونون ہم معنی ہین جیسا کہ جوامع اسکندرانیین کے چوتھے مقالہ مین مصرح
ہے آور کلیات قانون کی شرح مین علامۂ قرشی نے جو وجع اور الم مین یہ فرق بیان کیا ہے کہ الم بہ نسبت
وجع کے عام ہے کیونکہ الم مین جو کسی منافی کا ادراک ہوتا ہے وہ عام ہے اس سے کہ کسی قوت سے ہو
اور وجع مین اسکی قید ہے کہ یہ ادراک خاص حس لمس سے ہو انتہی تو یہ علامہ ہی کی خصوصیات فکر یہ سے
ہے ورنہ میری نظر سے تو جہان تک اگلے اور پچھلے حکماء کی کتابین گذری ہین مین نے تو کہین ان
دونون کے استعمال مین کوئی فرق نہین دیکھا انتہی کلامہ) ہر الم کا سبب یا تو سوء مزاج ہوتا ہے سادہ
ہو یعنی غیر مادی یا مادی آور یا اُسکا سبب تفرق اتصال ہوتا ہے یا دونون ساتھ ساتھ ہوتے ہین (یعنی
یہ بھی اور وہ بھی) جیسا کہ ورمون مین ہوتا ہے (کیونکہ ورم نہین پیدا ہوتا مگر مادے سے ورنہ عضو کا حجم
اور مقدار زیادہ نہو اور ہر مادے کے لیے ایک کیفیت فاعلی ذاتی ضرور ہوتی ہے جو عفونت کے حتقان
سے پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ جب ورم دو متضاد مادون سے جیسے بلغم اور صفرا ہے ایسی وجہ پر

مرکب ہوتا ہے کہ وہ دونون آپسمین ایک دوسرے کا تعادل کرین تو یہ ورم تفرق اتصال ہی کے
ساتھ ہوتا ہے کیونکہ مادہ جب عضو پر گرتا ہے تو اُسکے بعض اجزا کو بعض سے جدا کردیتا ہے تاکہ اپنے لیے
جگہ تلاش کرے کہ تداخل اجسام محال ہے) اور جو سوءِ مزاج تر ہوتا ہے وہ بمادتہ الم دیتا ہے اسطرح پر کہ
متبخر ہو جائے اور تمدد پیدا کرے اور اس تمدد سے تفرق اتصال پیدا ہوتا ہے اور جو سوءِ مزاج خشک ہوتا
ہے وہ دو طرح سے الم دیتا ہے بمادتہ بھی اور عضو کے سمٹنے سے بھی اور اس سمٹنے کو تفرق اتصال لازم ہے
(جسطرح مٹی سوکھکر پھٹ جاتی ہے) اور گرم اور ٹھنڈے سوءِ مزاج یہ دونون بمادتہ بھی مولم ہوتے
ہین اور بذاتہ بھی (کیونکہ الم ادراک ہے اور ہر ادراک محسوس سے اثر قبول کرلیتا ہے اور ہر انفعال فقط فاعل
ہی سے ہوتا ہے اور یہ دونون کیفیتین فاعلی ہین اور جالینوس کے نزدیک یہ دونون کیفیتین تفرق اتصال سے
مولم ہوتی ہین گرم کیفیت تو اسلیے کہ تحلیل کرتی ہے اور اجزاے متصلہ کو متفرق کرتی ہے اور تر کو خشک سے جدا
کرتی ہے اور ٹھنڈی کیفیت اسلیے کہ سمیٹتی ہے اور قبض کرتی ہے اور اسکو یہ لازم ہے کہ جدھر قبض ہوا ہے
اُدھر اعضا کھنچ جائین) اور سرد سوءِ مزاج چونکہ مخدر ہوتا ہے اسوجہ سے اسکا الم کم محسوس ہوتا ہے (جب عضو
سرد اور کثیف ہوجاتا ہے تو نفسانیہ کیفیت کی تاثیر اچھی طرح نہین قبول کرتا **مین کہتا ہون** دونون
پچھلے فنون مین غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ سب بیان اُنھین دونون کے مقاصد سے حل
ہوسکتا ہے یہان اسکی شرح کی چندان ضرورت نہین البتہ یہان صرف اسقدر سمجھ لینا چاہیے کہ سوءِ مزاج
تر اور خشک بالذات اثر نہین کرتے اسوجہ سے کہ یہ دونون کیفیتین انفعالی ہین اور ایلام یعنی الم پہونچانا
فاعلی کیفیت ہے ہان بمادتہ الم دیتے ہین **مؤلف کہتا ہے** دردسر کا سبب اگر بادی یعنی خارجی ہو
جیسے چاند پر چوٹ یا لاٹھی پڑنا یا گر کر سر مین ٹکر کھانا کہ یہ دونون تو تفرق کے باعث ہوتے ہین یا گرم
جھاپون مین یا گوشت مین یا باہر آمنہ
ہوائین ہون کہ دماغ مین گرمی پیدا کرتی ہین یا ہوا کی خنکی ہو یا شراب کا خمار ہو یا مباشرت کی کثرت ہو
یا ردی ابخرے ہون کہ باہر سے دماغ پر چڑھے ہین مثلاً گندے پانی سے اور مردار چیزون سے ابخرے
اُٹھین (کہ یہ ابخرے اپنی غلظت اور ثقل سے دماغ کی مزاحمت کرتے ہین اور اُسے بوجھل کردیتے ہین
اور اُسکو نہایت اذیت دیتے ہین اور اپنی حدت اور کیفیت کی ردأت سے بھی دماغ کو الم پہونچاتے
ہین کیونکہ یہ ابخرے بلا کسی آمیزش کے دفعۃً دماغ سے ملتے ہین اور اُسکو صدمہ پہونچاتے ہین) تو اسپر
یعنی اس خارجی سبب پر اسی سبب کا پایا جانا دلالت کریگا (مثلاً اگر ایسے مقام سے گذر ہو جہسان

بدبودار پانی اکٹھا ہے یا مردار جانور پڑا ہے اور درد سر ہونے لگے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکا سبب یہی بدبودار پانی
یا مردار ہے یا مثلاً گرم ہوائین چل رہی ہون اور درد سر پیدا ہو جائے تو یہی سمجھنا چاہیے کہ اسکا سبب
ہوا کی گرمی ہے (علی ہذا) اور اگر درد سر کا سبب بدنی (یعنی داخلی) ہو تو جو مزاجی ہے وہ تو اپنی علامتون سے
پہچانا جائیگا عام اس سے کہ مادی ہو یا غیر مادی یعنی سادہ (جیسا کہ گذر چکا) اور جو درد سر تفرق اتصال سے
پیدا ہوا ہے تو اُسپر چُبھنا اور گُڑنا اور وجع ثاقب (یہ وہ درد ہے جسمین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سرمین یا
جہان کہین ہو سوراخ کر رہا ہے) اور وجع ناخس (یہ وہ درد ہے جسمین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی میخ
ٹھونک رہا ہے) اور وجع اکّال (یعنی وہ درد جسمین کھجلی معلوم ہوتی ہے) اور خون کا بہنا اور کسی خارجی سبب
کا اس سے پیشتر واقع ہونا یہ سب باتین دلالت کیا کرتی ہین اور جو درد سر سددون سے ہوتا ہے (دماغ کی وریدون
یا شریانون مین) تو یہ مواد کے بند ہو جانے کی وجہ سے اور اُسکے کھنچنے سے درد پیدا کرتا ہے اور اسپر یہ علامتین
دلالت کرتی ہین مواد موجود ہو اور رُکا ہوا بھی ہو اور اُس مواد کا کھنچاؤ محسوس کیا ہو (تو معلوم ہوگا کہ یہ درد
سددون ہی کی وجہ سے ہے) اور جو درد سر حس دماغ کی قوت سے ہوتا ہے وہ اُس درد کے ساتھ جو حس دماغ
کی وجہ سے ہو اس بات مین شریک ہوتا ہے کہ ادنی منافی سبب سے پیدا ہو جاتا ہے (یعنی یہ دونون درد
اس امر مین شریک ہین کہ ادنی منافی سبب سے پیدا ہو جاتے ہین) مثلاً غذاؤن کا بخار ہے (یعنی ہضم
مثال ادنے سبب ۱۲
کے وقت) جو بدن سے عادۃً جدا نہین ہوتا اور اس امر مین مخالف ہوتا ہے کہ اسمین حواس صاف ہوتے
ہین اور دماغ کے افعال قوی ہوتے ہین (بخلاف اُس درد سر کے جو ضعف حس سے پیدا ہو کہ اسمین
حواس بھی صاف نہین ہوتے اور دماغی افعال بھی قوی نہین ہوتے) اور جو درد سر ریاح سے یا اُن ابخرون
سے پیدا ہوتا ہے جو بدنی ہون اور بہت زیادہ ہون اور تمدد پیدا کرین اور اتصال کو متفرق کرین وہ
رگون کے اُبھرے ہونے اور شہ رگون کے پھولے ہونے اور درد کے ایک جگہ نہ ٹھہرنے اور سیٹی
اور کان کے سوراخ مین آوازون کے پیدا ہونے سے معلوم ہوتا ہے پس اگر یہ باتین زیادہ ہون
تو دوار اور سدر ہے (دوار دماغ کا چکرانا اور گھومنا اور سدر آنکھون مین اندھیرا آجانا) اور جو درد سر
مقدم دماغ مین کیڑے کے پیدا ہو جانے سے ہوتا ہے (کہ یہ کیڑے دماغ مین لذع کرتے ہین اور
اپنی حرکت سے ایذا دیتے ہین) اسکی پہچان یہ ہے کہ ناک مین بدبو ہو (کیونکہ یہ کیڑے ایسی ہی رطوبت
سے پیدا ہوتے ہین جو غریب حرارت کی وجہ سے سڑ گئی ہو) اور کھجلی ہو (اکال بضم ہمزہ و تخفیف کاف

جھلی جو کیڑون کے کاٹنے سے پیدا ہوتی ہے) اور حرکت اور بھوک کے وقت درد کی زیادتی ہو (کیونکہ
بھوک اور حرکت کے وقت حرارت مشتعل ہوتی ہے اور ہیجان مین آتی ہے اور گرم ابخرے دماغ کی طرف
بہت چڑھتے ہین اور اسوجہ سے کیڑے ناگوار حرکت کرتے ہین) اور جو درد سر معدے کی شرکت سے
ہوتا ہے تو اسکی یہ پہچان ہے کہ اس سے بیشتر معدے مین کسی قسم کی خرابی اور مضرت ہو چکی ہو جیسے متلی
ہے اور بھوک کی کمی ہے اور ہضم کا فساد ہے یا ہضم کا ضعف ہے یا قوت ہاضمہ بالکل جاتی رہی ہے اور
اس درد کی ابتدا تالو سے ہوتی ہے (کیونکہ یہ معدے کے محاذی ہے اور جو چیز معدے سے سر کی طرف بلند
ہو گی وہ اپنی سیدھ پر جائیگی اور کبھی تالو سے کچھ ہٹکر درمیان مین پہونچ جاتا ہے (یہ اسوقت جبکہ سبب کو
مداومت ہو اور زیادتی ہو پس اسوقت متجاوز ہو کر یہانتک پھیلجاتا ہے) پھر اس سے گدی پر اتر آتا ہے
اور درمیان دونون شانون کے کیونکہ کثرت ابخرہ اور ضعف دماغ کی وجہ سے ابخرون کا تحلیل نہونا یہ
اسکا باعث ہوتا ہے کہ ابخرے سر کے رستون مین دوڑا کرتے ہین یہانتک کہ ان مقامات تک پہونچتے ہین
اور نزول سے یہ مراد نہین ہے کہ یہ ابخرے تالو سے جدا ہو کر اس مقام کو بوجھل کر دیتے ہین بلکہ یہ غرض ہے
کہ ابخرے یہانتک پھیل کر آتے ہین) اور اس دردسر کی حالت (شدت و ضعف) کھانا کھانے اور بھوکے
رہنے پر مختلف ہوتی رہتی ہے بخلاف صفراوی دردسر کے کہ یہ بھوک مین شدت پکڑتا ہے اور اسکے ساتھ
پیاس اور منھ کے مزے کی تلخی بھی ہوتی ہے اور بلغمی دردسر کھانا کھانے پر یا یہ کہ کھانا کھانے کے تھوڑی
دیر کے بعد شدت پکڑتا ہے اور اسکے ساتھ تھوک کی زیادتی اور پیاس کی کمی ہوتی ہے اور بسا اوقات ایسا
بھی ہوتا ہے کہ کھانا کھانے سے معدی دردسر کو تسکین ہو جاتی ہے اگرچہ بلغم سے ہو کیونکہ کھانا ابخرون
کو دبا لیتا ہے اس حال مین کہ دماغ سے ان ابخرون کو روکے ہوتا ہے اور جو دردسر جگر کی شرکت سے
ہوتا ہے وہ سر کی داہنی جانب کی طرف جھکا ہوتا ہے اور جو تلی کی شرکت سے ہوتا ہے وہ بائین طرف
جھکا ہوتا ہے اور جو گردے کی شرکت سے ہوتا ہے وہ پیچھے کے حصہ کی طرف جھکا ہوتا ہے اور جو مراق
(ایک جھلی ہے) کی شرکت سے ہوتا ہے وہ اگلے حصہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور جو رحم کی شرکت سے
ہوتا ہے وہ تالو کے بیچون بیچ ہوتا ہے اور یہ درد ولادت یا اسقاط کے بعد یا حیض کے رک جانے سے
ہوتا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اصلی عضو مین مضرت کا پیشتر ہونا ضروری ہے (یعنی جو دردسر کسی عضو کی
شرکت سے ہوگا تو اسکو یہ لازم ہے کہ اس عضو مین کسی قسم کی خرابی ہو) اور جو دردسر بخار کی وجہ سے

پیدا ہوتا ہے اُسکی یہ پہچان ہے کہ بخار کی زیادتی سے زیادہ ہوا ور بخار کے سکون کے وقت ٹھہر جائے
اور جو دوسر بحران سے ہوتا ہے اُسکی یہ پہچان ہے کہ اخلاط کے ہیجان سے پیدا ہوا ور ہیجان موقوف
ہونے (اور بحران ختم ہو جانے) پر جاتا رہے اور بحران کے وقت ہو (بموجب بحران ہے ہو) مین کہتا ہون سبب بادی
وہ سبب ہے جو خارج از بدن ہو چنانچہ اسکی تعریف گذر بھی چکی ہے اور بدنی وہ ہے جو داخلِ بدن ہو اور
سمائم مؤلف کے قول مین سموم کی جمع ہے گرم ہوا کو کہتے ہین اور زیادتی مباشرت سے اسلیے درد سر
ہونے لگتا ہے کہ یہ اعصاب کو خشک اور ضعیف کر دیتی ہے اور سبب بدنی مزاجی کی علامتون سے وہ
علامتین مراد ہین جو امزجۂ دماغ کی علامتون کے ساتھ اس بحث سے قبل معلوم ہو چکی ہین اور مؤلف
کے کلام مین الذی عن تفرق الاتصال سے وہ مزاجی سبب مراد ہے جو ایسے تفرق اتصال سے پیدا
ہو جسکا منشا کوئی خارجی سبب ہے اور دوخزاد نخس کی تعریف اس فن سے پیشتر گذر چکی ہے اور اوداج بتقدیم
واو ذدج کی جمع ہے اور ودجان بصیغۂ تثنیہ گردن کی دونون مشہور رگین ہین اور کیڑون کے پیدا ہونے
مین دماغ کے اگلے حصہ کو خاص طور پر اسلیے ذکر کیا کہ یہی جگہ دماغ مین ایسی ہے کہ کیڑون کے پیدا
ہونے کی جگہ سے نزدیک ہوتی ہے اسواسطے کہ کیڑا اکثر اوقات سر کے اگلے حصہ دو استخوان بینی کے منتہا
کے درمیان پیدا ہوتا ہے اور یہ جگہ مقدم دماغ سے دور نہین ہے بلکہ بہت ہی نزدیک ہے کیونکہ یہ دونون
مقام نرمی مین مشترک ہین اسی لیے ناک کا بدبودار ہو جانا اسکی علامت قرار دی گئی ہے اور یافوخ تالو
کو کہتے مین یہ وہ ہڈیان ہین جو سر کے اگلے حصہ مین پیشانی کے اوپر ہوتی ہین اور بچون کا تالو نہایت
نرم ہوتا ہے اور ہلتا رہتا ہے اور مراق کی تفسیر گذر چکی ہے (مراق بکسر میم وتشدید قاف اصل مین ایک
جھلی کے پردہ کا نام ہے جو پیٹ کی محسوس جلد کے نیچے ہے اور اسکے نیچے صفاق ہے اور اُسکے
نیچے پردۂ ثرب ہے اور پردۂ ثرب معدہ اور جگر اور طحال اور آنتون کو محیط ہے جب مادہ سودا معدہ یا طحال
وغیرہ مین جمع ہو جاتا ہے تو پردۂ مراق مین نفخ ہو جاتا ہے اور اس حالت مین اس مادہ سوداوی سے
بخارات اُٹھ اُٹھکر دماغ کو جاتے ہین اور حواس کو اور خیالات کو مختل اور فاسد کر دیتے ہین اور مالیخولیائے
مراقی اسی مرض کا نام ہے اور کبھی اسکو مراق بھی کہتے ہین بعض اطبا لکھتے ہین کہ زیادہ بخارات کے
چڑھنے سے اس مرض والے شخص کی گردن موٹی اور مضبوط ہوتی ہے اور شانہ مین سوزش کا ہونا بھی
اس مرض کو لازم ہے) **مؤلف کہتا ہے۔ علاج** ہم یہان ہر مرض کی دوائین لکھے دیتے ہین

مناسب ہے کہ جسوقت کھانسی لاحق ہو تو میٹھی دوائین اختیار کی جائین اور اگر طبیعت مین ایک قسم کی بستگی
ہو تو وہ دوائین اختیار کرین جو طبیعت کی نرم کرنے والی ہون اور جہان کہین ہم لوگ یہ کہتے ہین کہ
استفراغ واجب ہے تو ہماری یہ غرض ہوتی ہے کہ مواد کے پک جانے اور مجردون کے کھولنے اور طبیعت
کی تلیین کے بعد استفراغ ہونا چاہیے اور خلاصہ یہ ہے کہ جو قانون ہم پہلے فن مین ذکر کر آئے ہین اُسکے
موافق طریقہ استفراغ کو آسان کرلیا جائے (یعنی ترطیب اور ازلاق وغیرہ سے مادہ کو اس قابل بنالیا جائے
کہ آسانی کے ساتھ دفع ہو سکے) اور جسوقت دردسر کے ساتھ کسی اور عضو مین بھی درد اور الم ہو تو پہلے
اس عضو کا علاج کرلین (پھر دردسر کا علاج کرین) کیونکہ عضو کا درد دردسر کو اور بڑھا دیتا ہے (وجہ یہ کہ
کسی عضو کا درد ہو یہ دماغ کو بہت ضعیف کردیتا ہے اور جب دماغ ضعیف ہوتا ہے تو موذی کی اذیت
کو زیادہ قبول کرتا ہے اسکے علاوہ درد مواد کو برانگیختہ کرتا ہے اور حرکت مین لاتا ہے پس مواد دماغ کو چڑھتا
ہے اور دماغ اُسکو قبول کرلیتا ہے خصوصًا جسوقت کہ خود بھی اذیت مین ہو اور ضعیف ہو) اور اگر دردسر کے
ساتھ نزلہ ہو تو وہ چیزین نہ استعمال کیجائین جو استرخا پیدا کرین (جیسے لعاب وغیرہ ہین حالانکہ یہ چیزین
اذیت کو تسکین دیتی ہین اور دردسر کے تدابیر مین اذیت کی تسکین واجب ہے اور ان چیزون کے ترک
کردینے کا یہ سبب ہے کہ یہ چیزین دماغ کے جرم کو اور جھلیون وغیرہ کو سر کے اعضا مین سے لٹکا دیتی ہین اور
ایسی حالت مین اعضاے سر موذی کی اذیت کو بہت زیادہ قبول کرنے لگتے ہین اور نزلہ زیادہ ہوجاتا
ہے اسکے علاوہ یہ چیزین مواد کو تر کردیتی ہین اور مجاری کو لٹکا دیتی ہین اور اس سے نزلہ زور پکڑتا ہے) اور
ہر قسم کے تیل بھی ترک کیے جائین (کیونکہ تیل مسام کو بند کردیتے ہین اور اعضا کو لٹکا دیتے ہین اور اعضا
کو تر کرتے ہین اور اعضا کے مواد کو بھی مرطوب کرتے ہین اور ان وجوہ سے نزلہ اور بڑھتا ہے اور اسصورت
مین یا تو صرف اسہال پر اپنے علاج کو منحصر کرلیا جائے (اگر بدن مین فضلے بکثرت ہون) یا طبیعت کی تلیین پر
(تاکہ فضلے اور ابخرے دماغ سے نیچے کو میل کرین) اور مزاج کی تبدیل کرین (تبرید کے ساتھ مگر تبرید افراط سے
نہو کیونکہ تبرید سر کو اور عصبی اعضا کو مضر پڑتی ہے اور اس سے دماغ ضعیف ہوجائیگا اور دماغ مین فضلے بکثرت
جمع ہوجائینگے اور مسامات بھی بند ہوجائینگے اور ان سب باتون سے اذیت اور بڑھیگی) اور سر کی تقویت
کرین (تاکہ سر مین فضلون کی پیدایش کم ہوجائے اور تاکہ وہ ابخرون کو قبول نہ کرے اور جو فضلے دماغ
مین پیدا ہوچکے ہین وہ دفع ہوجائین اور جو مواد دماغ کی طرف متوجہ ہوچکے ہین وہ دور ہوجائین) اور

درد سر کے لیے یہ باتین مفید ہوتی ہین آرام اور آسایش اور ترک ریاضت اور ترک حرکات اور کم بولنا اور طبیعت کو نرم کرنا اور ہاتھ پانؤن کی مالش اور ہاتھ پانؤن کو نہایت گرم پانی مین رکھنا درد سر کے لیے نہایت نافع ہے اور رعادہ کے پوست کی ٹوپی سر پر رکھنا درد سر کو تسکین دیتا ہے اور اگر کسی شخص کو عادت ہو کہ یہی ٹوپی پہنا کرے تو اُسکو درد سر کبھی نہین عارض ہوتا (رعادہ ایک نوع کی مچھلی ہے جسکا ذکر شرح مین آتا ہے ترک حرکات مثل مباشرت و فکر و مشی وغیرہ درد سر کے لیے اسلیے مفید ہے کہ حرکت اخلاط کو ہیجان مین لاتی ہے اور اُنکو حرکت مین لاتی ہے اور اسوقت ابخرے دماغ کو چڑھتے ہین اور چونکہ دماغ کو الم اور اذیت کے سبب سے ضعف عارض ہو چکا ہے اسوجہ سے وہ ابخرون کو قبول کریگا اسکے علاوہ وہ حرکت اذیت پائے ہوے دماغ کے ضعف کو اور زیادہ کرتی ہے کیونکہ دماغ تمام حرکات کا مبدء ہے اور سکون کے وقت اکثر دماغیہ قوتین راحت و آرام پاتی ہین اور بات کم کرنا اسلیے مفید ہے کہ بات کرنے کے وقت دماغ کے قریب کے اعضا حرکت کرتے ہین اور اسوجہ سے دماغ گرم ہو جاتا ہے اور مواد اُسکی طرف کھنچ جاتا ہے اور طبیعت کی تلیین اسلیے مفید ہے کہ تلیین مواد کو نیچے کی طرف مائل کرتی ہے اور مواد کو دفع کرتی ہے اور آنتون کے ثقل کو دور کرتی ہے پس اُنمین مواد بند نہین رہتا کہ اُس سے ردی ابخرے اُٹھکر دماغ کو چڑھین اور مالش اسلیے مفید ہے کہ مالش بدن مین گرمی پیدا کرتی ہے اور گرمی پیدا کرکے مواد کو اوپر سے نیچے کو جذب کرتی ہے اور تحلیل کرتی ہے اور گرم پانی مین ہاتھ پانؤن کا رکھنا اسلیے مفید ہے کہ گرم پانی اپنی حرارت سے مواد کو جذب کرتا ہے اور تحلیل کرتا ہے اور اپنی رطوبت سے عضو کو ڈھیلا کرتا ہے اور اُس مواد کے قبول کرنے کا قابل بناتا ہے جو اُسکی طرف جذب ہو کر آئے) **مین کہتا ہون**

ترش چیزین کھانسی کو مضر پڑتی ہین اسوجہ سے کہ رستون کو روکدیتی ہین اور ترش چیز خصوصًا سرکہ درد سر کو موافق نہین ہے اسلیے کہ وہ روح کی روانی کھودیتا ہے لہذا سرکہ وغیرہ کا درد سر مین بلا کسی خاص سخت ضرورت کے ہرگز نہ استعمال کرے اور سر کے پچھلے بطن مین سرکہ کو ہرگز نہ لگائے کیونکہ اسی مقام سے جنبش کرنے کے پٹھے اُگے ہین اور سردی سے پٹھون کو بہت زیادہ مضرت ہوتی ہے شیخ نے لکھا ہے کہ ترش غذائین بھی درد سر والون کو مضر ہین البتہ جو درد سر معدہ کی شرکت سے ہو اور یہ ترش غذا ایسی ہو کہ فم معدہ کی دباغت کرے اور اُسکو قوت دے اور صفراء کو فم معدہ پر گرنے سے روکے تو ایسی حالت مین مضرت نہ کریگی اور واضح ہو کہ گذشتہ بیان خود کافی ہے مصنف کو یہان یہ بیان کرنا ضرور نہ تھا کہ

مادہ پک جانے کے بعد استفراغ مراد ہے آور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے کہ اگر سر مین بھی درد ہو اور کسی اور نزدیک کے عضو مین بھی تو پہلے اُس عضو کا علاج کرین اسکی یہ وجہ ہے کہ عضو کا درد درد سر کو اور بڑھا دیتا ہے اور کم از کم اتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ سونے نہین دیتا اور بیداری درد سر لاتی ہے آور مؤلف نے نزلہ کے وقت استرخاء پیدا کرنے والی دوائون اور روغنون کے استعمال سے اسلیے منع کیا ہے کہ یہ چیزین نزلہ کو اور بڑھا دیتی ہین آور حرکتون کے ترک کرنے کو جہان منع کیا ہے اُسمین جماع کرنا اور غور کرنا وغیرہ سب شامل ہین کیونکہ درد سر کے وقت زیادہ تر جماع کرنے اور غور کرنے سے روکا جاتا ہے آور ہاتھ پیر کی مالش اور اُنکا گرم پانی مین رکھنا یہ سر سے مادہ کے جذب کرنے کا ایک حیلہ ہے اور اسی طرح ہاتھ پیرون کا باندھ دینا ہے (کہ اسمین بھی مادہ اُسی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور سر کو چھوڑ دیتا ہے) آور رعادہ ایک مچھلی ہے جب مچھلی پکڑنے والا اُسے اپنے ہاتھ مین لیتا ہے تو اُسکے ہاتھ کانپنے لگتے اور سُن ہو جاتے ہین اور اسی وجہ سے اسکا نام رعدہ ہوا ہے اور اسکی جلد کی ٹوپی جو درد سر کو تسکین دیتی ہے اُسکی یہی وجہ ہے کہ اسکی جلد سُن پیدا کرتی ہے جو درد سر کو محسوس نہین ہونے دیتی لیکن جالینوس نے لکھا ہے کہ یہ جو لوگون مین مشہور ہے کہ اسکا سر پر رکھنا درد سر کو تسکین دیتا ہے اسکا مین نے تجربہ کیا مگر غلط نکلا (اسکے بعد مین نے جو غور کیا تو یہ سمجھ مین آیا کہ اسکو زندہ ہی سر کے پاس لیجاؤن چنانچہ اسنے اپنا اثر کیا اور درد سر کو نفع بخشا انتہی کلامہ) **مؤلف کہتا ہے۔ گرمی کے درد سر کے علاج مین اشربہ تو یہ ہین** آلو بخارے کا شربت یا املی کا شربت یا لیمو کا شربت کوئی لیمو ہو شربت نیلوفر یا شربت بنفشہ کے ساتھ (شربت بنفشہ کے ساتھ اسلیے کہ اکثر سر کے اعضا عصبی ہوتے ہین اور ترشی اپنی لذع اور تقطیع اور تبریہ سے انھین مضر پڑتی ہے اور دماغ کو بھی ضرر ہوتا ہے لہذا اسکے ضرر کا تدارک اُس چیز سے کرنا چاہیے جسمین گرمی کے درد سر کے لیے تسکین ہو) یا ترش خیسانده یا شیرین خیسانده شکر یا شربت نیلوفر یا شربت بنفشہ کے ہمراہ یا لعاب اسبغول شربت آلو بخارا کے ساتھ (قبض کے وقت) یا چوکے اور نیلوفر کے شربت کے ساتھ (تلیین کے وقت) **اور غذا مین یہ ہین** انار دانے یا آلو بخارے کا اوگرا (یہ مزورہ کا ترجمہ ہے اور مزورہ مشورہ کے وزن پر ایک قسم کی نرم غذا ہے جو بیمار کو تسلی کے لیے پکا دیتے ہین اُسکی ہندی اوگرا ہے) یا املی کا اوگرا یا پالک کے ساگ کا اوگرا یا خرفہ کا اوگرا یا خبازی کا اوگرا یا بقلۂ یمانیہ کا اوگرا عام اس سے کہ سادہ ہو (جبکہ کھانسی ہو) یا لیمو کے عرق یا خام انگور کے عرق مین

ترش کیا ہوا ہو (یہ اُسوقت جبکہ کھانسی نہو کیونکہ یہ دونون عرق دردسر کو اپنی برودت سے تسکین دیتے ہین
اور سر کی طرف ابخرون کو نہین چڑھنے دیتے کیونکہ یہ دونون برودت بھی پیدا کرتے ہین اور ایسا خون بھی پیدا کرتے ہین
جو خشکی کیطرف مائل ہوتا ہے اور قوت قبض سے فم معدہ کو قوت دیتے ہین اور اسی وجہ سے محرورون کو بھی تنگ کرتے ہین) اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ شوربے جوزون کے ساتھ یا بکری یا مینڈھے کے گوشت کے ساتھ استعمال کیے جاتے
ہین مگر یہ اُسوقت جبکہ بخار نہو یا یہ کہ بخار ہو مگر ضعف ہوجانے کا اندیشہ نہو **لگانے کی دوائین یہ ہین**
بَرَوْدِ یعنی لگانے کی ٹھنڈی دوائین یہ ہین گلاب اور صندل یا شاہ چینی (شاہ چینی پتلی پتلی پٹریان ہین کہ
چین مین ایک ٹھنڈھی گھانس کے عصارہ سے بنائی جاتی ہین اور بعض کے نزدیک یہ پسی ہوئی اور گندھی
ہوئی مٹھدی ہے) خواہ سرکہ کے ساتھ خواہ سادہ (یعنی بلا سرکہ) اور یہ اُسوقت جبکہ دردسر کے ساتھ بیداری
ہو (کیونکہ سرکہ دماغ مین خشکی پھیلائیگا اور بیداری کو اور بڑھائیگا) مگر ان دواؤن کا استعمال کتان کے کپڑے
مین لت کرکے کیا جائے (کپڑے کی تو یہ ضرورت ہے کہ بردو کو بہجانے سے روکے رہے اور ہوا اُسکی
قوت اور تری کو جذب نہ کرلے اور دماغ مین دیرتک لگے رہنے سے اسکا اثر پورا پورا ہو اور کتان کا کپڑا ہونیکی
یہ ضرورت ہے کہ یہ سب کپڑون سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے پس دوا کی ٹھنڈک مین اسکی ٹھنڈک ملکر پورا اثر
کریگی) **لیپ** جو اور گل بنفشہ کوٹے ہوئے اسپغول کے لعاب مین گندھے ہوئے گلاب کے ساتھ انکا
لیپ کیا جائے اور بسا اوقات خدر کرنے کے لیے اسمین پوست خشخاش بڑھا دیتے ہین) یہ اُسوقت جبکہ
سخت درد ہو) اور اکثر اس ضماد کو بھنگ کے بیجون سے بلکہ کچھ تھوڑی سی افیون سے زعفران ملاکر قوی
کیا جاتا ہے (یہ بھی اُسوقت جبکہ سخت درد ہو اور اس قوی کرنے کی یہ ضرورت ہے کہ اذیت دردسر کو اور
بڑھا دیتی ہے کیونکہ قوتون کو ضعیف کرڈالتی ہے اور سر کی طرف مواد کھنچنے لگتے ہین لہذا اذیت کو تسکین
دینا چاہیے گو مخدر چیزون سے ہو اور مخدر چیزین کئی وجہ سے درد کو تسکین دیتی ہین ایک تو اسلیے کہ روحون
کے منافذ کو اپنی شدید برودت سے بند کردیتی ہین اور پٹھون کو کثیف کردیتی ہین اور اُسوقت قوت حساسہ
اُنمین نفوذ نہین کرسکتی اور منافی کا ادراک اور شعور جاتا رہتا ہے یا کم ہوجاتا ہے دوسرے اسیلیے کہ مخدر
چیزین اپنی ٹھنڈک سے جوہر روح کو غلیظ کردیتی ہین اور مسالک مین روح کو نافذ نہین ہونے دیتین اور اسوجہ
سے منافی کا شعور روح کو نہین ہوتا تیسرے یہ کہ کسی چیز کا حس فقط اعتدال کے سبب سے پورا ہوتا ہے اور
مخدر چیز زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہے اسوجہ سے قوت حس کو ضعیف کرڈالتی ہے اور افیون کے ساتھ زعفران

ملانے کی یہ ضرورت ہے کہ افیون اکثر اپنی تخدیر اور تبرید کی زیادتی سے آنکھوں کی تاریکی اور سستی اور بعض دفعہ سکتہ کی مورث ہوتی ہے پس جسوقت زعفران ملالی جائیگی تو اُسکی مضرت کم ہو جائیگی) اور پیشانی پر قرص مثلث کو گلاب میں حل کرکے لگانا درد کو تسکین دیتا ہے اور نیند لاتا ہے (کیونکہ اسمین قوی تخدیر ہوتی ہے اور قرص مثلث کا بیان تفصیلی شرح میں آتا ہے) **نطول** یعنی تریڑا (کہ ٹھنڈک پہیلاتا ہے اور نیند لاتا ہے اور درد کو تسکین دیتا ہے اور جلد کو نرم کرتا ہے اور اخلاط اور ابخروں کو تحلیل کرتا ہے) کوکابیلی کے پھول اور بنفشہ کے پھول اور خبازی کے پھول اور پوست خشخاش اور جو بے چھلے ان سب ادویہ کو جوش دیکر اسکے پانی سے سر پر تریڑا دیا جائے (تاکہ یہ پانی جسنے دوائوں کی قوت حاصل کرلی ہے سر کے راستون مین نفوذ کر جائے) اور اسکی بھاپ پر سر کو جھکایا جائے (تاکہ اس پانی کی اُٹھی ہوئی بھاپ سر کی گہرائی تک پہونچکر اپنا اثر کرے) اور اسکے ثفل کا لیپ کر دیا جائے (تاکہ دیر تک سر پر باقی رہے اور پورا اثر کرے) **مشمومات** یعنی **درد سر مین سونگھنے کی دوائین** عرق گلاب عرق بید مشک عرق نیلوفر سرکے کے ساتھ (یہ چیزین سر مین ٹھنڈک پھیلائینگی کیونکہ جو ہوا انکی خوشبوؤن کی کیفیت حاصل کریگی وہ سر کے عمق تک پہونچکر اپنا پورا اثر کریگی) اور اگر درد سر کے ساتھ بیداری بھی ہو تو ان عرقون کو روغن بنفشہ اور روغن نیلوفر اور روغن کاہو کے ساتھ استعمال کیا جائے (کیونکہ روغن بنفشہ اور روغن نیلوفر یہ دونون دماغ کو تر کرتے ہین اور عصاب کو لٹکاتے ہین اور روح کو اپنی ترطیب اور تبرید سے غلیظ کرتے ہین اور روغن کاہو نیند لاتا ہے اور اپنی تخدیر سے درد کو تسکین دیتا ہے اور دو طرح سے اسکا تیل نکالا جاتا ہے ایک تو یہ کہ اسکے بیج کوٹ ڈالے جائین پھر انپر گرم پانی کا چھینٹا دیا جائے اور پسی ہوئی تلی کی طرح انکو نچوڑ لیا جائے اور دوسری ترکیب یہ ہے کہ کاہو کی پتی کوٹ ڈالی جائے اور اسکا پانی نچوڑ لیا جائے اور اسمین تلی کا تازہ تیل اضافہ کیا جائے اور تیز آنچ پر پکایا جائے یہانتک کہ پانی جل جائے اور تیل رہجائے) اور اکثر اوقات اسکو تھوڑی سی افیون سے اسکی مصلح یعنی زعفران کے ہمراہ قوی کر لیا جاتا ہے (یہ اُسوقت جبکہ بیداری زیادہ ہو) اور کبھی کوکابیلی کے پھولون اور بنفشہ کے پھولون اور خبازی اور اُسکے پانی اور بید کی پتی اور اُسکے پھولون سے تقویت کیجاتی ہے اور گھر مین چھڑکاؤ کیا جائے (تاکہ ہوا چھڑکے ہوے پانی سے بھی برودت حاصل کرے جس سے استنشاق کے وقت دماغ مین برودت پہونچ جائے) اور گھر مین فوارون کو بڑھایا جائے (خواہ وہ برتن سے ہو جس سے پانی آواز کے ساتھ گرے اور یہ عمل اسلیے کیا جائے کہ پانی ہوا کو ٹھنڈا کرے اور اسکی آواز

نیند لائے اور نیند دہ ہو بلکہ کل دردون کی دوا ہے کیونکہ جتنی قوتین ہین اُن سب کو راحت پہونچتی
ہے خصوصًا دماغی قوتون کو) اور اس مریض کو پانی کے قریب بٹھلایا جائے (کیونکہ پانی کے قرب وجوار
کی ہوائین سرد تر ہوتی ہین) اور دموی اور سوداوی دردسر کے لیے کافور کا سونگھنا نہایت مفید اور نافع
ہے مین کہتا ہون گرم دردسر سے مؤلف کی مراد وہ دردسر ہے جو مادی نہو بلکہ سادہ ہو اسی طرح
سرد اور تر اور خشک دردسر سے بھی یہی غرض ہے مؤلف نے ان سب کو علی الترتیب متن مین لکھا ہے
اور سادہ دردسر اسلیے مراد ہے کہ مؤلف نے مادی دردسر کے بیان مین ان سب تدبیرون کو مع تدابیر
تنقیہ لکھا ہے اور اسکے لیے جو اشربہ مؤلف نے لکھے ہین وہ سب بہتر اور عمدہ ہین لیکن سب سے بہتر
شربت بنفشہ اور شربت نیلوفر ہے کیونکہ اول تو ان دونون مین لطافت اور تفریح ہے دوسرے دردسر
اور ترش چیزون مین ایک قسم کی مخالفت اور منافرت ہے اور آلو بخارے مین یہ خرابی ہے کہ یہ معدہ کو
لٹکا دیتا ہے اور معدہ کے ضرر مین دماغ کا بھی ضرر ہے کیونکہ یہ دونون باہم مشارک ہین اسی طرح جو مؤلف
نے جو غذائین لکھی ہین اُنمین بھی قریب قریب یہی گفتگو ہے اور مؤلف نے اشربہ اور اغذیہ مین کسی قسم کی تفصیل
اسلیے نہین کی کہ یہ طبیب کے اختیار مین ہے وہ خود اسمین تفصیل کرلیگا اور جو دوائین لگانے کی ہین اُنکو
دماغ کے اگلے حصہ مین تالو کے قریب جہان پر دماغ کی درز کھلی ہے لگانا چاہیے اسوقت البتہ جو چیزین
کھینچنے والی ہین وہ دماغ مین کھینچینگی اور دماغ کا جو پچھلا حصہ ہے وہ ایک سخت ہڈی ہے اگر مریض وہان
دوا رکھیگا بھی تو فائدہ کیا خاک ہوگا اور دردسر مین سر بھی مُنڈا دینا چاہیے کہ اس سے دوا کی قوت کے
سرایت کرنے مین بڑی مدد ملیگی اور دوا کی سرایت مین یہ بات بھی مدد دیتی ہے کہ تالو کو آٹے یا نمدے سے گھیر دیا جائے
تاکہ وہ رقیق دواؤن کو دماغ سے ادھر اُدھر بہنے سے روک لے اور دماغ اچھی طرح سے اُن دواؤن
کو چوس لے اور ہوا جلدی سے اُنکو سکھا نہ سکے اور بردو اگرچہ ہر برودت پہونچانے والی دوا کو کہتے ہین
لیکن اکثر آنکھ کی دواؤن مین یہ لفظ کہتے ہین اور دواؤن کو کسی بہنے والی چیز مین ملاکر نرم کر لینے اور
عضو پر لیپ کرنے کو ضماد کہتے ہین اسی طرح طلا بھی وہ دوا ہے جو عضو پر لیپ کیجائے مگر دونون مین
فرق یہ ہے کہ طلا بہ نسبت ضماد کے رقیق ہوتا ہے اور لیپ کرنے مین ہاتھ کا ساتھ دیتا ہے اور اُسکے
ساتھ ساتھ چلتا ہے بخلاف ضماد کے اور کماد بکسر کاف عضو کے سینکنے کو کہتے ہین بشرطیکہ جس دوا سے
سینکین وہ خشک ہو جیسے مرض قولنج مین گرم نمک یا گرم بھوسی کی پوٹلی سے سینکا جاتا ہے اور نطول کے

یہ معنی ہین کہ دوائون کو جوش دیکر عضو پر ڈالا جائے نیز اُس کپڑے کو بھی کہتے ہین جو کہ جوش شدہ دوائون مین
ڈبو کر عضو پر پھیرا جائے آور نطول اور سکوب مین کچھ ایسا فرق نہین ہے کیونکہ سکوب کے بھی یہی معنی ہین کہ
تھوڑی تھوڑی دوا عضو پر ڈالی جائے آور اقراص شلنہ کا نام قرص صداع ہے اور اسکا نسخہ یہ ہے افیون
مصری اور مرصاف اور لادن اور کافور ہر ایک ڈیڑھ ڈیڑھ درہم اور کندر اور لائی اور امک (یہ ایک مرکب دوا ہے)
اور گل ارمنی ہر ایک پانچ درہم زعفران اور تخم بھنگ اور بادنجان کی جڑ کا پوست ہر ایک ڈھائی درہم ان سبکو
کوٹ چھانکر گلاب یا عرق کاہو مین گوندھ لیا جائے اور تین ٹکیان بنالی جائین اور ٹکیان خشک کر لیجائین
اور ضرورت کے وقت تھوڑا گلاب ڈال کر اُنکو تر کر لیا جائے یا کاہو کی پتی کے عرق مین یا سرکے مین
تر کر لیا جائے اور پیشانی پر اور کنپٹیون پر رکھا جائے یہ عمل نیند نہ آنے اور گرم درد سر اور آدھا سیسی کو نہایت
مفید ہے اور سُلا نیند لاتا ہے آور خرارات وہ ظروف ہین جو خاص اس کام کے لیے بنائے جاتے ہین
کہ اُنسے پانی گرایا جائے صحاح مین ہے کہ خریر پانی کی آواز کو کہتے ہین آور خرارہ وہ چشمہ جو جوش مار کے
پانی کو ابھارے **مؤلف کہتا ہے - سردی کے درد سر کا علاج - اسمین ان اشربہ**
کا استعمال ہونا چاہیے - اسطوخودوس یعنی دھارو کا شربت تنہا گرمی پیدا کرتا ہے اور زیادتی کی سردی
کو دور کرتا ہے) یا لیموے شربت کے ساتھ اگر پیاس کا اندیشہ ہو (یعنے اسطوخودوس کی حرارت کی وجہ سے
اور اسکے ملانے کی یہ ضرورت ہے کہ لیمو معدے کی سوزش کو تسکین دیتا ہے اور پیاس کو قطع کرتا ہے)
ان دونون شربتون کو گرم پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے (کیونکہ گرم پانی ٹھنڈے مزاج کو اپنی حرارت
سے بدل دیتا ہے اور دست آور بھی ہے کیونکہ ثقل کو نرم کرتا ہے اور غلیظ مادے کے قوام کو رقیق کرتا ہے
اور معدے اور آنتون کے جرمون مین استرخا پیدا کرتا ہے جس سے یہ جرم کشادہ ہو جاتے ہین اور
فضلے پھسل جاتے ہین) یا میٹھا جوشاندہ یا منضج جوشاندہ یا گلقند شکر کا یا شہد کا کیونکہ یہ طبیعت کا ملین ہے
اور تسخین کرتا ہے) یا خمیرہ بنفشہ گرم پانی کے ساتھ یا میٹھے جوشاندے کے ساتھ یا اسطوخودوس اور ملٹھی
اور پرسیاؤشان کا جوشاندہ یا ملٹھی کا عرق شکر یا گلقند ملا کر استعمال کیا جائے **اور غذائین یہ ہین**
نیمبرشت انڈے کی زردی یا ہلیون (یعنی ناگرون کہ گرڑھ کے تیل مین بھنی ہو) یا شہد گیہون کی روٹی
کے ساتھ یا چوزے ابلے ہوے اور بریان کیے ہوے (چکنائی کے ساتھ پانی مین پکانے کے بعد)
سوکھا دھنیا دیے ہوے (کیونکہ سوکھا دھنیا تھوڑی سی تسخین کی طرف مائل ہے اور بخار کے چڑھنے کو

نافع آتا ہے) **لگانے کی دوائین یہ ہین** سوسن آزاد کا تیل (یہ سوسن سفید ہوتی ہی) یا چنبیلی کا تیل یا زیتون کا تیل جسمین لادن اور عنبر پڑا ہو لگا یا جائے اور لونگ کو چنبیلی کے تیل مین چرب کر کے اور پیسکر سر پر چھڑکین (کیونکہ لونگ سرد دماغ کو قوت دیتی ہے اور لت کر کے لگانے سے گرمی پیدا کرتی ہے) **سینک** گرم بھوسی (کیونکہ یہ اپنی خشکی سے قوت اور حرارت کی حفاظت کرتی ہے اور عضو پر موجود رہنے سے اسکی تاثیر قوی ہوتی ہے) اور کبھی اس بھوسی مین تھوڑا سا نمک بڑھا دیا جاتا ہے (یہ اسوقت جبکہ زیادہ تسخین مقصود ہوتی ہے کیونکہ نمک مین بہت حرارت ہوتی ہے اور اسکا فعل اسکے مزاج پر معین ہوتا ہے) اور گرم کیے ہوے کپڑے کی سینک بھی نفع بخشتی ہے **ضماد** (یعنی لیپ) خطمی اور تخم کتان (یعنی السی کے بیج) تھوڑی سی زعفران اور مُر کے ساتھ ان سب کو ملا کر لیپ کیا جائے اور کبھی اسمین شمہ بھر افربیون کہ ایک گھانس کا دودھ ہے زیادہ کیا جاتا ہے اور کبھی ایسی چیزون کی بھی ضرورت پڑتی ہے جو مخدر ہون مثل پوست خشخاش کے اور کبھی بڑھتے بڑھتے افیون تک پہونچتے ہین **نطول** یعنی تریڑا بابونہ اور خطمی اور ناخونہ اور دونے مروے اور غار کی پتی اور دھارو اور خشخاش کے پوست کے جوشاندہ سے تریڑا دیا جائے اور جھک کر اسکی بھاپ لیجائے **مشمومات** یعنی سونگھنے کی دوائین مشک اور عنبر اور غالیہ (مرکب خوشبو ہے) اور اگر یا تو الگ الگ اور یا سب ملا کر اترنج کی پتی اور مروے کی پتی اور لونگ اور ان سب دواؤن سے ایک سیب کی ترکیب دیجائے اور اسکو خوب سونگھا جائے (کہ یہ درد سر بارد کا علاج ہے) اور افربیون اور افیون اور مشک اور زعفران **مین کہتا ہون** وردمربے سے مؤلف کی مراد گلقند ہے اور بنفسج مربے سے خمیرہ بنفشہ اور اسکی تربیت کا بھی وہی قاعدہ ہے جو گلقند کا اور یہ مؤلف نے کہا ہے مَسلُوقٌ مُطجَنٌ اس سے یہ غرض ہے کہ مرغ کے جوزے مین یہ دونون باتین ہونی چاہیئن اطرحپر کہ اول اسکو ابال لیا جائے پھر بھون لیا جائے کیونکہ بغیر ابالے بھون لینے سے پیاس لگتی ہے اور ابالا ہوا بغیر بھنے ہوے رطوبت پیدا کرتا ہے اور سلق کے معنی یہ ہین کہ پانی مین تھوڑا جوش دے لیا جائے اور تطجین کے معنی گھی یا تیل مین بریان کرنے کے ہین جوہری نے صحاح مین لکھا ہے کہ طجن اور طاجن توے کو کہتے ہین جسپر کسی چیز کو چرب کیا جائے (اور جسپر روٹی پکتی ہے) اور طجین اور طاجن دونون معرب ہین (یعنی فارسی ہین مگر عربی مین مستعمل ہین) کیونکہ حرف طاء اور حرف جیم یہ دونون عرب کے اصلی کلام مین جمع نہین ہوتے اور ہمنزہ دستقدیم

زاے معجمہ) اُس چیز کو کہتے ہین جسمین بیج یا گرم مصالحہ ڈالا جائے یا خوشبودار چیزین ڈالی جائین جیسے
الائچی وغیرہ ہے **مؤلف کہتا ہے خشکی کے دردسر کا علاج پینے کی چیزین**
یہ ہین جلاب (شکر سے بنا ہوا) گلاب کے ہمراہ یا صرف شربت نیلوفر یا شربت بنفشہ اور لعاب اسبغول
کے ساتھ یا آش جو شکر کے ساتھ یا اسبغول ٹھنڈے پانی اور شکر کے ساتھ **غذائین یہ ہین** دودھ
پیتے بکری کے بچے کا گوشت یا بھیڑ کے بچے کا گوشت یا موٹی اور فربہ مرغیون کا گوشت یا مرغ کے
فربہ چوزے اُبلے ہوے (تاکہ رطوبت پیدا کرین) انار کے دانون کے ہمراہ یا پتھریلے ندیا کی مچھلی
یا نیمبرشت انڈے کی زردی یا پالک کا ساگ یا خبازی یا سویان میٹھے بادام کے تیل کے ہمراہ **لگانے**
کی دوائین یہ ہین روغن بنفشہ (اسکے نکالنے کی کئی ترکیبین ہین ایک ترکیب تو یہ ہے کہ بنفشہ مین سے
تنکے وغیرہ چن ڈالے جائین اور پتیلی مین ڈالدیا جائے اور اسمین تلی کا تازہ تیل چھوڑا جائے اور نرم آنچ مین جوش
دیا جائے یہانتک کہ اُسکے ثفل مین سے سب قوت کھنچ آئے پھر نچوڑلین اور ثفل کو پھینکدین اور دوسری
ترکیب یہ ہے کہ بنفشہ کو تلی کے تازہ تیل مین ڈالدیا جائے اور بہت دن تک دھوپ مین رکھا جائے یہانتک
کہ اُسکی قوت سب کھنچ آئے اور تیسری ترکیب یہ ہے کہ بنفشہ کو چھلے ہوے بادام یا تلی کے ہمراہ نئے ٹاٹ کی
تھیلی مین تین چار دن تک رکھا جائے پھر نکالکر تھیلی پر پھیلا دیا جائے یہانتک کہ خشک ہو جائے اور خشک
ہو جانے کے بعد پھر تھیلی مین رکھدیا جائے اور اسی طرح تین چار بار کیا جائے اُسکے بعد بادام یا تلی کو پیس لیا جائے
اور اُنسے تیل نچوڑلیا جائے) اور روغن نیلوفر اور روغن کدو (یہ تیل اسطرح نکلتا ہے کہ تازی لوکی کوٹ ڈالی جائے
اور اُسکا پانی نچوڑلیا جائے اور اُسکے ہر چار جزکے لئے ایک جز تلی کے تیل کا لیا جائے اور نرم آنچ مین پکایا
جائے یہانتک کہ پانی جلجائے اور تیل رہجائے اور کبھی اسکے بیجون کا بھی تیل نکالتے ہین اور اُسکا یہ طریقہ
ہے کہ بیجون کو چھیل کر کوٹ ڈالین اور اُسپر گرم پانی کا چھینٹا دیکر تلی کی طرح نچوڑلین) خواہ ان روغنون کا
استعمال الگ الگ ہو یا سب کو ملاکر ہو اور گلاب اور کھیرے اور بید کا عرق اور کبھی سر پر لوکی یا کھیرے کے
چھلکے تو پ لیے جاتے ہین اگر خشکی حرارت کے ساتھ ہوتی ہے اور نیمگرم دودھ کا سر پر ٹپکانا سر منڈوانے کے
بعد مفید ہوتا ہے (دودھ کا ٹپکانا اسلیے مفید ہے کہ دودھ رطوبت لاتا ہے خصوصًا شیر گرم کیونکہ اپنے ہتر جانے
کی وجہ سے ترطیب پر معین ہوتا ہے اور سر منڈوانے کے بعد اسلیے کہ سر منڈوانے کے بعد دوا اپنا اثر
پورا کرتی ہے کہ بال دوائین اور سر مین حائل نہین ہوتے) اور اسکے بعد بہت جلد سر سے دودھ کو دھو ڈالنا چاہیے

(تاکہ اسکی دہنیت اور چپنیت سے مسام بند ہو جائین) **نطول** یعنی تڑیڑا خبازی اور بنفشہ اور جو کا جوشاندہ
اور نصف حصہ روغن بنفشہ نیم گرم سر مُنڈوانے کے بعد سے اونچے سے تڑیڑا دیا جائے اور کبھی روغن بادام
اور روغن بنفشہ کان اور ناک مین ٹپکایا جاتا ہے اور اُسکو سُڑکا جاتا ہے اور رطوبت بخشنے والا حمام اسکے
واسطے نہایت نافع چیز ہے **ضماد** یعنی لیپ جو کا آٹا اسپغول کے لعاب کے ساتھ بید کی پتی کے پانی
مین **دوسرا لیپ** لوکی اور شکر اور نشاستہ اور روغن بادام شیرین کا حلوا سر مُنڈوا کر سر پر اسکو تھوپ دیا
جائے **مشمومات** یعنی سونگھنے کی دوائین یہی بیان کیے ہوے تیل سونگھے جائین اور فوارون کے
نزدیک زیادہ نشست کیجائے اور جہان تالاب یا جھیل ہو وہان زیادہ نشست رکھی جائے (کیونکہ ہوا
پانی کی مجاورت اور تر انجرون کی مخالطت سے تر ہو جاتی ہے) **مین کہتا ہون** کدو کا تیل اکثر تخم کدو
سے نکلتا ہے اور اسکے نکالنے کی قریب قریب وہی ترکیب ہے جیسے روغن بادام کے نکالنے کی اور
کبھی کبھی خود کدو سے بھی نکالتے ہین اس طریقہ سے کہ پہلے اسے چھیل لیتے ہین اُسکے بعد کچلکر نچوڑ لیتے ہین اور اس
عصارہ کو شیرج ملا کر پکاتے ہین اور جب پانی خشک ہو جائے اتار لیتے ہین یہی کدو کا تیل ہے **اور** خراوہ وہ چیز ہے
جو کسی چیز کے چھیلنے سے حاصل ہو یعنی پوست **اور** سعوط اور نشوق مین یہ فرق ہے کہ سعوط تو اُس تیل یا پانی کو
بولتے ہین جو ناک مین ٹپکایا جائے **اور** نشوق وہ جسکو ناک سے سُڑکا جائے **اور** اسجگہ یقطین سے کدو مراد ہے
لیکن باعتبار لغت کے یقطین عام طور پر ہر اُس درخت کو کہتے ہین جو پینڈہ نہ رکھتا ہو بلکہ زمین پر بچھتا ہو جیسے کدو ہے
اور تربوز اور خربزہ اور ککڑی اور اندرائن وغیرہ غرضکہ جسمین یہ بات ہو وہ یقطین ہے **اور** بیان شدہ روغنون سے وہ
خاص روغن مراد ہین جو رطوبت بخشین جیسے گلاب کا تیل اور بنفشہ کا تیل اور کدو کا تیل **مؤلف کہتا ہے** تری
کے دردسر کا **علاج** رطوبت نکالڈالی جائے (کیونکہ بدیہی بات ہے کہ تر دردسر نہین ہوتا مگر تری کے سبب
سے) اور دماغ کی تقویت کیجائے (لطیف خوشبودار غذاؤن سے جسمین دارچینی اور لونگ اور مشک اور گلاب
وغیرہ ہو) اور انجرون کا رستہ بند کر دیا جائے (کیونکہ جب انجرے دماغ کو چڑھتے ہین تو اسمین رطوبت
اور بڑھ جاتی ہے اور حرارت کو ڈھانپ لیتی ہے اور ٹھنڈک پیدا کرتی ہے اسی لیے یہ انجرے دماغ مین
جاکر ٹھنڈے پڑجاتے ہین اور اُنسے ناری اجزا علٰحدہ ہو جاتے ہین اور رطوبت بنجاتے ہین اس سے
دماغ مین رطوبتین اور بڑھ جاتی ہین) اور غذا کم کر دیجائے (کیونکہ جب غذا زیادہ ہوگی تو انجرے بہت سے
پیدا ہو کر دماغ کو چڑھینگے اور دماغ کی رطوبت کو اور بڑھائینگے اور حرارت کو چھپا لینگے) اور سر کو گرم نمک سے

سینکا جائے (کیونکہ یہ رطوبتون کو چوس لیتا ہے اور تحلیل کر دیتا ہے) اور اسطوخودوس یعنی دھارو کا شربت
اسکے لیے مفید ہے (کیونکہ یہ بالخاصہ دماغ کا تنقیہ کرتا ہے اور مواد اور رطوبات کو تحلیل کرتا ہے اور خشکی لاتا ہے
مین کہتا ہون کوئی یہ نہ کہے کہ تم تو اس سے قبل یہ کہہ آئے ہو کہ مؤلف نے یہ سب علاج سادہ یعنی
غیر مادی درد سر کے بیان کیے ہین حالانکہ مؤلف یہان یہ کہتے ہین کہ رطوبت نکال ڈالی جائے اور ظاہر ہے
کہ رطوبت مرطب مادہ ہی سے ہوتی ہے پس ان دونون باتون مین صریح منافات ہے اور اس اعتراض
کے نہ وارد ہونے کی یہ وجہ ہے کہ سادہ کے یہ معنی ہین کہ دماغ کی رطوبت کسی ایسے مادہ سے نہو جو خود
اُسی مین موجود ہے اور یہ ممکن ہے کہ رطب مادہ کسی اور عضو مین موجود ہو اور اُس سے دماغ کی طرف اس
مادہ کا بخار اُٹھکر جائے اور دماغ مین رطوبت پیدا ہو جائے اور یہان پر رطوبت کے نکال ڈالنے سے اسی
رطوبت کا نکال ڈالنا مراد ہے نہ اُس رطوبت کا جو دماغ کے مادہ رطب سے ہو پس کوئی بھی منافات نہین ہے
مؤلف کہتا ہے مادی دردسر کا **علاج** دموی دردسر کا علاج تو سرارو کی فصد سے ہوتا ہے
اور سادہ گرم دردسر کے علاج مین جو چیزین ہم بیان کر آئے ہین اُنکے ساتھ مزاج کی تعدیل سے اور
غیر دموی دردسر کا علاج مادہ کے پکانے سے ہوتا ہے (یہان تک کہ دفع اور استفراغ کے قابل ہو جائے)
اور صفراوی دردسر کا علاج اُن چیزون کے پینے سے ہوتا ہے جو گرم دردسر مین بیان ہو چکی ہین (جیسے
آلو کا شربت اور املی کا شربت اور نیلوفر کا شربت اور بنفشہ کا شربت کہ یہ سب صفرا کی حدت اور حرارت اور
غلیان مین تسکین دیتے ہین پھر صفرا غلیظ ہو جاتا ہے اور اُسکا قوام معتدل بنجاتا ہے) یا آش جو اور شکر کے
پینے سے ہوتا ہے (کیونکہ آش جو اپنی ٹھنڈک اور رطوبت سے خلطون کو پکاتا ہے اور جو لزوجت اور چپک
اُنمین ہوتی ہے وہ شکر کی جلا سے جاتی رہتی ہے) اور صفراوی دردسر کی غذائین بھی وہی غذائین ہین
جو سادہ گرم دردسر مین بیان ہو چکی ہین پھر نضج اور پک جانے کے بعد صفرا کو میوون کے جوشاندہ سے
یا مقوی خیساندہ سے یا املتاس کے لعوق یا کھٹے اور میٹھے انارون کے پانی سے نکالا جائیگا جو مع گودے
کے نچوڑ لیے گئے ہون (کیونکہ انار کا گودا اپنی جلا اور عصر سے صفرا کا اسہال کراتا ہے) اور اس ترکیب مین
زرد ہڑ اور کابلی ہڑ کی بھی ترکیب کرلی جائیگی یا اُس عرق مین جوش دیکا جائینگی اور اُنمین سے ہر ایک کا وزن پانچ درہم
ہوگا اور بقدر نصف درہم کے ہراوند ہوگی یا یہ کہ اُنمین سے ہر ایک تین درم لینگے بشرطیکہ خوب باریک کوٹی
جائین اور بلغمی دردسر کا یہ علاج ہے کہ اول اُسکے مادہ کو اُن شربتون اور غذاؤن سے پکا لیا جائے

جو سردی کے درد سر کے لیے مذکور ہوے ہین بعدہ کو حب ایارج یا حب قوقایا یا صرف ایارج فیقرا یا ایارج لوغاذیا یا دہن اطریفل صغیر سے اُسکا استفراغ کیا جائے یا اطریفل کو ایارج اور نصف درہم اسطوخودوس سے قوی کرلیا جائے اور سوداوی درد سر کا یہ علاج ہے کہ اول اُسکو اُن شربتون اور غذاؤن سے پکا لیا جائے جو خشک درد سر کے علاج مین بیان ہوے بعدہ افتیمون کے جوشاندہ یا افتیمون کی گولی یا نفس افتیمون سے اُسکا استفراغ کیا جائے لیکن افتیمون چھ درہم تھوڑا ابھر گائے کے دودھ مین شکر ملاکر استعمال کیجائے مین کہتا ہون مؤلف نے جو دموی درد سر مین فصد لینے کو لکھا ہے اُس سے قیفال یعنی سراروا اور رگ پیشانی اور اُس رگ کی فصد مراد ہے جو سر کا تنقیہ کرے اور یہ جو کہا ہے وتعدیل المزاج بما قلناہ اس ما قلناہ سے وہ چیزین مراد ہین جو گرم درد سر کے علاج مین لکھ چکا ہے اور حب قوقایا کو حب جالینوس بھی کہتے ہین یہ ایک مشہور گولی ہے زیادہ تر اسکا استعمال سر کے تنقیہ مین ہوتا ہے اسی لیے اسکو حب قوقایا کہتے ہین کیونکہ قوقایا سریانی زبان مین سر کو کہتے ہین اور یہ گولی سر کے کل بلغمی دردون کو نافع ہوتی ہے اور آنکھ کی جلا کرتی ہے اور بدن سے ردی فضلاون کو نکالتی ہے کذا فی بحر الجواہر اور اسکا نسخہ یہ ہے صبر سقوطری عصارہ افسنتین مصطگی ہر ایک ایک جزء سقمونیا اور شحم حنظل ہر ایک نصف جزء ان سب کو کوٹ کر کرفس کے پانی مین اور وہ نہو تو گرم پانی مین گوندھ لین اور گولیان بنا ڈالین اور گولیان بناکر سایہ مین خشک کرلین مقدار شربت ایک مثقال اور ایارج لوغاذیا کا یہ نسخہ ہے شحم حنظل ایک جزء پیاز دشتی بھنی ہوئی غاریقون محمودہ خربق چھڑیلہ لہسن بری ہر ایک چوتھائی جزء افتیمون کمافیطوس مقل ازرق صبر ہر ایک نصف جزء حاشا سادج ہندی جعدہ سلیخہ فلفل دارفلفل زعفران دارچینی جاؤشیر سکبینج جندبیدستر مر زراوند مدحرج طویل افسنتین افربیون سنبل الطیب حماما زنجبیل ہر ایک دو خمس رومی جنطیانا اسطوخودوس ہر ایک نصف جزء ان سب کو کوٹ چھان کر شہد مین گوندھ لین مقدار شربت ۲ مثقال اور اس گولی کا استعمال اُس پانی کے ساتھ ہو جسمین افتیمون اور بسفائج اور زوفا اور گاؤزبان ہر ایک بقدر حاجت جوش دی گئی ہو اس دوا کی قوت چھ مہینے سے چار برس تک رہتی ہے اور یہ ایک نہایت مبارک اور کثیر النفع دوا ہے بدن اور سر کا بلا تکلف تنقیہ کردیتی ہے اور اطریفل صغیر کا یہ نسخہ ہے زرد ہڑ اور سیاہ ہڑ ہندی اور کابلی اور بلیلہ اور آملہ یہ سب وزن مین برابر ہون انکو کوٹ چھانکر روغن بادام مین لت کرلین اور تین حصہ شہد مین گوندھ لین مقدار شربت مین درہم اسکی قوت دو مہینے سے دو برس تک باقی رہتی ہے

اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے کہ اطریفل صغیر کی تقویت ایارج سے کر لیجائے تو اُس سے کوئی خاص ایارج مراد نہین ہے بلکہ کوئی ایارج ہو خواہ ایارج فیقرا یا ایارج لوغاذیا اور حب افتیمون کا یہ نسخہ ہے افتیمون ایک جز غاریقون بسفائج ہر ایک نصف جز شحم حنظل چوتھائی جز نمک نفطی اور لونگ ہر ایک دسوان حصہ ان سبکو خوب باریک کوٹکر پانی مین گوندھ لین اور گولیان بنا ڈالین مقدار شربت ڈھائی درہم قرابادین قلانسی مین اسیطرح مذکور ہی اور لبن نعاج سے گائے کا دودھ مراد ہے مؤلف کہتا ہے جو دردسر مار کی چوٹ یا گر پڑنے سے پیدا ہو جاتا ہے اُسکا یہ علاج ہے کہ طبیعت کی تلیین کیجائے (تاکہ مواد کا استفراغ ہو اور مخالف جہت کی طرف مواد کا میلان ہو اور سر سے سرک جائے) اور انجرے (سوکھے دھنیے اور بہی کے رب وغیرہ اشیاے باردہ قابضہ کے ذریعہ سے) پھیر دیے جائین اور فصد لیجائے اگر مریض اُسکا تحمل کر سکے اور ہاتھ پانون خوب کسکر باندھ دیے جائین اور سر کو خوب روغن گل سے تر رکھا جائے جو نیم گرم ہو اور جو دردسر گرم لوؤن یا ٹھنڈی ہواؤن سے پیدا ہو اُسکا یہ علاج ہے کہ نرم اور معتدل ہوا مین چلے جائین اور دماغ کی اُن چیزون سے تعدیل کرین جنکا بیان ہو چکا (گرم اور ٹھنڈے دردسر مین) مین کہتا ہون طبیعت کی تلیین اور فصد لینا اور ہاتھ پیرون کو باندھنا یہ سب اس خوف سے ہے کہ مبادا مادہ سر کی طرف متوجہ ہو کر ورم نہ پیدا کر دے اور انجرون کی پھیرنے والی (وہی لگانے والی سرد دوائین) ہین جو گرم دردسر مین مذکور ہو چکی ہین اور اُن انجرون کو تسکین دینے والی جو معدہ سے دماغ کو چڑھین وہ پینے اور کھانے کی چیزین ہین جنکا بیان گرم دردسر مین ہو چکا ہے اور مؤلف نے یہ جو کہا ہے کہ دماغ کی تعدیل اُن چیزون سے کی جائے جنکو ہم بیان کر چکے ہین اُنسے وہ چیزین مراد ہین جو گرم دردسر اور سرد دردسر مین مذکور ہوئین مؤلف کہتا ہے اور خمار کے دردسر مین پہلے گلاب کے تیل سے سر کی تقویت کی جائے (تاکہ فاسد انجرون کو جو بغیر ہضم ہوئی شراب سے اُٹھتے ہین قبول نہ کرے) اور طبیعت کی تلیین کی جائے (تاکہ فاسد شراب سے معدہ کا تنقیہ ہو جائے اور سبب منقطع ہو جائے) اور چوکے کے شربت یا لیموں کے شربت یا انار کے شربت سے وہ انجرے دفع کیے جائین جو معدے سے دماغ کو چڑھتے ہین اور غذا یہ مقرر کی جائے انار کا اوگرا یا پالک کا اوگرا جو عرق لیمو یا عرق سماق یا عرق انگور خام سے ترش کیا ہو (اس سے معدہ کو قوت ہوگی) پھر (معدہ کے تنقیہ اور سر کی طرف چڑھنے والے انجرون کے روکدینے کے بعد) حمام کیا جائے اور وہی تر پڑا دیا جائے جو سرد دردسر مین مذکور ہوا اور بابونہ کے تیل کی جلد مین مالش کر کے آرام کیا جائے (کیونکہ تدہین جلد مین استرخاء پیدا کرتی ہے اور فضلون کو تحلیل کرتی ہے) مین کہتا ہون مؤلف نے ثم یدخل الحمام کہا ہے جسکا یہ مطلب ہے

کہ بعد تنقیہ وغیرہ کے حمام کیا جائے یہ اسلیئے کہ تنقیہ وغیرہ سے قبل حمام مضر ہے جیسے گلاب کے تیل کا
استعمال بعد کو مضر ہے کیونکہ حمام بغرض تحلیل ہوتا ہے اور ابخرون کو پھیر دیتا اور دفع کر دیتا تحلیل پر مقدم
ہے شیخ الرئیس نے لکھا ہے کہ آخر مین سوسن کے تیل کا استعمال بنہایت نافع ہے اور مجرب ہے **مؤلف**
کہتا ہے زیادہ صحبت کرنیسے جو درد سر پیدا ہو جاتا ہے اُسکا علاج وہی ہے جو خشک درد سر کا (کیونکہ
بیان ہوچکا ہے کہ کثرت مباشرت سے جو درد سر ہو جاتا ہے وہ یابس ہوتا ہے) البتہ اُس علاج سے
اتنی بات اسمین زائد ہے کہ سر کی تقویت بھی کی جائے (کیونکہ اکثر اطبا کا یہ قول ہے کہ منی سر سے اترتی
ہے اسی سبب سے سر کی سب قوتین ضعیف پڑجاتی ہین اور یہ وجہ بھی ہے کہ پٹھے ضعیف ہوجاتے ہین
اور مباشرت کی حرکت اور مشقت سے اذیت پاتے ہین پس دماغ اور سر مشارکت کی وجہ سے دونون
ضعیف ہوجاتے ہین لہذا سر کو روغن گل اور روغن آس وغیرہ سے قوی کرین) اور جو درد سر خارجی ابخرون
کی وجہ سے ہوتا ہے (یعنی اُن ابخرون سے جو سر پر خارج سے وارد ہوتے ہین) تو اسکا مقابلہ اُنکی ضد سے
کیا جائیگا یعنی اُن گرم اور سرد دواؤن سے جنکا ذکر ہوچکا ہے (شربت اور ضماد اور نطولے اور مشمومات وغیرہ)
مین کہتا ہون مؤلف نے اس قسم کے درد سر مین جو کثرت مباشرت سے ہو سر کے قوی کرنے پر زیادہ
زور دیا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جماعی حرکت دماغ کو نہایت ضعیف کر دیتی ہے اور خارجی ابخرون کی ضد
سے مؤلف کی یہ غرض ہے کہ اگر خارجی ابخرے سرد ہون تو اُنکا علاج گرم دواؤن سے کرین اور ایسا
بہت کم ہوتا ہے جیسے سڑی ہوئی ترش چیزون کی ہوائین کہ یہ سرد ہوتی ہین اور اگر خارجی ابخرے گرم ہون
اور ایسا اکثر ہوتا ہے تو انکا علاج سرد دواؤن سے کیا جائے کیونکہ ہمیشہ علاج بالضد ہوتا ہے **مؤلف**
کہتا ہے اور جو درد سر تفرق اتصال سے ہوتا ہے اُسکی یہ تدبیر ہے کہ زخم کا اندمال کیا جائے اور جو
درد سر سدون سے ہوتا ہے اُسکا یہ علاج ہے کہ مواد کو گھٹایا جائے حب ایارج وغیرہ سے اور مفتح چیزین
استعمال کی جائین جیسے سکنجبین بزوری ہے اور نرگس اور بھونی ہوئی کلونجی کا سونگھنا ہے اور جو درد سر
حس دماغ کے قوی ہونے سے ہوتا ہے تو اسمین غلیظ خون پیدا کرنے کی تدبیر کیجائیگی ہریسون اور سری
وغیرہ کے استعمال سے (اور جب غلیظ خون بدن مین پیدا ہوگا تو اُس سے غلیظ روح پیدا ہوگی جو قوت
نفسانیہ کے قبول کرنے کی استعداد نہ رکھیگی اور یہی سبب ہے اعضا مین بھی جیسا کہ چاہیے نفوذ نہ کرسکیگی اس سے
جس مین بلادت آجائیگی وہو المطلوب اور ہریسون کے استعمال سے جانور کی سری کا استعمال زیادہ انسب ہے

کیونکہ ہر عضو کا علاج اپنی نظیر سے خوب ہوتا ہے اور اکثر اس درد سر مین مخدر چیزون کا استعمال کرایا جاتا ہے
جیسے کاہو اور خشخاش وغیرہ ہے اور جو درد سر دماغ کے ضعف سے ہوتا ہے اسمین دماغ کو ان چیزون سے
قوی کیا جائے جو اسکے مزاج کی تعدیل کرین اور لونگ سر پہ چھڑکی جائے کہ اس سے دماغ قوی ہوگا اور
جو درد سر بدنی ابخرون کی وجہ سے ہوتا ہے اسمین بخارات کے مادے کا استفراغ کرنا چاہیے اور دماغ
کی تعدیل کرنا چاہیے اور اسکو قوی کرنا چاہیے اور طبیعت کی تلیین کیجائے اور ہاتھ پانوٗن باندھ دیے جاین
اور خشک دھنیا اور شکر یا بہی یا سیب یا امرود یا پیوندی بیر یا حماق یا اسبغول اور شکر وغیرہ سے دماغ کی طرف
چڑھنے والے ابخرون کو روک دیا جائے اور بعد کھانے کے ان چیزون مین سے جس چیز کا چاہین استعمال
کرین اور کھانے مین دھنیا خوب سا ڈالا جائے اور جو درد سر دماغ کے کیڑون سے ہو اسکی یہ تدبیر ہے کہ
دماغ کو بلغم سے حب ایارج اور ایارج لوغاذیا کے ذریعے سے صاف پاک کرین (تاکہ اسکے بعد کیڑے نہ پیدا
ہون) بعدہ شفتالو کی پتی کے پانی یا اطلاے مصری کے جوشاندہ یا سکنجبین اور ایلوے کو ناک مین ٹپکایا جائے
اور خلاصہ یہ ہے کہ اُن دواؤن سے سعوط ہو جنکا ذکر پیٹ کے کیڑون کے بیان مین آئیگا اور جو درد سر معدہ
کی شرکت سے ہو اسمین معدہ اور دماغ کا تنقیہ اطریفل صغیر وغیرہ سے کیا جائے اور دماغ کو ایارج فیقرا سے قوی
کیا جائے اور اسی کے ساتھ اُن چیزون کا بھی استعمال رہے جو ابخرون کو روکین اور جنکا ذکر اس درد سر مین
ہوچکا ہے جو بدنی ابخرون سے ہو اور اس قسم کا جو درد صفراوی ہو اسکو ترش خیساندہ اور املی کا شربت یا آلوبخارے
کا شربت اور اسبغول کا لعاب مفید ہوتا ہے اور کبھی کبھی سکنجبین سے قے کرنا بھی مفید پڑتا ہے خصوصاً اسوقت جب
کچھ متلی بھی ہو اور یہ کلیہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب درد سر کسی عضو کی شرکت سے ہو اسکا یہی علاج ہے
کہ اس عضو کی اصلاح کی جائے اور دماغ کو قوی کیا جائے اور جو درد سر بخار کی وجہ سے ہو اسکے لیے گرم درد سر
کی تدبیر استعمال کیجائے گی اور جو درد سر بحرانی ہو اسکے علاج اور تدبیر کی کوئی ضرورت نہین (اسوجہ سے کہ
یہ درد سر صرف طبیعت کے اضطراب اور اخلاط کے ہیجان سے پیدا ہوتا ہے جسوقت انکو سکون ہو جائیگا
تو یہ درد بلا تدبیر خود بخود زائل ہو جائیگا) ہان اگر سخت تکلیف اور اذیت ہو تو عرق گلاب اور عرق بید اور روغن بنفشہ
اور روغن گلاب اور روغن نیلوفر اور عرق آس اور عرق خیار کا استعمال کرلیا جائے خواہ الگ الگ خواہ سبکو ملاکر
یہ طبیب کے اختیار مین ہے مین کہتا ہون کلونجی وغیرہ کے بھوننے کی یہ ترکیب ہے کہ اسکو تیلی مین ڈال کر
نیچے آنچ کرین جب اسکی خوشبو پھوٹنے لگے اتار لین اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے کہ جو درد سر بدنی ابخرون

کی وجہ سے ہو تو اس سے وہ دردسر مراد ہے جو ماسوائے ترو دردسر کے ہو ورنہ تکرار فضول لازم آئیگی (کیونکہ
اسکا ذکر تو مؤلف کر آیا ہے پھر دوبارہ بیان کرنے کی کون حاجت ہے) اور جب مؤلف نے آگے چلکر یہ
کلیہ بیان کیا ہے کہ جو دردسر کسی عضو کی شرکت سے ہو اُسکا یہ علاج ہے کہ اُسی عضو کی اصلاح کیجائے پھر خاص
طور پر اُس دردسر کو بیان کیا جو معدہ کی شرکت سے ہو اسکی یہ وجہ ہے کہ ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے کیونکہ معدہ سے
دماغ کیطرف ابخرے چڑھتے ہی رہتے ہین اور اُن دونون مین ایسا رشتہ ہے کہ ایک کے ضرر سے دوسرے کا
ضرر ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا کہ صداع شرکی صفراوی مین کبھی قی بھی مفید پڑتی ہے تو کبھی کا لفظ اسلیے
کہا کہ قاعدہ یہی ہے کہ دردسر مین قی کرنا مضر پڑتا ہے اسی لیے دردسر مین قی نہین کراتے لیکن یہ صورت
اُس سے مستثنےٰ سمجھنا چاہیے یہی وجہ ہے کہ لفظ قد سے اُسکو تعبیر کیا۔ مؤلف کہتا ہے بیضہ
اور خوذہ کے علاج کا بیان یہ پورے سر کا دیرپا درد ہے کہ ہر لحظہ بڑھتا ہے اور اسمین روشنی اور لوگون کی
بات چیت ناگوار ہوتی ہے اور اسکا سبب یا تو کوئی خلط ہوتا ہے یا ورم (سرد ہو یا گرم) دماغ کے ضعف یا
دماغ کی قوت حس کے ساتھ پس اگر سبب مذکور کھوپری کے اندر ہوگا تو ایسا معلوم ہوگا کہ درد دونون آنکھون
کی جڑون تک پھیل رہا ہی اور اگر کھوپری کے باہر ہوگا تو درد دماغ کے باہر محسوس ہوگا اور سر کی جلد چھونے سے
درد ہونے لگیگا اور اکثر اوقات پورے سر کا درد ٹھنڈک سے پیدا ہوتا ہی جو مرض کے امتداد سے پیدا ہوئی ہے
یہانتک کہ گرم درد بھی ٹھنڈک ہی کیطرف مستحیل ہو جاتا ہے (یعنی اسکا مادہ) اور اُسکا وہی علاج ہی جو بلغمی
اور سرد دردسر کا علاج ہے صرف تخدیر مین زیادتی کردیجائے اور اگر ایسا کیا جائے کہ سر مُنڈوا کر مصری پتھر اور
پاپڑی نون سے سہلایا جائے بعدہ مہندی اور نمک سر پر تھوپ دیا جائے تو نہایت نافع ہو (مصری پتھر پرت دار
ہوتا ہے اور جلد ٹوٹ جاتا ہی اور عضو کو گرم کر دیتا ہی اور سرخ کر دیتا ہے جب اس سے رگڑا جائے اور یہ اسلیے کہ اسمین
کھرکھراہٹ ہوتی ہی اور نطرون یعنی پاپڑی نون مین جلا اور تفتیح اور تقطیع اور گاڑھے اور لزج خلطون کی تلطیف ہوتی ہی مین
کہتا ہون یہ دردسر اور آدھی سیسی کا دردسر گو کہ دردسر کے تحت مین داخل ہین لیکن مؤلف نے ان دونونکو علٰحدہ اسلیے
ذکر کیا کہ ان دونون کے نام علٰحدہ علٰحدہ ہین اور اس دردسر مین اطباء کا اختلاف ہے گو یہ سب کہتے ہین کہ جو پورے سر
کو گھیر لے وہ بیضہ اور خوذہ ہے اور اسلیے اسکا نام بیضہ اور خوذہ بھی رکھا گیا ہے (بیض انڈے کو کہتے ہین
اور خوذہ خود کو کہتے ہین اور اس مین پورے سر کی طرف اشارہ خود نکلتا ہے) اور اختلاف کی یہ وجہ
ہے کہ بعضے طبیب جنمین سے ایک مؤلف بھی ہین یہ کہتے ہین کہ ایک دیر تک ٹھہرنے والا

اور دورہ کرنے والا درد سر ہے کہ ذرا ذراسے سبب سے ہر لحظہ چمکتا ہے مثلاً حرکت ہے اور شراب کا پینا ہی
اسی طرح وہ چیزین بھی جو تبخیر پیدا کرتی ہین اور سخت آواز اور روشنی اور لوگون کی کچر بچر سے اور زیادہ چمکتا ہی
یہانتک کہ جسکو اس قسم کا درد سر ہوتا ہے اُسکو آواز اور روشنی اور بات چیت لوگون سے ناگوار ہوتی ہے اور
اُسکا یہی جی چاہتا ہے کہ مین ہون اور تنہائی ہو اور اندھیرا ہو اور آرام ہو اور بستر ہو کہ پڑا رہون اور ہر لحظہ اُسکو
ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی میرے سر پر گھن مار رہا ہے یا یہ کہ سر کو کھینچے لیتا ہے یا یہ کہ شق کیے ڈالتا ہے اور
یہ یا تو کسی ردی خلط سے پیدا ہوتا ہے یا ورم سے ضعف دماغ یا قوت حس کے ساتھ اور بسا اوقات
گذشتہ امراض مین مبتلا رہنے سے پیدا ہوتا ہے جنھون نے دماغ کے جوہر اور دماغ کے داخلی اور خارجی
پردون کو کمزور کر دیا ہے کہ ذرا ذرا سی حرکتین دماغ کو اذیت دیتی ہین اور تھوڑے تھوڑے ابخرے اُسکو الم
پہونچاتے ہین اور ہر قسم کے فضلون کو قبول کر لیتا ہے آب یا تو یہ سبب اُس پردہ مین موجود ہوگا جو کھوپری کے
نیچے ہے تو ایسا معلوم ہوگا کہ درد آنکھون کی جڑون تک پھیلتا چلا گیا ہے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ یہ جھلی خولدار
پٹھے پر مشتمل ہے اور یہ پٹھا آنکھ کے ڈھیلے تک برابر چلا آیا ہے آور یا یہ سبب دماغ کے باہر موجود ہوگا تو دماغ
کے اوپر درد محسوس ہوگا اور سر کی جلد کا چھونا بھی اذیت دیگا اور یہ درد سر اکثر برودت سے ہوتا ہے جیسے
ورم سوداوی وغیرہ ہے کیونکہ یہ دیر تک ٹھہرتا ہے اور گرمی کا درد سر دیر تک ٹھہرا نہین کرتا علاوہ برین اگر
کسی گرم سبب سے بھی یہ درد پیدا ہوتا ہے تو برودت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ طولانی قیام کی وجہ
سے اور بار فضلون کے اجتماع سے قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور حرارت ٹوٹ جاتی ہے اور پورے
سر کا درد سرد ہو جاتا ہے حالانکہ گرمی سے پیدا ہوا تھا یہ مذہب تو مؤلف وغیرہ کا تھا اور انکے سوا جو
اور طبیب ہین وہ یہ کہتے ہین کہ کچھ ان شرطون کے لگانے کی ضرورت نہین بلکہ جو درد سر پورے سر کو محیط ہو
وہ بیضہ ہے عام اس سے کہ کھوپری کے اندر ہو یا باہر لیکن مین یہ کہتا ہون کہ یہ فضول لاحاصل جھگڑا ہے
اسکا کوئی نتیجہ نہین نکلتا آب اگر پہلا مذہب لیا جائے تو اسکا وہی علاج ہے جو بلغمی درد سر کا آور اگر دوسرا
مذہب لیا جائے تو اسکا علاج مرض کی حالت دیکھکر ہوگا اگر گرم ہے تو گرم کا علاج بطریق مذکور کیا جائیگا اور
اگر سرد ہوگا تو سرد کا آور حجر مصری ایک قسم کا پتھر ہے جسکو مصری لوگ کتان کے دھونے مین کام مین لاتے
ہین جالینوس نے جو کتاب مفرد دواؤن کی قوتون کے بیان مین لکھی ہے اُسمین حجر مصری کی بابت اسطرح
لکھا ہے آور نطرون بورہ ارمنی کو کہتے ہین مؤلف کہتا ہے شقیقہ یعنی آدھا سیسی یہ بھی بیضہ کی طرح

(دیرپا اور دورہ کرنے والا اور کھوپری کے اندر باہر ہونے والا) ہوتا ہے مگر دونون مین فرق یہ ہے کہ یہ سر کی ایک شق سے خاص ہوتا ہے (داہنی ہو یا بائین اور اسی لیے اسکا نام شقیقہ رکھا گیا ہے) اور اسکی تدبیر بعینہ وہی تدبیر ہے جو بیضہ کی ہے (اسلیے کہ اسکا اور اُسکا سبب ایک ہی ہوتا ہے آور اذیت کے دو شقون مین سے ایک سے مختص ہونے کا سبب یہ ہے کہ دونون شقون مین جو شق ضعیف ہوتی ہے وہ موذی کے اثر کو قبول کرلیتی ہے اور جو دوسری شق قوی ہوتی ہے وہ موذی کے اثر کو قبول نہین کرتی) **مین کہتا ہون مولف** کے اس کلام سے شقیقہ مین شروط مذکورہ کا اعتبار کرنا نکلتا ہے حالانکہ مشہور یہ ہے کہ اعتبار نہین ہے اور شقیقہ کا مادہ بہت تھوڑا ہوتا ہے کہ سر کی ضعیف جانب اُسکو قبول کرلیتی ہے اور اکثر یہ درد دونون کنپٹیون کے شرائین مین پیدا ہوتا ہے اور اسکو افیونی لا ذوقی دوائین مفید پڑتی ہین جو کاغذ پر چپکا کر دونون کنپٹیون پر چپکا دی جاوے جیسے افیون ہے اور تخم کاہو ہے اور کتیرا ہے **مؤلف کہتا ہے۔ سرسام** یعنی قرانیطس (یہ سرسام کا یونانی نام ہے بعض جگہ تو فرانیطس بالفا بولا جاتا ہے اور بعض جگہ قاف کے ساتھ مگر محمد بن ذکریا نے اسکو باب القاف ہی مین درج کیا ہے) یہ ایک (دماغی) گرم ورم ہے جو صفرا سے یا اُس صفراوی خون سے پیدا ہوتا ہے جو دماغ کے اندرونی دونون پردون مین سے کسی ایک پردے مین رُک جائے (ایک تو وہ پردہ ہے جو مُخ دماغ کے قریب ہے اور دوسرا وہ جو کھوپری کے پاس ہے) اور اکثر یہ ورم مقدم دماغ کے قریب مین ہوتا ہے اور کبھی کبھی دماغ کے درمیانی حصہ تک ہوتا ہے آور کبھی نفس دماغ کے ورم کو سرسام کہتے ہین آور کبھی سرسام سارے دماغ کو (مقدم اور مؤخر سب کو) گھیرلیتا ہے آور اسوقت تمامی نفسانی افعال مختل اور مئوف ہوجاتے ہین (حس مشترک اور خیال اور وہم اور تخیل اور حفظ وغیرہ) آور سرسام کی علامتین یہ ہین تپ کا لازم ہونا آور درد سر اور سر کی گرانی آور نیند کا پریشان ہوجانا اور پریشان پریشان خواب دیکھنا آور ذہن کا بگڑجانا آور عقل کا مختل ہوجانا آور سانس کا مضطرب ہوجانا یعنی یکسان نہ رہنا آور پیشاب کا رقیق ہوجانا آور اگر پیشاب پانی کی طرح سفید ہوجائے تو سمجھو کہ وقت آگیا آور نبض کا منشاری اور موجی کے درمیان ہونا تو موجی نبض تو دماغی ورم مین زیادہ ہوتی ہے آور منشاری حجابی ورم مین زیادہ ہوتی ہے آور زردی یا سرخی کے بعد زبان کا سیاہ ہوجانا آور بلا قصد پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا آور الم رسیدہ اعضا کے چھونے کا شعور نہونا اور جسوقت طبیعت حدت کی تپ مین پیشاب کی رقت اور گرانی سر اور نہایت درد کے ساتھ بستہ بھی ہوجائے اور نکسیر نہ پھوٹے یا پسینا

نہ آئے تو اس سرسام سے ڈرنا چاہیے اور دموی سرسام مین یہ باتین ہوتی ہین ذہن کا اختلاط اور تشویش
اور بے وجہ ہنسنا اور زبان اور منھ اور آنکھ کا سرخ ہونا اور رگون کا پھول جانا اور ناک سے خون کے قطرون
کا ٹپکنا اور آنکھون سے آنسوؤن کا گرنا اور صفراوی سرسام مین یہ باتین ہوتی ہین بیداری اور جنون اور
بیٹھے بیٹھے اچھل پڑنا گویا کہ یہ شخص ایک لڑنے والے کی صورت مین ہے جسکے ساتھ حرکتون کی تیزی اور حدت
اور جرأت اور درندہ سے اخلاق ہوتے ہین اور منھ اور آنکھ اور زبان کے رنگ کا زرد ہونا اور اسمین ثقل اور
اعضا کا کھنچنا کم ہوتا ہے اور سر مین کانٹے سے چبھنا اور سوزش بہت ہوتی ہے اور سرسام کا علاج وہی ہے
جو صفراوی تپ اور گرم دردسر کا علاج ہے اتنا البتہ زیادہ ہے کہ فوارون کی اور پانیون کی زیادتی ہونا چاہیے
اور مادہ کو بذریعہ حقنون اور فتیلون کے نیچے کی طرف کھینچنا چاہیے اور ہاتھ پانوٴن کا ملنا چاہیے اور ہاتھ پیرون
کو باندھ دینا چاہیے انکی جڑون کے نزدیک تاکہ مواد انکی طرف کھنچ آوے اور انکی رگین مواد سے بھر جائین
اور اوپر کی رگین خالی ہو جائین) **مین کہتا ہون** سرسام ایک فارسی لفظ ہے اسکے دو جز ہین ایک سر
دوسرا سام سر تو ظاہر ہے اور سام ورم کو کہتے ہین (یعنی ورم سر اضافت مقلوبی ہے) اور اصطلاح اطبا مین
سرسام اُس گرم ورم کو کہتے ہین جو دماغ کے رقیق پردے مین یا غلیظ پردہ مین پیدا ہو جائے یہ دونون
پردے اندرونی ہین کھوپری کے نیچے اور اکثر یہ ورم دماغ کے اگلے حصے کے قریب ہوتا ہے یا اُس
حصہ مین جو درمیانی حصہ کی طرف مائل ہو اور اسکا سبب یا تو صفرا ہوتا ہے یا صفراوی خون کیونکہ بلغم اور سودا
اسکا سبب نہین پڑا کرتا اور خون مین صفراوی ہونے کی قید اسلیے لگائی ہے کہ خالص خون سے سرسام
نہین پیدا ہوتا اور کبھی نفس دماغ کے ورم کو بھی سرسام کہتے ہین اور بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ نفس
دماغ یعنے دماغ کا جرم ورم کو نہین قبول کیا کرتا اور اسپر دلیل یہ پیش کرتے ہین کہ جو چیز نہایت نرم ہوگی
جیسے بھیجا (بھیجا ۱۲) یا نہایت سخت جیسے ہڈیان یہ کھنچ نہین سکتی اور جو چیز کھنچ نہ سکیگی وہ متورم بھی نہین ہو سکتی
اور شیخ نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ نرم چیز کھنچ نہین سکتی اس سے تمھاری کیا مراد ہے اگر
اس سے تمھاری یہ غرض ہے کہ کوئی نرم چیز نہین کھنچ سکتی عام اس سے کہ لسدار ہو یا غیر لسدار ہو تو
یہ غلط ہے کیونکہ جو نرم لسدار ہوتا ہے وہ کھنچ سکتا ہے اور اسکی دلیل مشاہدہ ہے اور دماغ بھی نرم
ہے اور لسدار پس اسمین تمدد ہو سکتا ہے اور اگر تمھاری یہ غرض ہے کہ جو نرم لسدار نہو وہ کھنچ نہین سکتا
تو یہ مسلم ہے لیکن ہمارے کچھ مضر نہین کیونکہ دماغ مین لس بھی ہے اور یہ جو تم کہتے ہو کہ سخت چیز مین

تمدد نہین ہو سکتا اسی لیے اُسمین ورم بھی نہین آسکتا یہ محض غلط ہے کیونکہ ہڈیان متورم ہوتی ہین آور
جالینوس نے کتاب الاسنان مین اسکا اعتراف کیا ہے شیخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جسطرح غذا حاصل
کرنے والے اعضا غذا سے کھنچتے اور بڑھتے ہین اسی طرح کسی غیر طبعی زیادتی کی وجہ سے بھی بڑھ سکتے
اور کھنچ سکتے ہین (اور ظاہر ہے کہ بڑھنا دونون مین امر مشترک ہے پھر کیا وجہ کہ غذا کی وجہ سے تو زیادتی ہو
اور کسی فضل کی وجہ سے زیادتی اور تمدد نہو سکے وَمَنِ ادَّعیٰ الْفَرْقَ فَعَلَیْہِ بِبُرْھَانِہٖ) آور شیخ نے یہ بھی
اور جو کہے کہ ان دونون مین فرق ہے تو دلیل پیش کرے ۱۲
لکھا ہے کہ نفس دماغ کے ورم کو جو سرسام کہتے ہین تو یہ اطلاق اس سے منقول ہے کہ حجاب کے ورم کو
سرسام کہتے ہین اور اس نقل مین یہ غرض مشترک ہے کہ ہذیان اور عقل کا اختلاط اور جلا دینے والی حرارت
جیسی اسمین ہے ویسی ہی اُسمین بھی آور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ورم سارے دماغ کو گھیر لیتا ہے اس سے
تمام افعال نفسانیہ مین فساد آجاتا ہے کیونکہ مقدم دماغ کا ورم تو تخیل کو مختل کر دیتا ہے اسی لیے جسکے
یہ ورم ہوتا ہے وہ رستون مین کپڑون کی چندیان ڈھونڈتا پھرتا ہے اور ایسی ایسی باتین خیال کرتا ہے
جنکا کوئی پتہ بھی نہین آور جب ورم دماغ کے وسط مین ہوتا ہے تو فکر خراب ہو جاتی ہے اسیلیے اس
قسم کے سرسام والا ہذیان بکنے لگتا ہے اور جب مؤخر مین یہ ورم ہوتا ہے تو یاد خراب ہو جاتی ہے اسی لیے
اس سرسام والا کسی چیز کو مانگتا ہے اور جب وہ چیز سامنے لائی جاتی ہے تو بھول جاتا ہے کہ منگائی بھی تھی
یا نہین آور جب ورم سارے دماغ کو گھیر لیتا ہے تو یہ سب قوتین باطل ہو جاتی ہین آور یہ سرسام نہایت
برا سرسام ہے چار دن کے اندر اندر مار ڈالتا ہے آور سرسام کے سب اقسام مین سے یہ قسم کچھ امید
صحت دلایا کرتی ہے کہ مریض کا ہذیان جو سخت بخار کی حالت مین تھا وہ اُسکو بخار ہلکا ہونے پر یاد رہے
آور اگر سرسام والے کی مقعد کی رگین پھولجائین تو یہ بھی اچھی دلیل ہے آور مؤلف نے جو کچھ علامتین سرسام
کی لکھی ہین وہ سب ظاہر ہین آور سر کی گرانی اور نیند اکثر دموی سرسام مین ہوتی ہے کیونکہ صفراوی سرسام
مین سر ہلکا ہوتا ہے اور بیداری اور بیخوابی ہوتی ہے آور رقیق اور سفید پیشاب موت پر اسیلیے دلالت
کیا کرتا ہے کہ یہ بتاتا ہے کہ مادہ اوپر کی طرف نہایت متوجہ ہو گیا ہے آور دماغی ورم مین موجی نبض اکثر
اسیلیے ہوتی ہے کہ دماغ ایک جوہر رطب ہے آور حجابی ورم مین منشاری اسیلیے زیادہ ہوتی ہے کہ حجاب ایک
سخت جوہر ہے آور زردی یا سرخی کے بعد سیاہی کا ہونا یہ نہایت حرارت کی دلیل ہے اور سیاہی کے قبل
زردی تو صفراوی سرسام مین ہوتی ہے اور سرخی دموی سرسام مین آور پیشاب کا بلا ارادہ اور بلا قصد

قطرہ قطرہ ٹپک پڑنا اور الم رسیدہ اعضاء کے چھونے کا شعور نہونا یہ دونون باتین اسیلیے ہوتی ہین کہ
حس باطل ہو جاتی ہے اور سرسام کی حالت مین اگر وہ عرض ہون جو اعراض گرم تپون کی حالت مین مولف
نے لکھے ہین اُنسے نہایت ڈرنا چاہیے اور باقی جو کچھ متن مین ہے وہ سب واضح ہے **مولف کہتا**
ہے - **لیثرغس** (یہ یونانی کلمہ ہے اور) اسکا نام نسیان ہے کیونکہ نسیان اسے لازم ہوتا ہے اور یہ دماغ
کے روحی مجاری کا ایک ورم ہے جو متعفن بلغم سے پیدا ہو جاتا ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ یہ ورم دماغ
کے حجاب یا اُسکے جرم کو عارض ہو کیونکہ بلغم ایک لسدار چیز ہے (لیس چھوٹے چھوٹے اجزا پر نہین بٹ سکتا
کہ اعضا مین اسکا نفوذ آسانی سے ہو سکے) پس نہ تو اپنی صلابت اور سختی کی وجہ سے دماغ کے پردون
مین نفوذ کر سکتا ہے اور نہ اپنی چپچپاہٹ سے دماغ مین نفوذ کر سکتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ نرم اور
ہلکی ہلکی تپ ہو اور خفیف درد سر ہو اور سانس رُک رُک کر چلے اور تھوک کثرت سے آوے اور نسیان غالب
ہو اور نیند زیادہ آوے اور کسل اور کاہلی اسقدر ہو کہ پلکون کا کھولنا بھی بار معلوم ہو اور جبڑون کے ملانے سے
مشقت معلوم ہو اور زبان سفید ہو جائے اور نبض عظیم ہو جائے اور موجی نبض ہو اور اگر کسی شخص کے سر مین
اختلاج یعنی دھڑکن ہو اور اُسی کے ساتھ گرانی اور کسل بھی ہو تو لیثرغس کا اندیشہ ہے **علاج** نرم حقنے
(جو ملٹھی اور منقی اور انجیر اور سونف کی جڑ اور کڑھ کے بیجون کے لُعاب اور لال شکر سے بنائے گئے ہون
کیونکہ یہ حقنے آنتون کے فضلون اور ٹھہرے ہوئے مواد کو ہیجان دیکے اور بلا اسکے کہ کثرت سے
دماغ کو ابخرے چڑھین نکال پھینکتے ہین اور جب یہ مواد نکل جائینگے تو بجاے انکے اور اوپر سے کھنچکر
آنے والے مواد یہان چلے آئینگے تاکہ خلا لازم نہ آوے اور حقنون کی قوت باقی رہنے کے سبب سے آنتون
سے باہر کی طرف دفع ہو جائینگے) پھر ان حقنون کے بعد متوسط حقنے (جو لینہ اور حادہ کے درمیان ہون
اور جو ملٹھی اور انجیر اور سونف کی جڑ اور کھنگالی اور اذخر اور لال شکر اور اندرائن کے گودے اور پاپڑیہ لون
اور سینندھیا لون اور تربد اور محمودہ اور غاریقون سے بنائے جائین) پھر وہ حقنے دیے جائین جو حاد یعنے
تیز ہون اور بلغم کا استفراغ کیا جائے اور وہ تدبیرین کیجائین جو بلغمی درد سر کے لیے کیجاتی ہین بلا تسخین
کے تپ کی وجہ سے (کیونکہ تسخین کی قوت تپ کو اور بڑھائیگی) اور ہاتھ پاؤن خوب کسکر باندھے جائین
اور اُن کی خوب مالش کیجائے **مین کہتا ہون** اس مرض (لیثرغس) کو سرسام بارد کہتے ہین اور
مؤلف نے جو یہ کہا کہ دماغ کے مجاری روح مین متعفن بلغم کے رُک جانے سے جو ورم پیدا ہو جائے

لیثرغس

سبات سہری

اُسکا نام لثیرغس ہے تو مجاری روح کہنے کی یہ وجہ ہے کہ اس مرض مین کھوپری کے نیچے ورم ہوتا ہے
اور اسکے مادہ کو بلغمی کے ساتھ اسلیے خاص کیا کہ جو ورم سوداوی ہوتا ہے وہ اول تو ہوتا ہی کم ہے دوسرے
اصطلاح طب مین اُسکا یہ نام نہین ہے اور اس مرض مین نبض اسلیے عظیم ہوجاتی ہے کہ بخارین قلب
کو سخت اذیت ہوتی ہے اور نبض موجی اسلیے ہوجاتی ہے کہ بلغم اور وہ جسم جسمین متداخل ہے دونون
نرم ہوتے ہین **مؤلف کہتا ہے۔ سبات سہری** (سبات سے یہان وہ خواب گران مراد
ہے جسمین جاگنا دشوار ہو اور سہر سے وہ افراط کی بیداری مراد ہے جسمین سونا دشوار ہو) اور یہ ایک دماغی
ورم کا نام ہے جو (دماغ کے جوہر یا دماغ کے پردون یا دماغی روحون کے مجرون مین) بلغم اور صفرا
سے پیدا ہوجائے (کہ یہ دونون ایسی ترکیب سے مرکب نہین ہین کہ ایک ہوگئے ہون حتی کے کہ ایک
ہی خلط ہوجائین اور انمین سے ہر ایک دوسرے کے غلبہ کو توڑے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ان دونون
سے متضاد عوارض نہ پیدا ہوتے اور انمین سے ہر ایک کو دوسرے پر اپنی طبیعت کے مقتضٰی کے موافق
حملہ نہوتا اسی سبب سے) انکی علامت بھی دونون مذکورہ سرسامون کی علامتون سے مرکب ہوتی ہے (یعنے
لثیرغس اور قرانیطس دونون سرسامون کی جو علامتین مذکور ہوچکی ہین اگر کسی شخص مین دونون پائی جائین
تو سمجھ لینا چاہیے کہ سبات سہری ہے اور لثیرغس پر سرسام کا اطلاق مجازی ہے کیونکہ سرسام
جسطرح حقیقۃً قرانیطس پر بولا جاتا ہے اسی طرح سے مجازاً اختلاط ذہن پر بولا جاتا ہے اور موضوع لہ
اور غیر موضوع لہ مین یہان علاقہ یہ ہے کہ حقیقی سرسام کو اختلاط ذہن لازم ہے) اور کبھی صفرا پر بلغم غالب
ہوتا ہے تو اُسکی علامت بھی صفرا کی علامت پر غالب ہوتی ہے (مثلاً سبات یعنی نیند ہے) اور اسوقت
اس مرض کو سُبات سہری کہتے ہین اور کبھی بلغم پر صفرا غالب ہوتا ہے تو جو صفرا کی علامتین ہین وہ
بھی بلغم کی علامتون پر غالب ہوتی ہین (مثلاً سہر یعنی بیداری ہے) اور اسوقت اُسکو سہر سباتی کہتے
ہین (غرضکہ دونون نامون مین عرض غالب کا لحاظ مقدم ہوتا ہے اور جسوقت دونون برابر ہون
اور کسی کے عوارض کو کسی کے عوارض پر ترجیح نہو تو بولنے والے کو اختیار ہے خواہ سبات سہری
کہے خواہ سہر سباتی) اور اسکا علاج قرانیطس اور لثیرغس کے علاجون سے مرکب ہوتا ہے (اسطرح
پر کہ اسمین جو دوائین مستعمل ہوتی ہین وہ قرانیطس کی ٹھنڈی دواؤن اور لثیرغس کی گرم دواؤن سے
مرکب ہوتی ہین اور طبیعت اپنے خالق کے اذن سے ان دونون کو تمیز کرکے ہر ایک کو اپنے اپنے

مقام پر استعمال کر لیتی ہے لیکن دونون کیفیتون مین کی مستعمل دواؤن کا فعل قوی نہین ہوتا۔ مین کہتا ہون دونون سرساموں کی دونون علامتون کے مرکب ہونے کی یہ مثال ہے کہ مریض کو کبھی تو نیند اور گرانی اور کسل عارض ہو اور کبھی بیداری اور ہذیان اور آنکھون کا کھلا رہنا عارض ہو اب جب دیکھا جائیگا کہ اس مرض مین صفرا کی علامتین بھی موجود ہین تو غب اور اس ورم مین تفرقہ ہو جائیگا اور جب دیکھا جائیگا کہ اس مرض مین بلغم کی علامتین بھی موجود ہین تو قرانیطس اور اس مرض مین تفرقہ ہوجاتا ہے اور دونون مادے بالکل برابر ہون ایسا بہت کم ہوتا ہے کیونکہ ایک کی شر کو دوسرا دفع کرتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ مؤلف نے کسی ایک کے غالب ہونے کے متعلق گفتگو کی اور دونون مادون کے برابر ہونے سے کوئی تعرض نہین کیا اور اسکے علاج مین بھی دونون طرف نظر رہنی چاہیے اگر بلغم غالب ہو تو استفراغون مین اور لگانے والی دواؤن مین گرم دواؤن کو بڑھانا چاہیے اور اگر صفرا غالب ہو تو گرم دواؤن کو گھٹانا چاہیے **مؤلف کہتا ہے۔ رعونت اور حماقت** (یہ دونون لفظ مترادف ہین لغت اور اصطلاح دونون مین انکے معنے نادانی اور بیوقوفی کے ہین اور کبھی کبھی سرکشی اور خود آرائی کو بھی رعونت کہتے ہین) مؤلف رحمہ اللہ نے قانون کی شرح مین لکھا ہے کہ قوت مفکرہ کے ضعیف ہونیکو حمق یا رعونت اُسوقت کہا جاتا ہے جبکہ یہ ضعف عملی اشیا مین پایا جائے کیونکہ علمی باتون مین قوت مفکرہ کے ضعف کو بلادت وغیرہ کہتے ہین رعونت یا حمق نہین کہتے اور ایسا بھی نہین ہے کہ مطلقاً جسقدر عملی باتین ہین اُن سب مین اس ضعف کو حمق کہا جائے کیونکہ طب اور ہندسہ کے عملیات مین اس ضعف کو سوء صناعت کہا جاتا ہے نہ کہ حمق۔ ہان جو معیشت کے تدابیر ہین اگر اُنمین قوت مفکرہ اپنا پورا کام نہ دیسکے تو البتہ یہ حمق کہلاتا ہے مثلاً گھر کا کام کاج اور لوگون سے میل جول وغیرہ ہے ان باتون کے برتنے مین جو حماقتین صادر ہونگی اُنکو ضرور حمق کہا جائیگا یہی وجہ ہے کہ اگر کسی مجلس مین کوئی محض ناقابل آدمی قابل لوگون کی موجودگی مین مسند پر آکر بیٹھ جائے یا سب نیچے بیٹھے ہون اور وہ خواہ مخواہ کسی چارپائی یا کسی تخت پر سب سے اونچا ہو بیٹھے تو اُسکو احمق کہا جاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عرف عام مین عقلمند اُسی کو کہتے ہین جو اپنے تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل اور لوگون کے میل جول اور اپنے خدام کی دیکھ بھال اور گھر والون کی نگہداشت حال مین ہوشیار ہو لہذا بالقرینہ مقابلہ احمق اُسی کو کہنا چاہیے جسکی ان سب باتون مین قصور ہو اور اُسکی وجہ یہ ہو کہ وہ اتنی سمجھ نہین رکھتا کہ یہ سمجھ سکے کہ مجھکو افضل باتون کے اختیار کرنے مین

رعونت اور حماقت

کون کون ایسی تدابیر کرنا چاہیین جنسے مین اپنی زندگی کو بلا انگشت نمائی پورا کرسکون غرضکہ جسکے ان عملیات مین
قوت مفکرہ کے ضعف کی وجہ سے قصور ہو وہی احمق ہے چاہے وہ کتنا ہی بڑا فلسفی اور مہندس اور عالم
ہو انتہی یہ دونون یعنی رعونت اور حماقت فکر کے نقصان کا نام ہے یا یہ کہ برودت یا خشکی کی وجہ سے فکر
کے باطل ہو جانے کا نام رعونت اور حماقت ہے عام اس سے کہ برودت غیر مادی یعنی سادہ ہو یا مادی اور
عام اس سے کہ صرف برودت یا صرف یبوست ہی اسکا منشا رہو یا یہ کہ دونون باتین ہون علاج سر کے
مزاج کی تعدیل کرنا (اگر سوء مزاج سادہ ہو) اور سر کا تنقیہ کرنا (اگر سوء مزاج مادی ہو) اور غذا کو کم کرنا (کیونکہ
غذا کی زیادتی قوت کو اپنے فعل سے بیکار کر دیتی ہے اور جوہر روح کو غلیظ اور تیرہ کر دیتی ہے) اور غذا لطیف
کا استعمال رکھنا (تاکہ اُس سے غلیظ روح اور غلیظ ابخرے پیدا ہون جنسے روح مین غلظت اور تیرگی پیدا ہو)
اور گرم کھانا کھانا (تاکہ اُس سے بلغمیہ رطوبتین نہ پیدا ہون جو کثیف اور سرد روح کو پیدا کرین) اور اطریفل صغیر
اور ہڑ کا مربّے اور معجون فلاسفہ اسکو مفید ہے (اطریفل اور ہڑ کا مربّے تو اسلیے مفید ہے کہ یہ دونون چیزین
معدے کی تقویت کرتی ہین اور غذا کو خوب ہضم کرتی ہین اور معدے سے فضلیہ رطوبتون کو چن لیتی ہین اور
قوت ہاضمہ کی خوب اصلاح کر دیتی ہین اور جب ایسا ہو گا تو لطیف اور صاف خون پیدا ہو گا جسمین بلغمیہ
رطوبتین نہونگی اور معجون فلاسفہ اسلیے مفید ہے کہ یہ معجون مصلح ہضم ہے اور دماغ کو گرم رکھتی ہے اور ذہن
کو تیز کرتی ہے) اور اس معجون سے زیادہ قوی معجون بلادر ہے (یعنی بھلانوے کی معجون جسکا نسخہ شرح مین
عنقریب آتا ہے یہ معجون دماغ کی تقویت اور ذہن کی اصلاح اور قوت حافظہ کی درستی کما حقہ کرتی ہے،
لیکن اسمین حرارت بے اندازہ ہوتی ہے (کہ خون کو جلا دیتی ہے اور وسواس اور جذام پیدا کرتی ہے
اور بسا اوقات یکا یک مار ڈالتی ہے)، اور ذہن کی جودت کے لیے یہ چیزین بہت اعلی درجہ کی ہین کندر اور
سونٹھ اور شکر اور فکر اور غور زیادہ کرنا خاصکر عقلی علوم مین اور محاکمات مین (اور اسمین یہ غور کرنا کہ کون جانب
حق پر ہے اور اسکے حق پر ہونے کی کیا دلیل ہے اور وہ دلیل کہان تک قابل استناد ہے وغیر ذلک) غرض
وہ سب چیزین جنسے ذہن قوی اور تیز ہو جاتا ہے (میرے نزدیک جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ عملیات اور
تدابیر کے ضعف فکر کو حمق کہتے مین تو اسکے لیے زیادہ تر یہ مفید ہو گا کہ عقلمند لوگون کی صحبت مین زیادہ
بیٹھے اور اُنکے مشورون مین اور کام کاج مین شریک ہو غرضکہ جہان تک اہل عقل سے میل جول بڑھیگا
اُسی قدر حمق مین کمی ہو گی اور صرف معقولات اور علوم کے غور و فکر مین اپنے اوقات کو صرف کرنا یہ اسکو

بمعنی اصطلاحی عقلمند نہین بنا سکتا غایۃ الامر یہ ہے کہ اُسکو معقولی یا عالم یا فلسفی بنادے اور یہ دوسری بات
ہے واللہ اعلم (مین کہتا ہون جو برودت رعونت اور حمق کی موجب ہوتی ہے وہ دماغ کے بطن
اوسط پر مسلط ہوتی ہے اور یہی بطن اوسط اس عمل کا محل ہے اور رعونت اور حمق کا منشاء برودت
اسلیے ہوتی ہے کہ فکر نفس کی ایک حرکت ہے کہ روح اُسکے ساتھ بطن اوسط کے مقدم سے مؤخر تک
اور اُسکے مؤخر سے مقدم تک حرکت کرتی ہے اور حرکت کے لیے حرارت کی ضرورت ہے کیونکہ حرارت ہی
سے حرکت ہوتی ہے (اور حمق مین یہی فکر ضعیف ہوجاتی ہے) اسی لیے بطن اوسط حرارت کی جانب مائل
بنایا گیا ہے اور جو برودت نسیان کی موجب ہوتی ہے اور جسکا ذکر اُسکے بعد آتا ہے وہ دماغ کے پچھلے بطن
پر مستولی ہوتی ہے کیونکہ یاد اور تذکر کا فعل اسی بطن کے متعلق ہے اور رعونت اور حمق مین یہ فرق ہے کہ فکر
کے نقصان کو رعونت کہتے ہین اور فکر کے بطلان کو حمق۔ اور ہڑ کا مربا بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ ہڑ کو پانی
اور درخت انگور کی راکھ مین دس دن تک بھگوئین اور ہر تیسرے دن پانی بدلتے رہین اسکے بعد ہڑ کو دھو کر جو
کے ساتھ پکالین یہان تک کہ جو خوب پک جائین جب پک چکین تو ہڑ کو نکال کر خوب صاف کرلیا جائے
اور صاف کرکے چند جگہ سے اُسکو چھید دین اور اُسپر سے شہد چھوڑین اور بیس دن تک اُسی حالت پر چھوڑ دین
اور جب دیکھین کہ شہد کو ہڑون نے بالکل چوس لیا تو اُسپر اور شہد چھوڑ دین آور معجون بلادر کا یہ نسخہ ہے اور
اسکو انقرذیا بھی کہتے ہین سنبل ساذج مرسلیخہ زعفران افسنتین افیون اذخر راوند حب البان
قرنفل ہرایک اشمر سے بقدر تین درہم ہو حب البلسان زنجبیل عنبر ہرایک دس درہم مصطگی شہد بھلانوان
ہرایک تین درہم غاریقون آٹھ درہم اصل السوس آسمانگونی بیس درہم سولف کی جڑ کا پوست جو سرکے مین
تین دن بھیگا ہو اُسکے بعد وہ جو سرکہ اور شہد مین جوش دیا گیا ہو اتنا کہ بقدر حاجت اُسکا قوام بندھ جائے
ان سب ادویہ کو خوب باریک کرکے سولف کی جڑ کے چھلکون کے پانی پر چھڑک دین جیسا کہ ہم اس سے
قبل بیان کرآئے ہین اور سب کو اسمین لت کرلیا جائے اور چھ مہینہ کے بعد اسکا استعمال کیا جائے مقدار
شربت بمکم پانی کے ہمراہ ایک درہم **مؤلف کہتا ہے۔ نسیان** یہ یاد کی قوت کا کم ہوجانا یا
بالکل جاتے رہنا ہے (یعنی جس قوت دماغی کے متعلق صور اور معانی کا یاد رکھنا ہے اُسکا اپنے فعل
مین کمی کرنا یا اس قوت کا بالکل گم ہوجانا یہ نسیان ہے) اور نسیان کا باعث یا تو برودت ہے عام اس سے
کہ سادہ ہو یا مادی اور اسکی شناخت اُسکے علامات سے ہوتی ہے اور یا خشکی اسکا سبب ہوتی ہے

نسیان

اور اسوقت یہ قوت صرف اُن باتون ہی کو یاد رکھیگی جو غلبۂ یبوست سے پیشتر منطبع ہو چکی ہین اور اگر نسیان کا سبب رطوبت ہوتی ہے تو یہ قوت صرف اُنھین باتون کو یاد رکھیگی جو وقتی ہین (یعنی ابھی منطبع ہوئی ہین) اور نسیان اور حمق کا علاج ایک ہی ہے (اور حمق کا علاج گذر چکا) **مین کہتا ہون** جو نسیان یبوست کی وجہ سے ہوتا ہے اُسکی علامت بیداری ہے اور جو رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے اُسمین مجاری اور منافذ دماغ مین تری ہوتی ہے اور جو نسیان یبوست سے ہوتا ہے اُسمین پرانی باتون کی حفاظت اسیلیے ہوتی ہے کہ جو صورتین چھپ چکی ہین وہ یبوست کے وارد ہونے سے مٹ نہین جاتین بلکہ اور پختہ اور دیرپا ہو جاتی ہین اور جو نسیان رطوبت سے ہوتا ہے وہ صرف وقتی ہی کی اسیلیے محافظ ہے کہ جو صورت اُسمین چھپتی ہے وہ جلد زائل بھی ہو جاتی ہے **مؤلف کہتا ہے** ۔ **مانیا** یہ (یونانی زبان کے موافق) ایک قسم کا جنون ہے جسمین درندون کے سے حرکات صادر ہوتے ہین اور یہ اُس خون سے پیدا ہوتا ہے جو جلکر سودا ہو گیا ہو یا صرف صفرا یا صرف سودا سے پیدا ہوتا ہے اور (مطلق مانیا خواہ کسی خلط سے پیدا ہو) بیقراری اور اُچھلنے کے ساتھ ہوتا ہے اور سوداوی صفرا مین سکوت اور خوف اور خشکی کم ہوتی ہے اور مریض کا چپ کر دینا ممکن ہوتا ہے اور سوداوی سودا مین سکوت اور خوف اور خشکی زیادہ ہوتی ہے اور اس قسم کا مریض جب کلام کرتا ہے تو جواب سے تغافل کرتا ہے اور جب ہیجان مین آتا ہے تو پھر اُسکا چپ کرنا مشکل ہوتا ہے اور اس سے چھٹکارا دشوار ہو جاتا ہے اور **داء الکلب** بھی اسی مانیا کی ایک قسم ہے لیکن اسمین لوگون کے ساتھ میل جول اور موافقت بھی ہوتی ہے اور تھوڑی سی ہنسی بھی اور یہ مرض دمویت سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور اسی لیے اسمین کینہ اور بدخلقی نہین ہوتی جیسی کہ مانیا مین ہوتی ہے اور جس شخص کو کابوس کا مرض ہو اور اُسکے ساتھ دماغ مین حرارت بھی ہو اور دونون قدم خون سے بھرے ہون اور سرخ ہون اور عورت کی چھاتیون مین خون جمتا ہو تو ان دونون یعنی مانیا اور داء الکلب کا اندیشہ ہے **مین کہتا ہون** جو سودا نہایت حار صفرا سے جلکر یا قلیل البرودت سودا سے جل کر پیدا ہوتا ہے وہی اس مرض کا موجب ہوتا ہے اور مالیخولیا کا موجب سودا طبعی یا احتراقی ہوتا ہے لیکن مطلقاً احتراقی نہین بلکہ وہ جو بلغم یا شیرین خون سے حاصل ہو اور کمتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اُس صفرا سے حاصل ہو جس مین حرارت کم ہے یا اُس سودا سے جسمین برودت زیادہ ہے اور جسکو مالیخولیا کا مرض ہوتا ہے اُسمین اکثر یہ عوارض ہوتے ہین

بدگمانی اور خراب افکار اور ڈر اور سکون اور اسمین بیقراری اور اچھل کود نہین ہوتی اور مانیا مین بیقراری اور
اچھل کود خوب ہوتی ہے اور اس شخص کی آنکھین درندون کی ایسی ہوتی ہین اور اس مرض مین بیشتر تپ
نہین ہوتی اور سرسام مین تپ ضرور ہوتی ہے اور تپ ہی کے ہونے نہونے سے سرسام اور مانیا
مین تفرقہ کیا جاتا ہے ورنہ یہ دونون بعض باتون مین باہم شریک ہوتے ہین اور داء الکلب مانیا ہی
کی ایک قسم ہے اور اسکو داء الکلب اسلیے کہتے ہین کہ اسمین غصہ بھی ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ کچھ
لہو ولعب اور مہربانی بھی ہوتی ہے جیسے کتے کی خصلت ہوتی ہے اور کابوس کے ساتھ اگر حرارت
دماغ اور قدمون کا خون سے بھرا ہونا اور عورتون کی چھاتیون مین خون کا جم جانا ہو تو ان دونون
مرضون کا بیشتر خصوصًا داء الکلب کا خوف اسلیے ہوتا ہے کہ اسمین اسپر دلالت ہوتی ہے کہ خون فاسد
حرکتین کر رہا ہے اور کبھی دماغ کی طرف جاتا ہے اور کبھی کسی اور عضو کی طرف اور کوئی حار غریزی ایسا
نہین ہے جو اسکی کچھ اصلاح کر دے تو ضرور ہے کہ وہ جلد بگڑ کر دماغ کو اپنی مضرت مین مبتلا کرے گا
اور اگر مانیا کے آخر مین دونون قدم خون سے بھر جائین تو اکثر اوقات اسکی دلالت اسپر ہوتی ہے
کہ اس مرض سے نجات ہوگی **مؤلف کہتا ہے**۔ اسکا اور مالیخولیا کا بعینہ ایک ہی علاج ہے
ہان کچھ رطوبت پہونچانے کی ضرورت ضرور ہوتی ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مارنے اور قید کرنے
کی بھی ضرورت پڑتی ہے تاکہ اسکی شوریدگی کی جانب سے اطمینان ہو اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ اسکے سر پر جوتے مارتے ہین تاکہ اسکی کھوئی ہوئی عقل لوٹ آئے اور اسکا عمدہ اور قوی علاج یہ ہے
کہ نصف درہم افیون اسکی گھبراہٹ اور اضطراب کے وقت آش جو مین پلائین یہ علاج بسا اوقات ایسے مریض کو
ایک ہی دن مین اچھا کر دیتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کئی دفعہ اس علاج کی تکرار کی ضرورت پڑتی ہے **مین
کہتا ہون** اس مرض مین رطوبت پہونچانیکا قصد برودت پہونچانیسے زیادہ قابل لحاظ ہے اور اسکی یہ صورت
ہے کہ ایک ہی دن مین کئی بار تریڑون اور ضمادون کی تکرار کیجائے جو رطوبت پہونچائین اور اگر مرطب دواؤن مین
برودت زاید دیکھی جائے تو بابونہ وغیرہ سے اسکی تعدیل کر لینا چاہیے اور اس مرض مین منوم دواؤن کا استعمال
اور نیند کا آنا اس مرض کا نہایت عمدہ علاج ہے **مؤلف کہتا ہے**۔ مالیخولیا خوف اور فساد کی جانب

مالیخولیا

گمان اور فکر کے مشوش ہو جانے کو مالیخولیا کہتے ہین اور اس مرض کی ابتدا زود رنجی اور محبت خلوت اور
اس چیز کے خوف سے ہوتی ہے جس سے عادتًا ڈرنا نہ چاہیے اور جسوقت اس مرض کو استحکام ہو جاتا ہے

توان باتون مین بھی زیادتی ہوجاتی ہے اور اس مرض کی استعداد اُس شخص مین ہوتی ہے جسکے قلب مین
سخت گرمی ہو اور سینہ اور بدن پر بال زائد ہون اور دماغ مین رطوبت ہو اور دونون ہونٹ موٹے موٹے ہون
اور توتلا ہو اور اکثر یہ مرض مردون کو عارض ہوتا ہے اور عورتون کو اسکا عارض ہونا نہایت برا ہے مین کہتا
ہون سودا کی طبیعت چونکہ سرد خشک ہے اسلیے اسمین اور روح کے مزاج مین تضاد اور مخالفت ہے کیونکہ
روح کا مزاج گرم تر ہے (گرمی کے مقابل برودت اور تری کے مقابل یبوست) پس جسوقت سوء مزاج سوداوی
دماغ پر اپنا تسلط کرتا ہے تو دماغی روح اجنبیت اور مخالفت کی وجہ سے گھبراتی ہے اور اسکی ظلمت روح کو
متوحش کر دیتی ہے جیسا کہ روح کو بیرونی ظلمت سے وحشت ہوتی ہے اسی لیے اُسمین بدگمانیان پیدا ہوجاتی
ہین اور فکرین خراب ہوجاتی ہین اور جن چیزون سے نہ ڈرنا چاہیے اُنسے ڈرنے لگتی ہے اور یہ مرض اکثر اُس شخص کو ہوتا ہے جسکے قلب
مین سخت گرمی ہو اور دماغ مین رطوبت ہو تو اُسکے قلب کی حرارت قلب مین سودا کو پیدا کر دیتی ہے اور
اُسکے دماغ کی رطوبت اُس چیز کے اثر کو قبول کر لیتی ہے جو اُسکے قلب مین پیدا ہوا اسی لیے اسکی استعداد
اُس شخص مین زیادہ ہوتی ہے جو سینہ اور بدن پر بال زیادہ رکھتا ہو اور اُسکے ہونٹھ موٹے ہون اور توتلا ہو
اور جلدی جلدی باتین کرتا ہو اور رگین موٹی موٹی ہون چوڑا سینہ ہو سرخ یا گندمی رنگ ہو کیونکہ یہ سب
باتین قلب کی حرارت اور دماغ کی رطوبت پر دلالت کیا کرتی ہین اور چونکہ مردون کے قلب مین حرارت
بہت زیادہ ہوتی ہے اسوجہ سے اکثر یہ مرض مردون ہی کو ہوتا ہے نیز اُنپر افکار بہت غالب رہتے ہین
اور افکار کا غلبہ بھی اس مرض کا پیش خیمہ ہے اور اگر عورتون کو مالیخولیا ہوتا ہے تو اُس سے برا کوئی مالیخولیا
نہین کیونکہ انکا مزاج بارد ہوتا ہے اور برودت سے یہ مرض جم جاتا ہے پھر جانے کا نام نہین لیتا واللہ اعلم مولف
کہتا ہے اور مالیخولیا کی تین قسمین ہین ایک قسم تو وہ ہے جسکا سبب نفس دماغ مین موجود ہو (مالیخولیا کا سبب
سودا ہوتا ہے یعنی سودا دماغ مین موجود ہو جس سے یہ مالیخولیا ہوا ہے) تو اُسوقت بیداری اور زمین کی طرف
نظر کا رہنا زیادہ ہوگا اور سارے بدن مین سے کہین سودا کی کوئی علامت نہو گی (مثلاً بدن کی سیاہی اور لاغری
اور سیاہ بالون کی بدن پر کثرت کہ ان باتون مین سے بدن پر بظاہر کوئی بات نہوگی) اور منہ اور آنکھون کی رنگت
مین تیرگی زیادہ ہوگی (بیداری کا تو یہ سبب ہے کہ جب مالیخولیا کا سبب نفس دماغ مین موجود ہو تو وہ دماغ کو خشک کر دیگا
اور خشکی بیداری کا باعث ہوتی ہے اور زمین کی جانب نظر زیادہ اسلیے ہوگی کہ سودا کے دماغ مین ہونیسے افکار کا ہجوم ہوگا
اور جو شخص کسی معاملہ مین متفکر ہوتا ہے وہ غالباً زمین کی طرف دیکھا کرتا ہے اور اسی مین مستغرق رہتا ہے تاکہ اُسکے حواس

مجتمع ہو جائیں اور تغیر کو بھول جائے اور منھ اور آنکھون کے رنگ مین تیرگی اسلیئے ہو گی کہ یہ دونون عضو
دماغ سے قریب ہین اسلیئے ان دونون کے خلط سوداء کے رنگ سے متغیر اور سیاہ ہو جاتے ہین) اور مالیخولیا
کی یہ قسم سب قسمون سے بدتر ہے (کیونکہ مادہ مرض عضو رئیس مین موجود ہے) اور مالیخولیا کی دوسری قسم
یہ ہے کہ اسکا سبب سارے بدن مین موجود ہو (یعنی سارا بدن سوداء سے بھر جائے) اس صورت مین
سوداء کی علامتین سارے بدن مین ظاہر اور عام ہو نگی (مثلاً زبان کا کالا یا بھورا ہونا اور لاغری اور جلد
کا کھر کھرا ہونا اور بدن پر شدت سے کالے بالون کا ہونا) اور یہ قسم سب قسمون سے زیادہ سلامتی لیئے ہوئے
ہے اور مالیخولیا کی تیسری قسم یہ ہے کہ مراق کی شرکت سے ہو (مراق پیٹ کی ایک جھلی کو کہتے ہین) اور
اس قسم کا نام مراقی مالیخولیا ہے اور اسکا سبب (مؤلف کے نزدیک) جگر کی وہ سخت گرمی ہے جو خون
کو جلا کر سوداء بنا دیتی ہے اور وہ جگر سے تلی کی طرف دفع ہوتا ہے اور تلی (اسکی رداءت اور کثرت سے
متحمل نہ ہو کر) اسکو فم معدہ کی طرف دفع کر دیتی ہے (اور فم معدہ سے دماغ کی طرف ابخرے چڑھتے ہین جو
اُسمین ظلمت اور تیرگی پھیلاتے ہین اسوجہ سے کہ ان ابخرون کی پیدائش جلے ہوئے مادہ سے ہے)
اسی لیئے اسکو یہ باتین لازم ہین فم معدہ کا درد اور لذع اور سوزش اور بھوک کی شدت اور کھٹی سوداوی قے
اور معدہ کو سوداء کی ضرر رسانی سے قوت ہاضمہ کا ضعف اور ریاح اور نفخ اور بلغم اور تھوک کی کثرت اور نفخ
زیادہ ہونے سے شہوت اور استادگی کی زیادتی اور ابخرون کے زیادہ چڑھنے سے آنکھون کی کھر کھراہٹ
اور پلکون کی گرانی اور فم معدہ اور مراق کی اذیت اور اسکا نفخ اور پہلی دونون قسمون کا سبب یا تو سوداوی
سرد خشک مزاج ہوتا ہے جو کہ روح کو متوحش کرتا ہے اور یا سوداوی طبعی خلط ہوتا ہے اور یا صفراء سے
جلا ہوا سوداوی خلط ہوتا ہے اور اسوقت جنون اور بیحیائی اور دلیری بہت زیادہ ہو گی اور یا سوداء سے جلا ہوا
خلط ہوتا ہے اور اسوقت کینہ اور سکون اور غم اور بدگمانی کثرت سے ہو گی اور یا جلے ہوئے خون سے
اور اسوقت اس مالیخولیا کے ساتھ کچھ ہنسی اور تھوڑی خوشی بھی ہو گی اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مالیخولیا
بغیر دل کی شرکت کے ہو کیونکہ دو حال سے خالی نہین یا تو مالیخولیا اسطرح ہوگا کہ اسکا مبدء دل ہو کیونکہ
دل کے رئیس ہونے کی وجہ سے اُسکا ضرر پانا اور اثر قبول کرنا بنسبت اور اعضائے کے زیادہ ہوتا ہے اور
جب دل کا مزاج متغیر اور فاسد ہوگا تو اُسکے فساد کے ساتھ حیوانی روح کا مزاج فاسد ہو جائیگا اور یہی
اسکا شریک حال دماغ ہوتا ہے اسلیئے کہ روح نفسانی روح حیوانی کے متصل ہوتی ہے بلکہ بعینہ وہی ہوتی ہے

لہذا اسکے فاسد ہونے سے یہ بھی فاسد ہو جائیگی اور اُسکے فاسد ہونے سے دماغ کا مزاج بھی فاسد ہو جائیگا اور یا اسطرح پر کہ مالیخولیا کا مبدء دماغ ہو اور فساد مین اسکا شریک حال دل ہو جائے کیونکہ دماغ کے مزاج کا فساد نفسانی روح کے مزاج کو فاسد کر دیتا ہے اور اُسکے فاسد ہونے سے روح حیوانی بھی فاسد ہو جاتی ہے اور جسوقت روح حیوانی مین فساد آیا دل کا مزاج بھی فاسد ہو جاتا ہے) **مین کہتا ہون** پہلی قسم سب قسمون مین بدتر اسلیے ہے کہ جب نفس دماغ مین فساد بیٹھ گیا تو اس فساد مین دل بھی اُسکا شریک حال ہو جاتا ہے کیونکہ دونون کی مشارکت اسکا باعث ہوتی ہو کہ ہر ایک کا فساد دوسرے مین اپنا گھر کرے اور اس صورت مین دل کا فساد دماغ مین بھی سرایت کرتا ہے اور دماغ کے فساد کو اور بڑھا دیتا ہے اور دماغ کا فساد اُسپر ایک وبال ہو جاتا ہے اور دشواری پڑجاتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ جب نفس دماغ مین فساد اپنا گھر کر لیتا ہے تو اُسکی علٰحدگی سخت دشوار ہو جاتی ہے اسلیے کہ اسوقت مین اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ دفع کے راستون کی طرف یہ فساد منجذب ہو برخلاف دوسری اور تیسری قسم کے (اسوجہ سے پہلی قسم اشر الاقسام ہے) اور دوسری قسم مین سلامتی اسلیے ہے کہ نہ تو اسوقت سبب مرض نے خود دماغ مین گھر کیا ہے جیسے پہلی قسم مین اور نہ اُس جگہ جہان وہ پیدا ہوتا ہے جیسے تیسری قسم مین اور یہی دونون قسمین ردی ہین اول کے ردی ہونے کی وجہ تو معلوم ہو چکی اور دوسری کی رداءت کی یہ وجہ ہے کہ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر غذا اس مریض کی سوداوی ہو (اور ظاہر ہے کہ جب یہ دونون باتین اُسمین نہونگی تو خواہ مخواہ وہ سب قسمون سے اسلم ہوگی) اور جیسے کہ تیسری قسم کا نام مراقی مالیخولیا ہے اسیطرح اسکو نفخۂ مراقیہ اور مالیخولیا ے نافخ بھی کہتے ہین کیونکہ مراق ہی کے نفخ سے اس قسم مین دماغ کیطرف ابخرے چڑھتے ہین اور انھین ابخرون سے مالیخولیا ہوتا ہے - اور مؤلف نے جگر کی سخت حرارت کو اسکا سبب قرار دیا ہے لیکن بعض طبیب کہتے ہین کہ اسکا یہ سبب ہے کہ جگر کے دروازے مین ورم آجاتا ہے اور بعضے یون کہتے ہین کہ اسکا سبب ماساریقا مین سدون کا آجانا ہے گو اُسمین ورم نہو اور مؤلف نے جو یہ کہا ہے وکثرۃ الریاح والنفخ والبلغم والبزاق لذلك قولہ لک کا اشارہ ضعف ہضم کی طرف ہے اور کلام کے معنی یہ ہین کہ اسی ضعف ہضم کی وجہ سے یہ سب باتین ہوتی ہین اور مؤلف نے یہ جو کہا ہے و سبب الصنفین الاولین اما مزاج سوداوی بارد یابس اس سے مزاج سادہ مراد ہے جسمین خارجی اسباب کی وجہ سے خشکی اور برودت پیدا ہو جائے نہ کہ مادی مزاج اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے وقلما یکون

انما یکون بالمشارکة من القلب یعنی بلا شرکت قلب مالیخولیا بہت کم ہوتا ہے شیخ نے لکھا ہے کہ اسی لیے اس مرض
کے علاج مین دل کا علاج کیے بغیر کوئی چارہ ہی نہین ہے مؤلف کہتا ہے مالیخولیا کا علاج
جس مالیخولیا کا سبب سارے بدن مین موجود ہو اسکا علاج خون کی کثرت کے وقت فصد ہے اور اگر
خون زیادہ نہو تو فصد ہرگز نہ لی جائے کیونکہ خون سودا کا جانی دشمن ہے نیز خون کے استفراغ کیوقت
مزاج پر برودت اور یبوست غالب آجاتی ہے شیخ نے لکھا ہے کہ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اسکا علاج اسکے
مستحکم ہوجانے سے پہلے ہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ ابتدا ہی مین آسانی سے زائل ہوجاتا ہے اور پائداری
کے بعد اسکا جانا سخت دشوار ہے اور بہرحال یہ بات ضرور ملحوظ رہے کہ اس مرض والے کو ہر وقت خوش
رکھا جائے اور کسی غم کا پاس پھٹکنا اچھا نہین اور ایسے مقامات مین اسکی نشست و برخاست ہونا چاہیے جو
برودت اور حرارت اور رطوبت اور یبوست کے اعتبار سے معتدل ہون اور جو جگہ اسکے رہنے کی ہو وہ مرطوب
ہوا اور خوشبودار ہو اور اُسکے بچھونے پر پھول پڑے ہون غرضکہ عطر وغیرہ سونگھتا رہے اور غذائین بھی ایسی
کھلائے جو نہایت مرطب اور کیموس کے لحاظ سے عمدہ ہون اور موافق اور مناسب غذاؤن سے اُسکے
بدن کو ہرا کیا جائے اور غذا کے بعد حمام کرایا جائے اور اُسکے سر پہ حمام کے وقت نیمگرم پانی چھوڑا جائے
اور گرمی پہونچانے سے زیادہ اُسکو رطوبت پہونچانے کا لحاظ رکھا جائے انتہی کلامہ) اور مالیخولیا کی جو باقی
قسمین ہین اُنکا علاج اشربہ اور اغذیہ ذیل سے کرنا چاہیے اشربہ یعنی پینے کی چیزین تو یہ ہین آش جو مصالح دار
(یعنی جسمین لسلسا اور پالک اور ہرا دھنیا اور خطمی کی پتی پڑی ہو اس قسم کا آش جو برودت اور رطوبت پھیلاتا ہے
اور ملین ہے اور منضج سودا رہے) یا سادہ آش جو شکر کے ساتھ یا جلاب گلاب کے ساتھ یا عرق گاؤزبان شکر
اور تخم ریحان کے ساتھ (تاکہ دل و دماغ کی تقویت ہو) یا شربت سیب عرق گاؤزبان کے ساتھ اور اغذیہ
یعنی غذائین یہ ہین اگر گوشت کھلائین تب تو فربہ گوشت کی یخنی ہو یا اجاصیہ ہو (اجاصیہ وہ گوشت جسمین خاص
ترکیب سے آلو بخارے پڑتے ہین) یا حنطیہ ہو (حنطیہ وہ جسمین گیہون پڑے ہون) اور اگر ہضم ہوسکین تو
سریان و ریحانین (اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ مالیخولیا سے مراقی نہو کیونکہ مالیخولیا سے مراقی مین ضعف معدہ
لازم ہے کذا فی النفیسی) اور اگر سودا صفراوی ہو تو رمانیہ اور تفاحیہ اور حصرمیہ یہ غذائین دیجائین (رمانیہ
وہ غذا جسمین انار ہون اور تفاحیہ وہ غذا جسمین سیب ہون اور حصرمیہ وہ غذا جسمین کچے انگور ہون کیونکہ یہ
غذائین اپنی برودت والی ترشی سے صفرا کی باقی طبیعت کو قطع کردینگی اور میٹھی چیزین یہ ہین حلوا اشکر

اور نشاستہ اور روغن بادام اور روغن خشخاش اور تخم خرفہ کی مٹھائی خواہ تخم خرفہ مسلم چھڑک دیے جائیں یا اُنکا شیرہ نکالکر اسمین ملا دیا جائے (اور انکی یہ ضرورت ہے کہ یہ مبرد اور مرطب ہوتے ہین اور انمین ایک قسم کی چکنائی ہوتی ہے) **اور فصلی میوے یہ ہین** کھیرا اور ککڑی اور انار اور خربزہ اور آلو بخارا اور خوبانی اور سیب اور امرود (کیونکہ یہ میوے مبرد اور مرطب ہین) **اور مالش کے لیے تیل یہ ہین** روغن بنفشہ یا روغن بادام یا روغن کدو اسکی سر پر مالش کیجائے (دماغ کی ترطیب کی غرض سے) خصوصًا مالیخولیا پہلی قسم مین (جسکا سبب نفس دماغ مین ہوتا ہے) اور مالیخولیاے مراقی مین معدہ پر خصوصًا فم معدہ پر نیم گرم روغن اور روغن سنبل اور روغن مصطگی سے مالش کیجائے (کیونکہ یہ تیل معدہ کی تقویت کرتے ہین اور اُسے گرم کرتے ہین اور ہضم کو قوی کرتے ہین اور ریاح کو تحلیل کرتے ہین) اور گرم بھوسی سے معدہ کو سینکا جائے (معدہ اور ریاح کے گرم کرنے کے لیے) اور ریاح کے تحلیل کرنے کے لیے بابونہ اور ناخونہ اور ترنج کی پتی کے جوشاندے سے تریڑا دیا جائے اور جگر کو عرق گلاب اور صندل اور کافور ریاحی سے برودت پہونچائی جائے (تاکہ اسمین کا کیموس جل نہ جائے اور سودا نہ پیدا ہو جائے) اور جو کے آٹے اور صندل کا عرق گلاب کے ساتھ لیپ کیا جائے اور طبیعت کی فتیلون اور نرم حقنون سے تلیین کی جائے (فتیلہ تو بنفشہ اور تربد اور سنا اور لال شکر اور املتاس کے لب سے بنائے گئے ہون اور حقنے چقندر کی پتی کے پانی اور بنفشہ اور خطمی اور کٹے ہوے جو اور لسلسون سے بادام کے تیل اور املتاس کے ساتھ بنائے گئے ہون) اور یا طبیعت کی تلیین اسطرح کیجائے کہ مغز املتاس کے شیرہ کو روغن بادام کے ہمراہ چاٹا جائے اور چکنے شوربے کثرت سے استعمال کیے جائین (جنمین پالک اور خطمی اور چقندر کے پتے اور کدو کے بیج اور جو کا شیرہ پڑا ہو کہ تحلیل شدہ اجزے تفلون سے اُٹھکر دماغ کو نہ چڑھین) اور مالیخولیا خصوصًا مالیخولیاے مراقی کے لیے حمام سب چیزون سے بڑھکر فائدہ بخش ہے (کیونکہ حمام نیند لاتا ہے اور بدن مین لطیف حرارت پیدا کرتا ہے اور اعضاے اصلیہ کو رطوبت پہونچاتا ہے اور غلیظ فضلون کو پکا دیتا ہے اور خصوصًا مالیخولیاے مراقی کے لیے اسلیے سود مند ہے کہ علاوہ مذکورہ فوائد کے ریاح کو تحلیل کرتا ہے اور مسامات کو کھولتا ہے لہذا اُنسے ابخرے اور وہ ریاح جو حرارت سے تحلیل کے قابل ہو گئے ہین نکل جاتے ہین) اور اسکا التزام کر لیا جائے کہ تھوڑے تھوڑے دن کے بعد اُن ادویہ سے استفراغ کیا جائے مطبوخ فاکہہ یا مطبوخ افتیمون یعنی اصل بیدہ کے جوشاندے سے یا اُسکی تیار شدہ گولیون سے یا آٹھ درہم افتیمون سے تازہ دودھ اور شکر کے ساتھ یا ماء الجبن کے ساتھ سودار کی پھنکی سے (جو افتیمون اور

اسطوخودوس اور غاریقون اور حجر لاجورد لو حجر ارمنی اور کالی ہڑ اور محمودہ سے تیار کی جاتی ہے) یا اطریفل صغیر سے جسمین افتیمون کی قوت دی گئی ہو (اسطرح کہ اطریفل کے ہر تین درہم کے ساتھ ایک درہم افتیمون ہو) خصوصًا پہلی قسم مین (یعنی جسکا سبب نفس دماغ مین موجود ہو کیونکہ ہڑین دماغ کو قوت دیتی ہین) اور اس قسم کے بیمارون کو تھوڑے تھوڑے دن کے بعد علاج سے راحت دیتے رہنا چاہیے (یعنی منضج اور مسہل کا استعمال کراتے رہین) اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر استفراغ کے بعد مفرح یا توتیان وغیرہ استعمال کرائی جائین اور ہر وقت عقل کی حالت مین رہنے کے لیے ایسے بعض لوگون کو اُسکے ساتھ رکھنا چاہیے جنسے وہ حیا کرتا ہو یعنی تاکہ اُنکے سامنے بدحواسی سے شرم کرے (تاکہ اُنمین فاسد عقیدے جگہ نہ پکڑلین اور یہ انکی عادت مستمرہ نہو جائے اور صحت مین دشواری ہو) اور یہ بھی لازم ہے کہ اُنکی بعض فاسد گمانون مین اُنکا ساتھ دیا جائے (تاکہ اُنکی حدت اور انکا غصہ جھگڑا کرنے کی وجہ سے بڑھ نہ جائے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انکا ساتھ دینے سے مرض کو تسکین بھی ہو جاتی ہے چنانچہ حکایت کی گئی ہے کہ ایک شخص کو مالیخولیا ہو گیا تھا اور اُسکے ذہن مین یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ وہ رات کو کسی جگہ جایا کرتا تھا اور وہان ایک جماعت ایسی تھی جو اُسے اپنے پاس مدعو کیا کرتی تھی ایک رات یہ اُنکے پاس نہ گیا اور وہان سے بھاگ گیا اب اُسکو یہ گمان ہوا کہ اسکے نہ جانے سے وہ لوگ اسکے قتل کا ارادہ رکھتے ہین یہ خیال کر کے اُسکا خوف اور اُسکی تشویش اور اضطراب سخت بڑھ گیا یعنی جب لوگون نے دیکھا کہ اسکی حالت بہت بگڑتی جاتی ہے تو ایک طبیب سے اسکا ذکر کیا اور اُسے اُسکے پاس لیگئے جب طبیب نے اُسے دیکھا کہ اُسکا یہ قصہ ہے تو اُس سے کہا کہ مین تیری دوا نہ کرونگا اُسنے اُسکی نہایت عاجزی کی اور منت کہا کہ آپ میرا علاج کیون نہین کرتے طبیب نے جواب مین کہا کہ فلانی رات کو مین فلان مقام پر تھا اور میرے گھوڑے پر سے میری گٹھری گر پڑی تھی مین نے تجھے ہر چند آواز دی کہ تو گٹھری اُٹھانے مین میری مدد دے مگر تو نے میری ایک نسنی اور بھاگا چلا گیا جب بیمار نے یہ سنا تو بولا کہ اگر آپ ہی اس مقام پر تھے تو مجھے کوئی ڈر نہین ہے اور اُسکا وہ خوف و فساد اس تدبیر سے جاتا رہا) اور اکثر مالیخولیا انھین لوگون کو ہوتا ہے جو نہایت عقلمند ہوتے ہین (کیونکہ یہ لوگ انجام کار اور ہر چیز کے دقائق مین بہت زیادہ فکر اور غور کرتے رہتے ہین اور فکر ہی دماغ کو گرم کرتی ہے اور مواد کو جلا دیتی ہے) اور یہ مرض ربیع اور خریف مین ہیجان مین آتا ہے ربیع مین تو سودا کی حرکت سے اور خریف مین فصل کی ردائت اور سودا کے زیادہ پیدا ہونے سے مین کہتا ہون شیخ نے لکھا ہے کہ اس مرض مین بہر حال علاج کو فصد ہی سے شروع کرنا چاہیے ہان اگر

یہ خوف ہو کہ فصد نہایت ضعیف کر دیگی یا یہ معلوم ہو کہ مواد بدن مین بہت کم ہین اور وہ بھی صرف دماغ
مین اور خشکی غالب ہے تو کچھ مضائقہ نہین کہ فصد نہ لیجائے اب اگر فصد کے بعد پتلا خون نکلنا شروع ہو تو اسکو
روکنے کا قصد نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ فصد مین پہلے پتلا خون برآمد ہوتا ہے اور گاڑھا خون
رک کر شر اور فساد کو اور بڑھا دیتا ہے اور فصد لینے کا جب قصد ہو تو چوڑا چرکا دینا چاہیے (یعنی تاکہ سودا
نکل جائے اور اکحل کی فصد لینا چاہیے اور اگر سر مین کوئی گرانی معلوم ہو تو باسلیق کی فصد لینا چاہیے
اور اکثر اوقات دونون باسلیقون کی فصد کی ضرورت پڑتی ہے اور سر کو زیادہ سردی پہونچانے سے
خوف کرنا چاہیے اور سمرقندی نے لکھا ہے کہ مراقی مالیخولیا مین استفراغ بالدوا ہرگز نہ کرنا چاہیے ہان
اگر ایسی ہی سخت ضرورت ہو تو مضائقہ نہین اور صرف چوزون اور انڈون کی زردی پر اکتفا کرنا چاہیے
اور ہر چلہ مین بقدر طاقت باسلیق کی فصد لیجائے اور آش جو اور شربت خشخاش سے مزاج مین رطوبت
پیدا کیجائے اور گلقند سے احشا کو قوت دیجائے اور اگر استفراغ کی ضرورت محسوس ہو تو املتاس وغیرہ سے
بآسانی مسہل دیدیا جائے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے ماء الشعیر المبزر تو مبزر سے وہ آش جو مراد ہے
جو گرم تخمون کو ڈال کر پکایا جائے جیسے تخم سونف اور تخم کرفس وغیرہ سے اور اسفید باجہ شوربے کو کہتے
ہین اسکے پکانے کی بہت سی صورتین ہین اور اسکی اصل گوشت اور پیاز اور چنا ہے اور گرم و سرد تخم اور گرم
و سرد ترکاریان انکا اعتبار مزاج کے موافق ہوگا جیسا بھی مزاج ہو اور کافور ریاحی ریاح کی طرف منسوب
ہے اور یہ ایک شہر کا نام ہے اور مؤلف نے لین اور نرم ملینات کو اسلیے ذکر کیا کہ جو ملینات قوی ہوتے ہین
وہ رقیق رطوبتون کو دفع کر دیتے ہین اور یبوست غالب آجاتی ہے اور خشکی کا غالب آجانا اس مرض مین بہت
مضر ہے غرضکہ استفراغ بہت غور و تامل اور خوب حاجت دیکھکر دینا چاہیے سفوف سودا کا یہ نسخہ ہے
کالی ہڑ اور کابلی ہڑ ہر ایک ڈیڑھ درہم افتیمون دو درہم غاریقون پاؤ درہم خربق دو دانق اس نسخہ مین سے
دو یا تین درہم لیکر بارہ ڈھبن مین ڈالین اور پی جائین یہ نسخہ کامل سے منقول ہے اور افتیمون سے اطریفل صغیر
(نام کتاب)
کی تقویت اسطرح ہوتی ہے کہ ایک درہم افتیمون چار درہم اطریفل مین ملایا جائے اور مزاج کے اعتبار سے
تمکو کمی بیشی کا بھی اختیار ہے اور مفرحات ادویہ بہت ہین اور مفرح یاقوتی کا نسخہ یہ ہے مروارید ناسفتہ
ایک جز مونگا دو ثلث یاقوت رمانی صندل سرخ گل مختوم بادرنجبویہ بہمن سفید ہر ایک ایک ثلث
زر نسائیدہ عقیق یشب ساذج ہندی زرنباد درونج ہر ایک پاؤ جز لاجورد نصف جز لعل کہربا،

نیلوفر ابریشم خام بادرنجبویہ بسفائج آبریسم خشک دھنیا تخم گلاب اگر پوست ترنج گاؤزبان بہمن سرخ ریوند تخم کاسنی محرق کافور عنبر ہر ایک نصف جز طباشیر گلاب سرخ ہر ایک ایک جز مشک پاؤ جز آملہ ہلیلہ شربت ناسپاتی ہر ایک تین جز عرق گلاب شکر طبرزد شربت سیب عرق انار شیرین ہر ایک چھ جز اس مفرح کی مقدار شربت ایک مثقال ہے **مولف کہتا ہے** مالیخولیا کی ایک قسم اور بھی ہے جسکا نام قطرب ہے جسکو یہ مرض ہوتا ہے وہ آدمیون سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے اور تنہائی اور قبرستانون سے محبت رکھتا ہے اسکی آنکھون مین خشکی ہوتی ہے اور اسکی دونون پنڈلیون پر زخم ہوتے ہین جو اخلاط کی ردائت کی وجہ سے اور کثرت سے صدمات کے پڑنے سے یا کتے کے کاٹنے سے کبھی نہین بھرتے کیونکہ یہ بیمار جس چیز کو دیکھتا ہے اُس سے بھاگتا ہے اور جب کسی اور چیز کو اپنے آگے دیکھتا ہے تو پھر پیچھے کو بھاگتا ہوا پلٹ پڑتا ہے غرضکہ لوگون سے ڈرتا ہوا ہمیشہ بھاگتا رہتا ہے (اور کتے کی عادت ہے کہ جو کوئی اُس سے بھاگتا ہے اسی کو کاٹتا ہے اور ان زخمون کے نہ بھرنے کی یہ وجہ ہے کہ ہمیشہ اسکا سبب موجود رہتا ہے یا اس سبب سے کہ جس مادہ سے یہ زخم پیدا ہوئے ہین اُسکی خباثت اور فساد بڑھتا ہی رہتا ہے) اور قطرب کا سبب جلا ہوا سودا ہوتا ہے اور اسکا اور دانیا کا قریب قریب ایک ہی علاج ہے **مین کہتا ہون** مرض قطرب اکثر شہر شباط والون کو ہوتا ہے اور اس مرض کی خاص پہچان یہ ہے کہ جسکو یہ مرض ہوتا ہے وہ تنہائی پسند ہوتا ہے یہانتک کہ دن کو چھپا رہتا ہے اور رات کو نکلتا ہے اور ہر وقت اسی تردد مین رہتا ہے کہ لوگون سے حتی الوسع دوری رہے اور اسکی پنڈلیون کے زخم اسلیے نہین بھرتے کہ اُسکے اخلاط ردی ہو جاتے ہین اور صدمات زیادہ پڑتے ہین اور اسکی زیادہ بھاگ دوڑ سے اسکو کتے کاٹتے رہتے ہین غرضکہ مادہ کی ریزش زیادہ ہوتی ہے اور سبب ہمیشہ موجود رہتا ہے یہی وجہ اُنکے نہ بھرنے کی ہے اور قطرب اصل مین ایک چھوٹے سے جانور کو کہتے ہین جو مکھی کے برابر ہوتا ہے اور پانی پر تیرتا رہتا ہے اور عجیب عجیب غیر منتظم اور مختلف حرکتین کرتا رہتا ہے اور ہر لحظہ ڈوبتا اور ابھرتا ہے اور بھاگتا ہے اس مرض کو جو قطرب کہا جاتا ہے تو اسی شبانہ روز کی حرکت کی وجہ سے **مولف کہتا ہے** مالیخولیا کی ایک قسم اور ہے جسکا نام عشق ہے (اسکو مالیخولیا کے اقسام مین شمار کرنے کی یہ وجہ ہے کہ عشق کو جاگنا اور رونا لازم ہے اسکے علاوہ ایک معین شخص کے حسین جاننے اور اُسکے وصال کی خواہش اور سب ضروری امور سے پھر جانے مین اس شخص کی فکر متغیر ہو جاتی ہے اور اس سے مجنونانہ حرکات صادر ہونے لگتے ہین)

اور عشق مجرد لوگون اور بیکار لوگون اور نوجوانون کو ہوتا ہے (مجردون کو تو اسواسطے کہ انمین منی رُکی رہتی ہے اور رکے رہنے سے متغیر ہو جاتی ہے اور اُس سے ردی ابخرے جو ابھی سمیت کی حد کو نہین پہونچے اُٹھ اُٹھ دماغ کو چڑھتے ہین اور اُسکو سخت اذیت دیتے ہین اسی سے اُسکے تام افعال مختل ہو جاتے ہین اور اسی لیے زیادہ صحبت کرنے سے عشق جاتا بھی رہتا ہے اور بیکارون کو ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جو لوگ کسی کام کاج یا پیشہ مین مصروف رہتے ہین اُنکو اتنی فرصت ہی نہین میسر آتی کہ کسی شخص کی خوبیون کا تخیل کرتے رہین یا اُسکی صورت کی حضوری کی خواہش مین مستغرق رہین بلکہ کام کاج تو ایک ایسی چیز ہے کہ اگر پہلے سے عشق ہو بھی تو جاتا رہے اور نوجوانون کو یہ مرض اسلیے ہوتا ہے کہ انمین منی کثرت سے پیدا ہوتی ہے اور انمین کثرت سے حرکت کرتی ہے خصوصًا اُسوقت کہ انکو مباشرت کا اتفاق نہو اور بعضے لوگ دعاع کا ترجمہ سفلون سے کرتے ہین اگر یہ ترجمہ صحیح ہو تو اسکا یہ سبب ہے کہ یہ لوگ سخت کم ہمت ہوتے ہین اور اسی کم ہمتی کی وجہ سے یہ فضائل اور کمالات کی تحصیل مین مصروف نہین ہوتے اور نہ محاکمات مین پڑتے ہین نہ علمی منازعات مین دخل دیسکتے ہین نہ ریاست اور ثروت کی خواہش کرسکتے ہین لہذا انکے نفوس رذیل باتون کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین اور ننگنامی اور بدنامی سے انکو کوئی سروکار نہین باقی رہتا اسی لیے عشق انپر غالب آجاتا ہے) اور عشق کا ابتدائی سبب یہ ہوتا ہے کہ کسی کی صورت یا کسی کی اچھی باتون کے استحسان اور خوبی مین بہت زیادہ فکر اور غور سے کام لیا جائے (یہانتک کہ اُسکا عشق اُسکے نفس مین جگہ کرلیتا ہے اور مضبوطی کے ساتھ یہ نونہال اپنی جڑ پکڑ لیتا ہے اور پھر یہ ایک ایسی مضبوط اور مستحکم عادت ہو جاتی ہے کہ آسانی سے نہین زائل ہو سکتا) اور اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عشق کے ساتھ معشوق کی مجامعت کی خواہش نہین ہوتی اور عشق کی یہ علامتین ہین آنکھون کا دھنس جانا اور انمین حلقے پڑ جانا (کیونکہ زیادہ جاگنے اور کم کھانے اور معشوق کے خیال مین ہر لحظہ غم و فکر ہمیشہ کرنے سے آنکھون کو بھری رکھنے والی رطوبت دور ہو جاتی ہے اور یہ سب باتین دماغی رطوبتون کو کم کر دیتی ہین اور عشق کا اثر زیادہ تر آنکھون پر اسلیے ظاہر ہوتا ہے کہ آنکھون کی بنیاد نہایت کمزور واقع ہوئی ہے اور انمین رطوبت کثرت سے ہوتی ہے) اور آنکھون کا رطوبت اور آنسوؤن سے خشک ہو جانا مگر رونے کے وقت اور زیادہ بیداری کی وجہ سے پپوٹون کا پھول جانا اور اسکا سبب یہ بھی ہے کہ انکی طرف کثرت سے ابخرے چڑھتے ہین یا آنکھ انکی آنکھ کی حرکت خوشی کی ہوتی ہے (کہ معشوق کی شکل و شمائل کے خیال مین مستغرق رہنے سے بشارت

پانی ہے اور یہی خیال ہر وقت آنکھون کے سامنے رہتا ہے، گویا کہ آنکھین کسی مزے دار چیز کو تک رہی ہین
اور جاگنا (کیونکہ دماغ پر خشکی غالب آجاتی ہے) اور لاغری (غذا کی قلت اور جاگنے کی کثرت اور ہمیشہ کے غم و غصہ
سے کیونکہ غم تمام قوتون کو ضعیف کردیتا ہے اور بدن گھلنا شروع ہوجاتا ہے اسکے علاوہ جب غم ہوتا ہی
تو طبیعت تغذیہ کے کام سے ہٹکر اسی طرف مصروف ہوجاتی ہے اور اسوجہ سے بدن کو غذا کم پہونچتی ہے)
اور لمبی لمبی سانسین لینا (اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ معشوق کے خیال مین مستغرق رہنے سے سانس کی
طرف سے غفلت ہوجاتی ہے یہانتک کہ جسوقت سانس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو بڑی لمبی سانس
نکلتی ہے) اور ہر کام کا غیر منتظم طور پر ہونا (کیونکہ اسکی حالت ہر وقت متغیر رہتی ہے کبھی تو اسپر نا امیدی اور
یاس کا غلبہ ہوتا ہے اس سے اسپر رنج و غم کے آثار نمایان ہوجاتے ہین اور کبھی مراد پر فائز ہونے اور مطلوب
تک پہونچ جانے کی امید غالب ہوتی ہے اس سے اُسپر فرحت اور خوشی کے آثار ظاہر ہوجاتے ہین
غرضکہ اسکے سب افعال و اعمال عجب بے انتظامی کی صورت مین ہوتے ہین) اور (اگر عاشق کسی وجہ سے
معشوق کا نام نہ لیتا ہو تو) اُسکے معشوق کے پہچان لینے کی یہ تدبیر ہے کہ اُسکی نبض پر ہاتھ رکھکر مختلف
خوبصورتون کے اُسکے سامنے نام لیے جائین اور اُنکے اوصاف بیان کیے جائین جسکے نام پر
اسکی نبض مین اختلاف اور تغیر پیدا ہوجائے وہی اُسکا معشوق ہے (نبض کے تغیر کے ساتھ اسکی
سانس اور چہرہ کی رنگت کو بھی دیکھتے رہین اور اگر صرف نام لینے سے کام نہ چلے تو جابجا کے شہرون
اور محلون کا نام لین جس شہر اور جس محلے کے زبان پر آنے سے نبض اور سانس اور رنگت مین تغیر آئے
معلوم کرلینا چاہیے کہ اسکا معشوق اُسی محلہ مین ہے اسکے بعد گھر بیان کیے جائین اُسکے بعد نام او صفات
بیان کیے جائین، **علاج** عشق کا کوئی علاج وصال محبوب سے بڑھکر نہین ہے (شیخ نے لکھا ہے کہ
مین نے بعضے ایسے عشاق کو بچشم خود دیکھا جو بالکل لاغر اور خشک ہو چکے تھے اور بدن پر بجز منعد دہڈیون
اور پسلیون کے کچھ بھی نہین رہا تھا اور صدہا امراض مین مبتلا ہو چکے تھے جب ایک مدت کے بعد
اُنکو اپنے معشوق کا وصال نصیب ہوا بالکل ہٹے ہوگئے اور معلوم بھی نہوتا تھا کہ انھون نے کوئی
بیماری جھیلی ہے) پس اگر شرعی طور پر وصال نہ بسر آسکے تو بیچ مین ایسی بڑھیان ڈالی جائین جو معشوق
کی بری بُری حکایتین اُسپر بیان کرکے معشوق کی طرف سے اُسکے دل مین بغض ڈلوا دین اور اُسکی
نظر سے معشوق بالکل گرجائے مگر اسی کے ساتھ ساتھ مالیخولیا کی تدبیرون سے بھی غافل نہ رہین اب اگر

عاشق کوئی عقلمند شخص ہے تو اُسکو یہ نصیحت اور یہ وعظ اور یہ اہانت اور استہزا اور اس بات کی صورت کھینچ دینا
کہ اُسکا یہ عشق جنون اور وسوسہ ہی نہایت مفید پڑیگا اور اکثر اوقات نادانون اور بے عقلون کو عشق ہوتا ہی تو
کوئی نصیحت اور کوئی وعظ کارگر نہین ہوتا) اور دل کو تسلی دینے والی باتین یہ ہین فکر رکھنا عقلی علوم اور
محاکمات کا مشغلہ اور عورتون سے زیادہ صحبت کرنا اور کھیل کود اور غزلون اور اشعار خیالیہ عشقیہ کا سننا لیکن جو
اشعار فراقیہ ہوتے ہین اور اُنمین جدائی اور فراق کا ذکر ہوتا ہے تو وہ شیفتگی اور عشق زیادہ پیدا کرکے کام تمام کردیتے ہین
(لہذا ان لوگون کے سامنے ایسے اشعار نہ پڑھے جائین) **مین کہتا ہون** دعاع بفتح راء مہملہ دو مہملہ
علیون کے ساتھ اس سے وہ نوجوان مراد ہین جو سفلے اور کم ہمت ہون اور تنفس الصعداء سے
لمبی لمبی سانسین مراد ہین **مؤلف کہتا ہے** - **سبات** یعنی خواب گران اور طولانی اور نہایت گہری
ثقیل اور گران اسکو اسلیے کہتے ہین کہ امر طبعی سے مقدار اور کیفیت مین متجاوز ہوتی ہے مقدار مین تو
اسلیے کہ نہایت طولانی اور دراز ہوتی ہے اور کیفیت مین اسلیے کہ اس مرض کا آدمی مشکل سے چونکتا ہے
اور چونکتا بھی ہے تو سونے والے کی اور اُسکی حالت مین دیر تک کوئی فرق نہین ہوتا) اور اسکا سبب یہ ہوتا
ہے کہ روح کسی تعب یا کسی الم کی وجہ سے بہت زیادہ تحلیل ہوجاتی ہے اسلیے باطن مین گھس بیٹھتی ہے کہ
آرام پائے (اور تحلیل نہو) اور جسقدر تحلیل ہوچکی ہے اُسکا عوض اس مجتمع ہونے کے بعد حاصل کرے جسطرح کہ
بیداری کی تکان اتارنے کو اور غذا کے ہضم کرنے کو طبعی نیند مین باطن مین جمع ہوجاتی ہے اور یا اسکا سبب
کوئی ایسا حادثہ ہوتا ہے جسنے اسکی راہون کو اسکے نفوذ ہونے سے روک دیا ہے مثلاً پٹ کر یا گرکر کنپٹیون
کی مچھلیون پر چوٹ کھائی ہے دکنپٹیون پر دو عضلے نہایت نرم ہوتے ہین جنکے پٹھے دماغ سے نہایت
متصل ہوتے ہین اور دماغ ان دونون کے درد اور اذیت سے ایسی سخت مضرت پاتا ہے کہ روح کی
راہین سب بند ہوجاتی ہین اور روح باہر کو نفوذ نہین کرسکتی) اور یا اسکا سبب برودت یا رطوبت خارجی ہوتی
ہے اور یا اسکا سبب کسی مخدر چیز کا استعمال ہوتا ہے جیسے افیون کا کھالینا دکہ افیون روح کو غلیظ کردیتی
ہے اور اصلی حرارت کو بجھا کر روح کو ٹھنڈا کردیتی ہے اور آلات مین بھی روح کے نفوذ کے خلاف مزاج
پیدا کردیتی ہے اور اسکو یہ لازم ہے کہ روح اندر کو دھنسی رہے) اور اسکی معرفت دو وجہ سے ہوتی ہے
ایک تو سبب کے مقدم ہونے سے (تعب اور اذیت اور مار اور گر پڑنا اور خارجی برودت اور رطوبت اور مخدر
چیزون کا استعمال وغیرہ) اور دوسرے اُن علامات کے پیدا ہوجانے سے جنکا افیون اور بنگ اور میبروج کا

پھیل ورد دستور اموجب ہوتا ہے مثلاً نبض کا ساقط ہو جانا (کیونکہ اصلی حرارت بجھ جاتی ہے اور قوتین نیچے
بیٹھ جاتی ہین اور نبض ساقط ہو جاتی ہے) اور ٹھنڈا پسینا (کیونکہ اصلی حرارت کے بجھ جانے کے وقت رطوبتین
ٹھنڈی پڑ جاتی ہین اور قوتین اپنے ساقط ہو جانے کی وجہ سے انکے روکنے کو چھوڑ بیٹھتی ہین پس جو رطوبتین
انمین سے پتلی اور لطیف ہوتی ہین وہ خود مسام کے راستے بہ نکلتی ہین) اور ہاتھ پاؤن کا ٹھنڈا پڑ جانا
(حرارت کے بجھ جانے کے سبب سے اور ہاتھ پاؤن پر اثر کے ظاہر ہونے کا یہ سبب ہے کہ یہ بہ نسبت حرارت
سے دور ہوتے ہین) اور یا اسکا سبب برودت یا رطوبت مزاجی ہوتی ہے عام اس سے کہ سادہ ہو یا مادی
مگر وہ جسکا مادہ عذب اور شیرین ہو اور ان اسباب پر انکی علامتین دلالت کیا کرتی ہین اور سبات اور سکتے
مین یہ فرق ہے کہ جسکو مرض سبات ہوتا ہے اسکو جگا سکتے ہین اور جو سمجھانا چاہین سمجھا سکتے ہین (کیونکہ مرض
سبات مین سدہ صرف دماغ کے بطن مقدم مین ہوتا ہے اور یہ سدہ باوجودیکہ ایک ہی بطن مین ہوتا ہے
نہ تو پورے بطن بھر کا ہوتا ہے اور نہ کثیف ہوتا ہے اسی وجہ سے روح کا کچھ حصہ آلات حس و حرکت کیطرف
جاتا ہے اور جگانیکے وقت اسی حصے سے وہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور سونیوالے کی طرح اسکی سانس سلیم ہوتی ہے اور
اسمین ویسا خطرہ نہین ہوتا جیسا کہ سکتے مین) اور اسکی شکل و صورت بھی بالکل سونیوالون کی ایسی ہوتی ہے
اور جس شخص کو سکتہ ہوتا ہو اسکی حالت ایسی نہین ہوتی (یعنی نہ اسکو جگا سکتے ہین نہ کچھ سمجھا سکتے ہین اور اسکی شکل و صورت
بالکل مردون کی ایسی ہوتی ہے اور سانس بھی نہین چلتی اور یہ نہایت خطرناک مرض ہے) اور جسکو غشی ہوتی ہے
اسکی حالت بھی سبات کے خلاف ہوتی ہے اور اسیطرح اس عورت کی حالت بھی جسکو اختناق رحم کا مرض
ہو (یعنی یہ سب حالتین سبات کے خلاف ہوتی ہین) اور سبات کا علاج یہ ہے کہ دماغ کی تعدیل کیجائے
اور اسکا تنقیہ کیا جائے اور اسکو قوت دیجائے اور تخمہ پیدا کرنیوالی چیزون کا دفعیہ ان علاجون سے کیا جائے جنکو
ہم آگے چلکر بیان کرینگے اور ایسے شخص کو جگایا جائے اور یون نہ جاگے تو اسکے بال توڑے جائین اور
ہاتھ پاؤن کھینچے جائین اور اسکے لیے سرکہ اور آس کے پانی کا نطول کرنا نہایت عمدہ عمل ہے اس سے
دماغ کو قوت آتی ہے اور مرض سے افاقہ ہوتا ہے مین کہتا ہون سبات کی تعریف مین جو طول کا
لفظ ہے اس سے یہ مراد ہے کہ یہ نیند مقدار مین طبعی نیند سے زائد ہوتی ہے اور اسکے گہرے ہونے سے
یہ مراد ہے کہ اسمین حس اور حرکت کچھ نہو جیسے تندرستون کی نیند ہوتی ہے کہ اسمین کچھ نہ کچھ تململ اور کروٹین
بدلنا ضرور ہوتا ہے اور اسکے ثقیل ہونے سے یہ مراد ہے کہ جگانے سے نہ جاگے اور مادہ مین شیرین

ہونے کی قید اسلیے لگائی ہے کہ اگر یہ مادہ نمکین اور تیز ہوگا تو بیداری کا سبب واقع ہوگا نہ کہ نیند کا۔
اور سوء مزاج بارد اور سوء مزاج رطب سادہ کے یہ علامات ہین کہ چہرہ پر تہبج نہو اور نہ پلکین موٹی ہون
اور بدن کی رنگت سبزی مائل ہو اور سوء مزاج مادی کی یہ پہچان ہے کہ اُس سے پہلے معدہ مین امتلاءً
ہوا ہو اور نتھنے ہر وقت تر ہین اور چہرہ کی رنگت سفید ہو اور سر مین گرانی ہو اور پلکین موٹی ہون اور لمس سرد ہو اور
منھ مین رطوبتین جمع ہون اور سر مین برودت محسوس ہو یہ تو سوء مزاج بلغمی کے علامات ہین اور کبھی سوء مزاج
دموی ہوتا ہے اور اسکی علامتین یہ ہین کہ شہ رگین پھولی ہون اور آنکھین سرخ ہون اور رخسارون مین
بھی سرخی ہو اور زبان بھی سرخ ہو اور سر مین حرارت محسوس ہو اور جوز ماثل (یعنی دھتورا) جوز القی کے
ہمشکل ہوتا ہے اُسپر موٹے موٹے اور چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہین اور اُسکا تخم مثل تخم ترنج کے ہوتا ہے
یہ مزاج مین سرد تر ہوتا ہے اور مخدر ہے زہرون مین اسکا شمار ہے اور اسکا علاج وہی ہے جو ہم درد سر بلغمی
اور دموی مین ذکر کر چکے ہین آپ ذرا تکلیف کر کے پھر اُس مقام کو دیکھ لین یہی وجہ ہے کہ مؤلف نے اسکے
علاج مین اپنے کلام کو طول نہین دیا اور مخدرات کے علاج کا جو مؤلف نے یہان پر وعدہ کیا ہے
اُسکا ایفا آخر کتاب مین کیا ہے (فانتظرہ مفتشاً) **مؤلف کہتا ہے** سہر یعنی افراط کی بیداری
یا تو اسکا سبب گرمی اور خشکی ہوتا ہے جو روح مین حدت اور گرمی پیدا کر دین اور روح کو باہر کیطرف حرکت دین
اسکی پہچان اسکی علامتون سے ہوتی ہے اور یا اسکا سبب کسی خلط کی شوریت ہوتی ہے اور اسکی پہچان یہ
ہے کہ دونون نتھنون مین تری ہو اور یا کوئی سخت فکر اسکا سبب ہوتی ہے جو ہر لحظہ رہتی ہو اور یا اسکا یہ سبب
ہو کہ جو شخص ایسا ہے کہ اُسکا جوہر دماغ خشکی کی طرف مائل ہے تو اُسکو سخت رنج پہونچے اور یا ہضم کا سبب
ہضم کا فساد اور نفخ ہوتا ہے اور یا کوئی ایسی غذا ہوتی ہے جو نیند مین تشویش پیدا کر دیتی ہے جیسے کہ
باقلا ہے اور ان سب باتون کی پہچان ان اسباب کے پائے جانے سے ہوتی ہے اور یا اسکا سبب
کوئی سوداوی خلط ہوتا ہے تو ایسی حالت مین اسکے ساتھ ساتھ مالیخولیا بھی ہوتا ہے **علاج** حمام سے
بڑھکر بیداری کا کوئی علاج نہین اسپر بھی اگر نیند نہ آئے تو سمجھ لینا چاہیے کہ سوء مزاج یا اخلاط کا فساد
نہایت قوی ہے اور اسکا علاج یہ بھی ہے کہ سادہ آش جو یا مصالحہ دار آش جو کا استعمال شکر یا شربت
خشخاش کے ہمراہ کیا جائے اور کبھی افیون کی بھی ضرورت پڑا کرتی ہے اور ناک مین بنفشہ کا تیل تھوڑی
افیون اور زعفران کے ساتھ ڈالنا اسکے لیے نہایت مفید ہے اور ہمنے جو گرم درد سر کے علاج مین لیپ

اور تمر ہندی بڑے نیند لانے والے ذکر کیے ہین انکا استعمال ایسے وقت کرنا چاہیے **مین کہتا ہون** جو بیداری
گرمی اور خشکی سے ہوتی ہے اُسکی یہ علامتین ہین گرمی کا محسوس ہونا اور سوزش اور آگ کا پھنکنا اور پیاس
اور آنکھون کی خشکی اور زبان اور نتھنون کا سوکھ جانا اور جب رطوبت مین شوریت اور کھاری پن ہو اُسکی
یہ علامتین ہین کہ نتھنون مین رطوبت ہو اور آنکھوں مین چیپڑ زیادہ ہون اور سر مین تھوڑی گرانی ہو اور نیند سے
جلد چونک اُٹھے اور سوتے سوتے اچھل پڑے اور بڈھون کو جب یہ مرض ہوتا ہے تو اکثر اسکا باعث یہی
رطوبت ہوتی ہے اسمین اسکی نہایت ضرورت ہے کہ دماغ کا تنقیہ کیا جائے اور شیرین اور مرطب روغنون
کو سر مین ملا جائے اور جتنی چربی اور تیز غذائین ہون اُنکا استعمال چھوڑ دیا جائے **مؤلف کہتا ہی**
سدر - دوار کھڑے ہونے کے وقت آنکھون مین جو تاریکی چھا جائے اُسکا نام سدر ہے (کیونکہ
بیٹھے سے کھڑے ہو جانا یہ حرکت ٹھہرے ہوئے ابخرون کو ہیجان مین لاتی ہے اور جب یہ بخارات
مقدم دماغ کو چڑھ جاتے ہین اور روح باصرہ سے ملجاتے ہین تو روح پر پردہ ڈالدیتے ہین کیونکہ یہ تاریک
اور سیاہ ہوتے ہین اور جب روح باصرہ پر پردہ پڑجاتا ہے تو وہ چیزون کو نہین دیکھ سکتی اسوقت مین
اس بیمار کی حالت بالکل اوس شخص کی ایسی حالت ہو جاتی ہے جو اپنی آنکھون پر پردہ ڈالدے اور بیٹھنے
اور لیٹنے کے وقت یہ ابخرے ٹھہر جاتے ہین اور تاریکی جاتی رہتی ہے) اور سب چیزون کا آنکھون کے
سامنے گھومتے نظر آنا یہ دوار ہے اور سدر اسکا مقدمہ ہوتا ہے (کیونکہ جب یہ ابخرے زیادہ ہو جاتے
ہین اور ہمیشہ دماغ پر چڑھتے رہتے ہین تو دوار پیدا ہو جاتا ہے) اور بوڑھے آدمیون مین اِن دونون
کے ہمیشہ رہنے سے مرگی اور سکتہ کا خوف ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دوار درد سر سے جاتا ہے
اور اسکے برعکس بھی ہوتا ہے (کہ دوار سے درد سر جاتا رہے) اور اِن دونون کا سبب بہت سے
ابخرے ہوتے ہین جو آنکھون مین تاریکی پھیلا دیتے ہین یا روح باصرہ مین چکر کھاتے ہین اور اپنے
ساتھ ساتھ روح باصرہ کو بھی گھما دیتے ہین اور اس حرکت کے ساتھ وہ نسبتین بدل جاتی ہین جو روح
باصرہ اور مرئی چیزمین ہوتی ہین اور اس وجہ سے مرئی چیز بھی گھومتی نظر آتی ہے اور یہ بخارات یا تو
نفس دماغ کی بلغمی رطوبت اور تبخیر پیدا کرنے والی حرارت سے بنتے ہین اور یا معدہ سے بنتے ہین
یا اور اعضا سے مثل رحم کے اور مثانے کے اور دونون گردون کے اور پیٹ پر کی جھلی کے اور دونون
پانؤن کے) یا مختلف سوء مزاج سے (کہ یکایک عارض ہوتا ہے) کہ اُس سے روحین بھاگتی ہین (اور آنکھو

سدر - دوار

اس بجا گنے سے مضطرب حرکات عارض ہوتے ہین) آور دماغ مین حرکت کرتی ہین اور یہ سب باتین اپنی
اپنی علامتون سے پہچانی جاتی ہین آور یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ جب انسان خود ہی چکر کھاتا ہے تو اُسکے
چکر کھانے سے روحین بھی گھومنے لگتی ہین اور سکون اور ٹھہر جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک گھومتی رہتی
ہین اور اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ کوئی پانی بھرا ہوا کٹورا گھمایا جائے اور گھمانے کے بعد پھر ٹھہرا لیا جائے
یا اسکا سبب پٹنا یا گر پڑنا ہوتا ہے جس سے روحین چکر کھانے لگین اور اسکی مثال ایسی ہے کہ پانی پر کوئی
چوٹ پڑے (جس سے پانی مین چکر آجائے) آور ان اسباب سے دوار کے ہونے کی معرفت یونہین
ہوتی ہے کہ سدر یا دوار سے قبل انکا وقوع ہو علاج دماغ کی تقویت کیجائے اور ضرب اور گر پڑنے
کا علاج کیا جائے (اُن چیزون سے جو کتاب کے آخر مین درج ہونگی) اور عارضی سوء مزاج کا (اسکی ضد
سے) علاج کیا جائے اور ابخرون اور رطوبتون سے دماغ کا تنقیہ کیا جائے (ایارج اور غرغرون وغیرہ
سے) اور معدہ کی اور اُن اعضاء کی تقویت کیجائے جو معدہ اور دماغ مین شریک ہین (اور جنسے دماغ کو ابخرے
چڑھتے ہین تاکہ اُنمین بخار نہ پیدا ہونے پائے) اور اُنکی تبخیر کا راستہ بند کر دیا جائے اور ہاتھ پائون کی مالش
کیجائے اور اُنکو کپڑے سے رگڑا جائے اور گرم پانی مین رکھے جائین اور شربت حماض یا شربت لیمو یا شربت
املی یا شربت آلو لعاب اسبغول اور شربت بنفشہ کے ہمراہ پلایا جائے (بخار کو نیچے اتارنے کے لیے)
اور مسہل فتیلہ اور نرم حقنے یا ترش خیساندہ سے شربت بنفشہ کے ساتھ طبیعت کی تلیین کیجائے اور اس قسم
کی بیماریون کے خیساندون اور غذائون مین (بخار روکنے کے لیے) سوکھا دھنیا زیادہ ڈالا جائے آور
انکی غذا یہ ہے دانہ انار یا لیمو کا ادکرا پالک یا سماق یا لوکی یا آلو بخارے کے ساتھ (اگر طبیعت بستہ ہو) اور
اگر دیکھین کہ بلغم غالب ہے تو اسطوخودوس کا شربت عرق لیمو کے ساتھ دیا جائے اور اکثر صرف اطریفل یا اطریفل اور ایارج فیقرا
سے ضرورت رفع ہو جاتی ہے آور کبھی قرص بنفشہ یا حب ایارج کی ضرورت ہوتی ہے **مین کہتا ہون**
جو شخص کھڑے ہونیکا ارادہ کرے اور کھڑے ہونے سے اسکی آنکھون مین اندھیرا آجائے تو اس مرض کو
سدر کہتے ہین اور اکثر ایسے شخص کے کانون مین گونجنے کی آواز بھی ہوتی ہے اور سر مین تو بحد گرانی ہوتی ہی
اور اکثر ایسے شخص کی عقل بھی بالکل جاتی رہتی ہے اور کھڑے سے گر پڑنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے آور جب
یہ مرض شدید ہو جاتا ہے تو اسکی نشان بالکل مرگی کی ایسی ہو جاتی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اسمین اعضا مین تشنج
اسقدر نہین ہوتا جسقدر کہ مرگی مین ہوتا ہے آور دوار کے یہ معنی ہین کہ آدمی کو ایسا نظر آوے کہ تمام چیزین اُسکے

سامنے گھوم رہی ہین اور چکر کھا رہی ہین اور اُسکا دماغ اور سارا بدن گھومتا ہے گویا کہ کھڑے ہونے کی
طاقت نہین ہوتی بلکہ کھڑے سے گر پڑتا ہے اور ایسے آدمی کو بسا اوقات لوگون کی آوازین بھی بُری
معلوم ہونے لگتی ہین اور دوار مین اور مرگی مین یہ فرق ہے کہ دوار جب شروع ہوتا ہے تو دیر تک رہتا ہے
اور مرگی کی یہ حالت ہے کہ اسکا دورہ دفعتًا ہوتا ہے اور مرگی والا گر پڑتا ہے اور تھوڑی دیر بعد پھر چنگا ہو کے
اُٹھ بیٹھتا ہے اور سدر دوار کا مقدمہ ہے (یعنی دوار مین پہلے سدر ہی شروع ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ دوار
ہوجاتا ہے) اور اگر یہ دونون مرض ایسے شخص کو ہمیشگی کے ساتھ عارض ہون جسکے دماغ مین رطوبت زیادہ
ہے مثلاً بوڑھا آدمی تو اُسکو مرگی یا سکتہ مین مبتلا ہوجانے کا اندیشہ ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دردِ سر کے
عارض ہونے سے دوار جاتا رہتا ہے اور کبھی دوار کے عارض ہونے سے دردِ سر جاتا رہتا ہے اور اکثر اوقات
سدر اور دوار کا یہ سبب ہوتا ہے کہ دماغ مین بہت سے ابخرے گھٹ کر بصارت مین تاریکی اور ظلمت پیدا
کر دیتے ہین اس سے تو سدر پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی ابخرے گھٹ کر دماغ مین گھومنے لگتے ہین اور اُنکے
گھومنے سے روحین بھی گھومنے لگتی ہین کیونکہ ابخرون کی حرکت تو غیر طبعی ہے اور روحون کی حرکت
طبعی ہے اور اس وجہ سے ان دونون مین تدافع واقع ہوتا ہے اور دوری حرکت پیدا ہوجاتی ہے جیسے
تمنے بگولے مین دیکھا ہوگا اور روحون کے چکر کھانے سے تمام چیزین چکر کھاتی ہوئی نظر آنے لگتی
ہین کیونکہ دوران مین کچھ اسی کی ضرورت نہین کہ محسوس کے اجزا کی نسبت حس کرنے والے کی نظر مین
محسوس ہی کی طرف سے بدلے بلکہ اجزا کی نسبت حس کرنے والے کی نظر مین بدلنا چاہیے خواہ یہ بدلنا
محسوس کی طرف سے ہو خواہ حس کرنے والے کی طرف سے اور روحون کا دوران بخارات کے دوران
سے ہوتا ہے عام اس سے کہ یہ بخارات خود دماغ کی بلغمی رطوبت اور اُس رطوبت کے ادنے حرکت سے
متبخر ہوجانے سے بنین یا کسی اور تبخیر پیدا کر دینے والی حرارت سے یا معدہ سے یا اور اعضا سے
جیسے رحم ہے اور مثانہ ہے اور دونون گردے ہین اور دونون قدم ہین اور مراق ہے کیونکہ انمین
بھی دموی یا سوداوی یا بلغمی یا صفراوی مواد موجود رہتے ہین اور انہین سے ہر ایک اپنی اپنی علامتون
سے معلوم ہوتا ہے اور یہ دوار کبھی کسی ایسے مختلف سوءِ مزاج سے حادث ہوتا ہے کہ دفعتہ پیدا ہوجائے
ایسے سوءِ مزاج سے روح بھاگتی ہے اور گھومنے لگتی ہے مگر یہ گھومنا کسی ایسے جداگانہ محرک سے
نہین ہوتا جسمین بخار وغیرہ ملا ہوا ہو اسکی یہ علامت ہے کہ دماغ ہلکا ہو اور ابخرون اور مواد کی کوئی علامت

موجود نہو بلکہ اسکا حدوث کسی سبب خارجی سے ہوتا ہے مثلاً برودت ہے یا حرارت ہے آور اس مزاج
کی نوع یعنی اُسکی حرارت اور برودت اُن علامات سے معلوم ہوتی ہے جنکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے اور کبھی آدمی
کے گھومنے اور چکر کھانے سے بھی دوار عارض ہوتا ہے کیونکہ اُسکے گھومنے سے روحین بھی چکر کھانے
لگتی ہین اور برابر گھومتی رہتی ہین چاہے آدمی ٹھہر ہی کیون نہ جائے جیسے متن مین کٹورے کی مثال
مؤلف نے دی ہے آور کبھی ضرب اور گر پڑنے سے بھی دوار عارض ہوتا ہے کہ اس ضرب یا گر پڑنے سے
روحین گھومنے لگتی ہین جیسے پانی مین زور سے ہاتھ مارنے سے تموج پیدا ہو جاتا ہے آور یہ دونون سبب
اسی طرح معلوم ہوتے ہین کہ دوار سے پہلے انکا وقوع ہوا ہو یہان تک تو الفاظ متن کی تحقیق تھی اور اسکے
سوا متن مین جو کچھ ہے وہ سب ظاہر و باہر ہے اسکے بعد البتہ اسکی ضرورت ہے کہ سوء مزاج مختلف کی
تعریف بیان کر دین اسلیے ہم کہتے ہین کہ طبیبون نے سوء مزاج کی دو قسمین بیان کی ہین ایک تو سوء مزاج
مختلف دوسرا سوء مزاج مستوی اور ان دونون قسمون کی تفسیر مین اطباء کا باہم اختلاف ہے جالینوس
تو یہ کہتے ہین کہ سوء مزاج مستوی وہ ہے جو تمام بدن کو شامل ہو اور سوء مزاج مختلف وہ ہے جو کسی
خاص عضو مین ہو آور شیخ یہ کہتے ہین کہ سوء مزاج مستوی وہ ہے جو عضو کے جوہر مین بیٹھکر مزاج اصلی کا حکم
پیدا کر لے آور سوء مزاج مختلف وہ ہے جو ایسا نہو یہی وجہ ہے کہ سوء مزاج مستوی سے طبیعت کو کوئی
الم نہین پہونچتا اسوجہ سے کہ اسمین اور طبیعت مین اب کوئی مقابلہ نہین باقی رہا اور طبیعت کو گوارا ہو گیا
آور سوء مزاج مختلف سے طبیعت کو مقابلہ کی وجہ سے الم پہونچتا ہے اور اسکی تحقیق یہ ہے کہ جس کسی عضو
مین کوئی عارضی مزاج پیدا ہوتا ہے تو اُسکی دو حالتین ہوتی ہین یا تو اس مزاج کی وجہ سے وہ عضو پھر
اپنے طبعی مزاج کی طرف بآسانی لوٹ ہی نہ سکیگا یا لوٹ سکیگا اگر پہلی شق ہو یعنی طبعی مزاج کی طرف لوٹنے
کی عضو مین استعداد ہی نہ باقی رہے تو یہ سوء مزاج مستوی ہے جیسے برص ہے کہ اسمین مزاج عرضی ایسا پائدار
ہو جاتا ہے کہ پھر اپنے اصلی مزاج کی طرف رجوع کرنے کی استعداد ہی نہین باقی رہتی اسی لیے طبیعت
اُسکا مقابلہ کرنے سے اعراض کر لیتی ہے اور اسی لیے غذا بھی اُسی مزاج کی طرف مستحیل ہو جاتی ہے آور دوسری
قسم یعنی جسمین استعداد نہ باطل ہو اُسکو سوء مزاج مختلف کہتے ہین جیسے تپ متعفن (یعنی جو تپ عفونت اخلاط
سے پیدا ہو) کیونکہ یہ ایسی پائدار نہین ہوتی کہ عضو مین اُس سے اپنے مزاج اصلی کی طرف رجوع کرنے کی
استعداد ہی نہ باقی رہی ہو اور طبیعت نے اُسکے مقابلہ سے بھی اعراض نہین کیا آمؤلف رحمہ اللہ نے سوء مزاج

مختلف کی وہی تفسیر اختیار کی ہے جو شیخ سے منقول ہے اور اسی تفسیر کے اختیار کرنے مین اس مبحث کا پورا
طور پر انتظام بھی ہوتا ہے اسکے علاوہ اس مقام پر اور بھی چند بحثین ہین جنکو ہم اسوقت بخوف طوالت
چھوڑتے ہین **مؤلف کہتا ہے۔ کابوس** یہ ایک مرض ہے جسمین سونے والے کو ایسا خیال
ہوتا ہے کہ کوئی چیز مجھپر آپڑی ہے اور مجھے دبائے ڈالتی ہے اور سانس کو بند کیے دیتی ہے اور حرکت
کرنے سے روکتی ہے اس مرض سے مرگی کا اندیشہ ہوتا ہے اور اسکا سبب خون یا بلغم یا سودا کا بخار ہوتا
ہے کہ سکون اور نیند کی حالت مین دماغ کی طرف چڑھتا ہے (اور سکون اور نیند کی حالت مین اسکے عارض
ہونے کی یہ وجہ ہے کہ حرکت اور بیداری اسکو تحلیل کرتی رہتی ہے) اور اکثر اسکا سبب برودت ہوا کرتی ہے جو
دماغ کو یکایک روک لیتی ہے اسکے ساتھ ضعف دماغ بھی ضرور ہوتا ہے **علاج** استفراغ یعنے بدن کے اُس خلط کا
استفراغ جس سے ابخرے اُٹھتے ہین اور دماغ کا تنقیہ (اُن فضلون سے جو غلیظ البخرون کی کثرت سے دماغ مین
پیدا ہوتے ہین) اور دماغ کی تقویت (کہ اُسکے بعد بخار اور برودت کو نہ قبول کرے) اور اُن ابخرون کو روکنا جو دماغ کو
چڑھتے ہین **مین کہتا ہون** خام اور غلیظ اخلاط کے وہ ابخرے جو بیداری اور حرکت مین تحلیل ہوتے رہتے ہین
وہ سوتے مین دماغ کیطرف بلند ہوتے ہین اور دماغ کے اگلے مین جسکے متعلق تخیل کی قوت ہے پہونچتے ہین
اور وہان پہونچکر نہایت غلیظ ہو جاتے ہین اور دماغ پر اور اُن عضلون پر گرتے ہین جو دماغ کے نزدیک
ہین اس سے مقدم دماغ اور سینہ اور پھیپھڑے مین غلیظ ابخرے بھر جاتے ہین اور سونے والے کو یہ خیال
بندھتا ہے کہ کوئی غلیظ چیز اُسپر آپڑی ہے اور اسکا گلا گھونٹے ڈالتی ہے اور اسکے بعد جو اسکو حرکت اور بیقراری
ہوتی ہے اُس سے وہ دفع ہو جاتے ہین اور چھنٹ جاتے ہین اور جیسے اخلاط مین اختلاف ہوتا ہے
ویسے ہی یہ خیالات بھی گوناگون اور طرح بطرح کے ہوتے ہین اور کبھی کابوس کی یہ وجہ ہوتی ہے
کہ یکایک کوئی ٹھنڈک سر کو پہونچتی ہے اور اُسکو نچوڑنا اور دبانا شروع کرتی ہے اور اُس سے متعفن خیالات
پیدا ہو جاتے ہین اور ایسا اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ دماغ حرارت یا سوء مزاج کی وجہ سے ضعیف ہو
اگر دموی کابوس ہو تب تو اُسکا علاج فصد ہے اور باقی اخلاط مین اُسکا علاج یہ ہے کہ دماغ اور سارے
بدن کا اُن تدابیر سے تنقیہ کیا جائے جنکو ہم پچھلے امراض کے بیان مین ذکر کر آئے ہین یہی وجہ ہے کہ
مؤلف نے اسکے علاج مین تفصیل سے کام نہین لیا اس مرض کو جیسے کابوس کہتے ہین اسی طرح خانق
اور نیدُولان اور جاثوم اور غناغوط بھی کہتے ہین **مؤلف کہتا ہے۔ صرع** یعنی مرگی لغت مین

کابوس

صرع

صرع سقوط یعنی گرجانے کو کہتے ہین اور اس مرض کو جو صرع کہتے ہین اُسکی یہی وجہ ہے کہ مرگی والے
کو گر پڑنا لازم ہے اور اس قسم کا تسمیہ بہت ہوتا ہے اور کبھی اس مرض کو صبیانی بھی کہتے ہین اسلیے کہ
یہ اکثر بچون ہی کو ہوتا ہے اور یونانی زبان مین اسکا نام قاذون ہے جسکا ترجمہ عربی مین صبیانی ہے
اور اسکو مرض کاہنی بھی کہتے ہین طبری اور ابوالفرج نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ بعضے مرگی والے
اس قسم کے بھی ہوتے ہین جو اگلی پچھلی باتون کو بتاتے ہین اور عجیب عجیب اشیا اُنپر ظاہر ہوتے ہین
جیسے بعینہ کاہن کی حالت ہوتی ہے اور علامہ قطب الدین نے کلیات کی شرح مین یہ لکھا ہے کہ اسکو
مرض کاہنی اسلیے کہا جاتا ہے کہ کاہن لوگ اِس مرض کا علاج کہیانا سے کیا کرتے تھے اور کہیانا ایک لکڑی کا
نام ہے) اور یہ اصطلاح اطبا مین ایک ناتمام دماغی سدہ ہوتا ہے جس سے تمام پٹھون مین تشنج پیدا ہوجاتا
ہے اور تمام پٹھون کے تشنج کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ پٹھون کا مبدا یعنی دماغ سمٹ جاتا ہے (موذی کے دفع
کرنے کے لیے) اور تمام اعصاب کی حس وحرکت جاتی رہتی ہے جسکی وجہ سے مرگی والا سیدھا نہین کھڑا
ہوسکتا اور اس سدہ کا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کہ دماغ موذی یعنی ردی بخار کے دفع کرنے کے لیے سمٹتا
ہے اور اُسکے سب اجزا اکٹھا ہوجاتے ہین (اور اس سمٹنے سے روح کے تمام مسالک بند ہوجاتے ہین
یا کوئی اور خارجی زہریلی کیفیت ہوتی ہے جیسا کہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ بچھو عین پنڈلیون پہ ڈنک مارے
کہ پٹھون کے واسطے سے یہ کیفیت دماغ تک پہونچتی ہے) یا کوئی زہریلی بدنی کیفیت ہوتی ہے (کہ شریف عضو
سے دماغ کو ابخرے چڑھین) جیسا کہ منی بگڑجانے کے وقت ہوتا ہے (کیونکہ جب رحم یا اوعیۂ منی مین منی
جمع ہوتی ہے اور تلے اوپر اکٹھا ہوتی ہے اور زہریلی کیفیت قبول کرلیتی ہے تو یہ کیفیت سمی دماغ تک
پہونچتی ہے اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ کیفیت ایک عرض ہے اور کوئی عرض ایک محل سے دوسرے محل
کی طرف نہین منتقل ہوسکتا تو اسکا یہ جواب ہے کہ جس عضو مریض مین یہ کیفیت ہوتی ہے تو وہ عضو اپنے
پاس والے عضو کو قرب کی وجہ سے اُسی کیفیت پر بدل لیتا ہے اور اسی طرح ہر عضو اپنے پاس والے عضو
کو اس کیفیت سے متکیف کرتا رہتا ہے یہانتک کہ دماغ مین بھی یہی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے) یا کوئی
ایسی ردی الجوہر رطوبت ہوتی ہے جو دماغ مین پوشیدہ ہوتی ہے (اور اپنی ردائت اور کیفیت سے
دماغ کو اذیت دیتی ہے) یا کوئی غلیظ ریح روح کے مسامات مین رک رہتی ہے یا یہ ہوتا ہے کہ زیادہ
گرمی سے دماغی رطوبتون مین ایک قسم کا جوش پیدا ہوجاتا ہے یا کوئی ایسا خلط ہوتا ہے جو دماغ مین سدہ

پیدا کر دیتا ہے خواہ غلیظ بلغم ہو یا رقیق بلغم ہو یا خون یا صفرا ہو اور ایسا بہت کم ہوتا ہے یا سودا ہو اور اسکے ساتھ
ساتھ وہ علامتین بھی موجود ہوتی ہین جو سودا مین مذکور ہوئین اور مالیخولیا کی بھی علامتین اسمین ملی ہوتی ہین اور
جسوقت ان اسباب مین سے کوئی سبب نفس دماغ مین ہوتا ہے تو اسکی علامت یہ ہوتی ہے کہ سر مین ہمیشہ
گرانی اور بوجھ رہے اور زبان مین بھی غلظت اور ثقل ہو اور آنکھون مین تاریکی اور ظلمت ہو اور سب حواس مکدر
ہون اور باقی سب اعضا اپنی طبعی حالت پر یعنی صحیح و سالم ہون اور دماغ مین اسکے موجود ہونے کی دو صورتین
ہوتی ہین ایک تو یہ کہ جوہر دماغ مین ہو اور دوسرے یہ کہ دماغ کی جھلیون مین ہو پس جو جوہر دماغ مین ہوتا
ہے وہ اُس سے زیادہ ردی ہے جو دماغ کے اغشیہ مین ہو اور ریحی اور بخاری مرگی پر یہ چیزین دلالت
کیا کرتی ہین کان کی بھنبھناہٹ اور رگون کا کھنچنا اور گرانی کا کم ہونا اور تشنج کا کم ہونا اور ہر خلط کی پہچان
اُن علامتون سے ہوتی ہے جو اُسکے ساتھ مخصوص ہین اور بلغمی مرگی مین تھوک جھاگ دار ہوتا ہے اور
پیشاب مین پگھلے ہوے سیسے کی طرح کوئی چیز نمودار ہوتی ہے اور بزدلی چھا جاتی ہے اور کسل اور نسیان
بھی ہوتا ہے اور جسوقت مرگی معدے کی شرکت سے ہوتی ہے تو اُسوقت اُسکا دورہ زیادہ ہوتا ہے جبکہ
پیٹ بھرا ہوا ہو اور دورے سے پہلے متلی اور کرب اور خفقان عارض ہوگا اور دورے کی حالت مین چیخنا
چلانا زیادہ ہوگا اور جو مرگی ظروفِ منی کی مشارکت سے ہوتی ہے اُسمین بسا اوقات دورے کے وقت
انزال بھی ہو جاتا ہے اور کبھی مرگی پیٹ کے کیچوؤن کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی مرگی کا مادہ دور کے
عضو مین ہوتا ہے جیسے کہ مثلاً پانوٴن کے انگوٹھے مین ہو اور اسکی پہچان یہ ہے کہ مرگی کے دورے
سے پہلے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چیونٹیان سی چڑھ رہی ہین **مین کہتا ہون** اگر دماغ مین پورا سدہ ہوگا
تب تو سکتہ ہو جائیگا اور اگر پورا نہین ہے تو مرگی ہو جائیگی اور یہ سدہ اُسوقت دماغ مین عارض ہوتا ہے
جبکہ موذی کے دفع کرنے کے لیے دماغ سمٹتا ہے مثلاً معدہ مین ہچکی اور اُبکائی پیدا ہو جائے کیونکہ سمٹنا
اور اجزا کا مجتمع ہو جانا ہی اعضا سے اُن چیزون کو دفع کرتا ہے جنکو وہ دفع کرنا چاہتے ہین اور جب
دماغ سمٹ جاتا ہے تو جسقدر پٹھے ہین سب کھنچ جاتے ہین اور مرگی والا حس و حرکت پورے طور پر
نہین کر سکتا اور قطعاً کھڑا نہین ہو سکتا اور جسقدر جلد موذی دفع ہو جائیگا یعنی اگر بخار ہے تو تحلیل ہو جائے
اور اگر کوئی خلط ہے تو دفع ہو جائے اُسی قدر جلد افاقہ ہو جائیگا اور بلغمی مرگی مین جو تھوک کف دار ہو جاتا
ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تشنج کی وجہ سے نفس گھٹ جاتا ہے اور گھٹ جانے سے نفس کی حرکت مین اضطراب

واقع ہو جاتا ہے اور اس اضطراب اور تحیر کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ آلات نفس ایک دوسرے پر کھنچکر آجاتے
ہین اور مطلق تشنج کے یہی تین سبب ہوا کرتے ہین یا تو سمٹ جانا یا معدہ کا بھرا ہونا یا خشکی خشکی تو یہان پہ
سبب تشنج ہو نہین سکتی کیونکہ مرگی اور سکتہ دفعۃً پیدا ہوتا ہے اور خشکی کا تشنج بتدریج ہوتا ہے اسکے
علاوہ دماغ اُس حد تک کی طرف جو مورث تشنج ہو اُسی وقت پہونچتا ہے جبکہ اُس سے پیشتر بدن
ہلاک ہو چکا ہو (یعنی بدن کی حیات مین دماغ اسقدر خشک نہین ہو سکتا) تو اب اس تشنج کا سبب
یا تو یہ ہوگا کہ دماغ موذی کے دفع کرنے کے لیے سمٹے عام اس سے کہ یہ موذی ردی بخار ہو یا کوئی
سمی کیفیت ہو خارجی یا بدنی اور ان دونون کی مثال گذر چکی ہے اور یا یہ سبب ہوگا کہ بہت سی ردی
رطوبتون سے دماغ بھر جائے یا کوئی ریح غلیظ روح کے مجاری مین حائل ہو جائے یا دماغ کی
رطوبتون مین اُس افراط کی حرارت سے جوش آجائے جو دماغ کو گھیرے ہوئے ہین یا کوئی خلط چارون
خلطون مین سے ایسا ہو جو دماغ مین سدہ پیدا کردے اور ان سب کی پہچان انکے علامات سے
ہوتی ہے اور جو بخارات مرگی کے باعث ہوتے ہین اُنکا اُٹھنا کسی خاص عضو کے ساتھ مخصوص نہین
ہے کیونکہ کبھی تو وہ سارے بدن سے اُٹھتے ہین اور کبھی معدہ سے کبھی طحال سے کبھی مراق سے
یہان تک کہ کبھی پانون کے انگوٹھے سے بھی۔ جالینوس نے لکھا ہے کہ مین نے بعضے مرگی والون کو
دیکھا کہ اُنکو خوب اچھی طرح محسوس ہوتا تھا کہ کوئی سرد چیز پانون کے انگوٹھے سے اُٹھکر اوپر کو چڑھ رہی ہے
اور جب اس شخص کی پنڈلی دورے سے پہلے باندھ دی جاتی تھی تو اسکو آرام ہو جاتا تھا اور اسی طرح
جب اُسکے انگوٹھے کو داغ دیا گیا تو ہمیشہ کے لیے اچھا ہو گیا اسی قبیل سے وہ مرگی بھی ہے جو پیٹ کے
کیڑون اور اختناق رحم اور اوعیۂ منی مین منی کے رُک جانے سے پیدا ہوتی ہے اور یہ سب اسیوجہ
سے ہوتا ہے کہ بخار کے مادہ مین ان باتون سے ایک زہریلی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور بچون کو جو مرگی
ہوتی ہے یہ بچون کی زیادہ رطوبتون سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ اصل پیدائش مین دماغ کی ایک رطوبت
ہوتی ہے جس سے دماغ کا پاک صاف ہونا ضروری ہے اب کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ رحم ہی مین اسکا
تنقیہ ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سر کے پھوڑون اور زخمون اور ورمون سے ولادت کے
بعد اسکا تنقیہ ہوتا ہے اب اگر ان دونون باتون مین سے کوئی بات اتفاقاً نہو تو مرگی ضرور ہوگی اور یہ مرگی
اکثر جوانی مین جاتی رہتی ہے (جسوقت رطوبت کم ہو جاتی ہے) بشرطیکہ حسن تدبیر سے کام لیا جائے

اور تدبیر کے خراب ہو جانے سے اسکو استحکام ہو جاتا ہے اور نہین زائل ہوتی **مولف کہتا ہے**

علاج۔ مرگی کے مادہ کا استفراغ ہونا چاہیے اگر یہ مادہ خون ہو تب تو فصد سے اسکا استفراغ ہو اور غذا کم کردیجائے اور اگر بلغم ہو تو حب ایارج یا حب قوقایا یا ایارج لوغاذیا سے یا اُس دوا سے مرکب نسے جو شحم حنظل اور محمودہ اور ملح ہندی اور نفل ازرق اور اسطوخودوس اور غاریقون اور کابلی ہڑ اور سیاہ ہڑ اور ایارج فیقرا سے استفراغ کیا جائے یا معجون زبیب سے یا اطریفل صغیر سے جسکو ایارج فیقرا سے قوت دیگئی ہو یا اسطوخودوس اور غاریقون اور گوگل اور کتیرے سے استفراغ کیا جائے اور اگر اسکا مادہ سودا ہو تو اسکا استفراغ یا تو افتیمون کے جوشاندے سے کیا جائے یا اطریفل صغیر سے جسکو ایارج فیقرا سے یا حجر ارمنی مغسول سے قوت دیجائے یا اُس دوا سے جو بسفائج اور اسطوخودوس اور افتیمون اور حجر ارمنی مغسول اور حجر لاجورد مغسول اور ایارج فیقرا اور محمودہ اور کتیرے اور رب السوس اور گوگل اور شحم حنظل سے بنائی گئی ہو ان سب ادویہ کو پیسکر روغن بادام مین چکنا کر لیا جائے اور گوندھ کر بڑی بڑی گولیان بنائی جائین اور اگر اسکا مادہ صفرا ہو تو اسکو بنفشہ کے قرص یا میوون کے جوشاندہ یا عرق انارین سے ہڑ کے ساتھ دفع کیا جائے اور منضج ادویہ کو ہم درد سر کے بیان مین ذکر چکے ہین اور معدی مرگی مین کبھی قے بھی نفع کرتی ہے اور اطریفل اور ایارج سے معدہ کا تنقیہ بھی مفید ہوتا ہے اور جو مرگی کیچوون اور پیٹ کے کیڑون سے پیدا ہو اسکا یہی علاج ہے کہ کیڑون کا علاج کیا جائے اور دماغ کو قوت دیجائے اور جو مرگی منی کی سمیت سے ہوتی ہے یا رحم کے اختناق سے تو اُسمین استفراغ منی اور اصلاح عضو اور تقویت دماغ سے علاج کرنا چاہیے اور جو مرگی بعض اطراف کی شرکت سے ہوتی ہے مثلاً پانون کی انگلی مین مادہ ہونے سے تو اُسکو باندھ دیا جائے اور بسا اوقات اُس عضو کو کاٹ بھی ڈالا جاتا ہے اور کبھی کو نچ دیا جاتا ہے (یعنی نشتر سے) اور اُس عضو پر زخم ڈالنے والی دوائین بھی رکھی جاتی ہین تاکہ فاسد مادہ نکل جائے اور دماغ کو قوت دیجاتی ہے اور اسکو شربت سکنجبین عنصلی بھی مفید ہے مشہور ہے کہ یہ مرگی کو چالیس روز مین کھو دیتا ہے اور شربت اسطوخودوس سے دماغ کا تنقیہ ہو جاتا ہے اور استفراغ کے بعد (یعنی بدن کے استفراغ کے بعد) سعوط اور عطوس اور نشوق وغیرہ سے نفس دماغ کا بھی استفراغ کرتے ہین سعوط خفیف رتہ یعنی ریٹھا یا درہم چقندر کی پتی کے عصارہ مین استعمال کیا جائے دیگر پلوا اور کریلے کا عصارہ ہر ایک یا دو درہم آب شہد کے ہمراہ استعمال کیا جائے اور سعوط کے بعد روغن گل نیم گرم کا استعمال ضروری اور لازم ہی

اور کبھی استفراغ کے بعد تبدیل مزاج کی بھی ضرورت پڑتی ہے تریاق کبیر یا معجون فلاسفہ یا مثرودیطوس وغیرہ
سے اور کبھی تلی اور مشک اور عنبر وغیرہ کے سونگھنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور جالینوس نے لکھا ہے کہ عود صلیب
کے گردن مین لٹکانے سے مرگی کو فائدہ ہوتا ہے اور شیخ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ ٹھیک یہ ہے کہ یہ
فائدہ عود صلیب رومی تر و تازہ کے ساتھ مختص ہے (اور ہندی کا اسقدر اثر اور فائدہ نہین ہے) اور جس
شخص کو مرگی ہو اور اُسکا پچیس برس کا سن ہو اور ہو یہ خاص دماغی سبب سے تو وہ مرگی کے جانے سے
ناامید ہو جائے اسی طرح وہ بھی ناامید ہو جائے جسکو بچپن سے اس عمر تک مرگی کا دورہ رہے اور
جتنی چیزین تبخیر کرتی ہین اور سر مین فضلون کو بڑھاتی ہین وہ مرگی کو مضر پڑتی ہین مثلاً کثرت سے شراب
پینا اور کثرت سے پیاز، ورگندنے اور اجمود کا استعمال کرنا اور اجمود تو بالخاصہ مرگی کو مضر ہے اور رائی اور باقلا اور
گوبھی کا زیادہ استعمال کرنا کہ یہ سب چیزین مرگی کو مضر پڑتی ہین اسی طرح مرگی کے لیے وہ چیزین بھی مضر ہین
جو غلیظ یا فاسد خلط پیدا کرتی ہین جیسے دودھ اور مچھلی اور تر و تازہ اور غلیظ میوے (مثل شفتالو اور سیب وغیرہ
کے) اور نئی شراب اور کھانے کے بعد حمام کرنا بھی مرگی کو مضر ہے اور مرگی والے کو ہلکے گوشتون کی غذا
رکھنی چاہیے جیسے بکری کے بچے اور چڑیون اور مرغی کے چوزون کا گوشت ہے جنمین سوکھا دھنیا زیادہ ہو
اور مرگی والون کو سخت اور ڈراونی آوازون سے بچتے رہنا چاہیے جیسے دروازے کے بھیڑنے کی
آواز اور شیر کے ڈکارنے کی آواز ہے مین کہتا ہون مصروع دموی کی فصد پانون سے ہونا چاہیے
اور فصل ربیع مین اور اتنے خون کے ساتھ جس سے دماغ سرد نہو جائے اور اگر قیفال کی فصد کی
ضرورت دیکھی جائے تب اسمین بھی مضائقہ نہین ہے کہ اسکی فصد لین اور زیادہ ضرورت دیکھی جائے تو دونون
قیفالون کی فصد لیجائے اور جو شخص مصروع بلغمی ہو اُسکو ہر صبح یہ پینا چاہیے دس درہم گلقند عرق سونف
اور انیسون کے ہمراہ کہ انمین سے ہر ایک تین درہم ہو اور اُسکی غذا یہ ہے آب نخود ہلکے گوشت کے ساتھ
اور اُسپر کچھ دارچینی بھی ڈالدی جائے اور اسکا مسہل وہی ہے جو مؤلف نے بیان کیا ہے اور معجون زبیب
کا نسخہ یہ ہے زبیب منقی دارچینی علک البطم ہر ایک چھ درہم مرو اذخر ہر ایک چار درہم سنبل سلیخہ اکلیل
سو، حب الغار ہر ایک ایک درہم قصب الذریرہ دو درہم زعفران نصف درہم ان سب کو شہد مین گوندھین
مقدار شربت ایک درہم اور جو شخص مصروع سوداوی ہو اُسکے پینے کے لیے تو شربت ہا دہ بھوج ہے
اور اسکی غذا وہ ہے جو گرم تر ہو اور مسہل دوا کو خود مؤلف نے لکھا ہے اور جو شخص مصروع صفراوی ہو اور صفرا

کم ہوا سکے پینے کے لیے شربت سیب ہے اور اُسکی غذا بھنے گوشت اُن چیزون کے ہمراہ جو لطیف بر دودت
پیدا کرین اور اسکے مسہل کو مؤلف نے خود ذکر کر دیا ہے آور درد سر کے باب مین ہر مادہ کی منضج ادویہ معلوم
ہو چکی ہین آور علاج مین دماغ کی تقویت کی یہ ضرورت ہے کہ جو موذی اُسکی طرف توجہ کرے اُسکو وہ
اپنے ضعف کی وجہ سے نہ قبول کرے آور رتہ بندق ہندی کو کہتے ہین یہ ایک پھل ہے ریٹھے کی برابر
درجہ اولی مین گرم خشک ہوتا ہے اسکا سعوط اس غرض سے ہوتا ہے کہ دماغ مین قوت آئے اور مرگی کو
فائدہ ہو کیونکہ اسکے سڑ کنے سے دونون نتھنون کی راہ بہت زیادہ رطوبت بہتی ہے اور تین دن مین مرگی سے
فائدہ ہو جاتا ہے آور رتہ کا اوپر کا چھلکا آب چقندر یا آب مرزنجوش کے ساتھ سعوط کیا جائے آور کریلے کے
عصارہ کی یہ صورت ہے کہ گرمیون کے آخر مین زرد ہو جانے کے بعد اسکو توڑ لیا جائے اور ایک پوٹلی
مین باندھکر لٹکا دیا جائے تاکہ اسکا پانی بہجائے اور اُسکو نتھار کر ریگ کے اوپر خشک کر لیا جائے اور کسی
تختی کے اوپر سایہ مین رکھدیا جائے گرم خشک ہے آور تریاق کبیر وہی ہے جسکو تریاق فاروق کہتے ہین
طب کی کتابون مین اسکا نسخہ مشہور و متداول ہے آور مثرودیطوس یہ بھی ایک تریاق ہے اور جس طبیب نے
اس نسخہ کی ترکیب دی ہے اُسکا یہی نام تھا اسی وجہ سے اس تریاق کا نام بھی مثرودیطوس رکھدیا گیا یہ طبیب
اس تریاق کا استعمال اُسوقت کیا کرتا تھا جب زہر کا اثر ہوا سکے بعد اندروماخس حکیم نے اُسپر سانپون کا گوشت
وغیرہ اور بڑھا دیا یہان تک کہ یہ تریاق تریاق فاروق بنگیا اس سے یہ نکلا کہ تریاق فاروق اصل مین وہی
مثرودیطوس ہے جو باضافۂ اشیا ءتریاق فاروق بنگیا صیدنہ (کتاب لغت) مین لکھا ہے کہ اسکو تریاق فاروق
اسلیے کہتے ہین کہ یہ تریاق زہر اور بدن مین تفرقہ کر دیتا ہے اور یہ تریاق سرد امراض سے مفید ہے آور
یہ جو بعض لوگون کا خیال ہے کہ ہر مرض کو مفید ہے خواہ سرد ہو خواہ گرم تو یہ اُنکا خیال غلط ہے بلکہ محرورین
کے لیے سخت مضر ہے اور کم از کم اسکی مقدار استعمال ایک قیراط ہے اور زیادہ سے زیادہ دو مثقال ہین نے
یہان پر اسکے اجزا اور ترکیب کو اسلیے نہین لکھا کہ اس زمانہ مین اسکا تیار کرنا سخت دشوار ہے اور مرگی
اور کابوس کے لیے تتلی کا سونگھنا نہایت مفید ہے لیکن اسکا شربت بہت بُرا ہے جو شخص اُسکو پیتا ہے
اُسکی آنکھین گڑ جاتی ہین اور اندر بہت زیادہ سوزش بڑھ جاتی ہے اور قے سے اُسکا علاج کیا جاتا ہے
اگر جنگلی تتلی کو کوٹ کر کسی عضو پر رکھدین تو ورم پیدا ہو جاتا ہے آور فاوانیا کی دو قسمین ہین ہندی اور رومی
گرم خشک ہے آور جتنی بھی ترکاریان ہین اُن سے خصوصاً کرفس سے مرگی والے کو بچنا چاہیے کیونکہ

کرفس بالخاصہ مرگی کو حرکت دیتا ہے اور اگر اُسکے استعمال کی ایسی ہی ضرورت ہو تو بہت کم مقدار شاہترج
کے ہمراہ اسکا استعمال کرلین اور بعض اطبا رنے اس مریض کے لیے کاہو اور دھنیے کی اجازت دی ہے
لیکن شیخ نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک انکا استعمال اچھا نہین ہے اور جو چقندر پانی مین رگڑ لیا جائے
اور زیت اور مری سے اُسکی اصلاح کردی جائے تو اُسکا استعمال بغرض تلیین جائز ہے نیز مرگی والے کو
تر میوون سے بھی احتراز کرنا چاہیے خصوصًا خرمائے رطب سے اور ہر اُس میوے سے جو چرپرا ہو اور تبخیر پیدا کرے
اور بچون کی مرگی کا یہ علاج ہے کہ دودھ پینے والی کو آرام سے رکھا جائے اور دودھ پینے والی کی غذا
کو گرمی اور خشکی کی جانب مائل کیا جائے اور اُسکو ہلکے گوشت کھلائے جائین جیسے مرغی اور تیتر کا گوشت
ہے خواہ یہ گوشت اُبلے ہوے ہون یا بھنے ہوے اور اگر بچہ تلی کو سونگھ سکتا ہو یعنی اُسکی بو کا تحمل کرسکے
تو سنگھائین کیونکہ یہ نہایت نافع چیز ہے **مؤلف کہتا ہے** ۔ سکتہ یہ دماغ کے بطون اور روح
کے مجاری کا پورا سدہ ہے کہ اعضا کو حس اور حرکت سے معطل کردیتا ہے ہان صرف بضرورت استنشاق
سانس باقی رہجاتی ہے اور اس سدہ کا سبب یا کوئی ایسے سرد موذی کے دفعتًہ دماغ کا سمٹ جانا
ہوتا ہے جسنے دماغ کو دفعتًہ سرد کردیا ہے یا اسکا سبب فاسد اور بگڑے ہوے اجزے ہوتے ہین (جو
منی اور خون حیض کے رُک جانے اور زہریلی کیفیت کی طرف مستحیل ہو جانے سے اُٹھتے ہین) یا اسکا
سبب یہ ہوتا ہے کہ دماغ پر کوئی مار پڑے یا یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص گر کر دماغ مین چوٹ کھائے کہ ان
وجوہ سے دماغ متاذی ہو کر سمٹ جاتا ہے) یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ دماغ مین کوئی ایسا خلط بھر جائے
جس سے دماغ کے بطون اور روح کے مجاری بالکل بند اور مسدود ہوجائین عام اس سے کہ یہ خلط بلغم ہو
یا خون ہو یا سوداء ہو (رہا صفرا سو وہ اپنی مقدار مین اس کثرت کو پہونچتا ہی نہین جس سے دماغ کے بطون
سب بھر جائین اور نہ کیفیت مین اسقدر حاد ہوتا ہے جس سے دماغ مین انقباض پیدا ہو) اور ان سب
اخلاط کی علامتین وہی ہین جو مرگی کے بیان مین مذکور ہوئین اور ردی سکتہ وہ ہے جسمین سانس لینا
ظاہر نہو حتی کہ اس شخص مین اور مردے مین کوئی تمیز نہ باقی رہے (یعنی یہ معلوم ہو کہ اِسمین بالکل سانس
اور دم نہین رہا اور ایسا اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ مسامات حد سے زیادہ کشادہ ہوجائین کہ جو ہوا آئے
اور جو بخار نکلے اُسکے لیے وہ مسامات کفایت کرین پھر بھلا سانس لینے کی کیا ضرورت ہے) اور جسمین سکتے
مین خراٹے زیادہ ہون اُس سے افاقہ نہین ہوسکتا اور غیر ردی یعنی سہل سکتہ وہ ہوتا ہے جسمین سانس

حالت طبعیہ کے قریب قریب ہوتی ہے یعنی معلوم ہوتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ سانس چل رہی ہو اس سے صحت پانا ذرا دشوار ہوتا ہے آور سکوت یعنی سکتے والے مین اور مردے مین یون تمیز ہوتی ہے کہ دُھنکی ہوئی روئی اُسکی ناک پر رکھتے ہین اور پانی کی بوند پیٹ پر ڈالتے ہین اور دیکھتے ہین کہ ان دونون چیزون مین کچھ حرکت ہے یا نہین اگر کچھ بھی حرکت ہوتی ہے تو سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ مردہ نہین ہے بلکہ اسکو سکتہ ہے آور بعضے طبیبون نے اس بات کی پہچان کا یہ عمل تجویز کیا ہے کہ اُسکی مقعد مین اُنگلی ڈالی جائے اور اُس رگ کو دیکھا جائے جو اسمقام پر ہوتی ہے اور مدت حیات بھر ہلتی رہتی ہے اگر وہ حرکت کرتی ہوئی معلوم ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ سکتہ ہے (مؤلف کہتے ہین کہ میرے نزدیک یہ عمل بالکل لغو ہے اسی لیے مین نے یہان قیل کا لفظ کہا ہے آور اس سے اُنکو اسپر تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ نہ تو مین نے اس امر شنیع کو کبھی اختیار کیا اور نہ مین اسکو کسی کے لیے پسند کرتا ہون) آور اسکی عمدہ پہچان یہ ہے کہ اسکی دونون آنکھون مین نظر گڑو ئی جائے اگر اُسکی پتلی مین دیکھنے والے کی صورت دکھائی دے تو مردہ نہین ہے ورنہ مردہ علاج اگر سکتہ مین خون غالب اور رنگ کی سرخی (منھ اور آنکھون مین) پائی جائے (اور یہ بات یقین ہو جائے کہ سدہ ڈالنے والا مادہ خون ہی ہے اور کوئی خلط نہین ہے) تو دونون قیفالون (یعنی سر رگ) یا دونون شہ رگون کی فصد لیجائے اور دونون پنڈلیون پر پچھنے لگائے جائین اور متوسط المعل حقنون سے طبیعت کو نرم کیا جائے اُسکے بعد تیز اور حاد حقنون سے لیکن بلغمی سکتہ مین شحم حنظل اور قنطوریون کبیر وغیرہ کے تیز اور حاد حقنون سے ابتدا کرنا چاہیے اور ایسا مکرر کئی بار کیا جائے (کیونکہ غلیظ اور چپکتے ہوے خام مادہ کا استفراغ ایک ہی بار نہین ہو سکتا) آور منھ کو کھول کر ایسا ڈورا ڈالا جائے جو تیل اور ایارج فیقرا مین تر کیا ہوا ہو تاکہ اس سے قے کو حرکت ہو آور لوہے کا توا گرم کر کے دماغ کے نزدیک رکھا جائے یہان تک کہ بال جل جائین (اور دماغ مین گرمی پیدا ہو کر بلغم پتلا ہو اور لطیف ہو کر بہ نکلے) اور نکچھکنی اور لونگ اور مشک اور خایہ ادہ بلاؤ اور فرفیون سنگھایا جائے (تاکہ ان ادویہ کی خوشبو مین دماغ کو گرم کرین اور بلغم کو پتلا کر کے بہائین) آور خوب زور سے ہاتھ پاؤن رگڑے جائین (تاکہ مواد نیچے کو جذب ہو آئے) اور سر کے بال منڈوا دیے جائین (تاکہ سر کی جلد اور دوا مین کوئی چیز حائل نہ رہے) آور قرحہ ڈالنے والی ادویہ کا لیپ لگایا جائے جیسے بھلانوان ہے اور فرفیون ہے اور جندبیدستر ہے (کہ یہ دوائین قرحہ بھی ڈالتی ہین اور سر کو گرم بھی کرتی ہین اور مواد کو ظاہر جلد کی طرف جذب کرتی ہین

اور ظاہر جلد سے یہ مواد پانی اور پیپ کے ہمراہ مندفع ہو جاتا ہے) اگر حلق سے اترنا ممکن ہو تو آب شہد تھوڑے تریاق کبیر یا تریاق اربعہ کے ساتھ پلایا جائے اور ہوش مین لانے کے بعد جو مرگی کے تدابیر ہین وہ عمل مین لائے جائین اور اطریفل پلایا جائے جو اسطوخودوس اور ایارج فیقرا سے قوی کیا گیا ہو اور جب سکتہ کا سبب مار یا گر پڑنے کی چوٹ ہو اسکی یہ تدبیر ہے کہ زخم کا علاج کرین اور دماغ کو قوی کرین اور طبیعت کو نرم کرین اور جب سکتہ کا سبب ٹھنڈک ہو اسکی یہ تدبیر ہے کہ گرم توے سے سر کو سینکا جائے (تاکہ اُس سے خارجی ٹھنڈک جاتی رہے) **مین کہتا ہون** امتلاء بالاخلاط کے بیان مین صفرا کا ذکر اسلیے نہین کیا کہ صفرا سے بہت کم سکتہ پیدا ہوتا ہے (والنادر کالمعدوم) اور سکتہ کے اکثر مباحث مرگی سے معلوم ہو سکتے ہین (کیونکہ یہ دونون دماغ کے سدہ ہونے مین شریک ہین صرف فرق اسقدر ہے کہ سکتہ مین سدہ کامل ہوتا ہے اور مرگی مین غیر تام) اور مردہ اور سکتے والے مین کبھی نہایت دشواری سے تمیز ہوتی ہے (ہمنے بچشم خود دیکھا ہے کہ ڈاکٹر اور حکیم دونون اسپر متفق ہو گئے کہ یہ شخص مردہ ہے مگر اللہ کے فضل نے تھوڑی دیر کے بعد ان دونون مین امتیاز کر دیا واللہ علیٰ ما یشاء قدیر) اسی لیے موت کا اور سکتہ نہونے کا جبوقت (ایسا) یقین نہو جائے (جیسا کہ دوپہر کے آفتاب کا) اُسوقت تک دفن کر دینا قطعاً حرام ہے اور کم از کم بہتر ساعت (یعنی تقریباً ایک دن رات) انتظار ضرور کرنا چاہیے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سکتہ فالج کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کیونکہ جب طبیعت دونون شقون سے مادہ کے دفع کرنے مین عاجز ہوتی ہے تو لامحالہ ان دونون مین سے جو شق ضعیف ہوتی ہے اُسیطرف اسکو دفع کر دیتی ہے اور تمام مجاری مین اُسکو نفوذ کرا دیتی ہے اور اُسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ جیسے ہو سکے بطون دماغ سے اُسکو الگ کر دیا جائے (اور کسی ایک شق مین مادہ کے رک جانے کا نام فالج ہے چنانچہ اسکا بیان بھی ابھی آتا ہے) اور تریاق اربعہ کا نسخہ سمرقندی نے اصول التراکیب مین اسطرح لکھا ہے حب الغار مر زراوند طویل جنطیانا رومی انمین سے ہر ایک بقدر معین مساوی لیکر سب کو کوٹ چھان لیا جائے اور اُس شہد مین گوندھ لیا جائے جسکے جھاگ اتار لیے گئے ہون مقدار شربت ایک مثقال ہے **مؤلف کہتا ہے۔ فالج** (بکسر لام طبیبون کی اصطلاح مین) کسی نہ کسی عضو کے استرخاء اور لٹک پڑنے کو کہتے ہین (پس فالج اور استرخاء انکے نزدیک دو مترادف لفظ ہین) اور متاخرین کی اصطلاح مین

بدن کی کسی شق کا طولاً رہجانا اسکا نام فالج ہے (اور یہی مفہوم لغت کے بھی موافق ہے کیونکہ لغت مین منصف یعنی تنصیف کر دینے والی چیز کو فالج کہتے ہین اور اس مرض مین بھی یہی ہوتا ہے کہ بدن کے دو برابر حصے ہو جاتے ہین تندرست و بیمار) اور فالج کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ جو روح حساس اور محرک ہے وہ اس شق مین نفوذ نہ کرے یا نفوذ تو کرے لیکن عضو اُسکو قبول نہ کرے (یعنی اُسکے اثر اور اُسکی قوت کو) اور یہ نہ قبول کرنا اسوجہ سے ہو کہ یہ عضو بحد سوء مزاج مین مبتلا ہے (ورنہ باوجود اعتدال مزاج کے روح سے متاثر نہونے کے کوئی معنی نہین ہو سکتے) اور اکثر یہ سوء مزاج برودت اور رطوبت سے ہوتا ہے اور اکثر یہ فساد کسی خاص عضو مین ہوتا ہے جیسے مثانہ ہے (اور اکثر حصۂ بدن کو یا بدن کی پوری آدھی شق کو شامل نہین ہوتا کیونکہ بدن کے اکثر حصہ یا اُسکے نصف حصہ مین سوء مزاج کا اثر پیدا ہو جانا کہ اُسکی حس و حرکت گم ہو جائے اور بقیہ بالکل صحیح و سالم رہے اور اُسکے جتنے کام ہین سب بدستور طبعی رہین ایسا ہو نہین سکتا کیونکہ ملے ہوے اجسام مین سے جسوقت کسی جسم پر کوئی کیفیت غالب آجاتی ہے تو یہ کیفیت اس جسم سے اپنے پاس والے جسم کی طرف ضرور سرایت کر جاتی ہے) اور اس قسم کا فالج یکایک نہین واقع ہوتا کیونکہ سوء مزاج کا اس مرتبہ تک یکایک پہونچ جانا ممکن نہین بلکہ اسکا حدوث تدریج کے ساتھ ایک مدت دراز مین ہوتا ہے) اور بقیہ اسباب (جو بقیہ قسمون مین بیان ہوے ہین) اس قسم کے ساتھ نہین ہوتے اور برودت اور رطوبت کی علامتین ظاہر ہوتی ہین (مثلاً لمس کی برودت اور نرمی اور سرد تر چیزون سے ضرر ہونا اور گرم خشک چیزون سے فائدہ اُٹھانا وغیرہ) مین کہتا ہون طب مین جب لفظ فالج بولتے ہین تو اُس سے کسی عضو کا استرخاء اور لٹک پڑنا مراد ہوتا ہے حتی کہ اگر بدن کی دونون شقین بیکار ہو جائین تب بھی اس اصطلاح کے موافق اُسکو فالج کہینگے لیکن اس شرط سے کہ سر بچا رہے کیونکہ اگر سر کو شامل ہو گا تو یہ فالج نہو گا بلکہ سکتہ ہو گا اسی طرح اگر ایک اُنگلی مین بھی استرخاء ہو گا تب بھی وہ فالج ہو گا اور اہل لغت کی اصطلاح اور عرف مین بدن کی ایک خاص شق کے طول مین رہجانے کا نام فالج ہے پس کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ منھ اور سر بچ جائے اور گردن سے لیکر قدم تک بیکار ہو جائے اور کبھی سر سے لیکر قدم تک پوری شق بیکار ہو جاتی ہے (متاخرین سب اسپر متفق ہین کہ سر سے لیکر قدم تک جو استرخاء ہو اُسی کا نام فالج ہے اور صاحب کامل وغیرہ یہ قید نہین لگاتے ہین بلکہ گردن سے لیکر قدم تک بھی اگر ہو وے اور سر اور منھ صحیح و سالم رہے

تب بھی اُنکے نزدیک فالج ہوگا) اور لغوی معنی بھی اسی معنی کے قریب قریب ہین کیونکہ لغت مین لفظ فالج
تنصیف پر دلالت کرتا ہے عرب بولتے ہین فلجت الشیٔ یعنی فلان چیز کے مین نے دو ٹکڑے کر ڈالے اور
دو کوہان والے اونٹ کو بھی اسی لیے فالج کہا جاتا ہے (بغدادی اونٹ کے دو کوہان ہوتے ہین اور یہ
اونٹ قد و قامت مین تقریباً گھوڑے کے برابر ہوتا ہے مین نے اس قسم کے اونٹ بھوپال وغیرہ مین دیکھے)
اور فالج کا سبب ان دو باتون مین کوئی بات ہوتی ہے ایک تو یہ کہ روح نفوذ نہ کرے دوسرے یہ کہ
نفوذ تو کرے لیکن عضو سوء مزاج کی وجہ سے اُسکو قبول نہ کرے اور سوء مزاج یا گرم ہوتا ہے یا سرد یا تر
ہوتا ہے یا خشک - اور سمجھ مین یہ بات آتی ہے کہ گرم سوء مزاج حس و حرکت سے اُسی وقت مانع ہوتا ہے
جبکہ اپنے حد کمال کو پہونچ جائے جیسا کہ آپ مدقوق مین دیکھتے ہین کیونکہ باوجود سوء مزاج حار کے اُسکی
حس و حرکت نہین باطل ہوتی اور خشک کا حکم بھی اسی کے قریب قریب ہے بلکہ برودت اور رطوبت ہی
ایسی چیز ہے کہ اکثر اوقات حس و حرکت انھین سے باطل ہوتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ برودت
روح کی ضد ہے اسوجہ سے برودت اُسمین تخدیر پیدا کر دیتی ہے اور رطوبت عضو کو بلید ہونے کا صالح
بنا دیتی ہے کیونکہ رطوبت آخر کار اُسمین برودت پیدا کر دیتی ہے (اسکے علاوہ ٹھون کا مزاج سرد ہے اور یہ
باوجود ٹھنڈک کے جلد قبول کرنے کے ہضم مین ضعیف ہوتے ہین پس انمین بلغم جو سرد و تر ہے زیادہ پیدا ہو جاتا ہے)
اور یہ سوء مزاج بدن کے اکثر حصہ یا اُسکی ایک شق کو شامل نہین ہوتا بلکہ اگر اُس کے عارض ہونے کی
ایسی ہی ضرورت ہوتی ہے تو صرف ایک عضو کو عارض ہوتا ہے جیسا کہ مثانہ ہے اور یکایک بھی نہین واقع
ہوتا بلکہ بتدریج حادث ہوتا ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ برودت اور رطوبت کے علامات تو ظاہر ہون اور
باقی اسباب مین سے کوئی سبب نہ موجود ہو مؤلف کہتا ہے اور اعضا مین روح کے نفوذ نکرنیکی
یا تو یہ وجہ ہوتی ہے کہ اعضا کے مجاری بند ہون یا یہ وجہ ہوتی ہے کہ کوئی عضو کٹا ہوا ہو اور مجاری کے
بند ہو جانے کی یا تو یہ وجہ ہوتی ہے کہ کوئی خلط اتنا کثیر المقدار وہان جمع ہو گیا ہے جسنے اپنی کثرت سے
سدہ ڈالدیا ہے (جیسے خون ہے اور بلغم ہے اور سودا ہے) یا یہ کہ وہ خلط غلیظ القوام ہے (جیسے بلغم
اور سودا) یا یہ کہ اُس خلط مین لزوجت اور لس ہے (جیسے بلغم) اور یا بند ہو جانے کا یہ سبب ہے کہ تکثیف
کرنے والی ٹھنڈک نے اُس عضو کو منقبض کر دیا ہے یا یہ کہ باہر سے کسی نے اُسکو مضبوط باندھ دیا ہے
اسمین یہ ہوتا ہے کہ جسوقت یہ بندش کھول دیجائیگی مجرے بھی کھلجائینگے یا یہ کہ اُسپر کوئی چوٹ پڑی ہے

یا یہ کہ کوئی دبانے والی چیز مثل ورم کے اُسکے قریب ہے یا یہ کہ فقرون مین سے کوئی فقرہ کسی جانب کو جھک گیا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جوہر عضو کے بہت زیادہ غلیظ ہوجانے سے عضو کے مسامات بند ہوجاتے ہین اور یا یہ کہ انسداد اور انقباض دونون واقع ہوگئے ہین جس سے مسامات بند ہوگئے ہین اور اُنکی صورت یہ ہے کہ اعصاب کے منابت یعنی اُگنے کے مقامات مین ہو جیسا کہ گر پڑنے کے وقت ہوتا ہے (چنانچہ جالینوس نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص گھوڑے سے گر پڑا اور اُسکی پیٹھ پر صدمہ پہونچا اور اس صدمہ سے اُسکے دونون پانون رہگئے اطبا نے چاہا کہ اُسکے پیرون پر دوائین رکھین اور اُنکی یہ تجویز اُنکی لاعلمی پر مبنی تھی پس مین نے اُنکو اس تدبیر سے روکا اور اُسی جگہ مین نے فصد لی جہان پر صدمہ پہونچا تھا اس تدبیر سے ورم کم ہوگیا) یا یہ کہ ورم پٹھون کی شاخون مین سے کسی شاخ مین ہوتا ہے اور عضو کا مقطوع ہونا فلج اُسی وقت پیدا کرتا ہے جبکہ یہ قطع عضو کی چوڑائی مین ہو اور اس قسم کے فالج کو اُس فالج سے جو ورم کی وجہ سے ہو یہ فرق ہوتا ہے کہ یہ یکایک پیدا ہوتا ہے اور وہ یعنی ورمی بتدریج اور جو ورم گرم ہوتا ہے اُسکی پہچان یہ ہے کہ تمدد ہو اور بخار ہو اور درد ہو اور سخت ورم کے پہچان کی یہ صورت ہے کہ اُس سے پیشتر درد ہو اور ایسا محسوس ہو کہ ورم کے قریب گرہ پڑی ہوئی ہے اور چوٹ کھانے کے بعد ہو اور نرم ورم مین نرم بخار اور خدر اور تھوڑا سا درد ضرور ہوتا ہے جو حرکت کے وقت بڑھتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور جسوقت پٹھے کی شاخون مین سے کسی شاخ مین سبب موجود ہو تو تمام اعضا مین سے وہ عضو مفلوج ہوگا جو حس وحرکت کا منشا ہو اور اگر گردن کے حرام مغز کی دونون شقون مین سے کسی ایک شق مین سبب پایا جائیگا تو چہرہ چھوٹ بدن کا پورا آدھا حصہ مفلوج ہوگا اور اگر دماغ کے بطن موخر کی دونون شقون مین سے کسی ایک شق مین ہوگا تو آدھے بدن کے ساتھ آدھا چہرہ بھی مفلوج ہوگا اور اسی کے ساتھ آدھے سر کی جلد مین بھی خدر محسوس ہوگا (کیونکہ سر کی جلد مین حس کرنے والے پٹھے گردن سے آتے ہین) اور اگر پورے بطن موخر مین سبب موجود ہوگا تو سارا بدن مفلوج ہوجائیگا اور صرف سر بچ جائیگا (یہانپر سر سے گردن کا اوپر کا حصہ مراد ہے اسلیے کہ اکثر پٹھے سر کے دونون مقدم بطنون سے ہین اور یہ کلام اور پچھلا کلام دونون متناقض ہین کیونکہ ابھی کہہ چکا ہے کہ جب بطن مؤخر کی دونون شقون مین سے کسی ایک شق مین سبب موجود ہوگا تو آدھا بدن اور آدھا چہرہ مفلوج ہوجائیگا) کیونکہ اگر سبب سر کو بھی گھیر لے تو فالج نہ رہے بلکہ سکتہ ہوجائے غرضکہ معالج فالج کو پٹھون کے مبادی سے پورا پورا واقف ہونا شرط ہے

(اسی لیے اس مرض مین ہر معالج اور ہر طبیب کی طرف رجوع کر لینا قطعاً حرام ہے **مین کہتا ہون** یہ
تم معلوم کر چکے ہو کہ جو فالج کسی عضو کے ساتھ مخصوص نہو اسکا سبب صرف یہی ہوتا ہے کہ روح حساس
اور محرک نفوذ نہ کرے اور اسی قسم کا فالج بیشتر واقع ہوا کرتا ہے اور روح کے نفوذ نہ کرنے مین دو ہی
احتمال نکلتے ہین کیونکہ روح کے نفوذ نہ کرنے کا منشا یا تو عضو کا انسداد ہوگا یا اُسکا مقطوع ہونا اگر انسداد
ہو تو اُسکی کئی صورتین ہین یا تو یہ بند ہو جانا کسی خلط کی وجہ سے ہوگا یا عضو کے سمٹ جانے سے ہوگا یا
اسوجہ سے ہوگا کہ وہ عضو خارج سے بندھا ہوا ہے یا کسی چوٹ کی وجہ سے ہوگا یا کسی ایسے مجاور
ورم کی وجہ سے جسنے مجرے کو دبا دیا ہے یا اسوجہ سے کہ اس عضو کا جوہر نہایت غلیظ ہے اور کبھی ایسا
بھی ہوتا ہے کہ یہ انسداد خلط اور انقباض دونون کی وجہ سے ہو جیسے کہ وہ ورم جسکا ابھی ذکر ہوا اور مولف
نے یہ جو کہا ہے او میل احدی الفقرات الی جانب یعنی انسداد کبھی اسوجہ سے بھی ہوتا ہے کہ کوئی
فقرہ کسی جانب کو ٹل جائے تو مولف کے قول الی جانب سے یمین و یسار مراد ہے یعنی دائین بائین ٹلجائے
کیونکہ اگر کوئی فقرہ آگے یا پیچھے کی طرف ٹل جائے تو اُس سے دباؤ نہین پڑیگا بلکہ تمدد پیدا ہو جائے گا
کیونکہ قدام اور خلف کی جانب جو فقرے باہم ملے ہین تو یہ ملنا پٹھون کے مخارج پر نہین ہے اور
یہ جو مولف نے کہا ہے او فی شعبۃ تو یہ ضمیر عصب کی طرف راجع ہے اور عصب کا مقطوع ہونا جو منشا
فالج ہوتا ہے تو یہ اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ یہ قطع عصب کے چوڑان مین ہو کیونکہ اگر عصب کے طول مین
قطع ہوتا ہے تو اُس سے حس و حرکت نہین باطل ہوتی اور مولف نے جو فی احد شقی النخاع کہا ہے یہ
اسواسطے کہ دماغ کی طرح حرام مغز بھی دو قسمون کی طرف منقسم ہے گو حس کو اتنی قدرت نہین کہ اُن دونون
قسمون مین تمیز کر سکے اور دو قسمون کی طرف اُسکے منقسم ہونے کی یہی وجہ ہے کہ وہ دماغ کی دونون قسمون
سے اُگتا ہے اور اسکی دونون شقون مین سے ایک شق مین سبب کے ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ ہو سکتا ہے
کہ طبیعت اُسکی ایک شق کو محفوظ رکھکر مادہ کو اُس شق کی طرف دفع کردے جو ضعیف ہو یا ضعیف تو نہو
لیکن مادہ کو زیادہ قبول کرنے والی ہو یا یہ کہ اُسپر کوئی صدمہ پڑا ہو یا یہ کہ اُسکی طرف دماغ کی اُس شق
سے جو اُسکے متصل ہے فضلہ دفع ہوتا رہتا ہے اور باقی متن کے مباحث سب ظاہر اور کھلے ہوے
ہین شرح کے محتاج نہین ہین **مولف کہتا ہے۔ فالج کا علاج** جو فالج پٹھے کے قطوع ہونے سے
عارض ہو اُس سے تو نا امید ہو جانا چاہیے (کیونکہ کٹے ہوے پٹھے کا جُڑ جانا ممکن نہین ہے) اور جو

فالج مزاجی (یعنی جو برودت ساذج سے ہو) اُسکی یہ تدبیر ہے کہ عضو کے مزاج کی تعدیل کیجائے خواہ
تیلون سے (جیسے سوسن یا نرجس یا زنبق کا تیل ہے) خواہ لیپون سے (جیسے بابونہ ہے اور ناخونہ ہے
اور مرزنجوش ہے اور پودینہ ہے اور رب السوس ہے کہ انکا لیپ کیا جائے) اور تریاق کبیر اور مثرودیطوس
کا استعمال کرایا جائے اور جو فالج ورمی ہو اسمین ورم کا علاج کیا جائے اور پٹھے کو قوی کیا جائے اور جو فالج
امتلائی ہو (یعنی کسی خلط کے بھرجانے سے عارض ہو) اسمین مادہ کا استفراغ کیا جائے اگر خون ہو تو
اُسکا استفراغ فصد سے ہو لیکن یہ یاد رہے کہ فصد پر ایکایک دلیری نہ کی جائے جبتک کہ رنگت کی سرخی
اور رگون کے پھولے ہونے سے اس بات کا پورے طور پر یقین نہوجائے کہ خون غالب ہے (اسکے
علاوہ خون کے غلبہ پر دلالت کرنے والی اور سب علامتین بھی پیش نظر رہین اور اس احتیاط کی یہ ضرورت
ہے کہ فصد مین اور باقی اخلاط کی نسبت خون ہی زیادہ نکلتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ خون ہی
تمام قویٰ کا حامل ہے اور خون کے نکلنے سے قوتین ضرور گھٹتی ہین اور ظاہر ہے کہ جسوقت
قوت گھٹ جائیگی تو مادہ کو کیونکر پکا سکیگی اور پکا کر کسطرح دفع کر سکیگی اسی طرح خون ہی اصلی حرارت
کا بھی حامل ہے اور جتنے قویٰ ہین اُن سب کو اپنے اپنے افعال مین اس آلہ کی طرف احتیاج تام ہے
اور جب یہ آلہ کمزور ہو جائیگا تو کام کرنے والی قوت بھی بے دست و پا ہو جائیگی غرضکہ فصد کا معاملہ نازک
ہے احتیاط کرنا چاہیے) اور اگر فالج کا سبب بلغم ہو تو پہلے متوسط حقنون کا استعمال کرایا جائے انکے بعد تیز
اور حاد حقنون کا اور فصد نہ لیجائے ورنہ برودت غالب آجائیگی اور بلغم اور بڑھ جائیگا تیز برودت کے
غلبہ سے اور انکا تف کے سبب سے بلغم کی غلظت اور لزوجت بڑھ جائیگی اور مرض بڑھ جائیگا بلکہ عجب
نہین جو صحت سے ناامیدی ہو جائے) اور ان حاد اور تیز حقنون مین شحم حنظل اور قنطوریون اور بڑھا دیا جائے
(کیونکہ یہ دونون بلغم کو دور سے جذب کر لیتے ہین) اور منضج ادویہ استعمال کرائے جائین جیسے آب شہد ہے
اور سکنجبین عنصلی ہے اسکو جوشاندہ منضج کے ہمراہ استعمال کرایا جائے اور کبھی اسمین جوشاندہ منضج کے ساتھ
گلقند اور بڑھا دیا جاتا ہے اسکے بعد اُن ادویہ کا استعمال کرایا جائے جو مفتح ہون جیسے شربت اصول ہے
یا اسطوخودوس اور تخم کرفس اور انیسون اور سونف اور ملٹھی کا جوشاندہ ہے جسکو سکنجبین عنصلی یا شہد کے
گلقند پر صاف کیا گیا ہو پھر نضج اور تفتیح کے بعد حب ایارج یا حب لوغاذیا سے بلغم کو خارج کیا جائے
پھر منضجون اور مفتحون کی طرف عود کیا جائے (اسلیے کہ جو مادہ پہلے مسہل کے بعد باقی رہگیا ہے وہ غلیظ

اور ناقابل دفع ہوتا ہے اسلیے دوبارہ اسکو نضج دینا چاہیے تاکہ قابل دفع ہوجائے) اور اسکے بعد پھر بلغم
کے خارج کرنے کی طرف رجوع کیا جائے اور ایارج اور اسطوخودوس سے تقویت دیا ہوا اطریفل استعمال
کرایا جائے اور جسوقت تین ہفتے گذرجائین تو مقوی دواؤن کا استعمال کرایا جائے جیسے حب منتن ہے
اور شحم حنظل اور محمودہ اور نمک ہندی اور گوگل اور کتیرا اور رب السوس ہے کہ ہرایک پاؤ درہم ہو اور ایارج
فیقرا اور غاریقون کہ ہرایک درہم بھر ہو اور فربیون درہم کا آٹھوان حصہ ہو اور اسطوخودوس مثقال بھر ہو
یہ سب ادویہ روغن بادام مین چکنی کیجائین اور مغز املتاس مین گوندھی جائین اور گوندھکر گولیان بنالی جائین
اور استعمال کی جائین اور یہ بھی لازم ہے کہ غذا جہانتک ہو لطیف ہو اور ابتدا مین تین روز تک (جو
مرض کے ازدیاد کا وقت ہے) شہد کے ساتھ چنے کے پانی پر یا تنہا آب شہد پر یا شہد کے ساتھ آمش جو
پر اقتصار کرنا لازم ہے پھر چوزون کی یخنی سوئے اور دارچینی اور لونگ اور پودینہ اور رائی کے ساتھ استعمال
کیجائے یا بجائے رائی کے اسکا کف پڑا ہو یا یہ کہ ہرن کا گوشت رائی کا کف ڈال کر استعمال کرایا جائے
اور ان مریضون کے لیے پالو جانورون کے گوشت سے شکار کا گوشت زیادہ موافق اور مناسب حال ہوتا ہے
خواہ بھنا ہوا ہو خواہ توے پر جھلسا لیا جائے یا یہ کہ خرگوش کا گوشت اور اسکا بھیجا مذکورہ مصالحون اور کانجی کے
ساتھ استعمال کرایا جائے یا یہ کہ مصالح پڑا ہوا چڑیون کا گوشت استعمال کرایا جائے یا یہ کہ انھین مصالحون کے
ساتھ کبوتر کے بچون کا گوشت استعمال کرایا جائے اور مصطگی اور سونٹھ اور کندر اور لونگ زیادہ چبائی جائے
اسکے بعد تریاق یا مثرودیطوس کا استعمال نصف درہم روزانہ بالالتزام کیا جائے اور غار کی پتی اور مرزنجوش
اور کالادانہ اور بابونہ اور خطمی اور ناخونہ اور ترنج کی پتی اور تلسی کی پتی اور رطبہ اور درمنہ اور قیصوم اور نخنکشت
ان سب کے اجزا برابر ہون اور جندبیدستر نصف جزیہ سب اجزا ایکبہت سے پانی مین پکائے جائین یہانتک
کہ پکتے پکتے نصف رہجائے اور اسکے نصف کے برابر زیتون کا تیل اضافہ کیا جائے اور مریض کو اسمین
بٹھایا جائے ایسے حال مین کہ یہ گرم ہو یا یہ کہ بجو یا خرگوش یا جنگلی بکرا پانی یا زیتون کے تیل مین پکایا جائے
اور پکانے کی صورت یہ ہے کہ یہ جانور پانی مین زندہ چھوڑدیا جائے یہانتک کہ گل جائے اور مریض کو
اسمین بٹھایا جائے یا یہ کہ گرم روغن زیتون مین بٹھایا جائے جسمین جندبیدستر اور تھوڑا سا فرفیون پڑا ہو یا یہ
کہ تھوڑا موم اور کٹ کا تیل یا غار کا تیل اور تھوڑی فرفیون لیکر گرم کرلیجائے اور اس تیل کی مالش کیجائے اور
نکچھکنی اور مشک اور کندر اور فرفیون اور جندبیدستر اور عنبر زیادہ سونگھا جائے اور روزانہ تھوڑی

قَے کی جائے اور قلب صنوبر پٹھون کو گرم کرتا ہے اور اُنکو قوت دیتا ہے اور جب یہ بیمار صحت کے قریب پہونچے (اور اعضا حرکت کرنے لگین) تو اُس سے ریاضت لیجائے اور سترجی اعضا کو حرکت دلائی جائے اور ریاضت بھی خوب قوی ہو اور زیادہ ہو اور زیادہ تر تیز دھوپ مین ہو اور اُسکو چاہیے کہ گندک اور نمک کے گرم پانیون مین خوب نہائے اور وہ بہتے ہوے پانی جنمین مریض نہلائے جاتے ہین وہ اسکے لیے بہت نافع اور مفید ہین (کیونکہ یہ پانی معدنی جسمون کی قوتون سے خالی نہین ہوتے) مین کہتا ہون اس مرض کے علاج مین مؤلف نے ضرورت سے زیادہ مبالغے سے کام لیا ہے اور اُسکا کلام کچھ زیادہ شرح اور تفصیل کا بھی محتاج نہین علاوہ اسکے خواہ مخواہ طول دینے مین بھی کوئی فائدہ نہین ہے اور تیلون سے مؤلف کی مراد سوسن اور اخروٹ اور زیتون اور کُسٹ اور مصطگی وغیرہ کا تیل مراد ہے اور تریاق سے تریاق کبیر مراد ہے اور شربت اصول کا یہ نسخہ ہے۔ سونف کی جڑ کے بکل اور کرفس کی جڑ کے بکل اور اذخر کی جڑ کے بکل ہر ایک بقدر پانچ درہم اور انیسون اور سونف ہر ایک چار درہم اور مصطگی اور سنبل ہر ایک درہم بھر اذخر کی کلی اور دوج اور بلخہ ہر ایک ڈیڑھ درہم اور منقّے بیدانہ پندرہ درہم ان سب کو پکا کر شہد مین قوام دے لیا جائے اور اُڑھالیا جائے اور حب منتن کا یہ نسخہ ہے بلیلج اور اشق اور جاؤشیر اور مقل اور حرمل ہر ایک درہم بھر ایلوا اور تربد ہر ایک دو درہم اور تخم حنظل نصف درہم اور فرفیون اور جندبیدستر ہر ایک نصف درہم ان سب کو پانی مین گوندھ کر گولیان باندھ لی جائین مقدار خوراک گرم پانی کے ہمراہ تین درہم کامل سے اسی طرح منقول ہے اور ابازیر مذکورہ سے تخم سونف اور تخم کرفس اور تخم رائی اور تخم کرویا وغیرہ مراد ہین اور غار ایک درخت ہے جسکی پتی آس کی پتی کے ہمشکل ہوتی ہے البتہ کچھ اُس سے بڑی ہوتی ہے اور اس کا پھل سُرخ ہوتا ہے اور اسکا بیج ریٹھے کی شکل ہوتا ہے گرم خشک اور محلل ہے اور حرمل وہی ہے جو لوگون مین سپند کے نام سے مشہور ہے گرم خشک ہے اور ملطف ہے اور فنجنکشت ایک درخت ہے پانچ پتیون والا اسکا نام فنطافلون بھی ہے گرم خشک ہے اور محلل ہے مؤلف کہتا ہے **تشنج**۔ اسکے معنے کھنچنے کے ہین یہ کھنچنا پٹھون کو عارض ہوتا ہے جسکی وجہ سے اعضا پھیل نہین سکتے (کیونکہ اعضا کا پھیلنا پٹھون ہی کے پھیلنے پر موقوف ہے) اور یہ کھنچنا یا تو کسی موذی کی وجہ سے ہوتا ہے جسکی وجہ سے پٹھا اپنے مبدء سے کی طرف بھاگتا ہے جیسے کوئی خلط لذع کرنے والا ہو (مثلاً صفرا کہ صفرا پٹھے کو اپنی حدت اور لذع سے سخت اذیت پہونچاتا ہے اسی لیے پٹھا اُسکی وجہ سے اپنے مبدء کی طرف کھنچ جاتا ہے) اور اسوقت

اس تشنج کے ساتھ درد بھی ہوتا ہے اور یا یہ کھنچنا کثافت پیدا کرنیوالی برودت کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی زہریلی
کیفیت کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے کہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ بچھو اور سانپ اور مکڑی پٹھے پر کاٹ لے اور یا امتلاء کیوجہ سے
ہوتا ہے جو پٹھے کے عرض مین بڑھ جائے اور طول مین گھٹ جائے اور اکثر یہ امتلائی تشنج غلیظ بلغم سے ہوتا ہے اور کبھی
کسی دوسرے خلط سے بھی ہوتا ہے آور یا یہ کھنچنا خشکی کیوجہ سے ہوتا ہے جو پٹھے کے طول اور عرض کو کم کردے اور یہ
خشکی محرق بخارون اور خشکی پھیلانیوالے امراض کے بعد ہوتی ہے جیسے بحدا سہال ورقی ہو چکی ہون آور اسکے
ساتھ بدن کی لاغری اور کھرکھراپن بھی ہوتا ہے دکیونکہ خشکی پھیلانے والا سبب سارے بدن مین موجود ہوتا ہے
اور یا یہ کھنچنا ریاح کے سبب سے ہوتا ہے اور یہی تشنج عقال سے نامزد ہوتا ہے آور یہ ہوتا بھی ہے یکایک اور
جاتا بھی رہتا ہے جلد آور یا یہ کھنچنا کسی خاص عضو کی اذیت کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے کہ مثلاً کسی حاد خلط کے
وارد ہونے یا کنکی کے پینے کے وقت معدہ کو اذیت ہوتی ہے یا منی یا خون حیض کے رُک جانیکے وقت
رحم کو تکلیف اور اذیت ہوتی ہے اور یہ سب اسباب اپنی اپنی علامتون سے پہچانے جاتے ہین
مین کہتا ہون پٹھے کے کھنچ جانے کے یہ معنی ہین کہ وہ اپنے مبدے کی طرف سکڑ جائے اور پھیل
نہ سکے اور یہ سکڑ جانا اور کھنچ جانا کبھی تو دیرپا ہوتا ہے اور کبھی جلد جاتا رہتا ہے جیسا انگڑائی لینے کے
وقت آور اسکا سبب یا تو مادہ ہوتا ہے یا غیر مادہ آور مادہ اکثر بلغمی ہوتا ہے اور کبھی سوداوی یا دموی
بھی ہوتا ہے آور دموی مادہ عضلون کے ورمون مین ہوتا ہے جسوقت کہ خون لیف عصب کے
سوراخون مین جگہ کرکے اُسکے عرض کو بڑھا دے اور طول کو گھٹا دے آور جو تشنج یابس فرط تحلیل کی
وجہ سے ہو وہ ہلاکی کا باعث ہے مریض اس سے کمتر بچتا ہے اور جو تشنج یابس حمیات مین اسوجہ
سے پیدا ہو جاتا ہے کہ تپ رطوبتون کو اعصاب کی طرف بہا دیتی ہے نہ کہ خشکی کی وجہ سے تو یہ کچھ
زیادہ ردی نہین ہوتا خصوصًا جبکہ بدن مین اخلاط کثرت سے موجود ہون بقراط کہتے ہین تشنج کے بعد
بخار کا ہونا اس سے بہتر ہے کہ بخار کے بعد تشنج ہو یعنی جبکہ تشنج رطب پر حمی طاری ہوگا وہ تشنج کے مواد
کو تحلیل کردیگا اور اگر بخار کے بعد تشنج ہوگا تو غالبًا یابس ہوگا اور تشنج یابس سخت ناامید کرنیوالی چیز ہے
اس سے یہ نکلا کہ بقراط کی غرض بخار کے بعد تشنج سے تو تشنج یابس ہے آور پہلے سے تشنج رطب ہے آور
جو تشنج معدہ اور رحم کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی اسلیے کہ ان دونون کو دماغ سے مشارکت ہے تو اس تشنج کی
پہچان معدہ اور رحم کی حالت غور کرنے سے ہوتی ہے اور اسکا علاج اسی کتاب مین اختلاج کے

تمدد

بیان کے بعد عنقریب آتا ہے **مؤلف کہتا ہے** - **تمدد** یہ ایک آلی مرض ہے (یعنی اعضائے آلیہ
یعنی مرکبہ مین واقع ہوتا ہے) جن اعضا کو سمٹنا چاہیے اُنکے سمٹنے کو روکا کرتا ہے اور تمدد اور تشنج کے اسباب
قریب قریب ایک ہی ہوتے ہین صرف فرق اسقدر ہے کہ یہان پر مادہ ریشون کے رخنون مین واقع
ہوتا ہے اور رخنون مین پہونچکر جم جاتا ہے اسوجہ سے عضو سمٹ نہین سکتا ہے اسلئے کہ اُسکے طول مین کوئی
نقصان آئے یا اسکا سبب کوئی ایسا موذی ہوتا ہے جو وتر یا عضلے کے نسبت مین واقع ہو جائے اور
اس موذی کے خوف سے پٹھا طول کی جانب بھاگ آئے یا اسکا سبب کوئی ایسی یبوست ہوتی ہے
جسنے پٹھے کو سکھا ڈالا ہے اور اس وجہ سے اُسکا سُکڑنا دشوار ہوگیا ہے اور اُسکی چوڑان گھٹ گئی ہے نہ کہ
لمبان (کیونکہ اگر لمبان بھی گھٹ جائے تو تشنج عارض ہو جائے) **مین کہتا ہون** تمدد تشنج کی ضد ہے
کیونکہ تمدد اُس سے عبارت ہے کہ جن اعضا کا کام سمٹنا ہے وہ سمٹ نہ سکین لیکن تشنج کی جنس کے تحت
مین داخل ہے کیونکہ یہان بھی قوت محرکہ کو ضرر پہونچتا ہے اور تمدد اور تشنج دونون کا ایک ہی
سبب ہوتا ہے لیکن مادی تمدد اور مادی تشنج مین یہ فرق ہے کہ تمدد مین تو مادہ ریشون کے رخنون مین پہونچ
جاتا ہے اور وہان پہونچکر جم جاتا ہے اور اسی طرح خشک اور سخت ہو کر رہجاتا ہے اور اسی وجہ سے پھر اُسکا
سمٹنا دشوار ہو جاتا ہے اور تشنج امتلائی مین ایسا نہین ہوا کرتا کیونکہ مادہ اسمین جمتا نہین ہے بلکہ پٹھون کے
ریشون کو ڈھیلا کر دیتا ہے اور پٹھون کو کھینچ لیتا ہے اس سے پٹھون کا عرض بڑھ جاتا ہے اور طول گھٹ جاتا
ہے اور تمدد کا علاج کتاب مین عنقریب آتا ہے **مؤلف کہتا ہے** - **لقوہ** یہ ایک بیماری ہے

لقوہ

جسمین چہرہ کی ایک شق غیر طبعی جہت کی طرف کھنچ جاتی ہے اور اسکی وجہ سے پھونک اور تھوک منھ
کی ایک ہی جانب سے نکلتا ہے (یعنی اُس جانب سے جسمین دونون ہونٹھ نہین مل سکتے) اور اوپر والا
ہونٹھ نیچے والے ہونٹھ سے اچھی طرح نہین ملسکتا اور دونون آنکھون مین سے ایک آنکھ اچھی طرح بند
نہین ہوسکتی اور اسکا سبب یا تو استرخا ہوتا ہے یا تشنج اور ان دونون مین یون فرق کیا جاتا ہے کہ استرخائی
لقوہ مین حواس مکدر ہو جاتے ہین اور جلد نرم ہو جاتی ہے اور تمدد محسوس نہین ہوتا اور نیچے کی پلک
زیادہ لٹک پڑتی ہے (کہ اوپر کی پلک اُسپر منطبق نہین ہوسکتی) اور ٹھڈی بڑی کی جھلی جو اب لٹکی ہوئی
آنکھ کے محاذی ہے ڈھلڈھلی لٹکتی ہوئی دکھلائی دیتی ہے اور تشنجی لقوہ مین تھوک کم ہوتا ہے اور
جلد مین اسقدر تمدد ہوتا ہے جس سے پیشانی کے بل (یعنی چنٹین اور خطوط) گم ہو جاتے ہین اور گردن

کی جانب بہ نسبت استرخائی لقوہ کے جلد زیادہ مائل ہو جاتی ہے اور ہاتھ سے جبڑے کو اپنی طبعی شکل پر
پھیر دینا دشوار ہوتا ہے اور مؤوف شق کی پہچان یہ ہے کہ جب ہاتھ سے اُسکی اصلاح کی جائے اور اصلی
شکل پر پھیر دیا جائے تو دوسری شق بہ آسانی پھر سکے مین کہتا ہون زیادہ تر لقوہ تشنجی ہی واقع ہوا کرتا
ہے اور ان دونون لقوؤن مین سے جو کوئی بھی واقع ہوتا ہے تو جذب کی وجہ سے جو غیر مؤوف شق
ہے اُسمین بھی تغیر آجاتا ہے خصوصاً تشنجی لقوہ مین ایسا ضرور ہوتا ہے کیونکہ پلکون کے اور چہرہ کے عضلے
جب تشنج کی وجہ سے ایک جانب کو کھنچ جاتے ہین تو منھ کے تمام اجزا اُسی جانب منجذب ہو جاتے ہین
اسی لیے مؤوف اور غیر مؤوف شق کی پہچان سخت دشوار ہے اور متن مین جو صورت پہچان کی لکھی ہے
اُسی صورت سے تمیز آسان ہے اور استرخائی اور تشنجی لقوہ مین جو صورت فرق کی مؤلف نے لکھی ہے
وہ بھی ظاہر ہے اور استرخا ٹھڈی کی جلد تک اسلیے پہونچ جاتا ہے کہ اُسکو اُس جلد کے ساتھ اتصال ہے
جسمین مادہ لقوہ کی وجہ سے استرخا پیدا ہوا ہے اور غضون غضن کی جمع ہے اور غضن جلد کی شکن کو
کو کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ جسوقت جلد کھنچ جائیگی شکن بھی جاتی رہیگی اور لقوہ زدہ کے علاج مین احتیاط
یہ ہے کہ چوتھے دن اور ساتوین دن تک حرکت نہ دے کیونکہ اسمین اندیشہ ہے کہ اُسپر ناگہانی موت یا فالج
یا سکتہ طاری ہو کیونکہ لقوہ سے یہ امراض پیدا ہو جاتے ہین اور اگر چھ مہینے تک لقوہ کی حالت بدستور
رہے تو صحت سے نا امید ہو جانا چاہیے اور اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ تحلیل کرنے والی دواؤن کو
رعشہ
چباتے رہین مثلاً وج ہے اور جا کفل ہے اور عاقرقرحا ہے مؤلف کہتا ہے۔ رعشہ (یعنے
تھرتھراہٹ) یہ بھی مرکب اعضا کا ایک مرض ہے اور اُسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ قوت محرکہ عضلے کو
حرکت دینے یا متصل طور پر اُسکے ثابت رکھنے پر قادر نہ رہے اور اس وجہ سے ارادی حرکتین یا ثبات
ارادی عضو کے ثقل کے نیچے کی طرف حرکت کرنے سے مختلط ہو جاتی ہین اور یہ عاجز آنا یا تو اسوجہ
سے ہوتا ہے کہ قوت ضعیف ہو جائے جیسا کہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ گھبراہٹ یا غصہ یا غم اسقدر ہو جس سے
نظام روح مین تشویش پیدا ہو جائے اور یا اسکی یہ وجہ ہوتی ہے کہ پٹھے کی حالت اسباب استرخا کی
وجہ سے جو ابھی مستحکم نہین ہوئے ہین ردی ہو جائے اور یا ایسا ہوتا ہے کہ یہ دونون باتین ملکر رعشہ کا
سبب ہون جیسا کہ بچھو کے کاٹنے کے وقت ہوتا ہے کہ یہ کاٹنا قوت اور پٹھے دونون کو مضر ہوتا ہے
اور زیادہ سخت وہ رعشہ ہے جو بائین طرف سے شروع ہو مین کہتا ہون رعشہ کا سبب یہی ہوتا ہے

کہ قوت ضعیف ہو جائے جیسا کہ غم اور غصہ وغیرہ کے وقت ہوتا ہے جنکو مصنف ح نے ذکر کیا ہے یا جیسا کہ
بکثرت جماع کرنے سے پیدا ہوتا ہے یا امراض جھیلنے کے بعد یا پٹھے کی حالت ردی ہو جانے سے
ہوتا ہے اسطرح پر کہ فالج کے اسباب تو سب متحقق ہو جائین لیکن ہنوز انکو استحکام نہوا ہو آیا یہ کہ یہ دونون
باتین اسکا سبب واقع ہون جیسا کہ بچھو کے کاٹنے کے بعد ہوتا ہے کہ اس سے قوت بھی ضعیف
ہو جاتی ہے اور پٹھا بھی مؤوف ہو جاتا ہے خواہ سخت گرمی سے یا سخت سردی سے یا اسکی مانند اسباب
سے اور رعشہ اور اختلاج مین یہ فرق ہے کہ اختلاج مین تو حرکت ظاہر ہوتی ہے عام اس سے کہ وہ عضو
متحرک ہو یا ساکن بخلاف رعشہ کے کہ اسمین حرکت مرضیہ کا ظاہر ہونا اس امر پر موقوف ہے کہ عضو متحرک
ہو اور اکثر رعشہ دونون ہاتھون مین ہوتا ہے یا تو اسوجہ سے کہ سبب اصل حرام مغز مین نہین ہوتا بلکہ پٹھے
کی اُن شاخون مین ہوتا ہے جو ہاتھون تک پہونچی ہوئی ہین اور یا اسوجہ سے کہ سبب تو حرام مغز ہی
مین ہے لیکن وہ نزدیک تر مقام کیطرف پھینک دیا گیا ہو اور یا اسوجہ سے کہ جو روح علاوہ ہاتھون کے اور
بدن کی حرکت دینے والی ہے وہ اُنکے ثقل کی وجہ سے اقوی ہوتی ہے اور ہاتھون کی روح اقوی
نہین ہوتی اور لقوہ کا علاج عنقریب آتا ہے **مؤلف کہتا ہے** ۔ خدر (یعنی سُن بہری) یہ ایک
بیماری ہے جو حس لمس[1] مین نقصان پیدا کر دیتی ہے یا تو کسی ٹھنڈک کی وجہ سے جسنے روح کو غلیظ
کر دیا ہے یا کسی زہریلی کیفیت سے جیسے اُس شخص کی حالت ہو جاتی ہے جسکو سانپ ڈس لے
یا اس وجہ سے کہ پٹھے کا جوہر غلیظ ہو گیا ہے یا کسی سدہ کی وجہ سے خواہ کسی خلط سے ہو یا ضغطہ کے
دباؤ سے جو پاس کے عضو مین ورم ہونے سے یا بندش کی وجہ سے ہو جیسا کہ اُس شخص کی حالت
ہو جاتی ہے جو اپنے پانون پر تھوڑی دیر تک بیٹھا رہے **مین کہتا ہون** رعشہ تو قوت محرکہ کی
آفت ہے اور سُن بہری قوت حاسہ کی لیکن یہ سن بہری کی آفت بغیر حرکت کی آفت کے نہین ہوتی
کیونکہ قوت حسیہ نفوذ سے اُسی وقت رُک جائیگی جبکہ حرکت نہو سکے اور مؤلف نے جو یہ کہا ہے
او لغلظ جوهر العصب اسکا یہ مطلب ہے کہ کبھی پٹھے کا جوہر غلیظ ہو جاتا ہے اسوجہ سے اسمین اچھی طرح
روح نفوذ نہین کر سکتی یہی وجہ ہے کہ پانون کے غلیظ پٹھے کی قوت لامسہ مین بہ نسبت ہاتھ کی قوت لامسہ
کے شل سن بہری کے زیادہ پایا جاتا ہے قانون شیخ مین اسی طرح ہے **مؤلف کہتا ہے** ۔
اختلاج (یعنی پھڑکن) اسکا سبب وہ غلیظ ریح ہوتی ہے جسکو تحلیل کرنے کی خواہش سے عضلے اور نفسے

[1] چھونے کا حاسہ ۱۲

ملی ہوئی جلدین حرکت کرنے لگتی ہین (مترجم کہتا ہے کہ ریح بھی جو ہر ذاتی غالب ہونے سے مسدود مکان
سے نکلنے کے لیے مضطرب ہوتی ہے اور یہ اُمور معاون ہین) **مین کہتا ہون** اختلاج کے ریح کی
وجہ سے ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اُسکا انحلال جلد ہو جاتا ہے اور یہ کہ اختلاج نہین ہوتا مگر اُنھین بدنون
مین جو کہ بارد ہین اور اُسکے اسباب بھی بارد ہی ہوتے ہین اور ٹھنڈی چیزون کے پینے ہی سے ہوتا
ہے اور گرم ادویہ اور حرکت سے اسکی تحلیل ہو جاتی ہے **مؤلف کہتا ہے** ان سب امراض
کی علامتین اور ان سب کے علاج فالج مین مذکور ہین (البتہ اختلاج کہ یہ پٹھون کی بیماری نہین
ہے بلکہ عضلات کے امراض مین سے ہے اسی لیے مؤلف نے اسکے علاج کو یہان پر بیان
کر دیا ہے) اگر اختلاج ٹھہر جائے (اور طبیعت کے دفع کرنے اور عضو کی حرکت سے دفع نہو) تو عضو کو
تڑیڑون سے متخلخل کیا جائے جو بابونہ اور ناخونہ اور دونے مروے وغیرہ سے بنائے جائین (متخلخل
کرنے کی تو یہ ضرورت ہے کہ جب عضو کے مسامات کھلجائینگے تو ریح کا اُنسے باہر نکلنا آسان ہو جائیگا
خصوصًا ایسی حالت مین کہ ریح لطیف اور رقیق پڑ جائے اور تڑیڑون سے متخلخل کرنے کی یہ ضرورت ہے
کہ گرم پانی عضو کو نکا دیتا ہے اور مسامات کو کھولدیتا ہے اور قبض اور تکاثف کو دور کر دیتا ہے خصوصًا
جسوقت کہ گرم پانی کے ساتھ ایسی قوی دوائین بھی ہون جو استرخا پیدا کرین اور مفتح اور محلل اور
ملطف ہون) اور عضو کو گرم بھوسی سے سینکا جائے (کیونکہ سینکنے سے جمود اور تکاثف جاتا
رہتا ہے اور عضو مین اسکا اثر ٹھہرتا ہے یہان تک کہ اُسکے اندر تک اس سے گرمی پہونچتی ہے اسوجہ
عضو مین تخلخل اور مادے مین لطافت پیدا ہو جاتی ہے) اور ان امراض مذکورہ مین سے (یعنے
تشنج اور تمدد اور لقوہ اور رعشہ اور خدر وغیرہ جو مذکور ہو چکے ہین) جو مرض خشکی سے ہوتا ہے اُسکی
صحت و شفا سے ناامید ہو جانا چاہیے (کیونکہ جب اصلی رطوبتین فنا ہو جاتی ہین تو کوئی چیز اُنکے
قائم مقام نہین ہو سکتی کیونکہ یہ وہ رطوبت ہے جو پہلے اوعیۂ غذا مین پکی ہے پھر اوعیۂ منی مین
پھر رحم مین یہان تک کہ جنین کا جزو بدن بنگئی ہے اور غذا سے پیدا ہونے والی رطوبتین اگر پکتی
ہین تو صرف اوعیۂ غذا مین پھر بھلا یہ رطوبتین اُس اصلی اور غریزی رطوبت کا کیونکر بدل ہو سکینگی
اسکے علاوہ بدن ہمیشہ حیز تحلیل مین ہے اور اُسکی خشکی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور تحلیل کرنیوالے
اسباب جنسے بدن کو مفارقت نہین ہو سکتی ترطیب کے منافی ہین اسکے علاوہ ایسی مرطب دوائین بھی

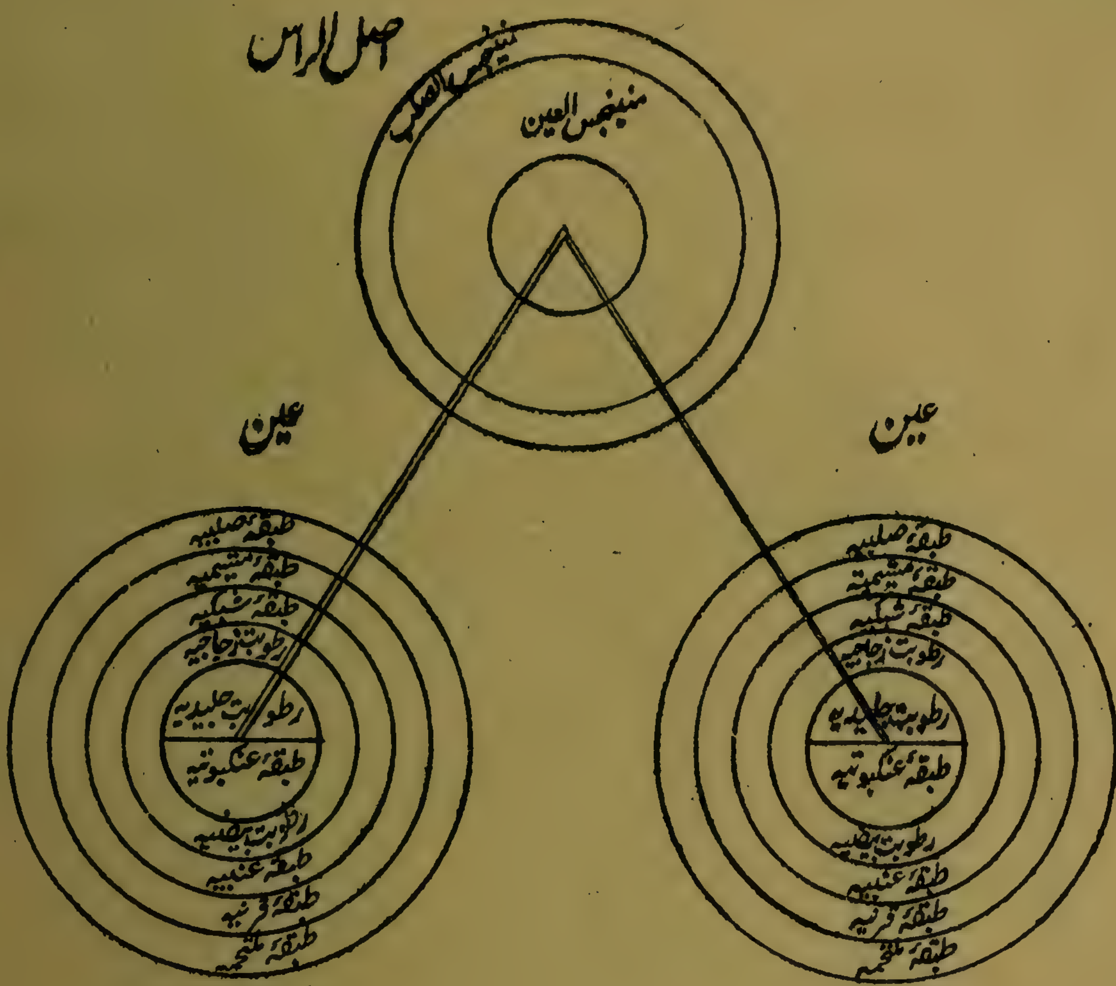
موجود نہین ہین جو اس خشکی کا مقابلہ کر سکین) با اینہمہ اگر انسے چھٹکارے کی کوئی امید ہے تو صرف
اس سے کہ روغن بنفشہ نیمگرم مین آبزن کیا جائے (کیونکہ روغن بنفشہ اول تو اپنے روغن ہونے
دوسرے بنفشہ کی قوت حاصل کرنے کی وجہ نہایت مرطب دوا ہے اور نیمگرم ہونے کی یہ ضرورت ہے
کہ اُسکی ترطیب جلد اور غایت درجہ ہو کیونکہ عرضی حرارت مسامات کو کھولتی ہے اور جلد کو لٹکاتی ہے اور
تیل کے جوہر کو لطیف کرتی ہے اسوجہ سے تیل جلد نفوذ ہو جاتا ہے) آیا یہ کہ لوکی اور تربوز اور ککڑی اور
کھیرا جوش دیا جائے اوسمین روغن بنفشہ اضافہ کرکے مریض کو اُسمین بٹھایا جائے (تاکہ جلد لٹکے اور
مسامات کھلین اور بدن اُسمین سے بہت سی رطوبت پیے) اور اس سے ہر وقت تدہین کی جائے
(اسقدر لگانے کے بعد کہ تیل رہجائے) آور آش جو مصالحہ دار شلکے ساتھ پلایا جائے (کیونکہ آش جو
نہایت مرطب چیز ہے اور چونکہ طبیعت کو مٹھاس سے نہایت رغبت ہوتی ہے اسلیے زور کے ساتھ
اسکو جذب کرتی ہے اسوجہ سے بدن کو اس سے خوب ترطیب ہوتی ہے) اور روغن بنفشہ کے ساتھ
سعوط کیا جائے (کیونکہ دماغ کے تر ہونے کے بعد جو چیزین اُس سے نکلتی ہین وہ بھی تر ہوتی ہین) اور
گوشت اور تھوڑے نمک کے چوزون کا شوربہ غذا مین دیا جائے (کیونکہ چوزون مین مائیت اور چکنائی
زیادہ ہوتی ہے اسوجہ سے بدن کو خوب تر رکھتے ہین) اور جہان تک ہو سکے بدن کو سکون اور
آرام دیا جائے (کیونکہ حرکت محلل ہے اور تحلیل سے یبوست ہوتی ہے اور حرکت کے چھوڑ دینے سے
رطوبت بڑھتی ہے) آور اگر دنبہ کی چکتی کاٹ کر تشنج یابس پر باندھ دی جائے اور اُس وقت تک
بندھی رہے کہ بو دینے لگے تو نہایت نافع ہوگی (کیونکہ اس عرضی ترطیب کو ایک مدت گذر گئی کہانتک
اپنا اثر نہ کریگی) **مین کہتا ہون** یہ سب شرح سے مستغنی ہے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے علامات
هذه الاعراض توہذه الامراض سے تشنج وغیرہ امراض مذکورہ کی طرف اشارہ ہے **مؤلف کہتا ہے**

یہان سے اُن امراض کا بیان ہے جو آنکھ کے متعلق ہین

مین کہتا ہون امراض عین سے پیشتر آنکھ کی تشریح کر دینا ضروری ہے جاننا چاہیے کہ
مقدم دماغ کے دونون جانبون سے دو خولدار پٹھے اُگے ہین جنمین سے ہر ایک کو دو جھلیان
گھیرے ہوئے ہین اور یہ دونون جھلیان دماغ کی رقیق اور غلیظ دونون جھلیون سے اُگی ہین اور
ان دونون کو منتیجین کہتے ہین اور یہ دونون پٹھے مقدم دماغ سے نیچے کو اُترے ہین اور آگے

بڑھتے بڑھتے اور قریب ہوتے ہوتے باہم ملگئے ہین اور ملکر پھر جدا ہو گئے ہین اور جدا ہوکر دونون آنکھون
کی کٹوریون تک پہونچ گئے ہین اور آنکھون کے دونون سوراخون سے نکلے ہین اور انمین سے ہر ایک
کا کنارہ پھیلکر اُن سب رطوبتون کو گھیر لیتا ہے جو آنکھ کے ڈھیلے مین ہین اُن رطوبتون مین سے
درمیانی رطوبت جلیدیہ کے نام سے نامزد ہے اور اس رطوبت کا یہ نام اسلیے رکھا گیا ہے کہ صاف اور
شفاف ہونے مین یہ برف کے ساتھ مشابہ ہے اور یہ گولائی لیے ہوے ہے اور اس رطوبت مین
سے جو حصہ خارج کی جانب ہے وہ ذرا غلظت لیے ہوے ہے اور جو اندر کی جانب ہے وہ باریک ہے
اور یہ اس مصلحت سے ہے کہ اُسکا انطباق اُن اجسام پر آسان ہو جائے جنکو وہ محیط ہے اور اسکے اُس
طرف ایک دوسری رطوبت ہے جو رنگت مین گھلی ہوئی کانچ کی طرح ہے یعنی صاف شفاف تھوڑی
سرخی لیے ہوے اور وہ بڑے دایرہ کی شکل مین رطوبت جلیدیہ کے داخلے کو گھیرے ہوے ہے اور اسکا نام رطوبت زجاجیہ ہے
اور جلیدیہ کے سامنے ایک اور رطوبت ہے جو انڈے کی سفیدی کے ہمشکل ہے اور اسکا نام رطوبت بیضیہ ہے غرضکہ
یہ تین رطوبتین ہین اب یہ جاننا چاہیے کہ پٹھے کا کنارہ زجاجیہ اور جلیدیہ کو اسطرح محتوی اور شامل جسطرح جال
شکار کو گھیر لیتا ہے اسی لیے اسکو طبقۂ شبکیہ کہتے ہین اور پٹھے کے کنارے سے ایک بناوٹ مکڑی کے جالے کی طرح
نکلتی ہے جو جلیدیہ اور بیضیہ کے درمیان بمنزلہ حد فاصل کے ہے اسکا نام طبقۂ عنکبوتیہ ہے پھر یہ
جاننا چاہیے کہ جھلی کا باریک کنارہ چند جا گدازگون کو گھیرے ہوے ہے جو بشکل بچہ دان ہین
اسکے پچھلے جزو کو تو طبقۂ مشیمیہ کہتے ہین اور اسکا جو حصہ ثخن کے اگلے حصے تک غلظت کی جانب
مائل ہے اور سیاہی لیے ہوے ہے اُسکا نام طبقۂ عنبیہ ہے اور آگے سے اسکا احاطہ تام نہین ہے
بلکہ اسکا سوراخ ہوتا ہے کہ اُسمین روح باصرہ ہوتی ہے اور اسی سے چیزین نظر آتی ہین اور جسوقت
یہ سوراخ بند ہو جاتا ہے بینائی جاتی رہتی ہے پھر جو دوسری جھلی ہے وہ بہت موٹی ہے اسکا جو
پچھلا حصہ ہے اُسکا نام طبقۂ صلبیہ ہے اور اسکا اگلا حصہ آنکھ کے پورے ڈھیلے کو گھیرے ہوے
ہے اور نہایت شفاف ہے اسکو طبقۂ قرنیہ کہتے ہین اسوجہ سے کہ یہ شفاف ہونے مین چھلے ہوے
سینگ کے مشابہ ہے اور یہ طبقہ چار باریک باریک طبقون سے مرکب ہے جنکی صورت ایسی ہے کہ
پردر پردے تلے اوپر پوست رکھے ہون اسکے بعد یہ جاننا چاہیے کہ ایک اور جھلی کھوپری کے باہر
سے آنکھ کی طرف آتی ہے اور اُن عضلات سے مل جاتی ہے جو پُتلی کو حرکت دیتے ہین اور اسمین

سفید اور چکنا گوشت ہوتا ہے اسکا نام طبقۂ ملتحمہ ہے اور ان سب رطوبات اور طبقات کی یہ شکل ہے



آب ہم ان رطوبتون اور طبقون کے کچھ منافع بھی لکھے دیتے ہین اور کہتے ہین کہ رطوبت جلیدیہ آنکھ کے تمام اجزا مین سے ایک نہایت شریف جز ہے اسلیے کہ جب شبح یعنی خارجی صورت اسمین حاصل ہوتی ہے اُسی وقت آدمی کو نظر آتا ہے اور آنکھ کے بقیہ اجزا اس رطوبت کے خدام ہین کیونکہ اُنکا یا تو یہ کام ہے کہ آفت کو اُس سے دفع کرین یا یہ کام ہے کہ منفعت کو وہان تک پہونچائین یہی وجہ ہے کہ جب رطوبت جلیدیہ اور مرئی کے درمیان پانی اتر آتا ہے تو بینائی گم ہو جاتی ہے اور جب نشتر سے اُس پانی کو ہٹا دیا جاتا ہے چیزین نظر آنے لگتی ہین آور رطوبت زجاجیہ جو ہے وہ رطوبت جلیدیہ کی خدمت تغذیہ کی منتظم ہے اسی لیے صاف شفاف اور رطوبت جلیدیہ کے مشابہ ہے اور اُسمین جو تھوڑی سی سرخی ہے وہ اسلیے ہے کہ یہ رطوبت خون ہے اسی لیے رطوبت جلیدیہ اُسکے نصف تک اُسمین ڈوبی ہوئی ہے جیسے کہ کسی کرہ کا نصف حصہ پانی مین ہو آور طبقۂ شبکیہ رطوبت زجاجیہ کو غذا دیتا ہے آور طبقۂ مشیمیہ طبقۂ شبکیہ کو غذا دیتا ہے اور جو جو جز اُس سے غذا لیتی ہے وہ درجہ بدرجہ لیتی ہے تاکہ اُسکی صفائی بڑھ جائے اور اس طبقہ کی غذا اُن عروق سے ہے جو اسمین ہین آور طبقۂ عنکبوتیہ رطوبت جلیدیہ سے غذا لیتا ہے اور رطوبت جلیدیہ و بیضیہ کے درمیان حد فاصل ہے تاکہ یہ دونون رطوبتین باہم مل نہ جائین اور یہ طبقہ رطوبت جلیدیہ کا

محافظ ہے بلکہ وہ اسکے لیے بمنزلہ مفرغ کے ہے کیونکہ جو کچھ غذا رطوبت جلیدیہ سے بچ رہتی ہے وہ اسی
کے صرف مین آتی ہے اور رطوبت بیضیہ طبقۂ عنبیہ سے غذا لیتی ہے اور یہ رطوبت بیضیہ رطوبت جلیدیہ کو
تر رکھتی ہے تاکہ حرکت کی وجہ سے خشک نہو جائے اور طبقۂ عنبیہ طبقۂ مشیمیہ سے غذا لیتا ہے اور قرنیہ کی
سختی کا ضرر جلیدیہ سے دفع کرتا ہے اور روح کو اپنی رنگت کی وجہ سے جمع کیے رہتا ہے اسیلیے کہ
اُسکی رنگت سیاہ ہے اور طبقۂ قرنیہ کو طبقۂ عنبیہ غذا دیتا ہے اور طبقۂ عنبیہ طبقۂ قرنیہ کو سب آفتون سے
بچاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ سب طبقہ بنا کر رکھے گئے ہین کیونکہ اگر تنہا تنہا ہوتے تو آفت سب کو
عام نہوتی اور طبقۂ ملتحمہ ایک سخت جسم ہے کہ آنکھ کا محافظ ہے اور اُسکو باندھے رہتا ہے اور جکڑے
رہتا ہے اور اسکی غذا اُس سخت طبقہ سے ہے جو آنکھ کے اندر ہے اسیلیے کہ ان دونون کے درمیان
رگین ہین دہی رگین اُس تک غذا پہونچاتی ہین) مؤلف کہتا ہے

آنکھ کی جو حالتین ہین یہان سے اُن کی علامتون کا بیان کیا جاتا ہے

آنکھ کی حالتو نپر کئی باتون سے استدلال کیا جاتا ہے (اُسکی حالتین یہی ہین کہ وہ اچھی ہین یا اُنکی صحت زایل
ہوگئی ہی) ایک تو آنکھ کے چھونے سے پس اُنکی گرمی یا سردی یا سختی یا نرمی انمین سے ہر ایک چارون
مزاجون مین سے کسی ایک مزاج پر دلالت کرتا ہے دوسرے آنکھ کی حرکت سے پس حرکت کی
خفت آنکھ کی گرمی یا خشکی کی دلیل ہے اور ان دونون مین چھونے سے امتیاز اور تفرقہ ہوتا ہے
اور آنکھ کا ثقل اُسکی برودت یا رطوبت کی دلیل ہے اور تیسرے آنکھون کی رگون سے پس اگر رگین
خالی ہون تو اُنکی خشکی کی علامت ہے اور رگون کا بھرا ہونا مادہ کی کثرت کی علامت ہے اور رگون
کا ظاہر ہونا گرمی کی علامت ہے اور چوتھے آنکھ کے رنگ سے پس سرخی خون کی علامت ہے
اور زردی صفرا کی اور سفیدی (سبزی مارتی ہوئی) بلغم کی علامت ہے اور تیرگی سودا کی علامت ہے
اور پانچوین آنکھون کے فعل سے پس بینائی کی قوت اعتدالی حالت کی دلیل ہے اور اگر قوت
باصرہ دور کی چیز دیکھنے سے کوتاہی کرے اور قریب کو دیکھ لے تو یہ اسکی علامت ہے کہ روح باصرہ
کم ہے (کہ دور تک پہونچتے پہونچتے پراگندہ اور فنا ہو جاتی ہے) اور رقیق ہے اور صاف ہے اور اگر
اسکے برعکس ہو یعنی دور کی چیز تو دیکھ لے مگر پاس کی چیز دیکھنے سے کوتاہی کرے تو یہ اسکی علامت
ہے کہ روح باصرہ غلیظ ہے اور زیادہ ہے اور مکدر ہے اور چھٹے اُسکے بہنے کی حالت سے پس اگر

اُسمین چیپڑ نہون اور طراوت سے خالی ہو تو یہ اُسکی خشکی کی علامت ہے اور اگر آنکھ مین چیپڑ زیادہ ہون تو
یہ اُسکی علامت ہے کہ آنکھ مین رطوبت زیادہ ہے اور اگر اعتدال کے ساتھ چیپڑ ہون تو اعتدالی حالت کی علامت
ہے اور ساتوین آنکھ کے کسی اثر کو قبول کرنے سے پس جو آنکھ ٹھنڈک سے نفع اُٹھائے اور گرمی سے ضرر تو گرم
مزاج ہے وعلی ہذا القیاس (اگر گرمی سے نفع اُٹھائے اور ٹھنڈک سے ضرر تو سرد مزاج ہے) اور آنکھ کی
بیماری کبھی تو اصلی ہوتی ہین (کہ بلا کسی عضو کی مدد کے ابتداءً یہ امراض آنکھ ہی مین پیدا ہون) اور کبھی شرکت
سے ہوتی ہین (کہ کسی اور عضو کی وساطت سے اُسمین یہ بیماریان پیدا ہون) اور سب مشارکون سے بڑھکر
زیادہ قریب آنکھ کے لیے دماغ اور دماغ کے پردے ہوتے ہین اور دماغ کے بعد معدہ پس معدہ کے
خالی اور بھرے ہونے مین آنکھ کی حالتون کا اختلاف تو معدی مرض پر دلالت کیا کرتا ہے (یعنی اس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مرض مین معدہ کو شرکت ہے) اور حجاب دو ہین ایک خارج دوسرا داخل پس حجاب
خارج کے شریک ہونے پر پیشانی مین کھنچاؤ اور آنکھون کی کھجلی اور پلکون مین زیادہ مضرت کا ہونا دلالت
کیا کرتا ہے اور حجاب داخل کے شریک ہونے پر یہ دلیل ہوتی ہے کہ درد کی ابتدا آنکھ کے گہراؤ سے ہو
(کیونکہ اندرونی حجاب آنکھون کے طبقون سے ملا ہوا ہے اور سب طبقات سے زیادہ حجاب سے ملا ہوا وہ
طبقہ ہے جو آنکھ کے گہراؤ مین ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قریب مشارکت تک آفت بہ نسبت بعید کے پہلے پہونچتی
ہے) اور خون کے یہ علامات ہین آنکھون کا سُرخ ہونا اور پھولا ہونا اور رگون کا اُبھرا ہوا ہونا اور کیچڑ اور چیپڑ
اور ایک پلک کا دوسری پلک سے چمٹا ہونا اور کنپٹیون کی لپک اور آنکھون کی گرانی اور بوجھل ہونا اور
صفرا کی یہ علامتین ہین سرخی زردی مارتی ہوئی اور سوزش اور چُبھن اور پتلے پتلے آنسوؤن کا حدت
کے ساتھ گرنا اور پلکون کا باہم کم چمٹنا اور بلغم کی یہ علامتین ہین زیادہ گرانی اور پلکون کا تہبج یعنے
موٹا ہونا اور کیچڑ کی کثرت اور چپچپاہٹ سے پلکون کا باہم چمٹنا (مگر دموی سے کم) اور درد کی کمی اور
سودا کی یہ علامتین ہین گرانی کی کمی اور رنگ کی تیرگی اور آنسوؤن کی کمی (اور بعضے نسخون مین ہے
وقلۃ الوجع یعنے درد کی کمی) اور سادہ یعنی غیر مادی مزاجون کی بھی یہی علامتین ہین مگر عدم ثقل کے ساتھ
(کیونکہ ثقل لوازم خلط سے ہے) **مین کہتا ہون** چھونے سے اگر آنکھ مین حرارت محسوس ہو تو اُسکی
حرارت مزاجی کی علامت ہے اور اگر چھونے سے برودت محسوس ہو تو اُسکی برودت مزاجی کی علامت ہے
اور اگر چھونے سے سختی محسوس ہو تو اُسکی یبوست مزاجی کی علامت ہے اور اگر نرمی محسوس ہو تو اُسکی رطوبت مزاجی کی

کی علامت ہے یہ مؤلف کے اس قول کی تفصیل ہے فحرارتھا او برودتھا او صلابتھا او لینھا
تدل علی احد الامزجۃ الاربعۃ) اور قریب کی چیز کا نظر آنا اور دور کی چیز کا نہ دکھائی دینا یہ روح کی قلت
اور رقت اور صفائی کی وجہ سے ہوتا ہے اور اسمین دو مذہب ہین ایک تو عام اطبا کا ہے وہ یہ کہتے ہین
کہ روح باصرہ اپنی رقت اور قلت کی وجہ سے باہر پھیلنے کی قوت نہین رکھتی اور روح سے یہ لوگ شعاع بصر
مراد لیتے ہین اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ یہ خط شعاعی بھی منجملۂ روح ہے اور یہ خط شعاعی آنکھ سے نکلکر
مبصر سے جا ملتا ہے اور مبصر نظر آجاتا ہے اور اسکے عکس مین (یعنی اس جگہ جہان دور کی چیز دکھلائی دے
اور قریب کی چیز نظر نہ آوے) یہ کہتے ہین کہ یہ خط شعاعی بغیر دور کی حرکت کیے صاف نہین ہوتا اور اسمین
ایک مذہب محقق اطبا کا ہے جسکی تحقیق آیندہ چلکر آئے گی اور معدہ کے خالی اور بھرے ہونیکی حالت
مین آنکھ کی حالتون کے مختلف ہونے کی مثال خیالات ہین کیونکہ خالی معدہ کے وقت خیالات کا
ہجوم کم ہوتا ہے اور معدہ کے امتلا کے وقت خیالات کا زیادہ ہجوم ہوتا ہے یہ بھی خوب یاد رکھنا چاہیے
کہ اگر آنکھ کے دکھنے کے ساتھ درد سر بھی ہو تو پہلے درد سر کا علاج کرلین اسکے بعد آنکھ کے علاج کیطرف
متوجہ ہون اور غذا کم کردین اور آنکھ کے مادی امراض مین وہ چیزین قطعًا چھوڑ دین جنسے تبخیر پیدا ہو مؤلف
کہتا ہے۔ تکدر یہ آنکھ کا گرم تر سوء مزاج ہے کہ آشوب کے مشابہ ہوتا ہے (رنگ کے سرخ ہونے
اور رگون کے ابھرے ہونے مین) اور یہ مرض خارجی اسباب سے پیدا ہوتا ہے مثلًا مار اور گر پڑنے کی
چوٹ ہے (کہ اس سے آنکھ کو اذیت پہونچتی ہے اور دموی مادہ اسکی طرف متوجہ ہو جاتا ہے مگر ورم کی
حد تک نہین پہونچتا) یا دھوپ ہے جس سے تبخیر پیدا ہوکر آنکھ مین گرمی پیدا ہو جائے یا سردی ہے جس سے
آنکا تنف پیدا ہو جائے آب اگر یہ تکدر خود بخود جاتا رہے یا پرہیز سے جاتا رہے تو سبحان اللہ کیا کہنا ورنہ
آشوب چشم کے علاج خفیف کی ضرورت پڑیگی (اسطرحپر کہ آنکھ کے گرد رسوت اور مامیثا اور ہرے دھنیے
کے پانی سے لیپ کردیا جائیگا اور طوطیائے کرمانی مغسول کا سرمہ لگایا جائیگا مین کہتا ہون
تکدر آشوب چشم کی طرح ورم نہین ہے البتہ بعضی باتون مین آشوب کے مشابہ ہوتا ہے اور اسباب خارجیہ
سے پیدا ہوتا ہے اور بہت دن نہین ٹھہرتا کہ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ سبب کے دور ہوتے ہی جاتا رہتا ہے
جیسے وہ تکدر جو کہ دھوپ اور سردی اور ہوا اور بخار اور غبار کی وجہ سے پیدا ہو اور آشوب چشم کا خفیف
علاج جسکی اس تکدر مین ضرورت پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ آنکھ مین روغن گل کے ساتھ عورتون کا دودھ

ٹپکایا جائے یا اور کوئی مناسب علاج کیا جائے **مؤلف کہتا ہے** ۔ رَمَد (آشوب چشم) یہ طبقۂ ملتحمہ کا گرم ورم ہے جو یا تو اُس مادہ سے پیدا ہوتا ہے جو آنکھ مین موجود ہے یا یہ کہ سر سے اُتر کر آنکھ مین آگیا ہے اور اسکی یہ پہچان ہے کہ سر بوجھل ہو اور اُس سے پیشتر درد سر ہو اور کبھی دماغ کے اندرونی حجاب سے مادہ اترتا ہے اور کبھی خارجی حجاب سے اُترتا ہے اور اس حالت مین آشوب سے پہلے آنکھ کی پلک پھول جاتی ہے اور رمد یعنی طبقۂ ملتحمہ کے متورم ہو جانے کا مادہ اُن علامتون سے پہچانا جاتا ہے جنکا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے اور ریحی کی شناخت یون ہوتی ہے کہ آنکھ مین کچھ گرانی نہو اور تمدد زیادہ ہو اور سرخی کم ہو کیونکہ یہان کوئی ایسا مادہ نہین ہے جس سے سرخی پیدا ہو بلکہ صرف ریح ہے اور وہ مجسم نہین ہے، **مین کہتا ہون** گذشتہ علامتون سے وہ علامتین مراد ہین جنکو تکدر کے بیان کے پیشتر بیان کیا ہے یعنی مادی علامتین مثلاً آنکھ کی سرخی ہے اور پھولا اور سوجا ہونا اور رگون کا اُبھرا ہونا اور کیچڑ کا زیادہ ہونا اور پلکون کا باہم چپکنا اور کنپٹیون کی لپک اور گرانی یہ تو وہ ہوئین جو خون کی علامتین ہین اسی طرح وہ علامتین بھی جو بقیہ موادین مذکور ہوئی ہین **مؤلف کہتا ہے**۔ **علاج** جسکی آنکھین آئی ہون اُسکو چاہیے کہ اُن سب چیزون سے اپنی آنکھون کو بچائے جنسے آنکھون کو ضرر پہونچتا ہے مثلاً دھوان اور غبار اور وہ ہوائین جو اپنی تیزی مین اعتدال سے خارج ہون اور زیادہ روشنی اور برف اور نہایت سفید چیز کو دیکھنا اور ایک ہی چیز مین نظر گڑو دینا کہ نظر وہان سے نہ ہٹے اور سب سے زیادہ مضر چیز یہ ہے کہ کثرت سے جماع کرے اسی طرح زیادہ نشہ پینا بھی ہے اور اسی طرح خوب تن کے کھانا خاصکر رات کے کھانے کو اور خاصکر اُسوقت کہ کھاتے ہی سو رہے اور اسی طرح وہ سب کھانے پینے کی چیزین بھی جنکا جوہر غلیظ ہو اسی طرح ہر وہ چیز بھی جسمین چرپراہٹ ہو جیسے گندنا اور لہسن اور پیاز وغیرہ اور اسی طرح ہر وہ چیز بھی جو تبخیر کرے اور روح کو مکدر کرے جیسے کرم کلہ اور مسور ہے اسی طرح ہر وہ چیز بھی جو نمکین ہو اسی طرح ہر وہ چیز بھی جسمین خوب ترشی ہو جیسے سرکہ ہے اور سر مین تیل چھوڑنا دکھتی ہوئی آنکھ کو نہایت مضر ہے اسی طرح طبیعت کا بستہ ہونا اور قبض بھی مضر ہے اسی طرح زیادہ سونا اور زیادہ جاگنا بھی مضر ہے اور دکھنا تو درکنار یہ چیزین صحت کی حالت مین بھی آنکھ کو مضر پڑتی ہین اور جسکی آنکھین آئی ہون اُسکو چاہیے کہ طبیعت کی تلیین کرے گو حقنون اور فتیلون سے ہو اور یہ چیزین پینے مین رکھے ہر روز شربت بنفشہ لعاب اسبغول

کے ساتھ یا شربت نیلوفر یا یہ دونون شربت یا اُن مین سے ایک شربت شربت آلو کے ساتھ اگر صفرا غالب ہو یا شربت ورد (مکرر) اور شربت نیلوفر آور یہ چیزین غذا مین رکھے لوکی یا ملوخیہ یا خبازی یا خرفہ کا اوگرا یا زردی بیضۂ نیمبرشت آور آنکھین دیکھنے والے کو گوشت بالکل مضر ہے کوئی گوشت ہو اور اگر زیادتی درد وغیرہ سے ضعف کا اندیشہ ہو تو چوزے کی یخنی اُبلی ہوئی دیجائے آور آنکھ دکھنے والے کو شراب بھی مضر ہوتی ہے ہان اگر اسکا مادہ نہایت غلیظ ہو تو شراب خالص کی دو چار پیالیان البتہ مفید ہوتی ہین (بشرطیکہ نشہ کی حد تک نہ پہونچے) اور مسہل دوائین یہ ہین میوے کا جوشاندہ یا تنہا قرص بنفشہ یا وہ قرص بنفشہ جسکو ایارج فیقرا سے قوت دیگئی ہو یا حب ایارج اگر مادہ غلیظ ہو آور رمد سوداوی کے مادہ کا استفراغ جوشاندۂ افتیمون یا حب افتیمون سے کیا جائے اسکے علاوہ سوداوی رمد بہت کم ہی آور دموی مادہ کا استفراغ سر رو کی فصد یا بنڈلی کی حجامت سے کیا جائیگا لگانے کی دوائین یہ ہین ابتدا مین توانڈے کی پتلی سفیدی لگائی جائے بلکہ جہان درد محسوس ہو وہین اسکے لگانے سے تسکین ہو جاتی ہے یا لڑکی والی عورت کا دودھ لگایا جائے لیکن معًا شیر گرم پانی سے دھو ڈالا جائے یا شیاف ابیض یا شیاف ماہیثا جو عرق گلاب مین حل کیا جائے اور اسمین میتھی جوش دیجائے یا ناخونہ یا عرق سونف مین حل کیجائے یہ سب ادویہ تو اُسوقت ہین جبکہ انحطاط مرض کا زمانہ قریب ہو اور اگر انحطاط ہو چکے تو آنکھ کو میتھی کے پانی سے یا صرف گرم پانی سے سینکا جائے اسطرح پر کہ روئی کے پھائے کو اس پانی مین ترکرکے آنکھ پر رکھین اور حمام سب چیزون سے بڑھکر تحلیل کے لیے مفید ہوتا ہے بشرطیکہ مواد سے بدن پاک ہو اور حمام سے فائدہ پانے اور نہ پانے کی آزمایش گرم پانی کی سینک سے کیجائے (کیونکہ گرم پانی کی مضرت حمام کی مضرت سے کم ہوتی ہے) آور اگر اسکے گھڑی بھر کے بعد کچھ الم اور اذیت معلوم ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی تک مادہ پک نہین چکا اور اگر یہ بات متیقن ہو جائے کہ مادہ غلیظ ہے اور سر اور بدن خوب اچھی طرح صاف پاک ہے تو خالص شراب کی کئی پیالیان پلائی جائین اسکے بعد حمام کرایا جائے آور اکثر اوقات دموی رمد مین گدی پر پچھنے لگانے کی ضرورت پڑتی ہے اور پیشانی پر جونکین لگائی جاتی ہین یا کنپٹی پر کی شریان کی فصد لیجاتی ہے یا ریشم کے ڈورے سے اُسکو باندھکر کاٹ دیا جاتا ہے آور اگر سحاق کے نزلہ کی وجہ سے آشوب چشم ہو تو پیشانی پر مسور کے آٹے کا ضماد کیا جائے یا جو کے ستوون کا یا گلاب کے زیرے کا انگور کے پانی کے ساتھ یا عرق گلاب کے ساتھ یا آدھوے کے پانی کے ساتھ اور پلک پر شیاف ورد سے شیاف لگایا جائیگا

اور اگر بلغمی آشوب ہو تو چاہیے کہ جو دوائین اُسکی رادع ہون وہ تیز بہ کم کرین اور جو دوائین اُسکی منضج ہون
وہ گرمی زیادہ پیدا کرین اور میتھی اور السی کے لعاب کی تقطیع بلغمی آشوب کو مفید ہوتی ہے پھر اسکے بعد
شیاف احمر لین ہے اور اگر باوجود صحیح تدبیرون کے بھی آشوب چشم دفع نہو تو خوب یاد رکھو کہ آنکھ کے طبقون
یا رگون مین کوئی نہ کوئی آفت ضرور ہے جو آنے والی غذا کو فاسد کر دیتی ہے لہذا اسوقت مغسول توتیا اور
سفیدۂ کاشغری اور سونے کا میل اور نشاستہ اور تھوڑا سا گوند حل کرکے لگایا جائیگا اور اکثر اوقات آنکھ کے
اندر تنہا ایلوے کا لگا دینا بھی کفایت کرتا ہے اور اگر یبسی آشوب ہو تو جو چیزین بیان ہو چکی ہین صرف
اُنکا سینکنا بھی کافی ہو جاتا ہے اور واضح ہو کہ لعاب اسبغول ورم کا مسکن اور رادع ہوتا ہے اور لعاب بہدانہ
تنضیج دینے مین اُس سے بڑھکر ہے اور تنقیہ سے پہلے سینکنا اور حمام کرنا نہایت ردی ہے کیونکہ یہ تحلیل شدہ
مادہ سے زیادہ اپنی طرف مادہ کو کھینچ لیتا ہے (اس سے ورم بڑھجاتا ہے اور درد زیادہ ہو جاتا ہے) مین
کہتا ہون یہ جو مؤلف نے کہا ہے کہ کثرت جماع سے بڑھکر آنکھ دکھنے کو کوئی چیز مضر نہین تو اسکی
یہ وجہ ہے کہ جماع بخارات کو ابھارتا ہے خصوصًا اطراف کی جانب اور دماغ اور پٹھے کو ضعیف کر دیتا ہے
اور اسی سے زیادہ نشہ پینے اور زیادہ پیٹ بھرنے کی وجہ بھی معلوم ہو سکتی ہے اور اسی سے یہ بھی نکلسکتا
ہے کہ چربی اور نمکین چیز کے مضر ہونے کی کیا وجہ ہے ذرا غور کرو دیکھو خیال مین آجائیگا (نشہ کی کثرت تو
اسیلیے مضر ہے کہ نشہ دماغ کو فضلون سے بھر دیتا ہے اور جب دماغ فضلون سے بھر جاتا ہے تو اُسکے
پاس کے سارے اعضا مضرت پاتے ہین خصوصًا آنکھ کہ اسکا بنیہ نہایت ہی ضعیف اور نحیف ہے اور اسکو
دماغ سے انتہا کا قرب حاصل ہے اسکے علاوہ دماغ سے آنکھ کیطرف جو پٹھا آیا ہے وہ خولدار ہے اور اُسمین
فضلون کا نفوذ کرنا نہایت آسان ہے خصوصًا ایسی حالت مین کہ آنکھ دکھتی ہو اور اپنی طرف کے سدہ رفع
فضلون کے قبول کرنے کے قابل ہو اسکے علاوہ کہ آنکھ بدن کے اوپری حصہ مین ہے اور اُسکی طرف فضلون
اور انجرون کا چڑھنا بکثرت ہوتا ہے اور امتلا یعنی زیادہ پیٹ بھر لینا اسیلیے مضر ہے کہ یہ معدے مین ثقل اغذیہ کا د
پیدا کرکے ایذا پہونچاتا ہے اور ہضم کو ضعیف کر دیتا ہے کیونکہ جسوقت کوئی عضو معدے سے دور ہو جب اُسکی
اذیت ہضم کو ضعیف کر دیتی ہے تو جب خود نفس معدہ ہی مین اذیت ہوگی تو کیونکر ہضم ضعیف نہوگا اور جب
ہضم ضعیف ہوگا تو غذا کے غلیظ انجرے معدہ سے اُٹھکر دماغ کو صعود کرینگے اور شام کے کھانے کو خوب پیٹ
بھرکے کھانا آنکھون کو اسلیے مضر ہے کہ لوگون کی عادت جاری ہے کہ شام کا کھانا کھا کر حرکت نہین کیا کرتے

اور اس حرکت نہ کرنے سے یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ کھانا اچھی طرح منحدر نہین ہوتا اور اچھی طور پر منحدر نہونے سے
کھانا خوب ہضم نہوگا اور وہی خرابی پیش آئیگی جسکا ذکر ابھی گذرا اور امتلا کے بعد متصل سو رہنے مین بھی اسی لیے
مضرت ہے کہ سوتے وقت حرارت اندر مجتمع ہوتی ہے اور کھانا حالانکہ ابھی تک معدے سے نیچے اترا
اور اُسکے قعر مین نہین پہونچا اُسمین حرارت اپنا پورا عمل کریگی اور اس سے ابخرے بہت زیادہ اُٹھینگے اور
تحلیل کم ہوگی کیونکہ تحلیل بیداری سے ہوتی ہے اور وہ نہین ہے اور یہ دماغ کے ثقل اور گرانی کا
منشا ہوگی اور جو چیزین تیز اور چرپری ہوتی ہین وہ آنکھون کو اسلیے مضر ہین کہ تیز چیز حدت اور لذع
پیدا کرتی ہے اور اعضا کے گہراؤ اور عمق مین پہونچکر آنکھ کے درد کو بڑھاتی ہے اور نمکین چیز اسلیے
مضر ہوتی ہے کہ یہ خون کو متشنج کرتی ہے اور اسکا بخار آنکھ مین لگتا ہے اور کھٹی چیز اسلیے مضر ہوتی ہے
کہ اسمین نہایت لذع اور تقطیع ہے اور لذع اور تقطیع آنکھ کے درد کو بڑھاتی ہے اور آنکھ مین زیادہ تر اسکا
اثر ہونے کی یہ وجہ بھی ہے کہ آنکھ عصبی عضو ہے اور اسلیے کہ کھٹی چیز بارد ہوتی ہے اور یہ آنکھ کو مضر ہے
اور شیاف ابیض کا یہ نسخہ ہے صمغ عربی نشاستہ ہر ایک بقدر یکدرم افیون سفید اکاشغری ہر ایک بقدر یکدرم
ان سب کو کوٹ چھان کر انڈے کی سفیدی مین گوندھ لیا جائے اور شیاف بنا لیا جائے اور شیاف مامیثا
سے اُسکا عصارہ مراد ہے اور مامیثا ایک گھانس ہے نہایت تیز بو تلخ مزہ - اس گھانس کا عصارہ رُب
کی طرح بنایا جاتا ہے رنگ اسکا زعفرانی ہوتا ہے اور توڑنے سے جلد ٹوٹ جاتا ہے طبیعت اسکی
سرد خشک ہے اور مادہ کی غلظت کے وقت خالص شراب اسلیے تجویز کی گئی ہے کہ اُسکو توڑ تاڑ کر
تحلیل ہونے پر آمادہ کر دے اور سحاق ایک جھلی ہے کھوپڑی کے اوپر اور شیاف الورد کا نسخہ قانون
سے نقل کیا جاتا ہے گلاب تر و تازہ جسکا غلاف اتار لیا جائے ایک مثقال زعفران ایک مثقال
افیون پاؤ مثقال سنبل پاؤ مثقال صمغ عربی ایک مثقال ان سب کو انڈے کی سفیدی مین گوندھکر
شیاف بنالین اور شیاف احمر لین کی یہ صفت ہے شادنج مغسول ڈھائی درہم تانبا پھنکا ہوا ڈیڑھ
درہم مونگا موتی کہربا اسرنج ہر ایک بقدر یکدرم صمغ عربی اور کتیرا ہر ایک ڈھائی درہم دم الاخوین زعفران
ہر ایک پاؤ درہم ان سب ادویہ کو کوٹ چھان کر پانی مین گوندھ لین اور شیاف بنالین - یہ تو شیاف احمر
لین کا نسخہ ہے اور اگر شیاف احمر حاد بنانا چاہین تو زنگار اور قلقطار اس نسخہ مین اور بڑھا دین اور
قلیمیا کی دو قسمین ہین ایک تو قلیمیا الفضہ یعنی چاندی کا میل یعنی برادہ اور دوسرا قلیمیا الذہب یعنی

سونے کا میل اور کبھی تانبے اور کانچ کا میل بھی لیا جاتا ہے اور سب سے بہتر اور لطیف سونے کا
میل ہے اسی لیے مؤلف نے اسکو اختیار کیا اور آمین بھی اُسکا مغسول (کہ وہ غیر مغسول کے میل سے
بھی زیادہ الطف ہوگا) مؤلف کہتا ہے۔

وردینج

وردینج - یہ اعلیٰ درجہ کا آشوب چشم ہے جسمین ملتحمہ
کی سفیدی سوج جاتی ہے (یعنی یہ حد سے گذر جانے والا رمد ہے کہ آنکھ کی سفیدی ملتحمہ تک پھول جاتی
ہے یہانتک کہ اسکے بعد آنکھ میچنا دشوار ہوتا ہے (اور اسکی پیدایش چارون خلطون سے ہوتی ہے) اور چونکہ بچون
کے مزاجون مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے اور انکی آنکھین ضعیف ہوتی ہین اسوجہ سے انھین کو یہ مرض زیادہ ہوتا ہے
اسکا اور رمد کا ایک ہی علاج ہے البتہ رمد کے اعتبار سے اسکا علاج قوی ہوتا ہے اس مرض کے علاج مین خون
کو فصد کے ذریعہ سے خوب اچھی طرح مبالغہ کرکے نکالا جائے اور گدی پر پچھنے لگائے جائین اور جونکین پیشانی پر
لگائی جائین اور کنپٹی کے شریان کی فصد لیجائے اور اُسکو کاٹکر خون بھی نکالا جائے اور ہر دھنیے کی تپی کا لیپ
لگایا جائے اور تھوڑی سی زعفران کے ہمراہ انڈے کی زردی کا بھی لیپ کیا جائے مین کہتا ہون شیخ بوعلی
نے وردینج کو طبقۂ ملتحمہ کے امراض مین شمار کیا ہے کیونکہ وہ اُنکے نزدیک رمد یعنی آشوب چشم ہی ہے (اور رمد
بالاتفاق طبقۂ ملتحمہ کا مرض ہے) اور سمرقندی نے اسکو طبقۂ شبکیہ کے امراض سے قرار دیا ہے
اور یہ لکھا ہے کہ اس ورم کا یہ سبب ہوتا ہے کہ جو رگین طبقۂ شبکیہ کے متصل ہین ان مین سے کسی
رگ کا منھ پھیل جاتا ہے اور بہت خون اُسکے ذریعہ سے گر جاتا ہے یہان تک کہ آنکھ کی سفیدی
ابھر کر پتلی کو ڈھانک لیتی ہے لیکن درحقیقت ان دونون قولون مین کوئی منافات نہین (بلکہ دونون
کا حاصل یہی ہے کہ سفیدی متورم ہو جاتی ہے پس اگر بنظر اصل دیکھین تو مبدأ شبکیہ سے ہے اور اگر بنظر
علاج مرض دیکھین تو قول شیخ ہے اس مرض کی نسبت طبقۂ ملتحمہ کیطرف بھی ہوسکتی ہے واللہ اعلم) مؤلف کہتا ہے

نفاخات

نفاخات (یعنی آنکھون کی پھنسیان) اور اطبا نفاخات کا اطلاق اُن پھنسیون پر کرتے ہین جو ظاہر
عضو کے نیچے کی بند غلیظ ریح سے پیدا ہوتی ہین کہ اُس سے سطح ظاہر اوپر کو اُٹھ آتی ہے اور نفاطات
اُن پھنسیون کو کہتے ہین جو کسی عضو کی بند مائیت سے پیدا ہوتی ہے اور بسا اوقات مائی پھنسیون
کو بھی نفاخات کہتے ہین کیونکہ یہ دونون اس بات مین متشابہ ہین کہ جلد کا رنگ ان دونون مین
نہین بدلتا اور اسی طرح خلطیہ پھنسیون مین بھی نہین بدلتا اور یہان پر انسے یہی مراد ہے) کبھی یہ
پھنسیان آنکھ کی سیاہی مین مائیت کے اُسکی طرف دفع ہونے سے پیدا ہوتی ہین کہ یہ مائیت قرنیہ

چار طبقون مین سے کسی طبقہ مین گر جاتی ہے پس جو پھنسی ان پھنسیون مین سے قریب ہوتی ہے
وہ عنبیہ کے رنگ کو نہین چھپاتی اور کالی دکھائی دیتی ہے اور جو پھنسی دور ہوتی ہے (اسطرح پر
کہ تیسری جھلی پر ہوتی ہے) تو اُس پھنسی کا رنگ دکھائی دیتا ہے (نہ کہ اُسکے نیچے کے عنبیہ کا رنگ)
اور اکثر یہ رنگ سفید اور شفاف ہوتا ہے اور کبھی تو یہ مائیت شیرین ہوتی ہے اور کبھی نمکین یا تیز خورندہ
(کہ اذیت دینے مین سب سے بڑھکر ہوتی ہے) علاج جو چھوٹی پھنسیان ہین اُنکے لیے تو خشکی
پھیلانے والی دوائین کافی ہوتی ہین اور جو بڑی ہون تو اُنہین آہنی دستکاری کی ضرورت پڑتی ہے
(اسطرح پر کہ نشتر سے سیاہی کے اوپر سے چیر دیا جائے اور اُس سے پانی نکال ڈالا جائے جیسا
کہ اُسوقت کیا جاتا ہے جبکہ قرنیہ کے پیچھے پیپ چھپی ہوئی ہوتی ہے) **مین کہتا ہون** قرنیہ کے
طبقون سے اُسکے چارون قشور مراد ہین پس جو پھنسی پہلے قشر کے نیچے ہوتی ہے وہ نظر تو آتی
ہے لیکن نہ اپنے رنگ پر بلکہ سیاہ کیونکہ یہ پھنسی بصر کو اس سے نہین روکدیتی کہ عنبیہ اُسکو دریافت
کر لے اور عنبیہ سیاہی کی طرف مائل ہے اور جو پھنسی دوسرے قشر کے نیچے ہوتی ہے اُسکا رنگ
بھی نظر آتا ہے کیونکہ وہ عنبیہ کے ادراک سے روکتا نہین ہے کیونکہ شعاع کی شفافیت حاصل
کرنے سے وہ بہت بعید ہے اور اکثر اسکا رنگ سفید ہوتا ہے کیونکہ درحقیقت یہ اُسکی مائیت ہے اور جو
پھنسی تیسرے قشر کے نیچے ہوتی ہے وہ قریب قریب درمیانی ہوتی ہے اور جو پھنسی زیادہ گہری ہوگی
وہ درد زیادہ پیدا کریگی اور انہین پھنسیون سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقۂ قرنیہ کے چار قشر ہین تذکرۃ الکحالین
والے نے اسکی اسی طرح سے تفصیل کی ہے اور مؤلف کے کلام مین جو لفظ لونہ ہے اُسکی ضمیر ما کیطرف
راجع ہے (جو ماھو بعید مین ہے اور جس سے پھنسی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو پھنسی دور ہوتی ہے
اُسکا رنگ نظر آتا ہے) اسی واسطے مؤلف رح ضمیر مذکر لایا ہے (تاکہ اشتباہ نہ واقع ہو جائے اور کوئی اُس ضمیر
کو عنبیہ کی طرف نہ پھیر دے) گو لفظ ما سے مراد نفاخہ ہے (اور یہ مؤنث ہے لیکن مؤلف نے لفظ ما
کی رعایت رکھی ہے) اور خشکی پھیلانے والی دوائین یہ ہین سفیدہ کاشغری اور قلیمیا اور صمغ عربی اور
شادنج اور انڈے کے چھلکے اور توتیا وغیرہ **مؤلف کہتا ہے** آنکھ کے قرحے یا تو رمد کے بعد پیدا
ہوتے ہین یا پھنسیون کے بعد یا مار یا گر پڑنے کے بعد اور قرحون کی سات قسمین ہین چار تو قرنیہ کی
سطح مین پیدا ہوتے ہین اور انکا نام قروح اور خشونت ہے ان چارون مین سے جو پہلا قرحہ ہے وہ

آنکھ کی سیاہی پر ظاہر ہوتا ہے اور رنگت مین دھوئین کے مشابہ ہوتا ہے اور اسکا نام قتام (غبار) ہی
اور دوسرا قرحہ چھوٹا اور نہایت گہرا اور بہت سفید ہوتا ہے اور اسکا نام سحاب (ابر) ہے اور تیسرا قرحہ
سیاہی کے اکلیل پر ہوتا ہے پس جو حصہ پتلی پر ہے وہ سفید نظر آتا ہے اور جو حصہ ملتحمہ پر ہے وہ سرخ
نظر آتا ہے اور اسکا نام اکلیلی ہے اور چوتھا قرحہ اس شکل پر ہوتا ہو گویا کہ ظاہر حدقہ پر روئین جمے ہوئے ہین
اور اسکا نام صوفی ہے اور بقیہ تین قرحے گہرے ہوتے ہین ایک تو وہ جو گہرا اور تنگ اور پاک صاف
ہوتا ہے اور دوسرے مین گہراؤ کم ہوتا ہے اور چوڑان زیادہ ہوتا ہے اور تیسرا قرحہ انہین سے خشک ریشہ والا
اور میلا ہوتا ہے اور ان قرحون کے ساتھ نہایت تپاک ہوتی ہے اور جسوقت کہ آنکھ سے باہر نکلی ہوئی
پیپ گچھ کی طرح سفید ہوتی ہے تو سخت درد ہوتا ہے اور اگر پیپ پتلی یا زرد یا بھوری ہوتی ہے تو درد ہلکا
ہوتا ہے اور اگر سرخ رنگ ہو تو درد نہایت ہی خفیف ہوتا ہے **علاج** اگر قرحہ داہنی طرف ہو تو بائین
جانب پر سونا چاہیے اور اگر بائین جانب ہو تو داہنی کروٹ پر سونا چاہیے اور تدبیر مین لطیف کیجائے پس
جسوقت قرحہ پھوٹ جائے (تو تقویت کی غرض سے تدبیر کو غلیظ کیا جائے) اور تدبیر کو چوزون کی طرف اور
پایون کی طرف منتقل کیا جاوے (یعنی چوزے اور پائے کھائے جائین) تاکہ ایسا نہو کہ قوت ضعیف ہوجائے
اور زخم نہ بھرے اور اسکے علاج مین استفراغ پر اور مادہ کو نیچے کی طرف منتقل کرنے پر اعتماد کیا جائے
(کیونکہ زخمون کی مداوات کا مدار کار اسپر ہے کہ خشکی پھیلائی جائے کیونکہ رطوبت زخم کے مندمل ہونے
اور بھرنے کے مانع ہوا کرتی ہے اور ضروری غذا کی اصلاح کی مانع ہوتی ہے اور جب رطوبت نکالڈالی
جاتی ہے تو طبیعت قوی ہوجاتی ہے کیونکہ جب اثر قبول کرنے والا تھوڑا ہوتا ہے تو اسمین فاعل کی تاثیر
قوی ہوتی ہے) مثلاً فصد ہے اور پنڈلیون کی حجامت ہے اور صافن کی فصد ہے اور تھوڑے تھوڑے
دن کے بعد استفراغ ہے یعنی میوے کے جوشاندہ سے اور اگر قرحہ صاف نہو بلکہ بھرا ہوا ہو تو اسکو آب
شہد اور بیٹی والی عورت کے دودھ سے صاف کیا جائے اور اگر اسمین درد بھی ہو تو نشاستہ کا شیاف
لگانا چاہیے یا دودھ ٹپکانا چاہیے اور جب قرحہ صاف ہوجائے تو خشکی پھیلانیوالی ادویہ کا استعمال کیا جائے
مثل شیاف کندر اور کندر اور نشاستہ کے شیاف کے اور کبھی شیاف کا استعمال بیٹی والی عورت کے دودھ
کے ہمراہ کیا جاتا ہے **مین کہتا ہون** آنکھ کے سارے طبقون مین زخم ہوا کرتے ہین لیکن جو زخم ملتحمہ
اور قرنیہ اور عنبیہ کے سوا اور طبقات مین ہوتے ہین وہ ظاہر نہین ہوتے اور ان زخمون کا سبب اخلاط

ہوتے ہین جو حاد اور محترق ہوتے ہین اور یہ یا تو بعد آشوب چشم کے ہوتے ہین یا پھنسیون کے بعد ہوتے
ہین یا مار کے بعد ہوتے ہین اور مؤلف نے انکی سات قسمین بیان کی ہین اور قتام کے معنی لغت مین
غبار کے ہین جو زخم انمین سے طبقۂ قرنیہ پر ہوتا ہے وہ سفید نظر آتا ہے اور جو زخم طبقۂ ملتحمہ پر ہوتا ہے وہ سرخ
نظر آتا ہے اور اکلیل وہ سفیدی اور سیاہی کے درمیان اوپر کی حد مشترک ہے مختار مین اسیطرح لکھا ہے
اور بقیہ تین زخم گہرے طبقۂ قرنیہ کے گہراؤ مین ہوتے ہین اور پہلے قرحہ کے نقی اور صاف ہونے سے
یہ مراد ہے کہ سفید ہوتا ہے اور صاف ہوتا ہے اور رنگت مین جاورس (یعنی چینہ) کے مشابہ ہوتا ہے
صاحب تذکرہ نے یونہین لکھا ہے اور تیسرے زخم پر کھرنڈ جم جاتا ہے اور اسکے علاج مین خطرہ ہے
کیونکہ رطوبت اسلیے بہتی ہے کہ پلکون کو کھائے اور آنکھ کو اس سے نہایت مضرت ہوتی ہے بلکہ
جاتی رہتی ہے اور شاید نشاستہ کے شیاف سے مؤلف نے شیاف ابیض مراد لیا ہے اور شیاف کندری
کا یہ نسخہ ہے انزروت جو گدھی کے دودھ مین خمیر دی گئی ہو افیون کتیرا ہر ایک بقدر یکدرہم لبان ابیض
نصف درہم اسفیداج کاشغری آٹھ درہم صمغ عربی چار درہم ان سب کو کوٹ چھان کر انڈے کی سفیدی
مین گوندھ لین اور خشک کر کے کام مین لائین اور لبان ابیض سے کندر مراد ہے **مؤلف کہتا ہے**
طرفہ یہ سرخی کا وہ نقطہ ہے بڑا یا چھوٹا جو تازہ خون سے پیدا ہو اور یہ خون یا تو مار کی چوٹ سے پیدا ہو جاتا ہے
یا خون کے ایسے جوش سے جو رگون کو پھاڑ دے یا اسوجہ سے کہ کوئی سخت حرکت مثل قی وغیرہ کے کسی رگ
کے منہ کو کھولدے (کیونکہ قی مواد کو جنبش مین لاتی ہے اور انکو سر اور آنکھون کی طرف حرکت دیتی ہے پس ہوا
کی وجہ سے آنکھون کی رگین بھر جاتی ہین اور ان رگون مین سے کسی رگ کا منہ کھل جاتا ہے اسکے علاوہ
قی کو سانس کا رکنا لازم ہے اور اسی سانس کے رکنے سے جو ہوا خون اور روح کے ہمراہ ہے اوعیہ اور
عروق کی طرف پھر پڑتی ہے یہی وجہ ہے کہ قی کرتے وقت رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور رگین تن جاتی ہین اور
آنکھین باہر نکل آتی ہین اور اس زور پڑنے سے آنکھ کی کوئی نہ کوئی رگ کھلجاتی ہے **علاج** کبوترون اور
فاختاؤن کی کلیون کے نیچے کا خون آنکھ مین ٹپکایا جائے (اسطرحپر کہ انکی کوئی ایسی کلی اکھیڑی جائے جو ابھی
سخت ہو کر پر نہین بنی ہے اور اسکی جڑ مین کا تازہ خون آنکھ مین نچوڑ دیا جائے یا بازو پر نشتر لگایا جائے اور
جو خون اسمین سے نکلے اسکو آنکھ مین ٹپکایا جائے) یا خود انکا خون آنکھ مین ٹپکایا جائے (اسطرحپر کہ انکو
ذبح کر کے خون کو آنکھ مین ٹپکایا جائے) اور اگر ابھی اسکی ابتدا ہی ہو تو اس خون مین بعض ایسی دوائین بھی

طرفہ

ملائی جائین جو رادع یعنی مادے کی پھیر دینے والی ہون جیسے گل ارمنی اور کھریا مٹی ہے د گل ارمنی
اپنی خشکی کی وجہ سے عضو کو مضبوط کرتی ہے اور مادہ کو اسکی طرف سے پھیر دیتی ہے اور اپنے لس سے
رگون کے منھ پر چپک جاتی ہے اور خون کے بہنے کو روکدیتی ہے اور قیمولیا یعنی کھریا مٹی کی کئی قسمین ہین
اور مستعمل وہ قسم ہے جو نہایت سفید اور سخت ہوتی ہے اور جلد نہین ٹوٹ سکتی اور پانی مین دیر مین گھلتی
ہے یہ بھی خشکی اور لس پیدا کرتی ہے) مین کہتا ہون طرفہ وہ سرخ نقطہ ہے جو طبقۂ ملتحمہ مین کسی سبب
کی وجہ سے کسی رگ کے پھٹ جانے سے پیدا ہو اور قیمولیا ایک مٹی ہوتی ہے سفید براق خوشمزہ
نرم گل سیرانی مین یہ اکثر مل جاتی ہے سرد خشک ہے اور طرفہ ابتدائی مین جسطرح رادع دواؤن کا استعمال
کیا جاتا ہے اسی طرح انتہا مین محلل دواؤن کا جیسے کندر ہے یہان تک کہ گل مختوم کے ساتھ ہرتال
کا استعمال بھی کیا جائے قلانسی نے لکھا ہے کہ عرق گلاب اور سرکہ ملا کر ان دونون کا بھپارا لینا طرفہ
کو کھو دیتا ہے اسمین خلاف ہی نہین ہوتا مولف کہتا ہے سبل (آنکھ کا جالا) یہ ایک جھلی ہے
جو رگون کی بناوٹ سے ملتحمہ مین پیدا ہو جاتی ہے کہ خون سے پر اور اونچی اور سرخ ہوتی ہے اور اکثر
اسمین کھجلی بھی ہوتی ہے روشنی اور چراغ سے اسکو اذیت ہوتی ہے اور اس سے آنکھ چھوٹی پڑجاتی
ہے جو جھلی مضبوط اور قوی ہوتی ہے اسکا علاج نشتر کے سوائے اور کوئی نہین ہے ہان اگر ہلکی ہو
تو اسکے لیے وہ پیشاب نہایت مجرب ہے جسمین قبرسی تانبے کا برادہ ایک دن رات بھیگا رہے (قبرس
ایک جزیرہ ہے) اور اسکے لیے شیاف احمر لین اور شیاف احمر حاد بھی مفید ہے اور اگر جالے کے ساتھ
آنکھ مین کھجلی بھی ہو تو اسوقت شیاف سماق سے بہتر کوئی دوا نہین اور یہ شیاف تنہا سماق سے
بنتا ہے اور کبھی اسمین گوند اور انزروت یعنی لائی بھی ملا دیتے ہین کہ یہ شیاف جالے کو بالکل کاٹ
دیتا ہے اور خارش کو بالکل دور کر دیتا ہے) مین کہتا ہون سبل وہ جھلی ہے جو طبقۂ ملتحمہ کی
سطح مین اسکی رگون کی بناوٹ سے پیدا ہو جاتی ہے اور اسمین خون بھرا ہوتا ہے اور جس آنکھ
مین یہ جھلی ہوتی ہے وہ پتلی کے گھٹ جانے سے کبھی چھوٹی بھی پڑجاتی ہے اور یہ مرض متوارث
اور متعدی ہوتا ہے اور شیاف احمر کا نسخہ تو ہم اس سے پیشتر لکھ چکے ہین اور اس مرض کو شیاف اخضر
بھی مفید ہوتا ہے اسکا نسخہ یہ ہے زنگار ڈیڑھ درہم سفیدہ کاشغری نصف دانق صمغ عربی اور نشاستہ
ہر ایک نصف درہم ان سب کو پیسکر اشق کے ساتھ گوندھین جسکو تلی کے پانی مین بھگو یا گیا ہو اور سایہ مین

سبل

ظفرہ

خشک کرکے شیاف بنالین اور شیاف کے صرف سماق سے بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ سماق کو جوش دیکر
اُسکا پانی نکال لین اور ایک دوسرا سماق بیکا پیستے جائین اور یہ پانی اُسپر چھوڑتے جائین اور اتنا پیسین کہ
گاڑھا ہوجائے اسکے بعد شیاف بنالین اور ضرورت کے وقت ٹھنڈے پانی یا گلاب یا خام انگور کے پانی
مین حل کرکے کام مین لائین **مؤلف کہتا ہے۔ ظَفَرہ** (یعنی ناخنہ) یہ طبقۂ ملتحمہ یا اُس جھلی کی ایک
زیادتی ہے جو آنکھ کو گھیرے ہوے ہے یہ زیادتی اکثر اوقات دہنے کوئے سے شروع ہوتی ہے اور زرد
یا سُرخ یا بھوری ہوتی ہے اور کبھی یہانتک پھیلتی ہے کہ آنکھ کے اکثر حصہ کو ڈھانپ لیتی ہے اور دیکھنے سے
مانع ہوتی ہے اور اسکے علاج مین لوہے سے کاٹ ڈالنے کے مثل کوئی علاج نہین ہے اسکے بعد آنکھ
مین نمک کے ساتھ چبائے ہوے زیرہ کو ٹپکایا جائے اور اُس سے کہا جائے کہ پتلی کو ادھر اُدھر پھرائے
تاکہ ملتحمہ پلکون کے ساتھ چپک نہ جائے اور اطبا رنے اسکے لیے بہت سے ادویہ تجویز کیے ہین مثل روشنایا
اور باسلیقون کے لیکن میرے نزدیک یہ سب دوائین لغو ہین کیونکہ اُن دواؤن سے ناخنہ کو اتنا فائدہ
نہین پہونچتا جتنی آنکھون کو انسے مضرت پہونچتی ہے **مین کہتا ہون** لفظ ظفرہ مین ظاے معجمہ اور
فا دونون مفتوح ہین اور یہ ایک زیادتی ہے جو ملتحمہ مین یا اُس پردہ مین پیدا ہوتی ہے جو آنکھ کو گھیرے
ہوے ہے اکثر اسکی ابتدا اُس جانب سے ہوتی ہے جو ناک سے ملی ہوئی ہے اور اسکو طفر بھی کہتے
ہین (یعنی بلا تاے مثناۃ فوقانی) اور روشنایا کا یہ نسخہ ہے نحاس محرق شادنج ہر ایک ڈھائی درہم فلفل
اور دار فلفل اور زعفران اور شحم حنظل ہر ایک پاؤ درہم زنگار اور ایلوا اور بورہ ارمنی ہر ایک نصف درہم اقلیمیا
نصف درہم ان سب کو خوب مہین کوٹ کر بطور سرمہ کے آنکھ مین لگائین اور باسلیقون کا یہ نسخہ ہے
زبد البحر اقلیمیا الفضہ ہر ایک پانچ درہم نحاس محرق سات درہم ملح درانی ساذج ہندی سفیدۂ کاشغری
فلفل دار فلفل سنبل الطیب اثمد ہر ایک ایک درہم ملح ہندی قرنفل اشنہ ہر ایک نصف درہم ایلوا اقاقیا
مامیثا ہر ایک ڈھائی درہم مر اور مامیران اور نوشادر اور عروق الصباغین ہر ایک ڈیڑھ درہم ہلیلہ زرد
دو درہم ان سب کو کوٹ چھان کر سرمہ کی طرح آنکھ مین لگائین **مؤلف کہتا ہے۔ قمقام اور**
قمل فی الاجفان (یعنی پلکون کی جوئین) یہ جوئین اُن لوگون کی آنکھون مین پیدا ہوتی ہین جو وقت
بیوقت غذا کھاتے رہتے ہین اور ریاضت کم کرتے ہین اور اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ طبیعت متعفن مادہ
کو پلکون کی طرف دفع کرتی ہے اور یہ مادہ اپنے اُس مزاج کے سبب سے جو انھین غریب حرارت سے

قمل فی الاجفان

عارض ہوگیا حیات کو قبول کرلیتا ہے اور اسکی صورت جوؤن کی ایسی ہوجاتی ہے **علاج** بدن اور سر کا
تنقیہ اور دریا کے اور نمک کے پانی سے پلکون کا دھونا (کہ یہ اپنی ملوحت کی وجہ سے جوؤن کو مار ڈالتا ہے
اور میل کو دور کردیتا ہے اور اپنی جلا سے پلک کو صاف کردیتا ہے) **مین کہتا ہون** قمقام اور قمل یہ وہ
جانور ہین جو پلکون مین پیدا ہوجاتے ہین اور ان دونون مین فرق یہ ہے کہ قمقام کے بہت سے پیر
ہوتے ہین اور قمل مین یہ بات نہین ہوتی **مؤلف کہتا ہے** ۔ **سلاق** کسی غلیظ اور ردی اور خورندہ
مادہ کی وجہ سے پلکون کے موٹے ہوجانے کو سلاق کہتے ہین (اردو مین اسکو باھنی کہتے ہین) اور
اسکی وجہ سے پپوٹے سرخ ہوجاتے ہین اور پلکین گر پڑتی ہین اور اکثر باھنی پلکون مین زخم ڈالدیتی ہے
اور آنکھ کو بگاڑ دیتی ہے اسکی دو حالتین ہوتی ہین نیا اور پرانا اور اکثر اسکی پیدایش آشوب کے بعد ہوتی ہے
علاج بدن اور سر کا تنقیہ کیا جائے اور نئے سلاق پر رات کو اس مسور کا لیپ کیا جائے جو گلاب مین
پکائی گئی ہو یا خرفہ کے ساگ کا لیپ کیا جائے یا کاسنی اور انڈے کی سپیدی اور روغن گل کا لیپ
کیا جائے اور صبح کو حمام کیا جائے اور اگر پرانا سلاق ہو تو پنڈلی پر حجامت کیجائے اور پیشانی کی رگ
کی فصد لیجائے اور حمام زیادہ کیا جائے اور جلا ہوا تانبا نصف درہم اور پھٹکری تین درہم اور زعفران
اور کالی مرچ ایک ایک درہم لیکر کھٹی شراب مین ان سب کو حل کیا جائے کہ پتلے شہد کے مانند
ہوجائے اور پپوٹون کے باہر سے اسکا استعمال کیا جائے **مین کہتا ہون** سلاق کے متعلق
جسقدر مؤلف نے لکھا ہے ظاہر ہے اور شرح سے مستغنی ۔ **مؤلف کہتا ہے** ۔ **بردہ** یہ
ایک رطوبت ہے کہ گاڑھی ہوجاتی ہے اور پپوٹون کے اندرونی حصہ مین متحجر ہوکر رہجاتی ہے اور
اس مرض کو بردہ اسلیے کہتے ہین کہ یہ رطوبت متحجر ہوکر بردہ یعنی اولے کی ہمشکل ہوجاتی ہے (یعنی
سختی اور سپیدی مین) **علاج** تھوڑے سرکہ اور روغن گل کے ہمراہ لائی اور بن کا گوند لیپ کیا جائے
(لائی مین تنضیج اور تحلیل ہے اور بطم مین تلیین اور تحلیل ہے اور سرکہ کے غلیظ مادے کو تقطیع کرتا ہے
اور دوا کے اثر کو اس تک پہونچاتا ہے) **مین کہتا ہون** اس مرض اور اولے مین ان بات مین
مشابہت ہے کہ اول اچھی سفیدی مائل ہوتا ہے **مؤلف کہتا ہے** ۔ **شعیرہ** (یعنی جو) یہ ایک لانبا
ورم ہے جو پپوٹے کے کنارے کنارے ظاہر ہوتا ہے اور جو کی ہمشکل ہوتا ہے اور اکثر اسکا مادہ
خون ہوتا ہے **علاج** فصد لیجائے اور ایارج کے ذریعہ سے استفراغ اور تنقیہ کیا جائے اور پگھلائی ہوئی

چربی کا جو کے آٹے کے ساتھ لیپ کیا جائے یا کبوتر یا قمری یا بگلے کے خون کا لیپ کیا جائے (چربی
ملین ہے اور روغن زیت سے بڑھکر مادہ کو پکاتی اور تحلیل کرتی ہے اور جو کا آٹا سخت ورمون کو نضج
دیتا اور تحلیل کرتا ہے) **مین کہتا ہون قمری** کے نر کو ورشان کہتے ہین اسکا گوشت پیٹ کو گنگ
اور دیر ہضم ہے اسکی اصلاح سرکے سے کرلینا چاہیے اور شفنین بھی ایک پرند ہے بصورت فاختہ مگر اسکی نگاہ
فاختہ سے زیادہ تیز ہوتی ہے اور اسکا گوشت گرم خشک ہوتا ہے اور یبوست اسقدر رہوتی ہے کہ نیند نہین آتی
اور ایک برس سے زیادہ جسکی عمر ہو جائے اُسکو تو کھانا ہی نہ چاہیے کیونکہ سخت مضر ہوتا ہے اور اگر اسکو کھایا
جائے تو ذبح کرکے ایک دن ایک رات تک اسکو یونہین چھوڑ دیا جائے پھر کھایا جائے **مؤلف کہتا ہے**

شیرناق

شیرناق وہ چربی ہے جو اوپر کے پپوٹے پر بڑھجاتی ہے اور پپوٹے کو بوجھل بنا کے ایسا کردیتی ہے جیسے
اُسکو جھولا مار گیا ہے اور یہ مرض بچون کو اور مرطوب مزاج والون کو اور اُن لوگون کو زیادہ ہوتا ہے جنکی
آنکھین زیادہ آتی ہون اور اسکی پہچان یہ ہے کہ اگر پپوٹے کو چٹکی سے دبا کر چھوڑدو تو جو کچھ دونون انگلیون
کے درمیان تھا اُٹھ آئیگا (کیونکہ یہ چربی اپنی غلاظت اور لزوجیت سے ہر ایک چیز کی شکل پکڑ لیتی ہے اور
ایک زمانے تک اُسی شکل پر باقی رہتی ہے یہانتک کہ پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتی ہے) **علاج اسکا**
کوئی علاج نشتر سے بہتر نہین ہے (کیونکہ سختی اور صلابت کی وجہ سے دوائین اسکی تحلیل نہین کرسکتین مگر
یہ اُسی وقت ہے جبکہ شیرناق مزمن ہو کہ وہ سخت اور قوی ہو کر اس حد کو پہونچ جاتا ہے کہ لوہے کا محتاج ہوتا
ہے مثل مشہور ہے لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے) اور اگر لوہے کی دستکاری کے بعد بھی اسمین سے کچھ باقی
رہے تو اُسپر نمک چھڑکا جائے کہ اُسے کھاے (کیونکہ نمک کا کام گھلانا اور فنا کرنا ہے) اسکے بعد اُسپر سرکہ
مین بھیگا ہوا کپڑا رکھا جائے (کیونکہ سرکہ زخمون سے نکلنے والے خون کی تقطیع کرتا ہے اور جو رطوبتین کہ زخمون مین
ہوتی ہین اُنھین خشک کر ڈالتا ہے اور چکنے میل اور پیپ اور فاسد گوشت کو فنا کردیتا ہے) اور جسوقت زخم
سے محفوظ ہوجائے تو اُن دواؤن کا استعمال کرو جو زخمون کو ملاتی ہین اور ان ادویہ مین رسوت اور شیاف
مامیثا اور زعفران بھی ہونا چاہیے (رسوت ٹھنڈک ڈالتی ہے اور خشکی پھیلاتی ہے اور آنکھ کی طرف رطوبتون
کے بہلانے کو روکتی ہے اور آنکھ کے دردون اور ورمون کو نفع بخشتی ہے اور شیاف مامیثا بھی ٹھنڈک ڈالتی
ہے اور آنکھ کی طرف مواد کو نہین گرنے دیتا اور زعفران لس اور گوشت پیدا کرتی ہے اور آنکھ کی طرف
رطوبتون کو بہکنے نہین آنے دیتی اور کمزور عضوون کو مضبوط کرتی ہے) **مین کہتا ہون** شیرناق اور سلعہ

مین یہ فرق ہے کہ سلعہ کو حرکت ہوتی ہے (یعنی ایک جگہ قیام نہین ہوتا) اور شرناف ایک جگہ رہتا ہے اور نتوٴ مہموز اللام ہے اسکے معنی ارتفاع اور بلند ہونے کے ہین **مولف کہتا ہے شعر منقلب** (یعنی پربال یہ ایک زاید بال ہوتا ہے جو پلکون کی جگہ اُگتا ہے اسکا سر اُلٹا آنکھون کے اندر کی طرف ہوتا ہے پس وہ پلکون کی حرکت کے وقت چُبھتا ہے اور اذیت دیتا ہے اسی سبب سے اُسکی طرف بہت سے مواد بھکر آتے ہین کہ اُس سے سبل اور خارش اور سرخی اور ڈھلکا اور سفیدی پیدا ہو جاتی ہے) **علاج** چپکانے والی دواؤن کے ذریعہ سے اسکو طبعی سیدھے بالون کے ساتھ چپکا دیا جائے یا اُس جگہ داغ دیا جائے جہان سے وہ اُگا ہے (بعد اسکے کہ سونے کی سوئی سے اُسکو اُکھیڑ ڈالا جائے) آیا یہ کہ پربال کو سوئی مین پرو لیا جائے (اسطرح پر کہ پوٹے مین سے اسجگہ سوئی چبھوئی جائے جہان وہ بال اُگا ہے اور اُسکے جرم مین عورت کے سر کا بال پرو دیا جائے کیونکہ عورت کے سر کا بال مردون کے بالون سے باریک اور ملائم ہوتا ہے اور سوئی اس کے سوراخ مین کے بال کے ساتھ پوٹے سے باہر نکال لیجائے یہانتک کہ بال مین سے مثل گوشہ کے باقی رہجائے پھر بال اُس گوشہ مین پرو لیا جائے اور سب پوٹے کے باہر کھینچ لیا جائے پھر پربال پوٹے کے درمیان رہجائیگا اور سوراخ پوٹے کا بھر آئیگا اور پربال اُسمین محفوظ رہیگا) یا یہ کہ پوٹے کو کاٹ کر کم کر دیا جائے یا اسطرح اُسکو اُکھاڑ ڈالا جائے کہ پھر نہ اُگے اور ان سب قاعدون کو کحال لوگ خوب جانتے ہین (ہر مردے و ہر کارے) **مین کہتا ہون** چپکا دینے سے یہ غرض ہے کہ پربال کو مصطگی اور ریلاتمنیج اور صمغ عربی وغیرہ کے ذریعہ سے سیدھے بالون کے ساتھ چپکا دیا جائے اور داغ دینے سے یہ مقصود ہے کہ پربال اُسکے اوزار سے اُکھاڑ کر اُس جگہ کو داغ دیا جائے اور سوئی سے پرونے کا مطلب یہ ہے کہ بال کے پہلو مین پوٹے کے اندر سے سوئی چبھو کر باہر کو نکال لی جائے اسکے بعد بال کو اس سوراخ سے باہر نکال کر باندھ دیا جائے اور پوٹے کے کم کر دینے سے یہ مراد ہے کہ پوٹے مین جہان یہ بال اُگا ہے اُسقدر کاٹ دیا جائے اور ایسے اکھیڑ دینے سے جو کہ پھر اُسکے اُگنے کا مانع ہو یہ مراد ہے کہ بال کو نکال کر اُسکی جگہ وہ دوائین رکھی جائین جو بالون کو جمنے سے روکتی ہین جیسے خارپشت کا خون اور گرگس کا اور بھیڑ کا پتہ جندبیدستر کے ہمراہ **مؤلف کہتا ہے ضعف البصر** - اسکا سبب یا تو کوئی بدنی سوء مزاج ہوتا ہے (یعنی جو سارے بدن کو عام ہو) یا دماغی سوء مزاج ہوتا ہے (یعنی جو دماغ کے ساتھ مخصوص ہو) یا خاص آنکھ کا سوء مزاج - اور اکثر ضعف بصر خشکی کی وجہ سے ہوتا ہے جو کثرت استفراغ سے پیدا ہو جاتی ہے

شعر منقلب

ضعف البصر

اور یہ استفراغ خواہ جماع کی وجہ سے ہو خواہ دستون کی وجہ سے یا تعب اور تکان کی وجہ سے (جو قوی ریاضت سے حادث ہو) اور یا ضعف بصر روح کے نہایت رقیق ہو جانے سے عارض ہوتا ہے مثلاً اُس شخص کی روح باصرہ جو ہمیشہ سورج کے گردے کو دیکھتا ہے (کیونکہ سورج کی روشنی حرارت کے سبب سے روح باصرہ کے جوہر کو تحلیل کر ڈالتی ہے اور اسمین تخلخل پیدا کر دیتی ہے اس سے روح کم ہو جاتی ہے اور پتلی پڑ جاتی ہے) اور اسکی پہچان یہ ہے کہ جسوقت روح کی رقت کم ہوتی ہے تو جملہ اخیرون کو نہین دیکھ سکتی اور اگر زیادہ رقیق ہوتی ہے تو دور کی چیزین نظر نہین آتین یا ضعف بصر روح کی غلظت کی وجہ سے ہوتا ہے تو اُسکی حالت حالت مذکورہ کے برعکس ہوتی ہے (یعنی اگر غلظت زیادہ ہوتی ہے تو قریب کی چیز اتنہا پر پہونچکر غلظت کے سبب سے نظر نہین آتی اور دور کی چیز انتہا پر پہونچکر نظر آجاتی ہے) اور کبھی غلظت کی زیادتی جو روح کے مجتمع ہونے سے حاصل ہوئی ہے وہ روح مین حدت پیدا کر دیتی ہے اور روح کو نہایت رقیق کر دیتی ہے جیسے اُن لوگون کی حالت ہوتی ہے جو مدت دراز تک اندھیرے مکان مین قید رہے ہون اور کبھی یہ ضعف آنکھ کی اُن رطوبتون کے سبب سے ہوتا ہے جو صاف نہین ہوتین اور کبھی یہ ضعف اُن اسباب سے ہوتا ہے جو آنکھ کے طبقات مین ہون مگر اسکا پہچاننا سخت دشوار ہے **مین کہتا ہون** جو سوء مزاج تمام بدن یا صرف دماغ یا صرف آنکھ مین ہوتا ہے اُسکی دو قسمین ہین سادہ اور مادی۔ جو مادی ہوتا ہے اُسکی چار صورتین ہین گرم یا سرد تر یا خشک اور یہی پچھلی قسم یعنی مادی زیادہ ہوتی ہے اور ہر قسم کی پہچان اُسکی علامتون سے ہوتی ہے مثلاً آنکھ کے آنسو بہنا اور اسمین زیادہ کیچڑ کا ہونا اور اُسکی گرانی یہ باتین تو سوء مزاج مادی مین ہوتی ہین اور اندر کو دھنس جانا اور ہلکا ہلکا ہونا یہ سادہ سوء مزاج کی علامتین ہین غرضکہ وہی علامتین جنکو ہم بارہا لکھ چکے ہین۔ روح باصرہ کبھی تو رقیق ہو جاتی ہے اور کبھی کثیف اور کبھی زیادہ ہو جاتی ہے اور کبھی کم۔ روح باصرہ کا زیادہ ہونا یہ تو ایک نہایت عمدہ اور انفع بات ہے اور روح باصرہ کی رقت کبھی تو یبوست کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ آفتاب وغیرہ چمکدار چیزون کی طرف دیکھنے سے نظر بکھر جائے اگر روح باصرہ کی رقت کم ہو تو اسکی یہ پہچان ہے کہ چمکدار چیزون کی طرف آنکھ نظر نہ کر سکے اور اگر رقت زیادہ ہو تو اُسکی یہ پہچان ہے کہ پاس کی چیز نظر آوے اور دور کی چیز نہ دکھائی دے اب جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ کسی چیز کے نظر آنے کی یہ صورت ہوتی ہے کہ آنکھ سے ایک شعاعی خط نکلکر مبصر سے مل جاتا ہے اور مبصر نظر آجاتا ہے تو ان لوگون کے نزدیک اسکا سبب یہ ہے کہ جو کت

دور کی طرف متوجہ ہوتی ہے وہ رقیق روح باصرہ کو تحلیل کر دیتی ہے اسلیے وہ روح اپنا کام کچھ بھی نہین
کر سکتی بخلاف اُس حرکت کے جو نزدیک کی طرف متوجہ ہو کہ اُس سے روح تحلیل نہین ہوتی اسیلئے وہ اپنا کام
کرتی ہے اور چیز نظر آجاتی ہے اور جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ چیزون کے دکھلائی دینے کی یہ صورت
ہے کہ مبصر کی صورت آنکھ مین اسطرح چھپ جاتی ہے جیسے فوٹوگراف مین کاپی چھپ جاتی ہے تو یہ لوگ
اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب کسی دور کی چیز کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا ہے تو رطوبت جلیدیہ کی حرکت نہایت
تیز ہو جاتی ہے اور اس شدت اور تیزی کی وجہ سے روح رقیق تحلیل ہو جاتی ہے اور اپنا کام بالکل نہین
کر سکتی (بخلاف اسکے کہ پاس کی چیز دیکھنے کا ارادہ ہو کہ اسوقت رطوبت جلیدیہ کو زیادہ حرکت کرنے کی ضرورت
نہین پڑتی اور روح باصرہ تحلیل نہین ہوتی اور اپنا کام بدستور کرتی ہے) اور روح باصرہ جو زیادہ غلیظ ہو جاتی
ہے تو اسکی وجہ رطوبت اور ابخرے ہوتے ہین اور کبھی یہ غلظت اسطرح پیدا ہوتی ہے کہ روح مین سخت
اجتماع اور تکاثف پیدا ہو جائے لیکن نہ اتنا کہ اسکا رقیق مزاج مستعمل ہو جائے اور روح کے غلیظ ہو جانے کی
پہچان یہ ہے کہ آنکھ دور کی چیز کو تو خوب دیکھ لے اور پاس کی چیز صاف نہ دکھلائی دے اور پہلے مذہب
کی بنا پر اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب روح دور تک حرکت کرتی ہے تو اُسکی غلظت اور کثافت مین لطافت
پیدا ہو جاتی ہے اور اُسکا غلیظ قوام معتدل ہو جاتا ہے برخلاف اسکے کہ مکان قریب تک حرکت کرے
(کہ اسمین غلظت بدستور رہتی ہے اور قوام مین اعتدال نہین پیدا ہوتا) اور دوسرے مذہب کی بنا پر اسکی یہ وجہ
ہے کہ دور کی وجہ سے رطوبت جلیدیہ کی حرکت مین اشتداد پیدا ہو جاتا ہے اور اس اشتداد سے اسمین لطافت
آجاتی ہے برخلاف نرم اور قریب کی حرکت کے (کہ اسمین کوئی لطافت نہین آتی) اور کبھی ایسا بھی ہوتا
ہے کہ نہایت غلیظ روح زیادہ اکٹھا ہونے سے نہایت رقیق ہو جاتی ہے اور یہ اسطرح کہ زیادہ اجتماع
کی وجہ سے اسمین حرارت گھٹ جائے اور اس حرارت سے اُسکا مزاج گرم ہو جاتا ہے اور اس گرمی سے
وہ نہایت رقیق ہو جاتی ہے اس سے یہ نکلا کہ نہایت کثیف چیز بھی کسی وجہ سے نہایت رقیق ہو جاتی
ہے اور فطری حالت بالکل برعکس ہو جاتی ہے اور ایسا اکثر اُن قیدیون کو پیش آتا ہے جو عرصہ دراز
تک اندھیری کوٹھری مین قید رہتے ہین اور جو ضعف بصر معدہ کی غیر صافی بلوتون کی وجہ سے
یا طبقات کے زخمون یا چھل جانے یا غایت سختی یا غایت نرمی کی وجہ سے عارض ہوتا ہے اُسکا
سمجھنا اور پہچاننا سخت دشوار امر ہے لیکن اُنکا تفصیلی بیان بڑی بڑی کتابون مین موجود ہے

یہان پر حتے الوسع صرف انکی علامتون کو دریافت کرلینا چاہیے **مؤلف کہتا ہے علاج** مزاج
کی تعدیل کرنا چاہیے (اُن چیزون سے جو سوء مزاج کی ضد ہون) اور دماغ کو قوی کیا جائے (کھانے
پینے اور لگانے کی چیزون سے) اور آنکھ کو بھی قوی کیا جائے (سرمون اور طلاؤن سے) اور (اُس رطوبت
کے ضعف بصر مین جو معدے کی شرکت سے ہو) اطریفل صغیر کا استعمال نافع ہے کیونکہ یہ بخارات کو روکتا
ہے (یعنی اپنی ٹھنڈک اور قبض کی وجہ سے دماغ اور آنکھون کی طرف بخارات کو نہین چڑھنے دیتا) اور دماغ
کا تنقیہ کیا جائے (یعنی اُن ادویہ کے ذریعہ سے جنمین رطوبتون کے چھانٹنے کی اور اسہال کی قوت ہو)
اور معدہ کو قوی کیا جائے (اُن چیزون سے جنمین قبض اور عفوصت ہو) اور اگر روح باصرہ غلیظ ہو تو توتیا سونف
کے پانی یا مرزنجوش کے پانی یا جنگلی تلسی کے پانی کے ساتھ استعمال کیجائے (توتیا تقویت کرتا ہے اور اُن
رطوبتون کو سکھاتا ہے جو مغلظ قوام ہین اور سونف فضلون کو لطیف کرتی ہے اور رقیق کرتی ہے اور تحلیل کرتی
ہے اور خشک کرتی ہے اور ان وجوہ سے بینائی تیز ہوتی ہے اور مرزنجوش آنکھ کی رطوبتون کو لطیف کرتا
اور تحلیل کرتا اور خشک کرتا ہے اس سے بینائی تیز ہو جاتی ہے اور جنگلی تلسی آنکھ کی طرف رطوبتون کو بہکنے نہین
آنے دیتی اور آئی ہوئی رطوبتون کو خشک کرتی ہے اس سے بینائی تیز ہوتی ہے) اور رسوت کو آنکھ مین
ہمیشہ لگاتے رہنا آنکھ کو نہایت مفید ہے (کیونکہ رسوت آنکھ کی ظلمت کو جلا دیتی ہے اور جو چیز آنکھ مین تیرگی
پھیلاتی ہے اُسکا تنقیہ کرتی ہے اور آنکھ کے اجزا کو جمع کرتی ہے اور آنکھ کی طرف رطوبتون کے بہکر آنے کو
قطع کرتی ہے) اور عرصہ دراز تک آنکھون کی قوت کی حفاظت کرتی ہے اور جو معتدل ادویہ ضعف بصر کو
مفید پڑتی ہین منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے کہ دو اخروٹ اور زرد ہڑ کی تین گٹھلیان جلائی جائین اور اُنکو
پیسکر ایک مثقال کالی مرچ ملا دیجائے (اور کھائی جائے) اور منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے کہ کھٹ مٹھے انار
کے عصارہ کو اتنا پکائین کہ نصف رہجائے (اُسوقت آگ پر سے اتار لین) اور اُسکا آدھا شہد اسمین ملا دین
(اور کسی برتن مین رکھکر اُسکے سر کو مضبوط باندھ دین) اور جیٹھ بیساکھ دو مہینے اُسکو خوب دھوپ دیجائے
اسکے بعد چھان لین اور تھوڑا ایلوا اور کالی مرچ اُسپر ڈالدین اور یہ جسقدر پرانا ہو گا اُسیقدر عمدہ ہو گا اور
پیاز کا عرق بھی شہد کے ساتھ مفید ہوتا ہے اور شلجمون کو بھون کر اور پکا کر اور کچا ہمیشہ کھاتے رہنا بھی آنکھ
کو قوی کرتا ہے اور نگاہ کو تیز کرتا ہے اور سانپون کا گوشت بھی آنکھون کی صحت کی حفاظت کرتا ہے اور
بینائی کو نہایت قوی کرتا ہے اور ہر روز کئی بار سر مین کنگھا کرنا بھی بینائی کو مفید ہے خصوصًا بوڑھون کیلیے

اور صاف شفاف دریا کے پانی مین تیرنا اور اُسمین آنکھون کو کھولنا بھی بینائی کو نافع ہے خصوصًا جوانون کے لیے آور بینائی کو یہ باتین مضر ہین خوب پیٹ بھر کے کھانا اور نشہ کا استعمال کرنا اور بھرے پیٹ اور نشہ پر سگًا سورہنا اور روتے رہنا اور کل وہ چیزین جو خون کو تلچھٹ بنا دیتی ہین جیسے سودا و کثرت جماع اور بھوکا رہنا اور فصد او رحجامت اور استفراغ وغیرہ آور کل وہ چیزین جو فم معدہ کو اذیت دیتی ہین آور کل وہ چیزین جو پائخانہ کو بستہ کر دیتی ہین آور جنگلی تلسی اور پختہ زیتون اور سوے کا کھانا آور کُل وہ چیزین جو رمد کے شروع علاج مین بیان ہوئی ہین (اور اُنکے اسباب بھی بیان ہو چکے ہین) **مین کہتا ہون** جو کچھ اس بابت مولف نے لکھا ہے سب ظاہر ہے آور شرح کا محتاج نہین اور بینائی کی قوی کرنے والی دواؤن مین سے ان جانورون کے پتے بھی ہین ریچھ بلی ابابیل چڑیا بھیڑیا خرگوش آور حبارے یعنی چہرز کے پتے مین اس مرض کے لیے ایک عجیب خاصیت ہے (چرز ایک پرندہ ہوتا ہے مرغابی کے برابر اسکی رنگت زرد اور سیاہ ہوتی ہے اسکی سرعتِ طیران مشہور و معروف ہے آور صاحب منتخب نے لکھا ہے کہ حبارے کی فارسی تغدری ہے نہ کہ چرز انتہی اور شاید ہماری زبان مین جسکو سرخاب کہتے ہین اُسی کو حبارے کہتے ہین واللہ اعلم) **مولف کہتا ہے** ۔ خیالات آنکھون کے سامنے ایسا معلوم ہونا کہ گویا آسمان و زمین کے درمیان رنگ برنگ شکلین ہین انھین شکلون کو خیالات کہتے ہین آسکا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کہ بینائی نہایت تیز ہوتی ہے کہ اُن ذرون تک کو دیکھ لیتی ہے جو فضاء عالم مین موجود ہین اور وہ غذائی انجرے تک اُسکو نظر آجاتے ہین جنسے کوئی بدن خالی نہین ہے ایسی حالت مین تو حواس بھی سالم ہوتے ہین اور قوت بصارت بھی صحیح ہوتی ہے اور یا اسکا سبب آنکھ کے طبقون مین یا رطوبتون مین ہوتا ہے طبقون مین تو اسطرح کہ چیچک یا آشوب چشم یا کبھی مکثف برودت کی وجہ سے طبقۂ قرنیہ پر کچھ ایسے نشانات پیدا ہو جائین جو اپنی غایت صغر کی وجہ سے حس پر ظاہر نہون اور طبقۂ قرنیہ کی شفافی کو کھو دینے سے نگاہ کے مانع ہون اور اُنکی اشکال کی ہیئت پر اور اس نسبت پر جو کہ آنکھ کو موقع شبح کے ساتھ ہے ایک دھندلا پن ایسا نظر آئے جو نہ متغیر ہو اور نہ بینائی کو ضعیف کرے اور غذاؤن کی کمی بیشی سے اسمین کوئی کمی بیشی نہ آئے اور رطوبتون مین سبب کے ہونے کے یہ معنی ہین کہ یا تو نفس رطوبتون کے اجزا مین کوئی سوء مزاج پیدا ہو جائے جو سرد تر ہو اور رطوبتون کی شفافی کو متغیر کر دے آور یا کوئی ایسی گرمی ہو کہ رطوبتون مین جوش پیدا کر دے جس سے ایسے ہوائی جسم پیدا ہون

جنمین رطوبت ملی ہو اور رطوبت کے ملجانے سے یہ جز پھین کی طرح ہو جاے یعنی شفاف نہونے مین
یا کوئی ایسی شدید برودت اور یبوست ہو کہ رطوبتون کو مجتمع کر دے اور کثیف کر دے اور ان متکاثف
اجزا کی شفافی کو کھو دے یا کوئی اور وارد ہونے والا سبب ہو اب کبھی تو یہ سبب وارد ایسا ہوتا ہے کہ جگہ
نہین پکڑتا جیسے کہ وہ سبب جو غذاؤن سے یا بحران سے یا غصہ سے پیدا ہوا اور اغذیہ اور بحران اور غصہ
کے اختلاف کے موافق اُسمین بھی اختلاف ہوتا رہتا ہے اور کبھی یہ سبب وارد جگہ پکڑ لیتا ہے اسمین آنکھ
مین پانی اُتر آنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہی وہ سبب ہے جو رفتہ رفتہ آنکھ کی بینائی کو مکدر کرتا رہتا ہے اور
ضعف پیدا کرتا رہتا ہے یہانتک کہ چھ مہینے نہین گذرنے پاتے کہ پانی اُتر آتا ہے پس اگر یہ خیالات چھ
مہینے تک برابر ہین تو پانی کے اُترنے سے اسکو بخوف ہو جانا چاہیے مین کہتا ہون نگاہ کا اسقدر
قوی اور تیز ہونا کہ جو چیزین عادۃً نظر نہین آسکتین مثلاً وہ مہین مہین ذرّے جو فضاے عالم مین موجود ہین یا جو
بخارات غذاؤن مین موجود ہین وہ تک نظر آجائین تو اسکی نسبت مضرت کی جانب نہین کیجا سکتی اور نہ درحقیقت
یہ مرض ہے پھر جو اسکے دفع کرنیکی تدبیرین کی جاتی ہین تو اسکی صرف یہ وجہ ہے کہ اس قسم کی نظر مین حس کو تشویش
ہوتی ہے (تو اسکے دفعہ کرنے سے تشویش کا دفعیہ مقصود ہے) اور جو آثار اور نقوش کہ طبقہ قرنیہ مین ہوتے ہین وہ
خارج مین آنکھ کو نظر نہین آیا کرتے کیونکہ وہ نہایت چھوٹے ہوتے ہین البتہ آنکھ کو اندر سے نظر آیا کرتے ہین اسطرح پر
کہ جسجگہ وہ ہین وہ مکان شفاف نہین ہوتا اسی لیے اُنکی صورتون کی ہیئت پر اور اُس نسبت پر جو کہ اُنکو موقع شبح سے حاصل
ہین سیاہی ایسی نظر آیا کرتی ہے اور اُنکی صورتونکی ہیئت پر اُنکے نظر آنے کے یہ معنی ہین کہ مثلاً شکل مثلث یا مربع
یا مسدس نظر آتی ہے یعنی جیسی بھی اُنکی شکل اور صورت اور نہایت ہے اور اُس نسبت پر نظر آنیکی جو کہ اُنکو
موقع شبح سے حاصل ہے یہ معنی ہین کہ اُس مقدار پر نظر آتے ہین کہ اگر وہ موجود فی الخارج ہوتے تو اس مقدار اور
صورت پر ہوتے کیونکہ جتنی چیزین خارج مین نظر آتی ہین ہر چیز کے لیے اُسکے موقع شبح سے ایک مقدار معین
کا استحقاق ضرور ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ جو سیاہی نظر آئے وہ متغیر نہو بلکہ ایک عرصہ دراز تک ثابت
اور قائم رہے اور غذاؤن کی کمی بیشی سے اسمین کمی بیشی نہ آئے اور بینائی وغیرہ مین کسی قسم کا ضرر نہ پیدا
کرے بخلاف اُن خیالات کے جو بصارت کے نہایت قوی ہونے سے نظر آیا کرتے ہین کہ وہ ایک طریقہ
اور ایک شکل پر نہین ہوتے بلکہ بدلتے اور متغیر ہوتے رہتے ہین اور جو خیالات اور اشکال اسوجہ سے نظر
آتے ہین کہ آنکھ کی رطوبتون مین کوئی سبب موجود ہو تو اُسکی دو صورتین ہین یا تو یہ اسوجہ سے ہوگا کہ کوئی بات

رطوبتون کے جوہر مین ہے یا کوئی امر خارجی ایسا ہے جو رطوبتون پر باہر سے وارد ہوا ہے۔ جو امر خارج سے
رطوبتون پر وارد ہون اُسکی بھی دو قسمین ہین یا تو وہ امر عرضی اور غیر ثابت ہوگا کہ ابھی ہے اور تھوڑی دیر بعد نہین
ہے ایسا امر تو وہ بخارات وغیرہ ہین جو سارے بدن یا صرف معدہ یا صرف دماغ سے اُٹھتے اور لطیف اور
سریع الزوال ہوتے ہین اور یہ صورت غذاؤن یا بحرانون سے اور قی کے بعد اور غصہ کے بعد واقع ہوا کرتی
ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ حالتون کے اختلاف سے اسمین اختلاف پیدا ہوتا رہے اور یا یہ امر ثابت اور پائدار
اور متمکن ہوگا اور ایسی حالت مین پانی اُترآنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اسکی یہ پہچان ہے کہ بینائی مین کدورت
اور ضعف رفتہ رفتہ بڑھتا جائے یہانتک کہ پانی اُترآئے اور اس بات کے اندازہ کرنے کے لیے کہ یہ
خیالات مائی نہین ہین چھ مہینے کی مدت کا متعین کرنا یہ امر اکثری ہے اور بڑے بڑے تجربون سے یہ امر
محقق ہوا ہے مؤلف کہتا ہے۔ علاج جو خیالات اور اشکال بینائی کی قوت کی وجہ سے ہون
اُنکی تو یہ تدبیر ہے کہ اُس قسم کے اغذیہ کا استعمال کرایا جائے جس سے غلیظ خون پیدا ہو (تاکہ اُس سے روح
غلیظ پیدا ہو جیسے ہریسے ہین اور جانورون کی سری وغیرہ ہے) اور جس مین تخدیر پیدا کیجائے (یعنی وہ چیزین
استعمال کرائی جائین جو اپنی برودت مین اس پایہ پر ہون کہ اُس جوہر روح کو جو قوت حس کا حامل ہے بالکل
سرد کردین جیسے بھنگ ہے اور افیون ہے اور خشخاش ہے) اور جو اشکال معدہ کے بخارات کی وجہ سے
نظر آئین اسمین حب ایارج یا نفس (ایارج یا اُس اطریفل سے جسکو ایارج سے قوی کیا گیا ہو معدہ کا تنقیہ
کرین لیکن ان سب خیالات مین سے جس خیال کا اہتمام کحّال کو زیادہ چاہیے وہ وہ خیال ہے جسمین
پانی اترنے کا اندیشہ ہو لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اسکے علاج مین جو جلا کرنے والے سرمے استعمال کرائے جائین
تو اُنکا استعمال سر اور معدہ کے تنقیہ کے بعد ہو اور گو اسکے علاج مین عطوسات یعنی چھینکین لانے والی
دوائین بھی مفید پڑتی ہین لیکن تاہم اپنی سخت تحریک کی وجہ سے خطرہ سے خالی نہین ہین اور بسا اوقات
اپنی اسی سخت تحریک کی وجہ سے پانی کو آنکھ کیطرف حرکت دے بیٹھتی ہین اور ایارج فیقرا اسی سبب سے
قابل تعریف ہے (کہ سر اور آنکھون کا تنقیہ کرتی ہے اور ایلوے کی وجہ سے سر کی رگون اور پٹھون کے
میل کو پاک صاف کرتی ہے) اور یہی حال حبّ الذہب کا بھی ہے (کہ یہ بھی تنقیہ وغیرہ مین ایارج
فیقرا کی مثل ہے) اور حب الذہب کی بڑی بڑی گولیان تیار کرا کر استعمال کرائی جاتی ہین اور یہ بھی
مشہور ہے کہ نیل کے بیجون کا سرمہ لگانا بھی پانی کے اترنے سے بےخوف کر دیتا ہے اور اگر پانی

اترآیا ہو تو اُس پانی کو تحلیل کر دیتا ہے اور عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ہر طرح خشکی پہونچانے کی کوشش کی جائے
سرمہ سے اور غذا سے اور بھنے ہوے اور توے پر سکے ہوے کبابون سے اور شوربون اور شوربو نکی بھیگی ہوئی روٹی
سے اور میوون سے بالکل اجتناب کیا جائے یہ ایسی تدبیر ہے کہ شروع شروع پانی اُترنے مین صحت
دیتی ہے (کیونکہ پانی کو سکھا دیتی ہے) مین کہتا ہون حب الذہب کا یہ نسخہ ہے صبر سقوطری دس درہم
ہلیلہ زرد پانچ درہم مصطگی اور کتیرا اور سقمونیا اور زعفران ہر ایک ڈیڑھ درہم گلاب سرخ ڈھائی درہم ان سبکو
باریک کرکے چھان لین اور پانی مین گوندھ کر گولیان بنالین دو درہم سے لیکر ڈھائی درہم تک بمقدار خوراک ہے
اور مشہور ہے کہ تخم نیل پانی کے دفع کرنے اور تحلیل کرنے مین غایت درجہ نافع ہے اور شیخ نے لکھا ہے کہ
اسکے لیے ابابیل کا جلا ہوا سر شہد کے ساتھ آنکھون مین سرمہ کی طرح لگانا نہایت نافع ہے مجرب اور آزمودہ
ہے مؤلف کہتا ہے آنکھ مین پانی کا اُتر آنا یہ پانی ایک غریب رطوبت ہے کہ ثقبہ عنبیہ مین
صفاق اور رطوبت بیضیہ کے درمیان بند ہو جاتی ہے اور جو خیالات پہلی فصل مین بیان ہو چکے ہین
اُن ہی سے پانی اُترانیکا اندیشہ ہوتا ہے جو پانی ابتدا ابتدا مین پتلا اور صاف ہوتا ہے وہ اکثر اُن دواون
سے جو خشکی لاتی ہین اور اُس تدبیر سے جو خیالات مین بیان ہوئی جاتا رہتا ہے اور جو پانی آنکھ مین ٹھہر جاتا
ہے وہ اکثر نشتر کا محتاج ہوتا ہے اور جو پانی غلیظ یا نیلا یا چونہ کی رنگت پر ہوتا ہے تو اُسکی کوئی دوا نہین اور
اسکی صحت سے ناامید ہو جانا چاہیے (اور اکثر پورے ثقبہ مین پانی بھر جاتا ہے تو اُس کے بعد آدمی بالکل نابینا
ہو جاتا ہے اور جب ثقبہ کے کسی جانب اوپر یا نیچے داہنے یا بائین یا بیچ مین پانی آجاتا ہے تو دیکھنے والی
چیزین نظر سے اُسی قدر اوجھل ہو جاتی ہین جتنی کہ اُسکو موقع شبح سے نسبت حاصل ہے (یعنی اگر پانی ثقبہ
کی کسی ایک جہت مین اُترتا ہے تو بند جہت کے سامنے کی چیزین بقدر نصف یا کم یا زیادہ آنکھ سے اوجھل
ہو جاتی ہین اور دکھلائی نہین دیتین اور اکثر اوقات چھوٹی چیز پوری دکھلائی دیتی ہے جبکہ کھلی جانب مین ہو
اور اکثر اوقات پوری جانب نہین دکھلائی دیتی جبکہ بند جانب مین ہوتی ہے اور جبکہ پانی آنکھ کے بیچون بیچ
واقع ہوتا ہے اور گرداگرد اُسکے کھلا ہوتا ہے تو ایک کالا سا گڑھا ہر چیز کے درمیان نظر آتا ہے کیونکہ
جو حصہ آنکھ کو نظر نہین آتا اُسپر اُسکے نزدیک گہری ظلمت ہے) مین کہتا ہون صفاق سے طبقہ قرنیہ
کے طبقات مراد ہین۔ جالینوس نے لکھا ہے کہ یہ مرض رطوبت بیضیہ کی غلظت سے حادث ہوتا ہے لیکن
اس سے اُسکی یہ غرض نہین ہے کہ رطوبت بیضیہ غلیظ ہو جاتی ہے بلکہ یہ غرض ہے کہ جب رطوبت بیضیہ پر

رطوبت غریبہ وارد ہوتی ہے تو آہن سے کچھ تنقبۂ قرنیہ کے پیچھے ثقبۂ عنبیہ پر منتشر ہوتی ہے اور اس جگہ ٹھہر جاتی ہے اور پانی کا اندیشہ اُنھین خیالات سے ہوتا ہے جو بقیہ اسباب سے نہون بلکہ اُس طریقہ پر ہون جو بیان ہو چکا ہے کہ رفتہ رفتہ بینائی مین کدورت اور ضعف پیدا ہوا اور جو پانی گدلا اور مکدر ہو یا نیلا ہو یا حقیقی ہو وہ اپنی کدورت اور غلظت کے سبب سے قابل علاج نہین ہوتا حتی کہ نشتر سے بھی نہین ہٹتا اور نشتر کی صورتین بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین اور پانی اترانے کی وجہ سے جو حصہ مبصرات کا نظر سے چھپ جاتا ہے بجاے اُس حصہ کے مبصر مین اس جگہ سیاہی کا دھبہ نظر آیا کرتا ہے مؤلف کہتا ہے

ناک کے امراض کا بیان

ناک مین بو کا کم آنا یا بالکل نہ آنا اسکا سبب یا تو بارد سادہ سوء مزاج ہوتا ہے (یعنی بلا شرکت مادہ) اور یا مقدم دماغ یا ناک کے زائدتین مین بلغم کے ساتھ سوء مزاج کا ہونا یہ سبب ہوتا ہے یا اسکا سبب کوئی سدہ ہوتا ہے جو مصفات مین رُک جاتا ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ ناک کے فضلے باہر نہ نکل سکین اور بات چیت مین کچھ گرانی اور غنغناہٹ بھی پائی جائے علاج یہ ہے کہ مزاج کی تعدیل کی جائے اور اگر سوء مزاج مادی ہو تو حب ایارج یا لفس ایارج سے جسکی سونف کے پانی مین گولیان بنائی گئی ہون دماغ کا تنقیہ اور استفراغ کیا جائے اور جو اطریفل ایارج اور اسطوخودوس سے قوی کیا گیا ہو اُسکا استعمال کیا جائے اور صرف شربت اسطوخودوس یا شربت اسطوخودوس اور شربت لیمو دونون کو جوشاندے مین ملا کر پینا بہت مفید ہوتا ہے (جو جوشاندہ سونف اور اسطوخودوس اور بسفائج اور ملیٹھی اور منقے اور انجیر اور پرسیاوشان سے تیار کیا جائے کیونکہ یہ بلغم کو نضج دیتا ہے اور اُسکا استفراغ کرتا ہے اور دماغ کے مزاج کو گرم کر دیتا ہے) لیکن اگر یہ مرض دماغی سدے سے پیدا ہو تو اسکا علاج زکام کے ذیل مین بیان ہوگا مین کہتا ہون جو سوء مزاج سادہ یعنی غیر مادی ہوتا ہے وہ کبھی تو سردی ہواؤن کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور کبھی اُن ادویہ کی وجہ سے جو کسی ضرورت سے استعمال کی گئی ہون مثلاً قطورات وغیرہ (قطور وہ دوا ہے جو ناک مین ٹپکائی جائے) اور جو سدہ اس مرض کا منشا ہوتا ہے وہ کبھی تو اُس ہڈی مین ہوتا ہے جسکا نام مصفاۃ ہے اور اس سدہ پڑنے کا سبب یا تو کوئی خلط ہوتا ہے یا ریح یا ورم یا سرطان یا کسی زائد گوشت کا پیدا ہو جانا اور کبھی دماغ کے اُس پردہ مین ہوتا ہے جو مصفات کے اوپر ہے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے و تعرف بامتناع ھابخرج یعنی اس سدہ کی یہ پہچان ہے کہ جو چیزین ناک سے نکلتی رہتی ہین وہ رُک جائین اور نہ نکل سکین تو اس قول

مین ھا یُخرج سے وہ فضلے مراد ہین جو ناک سے عادتًہ بہتے رہتے ہین آور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے ویُجتنب
ہماء الشمار تو شاید مؤلف نے شمار سے سونف مراد لی ہے کیونکہ شمار بمعنی سونف بھی آیا ہے غرض مطلب
یہ ہوا کہ سونف کے پانی مین اُن ادویہ کی گولیان باندھ لی جائین ۔ مؤلف کہتا ہے ۔ ناک مین
بدبو کا ہونا (بلا اسکے کہ خارج مین یعنی ناک کے محاذی کوئی بدبودار چیز ہو) اور اُس سے لذت
پانا اور صرف اسی بدبو کا ناک مین آنا اور کسی بو کا ناک مین نہ جانا اسکا سبب یا تو
کوئی متعفن اور سڑا ہوا خلط ہوتا ہے جو دماغ کے اگلے حصہ یا خیشوم (یعنی ناک کے انتہائی حصہ مین یعنی
جڑ) مین یا ناک کے زائدتین مین (جو دو بھٹنیون کی ہمشکل ہین) ہو اور اکثر یہ متعفن خلط بلغم ہوتا ہے (کیونکہ
خون جب رگون سے نکلکر ان مقامات مین آتا ہے تو جم جاتا ہے اور سڑتا نہین ہے اور صفرا اور سودا کا
وجود ان مقامات مین بہت ہی نادر طور پر ہوتا ہے اور بلغم دماغ مین پیدا بھی ہوتا ہے اور دماغ کیطرف
دفع بھی ہوتا ہے تاکہ اُسکی غذا بنے) یا اسکا سبب وہ قرحے ہوتے ہین جو ناک مین پیدا ہو کر سڑ جاتے ہین
اور یا اسکا سبب وہ بخارات ہوتے ہین جو سڑ کر معدہ سے اُٹھتے ہین یا پھیپھڑے سے اُٹھتے ہین اور مریض
کو انکی بدبو اچھی طرح محسوس ہوتی ہے اور جو ہوا اسمین نفوذ کرتی ہے وہ اسی کی سی کیفیت اختیار کر لیتی ہے
اور اسوجہ سے ناک مین بو نہین آتی مگر صرف اسی متعفن چیز کی (ہان اگر دوسری آنے والی ہوا اپنی اصلی
کیفیت پر باقی رہتی تو البتہ ناک مین اُسکا بھی احساس ہوتا) اور اس مرض کے آدمی کو اکثر بدبودار چیز کا
سونگھنا جیسے مثلًا پائخانہ سے بھلا معلوم ہوتا ہے (اسکی بھی وہی علت ہے کہ طبیعت اُس ناک کی بدبو
سے مالوف ہوگئی ہے جو اسمین مستقر ہے اب جو بدبودار چیز سونگھی جائیگی وہ بھی اسی کیفیت کو اختیار کر لیگی
اور طبیعت کو وہ بھی لذیذ اور خوشگوار معلوم ہوگی) **علاج** مذکورہ شدہ مسہلات سے دماغ کا تنقیہ کرنا چاہیے اور
مشک کو اتنا سونگھا جائے کہ اُسکی خوشبو اچھی طرح محسوس ہونے لگے اور طبیعت کو اُسکی خوشبو خوشگوار معلوم
ہونے لگے اور تمام سونگھنے والی چیزون مین اسکے لیے گدھے کا پیشاب سونگھنا نہایت درجہ مفید اور
نافع ہے اور کُٹ اور ایلوے اور بالچھڑ اور گلاب کے پھول اور لونگ کا فتیلہ بھی جو پودینہ یا آس کے
پانی مین خمیر دیگئی ہون نافع ہوتا ہے اور مناسب یہ ہے کہ فتیلہ کے استعمال سے پہلے ناک کو شراب
سے دھو ڈالا جائے (کیونکہ شراب خلطون کی ترطیب اور تلطیف کرتی ہے اور انھین رقیق کر کے نکالتی
ہے اور رستون کو کھول دیتی ہے اور چونکہ اسمین غسل اور جلاء ہے اسوجہ سے اعضاء کو فضلون اور میل کچیل سے

پاک صاف کردیتی ہے اور عفونت کو دور کردیتی ہے اور شراب مین باوجود ان سب باتون کے عطریت بھی
ہوتی ہے اور علاوہ فضلون کے دفع کرنے کے اعضا مین اسکی استعداد بھی پیدا کردیتی ہے کہ وہ دواؤن
کے اثر کو قبول کرلین) مین کہتا ہون بلا اس بات کے کہ خارج مین کوئی بدبو موجود ہو پھر ناک
مین بدبو کا آنا اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ مصفات یا حجاب مین کوئی متعفن خلط موجود ہے اور بدبوؤن کا
پسند کرنا اور خوشبوؤن کا طبیعت کو ناگوار ہونا یہ بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ انھین مذکورہ مقامات مین
سے کہین پر کوئی ٹھہرا ہوا خلط موجود ہوتا ہے البتہ اس خلط کی کیفیت یا تو اُس بو کے مضاد اور مخالف
ہوتی ہے جسکو وہ لذیذ سمجھتا ہے تو اسلیے اس چیز کی خواہش کرتا ہے کہ طبیعت اس مادہ موذی کو دفع
کرنے مین اس ضد کی مشتاق ہے تاکہ اسکی قوت پاکر موذی کو دفع کرے جیسا کہ آگے چلکر اس مسئلہ
مین ہمین فاضل سمرقندی نے شیخ ابو علی سینا کے ساتھ مخالفت کی ہے بیان کرینگے اور یا اس خلط کی
کیفیت اُس شئ کے موافق ہوتی ہے جسکو وہ لذیذ سمجھتا ہے اس صورت مین اُسکا گوارا سمجھنا اسوجہ سے
ہوتا ہے کہ خلط اُس شئ کو طلب کرتا ہے جو اُسکے مشاکل اور موافق ہے اور ایسا اُسی وقت ہوسکتا
ہے جبکہ خلط طبیعت پر غالب آجائے اور طبیعت کی قوتون کو معطل کردے جیسا کہ اس مسئلہ مین شیخ
کا کلام اسکا مقتضی ہے اور صرف بدبوؤن ہی کا محسوس ہونا بھی ایسے خلط کی وجہ سے ہوتا ہے جسمین
اسی بدبو کی کیفیت ہے کیونکہ جو کوئی بو اسمین نفوذ کرتی ہے وہ اُسی خلط کی کیفیت کو اختیار کرلیتی ہے
اور اسی سے متکیف ہوجاتی ہے اور اس مرض مین جو مشک سونگھنے کی تدبیر مؤلف نے لکھی ہے وہ
صرف شیخ بوعلی سینا کی راے عالی ہے مؤلف کہتا ہے ہمیشہ خوشبو کا ناک مین آنا اور
خوشبو کے سوا کسی بو کا نہ سونگھنا اسکا سبب تو وہی ہے جو مذکور ہوا یعنی متعفن مادہ
کا مقدم دماغ یا خیشوم یا زائدتین مین ہونا یا ناک کی جڑ مین کسی قرحہ کا ہونا جس سے طبیعت مالوف
ہوجائے) اور کبھی حاد بخارون مین بھیگی ہوئی مٹی یا مشک کی خوشبو یا گھی کی خوشبو (یا جلی ہوئی چربی
یا خود چربی کی بو) محسوس ہوا کرتی ہے حالانکہ خارج مین نہ مٹی ہوتی ہے نہ مشک نہ گھی نہ چربی تو
یہ خوشبو موت کی دلیل ہے علاج اگر ایسا ہو کہ بجز خوشبو کے دماغ مین کوئی اور بو ہی نہ آئے تو اُسکا
یہ علاج ہے کہ جند بیدستر کو تنقیۂ دماغ کے بعد اتنا سونگھین کہ اُسکی بو ناک مین آنے لگے مین کہتا
ہون امراض حادہ مین بھیگی ہوئی مٹی یا مشک کی خوشبو کا سونگھنا بلا اسکے کہ یہ مٹی اور مشک خارج مین موجود

اسکا سبب یہ ہے کہ ضعف بحد ہے اور طبیعت ایسی مقوی شیء کے تخیل کی طرف ملتجی ہے جو دماغ کو تر کرے
کیونکہ اُسکو اپنے کام کے لیے معاون کی سخت احتیاج ہے اور اسی وجہ سے یہ بات موت کی دلیل ہے
(یعنی اسوجہ سے کہ طبیعت کا ضعف اپنی حد کو پہونچ چکا اور اب وہ اپنے افعال مین معاون اور ظہیر کی محتاج ہے
اور یہ حالت اُسی وقت ہوتی ہے جبکہ وقت آ پہونچتا ہے کیونکہ بوڑھا ہی عصا کا محتاج ہوتا ہے جوان کو سہارے
کی کیا ضرورت ہے) اور جو شخص بدبو کو نہ سونگھ سکتا ہو اُسکا جند بیدستر وغیرہ سونگھنا یہ شیخ کی راے ہے اور سمرقندی
کی اس مسئلہ مین یہ راے نہین ہے وہ یہ کہتے ہین کہ کسی بو کا ناک مین نہ آنا اسکا سبب وہ سوء مزاج متفق ہوتا
ہے جو طبیعت پر غالب آجائے اور قوت شامہ اُس سے مالوف ہوجائے اور ظاہر ہے کہ جب یہ حال ہوگا تو بو
کا شعور اور احساس نہوگا جب یہ معلوم ہوچکا تو اب جو شخص صرف بدبو کو سونگھتا ہو اور خوشبو اُسکی ناک مین نجائے تو خواہ مخواہ
اسکی یہ وجہ ہوگی کہ اُسکا سوء مزاج خوشبو کے موافق ہے لہذا اُسکو اُسکا احساس نہوگا کیونکہ احساس تو اُسی چیز کا ہوتا
ہے جو مضاد اور مخالف ہو (کیونکہ پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ الشیٔ لاینفعل عن مثلہٖ یہی وجہ ہے کہ گنگنے پانی
مین اُنگلی ڈالنے سے حرارت یا برودت کا احساس مطلق نہین ہوتا اسکی یہی وجہ ہے کہ انگلی کا مزاج بھی معتدل ہے
اور یہ پانی بھی معتدل ہے والمعتدل لایحس معتدلاً آخر مثلہٖ) لہذا اس صورت مین اسکا علاج بدبو سے
کرنا چاہیے کیونکہ علاج جب ہوتا ہے ضد ہی سے ہوتا ہے اور جو شخص صرف خوشبو کو سونگھتا ہو اور بدبو اُسکی ناک مین
نہ آئے اُسکا سوء مزاج بدبو کے موافق ہوگا اور اسی موافقت کی وجہ سے اُسکو اُسکا احساس نہین ہوتا لہذا اس صورت
مین اُسکا علاج خوشبو سے کرنا چاہیے (نہ کہ جند بیدستر وغیرہ سے جیسا کہ شیخ کا خیال ہے کیونکہ علاج بالضد ہوتا ہے
نہ بالمثل) یہ بھی واضح رہے کہ فاضل سمرقندی اور شیخ بوعلی سینا کا یہ اختلاف صرف تعدیل مزاج مین ہے رہا یہ کہ اس
خلط سے دماغ کو پاک کیا جائے جو اُسکا سبب ہے تو یہ اتفاقی مسئلہ ہے شیخ اور سمرقندی دونون کے نزدیک
دماغ کا تنقیہ اس خلط سے فرض اور واجب ہے **مؤلف کہتا ہے ۔ ناک کی خشکی** اسکا سبب یا تو
افراط کی حرارت ہوتی ہے جیسا کہ محرق بخارون مین ہوتا ہے اور یا افراط کی خشکی اسکا سبب ہوتی ہے جیسا کہ
دق والون کو عارض ہوتا ہے اور یا اسکا سبب کوئی نسدار خلط ہوتا ہے جسمین تھوڑی سی حرارت اپنا اثر کرے
(کہ وہ حرارت اسمین نفوذ کرکے اُسکی تری اور سیلان کو بالکل دور کردے اور خشکی پیدا ہوجائے) اور اس خشکی کی
یہ پہچان ہے کہ ناک مین کچھ چپکنے والا خلط اکٹھا ہوجائے علاج جو خشکی افراط کی حرارت یا یبوست کی وجہ
سے ہو اُسکا علاج تو بنفشہ یا لوکی یا نیلوفر کا تیل ہے اور کبھی اس خشکی کے علاج مین جو گرمی سے ہو ان تیلون

کے ساتھ تھوڑا سا کافور بھی ملا دیا جاتا ہے (تاکہ زیادہ ٹھنڈک پھیلائے) اور جو خشکی لسدار خلط سے ہو اُسکی یہ تدبیر ہے کہ وہ خلط نکالکر دماغ کا اُن ادویہ سے تنقیہ کردیا جائے جو کہ معلوم ہو چکے ہین (یعنی اُس خلط کے نضج اور تلیین کے بعد تاکہ ایسا نہو کہ رقیق خلط کا استفراغ ہو جائے اور بقیہ اپنی غلاظت اور چپچپاہٹ سے دفع ہونے سے اباکرے) مین کہتا ہون لسدار خلط مین تھوڑی حرارت کے عمل کرنے کے یہ معنی ہین کہ یہ حرارت اُسکو خشک کر کے باہر نہ نکلنے دے اور اسکا علاج یہی ہے کہ مذکور شدہ روغنون سے پہلے اُسکی تلیین کر لیجائے بعدہ نکالدیا جائے اور دماغ کا تنقیہ کر دیا جائے (یہ نہین کہ قبل تلیین کے اُسکے نکالنے کی تدبیرین کیجائین) **مؤلف کہتا ہے۔ ناک کے قرحے** (یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرحہ اُس زخم کو کہتے ہین جو پک جائے اور اسمین پیپ پڑجائے آور ناک مین جو قرحے پیدا ہوتے ہین اُنکا مبدء یا تو خود ناک ہی مین ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ناک کو تفرق اتصال عارض ہوا اور وہ پک جائے اور یا اسکا مبدء ناک کے علاوہ کہین اور ہوتا ہے مثلاً یہ کہ بدن سے ناک کی طرف کچھ تیز ابخرے چڑھکر پہلے ناک کی جلد کو بگاڑدین پھر اُسکے گوشت کو اور اس سے ناک مین زخم پیدا ہوکر پک جائے یا مثلاً یہ کہ سر کی طرف سے ناک پر کچھ نزلہ گرے اور وہ ایسا تیز ہو کہ ناک مین زخم پیدا کردے اور زخم مین پیپ پڑجائے **علاج** جن قرحون سے پیپ اور زرد آب بہتا ہو اُنکا علاج توکا شغری سفیدے کا مرہم ہے (جو مردار سنگ اور سفیدہ کاشغری اور خبث الرصاص اور خبث الفضہ اور روغن گل اور موم سے بنایا گیا ہو) یا وہ ہڑ جو زیتون سے بنے ہوئے روغن گل مین گھسی ہوئی ہو آور جو قرحے خشک ہون اور اُنپر کھرنڈ جم گیا ہو تو اُنکا علاج روغن بنفشہ ہے سفیدہ موم یا کتیرے یا لعاب اسپغول کے ساتھ لیکن اس علاج کے ساتھ غذا کی بھی اصلاح کی جائے (تاکہ اُس سے ایسے فضلے نہ پیدا ہون جو گوشت کے بھر جانے کو منع کرین) اور گوشت بالکل چھوڑ دیا جائے (کیونکہ اُس سے خون زیادہ پیدا ہوتا ہے اور عضو ضعیف اُسمین اپنا تصرف نہین کرسکتا اسوجہ سے وہ خون فضلہ بنجاتا ہے اور فضلے گوشت کے بھرنے سے مانع ہوتے ہین اور طبیعت کی تلیین کیجائے (تاکہ مواد اور ابخرے سر سے نیچے کی طرف میلان کرین) اور گرم ابخرون کی تسکین کیجائے اور اُنکو اوپر چڑھنے سے بذریعہ بہی یا سیب یا امرود یا لعاب اسپغول اور شکر یا خشک دھنیے اور شکر کے روکا جائے مگر اُن چیزون کا استعمال کھانے کے بعد کیا جائے تاکہ ہضم کے وقت بھی اُن ابخرون کو روک دین جو کھانے سے اوپر کو چڑھا کرتے ہین) اور کبھی اسکے علاج مین سرو کی فصد اور گدی پر کی حجامت اور استفراغ کی بھی ضرورت ہوتی ہے اگر بدن مواد اور ابخرون سے بھرا ہو

اور مادہ کثرت سے ناک کی طرف ریزش کرتا ہو (تاکہ مدد دینے والے مادہ کا انقطاع ہو جائے) پس اسوقت
مین گرے ہوے مادہ کا تدارک آسان ہو جائیگا) مین کہتا ہون ناک کے زخم یا تو گرم اور تیز ابخرون
سے پیدا ہوتے ہین یا ردی خلطون کے ردی نزلون سے اور یہ زخم کبھی تو ناک کے سطح ظاہر مین ہوتے ہین
اور کبھی سطح باطن مین آور سفیدہ کاشغری کے مرہم کا یہ نسخہ ہے مردار سنگ سفیدہ کاشغری خبث الرصاص جو
جلا کر شراب اور روغن آس مین ملایا جائے اور اسمین تھوڑا سا موم شامل کر دیا جائے مؤلف کہتا ہے
نکسیر بعضی نکسیر تو بحرانی ہوتی ہے (یعنی اسوقت عارض ہوتی ہے جسوقت طبیعت مادہ مرض کے دفع
کرنے مین مشغول ہوتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ دماغ کی بعضی رگین ایسی بھی پیدا کی گئی ہین جو آسانی
ٹوٹ جاتی ہین اور اسکی یہ علت ہے کہ اگر احیاناً دماغ کی رگون مین ایسا امتلا پیدا ہو جو موجب اذیت ہو تو
وہ آسانی سے ٹوٹ کر اُسکو دفع کر سکین اور یہ رگین بیشتر مقدم دماغ اور ناک کے قریب پیدا کی گئی ہین اور
اسکی مصلحت اظہر من الشمس ہے) اگر نکسیر بحرانی ہو تو اُسکو بند نہ کیا جائے ہان اگر بعید خون نکلے اور یہ خوف ہو
کہ قوت زائل ہو جائیگی تو اُسوقت اُسکو بند کر دیا جائے (ورنہ اندیشہ ہوگا کہ خون کے ساتھ روح نہ نکلجائے)
اور بعضی نکسیر وہ ہوتی ہے جو خون کے رگون مین بھر جانے سے پیدا ہوتی ہے کہ جس سے رگین کھنچکر تنگ افتہ
ہو جائین اور اس نکسیر کو بھی بند نہ کیا جائے مگر اُسوقت جبکہ ظاہر جلد اپنے پھولنے سے اعتدالی حالت پہ
آجائے اور رنگ کی سرخی بھی معتدل رہجائے اور سرخی کی شدت جاتی رہے اور وہ گرانی بھی جاتی رہے
جو نکسیر کے پہلے محسوس ہوتی تھی آور بعضی نکسیر وہ ہوتی ہے جو شبکہ کے وریدون یا شریانون کے
پھٹ جانے سے عارض ہوتی ہے اس نکسیر کا علاج سخت دشوار ہے اور یہ نکسیر اکثر مار سے یا گر پڑنے
سے یا خون کے سخت جوش سے پیدا ہوتی ہے آور جوش خون کی وجہ سے جو نکسیر ہوتی ہے اس سے پیشتر
سخت درد ہوتا ہے اور شعلے اُٹھتے ہین اور جلن ہوتی ہے اور عروقی (یعنی وریدی) اور شریانی نکسیر مین یون
فرق کیا جاتا ہے کہ شریانی نکسیر مین خون اُچھلتا ہوا اور پتلا سُرخ زردی مائل ہوتا ہے مین کہتا ہون
بہت سے امراض حادہ کا بحران نکسیر ہے خصوصاً چیچک اور کھسرا اور درد سر اور جگر اور احشا کا ورم اور
ذات الجنب اور ذات الریہ اور سینہ کا ورم کہ ان امراض کا بھی بحران ہے اور ذات الجنب مین تو نکسیر نہایت
ہی نافع ہے اور عمدہ چیز ہے اور بحرانی نکسیر اسطرح پہچانی جاتی ہے کہ بحران کے دن واقع ہوا اور نکسیر کے
بعد منہ اور سر کے ہلکا ہو جانے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نکسیر محمود ہے آور اسکو پری کی ہڈی کے نیچے جو جھلی ہے

اُسکا نام شبکہ ہے اور اسکو شبکہ مشیمیہ کہتے ہین اور یہ جھلی چند ایسی چھوٹی چھوٹی رگون سے بُنی ہوئی
ہے کہ کوئی رگ تنہا ہاتھ مین آ ہی نہین سکتی بلکہ ہر رگ دوسری رگ سے ملی ہوئی ہے اور بعینہٖ اُسکی صورت
جال کی سی ہے (اسی لیے اسکا نام شبکہ رکھا گیا ہے) جو نکسیر شبکہ کے پھٹ جانے سے عارض ہوتی ہے
اُسکا علاج اکثر اوقات تو کوئی بھی نہین ہو سکتا خصوصًا جو نکسیر شرائین کے پھٹ جانے سے پیدا ہو کہ
اُسکا تو کوئی علاج ہی نہین (یعنی وہ کسی طرح بند ہی نہین ہوتی) آور وریدی اور شریانی نکسیر مین یہ فرق ہے
کہ جو خون شریان سے آتا ہے وہ پتلا اور سرخ اور اُچھلتا کودتا ہوا نکلتا ہے اور مؤلف کے کلام مین جو لفظ
حفز ہے اُسکے معنی دفع کے ہین عرب کا مقولہ ہے حفزتُ الرجل احفزہ حفزًا یعنے مین نے فلان
شخص کو پیچھے سے ڈھکیل دیا اسی طرح النفس المحفوز اُس سانس کو کہتے ہین جو پے در پے چل رہی ہو کیونکہ ایک
سانس دوسری سانس کو دفع کر رہی ہے اور ڈھکیل رہی ہے آور یہ اُچھلنا اسواسطے ہوتا ہے کہ شرائین خود بھی
اُچھلنے والی رگین ہین مؤلف کہتا ہے نکسیر کی دوائین (یعنے نکسیر کو بند کرنے والی دوائین) بعضی تو
قابض (یعنی عضو کے اجزا کو جمع کرنے والی) ہوتی ہین (کہ اُنسے مجاری اور رگون کے منھ بند ہو جاتے ہین
لہٰذا بضرورت رگ مین سے بہتی ہوئی چیز رُک جائیگی) جیسے کیکر اور انار کی کلی اور مسور اور مازو آور بعضی دوائین
ایسی ہوتی ہین جو برودت پیدا کرنے والی اور خشکی لانے والی اور جما دینے والی ہوتی ہین (کہ خون کو جما دیتی
ہین اور اُسکو اتنا گاڑھا کر دیتی ہین کہ نہ وہ بہ سکتا ہے اور نہ ناک کی رگون مین نفوذ کر سکتا ہے اور رگون
کے جرم کو بھی کثیف کر دیتی ہین کہ اُسکے اجزا باہم ملجاتے ہین اور خون رُک جاتا ہے) جیسے افیون اور
بھنگ اور کافور اور عصارہ کاہو اور عصارہ بارتنگ آور بعضی دوائین لسدار ہوتی ہین (کہ اپنی چپکتی ہوئی
رطوبت سے رگون کے منھ پر چپک جاتی ہین اور انمین سے بہتی ہوئی چیز رُک جاتی ہے) جیسے چکی کی
اُڑن اور کندر کا آٹا (جب کندر چھلنی مین چھانا جاتا ہے تو پیسنے کے پہلے نکلتا ہے) آور بعضی دوائین داغ
دینے والی ہوتی ہین (کہ عضو کو جلا دیتی ہین اور جلا کر کوئلے کی طرح کر دیتی ہین اور یہ جلا ہوا عضو بہتے ہوے
خلط کے مجرے پر دیوار بنجاتا ہے) جیسے پھٹکری آور بعضی دوائین نکسیر کو بالخاصہ روکدیتی ہین جیسے گدھے
کی لید کا عصارہ اور مکڑی کا جالا اور خرنگی نامی کا پانی اور پودینہ کا پانی یہ سب تو مفرد دوائین مذکور ہوئین
اور مرکب دوائین یہ ہین فتیلہ یعنی بتی مکڑی کے جالے کو روشنائی مین ڈبو یا جائے (یعنی لکھنے
کی سیاہی کہ اسمین چونکہ پھٹکری اور مازو اور اجزاے دخانیہ ہوتے ہین اس سبب یہ خون کو روکتی ہے)

اور اُسپر چکی کی اُڑن چھڑک کر اور بتی بنا کر ناک مین رکھ لیا جائے دیگر افیون ایک دانق چکی کی اُڑن آتا
کی گلی آنزوہر ایک نصف درہم ان سب کو گدھے کی لید کے عصارہ مین خمیر کیا جائے اور مکڑی کا جالا ملا کر
اور بتی بنا کر ناک مین رکھ لیا جائے اور اسی کے ساتھ پیشانی کو گلاب اور صندل اور کافور سے تر کیا جائے
اور اگر دہنی جانب سے نکسیر پھوٹے تو جگر پر سینگیان لگائی جائین اور اگر بائین جانب سے پھوٹے تو
جگر کو گلاب اور صندل اور کافور سے سرد کیا جائے اور تلی پر سینگیان لگائی جائین اور گدی پر سینگیان
لگانا بھی مفید ہے اسی طرح دونون خصیون کا کسکر باندھنا اور زور سے کھینچنا بھی اسکے لیے نافع ہے
اور اکثر اوقات باریک فصد کی بھی ضرورت پڑتی ہے یہانتک کہ غشی آجائے اور خون ٹھنڈا پڑ جائے
اور نکسیر بند ہو جائے **مین کہتا ہون** فصد کی ضرورت اسی نکسیر مین ہوتی ہے جو سخت ہو یعنی وہ نکسیر
جو سخت حرارت کے جوش سے ہو یا شرائین پھٹ جائین اور فصد کے لیے سب رگون سے بہتر رگ کا
وہ حصہ ہے جو اس نتھنے کے قریب ہو اور اُسکا ضرور لحاظ رہے کہ یہ رگ نہایت باریک ہو تاکہ ضعف
نہو جائے اور جس طریقہ پر مؤلف نے لکھا ہے اُس طریقہ پر فصد پر اقدام کرنا اُسوقت چاہیے جبکہ خوب
اُچھل کر خون باہر ہوتا ہو مگر قوت ساقط ہونے سے پیشتر ہی اُسکو روک دینا چاہیے اور اگر خون خوب
اُچھل کر نہ باہر ہوتا ہو بلکہ قطرہ قطرہ ٹھہر ٹھہر کر ٹپکتا ہو اور فصد لینے کی ضرورت سمجھی جائے تو تھوڑی
تھوڑی کئی بار مین فصد لینا چاہیے جو غشی کی حد تک نہ پہونچا دے **مؤلف کہتا ہے** زکام
اور نزلہ (زکام مادے کا سر سے ناک کی طرف بہکر آنا اور نزلہ مادے کا سر سے حلق کی طرف بہکر آنا) گرم
زکام اور گرم نزلہ کی یہ پہچان ہے کہ جو مادہ ناک یا حلق کی طرف اُترے اسمین حدت اور سوزش ہو اور منہ اور
آنکھون کا رنگ سُرخ ہو اور بہکر آنیوالے مادہ مین لذع ہو اور رقیق ہو اور اُسمین حرارت ہو اور چبھتا ہوا ہو اور سر اور
منہ سے شعلے اُٹھتے معلوم ہون اور تھوک زردی مائل یا سرخی مائل ہو (زردی مائل تو اُس وقت ہوتا ہے
جبکہ مادہ صفراوی ہو اور سرخی مائل اُسوقت جبکہ مادہ دموی ہو) اور سرد زکام اور سرد نزلہ کی یہ پہچان ہے کہ بہکر
آنے والے مادے مین برودت ہو اور گاڑھا ہو اور ناک مین دغدغہ اور پیشانی کھنچی ہوئی ہو اور کھنکھار سفید ہو
اور اگر بخار چڑھ آئے تو آرام معلوم ہو **مین کہتا ہون** مادہ کا دماغ سے بہکر آنا اسمین زکام اور نزلہ دونون شریک
ہین لیکن دونون مین مابہ الفرق یہ ہے کہ جو مادہ حلق کی طرف بہکر آوے وہ نزلہ ہے اور جو ناک کے راستے
آوے وہ زکام ہے اور یہی فرق مشہور ہے لیکن بعض اطبا ان دونون صورتون کو نزلہ ہی کہتے ہین بانہما

زکام مین اتنی قید اور بڑھا دیتے ہین کہ جو مادہ چہرہ کے اعضا پر مثلاً ناک اور آنکھ پر گرے اور رقیق بھی ہو اور جسکی
وجہ سے ناک مین کسی چیز کی بو نہ آئے وہ زکام ہے اور مؤلف نے جو کچھ اسکی علامتین لکھی ہین وہ سب ظاہر ہین
اور مادہ کی حدت اور لذع اور رقت اور حرارت اور برودت اور غلظت اور سفیدی کو محسوس کرنا تو زکام کے اُس
مادہ مین ہوتی ہے جو ناک کے راستہ مین ہو اور نزلہ کے اُس مادہ مین جو حلق کے راستے مین ہو اور یہ تمیز اُس
مشہور کی بنا پر ہے جسکو ہم لکھ چکے ہین مؤلف کہتا ہے۔ علاج نزلہ کے علاج سے یہ غرض ہوتی ہے
کہ چھ باتون کا قصد کیا جائے پہلی بات تو یہ ہے کہ گرم نزلہ مین سرد کی فصد سے مادہ کو کم کیا جائے اور اُس
خلط کا استفراغ کیا جائے جو اسکا موجب ہے مثلاً بلغم اور طبیعت کی تلیین کیجائے (یعنی ٹھنڈے نزلہ مین ایلوے
اور تربد اور ملٹھی وغیرہ سے) اور دوسری بات یہ ہے کہ مزاج کی تعدیل کیجائے جیسے کہ نیم گرم یعنی گنگنے حمام مین
گرم نزلہ کے لیے تبرید ہے اور سرد و تر غذاؤن کا استعمال ہے جیسے لوکی اور خبازی اور پالک اور خرفہ کا ساگ
انمین سے جو کوئی بھی ہو روغن بادام یا روغن شیرج کے ساتھ استعمال کرنا اور ناف اور پاخانہ کے مقام اور ہاتھ
پیرون پر بنفشہ کا تیل لگانا اور ٹھنڈے نزلہ مین گرم کپڑے اور گرم بھوسی اور باجرے سے سینکنا اور جب زیادہ
برودت اور رطوبت ہو تو نمک بھی ملا لیا جائے اور گرم اور لطیف ہلکی غذاؤن کا استعمال کرنا جیسے شہد اور حلیون
وغیرہ اور مشک اور عنبر یا بھنی ہوئی کلونجی کو کتان کی نیلی پوٹلی مین باندھ کر سونگھنا اور تیسری بات یہ ہے کہ
زکام کے بہنے کو روکا جائے گرم نزلہ مین تو شربت خشخاش اور آش جو سے اور ٹھنڈے مین میٹھے جوشاندے
سے اسی طرح کلی کرنا اور غرارا کرنا گرم نزلہ مین تو خشخاش اور عناب اور مسورکے ٹھنڈا کیے ہوئے جوشاندے
سے اور ٹھنڈے مین گرم جوشاندہ سے اور چوتھی بات یہ ہے کہ مادے کے قوام کی تعدیل کیجائے گرم نزلہ
مین تو شربت خشخاش وغیرہ سے اُسکو غلیظ القوام کیا جائے اور ٹھنڈے مین شربت زوفا اور جلاب اور ملٹھی
اور سکنجبین عنصلی یا اُس شربت لیمو سے جسمین ترشی کم ہو رقیق القوام اور لطیف کیا جائے اور پانچوین بات یہ ہے
کہ مادہ کو مخالف جہت کی طرف پھیر دیا جائے جیسے نزلہ کو چھینکین لانے والی دواؤن سے حلق سے ناک
کی جانب پھیپھڑے اور پھیپھڑے کے نلکی کی مضرت کی وجہ سے پھیر دیا جائے اور چھٹی بات یہ ہے کہ باقلا
اور آش جو اور معجون بنفشہ اور روغن بادام اور حب السعال وغیرہ سے اُس چیز کی تدبیر کیجائے جسمین اسبابکا اندیشہ
ہو کہ نزلہ سینہ کے اعضا پر اُسکا پیرو ہو کر چلا جائیگا مین کہتا ہون گرم نزلہ مین مادہ کی تقلیل صرف فصد سے
اور گرم اور سرد دونون نزلون مین مادہ کی تقلیل غیر فصد سے اور اگر فصد اور استفراغ دونون کی ضرورت پڑے

تو فصد کو استفراغ پر مقدم کرنا ان دونون باتون کا قانون پیشتر معلوم ہو چکا اور استفراغ کے نسخے بھی پچھلے
امراض مین بیچانے جاچکے ہین اور زکام اور نزلہ مین جو سنگھنے مواد کو ناک کی طرف جذب کرین وہ نہایت نافع
ہوتے ہین اور نزلۂ حارہ مین تبرید سے مزاج دماغ کی تعدیل کرنا اور نزلۂ باردہ مین مزاج دماغ کی تعدیل
تسخین سے کرنا بسبب فاعل کے مقابل ہین کیونکہ گنگنے پانی سے حمام کرنا برودت پیدا کرتا ہے اسی طرح
مذکورشدہ غذائین اور اطراف بدن مین روغن بنفشہ وغیرہ لگانا اور لفظ سرم قسین مہملہ مضمومہ معاء مستقیم کے کنارہ
کو کہتے ہین جو مقعد کے اندر ہے یہ کلمہ بنایا ہوا ہے اصل عربی نہین ہے اور کلونجی کے بھوننے کی یہ ضرورت ہے
کہ اسکی تیزی نکلجائے اور سونگھی جاسکے اور مؤلف نے زکام اور نزلہ کے علاج مین جو چھ باتین لکھی ہین انکی مراعات
ضروری ہے لیکن اُن کے لیے خاص خاص اوقات ہین چنانچہ مادہ کو غلیظ کرنے کی ضرورت نزلہ کی ابتدا
مین ہوتی ہے کیونکہ اترے ہوئے مادے کی تحلیل لازمی اور ضروری ہے اور مادہ کو مخالف جہت کیطرف
متوجہ کرنے کی ضرورت قبل مادے کے اترنے کے ہے اُس جہت کی طرف جدھر اُسکا اترنے کا قصد ہے
اور ان باتون کا جاننا طبیب کی قابلیت پر موقوف اور مفوض ہے اور جو چیز نزلہ کو اعضاے صدر سے روکے
اُسکی تدبیر غذاؤن سے ہوتی ہے گرم نزلہ مین تو اُس طریقہ پر کہ آش جو کو خمیرۂ بنفشہ اور آب انار شیرین اور اس
حریرہ کے ساتھ جو نشاستہ اور جو کے آٹے اور باقلا سے تیار کیا جائے تناول کرین اور ٹھنڈے لعوق استعمال
کرین اور سرد نزلہ مین تر غذاؤن کو شہد کے ہمراہ استعمال کرین یا آب نخالۂ گندم روغن بادام اور شہد وغیرہ
کے ہمراہ تناول کرین غرضکہ مزکوم حار کو شربت بنفشہ اور عناب اور ملٹھی پینا چاہیے اور اُسکی غذا یہ ہے کہ آش جو
روغن بادام کے ہمراہ تناول کرین بشرطیکہ حرارت قوی ہو اور ماش اور چوزون کا گوشت اور پالک کا ساگ
تناول کرے پر اُسوقت جبکہ حرارت کم ہو اور مزکوم بارد کا یہ شربت ہے جلاب اور ملٹھی اور پرسیاؤشان اور
تخم سونف اور بیج کرفس اور تھوڑا زوفا اور اُسکی غذا مرغ کے گوشت اور چنے کا شوربہ ہے۔ مؤلف کہتا
ہے یاد رکھو کہ ٹھنڈے نزلہ کے شروع مین حمام مضر پڑتا ہے اور اخیر مین نافع ہوتا ہے شروع مین مضر
ہونے کی یہ وجہ ہے کہ مادہ اُسوقت خام ہوتا ہے اور حمام کی حرارت اُسکے تحلیل کرنے پر قادر نہین ہوتی پس
جو مادہ رقیق ہوتا ہے اُسکو تو تحلیل کر ڈالتی ہے اور باقی کو گاڑھا اور غلیظ اور عسر التحلیل یعنی علی حالہا چھوڑ دیتی
ہے اور آخر مین اسلیے نافع ہے کہ حمام کی حرارت اُسکو تحلیل کر ڈالتی ہے اور گرم نزلہ کے شروع اور آخر دونون
مین حمام مفید ہے آخر مین مفید ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے اور شروع مین مفید ہونے کی یہ وجہ ہے کہ شروع مین

ٹھنڈک پہنچاتا ہے اسکے علاوہ گرم نزلہ لطیف اور تحلیل کے قابل ہوتا ہے گو شروع مین ہو پھر جبکہ مسام جو اسکے
کھل جاتے ہین تو پسینے وغیرہ سے جلد ضرور ملائم پڑ جاتی ہے اور مادہ تحلیل ہو جاتا ہے اور شروع نزلہ مین ناس
لینا مضر ہے کیونکہ اسکے مادہ کو پکنے سے مانع ہوتا ہے اور نضج کے بعد نافع ہے (کیونکہ پکے ہوے مادہ کو دفع
کر دیتا ہے) اور معجون بنفشہ کے ساتھ آش جو کا استعمال عجیب عمدہ چیز ہے کہ تمام مادہ کو تھوک کے راستہ نکالتی
ہے (اور لذع اور سیلان کو روک دیتی ہے اور قوام کی تعدیل کر دیتی ہے) اور نزلہ مین ان باتون کا لحاظ رکھنا
نہایت ضروری ہے غذا کم کیجائے پانی بہت کم پیا جائے اور سویا کم جائے خصوصًا دن مین اور پیٹ بھر کے
کھانا ہرگز نہ کھایا جائے اور تخم ہرگز نہ استعمال کیے جائین اور کھانا کھاتے ہی ہرگز نہ سوئین اور سر کے انجام
جو چکی کے پتھر پر گرم کیا گیا ہو گرم زکام کے سدون کو کھول دیتا ہے اور خشک ہوئی گاؤ زبان کا جو ہیز سر کے مین
ایک دن رات بھگوئی جائے اور تھوڑے سے پرانے روغن زیتون کے ساتھ کوٹی جائے ناس لینا
اسی وقت زکام کے سدون کو کھول دیتا ہے مین کہتا ہون سرد نزلہ کے شروع مین حمام اسلیے مضر ہے
کہ مادہ کے اترنے پر مدد دیتا ہے کیونکہ غلیظ مادہ کو بہاتا ہے اسی وجہ سے آخر مین حمام کرنا مفید ہے
کیونکہ یہ حمام مادہ کو تحلیل کرتا ہے اور گرم نزلے کے لیے حمام ہر وقت مفید ہے کیونکہ گرم مادہ رقیق ہوتا ہے اسکی
تحلیل شروع مین بھی ہو جاتی ہے اور ناس لینا شروع نزلہ مین اسلیے مضر ہوتا ہے کہ وہ اخلاط کے پکنے
سے مانع آتا ہے کیونکہ ناس لینے مین اخلاط کو حرکت ہوتی ہے اور پختگی بغیر سکون کے نہین ہو سکتی اسکے علاوہ
ناس لینے مین اور فضلے بھی دماغ کی طرف جذب ہوتے ہین لیکن آخر نزلہ مین ناس لینا نہایت ہی مفید ہے
کیونکہ یہ پکے ہوے فضلے کو دفع کر دیتا ہے باقی متن مین ظاہر مؤلف کہتا ہے

مسوڑون اور دانتون اور ہونٹھون کے امراض

جس شخص کو اس بات کی خواہش ہو کہ اسکے دانت مضبوط اور صحیح و سالم رہین اسکو چاہیے کہ ان آٹھ باتون
کا لحاظ رکھے پہلی بات اس سے بچنا ہے کہ کھانے پینے کی چیزین اسکے معدے مین بگڑین (کیونکہ
جب یہ بگڑینگی تو اُنسے فاسد بخارے اٹھینگے اور دانتون کو بگاڑینگے اور یہ فساد یا تو اس سبب سے ہوتا ہے
کہ انکا جوہر ہی فاسد ہے یا یہ سبب ہوتا ہے کہ وہ جلد متغیر ہو جاتے ہین (فساد جوہر کی مثال) جیسے مچھلی (اور
مزے اور بو کا بگڑا ہوا پانی) اور دودھ (کہ یہ پینے والی چیزون مین جلد متحیل ہو جانے والی چیز ہے) اور صحناے
مصری (کہ یہ جلد متغیر ہو جانے والا کھانا ہے اور ایک طرح کا سالن ہے جسے مصر کے لوگ مچھلی سے بناتے

ہین اور اُسکے بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ فربہ مچھلی لیجاتی ہے اور اُسکے ٹکڑے کیے جاتے ہین اور یہ ٹکڑے
بلا نمک کے تین دن تک رکھ چھوڑے جاتے ہین اسکے بعد نمک کے ساتھ کسی برتن مین کرکے گرمیون کی
دھوپ مین رکھے جاتے ہین اور ہر روز لکڑی کی ڈوئی سے چلائے جاتے ہین تاکہ گھل جائین اور گرم
ہوجائین اُسکے بعد چھان لیے جاتے ہین کہ اُسکے کانٹے نکل جائین پھر کسی برتن مین اُٹھا رکھی جاتی ہے)
اور یا اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ ان دونون کے استعمال سے فساد آجاتا ہے (مثلاً جلد ہضم ہونیوالی چیز
کو دیر ہضم چیز کے اوپر کھا لیا جائے یا غذا کے استعمال مین اتنی دیر کیجائے کہ بھوک شدت پکڑ جائے
اور معدہ پر ایسی رطوبتین گرین کہ غذا کو فاسد کر دین یا کھانے پر سخت حرکت کرین یا اُسپر بہت سا پانی پی لین
کہ وہ غذا اور معدے کے جرم کے درمیان حائل ہوجائے) **دوسری بات** زیادہ قے کرنے سے
احتراز کرنا (کیونکہ جو چیز قے مین نکلتی ہے وہ دانتون پر ہوکر آتی ہے اور دانتون کی جڑون مین لپٹ رہتی ہے
اور انھین خراب کر دیتی ہے) خصوصاً ترش قے سے (کیونکہ ترش چیز دانتون کو اُنکے جرم مین پہونچکر خراب
کر دیتی ہے اور دانتون سے اُس رطوبت کو دور کر دیتی ہے جو انکو سب بلیات سے محفوظ رکھتی ہے
اور دانتون کی آبداری کو کھو دیتی ہے اور اسوجہ سے انمین اسکی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ مفسد
چیزون کے اثر کو قبول کرلین) **تیسری بات** چپکتی ہوئی چیزون کے چبانے سے پرہیز کرنا خصوصاً
چپکتی ہوئی میٹھی چیزین جیسے مغزی حلوا اور خشک انجیر وغیرہ **چوتھی بات** دانتون کو کند کرنے والی
چیزون سے احتراز کرنا اور ہر سخت ٹھنڈی چیز کے استعمال سے پرہیز کرنا خصوصاً گرم چیز کے بعد اسی طرح
ہر سخت گرم چیز کے استعمال سے پرہیز کرنا خصوصاً ٹھنڈی چیز کے بعد اور ہر اُس چیز سے پرہیز کرنا جو بالخاصہ
دانتون کو مضر ہو جیسے گندنا وغیرہ **پانچوین بات** کسی سخت چیز کو دانتون سے توڑنا اس سے بھی
پرہیز کرنا چاہیے جیسے اخروٹ اور بادام وغیرہ **چھٹی بات** ہمیشہ دانتون کو صاف رکھنا مگر اسمین اتنا
مبالغہ نہو کہ گوشت کو مضر پڑے اور دانتون کو ہلا دے **ساتوین بات** اعتدال کے ساتھ
دانتون مین مسواک کرنا مگر نہ اسقدر کہ دانتون کی آبداری اور چمک جاتی رہے اور وہ اس قابل ہوجائین
کہ اُنپر نزلہ گرے اور بخرے اُسکی طرف چڑھین اور مسواک کے لیے وہ لکڑی زیادہ مناسب ہے
جسمین کچھ تلخی اور قبض ہو جیسے پیلو اور زیتون کی لکڑی ہے اور مسواک کرنا دانتون کو جلا دیتا ہے
اور دانتون کو مضبوط کرتا ہے اور دانتون پر پپڑی جمکر کھد جانے کو مانع آتا ہے اور مسوڑھون کو مضبوط

کرتا ہے اور منھ مین خوشبو پیدا کردیتا ہے آٹھوین بات اسکا التزام رکھنا کہ سوتے وقت دانتون مین تیل دیا جائے اگر تبرید یعنی ٹھنڈک پہونچانیکی ضرورت ہو تو روغن گل وغیرہ سے تدہین کیجائے اور اگر گرمی پہونچانے کی ضرورت ہو تو رومی انجھر وغیرہ کے تیل سے اور شہد مل لینا بھی نافع ہے اور شہد سے شکر بہتر ہے لیکن شہد مین جلا اور تنقیہ زیادہ ہوتا ہے (یعنی بہ نسبت شکر کے) اور دانتون کی ایک محافظ ترکیب یہ بھی ہے کہ جس شراب مین شیر دار درخت کی جڑ جوش دیگئی ہو اُس سے ہر مہینہ مین دو مرتبہ کلی کرلیجائے جو ایسا کرتا رہیگا اُسکے دانتون مین کبھی ضد نہوگا اسیطرح وہ نمک بھی جو شہد کے ساتھ خمیر دیا گیا ہو عام اس سے کہ جلا ہوا ہو یا بے جلا ہو نمک قابض ہوتا ہے اور جلا دیتا ہے اور تحلیل کرتا ہے اور پاک کرتا ہے اور سُکھاتا ہے اور جلا ہوا نمک ان سب باتون مین بغیر جلے ہوے سے بڑھکر ہے (مین کہتا ہون جس کھانے کا جوہر بگڑا ہوا ہو اُسکی مثال تو سمارو غ یعنی کھمبی ہے اور بیگن ہے اور پینے کی چیز فاسد الجوہر جیسے گدھے کا یا مٹھور کا پانی جو مدت تک پڑا رہا ہو اور وہ پانی جسمین مفسد چیزین ملی ہون اور سریع الاستحالہ یعنی جلد بگڑجانے والے کھانے کی مثال صحناے مصری ہے جیسا کہ مؤلف نے لکھا ہے اور یہ کھانا فاسد الجوہر بھی ہے اور صحناہ وہ سالن ہے جو مچھلی سے بنایا جاتا ہے اور اسکی یہ ترکیب ہے کہ تازہ مچھلی لیکر ٹکڑے ٹکڑے کرلیجائے اور تین روز تک یونہین بلا نمک لگائے چھوڑ دیجائے اسکے بعد اُسپر نمک چھوڑکر روزانہ لکڑی کی ڈوئی سے چلائی جائے یہانتک کہ گھٹ جائے اور اُسمین کانٹے نہ رہین اسکے بعد کھائی جائے اور اسکا فساد استعمال پیشتر معلوم ہوچکا اور قراضیہ ایک قسم کا حلوا ہے اور مؤلف نے جو تقلقل الاسنان کہا ہے تو تقلقل کے معنی تحرک کے ہین کیونکہ قلقلہ بمعنی تحریک ہے اور مؤلف نے جو ولا یبلغ الی ذھاب ظلم اللیل کہا ہے تو ظلم بفتح ظاے معجمہ و سکون لام دانتون کی آب اور چمک دمک کو کہتے ہین اور زور سے مسواک مین مبالغہ کرنے سے دانت نزلون اور انجرون کو اسلیے قبول کرنے لگتے ہین کہ جتنی چیزین ایسی ہین کہ انکو زیادہ حرکت دیجاتی ہے اور اُنکا زیادہ علاج کیا جاتا ہے تو اُنپر نزلے اور انجرے زیادہ متوجہ ہوتے ہین جیسے کہ اگر کسی عضو کو ہر وقت ملا جائے وہ بھی اسکا مستعد اور قابل ہوجاتا ہے اور شہد اور شکر سے دانتون کی مالش اُنمین تیل دینے سے پہلے کیجائے کیونکہ شہد اور شکر مین جلا اور تنقیہ اور مسوڑھون کی مضبوطی ہوتی ہے اور تدہین یعنی تیل دینے مین تبرید یا تسخین ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ تنقیہ کے بعد ہی تبرید اور تسخین اولی اور انسب ہے اور تیوع ہر وہ دوا ہے جسمین بہنے والا دودھ ہو اور اس قسم کی دوائین بہ

مشہور ہین لاغیہ اور شیرم اور غرطانیثا اور ماذریون اور مقطافلون اور جب طبیب لوگ یتوع کا لفظ بولتے ہین اور اسمین کوئی قید نہین لگاتے تو اُس سے لاغیہ مراد لیتے ہین اور یہی بقیہ یتوعات سے اسلم ہے لیکن اسمین خطرہ بھی ہے کیونکہ یتوع کا دودھ اور بیج اور پتی سب ردی ہین اور لاغیہ ایک درخت ہے جسکا پھول کچھ خوشبودار ہوتا ہے شہد کی مکھی اُس پھول کو چوستی ہے پہاڑون کے دامن مین یہ درخت اُگتا ہے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے محرقا او غیر محرق یعنی تحمیر کے ساتھ تو شیخ نے جلے ہوئے نمک کو بہتر لکھا ہے اور اُسکے استعمال کا یہ طریقہ ہے کہ کسی کپڑے مین گولی بنا کر اُس سے دانت مانجے جائین اسکے بعد بطریق مذکور بالا ہو رہی نمک کی مالش کیجائے **مؤلف کہتا ہے۔ دانتون کا ضعف** (کبھی تو دانتون کی کمزوری سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اُنکی جڑین کمزور ہون یعنی دانت ہلتے ہون اور کبھی یہ مراد ہوتا ہے کہ ٹھنڈی اور گرم چیز کا تحمل نہو اور سخت چیزین نہ چب سکین اور اسکو یون تعبیر کرتے ہین کہ دانتون کی آب جاتی رہی اور کبھی یہ مراد ہوتا ہے کہ وہ آفتون کی مضرت اُٹھانے کے قابل ہین اور یہی معنی یہان پر مقصود ہین اسی لیے) اُسکو قابض چیزین مفید پڑتی ہین (یعنی وہ قابض چیزین جو گرم ہون کیونکہ اکثر ضعف کی پیدایش سردی اور تری سے ہوا کرتی ہے ٹھنڈک سے تو اسلیے کہ دانتون کا مزاج ٹھنڈا ہے لہذا ٹھنڈی چیز اُنکو مضر ٹھہرے گی اور تری اسلیے کہ دانتون کی طرف رطوبتین بہت آتی رہتی ہین اور قابض گرم چیزین دانتون کو مضبوط کرتی ہین اور اُنمین خشکی پھیلاتی ہین اور انکی خراب رطوبتون کو چھانٹتی ہین اور اُنھین گرم رکھتی ہین) جیسے مازو اور نمک سفید سوختہ کہ سرکہ مین بجھائے جائین اور گلاب کا زیرہ اور انار کی کلی اور کندر اور سوتیجان کا منجن اور جو سماق گلاب اور حب الآس کے پانی مین پکایا جائے اُس سے کلی کرنا بھی دانتون کو مفید ہوتا ہے **مین کہتا ہون** سوتیجان ایک منجن کا نام ہے جو دانتون کو خوب مضبوط کرتا ہے اسکا نسخہ یہ ہے زعفران کے ریشے چھ درہم پھٹکری اور انار کی کلی ہر ایک تین درہم مازو اور انار کے چھلکے ہر ایک ایک درہم سماق ڈیڑھ درہم ان سب کو کوٹ چھان کر کام مین لائین **مؤلف کہتا ہے۔ دانتون کے کیڑے** ۔ انکو بھنگ اور گندنے اور پیاز کے بیجون کی بھاپ گرا دیتی ہے (دانتون مین کیڑے ایسی رطوبتون سے پیدا ہوتے ہین جو جمع ہو کر سڑ جاتی ہے اور اس قابل ہو جاتی ہے کہ

اُس سے کیڑے پیدا ہو جائین اور یہ خرابی دانتون کے صاف نکرنے کی ہے) **مین کہتا ہون** مناسب یہ ہے کہ ان سب کی بھاپ لیجائے اور اسکی ترکیب یہ ہے کہ بھنگ او گندنے کے بیج ہر ایک دو حصے لیے جائین اور پیاز کے بیج ایک حصہ ان سب کو کوٹ کر بکری کی چربی مین گوندھ لیا جائے اور بقدر دو درہم دو درہم اسکی گولیان بنالی جائین اور ایک گولی کی دھونی اُس قیف سے لیجائے جسکی چھوٹی کیڑے لگے دانتون پر رکھ لیجائے تاکہ اس سے بخار دانتون کے اندر چلا جائے **مؤلف کہتا ہے۔ دانتون کا کند ہو جانا** یا تو اسکا سبب کوئی کھرکھری چیز ہوتی ہے جو اپنے قبض یا ترشی یا کھٹے پن سے دانتون کو کند کر دیتی ہے (کیونکہ قابض چیز عضو کے اجزا کو مجتمع کر دیتی ہے اور مجتمع ہونے کی جہت سے عضو کے اتصال مین تفرق آجاتا ہے اور ترشی تقطیع کرتی ہے یعنی اعضا کے سطح مین نفوذ کر کے جدا جدا سطحین بنا دیتی ہے اور ٹھنڈک بھی پھیلاتی ہے اور ٹھنڈک سے قبض اور کثافت پیدا ہوتی ہے اور اس سے کندی آور کھٹی چیز قبض کرتی ہے اور اندر اور باہر خشونت پھیلاتی ہے) اور یہ خشونت پیدا کرنے والی چیز یا تو باہر سے وارد ہوتی ہے (مثلاً کوئی ایسا کھانا کھایا جسمین یہ کیفیت ہو) یا معدے سے دانتون کی طرف چڑھتی ہے (معدہ مین کوئی ایسا خلط مثلاً موجود ہے جسمین یہ کیفیت موجود ہے) اور اکثر اوقات دانتون کی کندی کھٹی قے کے بعد ہوتی ہے **علاج** خرفے کا ساگ چبانا یا بن کا گوند چبانا (موم کے ساتھ) یا اخروٹ اور بادام اور ناریل کا گوند چبانا (کیونکہ یہ سب چیزین تلیین کرتی ہین اور دانتون کو ہموار اور چکنا کر دیتی ہین اور اُس کھرکھراہٹ کو دور کر دیتی ہین جنسے کندی پیدا ہوئی ہے) اور نمک کا چبانا اور دانتون کے تلے دبانا نہایت ہی مفید ہے اور تازہ دوہے ہوئے دودھ سے کلی کرنا بھی مفید ہے **مین کہتا ہون** ضرس کسی سبب سے دانتون کے کند ہو جانے کو کہتے ہین اور کبھی مذکور اسباب مین سے کوئی سبب نہین پایا جاتا بلکہ صرف کسی شخص کو کھٹی چیز کھاتے ہوے دیکھکر بھی دانت کند ہو جایا کرتے ہین اور کند ہو جانے کا یہ علاج ہے کہ خرفہ کا ساگ یا بن کا گوند چبائین اور علک البطم صمغ بطم کو کہتے ہین اور ہر گوند کو علک کہتے ہین (لیکن انمین امتیاز مضاف الیہ سے ہوتی ہے یعنی کس چیز کا گوند) اسی طرح اخروٹ اور ناریل اور بادام کا گوند بھی چبانا مفید ہے **مؤلف کہتا ہے مسوڑھون سے خون بہنا۔** اسکو سبب کرمین بھی ہوئی اور جلی ہوئی

پھٹکری اُسکے دو نے نمک اور ان سب کے برابر گلاب کے زیرہ کے ساتھ مفید ہے **مین کہتا ہون** نمک سے کھانیکا نمک مراد ہے اور زرالورد سے وہ گھنڈی مراد ہی جو گلاب کے پھول کے اندر ہوتی ہے چونکہ اسکی صورت کرتے کی گھنڈی کی سی ہوتی ہے اسلیے اسکو بزر الورد کہتے ہین جیسے کرتہ کی گھنڈی کو زرالقمیص کہتے ہین **مؤلف کہتا ہی مسوڑھونکے گوشت کا گھٹ جانا** کندر اور گول زراوند اور دم الاخوین اور مٹر اور مٹی لیکر ان سب کو سکنجبین عنصلی مین گوندھ کر استعمال کیا جائے **مین کہتا ہون** کرسنہ کو عربی مین حب الجلبان اور فارسی مین کلول اور ہندی مین مٹر کہتے ہین **مؤلف کہتا ہے** مسوڑھون کا لٹک پڑنا اگر کچھ یونہین سے لٹک گئے ہون تو وہی چیزین کافی ہین جو دانتون کی کمزوری مین بیان ہوئین اور اگر زیادہ لٹک پڑے ہین تو پچھنے لگانے اور بہت سے پکے ہوے خون کے نکالنے کی اُسکے بعد اس تدبیر کی ضرورت پڑتی ہے **مین کہتا ہون** خون کے اچھی طرح نکالنے سے یہ غرض ہے کہ اتنا خون نکال لیا جائے جو مرض کے دفعیہ کے لیے کافی ہو کیونکہ یہ خرابی جبھی ہوتی ہے جب کہ خون کی ترتیب حد سے متجاوز ہو جائے (اور اُسکے لیے اسکی ضرورت ہے کہ اُسکی ترتیب اپنے اعتدال پر آجائے) **مؤلف کہتا ہے۔ دانتون کا درد** اگر اسکے ساتھ مسوڑھون مین ورم بھی ہو اور چھونے سے اُنھین اذیت ہوتی ہو اور خصوصًا اس سے قبل ضعیف اور اس قابل بھی ہون کہ اُنپر مواد کا انصباب ہو تو اُس وقت انکا اُکھاڑنا مفید نہ پڑیگا بلکہ عجب نہین جو مضر پڑے اور اگر مسوڑھون مین ورم نہو اور دانتون کا درد طول مین بڑھتا ہوا معلوم ہو تو یہ یقینی بات ہے کہ خود دانتون ہی مین درد ہے (مسوڑھون سے اس درد کو کوئی علاقہ نہین ہے) تو اسوقت دانتون کا اُکھاڑنا مفید ہوتا ہے خصوصًا اگر دانت سوراخدار ہون اور اگر دانت کے اندرونی گوشت مین درد ہو تو یہ پٹھے کا درد ہے اور اسوقت مین بھی دانتون کا اُکھاڑ ڈالنا کبھی مفید ہوتا ہے کیونکہ اذیت دینے والا مادہ تحلیل ہو جانے کی راہ پالیتا ہے اور کبھی اُنکا اُکھاڑنا مفید نہین پڑتا اور درد پیدا کرنے والا سوء مزاج اپنے موافق اور مخالف چیزون سے پہچانا جاتا ہے پس گرم سوء مزاج ٹھنڈی چیزون سے منفعت پاتا ہے اور بالعکس اور دانتون کا رنگ خود بتلاتا ہے کہ اسمین کس قسم کا مادہ سما گیا ہے جیسے دانتون کی زردی صفرا پر اور سرخی خون پر اور سیاہی سودا پر دلالت کیا کرتی ہے اور سوء مزاج خشک دانتون کے ملنے اور پتلے پڑجانے سے معلوم ہوتا ہے اور دانتون یا مسوڑھون کا ورم دانتون کے رنگ یا چھونے سے پہچانا جاتا ہے **مین کہتا ہون** چونکہ

اکثر اُن لوگون پر جو دانتون کے درد مین غور کرتے رہتے ہین یہ تمیز مشکل ہو جاتی ہے کہ درد کے
اسباب کہان پر موجود ہین (دانتون مین یا مسوڑھون مین یا کس جگہ) اسلیے مؤلف نے اسکی پوری
پوری تفصیل جس سے اچھی طرح تمیز ہو سکتی ہے بیان کردی (تاکہ پہچاننے مین کوئی صعوبت نرہے)
اگر درد کا سبب مسوڑھون مین ہو تو دانتون کا اُکھاڑنا مفید نہین ہوتا کیونکہ درد کا سبب بدستور باقی رہتا
ہے بلکہ کبھی مضر پڑتا ہے کیونکہ اور مادہ کو جذب کرلیتا ہے اور دانتون کا اُکھاڑنا اُسی وقت مفید
ہوتا ہے جبکہ سبب خود دانتون ہی مین ہو کیونکہ اُسوقت درد کا سبب جاتا رہتا ہے اور اگر درد کا سبب
اُس پٹھے مین ہو جو دانت کی جڑ مین ہوتا ہے تو بھی اُنکا اُکھاڑنا کبھی مفید ہوتا ہے کیونکہ اُسوقت
وہ مادہ جسکے تحلیل کرنیکا قصد طبیعت کیا کرتی ہے اپنے دفع ہونے کے لیے بہت کشادہ
جگہ پاتا ہے بعد اس بات کے کہ وہ قید تھا اور دانتون مین گھرا ہوا تھا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ دانتون کا اُکھاڑنا اُسوقت مین مفید نہین ہوتا اس وجہ سے کہ سبب موجود رہتا ہے اور ایسا نہین
ہوتا کہ کوئی سوء مزاج سادہ تر دانتون کے جرم کو درد پہونچائے ہان جو سوء مزاج خشک ہو مثلاً
غذا کی کمی سے تو یہ درد پیدا کردیتا ہے کیونکہ عضو کے اجزا کو جمع کرتا ہے اسی لیے دانت خشک و تیلا
پڑجاتا ہے **مؤلف کہتا ہے**۔ علاج مسوڑھون کا ورم جو ہے تو وہ تو اکثر گرم ہی ہوتا ہے
(کیونکہ مسوڑھون کا جوہر اگرچہ ڈھلڈھلا اور ملائم ہوتا ہے لیکن اُنکا ظاہر مضبوط جھلی سے منڈھا ہوا
ہوتا ہے پس یہ جھلی بعینہ معدہ کے اندر پر لپٹی ہوئی جھلی ہوتی ہے اور اُسمین ٹھنڈا غلیظ مواد
بہت ہی کم نفوذ کرتا ہے) اور اسمین فصد ضروری ہے (اگر دموی ہو) اور صفرا کا استفراغ کرنا
چاہیے (اگر صفراوی ہو) اور صفرا کا استفراغ مقوی خیسانده یا آب انارین اور ہڑ کے ساتھ یا
میوون کے جوشاندہ کے ساتھ کیا جائیگا اسکے بعد تخم گلاب اور گل قوابض کا مسوڑھون پر لیپ
کیا جائے گا اور ادھیرے کے پانی سے کلی کیجائیگی یہ سب شروع مین کیا جائیگا اور ان سب کا
استعمال غیر گرم ہوگا اور گرم پانی سے کلی کرنا بھی دانتون کے درد کو ٹھہرا دیتا ہے اور آخر مین وہ دوائین
استعمال کیجائینگی جو مادہ کو پکائین جیسے روغن گل مصطگی یا بابچھڑے کے ہمراہ اور گرم ورمون کے پکانے
مین املتاس سے بڑھکر کوئی دوا نہین ہے اور دانتون کا جو درد ہے اگر سرد ہو تو اُسکو انڈے کی
گرم زردی کا دبانا یا گرم روٹی کا دبانا مفید ہوتا ہے اور اگر گرم درد ہو تو اُسکو بھی اسکا دبانا مفید ہوتا ہے

اور تخم خرفہ اور کرمانی زیرہ اور اذخر کا جوشاندہ تھوڑے عاقر قرحے کے ساتھ بھی درد کو مفید ہے اور بسا
اوقات اسکو نری گرم شراب کی کلی بھی مفید پڑتی ہے اور اگر درد اسقدر قوی ہو کہ مریض تاب نہ لا سکے
تو فلونیا اور نئی تریاق کبیر اور تریاق برشعثا کا استعمال کرایا جائے اور اگر ٹھنڈک نہایت قوی ہو تو سوئے
سے داغ دیا جائے کہ اُس سوئے کو چھوچھی مین کر کے اندر لیجائینگے ایسی حالت مین کہ اُسکے گرداگرد
خمیر لگا دیا گیا ہو تاکہ سوا منھ کے باقی اجزا سے نہ لگے (اور آگ کی گرمی چھوچھی مین سے ہونٹھ اور زبان
تک نہ پہونچے) اور ریحی درد کی سینک گرم بھوسی اور بابونہ اور گرم باجرے سے کیجائیگی تاکہ مادہ جذب
ہو کر کلے کی طرف آجائے اور جسوقت کلہ سوج جائیگا درم ٹھہر جائیگا اور اگر دانتون کا گرم درد ہو تو نیم گرم
روغن گل اور سرکہ کی کلی کیجائیگی اور اس کلی مین اکثر اوقات سماق اور گلاب کا زیرہ بڑھا دیا جاتا ہے
اور کبھی (گرمی کی شدت کے وقت) کافور بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی درد کی شدت مین افیون بڑھادی
جاتی ہے اور کبھی درد کی شدت کو برف مین جھلا ہوا پانی مفید ہوتا ہے اور جو درد خشکی سے ہو تو مکھن اور
بنفشہ کا تیل مفید ہے اور اگر گرگٹ کا کلیجہ کپڑا لگے ہوئے اور دکھتے ہوئے دانتون پر رکھدیا جائے
معًا درد ٹھہر جائے اور عصبی درد مین اُن چیزون کی کلی مفید ہوتی ہے جنکو ہم پیشتر لکھ آئے ہین مگر بہت
زیادہ نہو کیونکہ پٹھا ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی چیزون سے مضرت پاتا ہے اور اسکی قوت
جلد ضعیف ہو جاتی ہے) **مین کہتا ہون** مؤلف نے جو یہ لکھا ہے ثم یکبس ببزر الورد وسائر
القوابض المعلومة یعنی اسکے بعد تخم گلاب اور کل اُن قوابض کا لیپ کیا جائے جو معلوم ہو چکے
ہین تو اسنے مؤلف نے وہ قابضات مراد لیے ہین جنکو اُسنے دانتون کی کمزوری مین بیان کیا ہے
یعنی مازو اور گلنار اور سماق وغیرہ اور فلونیا اور تریاق کبیر وغیرہ کا استعمال کبھی تو یون ہوتا ہے کہ انکو
پیا جائے اور کبھی اسطرح کہ کسی کپڑے کو اُسمین بھگو کر دانتون پر رکھا جائے اور معًا اُسکے بعد سو رہین
اس عمل کے بعد درد ٹھہر جاتا ہے اور فلونیا کے دو نسخے ہین پہلا نسخہ تو یہ ہے اور اسکو فلونیائے رومی
کہتے ہین زعفران ڈھائی درہم مرچ سفید تخم بنگ ہر ایک دس درہم افیون پانچ درہم تخم کرفس
ڈھائی درہم بالچھڑ دو درہم سادج اور سلیخہ اور عاقر قرحا اور فرفیون ہر ایک ایک درہم ان سب کو
کوٹ چھان کر روغن بلسان مین لت کر لیا جائے اور شہد مین خمیر کر لیا جائے جو ان سب ادویہ کے
تین حصہ کی بقدر ہو اور چھ مہینہ کے بعد اسکا استعمال کیا جائے اور دوسرا نسخہ یہ ہے اور اسکو

فلونیاے فارسی کہتے ہین یہ سب مذکورا دویہ مین سے تخم کرفس اور بلیخہ نکالکر بجاے اُنکے جند بیدستر
نصف درہم اور زرنباد اور درونج ہرایک پاؤ درہم اور موتی اور مشک ہرایک پاؤ مثقال اور کافور نصف دانق
بڑھادیے جائین لیکن درد کے لیے زیادہ تر وہی فلونیا سے رومی کی مناسب اور موافق تر ہے اور
شاید مؤلف نے بھی مطلق فلونیا سے فلونیاے رومی ہی مراد لی ہے اور اسکو رومی اسلیے کہتے ہین کہ یہ
نسخۂ فیلون رومی طرطوسی کی طرف منسوب ہے اور تریاق سے مؤلف نے تریاق کبیر مراد لی ہے اور یہ
تریاق ۶ برس سے قبل استعمال کے قابل نہین ہوتی اور چار برس کے بعد سے تیس برس تک نئی
رہتی ہے اور یہ اپنے تمام افعال مین قوی ہوتی ہے اور تیس برس کے بعد سے ساٹھ برس تک عمل مین
ضعیف ہوجاتی ہے نئی تریاق کو نوجوان آدمی کے ساتھ مشابہت ہے اور پرانی کو بڈھے کے ساتھ
اور یہ بھی سنا ہے کہ ساٹھ برس تک اسکی قوت نہین گھٹتی اور اسکے بعد ضعیف ہوجاتی ہے اور تریاق برشعثا
کا یہ نسخہ ہے فلفل سفید اور فلفل سیاہ ہرایک دس حصہ تخم بنگ دس حصہ اور افیون بھی اسی قدر اور
زعفران پانچ حصہ اور فرفیون اور سنبل اور عاقرقرحا ہرایک ایک حصہ لیکر ان سب کو تین حصہ شہد مین خمیر
کرلیا جائے اور چار مہینے کے بعد استعمال کیا جائے مقدار شربت ایک مثقال حاوی مین اسیطرح ہے
اور بقیۂ متن ظاہر ہے **مؤلف کہتا ہے** منھ سے بدبو آنا کبھی تو یہ اسوجہ سے ہوتا ہے
کہ کوئی سڑی ہوئی رطوبت مسوڑھے مین ہوتی ہے اور اسکی شناخت یون ہوتی ہے کہ مسوڑھون مین
استرخا ہو اور یا کوئی سڑی ہوئی رطوبت دانتون مین ہوتی ہے اور اسکی یہ شناخت ہے کہ دانت
خوردہ ہوجائین اور اُنکی رنگت بدل جائے یا کوئی متعفن چیز منھ کی سطح مین ہوتی ہے (یعنی کسی غریب
حرارت کی وجہ سے منھ کی رطوبتین سڑجائین) یا معدہ مین کوئی سڑا ہوا خلط ہوتا ہے اگر اس قسم کا خلط
صفرا ہو تو اُسکی شناخت یہ ہے کہ منھ مین تلخی ہو اور پیاس زیادہ ہو اور بھوک کم ہو اور اگر اس قسم کا خلط
بلغم ہو تو اُسکی یہ شناخت ہے کہ تھوک زیادہ بہے اور زبان منھ سے باہر نکل آئے اور پیاس کم ہو اور
کبھی منھ سے بدبو کا آنا پھیپھڑے اور اُسکے اطراف کی وجہ سے ہوتا ہے (یہ اُسوقت جبکہ پھیپھڑے مین
قرحہ ہو جسکی عفونت سے سونگھی ہوئی ہوا متعفن ہوجائے اور منھ چونکہ اُسکا رہگذر ہے اس سے اُسمین
بھی بدبو جگہ کرلے) جیسا کہ سل کی بیماری مین ہوتا ہے اور کبھی منھ سے بدبو کا آنا سارے بدن
کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ وبائی بخارون مین ہوا کرتا ہے (کہ اُسمین سونگھی ہوئی ہوا کی عفونت

اور بدن کی محیط ہوا کے متعفن ہو جانے سے تمام اخلاط عفونت پذیر ہو جاتے ہین اور سوکھی ہوئی ہوا
ان خلطون کی عفونت سے متکیف ہو جاتی ہے) **علاج** جو گندہ دہنی مسوڑھون کی وجہ سے ہو اُسکی یہ دوا
ہے کہ عنصلی سرکہ کی کلی کیجائے کیونکہ یہ سرکہ مقطع ہے اور رطوبتون کو سکھاتا ہے اور اُنکا تنقیہ کرتا ہے
اور عضو مین قبض پیدا کرتا ہے اور اُسے مضبوط کرتا ہے اسکے بعد اُسپر کوئی مواد نہین گرتا) پھر جب دانت
پاک صاف ہو جائین تو بجی کو جنگلی پیاز کے سرکہ مین جو نرکل کے چونگے مین بنایا گیا ہو اور سرکہ مین ڈالا گیا ہو
گوندھ کر اُس سے مالش کرین پیاز اسطرح پکاتے ہین کہ چونگے مین پیاز رکھی جائے اور گرد اُسکے خمیر
لگا دیا جائے اور جلتے ہوئے تنور مین رکھدی جائے یہانتک کہ پیاز خوب پک جائے پھر سرکہ مین
ڈالدی جائے اور دھوپ مین چالیس روز تک رکھی جائے یہانتک کہ پیاز کی قوت ٹوٹ کر سرکہ مین
ملجائے اور مضر نہ پڑے کیونکہ پیاز مین قرحہ ڈالنے والی ایک قوت ہوتی ہے کہ بہنے سے ٹوٹجاتی ہی
کیونکہ یہ مالش عفونت کو کھو دیتی ہے اور نئے اور عمدہ گوشت کو اُگاتی ہے اور جسقدر چیزین ہمنے مسوڑھون
کے لٹک پڑنے کے بیان مین لکھی ہین وہ سب منھ سے بدبو آنے کو مفید ہین اور جو گندہ دہنی دانتون
ہی کی سڑی ہوئی رطوبت کی وجہ سے ہوتی ہے اُسکا علاج دانتون کے اُکھاڑنے سے بہتر اور نہین
ہے اور اگر کسی وجہ سے اُنکے اُکھاڑنے کا موقع نہو تو اُنکے مزاج کی اصلاح کیجائے اور اُنکو پاک
کیا جائے یا اُنکو لوہے سے کھرچ دیا جائے یا سوہن سے رگڑ دیا جائے اور اگر اسکا سبب اُنکا ضعف
ہو تو اُنکو تقویت دیجائے اور جو گندہ دہنی معدہ یا منھ کی وجہ سے ہو تو صفراوی گندہ دہنی کو تازہ خوبانی کا
کھانا مفید ہوتا ہے اور اگر تر و تازہ خوبانی نہ میسر ہو تو اُسکا خیساندہ (جو خشک خوبانی سے بنایا گیا ہو) یا ترش
خیساندہ یا ستو (برف کے پانی مین) اور یہ سب چیزین شکر کے ساتھ استعمال کیجائین اور انکو خربزہ اور شفتالو
اور کھیرا بھی مفید پڑتا ہے اگر گندہ دہنی صفراوی ان چیزون کے استعمال سے نہ جائے تو تمر ہندی اور آب انار مین
یا مقوی خیساندہ یا میوون کے جوشاندہ سے صفرا کا استفراغ کیا جائے اور بلغمی گندہ دہنی کو شربت لیمو
یا سکنجبین بہی یا انار کی سکنجبین مفید ہوتی ہے اور اس سے فائدہ نہو تو ایارج فیقرا یا حب ایارج یا ایارج
کی قوت دیے ہوئے اطریفل صغیر سے بلغم کا استفراغ کیا جائے اور تھوڑے روز میوون کا استعمال
بالکل چھوڑ دیا جائے اور صرف بھنے ہوئے گوشت اور کباب پر اقتصار کیا جائے اور تھوڑے روز بھی مطلق چھوڑ دیا
جائے اور آس کی پتی مویز منقے کے بیج نکالکر ہموزن پھر دانہ اخروٹ کی طرح مفید ہوتی ہے دیکھنے

رطوبت کو چوس لیتی ہے میں کہتا ہوں دلاعت کے معنی ہیں زبان کا منھ سے باہر نکل پڑنا اور دلع فعل متعدی
ہے لیکن اُسکا مصدر دلع بسکون لام ہے اور منھ سے زبان کے باہر نکل پڑنے کی یہ وجہ ہوتی ہے
کہ وہ رطوبت کو جسکو بیجا لیں میں آجاتی ہے اور منھ سے باہر نکل پڑتی ہے اور جنگلی پیاز میں بھوننے
کی قید اسلیے لگائی ہے کہ غایت حدت اور تیزی کی وجہ سے اُسکا بلا پکائے یا بھونے ہوے
استعمال ہی نہیں ہوسکتا اور سبجی سے مؤلف کی مراد وہ سجی ہے جو اشنان سے لیجاتی ہے اسطرح پر
کہ اُشنان کو جلا ڈالیں اس جلا ڈالنے کے بعد راکھ کے نیچے سجی رہجاتی ہے اور کبھی سجی اُس ترش
اور تلخ گھانس سے بنائی جاتی ہے جسکو اونٹ چرتا ہے اور دانتوں کے کھرچ ڈالنے سے یہ
مقصود ہے کہ جو کچھ دانتوں کے اوپر ہے اُسکو دور کردیا جائے اور برد سے یہ مراد ہے کہ سوہن
سے اُنکو ریت ڈالا جائے اور سکنجبین سفرجلی اور رمانی سے یہ غرض ہے کہ سکنجبین سادہ کے جوشاندہ
میں بہی اور انار کا عرق بھی ڈالدیا جائے **مؤلف کہتا ہے** منھ آنا یعنی بلغمی قلاع میں
نمکین زیتون کا شوربہ نافع ہوتا ہے اور انار کی کلیاں زیرہ گلاب او اقاقیا کے ساتھ بھی مفید ہوتی
ہیں اور جو قلاع سرخ دموی ہو تو اُسکو بھی قابض چیزیں زردہ ہڑ اور سماق اور سوکھے دھنیے کے ساتھ
مفید پڑتی ہیں اور جو قلاع صفراوی ہو اور اُسمیں سخت سوزش ہو تو سماق اور انار کی کلی اور کافور کیلیے
اُسمیں عجیب خاصیت ہے اسی طرح جو قلاع سیاہ سوداوی ہو کہ اُسکو بھی سماق اور کافور وغیرہ
عجیب النفع ہے اور انگور خام کا عصارہ بھی اُسکو مفید ہے اور اکثر اُسمیں استفراغ اور سر رو کی فصد کی
اسکے بعد گدی کی حجامت یا ٹھوڑی کے نیچے کی حجامت یا چہار رگ کی فصد کی ضرورت پڑتی ہے
اور اکثر منھ کے دانے نہایت خبیث اور منھ کے گھر ائیں ہوتے ہیں اُسوقت اُنکو پھٹکری اور مازو
غبار کی طرح حل کیے ہوے مفید ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ قوی قلقطار اور اقاقیا ہے اور سوداوی
قلاع کا علاج اور صفراوی قلاع کا علاج یکساں ہی پڑتا ہے کیونکہ دونوں کا مادہ گرم اور لاذع
ہوتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ٹھنڈے خیساندوں اور ٹھنڈے شربتوں اور ٹھنڈی غذاؤں سے
مزاج کی تعدیل کیجائے اور گوشت کا استعمال مطلق چھوڑ دیا جائے کیونکہ گوشت سے خون زیادہ پیدا ہوتا
اور قرحہ بڑھتا ہے **میں کہتا ہوں** قلاع منھ کے اور زبان کے زخم کو کہتے ہیں جو پھیل جائے اور
پھیلجائے یہ اکثر بچوں کو عارض ہوتا ہے اور ہر خلط سے پیدا ہوجاتا ہے اور ہر خلط کی پہچان انکی

رنگت سے ہوتی ہے جو قلاع سفید ہو وہ بلغمی ہے اور جو زرد ہو وہ صفراوی ہے اور اسمین سوزش بھی ہوتی ہے اور جو سیاہ ہو وہ سوداوی ہے اور جو خالص سرخ ہو وہ دموی ہے اور سوداوی اور صفراوی قلاع کا حکم ایک اسلیے ہوتا ہے کہ سوداوی قلاع بھی صفراوی ہی سے پیدا ہوتا ہے اور ان دونون کو وہ چیزین مفید ہین جو سرد اور قابض ہون لیکن مزاج کی تعدیل ضرور چاہیے **مؤلف کہتا ہے** -

دانتون کا اُکھاڑنا اور توڑنا - تیز شیردار درخت کے دودھ سے آٹا گوندھا جائے اور دانت پر چند ساعت رکھا جائے تو دانت ٹوٹ جائیگا اور دریائی مینڈک کی چربی بھی دانت کو توڑ ڈالتی اور اُکھاڑ ڈالتی ہے (بعض سے یون روایت ہے کہ جب چوپائے گھانس چرنے مین اسے کھا جاتے ہین تو اُنکے دانت گر پڑتے ہین) مین کہتا ہون اُکھاڑنے سے عدول کرکے توڑنے کی طرف اسلیے توجہ کیجاتی ہے کہ مریض اکثر اُکھاڑنے کے درد کو تحمل نہین ہوسکتا یا اسلیے کہ دانتون کے اُکھاڑنے مین اور دانتون کو ضرر پہونچتا ہے اور کم از کم موافق تو اور دانتون کی طرف ضرور ہی جاتا ہے اور شجری مینڈک (جیسا کہ موجز کے بعض نسخون مین ہے) ایک ہرا مینڈک ہوتا ہے جو درختون اور گھانس مین رہتا ہے اور ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف کود کر جاتا ہے **مؤلف کہتا ہے** -

منھ سے لعاب کا بہنا - حرارت اور رطوبت سے ہوتا ہے خصوصًا اُس حرارت اور رطوبت سے جو فم معدہ مین ہو اور کبھی برودت اور بلغم کی زیادتی سے بھی ہوتا ہے اور کبھی پیٹ کے کیڑون سے ہوتا ہے اور یہ قسم پہلی دو قسمون سے اس بات مین ممتاز ہے کہ رات ہی کو ہوتا ہے **علاج** مزاج کی تعدیل کیجائے اور معدہ کو بلغم سے پاک صاف کیا جائے اور بلغمی کیلیے اطریفل غایت درجہ مفید ہے اور مشترک ادویہ مین سے ایک دوا یہ ہے کہ کٹے ہوے نمک کے ساتھ کاسنی کا استعمال کیا جائے اسطرح کہ ہر صبح کو بقدر درہم کھا لیا جائے مین کہتا ہون پہلی قسم حرارت کی علامتون سے پہچانی جاتی ہے اور دوسری قسم بلغم کی علامتون سے پہچانی جاتی ہے اور خالی معدہ کے وقت یہ دونون قسمین زیادہ ہوتی ہین بخلاف تیسری قسم کے اور کیڑون سے جو لعاب بہتا ہے وہ دن مین کم ہوتا ہے کیونکہ کیڑے دن مین ساکن رہتے ہین اور رات مین رینگتے ہین اور نمک کے ساتھ کاسنی کا استعمال پہلی دونون قسمون کو نافع ہے اور ملح جریش سے کٹا ہوا نمک مراد ہے بولتے ہین جرشت الشئ اور یہ اُس وقت بولتے ہین جبکہ وہ خوب پیسی نہ جائے بلکہ دردری رہے

مؤلف کہتا ہے۔ ہونٹھون کا پھٹنا جتنی چیزین قابض اور خشکی کرنے والی ہین وہ سب اسکو نفع بخشتی ہین اور منھ مین کتیرا رکھنا اور زبان سے اُسکو ہونٹھون پر الٹنا پلٹنا بھی مفید ہے اور اسی طرح ککڑی اور کھیرے کا کف بھی ہونٹھون پر ملنا نفع دیتا ہے اور اسپغول کا لعاب (ایک پوٹلی مین اسپغول رکھکر) بھی مفید ہے اور ناف اور مقعد پر بنفشہ کا تیل لگانا بھی نافع ہے (کیونکہ رگون کے کنارون اور پٹھون کے ریشون سے ہونٹھون تک تری پہونچتی ہے) **مین کہتا ہون** اگر ککڑی اور کھیرا کاٹ کر اُس ٹکڑے کو ککڑی یا کھیرے پر ملا جائے تو کف نکلا کرتا ہے اور ناف یا مقعد پر تیل لگانا اسلیے نافع ہے کہ اعلی سے اسفل کی طرف جذب ہوتا ہے اور اس مرض کیلیے یہ نسخہ نہایت آزمودہ ہے کہ پسا ہوا مازو اور سفیدا اور نشاستہ اور کتیرا لیکر مرغی کی چربی مین خمیر کرلیا جائے اور ہونٹھون پر ملا جائے **مؤلف کہتا ہے۔ ہونٹھون کا سوج جانا** جو خلط غالب ہو اُسکا استفراغ کردیا جائے بعدہ وہی علاج کیا جائے جو مسوڑھون کے ورم کا پیشتر معلوم ہوچکا ہے لیکن یہان لگانے کی دواؤن کو زیادہ قوی کردینا چاہیے کیونکہ ہونٹون کا جرم مسوڑھون سے زیادہ کثیف ہے اور اثر کو بدشواری قبول کیا کرتا ہے) **مین کہتا ہون** ہر خلط کی پہچان اُسکی اُنھین علامتون سے ہوتی ہے جو بارہا معلوم ہوچکی ہین اور ہر خلط کا استفراغ بھی جس مسہل سے کیا جاتا ہے وہ بھی معلوم ہے اور غالب خلط حار ہوتا ہے اور لگانے والی دوائین وہی قابض دوائین ہین جو مذکور ہوئین **مؤلف کہتا ہے**

چہرے کے امراض کا بیان

ماشرا طبی عرف مین (جسپر بہت سے متاخرین ہین) اُس گرم ورم کو کہتے ہین جو صفراوی خون سے پیدا ہوتا ہے اور سارے منھ کو گھیر لیتا ہے اور بسا اوقات دونون آنکھون کو ڈھانپ لیتا ہی اور اُسکو بخار لازم ہوتا ہے (کیونکہ ورم سے عفونت دل کی طرف سرایت کرجاتی ہے) **علاج** سر کی فصد لیجائے اور مقوی خیسانده یا میوون کے جوشاندے یا آب انارین اور ہڑ یا املتاس کے لعوق سے صفرا کا استفراغ کیا جائے اور صفراوی بخار کی تدبیر کیجائے (جسطرح آگے آتا ہے اور املتاس کا لعوق اسطرح بنتا ہے کہ املتاس کا مغز لیکر بادام کے تیل اور شکر طبرزد کے ساتھ اتنا پکایا جائے کہ قوام پکڑلے) **مین کہتا ہون** اس مرض کو اکثر طبیب سرسام کی ایک قسم قرار دیتے ہین اور سچ بات یہ ہے

کر ان دونون مین فرق کھلا ہوا ہے اور یہ بات سرسام کی اور ماشرا کی تعریف دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہی
البتہ اُن دونون کا مادہ ضرور ایک ہوتا ہے اور اطبا کی خاص اصطلاح مین یہ نام اُس مرض کا ہوگیا ہے
جسکا مادہ سر کے خارجی اجزا مین ہو اور کبھی چہرے کی طرف اُتر کر آنکھون کو بھی چھپا لیتا ہے اور دیکھنے
مین یہ سرسام سے بدہئیت ہوتا ہے اور اسمین درد بھی سخت ہوتا ہے اور آنکھین بھی اسمین اندر گڑ جاتی ہین
اور اسکا علاج یہ ہے کہ سر رو اور پیشانی کی رگ اور نتھنون کی رگ اور زبان کے نیچے کی دونون رگون کی
فصد لینے مین جہانتک ممکن ہو مبالغہ کرین اور باقی تدبیرین وہی کیجائین جو حمی حادہ اور سرسام مین عمل
مین لائی جاتی ہین **مؤلف کہتا ہے** - **بادشنام** یہ چہرہ کی بے انتہا سرخی کا نام ہے اِس
شخص کی صورت اُس شخص کی سی ہو جاتی ہے جسکو جذام شروع ہوا ہو اس سرخی کی پیدایش اُس گرم اور
حاد خون سے ہوتی ہے جو اوپر کی طرف اور باہر کو حرکت کرتا ہے اور اکثر اوقات اسکے ساتھ قرحے
بھی ہوتے ہین علاج باسلیق کی فصد لیجائے اور جلے ہوے خلط سے خون کا تنقیہ کیا جائے
اور خون کی تبرید اور ترطیب کی کوشش کیجائے اسکو شاہترہ کا عرق سکنجبین کے ہمراہ مفید ہوتا ہے اور
دست آور پھنکی ماء الجبن کے ساتھ نفع بخشتی ہے **مین کہتا ہون** بادشنام یعنی سرخ بادہ اُسوقت پیدا
ہوتا ہے جبکہ دموی اور غلیظ ابخرے جلد کے نیچے بند ہو جاتے ہین اور یہ مرض اکثر جاڑون مین اور
ٹھنڈی ہوا مین پیدا ہوتا ہے اور اسکے لیے فصد لینا اور جونکین لگانا عمدہ علاج ہے اور ایک ایک
دن مین کئی کئی بار بھوسی کے پانی سے منھ کو رگڑنا بھی نفع بخشتا ہے اور ہلیلہ کے جوشاندے سے
تنقیہ کرنا بھی اسکو نافع ہے اور کسفرہ اور کاہو یہ دونون خون کا اچھی طرح تنقیہ کرتے ہین اور دست آور
پھنکی کا یہ نسخہ ہے ہلیلہ زرد پانچ درہم تخم کاسنی ایک درہم تخم کھیرا مقشر ایک درہم تخم کشوث ایک درہم تخم
ککڑی ایک درہم لک مغسول نصف درہم ریوند نصف درہم سقمونیا ایک دانق - ماء الجبن کے ہمراہ اسکی مقدار
خوراک دو درہم ہے اور اگر بخار بھی ہو تو بجاے ماء الجبن کے اسکو تخم خرفہ کے پانی اور فلوس خیار شنبر کے
ہمراہ پینا چاہیے قلانسی نے اسی طرح لکھا ہے **مؤلف کہتا ہے**

زبان کی بیماریون کا بیان

زبان کا پھٹ جانا - اسکا یہ علاج ہے کہ اسپغول یا بہدانہ یا کتیرا منھ مین رکھا جائے اور خطمیہ بنا کر
پائے استعمال کرنا چاہیین (یہ اس غرض سے کہ اُنکی رطوبت اور لزوجت اور بڑھ جائے کیونکہ زبان بالطبع

متخلخل اور بقدار پیدا ہوئی ہے اور ذرا سی خشکی پہونچنے مین اور زیادہ پھٹ جاتی ہے اور تیز اور کھٹی اور نمکین لذع کرنے والی چیزون کے کھانے کے وقت اذیت پاتی ہے۔ مین کہتا ہون چونکہ زبان بوجہ حرارت کے پھٹتی ہے اسلیے ٹھنڈے ٹھنڈے لعاب اُسکو نفع بخشتے ہین اور بجاے پاؤن کے اگر نیمبرشت انڈے غذا مین رکھے جائین تو زیادہ نافع ثابت ہونگے اور اس مرض کے لیے ککڑی کا کف لگانا اور لسوڑے کا منہ مین رکھنا نہایت نافع ہے اور تجربہ مین آچکا ہے مؤلف کہتا ہے۔ **زبان کی خشکی** اگر خشکی حرارت اور یبوست کی وجہ سے ہو جیسے تپ محرقہ مین دیکھا گیا ہے تو اسکا یہ علاج ہے کہ عرق نیلوفر اور شکر کے ساتھ لعاب بہدانہ کو زبان پر پھیرا جائے اور کبھی اسمین مغز تخم کدو یا خرفہ بڑھا دیا جاتا ہے اور اسکو تخم خرفہ کے شیرے یا آب تربز کی گُلی بھی کرنا مفید ہوتی ہے اسی طرح کھیرے اور ککڑی کے پانی کی گُلی بھی نافع ہے اور جو یہ خشکی کسی لسدار اور گاڑھے خلط کی وجہ سے ہو جسکی یہ شناخت ہے کہ تھوک لسدار ہو تو زبان کی مالش اُس شاخ بید سے کیجائے جو سکنجبین یا آب تربز اور شکر مین ڈبولی جائے مین کہتا ہون جو خشکی حرارت اور یبوست کی وجہ سے ہوتی ہے اسکی یہ شناخت ہے کہ زبان کی رنگت زرد ہو اور زبان مین کھرکھراہٹ ہو اور اُسکے سوا جو کچھ اعراض حارہ کی علامتین ہین اور درحقیقت خشکی اسی کا نام بھی ہے اور جو خشکی کسی گاڑھے چپچپے لسدار خلط کی وجہ سے ہوتی ہے جو بہکر زبان کی سطح پر آگیا ہے اور حرارت نے اُسکو سُکھا دیا ہے تو اسکی یہ پہچان ہے کہ تھوک مین لس ہو اور یہ یبوست درحقیقت یبوست نہین ہے بلکہ ایک لسدار رطوبت ہے جو نزلہ سے حاصل ہوئی ہے لیکن جب حرارت نے اسکو خشک کردیا تو اب زبان اسوجہ سے خشکی سے متصف ہو گئی مؤلف کہتا ہے

زبان کا اٹک پڑنا اور بوجھل ہوجانا اور تتلانا اور فنفلانا

کبھی تو یہ دموی رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اسکی شناخت یہ ہے کہ زبان مین سرخی اور گرمی ہو اور کبھی یہ بلغمی تیلی رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اسکی شناخت یہ ہے کہ تھوک بہت آئے اور محلل چیزون سے بڑھکر قابض چیزین مفید پڑین اور کبھی یہ مرض دماغ کی شرکت یا فالج کی شرکت سے ہوتا ہے مین کہتا ہون تمتمہ کے معنی یہ کہ بولنے والا (ت) بہت بولے اور ایسے شخص کو عربی مین تمتام کہتے ہین اور فافاۃ یہ ہے کہ بولنے والا (ف) بولنے مین کثرت کرے اسکو عربی مین فافا کہتے ہین اور اس مرض کے دماغ کی شرکت سے ہونے کے یہ معنی ہین کہ اول اول اسکا سبب دماغ مین ہو اور اسکی شناخت

دماغ اور اُن اعضاء کی حالت حس و حرکت معلوم کرنے سے ہوتی ہے جو دماغ سے اُگے ہین اور
فالج سے ہونے کے یہ معنی ہین کہ جو پٹھا زبان کو آیا ہے اُسکا کوئی شعبہ مفلوج ہو جائے اور اسکی شناخت
اس سے ہوتی ہے کہ ایسا پہلے ہو چکا ہوا اور حواس مکدر اور بلید ہون اور کبھی یہ مرض استفراغی تشنج سے
پیدا ہوتا ہے اسکا کوئی علاج نہین اور کبھی حادثون اور سرسام کے بعد عارض ہوتا ہے **مؤلف**
کہتا ہے علاج حب ایارج یا ایارج لوغاذیا کے ذریعہ سے بدن اور سر کا تنقیہ کیا جائے
اور لگانے اور رکھنے کی دوائین یہ ہین جنگلی پیاز کے سرکہ سے کلی کیجائے جسمین تھوڑی سی مرچ
ملی ہوئی ہو اور رائی کا جوشاندہ یا کبر کی جڑ کا جوشاندہ یا پودینہ کا جوشاندہ جسمین تھوڑا سا عقرقرحا ہو اسکی
کلی بھی مفید ہوتی ہے اور کبھی میٹھے یا کھٹے دہی کی مالش بھی جسمین تھوڑا سا نوشادر ملا ہو مفید
ہوتی ہے (ابن تلمیذ نے لکھا ہے کہ مٹھے کو اتنا جوش دین کہ گاڑھا ہو جائے اسکے بعد اسمین نمک
ڈال کر دھوپ مین رکھدین یہانتک کہ خشک اور نہایت ترش ہو جائے اسکو عربی مین مصل کہتے
ہین اور مخض اُس کھٹے دودھ کو کہتے ہین جسکا مکھن اُتار لیا گیا ہو) اور دموی استرخاء مین فصد
واجب ہے (سر کی اور زبان کی رگون کی) اور اُن ترش چیزون کی کلی کیجائے جو مادہ کی تقطیع کرین
اور اُن ادویہ کی بھی جو لعاب دہن کی تحلیل کرین جیسے انگور خام اور قابض اور ترش میوون کا پانی اور
اذخر کا شگوفہ اور طباشیر بھی اسکو نافع ہوتا ہے اور اگر بچہ بات کرنے مین دیر کرے (اور زبان کی
گرانی سے بات چیت مین تکلف کرے) تو اُسکی زبان پر شہد اور نمک کی مالش کیجائے اور صاف
صاف بولنے پر مجبور کیا جائے اور زبان کے گویا کرنے کے لیے یہ نہایت عمدہ نسخہ ہے
کہ کلام بلیغ کو استعمال مین رکھا جائے اور جو کتابین اس فن کی تصنیف شدہ ہین اُنکو یاد کیا جائے
اور سب سے بہتر قرآن پاک کا یاد کرنا ہے (اول تو کلام پاک بلاغت کی اعلیٰ حد کو پہونچا ہوا ہے
دوسرے بارہا مشاہدہ مین آچکا ہے کہ جس توتلے نے اسکو یاد کیا اُسکی زبان کھل گئی اور تتلانا جاتا رہا
اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ یہ اُس ذات پاک کا مبارک کلام ہے جو زبان مین یہ
مرض پیدا کرتا ہے اگر وہ اپنے اس کلام کی برکت سے اس مرض سے نجات دیدے تو اسمین
کوئی تعجب نہ ہونا چاہیے فان الطبیب من ابلاک بالداء یعنی اصلی طبیب وہی ہے جسنے تجھے
مریض بنایا ہے سبحانہ ما اعظم برھانہ) مین کہتا ہون ترش اور قابض چیزون کے استعمال

کی یہ ضرورت ہے کہ تھوک بند ہوجائے اور زبان کا استرخا رجاتا رہے جیسے ترش دہی اور انگور خام ہے اور محلل دواؤن کی انکے ساتھ آمیزش اسلیے کی جاتی ہے کہ جو مادہ اس کا موجب ہے وہ دور ہوجائے مؤلف کہتا ہے

کان کی بیماریون کا بیان

طرش یعنی اونچا سننا۔ کبھی تو یہ مرض پیدائشی ہوتا ہے اور یہ یا تو پیدائشی جھلی سے ہوتا ہے جو ہوا کے مجرے پر پیدا ہوگئی ہے یا یہ کہ کوئی زاید گوشت پیدا ہوگیا ہے یا عین مقام سماعت پر کوئی مسا ہوتا ہے اور کبھی یہ مرض کسی وجہ سے پیدا ہوجاتا ہے اور اسکی یا تو یہ وجہ ہوتی ہے کہ مجرے مین کوئی سدہ حائل ہوگیا ہے عام اس سے کہ وہ کان کا میل ہو یا کوئی کیڑا ہو یا کوئی غلیظ خلط ہو یا ورم ہو پس اگر یہ سدہ پٹھے مین ہوگا تو اس سے حاد بخار پیدا ہوجائینگے اور ذہن مین اختلاط پیدا ہوجائیگا اور اگر پٹھے مین نہوگا تو بخار ہونا کچھ ضرور نہین مگر یہ کہ حمی یومیہ ہو اور یا یہ سدہ خارجی اسباب کی وجہ سے ہوگا مثلاً ریت ہے یا گٹھلی ہے یا خون باہر سے بہکر کان مین آکر جم گیا ہے اور یا یہ سدہ پٹھے کے سوء مزاج سے ہوگا اور یہ اکثر برودت سے ہوتا ہے اور یا یہ مرض دماغ کی شرکت سے ہوتا ہے اور اسکی یہ علامت ہوتی ہے کہ اس سے پہلے نفسانی افعال موؤف ہوجائین اور جو مزاجی ہوتا ہے اُسکی یہ علامت ہے کہ ضد سے فائدہ پائے اور اسمین خفت ہو اور کیڑے کے ہونے کی یہ علامت ہے کہ خارش ہو اور دغدغہ ہو اور سدون پر گرانی اور آواز کا نفوذ نہ کرنا اور اسکے اسباب کا بیشتر واقع ہونا دلالت کیا کرتا ہے اور کبھی یہ مرض بحران سے ہوتا ہے اور کبھی بحرانی دفع سے اور اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ صفراوی اسہال کے منقطع ہوتے ہی یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی یہ مرض قَے کے بعد ہوجاتا ہے اور کبھی بخارون کے بعد ہوجاتا ہے تو اسمین نکس کا اندیشہ ہوتا ہے (نکس کے معنی عود اور پھر پڑنے کے ہین) اور یہ اسوجہ سے کہ جب مادہ اعضاء سر مین باقی رہجائیگا اور طبیعت اُسکے دفع کرنے سے عاجز آجائیگی تو وہ مادہ ہر اس چیز کو جو اُسپر وارد ہوگی اپنی طرف پھیر لیگا اور اس سے مادہ بہت ہوجائیگا اور متعفن ہوجائیگا اسوجہ سے بخار پھر پڑیگا مگر جبکہ کسی وجہ سے اُس مادہ کا استفراغ ہوجائے) مین کہتا ہون بہ سننے کی آفت کبھی تو اسوجہ سے ہوتی ہے کہ جو تجویف کان کے اندر ہوتی ہے اور جو اُس ٹھہری ہوئی ہوا پر مشتمل ہوتی ہے جسکے موج مارنے سے کان مین آواز آتی ہے وہی نہو اور اس آفت کو صمم کہتے ہین اور کبھی یہ آفت ایسے

سبب کی وجہ سے ہوتی ہے جو قوت سامعہ کو بالکل باطل کردے لیکن کان صحیح سلامت رہے اس آفت
کو وقر کہتے ہین اور کبھی ایسے سبب کی وجہ سے ہوتی ہے جو قوت سامعہ کو باطل تو نہ کرے لیکن کم کردے
اس آفت کا نام طرش ہے مثلاً یہ کہ دور سے آواز نہ آئے اور پاس سے سُن لے اور کبھی ان دونون اخیر قسمون
کو صمم بھی کہتے ہین لیکن مؤلف نے طرش سے تیسری قسم خاص طور پر نہین مراد لی بلکہ قوت سامعہ کی مطلق آفت
مراد لی ہے عام اس سے کہ یہ آفت آلہ کے فساد سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہو اور عام اس سے کہ بالکل قوت
سامعہ جاتی رہے یا کم ہو جائے اور مجرا سے کان کا سوراخ مراد ہے جو آواز کی موج کو کان کے
اندر پہونچاتا ہے اور پٹھے سے وہ پٹھا مراد ہے جو دماغ سے کان تک آیا ہے اور جس سے آواز کا
ادراک ہوتا ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے فان کان فی العصب تو کان کی ضمیر ورم کی طرف راجع ہے
یعنی اگر پٹھے مین ورم ہوگا تو اسکی یہ علامت ہے کہ بخار اور جاڑا اور پھریری اور اختلاط عقل اور ہذیان بھی
اسکے ساتھ ہو اور یہ خطرناک مرض ہے لیکن اگر پیپ پڑ کر بہنے لگے تو خطرہ کم ہے اور اگر نفس پٹھے مین
ورم نہو تو بخار کا ہونا کچھ ضرور نہین مگر یہ کہ ایک دن کا بخار ہو جس کے ساتھ تمدد اور درد اور تپک بھی ہو
اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے وعلی المزاجی تو اسکا یہ مطلب ہے کہ پٹھے کا اگر سوء مزاج ہوگا گرم یا سرد تو
اسکی یہ علامت ہے کہ اپنی ضد سے فائدہ پائے یعنی اگر گرم ہوگا تو سرد سے فائدہ پائیگا اور گرم سے مضرت
پائیگا اور اگر سرد ہوگا تو گرم سے فائدہ پائیگا اور سرد سے مضرت پائیگا اور سادہ سوء مزاج مین گرانی اور
تمدد نہین ہوتا اور مادی مین دونون ہوتے ہین اور بحران سے اس مرض کے ہونے کے یہ معنی
ہین کہ جب بحرانی حرکت ہو اُسوقت ہو جائے اور جب یہ حرکت جاتی رہے یہ مرض بھی جاتا رہے اور
دفع بحرانی سے اس مرض کے ہونے کے یہ معنی ہین کہ بحران مادہ کو کان کے گوشہ مین پہونچادے
اور پہونچاکر ٹھہرادے واللہ اعلم بالصواب **مؤلف کہتا ہے۔ علاج** خلقی اور پیدائشی کا
تو کوئی علاج نہین (یعنی جو تجویف کے نہونے یا قوت سامعہ کے نہونے یا آلۂ سماعت کے نہونے
سے ہو اُسکو آرام نہین ہوتا الا ان یشاء اللہ) اور جو عارضی ہو تو اُس کی دو حالتین ہین یا تو اُسکو
ہوے زمانہ دراز گذر گیا ہو یا ابھی تھوڑے دن ہوے اگر زمانہ دراز گذر گیا ہے تو اُسکو بہت کم نفع
ہوتا ہے اور تھوڑے زمانہ کا اگر برودت اور بلغم کی وجہ سے ہو تو اُسکو کل گرم تیل نفع کرتے ہین
خصوصاً مولی یا بلسان یا کُٹ یا غار کا تیل اور کڑوے بادام کا تیل تو نہایت ہی نافع ہے یا تلی کا تیل،

جسمین اندرائن کا پھل یا اُسکی جڑ پکائی گئی ہو یا تلی کی پتی کا پانی شہد کے ساتھ یا جند بیدستر سوئے کے تیل مین کہ یہ سب نہایت نفع بخشتے ہین خصوصًا اُسوقت کہ غلیظ ریاح زیادہ مجتمع ہون اشربہ یعنے پینے کی چیزین اسطوخودوس کا شربت گرم پانی کے ہمراہ یا میٹھے جوشاندے کے ہمراہ یا اسطوخودوس اور ناخونہ اور بابونہ اور خطمی کا جوشاندہ جو گلقند یا خمیرۂ بنفشہ پر چھانا جائے مگر یہ اُسوقت جبکہ قبض بھی اسکے ساتھ ہو تریڑا ناخونہ اور بابونہ اور گیہون کی بھوسی اور خطمی اور غار (ایک درخت ہے) کی پتی ان سب کو جوش دیکر تریڑا دیا جائے اور اسکا بھپارا بھی دیا جائے اور جو ثقل رہجائے اُسکا لیپ لگایا جائے (یعنی سر پر) اور کان مین چنچنا اور ڈھول بجانا بھی ایسے شخص کو فائدہ کرتا ہے اور جو علاج اور حقنے اور غرغرے وغیرہ ہم بیان کر آئے ہین اُنسے بلغم کا استفراغ کیا جائے اور اگر یہ قریب العہد ثقل سماعت خون یا صفرا کی گرمی سے ہو تو فصد لیجائے اور میوؤن کے جوشاندہ سے صفرا کا استفراغ کیا جائے اشربہ یعنی پینے کی چیزین شربت آلو اور شربت نیلوفر اور شربت بنفشہ وغیرہ یا نیلوفر اور بنفشہ اور اسپغول اور گوشت کا چھوڑ دینا اور غذا مین صرف پالک یا خرفہ یا ملوخیہ یا خبازی یا کدو رکھی جائے جو میٹھے بادام کے تیل مین پکی ہوئی ہو اور کان مین لوکی کا تیل یا میٹھے بادام کا تیل یا روغن گل ٹپکایا جائے جسمین تھوڑا سا سرکہ جوش دیا گیا ہو کہ وہ جاتا رہا ہو اور اکثر اوقات غلبۂ حرارت کے وقت کاہو کی پتی کا عصارہ یا شیاف مامیثا روغن بنفشہ کے ساتھ یا بیٹی والی عورت کے دودھ کے ساتھ بھی دیتے ہین اور یہ بات ضرور قابل لحاظ ہے کہ کان مین جتنی چیزین ڈالی جائین وہ غیر گرم ہون تیز نہون اور اگر ثقل سماعت کیڑون کی وجہ سے ہو تو جو دوائین ہلکی ہم کیڑون کے لیے لکھ چکے ہین اُنکو نیمگرم کر کے کان مین ٹپکایا جائے اور جو جھلی یا گوشت کے سدے سے ہو تو اُسکی یہ دوا ہے کہ اسکے اوزارون سے اس سدہ کو کاٹ کر نکال ڈالا جائے اور جو ثقل سماعت میل کے سدے سے ہو تو اُسکو کڑوے پہاڑی بادامون کا گرم تیل کان مین رات کو ڈالنا مفید ہوتا ہے اور رات کو کان مین تیل چھوڑ کر صبح ہی حمام کرایا جائے اور اس مریض کو گرم زمین پر سلایا جائے (اور کان پر گرم توا رکھا جائے تاکہ کان کے اندر گرم بخار پہونچے اور وہ میل جو تیل سے رقیق ہو گیا ہے بہ نکلے) مین لکھتا ہون کٹ کے تیل کا یہ نسخہ ہے کہ پندرہ درہم کُٹ لیجائے اور ایک درہم سلیخہ اور چھ مثقال مرماحوز کی پتی (مرماحوز مرو کی ایک قسم ہے) ان سب کو درہ درہ پیس لین اور شراب مین ایک دن رات بھگوئین اسکے بعد

دو حصہ میٹھے تیل مین پکائین کہ پانی خشک ہو جائے اور غارا کے تیل کی یہ ترکیب ہے کہ اسکی پتی کو
تلی کے تیل مین پکائین اور سوئے کے تیل کی یہ ترکیب ہے کہ سوئے کو سایہ مین خشک کر کے
کوٹ لین اور تلی کے تیل پر بُرک دین اور کانچ کے شیشہ مین بیس روز تک دھوپ مین رکھکر چھانلین
اور کان پر چیخنا اور ڈھول بجانا اسلیے نافع ہے کہ یہ تحلیل کرنے والی ریاضت ہے اور سرکہ کے فنا
ہو جانے کی قید اسلیے لگائی ہے کہ سرکہ پٹھے کو نقصان پہونچاتا ہے اسلیے اندیشہ تھا کہ مبادا اُس
پٹھے کو ضرر ہو جسکے متعلق سماعت ہے لیکن روغن گل کو سرد کرلیا جائے اور اس سے مقصود حاصل
ہے کیونکہ گرمی کے ثقل حرارت مین کلام ہو رہا ہے اور اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوسکتی ہے کہ جو
دوائین کان مین ڈالی جائین اُنہین نیمگرم ہونے کی شرط کیون لگائی جاتی ہے اور یہ جو مؤلف نے
کہا ہے وینام علی الارض الحارۃ یعنی حمام مین گرم زمین پر لٹایا جائے اور یہ اسلیے کہ روغن بادام
کی ٹپین کے بعد یہ گرمی اُس میل کو تحلیل کر دے جسکی وجہ سے ثقل سماعت پیدا ہوا ہے **مؤلف**
کہتا ہے طنین اور دوی (یعنی کان مین بغیر خارجی تعلق کے تیز اور باریک اور نرم اور
بڑی آواز کا آنا) اسکا سبب یہ ہے کہ جو ہوا کان کی تجویف مین ہے وہ حرکت کرے اور اس حرکت کا
اثر کان کے اندرونی سوراخ پر پڑتا ہے جسطرح یہ سوراخ باہر کی آواز کو قبول کرتا ہے اب اگر یہ طنین
اور دوی حس کی قوت کی وجہ سے ہے کہ حس سے آدمی عادۃً خالی نہین ہوتا اور جو چیز نہایت
خفی ہوتی ہے مثلاً غذاؤن کے بخارات کہ کان اُنکا حس بھی کر لیتے ہین تو اُسپر دماغ کی قوت
اور سلامتی اور حواس کی صفائی دلالت کریگی (یعنی جس شخص کا دماغ قوی اور صحیح و سالم ہو اور حواس
بھی برجا ہون اور پھر یہ آوازین کان مین آتی معلوم ہون تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس شخص کے کانون
مین نہایت حس ہے کہ باریک باریک اور خفی اور غیر معلوم چیزون کا ادراک بھی کر لیتے ہین)
اور جو طنین اور دوی دماغ کے ضعف اور حواس کے ضعف سے ہو تو اسکے ساتھ سب حواس
مین کدورت ہوگی اور جو آواز ریاح اور انجرون کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے جو دماغ مین پیدا ہوتے
ہین تو بیمار کو ان بخارات اور ریاح کی حرکتین اسطرح محسوس ہونگی گویا وہ دورہ کر رہے ہین اور
اسی کے ساتھ اُس مادہ کے غلبہ کی علامتین بھی ہونگی جو اُنکو برانگیختہ کرتا ہے اور جو آواز اُن
انجرون اور ریاح سے ہو جو معدہ سے اوپر کو چڑھتے ہین تو خلاے معدہ اور پُری معدہ کے

اختلاف سے آمین اختلاف ہوگا اور اسی کے ساتھ سر مین خفت بھی ہوگی اور جو آواز نہایت بھوک کی
وجہ سے ہوتی ہے اس طرح پر کہ رطوبتین مضطرب ہونے لگین تو اسکی یہ علامت ہے کہ ان آواز دن
کے آنیسے پیشتر خوب بھوک لگی ہو مین کہتا ہون لغت مین طنین کے معنی لکھی کی بھنبھناہٹ کے
ہین اور دوی کے معنی ہوا کی ہلکی ہلکی سنسناہٹ کے اور طبیب لوگ ان دونون لفظون سے
ایک ہی معنی مراد لیا کرتے ہین گویا کہ جسمین یہ خیال ہو کہ آدمی خود ہی گھوم رہا ہے اسکو تو ہوا کی ہلکی ہلکی
سنسناہٹ سے تشبیہ ہے اور یہ وہ نوع ہے جو ریاح کے کان مین ہونے سے محسوس ہوتی
ہے اور جسمین کچھ آواز تو محسوس ہو مگر خود ہی اپنے اوپر گھومنا محسوس نہو اسکو لکھی کی آواز اور بھنبھناہٹ
سے مشابہت ہے اور یہ وہ نوع ہے جسمین ریاح مفضر نہین ہوتے اور طبیبون نے اس بیماری کی
یون تعریف کی ہے کہ یہ ایک آواز ہے جسکو آدمی ہمیشہ اور برابر سنتا رہے بلا اسکے کہ خارجی کوئی
سبب اسکا منشاء ہو اور اسکو قوت سامعہ سے وہی نسبت ہے جو خیالات اور اشکال کو قوت بصارت
سے جسکی تحقیق اس سے پیشتر ہو چکی ہے اور اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ ہوا کان کے سوراخ مین موج
مارتی ہے اور اس موج مارنے کو کان کا سوراخ اُسی طرح حس کر لیتا ہے جیسے کہ خارجی ہوا کے
تموج کو اور ہوا مین موج پیدا کرنے والے وہ انجرے ہوتے ہین جو دماغ کے بطون مین موجود ہین
اور جسکا سبب حس کا قوی ہونا ہوتا ہے اسکی یہ علامت ہوتی ہے کہ کان اُن غذائی انجرون کو
بھی ادراک کر لیتے ہین جنسے کوئی آدمی علاوہ خالی نہین ہوتا اور اسکی نظیر بعینہ خیالات مین بھی گذر چکی
ہے اور جسکا سبب دماغ اور حواس کا ضعف ہوتا ہے اُسکی یہ وجہ ہوتی ہے کہ جن چیزون سے
قوی قوتین اثر پذیر نہین ہوتین اُنسے یہ قوت اپنے ضعف کی وجہ سے منفعل ہو جاتی ہے اور
ایسا اکثر نقیہ لوگون کو اور اُن کو ہوتا ہے جو بستر مرض پر سے ابھی اُٹھکر بیٹھے ہون اور جسکا سبب
دماغی یا معدی ریاح اور انجرے ہوتے ہین اُنمین قوت سامعہ کا کوئی خلل نہین ہوتا اور معدے
کے خالی اور بھرے ہونے مین ریاح کے مختلف ہونے کے یہ معنی ہین کہ معدے کے بھرے
ہونے کے وقت ریاح بڑھجاتے ہین اور آوازین زیادہ آنے لگتی ہین اور معدہ خالی ہونے پر
ریاح کم ہوجاتے ہین یہ اُسوقت جبکہ ریاح اُن اغذیہ سے مرتفع ہون جو معدہ پر وارد ہوتی ہین
اور جس آواز کا سبب معدہ کا بالکل خالی ہوجانا ہوتا ہے اُسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ غذا نہونیکی وجہ سے

طبیعت رطوبتون کے کام مین لانے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اُنمین اضطراب پیدا ہوتا ہے اور
اُنکے اضطراب سے ابخرہ مین ہیجان پیدا ہوتا ہے اور اسمین بھی کچھ نکچھ ضعف قوت ضرور شامل ہوتا ہے
لیکن یہان پر چونکہ دوسرے سبب کا بیان کرنا مقصود ہے اسلیے ضعف قوت سے یہان کوئی
بحث نہین بلکہ ابخرون کے ہیجان اور حرکت سے بحث ہے **مؤلف کہتا ہے۔ علاج**
جن چیزون کو ہم بارہا لکھ چکے ہین اُنسے بدن اور سر اور معدہ کا تنقیہ کیا جائے اور حس کو بلید کیا جائے
(اگر قوت حس اسکا منشاء ہو) اور دماغ کو قوی کیا جائے (اگر دماغ کے ضعف سے ہو) اور طبیعت
کو نرم کیا جائے (تاکہ مواد نیچے کو جذب ہو اور اُس ثقل سے اوپر کو ابخرے نہ چڑھین جو انتون مین
مجتمع ہے) اور جن چیزون کو ہم بیان کر چکے ہین اُنسے چڑھنے والے ابخرون کو چڑھنے سے
روکا جائے اور دوائی کے لیے شربت اسطوخودوس اور شربت لیمو مفید ہوتا ہے اور جسوقت معدہ
کی بھی شرکت ہو اُسوقت اطریفل صغیر نفع کرتا ہے اور روغن آس وغیرہ سے دماغ کی تقویت
کرنا چاہیے اور اُس خلط کا استفراغ کرنا چاہیے جو غالب ہو اور ہاتھ پاؤن کی مالش کیجائے اور
حرکت دینے والی چیزون سے اجتناب کیا جائے جیسے قے کرنا ہے اور چھینکنا ہے اور جلتی دھوپ ہے
اور حمام ہے اور معدہ کا خوب بھر لینا ہے اور تبخیر پیدا کرنے والی چیزون کا استعمال ہے اور کبھی یہ مرض
بحران سے پیدا ہوتا ہے اور بحران کے جاتے ہی جاتا رہتا ہے اور کبھی دستون کے رُکنے سے
پیدا ہوتا ہے اسکی یہ تدبیر ہے کہ ضعیف مسہل دیکر پھر مادہ کو خارج کیا جائے اسی لیے اسکی سب
قسمون مین طبیعت کا نرم رکھنا نہایت ضروری امر ہے **مین کہتا ہون** ہم پچھلے امراض خصوصاً
ثقل سماعت مین اسقدر تفصیل کر آئے ہین کہ اس مقام کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہین باقی رہی
(بیشک آپنے بہت سچ فرمایا) اور مؤلف نے بحرانی کا کوئی علاج اسلیے نہین ذکر کیا کہ وہ
خود ہی زائل ہو جاتا ہے اسلیے اُس سے تعرض نہ کرنا چاہیے اور دستون کے رُکنے سے یہ مرض
اسلیے پیدا ہوتا ہے کہ مادہ اوپر کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے (یعنی جو مادہ دستون کے ذریعہ سے
مندفع ہو رہا تھا وہ دماغ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس حرکت سے اسمین گرمی پیدا ہو جاتی
ہے اور ابخرے اُٹھنے لگتے ہین) اسی لیے مؤلف نے یہ لکھا ہے کہ اس مرض کی سب قسمون
مین طبیعت نرم رکھی جائے کیونکہ جب مواد کا چڑھنا اس مرض کو پیدا کر دیتا ہے تو جب مادہ

خود ہی موجود ہوگا کیونکہ مرض نہ پیدا ہوگا اسیلیے اُن ادویہ کا استعمال رکھا جائے کہ یہ مادہ استیصال ہی ہوتا رہے **مؤلف کہتا ہے - کان کا درد** اسکا سبب یا تو سوء مزاج سادہ ہوتا ہے یا سوء مزاج مادی اور یا تفرق اتصال اور یا سوء مزاج اور تفرق اتصال دونون جیسا کہ ورمون مین ہوتا ہے اور ورم یا تو گرم اور کان کے پردے مین پیدا ہوا ہوتا ہے اور ایسا ورم قاتل ہوتا ہے خصوصاً جوانون کے لیے (اس خصوص کے کئی وجوہ ہین پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اُنکے حواس زیادہ ذکی اور قوی ہوتے ہین اسیلیے اُنکو درد کی اذیت بھی زیادہ ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ درد کی چونکہ شدت ہوتی ہے اور حرارت انکے دماغ پر غالب ہوتی ہے اس سے ان لوگون کی بیداری حد سے زیادہ بڑھجاتی ہے اور یہ بڑی آفت ہے اور تیسری وجہ یہ کہ اس ورم کا مادہ ان لوگون مین نہایت حاد اور تیز ہوجاتا ہے اور یہ اسیلیے کہ انکے مزاجون پر حرارت غالب ہوتی ہے اسکے علاوہ صفرا اسپر زیادہ گرتا ہے اور جب صفرا زیادہ گریگا اذیت اور درد اور تکلیف بھی سخت ہوگی) اور یا ورم کان کے سوراخ کے باہر ہوگا اسمین کوئی ایسا اندیشہ نہین ہے اور یا ورم گرم نہین ہوتا بلکہ سرد ہوتا ہے اور اسکی یہ شناخت ہے کہ گرانی ہوا ور دھیما دھیما بخار ہو (یہ اسیلیے کہ مادہ بارد ہے) اور تفرق اتصال کبھی تو کان پر مار پڑنے یا گرکر چوٹ کھانے سے ہوتا ہے اور کبھی اُس ریح سے ہوتا ہے جو تمدد پیدا کرتی ہے اور جو تفرق اتصال ریحی ہوتا ہے اُسکی یہ شناخت ہے کہ سر مین خفت محسوس ہوا ور درد منتقل ہوتا رہے **علاج** (اگر سوء مزاج سادہ اسکا سبب ہو تو) مزاج کی تعدیل کیجائے اور جو گرم درد ہین اُنکا علاج سرد تیلون سے کیا جائے جیسے بنفشہ اور لوکی کا تیل ہے شیاف مامیثا کے ساتھ یا کافور سے یا لوکی اور کھیرے کے پانی سے یا روغن نیلوفر سے اور کبھی گرم پانی کا سر پر ترشح دیا جاتا ہے اور کبھی کان کو گرم پانی کے محاذی کردیا جاتا ہے (تاکہ اُسکا گرم تبخار کان مین جائے) اس تدبیر سے کان کا درد ٹھہر جاتا ہے اور سردی کے درد کا علاج بابونہ یا سوسن یا بکائن یا بلسان یا غار کے تیل سے کیا جائے اور ریحی درد مین کان کو گیہون کی بھوسی یا گرم باجرے سے سینکا جائے ریحی اور **بارد درد کا** ترپڑا ناخونہ اور بابونہ اور قیصوم اور غار کی پتی اور ترنج کی پتی اور پوست خشخاش اور پودینہ اور نمام (ایک گھانس ہے) ان سب کو جوش دیا جائے (اگر سب میسر آجائین) ورنہ انمین سے کچھ اور جھک کر کان پر بھپارا لیا جائے اور اسکے ثفل کا لیپ لگایا جائے اور روغن زیتون

مین پکا ہو لہسن رکھی اور بارد درد کو مفید ہوتا ہے اور جو ورم کان کے گہراؤ مین پیدا ہوا اور گرم ہو
تو اُسکو تازہ دوہا ہوا دودھ مفید ہوتا ہے یا ابتدا ابتدا مین روغن گل مفید ہوتا ہے جسمین تھوڑا سرکہ
جوش دیا گیا ہو آسکے بعد روغن گل میتھی کے لعاب یا السی کے لعاب کے ساتھ اور اگر درد بہت
زیادہ بڑھ جائے تو پرانا گھی بھی درد کو تسکین دیتا ہے اور اگر سرد ورم ہو تو اُسکا وہی علاج ہے
جو سرد سوء مزاج مین ہمنے بیان کیا البتہ اسمین ابتدا اگر گرمی کم دیجائے اور یہ تدبیر فصد اور
استفراغ اور تلیین طبیعت کے بعد کیجائے اور ہر روز وہ چیزین پی جائین جنسے مزاج کی تعدیل
ہو جیسے شربت آلو ہے اور شربت نیلوفر لعاب اسپغول اور شربت بنفشہ کے ہمراہ یا خیساندہ شکر
کے ساتھ اور گرم مین شربت بنفشہ کے ساتھ اور ٹھنڈے مین شربت اسطوخودوس کے ساتھ
یا میٹھا جوشاندہ شربت لیمو کے ساتھ اور گرم مین معجون بنفشہ کے ساتھ اور ریحی اور بارد درد مین پرانی
خالص شراب کا نیمگرم پینا بھی مفید ہے اور جو چیزین کان مین ٹپکائی جائین وہ نیمگرم ہون عام
اس سے کہ گرمی پیدا کرنیوالی ہون یا سردی پہونچانے والی ہون اور گوشت قطعاً چھوڑ دیا جائے
اور ادویہ کو دن اور ساگون کو غذا مین رکھا جائے جیسے پالک ہے اور کاسنی ہے اور طیہون ہے اور
نیمبرشت انڈے کی زردی ہے مین کہتا ہون سوء مزاج سادہ کی یہ مثال ہے کہ مثلاً گرم یا
سرد ہوا لگ جائے یا سرد یا گرم پانی کے نہانے سے پانی اپنا اثر کرے اور گرم اور کان کے سوراخ
مین پیدا جانے والا ورم اسلیے قاتل ہوتا ہے کہ دماغ سے اسکو قرب ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ پکنے سے پہلے ہی پہلے سات دن مین کام تمام کر دیتا ہے اور کبھی سکتہ کی طرح اچانک بھی
مار ڈالتا ہے اور اسمین عقل کا فتور اور بیچینی اور قلق اور سخت بیقراری ہوتی ہے اور جو ورم باہر کے
غضروفون مین ہوتا ہے اُسمین ایسا خطرہ نہین ہے اور مادہ کے موجود ہونے کی علامتین متعدد بار
لکھی جاچکی ہین اور مؤلف نے درد کی تسکین دینے والی دوائین جو لکھی ہین جیسے عورت کی چھاتی
سے تازہ دوہا ہوا دودھ اور روغن گل سرکہ کے ہمراہ اور پرانا گھی وغیرہ تو یہ چیزین درد کو اسلیے
تسکین دیتی ہین کہ انمین ایک قسم کا ارخا ہوتا ہے اور حاد درد کی تسکین کے لیے انڈے کی
سفیدی مین ایک عجیب خاصیت ہے اور کان مین ٹپکانے والی چیزون کے نیمگرم ہونے کی
اسلیے قید لگائی گئی ہے کہ یہ مقام دماغ کے بہت قریب ہے اور دماغ کو تیز گرم اور تیز سرد چیزون سے

سخت اذیت ہوتی ہے آور بالک اور کاسنی کا اوگرا تو گرم درد کے لیے ہے اور نیمبرشت انڈے
کی زردی سرد درد کے لیے آورا وگرا طبیبون کی اصطلاح مین اُس غذا کو کہتے ہین جو مریض کی
تسلی کی نظر سے گوشت کی صورت مین بکایا جائے اور درحقیقت اُسمین گوشت نہو اور کبھی اس
اطلاق مین اسقدر وسعت دیتے ہین کہ جسمین گوشت پڑے اُسکو بھی اوگرا کہتے ہین (اور صرف اتنا
لحاظ کرتے ہین کہ مریض کے لیے تیار کیا گیا ہے اسلیے وہ اوگرا ہے) **مؤلف کہتا ہے**
کان کے زخم ۔ ابتدا ابتدا مین سرکہ کے ساتھ شیاف مامیثا کا استعمال کرنا چاہیے یا شہد
کے ساتھ کچے انگورون کا شیرہ یا کاشغری سفیدہ کا مرہم یا مرہم باسلیقون اور پرانے اور دیرینہ
قرحون مین جنکی شناخت اُنسے نکلنے والی چیز کی بدبو سے ہوتی ہے روغن قطران کی ضرورت پڑتی
ہے **مین کہتا ہون** جو مرہم باسلیقون کان کے لیے مستعمل ہوتا ہے اُسکا یہ نسخہ ہے زفت رانتیج
شمع گداختہ ان سب کو روغن زیتون کے ساتھ مرہم بنا لیا جائے یہ مرہم تازہ گوشت اگاتا ہے
اور متعفن اعضا کی اصلاح کرتا ہے اور اُن زخمون کی بھی اصلاح کرتا ہے جنمین حرارت نہو
مؤلف کہتا ہے ۔ کان مین کسی جانور کا بڑھ جانا اور کیڑون کا کان
مین پیدا ہو جانا اسکا یہ علاج ہے کہ کان مین روغن قطران ٹپکایا جائے اس سے فورًا
اُس جانور کی حرکت موقوف ہو جائیگی اسکے بعد وہ مر جائیگا یا اگر یہ نکلے تو بجائے اسکے
گرم گرم روغن زیتون ٹپکایا جائے (کہ یہ بھی جانورون اور کیڑون کو مار ڈالتا ہے) اور اس شخص
کو دھوپ مین لٹایا جائے اس عمل سے وہ جانور مر جائیگا اسیطرح شفتالو کی پتی اور آلو بخارے
کی پتی کا پانی بھی ہے (کہ انکا بھی کان مین ٹپکانا کیڑون کو مار ڈالتا ہے) اور کچھ دوائین ہم کیڑون
کے بیان مین بھی لکھینگے **مین کہتا ہون** کان مین جانور کے بڑھ جانے کی یہ پہچان ہے
کہ وہ کان مین حرکت کرے اور کان کو کریدے اور کبھی باہر نکلنے سے بھی اسکی پہچان ہوتی
ہے اور کان مین پیدا ہو جانے والے جانور دو قسم کے ہوتے ہین ایک تو سفید جنکے
سرون پر سیاہی ہوتی ہے اور ایک وہ جو غباری شکل کے ہوتے ہین مکھی کے برابر **مؤلف**
کہتا ہے ۔ پانی کا کان مین چلا جانا ۔ اس سے سخت درد پیدا ہوتا ہے اور
اکثر ورم پیدا ہو جاتا ہے اگر اسکو کان کا ہلانا اور جھٹھانا اور ایک پاؤن پر کھڑے ہو کر کودنا

فائدہ نہ کرے (اور پانی کو کان سے باہر نہ کردے) تو اسکا یہ علاج ہے کہ کان مین گوندیا سوئے یا سونف کی لکڑی کا سرا داخل کیا جائے جسکے دوسرے سرے پر روغن زیتون مین ڈبوئی ہوئی روئی لپٹی ہو اور یہ سرا جلایا جائے اور جب دیکھین کہ لکڑی جلتے جلتے کان کے سوراخ تک جل گئی تو یکبارگی اسکو کھینچ لیا جائے اس ترکیب سے بضرورت خلاء پانی نکل آئیگا اور پانی کے کھینچنے مین اس عمل سے زیادہ قوی عمل یہ ہے کہ ارجوان (ایک جانور ہے) کی صوف کان مین بھر دیجائے اور پھر نکال کر نچوڑلی جائے اسی طرح کئی بار کیا جائے یہانتک کہ کل پانی کو چوس لے مین **کہتا ہون** ھز اور تحریک یہ دونون لفظ ہم معنی ہین اور ایک لفظ کو لکھکر دوسرے لفظ کے لکھنے کی کوئی ضرورت نہین تھی (یہ شارح نے مؤلف پر زاید الفاظ بڑھانے کا شبہہ کیا ہے اور حقیقت یہ شبہہ صحیح نہین ہے کیونکہ یہان پر ان دو ہم معنی لفظون کے بیان کرنے کی یہ ضرورت ہے کہ تحریک کے مبالغہ کی طرف اشارہ کیا جائے یعنی اگر خوب اچھی طرح کان کے ہلانے سے فائدہ نہو تو تدبیر ذیل عمل مین لائین واللہ اعلم) اور تحریک سے پانی کے نکالنے کی یہ صورت ہے کہ کسی تکیہ پر کان رکھکر سر کو خوب اچھی طرح ہلایا جائے اور حجل کے یہ معنی ہین کہ ایک پیر پر کھڑے ہوکر خوب کودین مگر اس دوسری ترکیب مین کان پر ہتھیلی رکھ لیجائے (تاکہ کان کے پردے کو کوئی صدمہ نہ پہونچے) اور بردی ایک نرم گھانس ہے جو دیار مصر مین اُگتی ہے اور مصر والے اسکی جڑ کو اسطرح چوستے ہین جیسے ہندوستان کے لوگ پونڈے کو اور اسکی شاخ کے سرے پر صوف ہوتا ہے مصر والے اسکے حشو اور ریشون سے کاغذ بناتے ہین اور اسکے علاوہ ہر وہ نرم لکڑی جسمین خول ہون وہ بھی اس عمل کے لیے صالح ہوتی ہے جیسے سوئے اور سونف کی لکڑی اور دوسرے سرے پر روئی لگانے کی یہ ضرورت ہے کہ حرارت کان کے اندر تک پہونچ جائے کیونکہ اسی ذریعہ سے پانی باہر کھینچنے کے لائق ہوگا اور اسمین شرط یہ ہے کہ لکڑی کا کنارہ بذریعۂ موم وغیرہ کے کان کے سوراخ کے برابر کردیا جائے اور ارجوان سے مراد وہ جانور ہے جو دریائی ہوتا ہے اور اسپر وہ صوف ہوتا ہے جس سے پانی کان سے سمٹ آتا ہے صاحب صیدنہ کہتے ہین کہ ارجوان سنکھ کو کہتے ہین **مؤلف کہتا ہے**

حلق کے امراض کا بیان

خناق اسکے معنی ہین سانس اور نگلنے کا مطلقاً موقوف ہوجانا یا ان دونون کا دشواری سے ہونا

اور اسکا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کوئی چیز سانس اور غذا کے مجرے کو روک دے جیسے کہ اُسوقت
ہوتا ہے جبکہ گردن کا کوئی فقرہ آگے کو سرک جائے اور ہٹے ہوئے فقرہ کا مقام دھنس جائے
اور اسکے چھونے سے درد ہو اور کوئی چیز نگلی نہ جائے سوا اُسوقت کے کہ چت لیٹا جائے
اور یا اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ آلات تنفس اور آلات غذا کی حرکت دینے والی قوت اُنکے حرکت دینے
سے عاجز آجائے جیسا کہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ وہ نہایت خشک ہو جاتے ہین (اور قوت کے
مطیع نہین رہتے) اسکی یہ پہچان ہے کہ منہ خشک ہو جائے اور کسی چیز کا نگلنا اور سانس لینا گرم پانی
کے ساتھ آسان ہو اور ورم کی بھی کوئی علامت نہو اور اس قسم کے اسباب پہلے ہو چکے ہون جو خشکی
پھیلاتے ہین جیسے کہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ گلا گھوٹنے والی دوائین کھائی جائین یا معدے مین
دودھ جم جانے سے ہوتا ہے اور یا اسکا سبب اُن مچھلیون کا ورم ہوتا ہے جو نرخرے مین ہین
جو ورم اُن مچھلیون مین ہوتا ہے جو نرخرے کے باہر ہین وہ تو دیکھنے مین ظاہر ہوتا ہے اور یہ کچھ
ایسا اندیشہ ناک نہین ہے (کیونکہ یہ ورم سانس کو زیادہ تنگ نہین کرتا اور کچھ قابل اعتبار روکنا نہین
روکتا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ ورم سانس کے مجرے سے دور ہوتا ہے اسیلیے اس سے مجرے
نہین بند ہوتا اور یہ خوب یاد رہے کہ خناق مین جسقدر سانس کم رکیگی اُسی قدر خطرہ کم ہوگا اور جتنی
سانس زیادہ رکیگی اُسی قدر ردائت اور خطرہ زاید ہوگا) اور جو ورم اندر کی مچھلیون مین ہوتا ہے یہ سانس
کو نہایت تنگ کرتا ہے اور اسیوجہ سے یہ نہایت ردی ہے اور ان دونون ورمون مین نگلنے
سے زیادہ سانس کا لینا دشوار ہوتا ہے اور جو ورم مری کے اوپر کے عضلون مین ہوتا ہے خواہ
باہر کے عضلون مین خواہ اندر کے عضلون مین تو اسمین بہ نسبت سانس لینے کے نگلنا دشوار ہوتا ہی
اور دموی ورم مین زبان سُرخ ہو جاتی ہے اور شہرگین کھنچنے لگتی ہین اور پھول جاتی ہین اور درد
زیادہ ہوتا ہے اور صفراوی مین جلن ہوتی ہے اور سوئیان سی چبھتی ہین اور زبان زرد اور منھ
کا مزا تلخ ہوتا ہے اور کبھی ورم ان دونون دم اور صفرا سے مرکب ہوتا ہے اُسوقت علامتین
بھی مرکب ہوتی ہین اور بلغمی ورم مین شوریت اور پھیکاپن کچھ مٹھاس کی طرف مائل ہوتا ہے اور
پیاس کم ہوتی ہے اور درد بھی ایسا شدید نہین ہوتا اور سوداوی ورم مین مادے کی خشکی اور ارضیت
کی وجہ سے سختی ہوتی ہے اور ترشی اور کسیلاپن ہوتا ہے اور سوداوی ورم نہایت ہی نادر طور پر ہوتا ہے

(کیونکہ سوداء یہان کم ہوا کرتا ہے شیخ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ ایک عضو سے دوسرے عضو کیطرف
سوداء کی ریزش یکبارگی کم ہوا کرتی ہے آور یہ اسوجہ سے کہ سوداء غلیظ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے اور
اُسکی حرکت سُست ہوتی ہے اور خناق کی جتنی قسمین ہین وہ سب یکبارگی عارض ہوتی ہین) اور
سوداوی ورم اکثر انتقالی ہوتا ہے آور کلبی خناق وہ ہے جسمین منھ ہمیشہ کھُلا رہتا ہے اور زبان باہر لٹکتی
ہوتی ہے یہ خناق بہت بُرا ہوتا ہے اور جسوقت خناق والے کا چہرہ نیلا ہو جائے اور آنکھون کے
حلقے کالے پڑجائین تو وہ مرچکا اسی طرح وہ بھی جسکی نبضین ساقط ہو جائین اور ہاتھ پائون ٹھنڈے
پڑجائین اور زبان کالی اور موٹی پڑجائے یہ بھی مُردہ ہے آور جب خناق والے کے مُنھ سے
کف جاری ہو جائے تو اسکے بعد اُسکی امید نہ کرنا چاہیے **مین کہتا ہون** خناق کی جتنی قسمین
ہین اُن سب مین سانس اور نگلنا دونون دشوار ہو جاتے ہین لیکن اگر ورم حلقوم مین ہو تو سانس لینا
بہ نسبت نگلنے کے زیادہ دشوار ہوتا ہے اور اگر نرخرے مین ہو تو اسکے برعکس ہوتا ہے کیونکہ جب مجرا
رُک جائے تو سانس کا رُکنا ذاتی طور پر ہوتا ہے اور اگر مجرا نہ رُکے بلکہ ورم اُسکے مجاور ہو تو اسوقت
مین سانس کا رکنا دب کر ہوگا اور عرضی ہوگا اور ظاہر ہے کہ عرضی اور ذاتی مین بہت فرق ہے آور
جو خناق گریون کے ٹل جانے سے ہو جاتا ہے اُسمین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گردن اندر کو کھنچی جاتی
ہے اور ایسا شخص جب چت لیٹتا ہے تو چیز کو نگل بھی سکتا ہے آور برا خناق (یعنی زوالی) وہ
ہوتا ہے جو پہلے فقرے کے ٹل جانے سے عارض ہو پھر وہ جو دوسرے فقرے فقرہ کے
ٹل جانے سے ہو اور اسکے ماورا باقی گریا کے ٹلنے سے ایسا خطرناک خناق نہین ہوتا
اور خناق کی دوا جند قوتی ہے اور اُسکا تریاق کا ہوا ورکاسنی ہے آور نرخرے کے عضلات مین
اوپر کے عضلات ہونے کی قید مؤلف نے اسلیے لگائی کہ مری کے نیچے کے عضلے سانس کو
نہین روکا کرتے کیونکہ وہ اس حد تک پہونچتے ہی نہین کہ نلکی اور اُسکی دونون طرفون کے ایسے مزاحم
ہون کہ وہان ہوا نہ داخل ہو سکے آور صفراوی ورم مین بہ نسبت دموی کے درد کم ہوتا ہے کیونکہ خون
کی کثرت اور غلظت کی وجہ سے دموی مین تمدد اور امتلا زیادہ ہوتا ہے گو کہ جلن اور سوزش
صفراوی ورم مین زیادہ ہوتی ہے اور بلغمی ورم زیادہ پرخطر نہین ہے اور جلدی زائل بھی ہو جاتا ہے
اور ایسا کم ہوتا ہے کہ چالیس روز تک قیام کرے اور بلغم مین شوریت اسلیے ہوتی ہے کہ وہ بگڑ جاتا ہے

اور سڑ جاتا ہے اور چونکہ اسمین ارخا ہوتا ہے اس سے زبان کو لٹکا دیتا ہے اور ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے
کہ سودا کی وجہ سے خناقی ورم عارض ہو یہانتک کہ بعض طبیب تو یہ لکھتے ہین کہ سودا سے ورم
خناقی ہوتا ہی نہین کیونکہ ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف سودا یکبارگی گرتا ہی نہین اور جو نادر طور
پر واقع بھی ہوتا ہے وہ ورم حار سے منتقل ہو کر عارض ہوتا ہے غرض جو کچھ بھی ہو سوداوی خناق ہے
نہایت برا اور خناق کلبی مین اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ ہر وقت منھ کھلا رہے اور زبان باہر نکلی
رہے اور یہ کلبی ورم اُس عضلے مین ہوتا ہے جو حلقوم کے اندر ہے اور یا یہ ورم فقرون کے
ٹل جانے سے ہوتا ہے اور جو ٹل جانے سے عارض ہوتا ہے اسمین کسی طرف گردن مڑ نہین سکتی
اور محاجر جمع ہے محجر بکسر الجیم اور آنکھ کے اوپر کی پلک پر جو کٹوری ہے اُسکے اوپر کے کنارے کو
محجر کہتے ہین یہی کنارہ نقاب مین سے ظاہر ہوتا ہے اور خناق والے کے منھ سے جب جھاگ
آنے لگین تو ناامیدی کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ جب نفس کی تنگی اور بخارہ دخانی کے نکالنے کی
حاجت اس حد تک پہونچ چکی کہ قوت متنفسہ سانس مین رطوبتون کو خارج کی طرف پھینکنے لگی
اور ہوا باطنی مجرون مین گھومنے لگی اور اُن باطنی مجرون کی پھیلی ہوئی رطوبتون کا قلع قمع کرنے لگی
تو اب زندگی کی کیا امید ہو سکتی ہے لیکن شیخ نے لکھا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہت سے
جھاگ ڈالنے کے بعد بھی مخنوق صحیح و سالم ہو جاتا ہے اور یہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ قوت باقی
رہے اور غذا کی طرف اشتہا رہو (ورنہ جھاگ کے بعد صحیح و سالم ہو جانا غیر ممکن ہے ملسامی)
مؤلف کہتا ہے۔ علاج اسکے علاج کی ابتدا سر رگ کی فصد سے کی جائیگی اور اس
خلط کا استفراغ کیا جائیگا جو اسکا موجب ہے اور اُس رگ کی بھی فصد لیجائیگی جو زبان کے نیچے
ہے اور طبیعت کی تلیین کیجائیگی فتیلون اور نرم حقنون سے اور دونون پنڈلیون کی حجامت
کیجائیگی اور ہاتھ پیرون کو باندھا جائیگا اور تیچھر سے ہاتھ پانون کو رگڑا جائیگا اور اُنکو حتی الامکان
گرمی پہونچائی جائیگی اشربہ یعنی پینے کی چیزین۔ شربت بنفشہ اور شربت آلو یا شربت توت یا
بنفشہ اور نیلوفر لعاب اسپغول کے ہمراہ یا لعاب بہدانہ کے ہمراہ یا دونون کھٹے میٹھے انارون کا
پانی شربت بنفشہ کے ساتھ یا آش جو شربت بنفشہ اور روغن بادام شیرین کے ساتھ خصوصاً خشکی والے
اور سوداوی خناق مین یا شربت لیمو اور شربت بنفشہ خصوصاً بلغمی خناق مین یا اُس خناق مین جسمین بلغم غالب

ہوتا ہے غرضکہ وہ کل دوائین استعمال کرائی جائین جو بخارین استعمال کرائی جاتی ہین اور اسی کے ساتھ
حلق کی بھی رعایت رکھی جائیگی اور عرق گاؤزبان بعض مذکور اشربہ کے ساتھ یا شکر کے ساتھ بھی نافع
ہوتا ہے اب جب ان رادع دواؤن سے فراغت ہو جائے تو اُن چیزون کا استعمال کرایا جائے
جو لین ہون جیسے جلاب بے ملٹھی کے ساتھ یا شربت بنفشہ یا عرق السوس کے پانی کے ساتھ یا میٹھا جوشاندہ
شربت بنفشہ کے ساتھ اگر بخار مانع نہو **اغذیہ** یعنی کھانے کی چیزین دو دن یا تین دن غذا ترک
کی جائے اسکے بعد آشجو شکر کے ساتھ یا شربت نیلوفر کے ساتھ استعمال کیا جائے اور جبوقت نگلنے مین
آسانی معلوم ہو اور بھوک بھی اچھی طرح لگنے لگے تو پالک کا ساگ یا ملوخیہ یا لوکی یا خبازی روغن
بادام شیرین کے ساتھ اور جو چیزین زیادہ تر چبانے کی محتاج نہین ہین وہ اسمین استعمال کرنا زیادہ مناسب
ہین **ادویہ موضعیہ** یعنی لگانے کی دوائین شروع مین تو وہ دوائین لگائی جائین جو رادع ہون جیسے
رب توت اور گلاب کا عرق ہے یا سوکھے دھنیے کا عرق اور رُب التوت اور رب جوز ہے یا مسور کا
جوشاندہ جسمین مسور اور دھنیا اور گلاب اور سماق ہو یا آب انارین جبکا پکا کر قوام بنا لیا گیا ہو شربت بنفشہ
کے ہمراہ اور سماق اور تخم گلاب اور گلنار اور کتیرے کی گولیان اور کبھی اسمین کافور بھی بڑھا دیا جاتا ہے
خصوصًا صفراوی خناق مین اور دو یا تین دن بعد منضج ادویہ کا استعمال کیا جائے جیسے تازہ دودھ ہے
یا انجیر اور کالی جھانپ اور گیہون کی بھوسی اور ملٹھی کا جوشاندہ شکر کے ساتھ یا رب التوت کے ساتھ یا
شیرین جوشاندہ رب التوت کے ساتھ یا مغز المناس تازہ دوہے ہوے دودھ اور روغن بادام شیرین
کے ساتھ یا رب التوت تھوڑی مر اور زعفران کے ساتھ اور جس ڈوڑے مین سانپون کو پھانسی دیگئی
ہو اُنکو گلے مین ڈالنا اسکے لیے ہر وقت نہایت مفید ہے اسیطرح سفید بھیڑیے کی لید کا چاٹنا بھی اسکے
لیے مفید ہے اور اسی طرح ہڈی کھانے والے کتے کے پائخانہ کا بعض مذکور اشربہ کے ہمراہ
استعمال کرنا بھی مفید ہے اسی طرح گردن پر اسکا لگانا بھی مفید ہے اور اسی طرح لڑکے کا سوکھا ہوا
گوہ بھی غایت درجہ مفید ہے اور اسکی بدبو کم کرنے کی یہ صورت ہے کہ لڑکے کو بقدر ہضم مصری باقلا
کھلایا جائے اس سے اُسکے پائخانہ کی بدبو کم ہو جائیگی اور کراہت جاتی رہیگی اور صفراوی خناق مین
تبرید کا زیادہ قوی ہونا چاہیے اور بلغمی مین تبرید کا ضعیف ہونا چاہیے اور سوداوی مین تلیین اور
ترطیب زیادہ ہونا چاہیے اور جتنی چیزین پینے کی اور غرغرے کی ہون وہ سب نیم گرم ہون اور دونون

پیرون کی مالش کرنا اور گردن کے پیچھے سینگیون کا لگانا بھی ضروری ہے کہ اس سے سانس لینے
اور نگلنے پر معاونت ہوتی ہے (پیرون کی مالش تو اسلیے معاون ہوتی ہے کہ اس سے ابخرے
اور مادے نیچے کو کھنچ آتے ہین اس سبب سے حلق کا نچوڑا اور کھنچاؤ کم ہو جاتا ہے اور مجرے کشادہ
ہو جاتا ہے اور دونون ہاتھون کی مالش بھی اسی لیے مفید ہے اور سینگیان لگانا بھی مادہ کو جذب
کرتا ہے) مین کہتا ہون مرض خناق مین فصد بدفعات ہونا چاہیے مگر یہ کہ زیادہ ضرورت
دیکھی جائے کیونکہ فصد مریض کو ضعیف کر دیتی ہے اور ضعف سے سانس لینے مین دشواری بڑھجاتی
ہے اسکے علاوہ بضرورت اور بموجودگی بخار اس مریض کی غذا کم کرائی جاتی ہے تو اول تو وہ اسی لیے
ضعیف ہو جاتا ہے اب اگر فصد بھی لیجائیگی تو ضعف اور بڑھ جائیگا جسکا تدارک پھر غذا سے
نہو سکیگا ہان یہ ضرور ہے کہ جو رگ زبان کے نیچے ہے اسمین ہرگز تاخیر نہ کیجائے بلکہ اُسکی طرف
مبادرت کیجائے گو تبفاریق ہی کیون نہو اور غرغرے سے ابتدا ابتدا مین بچین کیونکہ اس سے حلق
مین الم ہوتا ہے اور جب الم ہوگا تو زائد مادہ کو جذب نہ کرسکیگا اور اگر ضعف اور بخار نہو تو قوی حقنون
کا کوئی حرج نہین ہے اور اگر ضعف اور بخار ہو تو نرم حقنے استعمال کیے جائین اور جب ڈورے سے
گردن باندھی جاتی ہے اُسکو پہلے صوف ارجوان سے رنگ لیا جائے اور یہ اس سے رنگا بھی
جاتا ہے اس کے بعد سانپون کو اس سے پھانسی دیجائے اسکے بعد مخنوق کی گردن مین اُس ڈورے
کو باندھا جائے بلکہ کچھ مخنوق کی تخصیص نہین ہے جسکے حلق مین کوئی آفت ہو اُسکو یہ ڈورا بالخاصہ
نافع ہے اور اسکا تجربہ بھی بارہا ہو چکا ہے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے ولیطعم الترمس بقدر
الھضم یعنی بچے کو مصری باقلا اتنا کھلایا جائے جتنا وہ ہضم کرسکے کیونکہ اگر ہضم کی مقدار سے زائد
ہوگا تو اُسکا پاخانہ نہایت بدبودار ہو جائیگا (اور مقصود یہ ہے کہ اُسکی بو کم ہو جائے) **مؤلف کہتا**
ہے۔ کوّے کا لٹک پڑنا حلق کے اورام مین جتنے غرغرے بیان ہوے ہین
وہ سب اسکو مفید ہوتے ہین **مین کہتا ہون** مؤلف نے اس سے رب التوث اور ماء ورد یا
دھنیے کے پانی اور رب التوث یا رب اخروٹ یا آب مسور وسماق وغیرہ کا غرغرا مراد لیا ہے۔
مؤلف کہتا ہے ضیق النفس یعنی سانس کا رک رک کر چلنا یا تو اسکا سبب وہی ہوتا ہے
جو خناق کا سبب ہے یا اسکی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ہوا کی ٹھنڈک یا یبوست سے پھیپھڑے مین تکاثف

پیدا ہو جاے اور اسکے ساتھ منھ مین خشکی بھی ہوتی ہے اور گرم پانی اور روغنون کے استعمال سے اس مین تخفیف ہو جاتی ہے آور یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ دخانی انجرے پھیپھڑے مین تکاثف پیدا کر دیتے ہین (یہ انجرے سر کو چڑھتے ہین اور انکی گذرگاہ مین پھیپھڑا بھی ہوتا ہے اسوجہ سے یہ اپنی حرارت اور ارضیت کی وجہ سے اُسکی رطوبتون کو زائل کر دیتے ہین اور خشکی اور کثافت پیدا کر دیتے ہین) اس صورت مین ضیق النفس حرارت مزاج کے ساتھ ہوتا ہے اور سوداویت بھی ہوتی ہے اور دخانیت کا احساس ہوتا ہے آور یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ پیدایشی سینہ تنگ ہوتا ہو یا یہ کہ پٹھے یا پھیپھڑے کے پردے مین کوئی آفت عارض ہو جاتی ہے اور ان دونون کو بجاے ضیق النفس کے عسر النفس کے باب مین داخل کرنا بہتر ہے مین کہتا ہون ضیق النفس کے یہ معنی ہین کہ جس ہوا مین تنفس اپنا اثر کرتا ہے وہ اپنی جہت حرکت مین نکلنے کے لیے کوئی منفذ نہ پاے سواے تنگ منفذ کے اور اُسمین رُک رُک کر چلے آور ورم وغیرہ جتنے اسباب خناق کے مذکور ہوے وہ سب اسکے اسباب ہوتے ہین اور اُنکے علاوہ اسکا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ مجرے برودت یا یبوست یا بخارات یا تنگی سینہ کی وجہ سے متکاثف ہو جائے کیونکہ تنفس کے پھیلے ہوے اعضا با وجود تنگی سینہ کے حرکت کے لیے جگہ نہین پا سکتے آور یہ جو کسی عصبی یا حجابی آفت کی وجہ سے تنفس مؤوف ہو جاتا ہے تو اسکو عسر النفس کے باب مین شمار کرنا بجاے اسکے اولی اور مناسب ہے کہ ضیق النفس کے باب مین اسکو داخل کیا جائے کیونکہ ضیق النفس کے یہ معنی ہین کہ آفت تنفس مجرے کی تنگی کی وجہ سے ہو اور ظاہر ہے کہ پٹھے اور پردے کی آفت کو ضیق مجرے سے کوئی تعلق نہین آور ضیق النفس اور خناق مین عام خاص مطلق کی نسبت ہے (خاص تو خناق ہے اور عام ضیق النفس ہے کیونکہ ضیق النفس خناق کے جمیع افراد مین پایا جاتا ہے بخلاف خناق کے کہ وہ ضیق النفس کے کل افراد پر صادق نہین کیونکہ ممکن ہے کہ اُسکا سبب یہ ہو کہ برودت یا یبوست کی وجہ سے مجرے متکاثف ہو جائے پس ان دونون سے موجبۂ کلیہ تو یہ منعقد ہوا کہ کل خناقٍ فھو ضیق النفس اور ایک موجبۂ جزئیہ یہ تیار ہوا بعض ضیق النفس خناق اسی طرح ایک سالبۂ جزئیہ بھی نکلتا ہے یعنی بعض ضیق النفس لیس بخناق اور ظاہر ہے کہ جب عام کی جانب سے صدق کلی ہو اور خاص کی جانب سے صدق جزئی تو ان دونون مین عام خاص مطلق کی نسبت ہوا کرتی ہے جیسے انسان اور حیوان کہ انسان خاص مطلق ہے اور

حیوان عام مطلق ہے اور انسان کے جمیع افراد پر حیوان صادق ہے کہتے ہین کل انسان حیوان اور نہین
کہ سکتے کہ کل حیوان انسان بلکہ بعض الحیوان انسان اور بعض الحیوان لیس بانسان صادق ہے)
جیساکہ غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے **مؤلف کہتا ہے** - **علاج** جو ضیق النفس اسباب خناق
سے ہو اُسکی تدبیرین تو ہم خناق مین بیان کر چکے آور جو ضیق النفس ٹھنڈک کی وجہ سے ہو تو اُسکے
لیے میٹھا جوشاندہ شکر کے ہمراہ یا جلاب عرق السوس کے ہمراہ استعمال کرنا چاہیے آور سوسن کے
تیل یا بکائن کے تیل سے تھوڑا مغاث اور گرم کتیرا ملاکر سینہ کی تدہین کیجائے آور جو ضیق النفس یبوست
کی وجہ سے ہو اُسکے لیے تیل اور وہ لعاب استعمال کرین جو رطب ہون اور گرمی اور سردی مین معتدل
ہون آور جو ضیق النفس دخانی انجرون کی وجہ سے ہو اُسکے لیے کچھ روز آشجو شکر کے ساتھ پیا جائے اور
پرہیز زیادہ کیا جائے آور افتیمون کے جوشاندہ یا اُسکی گولیون سے یا افتیمون اور تازہ دودھ اور شکر سے
سوداء کا استفراغ کیا جائے اُسکے بعد یاقوتی مفرحات سے دل کی تعدیل کیجائے اور جتنی تیز کھٹی چیزین
ہین اور تیز نمکین ہین اور چرپری ہین اُن سب سے قطعاً پرہیز کیا جائے آور اُن سب چیزون سے بھی پرہیز
کیا جائے جو سوداء کو پیدا کرتی ہین جیسے مسور ہے اور نمک لگا سوکھا ہوا گوشت ہے اور اسکے لیے
عرق گاؤزبان شکر کے ہمراہ نافع ہے آور شربت انار بیدانہ عرق گاؤزبان کے ساتھ بے انتہا مفید ہے
اور ترمیوہ نین سے ضیق النفس کو میٹھا انار کچا اور پکا کرا اور پونڈا اور کیلے کی پھلی شکر کے ساتھ نہایت درجہ
نافع ہے **مین کہتا ہون** کہا گیا ہے کہ تری انار کی شاخون کو مغاث کہتے ہین اور عمدہ مغاث وہ
ہے جو زردی مارتا ہو اور آمین سے صرف بقدر ایک درہم لیکر سوسن کے تیل مین ملانا چاہیے آور ترش چیزین
اور سوداء کو پیدا کرنے والی چیزین اس مرض کو مضر پڑتی ہین کیونکہ ان چیزون سے مجاری مین تکاثف
پیدا ہوتا ہے اور مجاری کا تکاثف ہو جانا یہ بھی اس مرض کا ایک سبب ہے **مؤلف کہتا ہے**
ربو (یعنی سانس کا پھولنا جسکو دمہ کہتے ہین) جس شخص کو یہ مرض ہوتا ہے اُسکی حالت اُس شخص
کی سی ہوتی ہے جو تھک گیا ہو اور سانس پھول گئی ہو آور اسکا سبب یا تو کوئی چپکا ہوا اور غلیظ خلط
ہوتا ہے اور یہ خلط یا تو نرخرے مین ہوتا ہے اس صورت مین شروع سانس لینے مین تنگی محسوس
ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ خرخراہٹ اور ناک کی آواز اور اُس مادہ کا احساس بھی ہوتا ہے جو
اُس مقام پر ٹھہرا ہوا ہے آور یا یہ خلط پھیپھڑے کے اجزا مین کسی جزء مین چپکا ہوا ہوتا ہے اسصورت مین

سینہ مین کچھ گرانی معلوم ہوتی ہے اور یا یہ خلط پھیپھڑے کی شریانی رگون مین ہوتا ہے اسوقت اکثر خناق پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی اس مرض کا مادہ خود وہین یعنی پھیپھڑے مین پیدا ہوجاتا ہے اور کبھی مادہ سر سے گرتا ہے اور اسکے ساتھ نزلہ کی اور دماغ کے مؤوف ہوجانے کی علامتین بھی ہوتی ہین اور اسکا حدوث دفعۃً ہوتا ہے اور یا اسکا سبب اعضائے تنفس مین فراہم ہوجانے والے ریاح اور ابخرے ہوتے ہین اس صورت مین دمہ خفیف اور سکون لیے ہوے ہوتا ہے بشرطیکہ نفخ پیدا کرنے والی چیزون کا استعمال کم رہے جیسے لوبیا اور باقلا وغیرہ ہے اور یا یہ مرض دخانی بخارہ کی کثرت سے ہوتا ہے اور اسکے ساتھ خفقان اور ضعف قلب اور سوداء کی علامتین بھی ہوتی ہین اور یا اسکا حدوث اسطرح ہوتا ہے کہ معدہ غذا سے بھر جائے اور اسکے بھر جانے سے سانس لینے مین زحمت واقع ہو یہ غذا کے نیچے اتر جانے کے بعد جاتا رہتا ہے اور اسمین ثقل معدہ ظاہر ہوتا ہے

مین کہتا ہون ربو کے معنے ہین سانس لینے مین دشواری کا ہونا اس مریض کی سانس اس شخص کی سی سانس ہوتی ہے جو تھکا ہوا ہو اور اس مرض مین یہ ہوتا ہے کہ سانس جلد جلد اور متواتر اور چھوٹی ہوکر چلتی ہے عام اس سے کہ اسکے ساتھ ضیق النفس بھی ہو یا نہو یہ تو ضیق النفس اور عسر النفس کی بابت شیخ کا کلام ہے اور سمرقندی نے ضیق النفس اور ربو اور بہر مین کوئی فرق نہین کیا بلکہ ان تینون نامون کے ایک ہی معنی ہین اور یہ سب مترادف ہین اور دمہ کا مرض جب بوڑھون کو ہوتا ہے تو پھر وہ اچھے نہین ہوتے اور جوانون کو ہوتا ہے تو مشکل سے صحت ہوتی ہے اور لیٹنے سے اور ترقی کرتا ہے اور یہ دیرپا امراض مین سے ہے اور مرگی اور تشنج کی طرح اسکا دورہ بھی ہوا کرتا ہے اور نخیر کے معنی خرخراہٹ کے ہین اور نخیر ناک کی آواز کو کہتے ہین اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے واما فی خلل اجزاء الریۃ تو خلل سے پھیپھڑے کے خالی مقامات مراد ہین اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے وسکونہ بقلۃ النوافخ یعنے ریحی دمے کی یہ پہچان ہے کہ جب نفخ پیدا کرنے والی چیزین چھوڑ دیجائین تو اسکو سکون ہوجائے اور جب کھائی جائین تو بڑھ جائے اور نفخ پیدا کرنے والی چیزین حبوب وغیرہ ہین جیسے باقلا اور چنا وغیرہ **مؤلف کہتا ہے** **علاج** بلغمی مین تو حب ایارج یا ایارج لوغاذیا یا صرف ایارج فیقرا سے مادہ کا استفراغ کیا جائے اور سوداوی مین حب افتیمون سے اشربہ یعنی پینے کی چیزین ہر روز نضج مادہ کے لیے جلاب

اور عرق السوس کا استعمال کیا جائے یا جلاب اور عرق گاؤزبان یا ملٹھی اور کالی جھانپ اور
انجیر اور سپستان اور گاؤزبان کا جوشاندہ اور اکثر اوقات اس جوشاندے مین گیہون کی بھوسی
بڑھادی جاتی ہے اور اس جوشاندہ کو شکر یا آب شہد سے شیرین کرلیا جائے اغذیہ یعنے
کھانے کی چیزین شروع شروع مین تو آب باقلا یا آب نخود شکر کے ساتھ استعمال کیا جائے اسکے بعد
آشجو شہد یا شکر کے ساتھ یا شہد اور تھوڑی روٹی استعمال کیجائے اسکے بعد مرغ کے چوزون کا شوربا
یا مرغ کا شوربا خاصکر بوڑھے مرغ کا اسکے بعد توے پر بھنا ہوا مرغی کا گوشت جسمین گرم مصالحہ پڑا ہو
یا کلیان پھوٹتے ہوے کبوتر کے بچے اور جب استفراغ ہوجائے تو قے بھی نفع کرتی ہے کیونکہ
مادہ کو نکالدیتی ہے اور اعضاے سینہ کو گرم رکھتی ہے اسکے بعد بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا جائے
اور لعوق اور حبوب وغیرہ انمین بہ نسبت پینے کی چیزون کے زیادہ نافع ہین کیونکہ یہ نرخرے مین
دیر مین پہونچتے ہین اور انمین سے کچھ کچھ ٹپک کر پھیپھڑے کی نلکی پر بھی گرتا ہے اور انکی قوت بدستور رہتی
ہے اور یہ چیز (یعنی جو ٹپک کر قصبۂ ریہ تک پہونچتی ہے) اس سے زیادہ قوی العمل ہوتی ہے جو قصبہ
تک جگر کی طرف سے پہونچے اور انمین جو لعوق اور ادویہ استعمال کیجائین انمین جلا کرنا اور نضج دینا
اور مجرون کا کھولنا اور مادہ کی تلیین اور تنقیہ اور تلطیف یا خشکی پھیلانے کے غرض یہ سب باتین ہون
اور شربت سکنجبین عنصلی نہایت عمدہ ملطف ہے اور لعوق عنصلی نہایت عظیم النفع ہے اور منجملہ عمدہ
لعوقون کے یہ ہے جسکے اجزا مین شہد اور السی کا آٹا اور روغن بادام شیرین دیگر مغز بادام مقشر اور
پستہ اور انجیر اور قلب صنوبر اور تھوڑا سا زوفاے خشک ان سب کو اس جلاب مین خمیر کرین جسمین
عرق السوس اور کالی جھانپ بھی جوش دی گئی ہو اور سوداوی دمہ کے لیے انار بیدانہ کا لعوق اور اس کا
استعمال عرق گاؤزبان یا آشجو اور شکر کے ساتھ مفید ہے اور عرق گاؤزبان کا شکر کے ساتھ ہمیشہ
استعمال مین رکھنا اسکے لیے بیحد نافع ہے اور کبھی تنگی نفس کا یہ باعث بھی ہوتا ہے کہ جو بڑی رگ
پیٹھ پر پھیلی ہوئی ہے وہ خون سے بھر جائے اسکی دوا فصد ہے اور کبھی سانس حرارت فضلیہ کی
زیادتی سے بھی پھول جاتی ہے اسکی یہ دوا ہے کہ شربتون اور خیساندون اور ٹھنڈے آگردون
سے ٹھنڈک پہونچائی جائے اور کبھی قلب اور پھیپھڑے کے زیادہ جلنے کے وقت کا نور بھی
بڑھادیا جاتا ہے **مین کہتا ہون** یہ سب شرح سے مستغنی ہے (بیشک ب)

مؤلف کہتا ہے نفس الانتصاب (یعنی بے سیدھا کھڑے ہوے سانس
مین دشواری ہونا) اس مرض مین جبتک مریض اپنی گردن سیدھی نہ کرے اور اوپر کو گردن نہ اُٹھائے
سانس نہین لے سکتا اور اس سے مجری کھل جاتا ہے اور اسکا سبب غلیظ مادہ یا ورم ہوتا ہے
اور اسکا علاج بھی دمے کی طرح ہوتا ہے اور اسمین اسکی احتیاط کیجائے کہ کوئی تیل سینہ کے
قریب تک نہ پہونچے کیونکہ یہ عضلات مین استرخا پیدا کرتے ہین اور مرطب ہوتے ہین **مین کہتا ہون**
یاد رکھو کہ جب گردن جھک جاتی ہے اُسوقت ہی سانس کے مجرے مین تھوڑی سی کشادگی رہجاتی ہر
چہ جائیکہ کوئی غلیظ خلط یا ورم اور عضلات کا لٹک پڑنا مجرے پر نازل ہو جائے اُسوقت تو یہ کشادگی
بھی نہین باقی رہتی اور اسی بیماری کو عربی مین نفس الانتصاب کہتے ہین اور اسکا علاج بھی اُسی
طرح ہوتا ہے جسطرح دمے کا یعنی ان اخلاط اور ورم اور استرخا کو دور کرنے کی کوشش کیجائے مگر
خاصکر اس مرض مین اسکا خیال ضرور ہے کہ سینہ کو تری نہ پہونچائی جائے کیونکہ اس سے عضلون مین
استرخا پیدا ہوتا ہے اور وہ لٹک کر سینہ پر آ رہتے ہین اور دبا کر مجرون کو بند کر دیتے ہین (اور
مرض یہی ہے) **مؤلف کہتا ہے۔ بحۃ الصوت** یعنی آواز کا بیٹھ جانا جو برودت اور بلغم کی
وجہ سے ہو اُسکا علاج تو وہی ہے جو دمہ مین مذکور ہوا اور جو حرارت اور زیادہ چیخنے چلانے سے
ہو اُسکا وہ علاج ہے جو ہم خشک کھانسی مین بیان کرینگے اور اسکو شکر کے ساتھ مکھن کا کھانا اور
روغن بنفشہ سے غرغرا کرنا نفع بخشتا ہے اور آواز کی محافظت کا عمدہ اصول یہ ہے کہ زیادہ چلانے
سے ہمیشہ پرہیز رہے مگر یہ کہ بطریق ریاضت (اور مشق) ایسا کیا جائے اور غبار اور دخان اور
ہر نمکین اور چرپری اور ترش چیز سے بھی پرہیز رہے مگر یہ کہ بلغم با فراط ہو اس صورت مین شربت لیمو
یا سکنجبین خصوصاً سکنجبین عنصلی مفید ہوتی ہے اور باقلا اور انجیر اور حب صنوبر اور مویز منقے اور چھوارا
اور گوندا اور ہینگ اور السی اور سپستان اور عرق السوس اور بن کا گوند اور پونڈا اور ترنجبین اور
سرکۂ عنصلی اور نشاستہ اور کتیرا اور ککڑی اور کھیرے اور کدو کی کے بیج اور کل لعابات اور نیمبرشت
انڈے کی زردی کا زیادہ استعمال رکھا جائے **مین کہتا ہون** یہ جو مؤلف نے لکھا ہی فعلاجہ
ما ذکرناہ فی الربو اس سے یہ مراد ہے جلاب عرق السوس یا عرق گاؤزبان کے ساتھ اور عرق السوس
اور سپستان وغیرہ کا جوشاندہ اور مؤلف نے جو یہ لکھا ہے فما ذکرہ فی السعال الیابس

وہ چیزین مراد ہین جو آیندہ چلکر کھانسی مین بیان ہونگی جیسے شربت بنفشہ روغن بنفشہ اور آشجو کے ہمراہ الی آخرہ
اور شربت لیمو اور سکنجبین کا استعمال بلغم کی تقطیع کے لیے ہے اسی لیے مؤلف نے اسکا قوی آشجو شربت
سے استثنا کیا ہے اور باقلا اور انجیر الی آخرہ ماذکر یہ سب چیزین جلا دینے اور نضج کرنے کے لیے
ہین مؤلف کہتا ہے ۔ **سُعال** (یعنی کھانسی) جو کھانسی غلیظ بلغم یا اُس سردی کی وجہ
سے ہو جو سینہ کو پہونچ جائے اُسکا علاج تو وہی ہے جو ہم دمے مین بیان کرچکے اور ڈھنڈک کی
زیادتی کے وقت اکثر تریاق کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور جنگلی پیاز کا لعوق اسکے لیے غایت درجہ
نافع ہوتا ہے اور جو کھانسی حرارت یا یبوست کی وجہ سے ہوتی ہے اسمین آشجو شربت بنفشہ اور
روغن بنفشہ اور روغن بادام شیرین کے ساتھ مفید ہوتا ہے اور معجون بنفشہ بہ نسبت شربت بنفشہ کے
زیادہ مفید ہے اور اسکو لعوق انار شیرین اور شربت انار شیرین بھی مفید ہوتا ہے اور وہ گولیان بھی
مفید ہین جو مغز تخم قثا اور مغز تخم خیار اور مغز تخم کدو اور خشخاش سے کہ ہر ایک یک درہم ہو اور کتیرے
اور رب السوس اور نشاستہ سے کہ ہر ایک پاؤ درہم ہو بنائی جائین کہ ان سب کو خوب باریک پیسکر شربت
انار شیرین مین خمیر کرلیا جائے اور کبھی اسمین تخم خرفہ بھی بڑھا دیتے ہین جب دیکھتے ہین کہ کھانسی کے ساتھ قوی حرارت
بھی ہے غذا اسمین لوکی یا خبازی یا ملوخیہ یا چولائی یا خرفہ کا اوگرا یا نیمبرشت انڈے کی زردی اور
اگر انڈے کی زردی کپٹا بنا کر چاٹ لی جائے تو اسی وقت فائدہ کرتی ہے اور انگور کا رب غایت
درجہ مفید ہے اور اگر گوشت کھانے کی ضرورت محسوس ہو تو پائے گیہون کے ساتھ پکا کر کھلائے جائین
یا کسی ساگ کے ساتھ سویان کھلائی جائین اور نشاستہ اور لوکی اور شکر کا حلوا غایت درجہ نافع ہے
اور اسکا خیال رہے کہ اس حلوے مین بجائے گھی کے روغن بادام چھوڑین اور جو کھانسی نزلہ سے
ہوتی ہے تو اسمین بذریعہ معطس یعنی چھینکین لانے والی ادویہ کے ناک کی طرف مادہ کو متوجہ
کردیا جائے اور اس سے روکا جائے کہ وہ نرخرے کی طرف اُتر آئے اُس شربت خشخاش سے
جو پوست خشخاش سے بنایا جائے مدبر آشجو کے ساتھ اور مغلظ ادویہ کے غرغرے سے مثلاً
مسور اور عناب اور سپستان اور خطمی اور خبازی اور خشخاش کہ ان سب کو جوش دیا جائے اور انکے
پانی کی کلی کی جائے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ برف کے پانی سے کلی کرنا بھی فائدہ کرتا ہے
کیونکہ اسمین بھی تغلیظ ہے اور جو کھانسی ذات الجنب یا ورم جگر یا اسکے سوا اور مشارک اعضا سے ہو

جیسے سینہ اور فم معدہ ہی تو اسکا یہ علاج ہے کہ اُس اصلی عضو کا علاج کرین اور اگر کھانسی کے ساتھ اسہال
بھی ہو تو شربت آس یا شربت انار بیدانہ یا شربت صندل یا شربت انار شیرین کا استعمال کرایا جائے
اور اسہال کی حالت مین گوند اور نشاستے اور وہ دوائین جو اسہال کی معمولہ گولیون مین ہین بریان کرکے
استعمال کرائی جائین مین کہتا ہون کھانسی پھیپھڑے کی ایک حرکت ہے کہ طبیعت اسکے
ذریعے سے پھیپھڑے اور اُسکے متصل اعضار کی اذیت منھ کے راستے سے دفع کیا کرتی ہے اور
کھانسی سینہ کے لیے ایسی ہے جیسے چھینک ہے دماغ کے لیے اور یہ حرکت سینہ کے انبساط اور
انقباض اور پردے کی حرکت سے پوری ہوتی ہے اور دمے مین جو دوائین بیان کی ہین اور یہان
اُنپر حوالہ کیا ہے اُنسے وہی دوائین مراد ہین جنکو ہم بحۃ الصوت مین لکھ آئے ہین اور لعوق اسقیل کا یہ
نسخہ ہے اسقیل بریان کردہ تین درہم ملٹھی آسمانی دو درہم فراسیون اور زوفا ہر ایک ایک درہم ان سکو
باریک پیسکر شہد کے ساتھ گوندھ لیا جائے اور فراسیون پہاڑی گندنا کے بیج کو کہتے ہین اور جس گولی
کا مؤلف نے ذکر کیا ہی اُس سے کھانسی کی مشہور گولی مراد ہے (آرد عناب باقلا رب السوس صمغ عربی نشاستہ
کتیرا تخم کدو ہلیلہ ہندی خشخاش ان سب کو کوٹ کر لعاب بیدانہ مین گوندھ لیا جائے اور گولیان
بنالی جائین اور گولیون سے جو پانی بچے اُسکو پی لیا جائے) اور معطس دوائین یعنی چھینک لانیوالی
دوائین کندش یعنی نک چھکنی اور جند بیدستر وغیرہ ہے کہ انکو سونگھا جائے اور نشہ لانے والی دوا
شربت سوسن ہے جسکا نام ملیوسن ہے اور روغن سوسن کا یہ نسخہ ہے سوسن کے چالیس پھول لیکر
خشک کر لیے جائین اسکے بعد کٹ اور لونگ اور چرائتہ ہر ایک دو درہم اور نمک درانی اور سلیخہ
ہر ایک تین درہم اور حمامہ اور بالچھڑ اور مصطگی ہر ایک در درہم اور چوب بلسان چار درہم لیکر سب کو
گل سوسن کے ساتھ ایک کانچ کے برتن مین ایک دن رات چھوڑ دین اور بعد ایک دن رات کے
ڈیڑھ رطل شلث اُسمین ڈالین اور زعفران نصف درہم اور مشک دو دانق اور میعہ سائلہ چار درہم اور
روغن بلسان ایک درہم ڈال کر گل حکمت کر دین اور چھ مہینہ اسی حالت پر چھوڑکر استعمال کرین
مؤلف کہتا ہے۔ **نفث الدم** یعنی خون تھوکنا جو خون تھوک کے ساتھ نکلے وہ تو منھ کا
خون ہے اور جو لفظ اخ سے نکلے وہ سر سے ہے اور جو کھنکھار مین آئے وہ پھیپھڑے کا خون ہے اور
جو قے مین نکلے وہ نرخرے یا معدے یا جگر کا خون ہے اور ان اقسام کا فرق اسطرح ہوتا ہے کہ جو

عضوان تینون مین سے مؤوف ہوگا اُسیکا خون ہوگا اور جو خون کھانسی کے ساتھ نکلے وہ یا زخرے
کا ہوگا یا پھیپھڑے کا یا سینہ کا اور اُسکی پہچان یہ ہے کہ جسقدر کھانسی قوت کے ساتھ ہوگی معلوم
ہوگا کہ یہ خون دور سے آیا ہے اور جو خون قوی کھانسی کے بعد نکلتا ہے وہ مائل بسیاہی اور قریب
قریب جما ہوا سا تھوڑے کف کے ساتھ ہوتا ہے اور جو خون پھیپھڑے کا ہوتا ہے وہ کفدار ہوتا
ہے اور جو خون کسی رگ کے پھٹ جانے سے آتا ہے وہ بہت سا اور یکبارگی آتا ہے اور جو خون
رگ کا منھ کھل جانے سے آتا ہے وہ تھوڑا تھوڑا آتا ہے اور یا اُسکے نکلنے کیوقت آرام معلوم ہوتا
ہے اور جو خون کہ ورم سے ٹپکتا ہے وہ تھوڑا تھوڑا ہوگا اور اُسکے ساتھ ورم کے علامات ہونگے
اور جو خون رگون وغیرہ کے زخم اور تآکل سے ہوتا ہے وہ پیپ اور کچ لوہو ملا ہوا ہوتا ہے اور
اُسمین چھلکے بھی ہوتے ہین اور اُسکی پہچان یہ ہے کہ اس سے پیشتر حادثے ہو چکتے ہین یا یہ کہ
اُس سے پیشتر حریری چیزین کھانے مین آتی ہین اور جو خون کسی جونک کے لپٹ جانے سے آتا ہے
اُسکے ساتھ غم اور کرب ہوتا ہے اور اُسکی پہچان یہ ہوتی ہے کہ اُس سے پیشتر وہ پانی پیا جائے
جسمین جونکین ہون مین کہتا ہون نفل تھوک کو کہتے ہین اور بعض کے نزدیک تفل تھوک سے
کم ہوتا ہے اور تنخع بخای منقوطہ کے معنی اخ تھوکنا اور یہ خون وہ ہوتا ہے جو سر سے کوے
اور تالو پر نازل ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ نکسیر کی علامتین بھی ہوتی ہین یعنی منھ کی سرخی اور آنکھونکے
سامنے چمک ظاہر ہونا اور تھوکنے کے بعد سر کی خفت آور تنخع بحاء بےنقطہ کے معنی کھنکھارنا جو حلق کی انتہا سے ہو
اور یہ خون جو کھنکھارنے مین آئے وہ تھوڑا ہوتا ہے اور اُس خون مین جو مری سے آئے اُسمین اور معدہ
اور جگر کے خون مین بہی فرق ہے کہ جس عضو مین آفت پائی جائے وہ اُسی کا خون ہے اور جو
خون سینہ کا ہوتا ہے اُسمین اتنا اندیشہ نہین ہوتا جو پھیپھڑے والے خون مین ہوتا ہے کیونکہ جو خون
سینہ سے آتا ہے اُس سے جلد آرام ہو جاتا ہے اور اگر نہ آرام ہو تو اُسمین پھیپھڑے کے زخم کا اندیشہ
نہین ہوتا اور جو خون سینہ کا ہوتا ہے وہ سیاہ اور گاڑھا اور جما ہوا لوتھڑے کی شکل ہوتا ہے اور یہ
درد سینہ سے خالی نہین ہوتا کیونکہ سینہ مین اعصاب ہین اور اسمین تنفس کم کم ہوتا ہے اور بہاؤ کے
ساتھ نہین ہوتا کیونکہ سینہ کی رگین باریک و چھوٹی ہین اور جو خون پھیپھڑے کا ہوتا ہے وہ خالص سرخ
اور کفدار ہوتا ہے اور اسمین کوئی درد بھی محسوس نہین ہوتا اور رگ کے خون سے اسکی مقدار کم ہوتی ہے

اور اسکا انجام بہت خراب ہوتا ہے اور جو خون رگ کا منہ کھل جانے سے ہوتا ہے وہ تھوڑا تھوڑا
آتا ہے اور اسمین درد قطعاً نہین ہوتا بلکہ اسکے نکلنے مین راحت اور آرام معلوم ہوتا ہے اور جو خون ورم
سے آتا ہے اُسکے ساتھ ورم کی علامتین بھی ہوتی ہین جیسا کہ ہم ورم ریہ مین چلکر بیان کرینگے اور یہ جو مؤلف
نے لکھا ہے وتقدم شرب ماء عالق تو ماء عالق سے اُسکی مراد وہ پانی ہے جسمین جونکین ہون
(غرضکہ یہ اسم فاعل کا وزن نسبت کے لیے ہے) جیسے لابن اور تامر یعنی دودھ والا اور چھوارے والا
اسی طرح ماء عالق یعنی جونکون والا پانی یعنی جسمین جونکین پڑی ہون **مؤلف کہتا ہے** –
علاج جسکو خون تھوکنے کی بیماری ہو اُسکو اتنی باتون سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیے ۱؎ زیادہ
باتین کرنا (کیونکہ یہ فعل اُس عضلے کی حرکت سے ہوتا ہے جو نرخرے کے پاس ہے اور اُن
عضلات کی حرکت سے جو سینہ اور حجاب اور پھیپھڑے مین ہوتے ہین اور کلام کی کثرت کیوقت
اُن عضلات کی تحریک اور کوفت کرنے والی ہوا کے دفع کرنے کیلیے پھیپھڑا بہت زیادہ حرکت
کرتا ہے اور نرخرے اور قصبۂ ریہ کو کوفت بہت زیادہ ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ فعل ان اعضا کیلیے
موجب اذیت ہے اور انمین ضعف کو بڑھا دیتا ہے اور اتصال مین تفرق پیدا کر دیتا ہے) ۲؎ اور چلانا اور
چیخنا (کیونکہ چلانے کو سانس کا رکنا لازم ہے اور اس سے سینہ اور حلق کے عضلات مین کھنچاؤ پیدا
ہوتا ہے اور سانس لینے کے آلات مین حرکت اور گرمی پیدا ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ باتین ایسی
ہین جو خون تھوکنے اور خون کے بہ نکلنے کی موجب ہین) ۳؎ اور شدت سے غم کی بیقراری (کیونکہ اس سے
خون مین جوش پیدا ہوتا ہے اور خون کا حجم بڑھجاتا ہے اور اس سے یا تو کوئی رگ ٹوٹ جاتی ہے اور
یا کسی رگ کا منہ کھل جاتا ہے) ۴؎ اور مباشرت کرنا (کیونکہ مباشرت حرکت اور لذت کے سبب سے
خون کو حرکت دیتی ہے) ۵؎ اور کودنا (کیونکہ اس سے رگ ٹوٹ جاتی ہے) ۶؎ اور بڑی بڑی سانسین لینا
(کیونکہ بڑی لمبی سانس سینے کے اوعیہ اور پھیپھڑے کو بڑھا دیتی ہے اور اسکے ساتھ اعضاء تنفس تمام
اطراف مین پھیلجاتے ہین جس سے رگون کے ٹوٹ جانے اور رگون کے کشادہ ہوجانیکا اندیشہ
ہوتا ہے) ۷؎ اور سرخ چمکتی ہوئی چیزون کو دیکھنا (کیونکہ جب سُرخ چیز دیکھی جاتی ہے تو ذہن مین
بہت مضبوطی اور استحکام کے ساتھ اُسکی صورت بیٹھ جاتی ہے اور خون کے بہ نکلنے اور باہر
کیطرف حرکت دینے کا سبب ہو جاتی ہے اور یہ بات حکمت کے ایک قاعدہ پر مبنی ہے اور وہ

یہ قاعدہ ہے کہ اکثر وہمی تصورات بدنی حوادث کے پیدا ہو جانے کا باعث ہو جایا کرتے ہین
اور حرارت کو بلا کسی سبب حرارت کے اور برودت کو بلا کسی سبب برودت کے پیدا کر دیتے ہین
اور اسکی کچھ تحقیق اس سے پیشتر بھی گذر چکی ہے) اور شراب پینا (کیونکہ شراب خون کو بڑھاتی ہے
اور اُسکو گرم کرتی اور حرکت دیتی ہے) اور گرمی کرنے والی چیزون کا استعمال کرنا (کیونکہ یہ چیزین خون
کو جوش دیتی ہین اور اُسکے حجم کو بڑھا دیتی ہین اور اُسمین حدت اور رقت پیدا کر دیتی ہین) اور مفتح
دواؤن کا استعمال کرنا جیسے کرفس وغیرہ ہے اور چرپری اور نمکین چیزون کا استعمال کرنا (کیونکہ یہ
خون کو گرم اور تیز کر دیتی ہین اور اسوجہ سے خون رگون کے منھ سے نکلنے لگتا ہے) اور خاصکر پرانے
پنیر کا استعمال کرنا (کیونکہ یہ نہایت حدت اور جلاء پیدا کرتا ہے اور اس سے مراری خلط پیدا ہوتا ہے
خصوصًا اُسوقت جبکہ اُسمین نمک بھی ملا ہو) لیکن نیا پنیر (جسمین نمک نہ ملا ہو) وہ البتہ مفید ہوتا ہے
(کیونکہ یہ زخمون کو باہم ملا دیتا ہے اور اپنی چپچپاہٹ اور لس سے رگون کے منھ کو بند کر دیتا ہے
اسکے علاوہ پنیر مین سے دودھ کی مائیت جاتی رہتی ہے اور یہی ایک ایسی چیز ہے جو خون کو
اپنی حدت اور جلاء اور تسییل سے مضر پڑتی ہے) اور ایسے شخص کو نفث الدم پیدا ہونیسے پہلے
فصد کا استعمال کرنا چاہیے (تاکہ خون کم ہو جائے اور پھر خون کی زیادتی سے کوئی رگ نہ ٹوٹے
اور نہ کسی رگ کا منھ کھلے اور سینہ کا ہر عضو اپنے پاس کے خون کو مضبوط پکڑے رہے) اور یہ امر
خون نکلنے کا مانع ہوتا ہے) خصوصًا اُس شخص کو جسکا سینہ تنگ ہو (کیونکہ جس شخص کا سینہ تنگ
ہوتا ہے اُسکے سینے کے مجاری بھی تنگ ہوتے ہین اور اسمین اُسکی رگین تنگی سے ہوتی ہین
اور یہ ایک ایسی حالت ہے کہ رگین خون سے خوب بھری ہوتی ہین اور ادنی سا سبب اُن کے
توڑ دینے کا سبب ہو سکتا ہے) خصوصًا فصل بہار مین (کیونکہ فصل ربیع اپنی لطیف گرمی سے
جاڑے کے جمے ہوے خون کو بہا دیتی ہے اور اُسے حرکت دیتی ہے اور اس سے خون کا حجم
بڑھ جاتا ہے اور رگین اُسکی گنجایش نہین رکھتین بس اُنمین سے وہ رگ گھٹ جاتی ہے جس کا
ٹوٹ جانا آسان ہو جاتا ہے اور طبیعت اُس سے خون کے نکلنے کی عادی ہو جاتی ہے)
اور اگر نفث الدم شروع ہو جائے تو چاہیے کہ نیچے کی رگون کی مثل صافن اور نسا وغیرہ کی
فصد لیجائے (تاکہ خون نیچے کو مائل ہو جائے) مگر فصد باریک ہو (تاکہ کشادہ فصد سے قوت ضعیف

نہو جائے کیونکہ ادھر سے بھی خون نکلیگا اور تھوکنے کے ساتھ بھی نکلتا ہے اسکے علاوہ اس فصد سے
خون کا نکلنا مقصود نہین ہے بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ باوجود قوت باقی رکھنے کے خون نیچے کی
طرف مائل ہو جائے اور یہ بات اُسی وقت حاصل ہوگی جبکہ باریک فصد لیجائے) اور شربت خشخاش
اور دم الاخوین اور گوند کے ذریعہ سے نوازل کے سینے پر گرنے سے روکا جائے (جبکہ خون
تھوکنے کی پیدائش نزلے سے ہوتی ہے تو پہلے سبب کی روک کی جاتی ہے اسطرح پر کہ اسکو
غلیظ کیا جائے تاکہ اُس سے کھانسی کا دغدغہ نہ پیدا ہو جائے کیونکہ کھانسی سے خون تھوکنے
مین اور زیادتی ہو جاتی ہے اور یہ دوائین نزلون کو بند کر دیتی اور روک دیتی ہین اور اپنے لس کی
وجہ سے زخمون پر لپٹ جاتی ہین اور اُترے ہوے مادے کی حدت اور تیزی کو بھی اپنے لس
سے توڑ ڈالتی ہین) اور نفث الدم کی سب قسمون مین یہ دوا برابر مشترک اور نافع ہوتی ہے شربت انجبار
عرق بارتنگ اور کہربا یا دم الاخوین و گوند کے ہمراہ کہ ہر ایک نصف درہم ہو اور اکثر اوقات اس مین
جَو بھر کافور بھی بڑھا دیا جاتا ہے اگر جوش اور خون کی حرارت افراط کے ساتھ ہو اور اگر بات بہت ہی
بڑھ جائے تو ایک قیراط بھر افیون بھی بڑھا دیجاتی ہے (کیونکہ افیون خون کو غلیظ کرتی ہے اور اُسکو بقدر
ٹھنڈا کر دیتی ہے کہ قریب جمنے کے ہو جاتا ہے اور اُسکو اُسکے مقام ہی پر روک دیتی ہے) اور ایک
لعوق بھی ہے جسمین ادویہ ذیل ہوتی ہین انجبار اور دم الاخوین اور کہربا اور توتنگے کی جڑ اور طراثیث
کہ ہر ایک مثقال بھر ہو اور کتیرا اور نشاستہ اور بھونا ہوا گوند ہر ایک ایک درہم اور افیون پاؤ درہم ان سبکو
خوب باریک پیسکر شربت انار بیدانہ مین گوندھ لین اور اس دوا کا استعمال چاٹ کر ہوگا (اسی لیے اسکا نام
لعوق ہے) اور بجاے پانی کے بارتنگ کا پانی پیا جائیگا اور غذا انڈے کی وہ نیمبرشت زردی
ہوگی جسپر دم الاخوین اور کہربا اور سوکھا دھنیا چھڑکا ہوا ہو یا سال بھر کے بکری کے بچہ کا گوشت جسکو
کھیرے اور انجبار اور بارتنگ اور سوکھے دھنیے اور تخم گلاب کے ساتھ پکایا گیا ہو (تاکہ اُسکی خشکی
اور تجفیف بڑھ جائے) اسکے علاوہ گوشت کا بالکل چھوڑ دینا ہی واجب ہے ہان اگر خون تھوکنے مین
افراط واقع ہو جائے اور ضعف کا اندیشہ ہو تو بعض مذکور گوشت کا استعمال کیا جا سکتا ہے اور اکثر اوقات
کثرت خون اور امتلاء کے وقت تین چار دن تک غذا بھی چھوڑا دی جاتی ہے اور خرفہ کا ساگ
(پکا ہو یا کچا) اسکے لیے عمدہ غذا ہے اور شکر کے ساتھ اسکے عصارہ کا پینا بھی بہت نافع ہے اور

بارتنگ دھینے کے ساتھ اور آشجو بھی مفید ہین جسمین عناب اور مسور اور بارتنگ پکائے جائین اور
دم الاخوین چھڑکا ہوا ہو مین **کہتا ہون** زیادہ باتون کے کرنے اور چلانے اور کودنے اور مباشرت وغیرہ
سے پرہیز کرنے کے لیے اسلیے لکھا ہے کہ یہ سب باتین خون مین حرکت پیدا کردیتی ہین اور لمبی سانسین
لینے سے اسلیے منع کیا ہے کہ آمین اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ سینہ کے اوپر کے عضلون کو حرکت دیجائے
اور اس قسم کی سانس اکثر وبائی بخارون مین ہوتی ہے اور تازہ اور بنیا پنیر اسلیے نافع ہے کہ یہ لیس دار
اور گوشت بھر لانے والا اور سدے پیدا کرنے والا اور اجزاے قرحہ کا سمیٹنے والا ہوتا ہے بخلاف
پنیر کہنہ کے کہ اسمین حدت اور چرپراپن اور نمکینی ہوتی ہے اور باقی متن صاف ہے **مؤلف کہتا**
ہے حلق مین جونک کا لپٹ جانا - وہ پانی ہرگز نہ پیے جائین جنمین اسبات کا گمان ہو
کہ انمین جونکین ہین (یہ بنظر احتیاط ہے کیونکہ جونکین اکثر ایسی چھوٹی ہوتی ہین کہ غور سے دیکھنے والون کو
بھی نظر نہین آتین) اور پانی جب پیا جائے چھان کر پیا جائے (ڈاکٹر آفتابون کی ٹونٹی پر چھلنی لگی ہوتی
ہے جس سے پانی چھنکر آتا ہے اور جونک وغیرہ اگر ہوتی بھی ہے تو وہ اسطرف رہجاتی ہے) تاہم اگر بجا طور
نہو سکے اور بوجہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے اس سے پرہیز نہ ہوسکے اور پانی کے ساتھ حلق مین کیڑی اتر ہی
جائے تو وہ حلق مین پہونچکر اور خون پیکر کچھ دن مین بڑی ہو جائیگی اور اسکے بعد تھوک مین پتلا خون آنا
شروع ہو جائیگا (یہ اسلیے کہ جونک حلق کے اطراف اور اسکے پاس کی رگون سے خون پیتی ہے جنکے
منہ باریک ہوتے ہین اور جو خون انمین ہوتا ہے وہ رقیق اور پتلا ہوتا ہے کیونکہ یہ خون چونکہ چوتھے
ہضم کے قریب پہونچا ہوا ہوتا ہے اسوجہ سے خوب پکا ہوا ہوتا ہے اور جب جونک اس خون کو پیتی ہے
تو کچھ کو غذا مین لیتی ہے اور باقی چھوڑ دیتی ہے اور وہی تھوک کے ساتھ نکلتا ہے) اور اسکے ساتھ غم
اور کرب اور بیچینی ہوتی ہے (اور جب جونک نرخرے کے نیچے لپٹی ہوتی ہے تو معدے مین سخت
کرب ہوتا ہے اور غم بھی ہوتا ہے کیونکہ دل سے قریب ہوتی ہے اور اسوقت مین خون قے کے ساتھ
نکلا کرتا ہے نہ تھوک کے ساتھ) **علاج** منہ سورج کے سامنے کھولا جائے اور حلق کی طرف نظر
کیجائے اگر لپٹی ہوئی دکھلائی دے تو چٹکی سے توڑ لی جائے اور اگر وہان تک چٹکی نہ پہونچے تو
سنسی سے پکڑ لیجائے مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ ٹوٹ کر اسکا سر حلق ہی مین نہ رہجائے (ورنہ وہی دشواری
پھر بھی باقی رہیگی) اور اگر دکھلائی نہ دے تو سرکہ اور رائی کا تھوڑے نمک کے ساتھ یا پیاز کے پانی کا غرغرہ

لیا جائے (کیونکہ سرکہ وغیرہ اُسمین لگیگا تو وہ اپنی جگہ کو چھوڑ دیگی اور اندر سے باہر کو حرکت کریگی) یا یہ کہ
کلونجی اور رائی باریک پیسکر منہ مین پھونکی جائے اگر اس تدبیر سے بھی وہ اپنی جگہ نہ چھوڑے تو
اُسکو حمام مین لیجائین اور دیر تک خوب اوڑھنا اوڑھکر حمام مین بٹھائین تا کہ اسکی گرمی سے اُس شخص کو
سخت کرب اور بیچینی عارض ہو سکے بعد منہ کے قریب برف کا ٹکڑا لیجائین (تا کہ جونک اُن گرم
اجزون سے گھبراکر جو اُس تک پہونچ رہے ہین خارجی ٹھنڈک کے سبب سے باہر کو نکل آئے) اور
اس ترکیب کے بعد اکثر منہ کے قریب آجایا کرتی ہے اور ہاتھ سے پکڑ لیجاتی ہے اور اکثر خود ہی باہر نکل
باہر نکل پڑتی ہے آب اگر جونک کے نکل جانے کے بعد بھی خون تھوکنا بدستور جاری رہے
(اُس زخم کے سبب سے جو اُس جونک کے لپٹے رہنے سے اس جگہ پیدا ہو گیا ہے) تو انار کے
چھلکون اور کلیون اور سماق کے جوشاندے سے غرغرا کیا جائے اور گل انار اور نشاستہ اور دم الاخوین
ان سب کو خوب باریک پیسکر حلق مین پھونکا جائے (انکو غبار کی طرح پیسکر باریک کر لیا جائے تا کہ خون
نکلنے کے مقام پر لپٹ رہین) اور سب سے بڑھکر عمدہ حیلہ یہ ہے کہ بیمار اپنے منہ مین کائی رکھ لے مگر ذرا
باہر کی طرف یعنی ہونٹھون پر اس سے یہ ہوگا کہ جونک اسکی طرف فوراً چلی آئیگی اسلیے کہ اُسکو کائی سے
طبعی الفت ہوتی ہے) مین کہتا ہون لفظ ناشب کے معنی ہین لپٹ جانے والی (پس العلق
الناشب کے معنی ہوے لپٹی ہوئی جونک) اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے فلا تشرب الاّمن وراء
قرام تو اسکے یہ معنی ہین کہ اس قسم کے پانی نہ پیے جائین مگر چھلنی کے پیچھے سے کیونکہ قرام کے معنی
باریک پردہ کے ہین (غیاث مین ہے قرام بکسر اول پردہ باریک و تنک یعنی پردۂ رنگین و منقش نیز آمدہ
از کشف و منتخب و مدار) اور کلبتان لوہے کا ایک مشہور اوزار ہے (غیاث مین ہے کلبتان و کلبتین بفتح
اول و فتح باے موحدہ و فتح تاے فوقانی لوہارون کا ایک خاص اوزار ہے جس سے وہ گرم لوہے کو
پکڑ کے اُسپر گھن مارتے ہین اُسکو فارسی مین انبر اور ماشہ بھی کہتے ہین اور گلگیر شمع کے معنی مین بھی یہ لفظ
آیا ہے از برہان و سراج و شرح نصاب اور خود صاحب غیاث لکھتے ہین کہ بظاہر یہ لفظ کلبہ کا
تثنیہ ہے اور تثنیہ اس جہت سے ہے کہ سنسی کے دو پھل ہوتے ہین اور اُسکے ہر پھل کو کلبہ کہتے ہین
اس جہت سے مجموعہ کا نام کلبتان رکھدیا گیا انتہے کلامہ) **مؤلف کہتا ہے۔ نوالہ یا کانٹے**
یا مچھلی کے کانٹے کا حلق مین اٹک جانا اگر پانی پینے اور بڑے نوالونکے کھانے

اور ذکر کرنے سے حلق کے نیچے نہ اترے تو اُس شخص کو حمام مین بھیجا جائے اور وہان لیجا کر روغن لیمون کئی بار پلایا جائے (حمام مین لیجانیکی یہ ضرورت ہے کہ حمام کی گرمی اُس مقام کو لٹکا دیگی جہان کانٹا چبھا ہوا ہے اور اُس مقام کے لٹک آنے سے کانٹے کو بآسانی نکال سکینگے) اسکے بعد گائے کے گوشت کا بڑا سا نوالہ ڈورا باندھکر نگلوایا جائے (کیونکہ اس گوشت کے ریشے سخت ہوتے ہین اور آسانی سے جدا نہین ہوتے) یا بڑا انجیر جو ریشم کے ڈورے سے مضبوط باندھدیا گیا ہو وہ نگلوایا جائے (اور وہ ڈورا باہر سے پکڑے رہین) اور جب دیکھین کہ انجیر کانٹے کے آگے بڑھ گیا تو جلدی سے باہر کو جھٹکا دیکر کھینچ لین اور ایک حیلہ ہمنے بھی ایجاد کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بادل کے ٹکڑے کو ڈورے سے مضبوط باندھدین اور نگلوائین جب دیکھین کہ وہ کانٹے کے اُسطرف پہونچ گیا تو اوپر سے پانی پلادین (پانی کے پہنچتے ہی بادل کا ٹکڑا اُسکو جذب کرلیگا اور پھول جائیگا) اسکے بعد نہایت پھرتی سے کھینچ لین کانٹا نکل آیگا **مین کہتا ہون** اسفنجہ وہی ہے جسکو عربی مین غیم کہتے ہین اور فارسی والے اُسکو ابر مردہ (اور اردو والے بادل کا ٹکڑا) کہتے ہین جب یہ پانی مین ڈالا جاتا ہے تو بقدر جثہ پانی کو چوس لیتا ہے اور یہ ایک ہلکا جسم ہے جو اکثر سیاہی مائل ہوتا ہے دریا کے کنارون پر جو پتھر پڑے ہوتے ہین انہین پیدا ہوتا ہے اور اکثر لوگون کا گمان یہ ہے کہ یہ ایک قسم کا جانور ہے اور اس گمان کا منشا یہ ہے کہ جب چھوا جاتا ہے اور ہاتھ مین لیا جاتا ہے تو سمٹنے لگتا ہے **مؤلف کہتا ہے۔ جو آدمی پانی مین ڈوب جائے اور اُسکے پیٹ مین پانی بھر جائے تو اسکی یہ تدبیر ہی** کہ اُلٹا لٹکایا جائے یہان تک کہ کل پانی نکلجائے اسکے بعد سکنجبین پلائی جائے جسمین تھوڑی کالی مرچین پکائی گئی ہون (کیونکہ مرچین تری لائینگی اور اُن غریب رطوبتون کو خشک کر ڈالینگی جو پھیپھڑے اور معدہ مین آگئی ہین) اور گیہون کا حریرہ کھلایا جائے (تاکہ پھیپھڑے کے مزاج کی اصلاح کرے)

مین کہتا ہون اسکے شرح کی کوئی ضرورت نہین **مؤلف کہتا ہے**

سینہ اور پھیپھڑے کے امراض اور اُنکے سوء مزاجون کی علامتون کا بیان

حرارت کی علامتین سانس کا بڑا ہونا (کیونکہ جب حرارت زیادہ بڑھجاتی ہے تو اُسکا انطفاء ٹھنڈی ہوا کے سونگھنے ہی سے ہوتا ہے) اور سانس کی گرمی (اسوجہ سے کہ سونگھی ہوئی ہوا اپنی گرمی سے اُسکو گرم کردیتی ہے اسکے علاوہ دخانی بخارے اس سے بہت ملجاتے ہین) اور ٹھنڈی ہوا سے

آرام پانا اور **برودت کی علامتین** یہ ہین سانس کا چھوٹا ہونا اور گرم ہوا سے آرام پانا اور **یبوست**
کی علامتین یہ ہین آواز کی خشونت (کیونکہ نرخرے کی ہموار رکھنے والی اور چکنا کرنے والی رطوبت
جاتی رہتی ہے) اور فضلاون کی کمی اور **رطوبت کی علامتین** یہ ہین خرخراہٹ اور فضلونکی زیادتی
اور ان سب مین ثقل کا ہونا مادہ کی دلیل ہے اور منتقل ہونا خفت کے ساتھ ریح کی دلیل ہے اور بلغم کا
ہلکی کھانسی سے دفع ہوجانا مادہ کے نزدیک ہونے کی دلیل ہے اور قوی کھانسی سے نکلنا
مادہ کے دور ہونے کی دلیل ہے **مین کہتا ہون** بڑی سانس وہ ہے جسمین معتدل سانس سے
زیادہ ہوا کے اندر لیجانے کی ضرورت پڑے اسمین تنفس کے جتنے اعضا ہین وہ ہر چہار طرف خوب
پھیلجاتے ہین تاکہ سونگھی ہوئی ہوا خوب گنجائش کے ساتھ اندر آسکے اور چھوٹی سانس وہ ہے جو
اسکے خلاف ہو اور جو علامتین مؤلف نے لکھی ہین وہ کبھی تو بالطبع واقع ہوتی ہین اور یہ اُسوقت جبکہ
مزاج طبعی ہو اور کبھی تو پیدا ہوتی ہین کہ اُنکو طبیعت سے کوئی علاقہ نہین ہوتا اور یہ اُس وقت جبکہ مزاج
عرضی ہو **مؤلف کہتا ہے۔ ذات الجنب** (یعنی سانس اور غذا کے اعضاء کے پردون
کا سوج جانا) اور **ذات الریہ** (یعنی پھیپھڑے مین ورم آجانا) ذات الریہ تو پھیپھڑے کا گرم ورم ہے
جسکا باعث خون یا صفرا یا سڑا ہوا نمکین بلغم ہوتا ہے اور اسکو اتنی باتین لازم ہوتی ہین سینہ کی گرانی اور
سانس کی تنگی اور سانس کی حرارت اور سینے سے پھیپھڑے تک درد کا پھیل جانا اور پیٹ کے بل نہ لیٹ سکنا
اور حدت کا بخار اور رخسارون کا ابخرون کے چڑھنے کی وجہ سے پھول جانا اور سرخ ہوجانا اور نبض
کا موجی ہونا اور غفلت کی نیند اور آنکھون کا پھول جانا اور پپوٹون کا موٹے ہوجانا یہ ورم سات دن کے
عرصہ مین ہلاک کر ڈالتا ہے اور کبھی اسکا مادہ تحلیل بھی ہوجاتا ہے اور کبھی ذات الجنب کی طرف منتقل
ہوجاتا ہے اور یہ اس سے اچھا ہے کہ ذات الجنب ذات الریہ کی طرف منتقل ہوجائے (یعنی کبھی ایسا بھی
ہوتا ہے کہ ذات الجنب ذات الریہ کی طرف منتقل ہوجائے مگر یہ اندیشہ ناک اور پرخطر ہوتا ہے اس سے
یہی زیادہ اسلم ہے کہ ذات الریہ ذات الجنب ہوجائے) اور کبھی ذات الریہ سرسام کی طرف منتقل ہوجاتا ہے
اور اگر سات دن گذرجائین اور ذات الجنب اور سرسام بھی نہو اور آدمی ہلاک بھی نہو تو یہ سل کی طرف
منتقل ہوجائیگا یعنی پھیپھڑے مین پیپ پڑجائیگی اور بلغمی اور دموی ذات الریہ مین یہ فرق ہے کہ بلغمی
ورم مین بھڈک زیادہ آتا ہے اور گرانی اور نیند کا غلبہ زائد ہوتا ہے اور سرخی رخسارون پر کم ہوتی ہے

اور حرارت بھی ہلکی ہوتی ہے (اور دموی ورم مین تھوک اور گرانی اور نیند کم ہوتی ہے اور رخساروں پر
سرخی خوب تیز ہوتی ہے اور حرارت بھی خوب قوی ہوتی ہے اور انھین علامتون سے ان دونون
کی پہچان ہے) مین کہتا ہون ذات الریہ پھیپھڑے کے گرم ورم کا نام ہے یہ ورم کبھی تو بلا وجہ
خود ہی شروع ہو جاتا ہے اور کبھی اسکے پیدا ہونے کی وجہ وہ نزلے اور خناق ہوتے ہین جو پھیپھڑے
کی طرف منتقل ہو جاتے ہین اور اس ورم کا حدوث ہر خلط سے ہو جاتا ہے لیکن اکثر اسکا سبب خون
یا متعفن اور نمکین بلغم ہوتا ہے کیونکہ پھیپھڑا چونکہ نحیف اور ہلکا جسم ہے اسلیے اسمین پتلا خلط کم رکتا ہے
جیسے کہ ذات الجنب کا حدوث اکثر صفرا سے ہوتا ہے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ یہان پر معاملہ برعکس ہے
یعنی یہ عضو جھلی دار ہے اور کثیف اور غلیظ ہے اسمین سوا ے لطیف اور رقیق اور حاد خلط کے کوئی خلط
کم رکتا ہے اور ذات الریہ مین سینہ کے ثقیل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ مادہ ایک ایسے عضو مین کثرت
سے موجود ہے جو بذاتہ اُتنی حس نہین رکھتا جتنی جھلی مین لپٹے ہوئے عضو مین ہوتی ہے اور سانس کی
تنگی کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ورم کی شان ہی یہ ہے کہ رستون کو تنگ کردے اور حرارت سے سانس
کی گرمی مراد ہے جو نہایت تیز ہوتی ہے خصوصًا دموی ذات الریہ مین اور درد جو اسمین ہوتا ہے وہ
سینہ کی گہرائی سے قص اور پیٹھ کے کنارے تک ممتد ہوتا ہے اور کبھی دونون مونڈھون کے
درمیان بھی درد محسوس ہوتا ہے اور کبھی مونڈھے اور ہنسلی اور چھاتی کے نیچے درد اور چونک محسوس
ہوتی ہے اور یہ چونک یکسان بھی محسوس ہوتی ہے اور کبھی یکسان تو نہین محسوس ہوتی لیکن کھانسی
کے وقت محسوس ہوتی ہے اور سوا ے چت لیٹے اور کسی پہلو نہ سو سکنے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ
پہلو پر لیٹنے سے پھیپھڑے مین اختناق اور احتباس پیدا ہو جاتا ہے (وجہ یہ ہے کہ پہلو پر لیٹنے
کے وقت اگر اسی پہلو مین ورم ہے تو پھیپھڑا اپنے نیچے کو جھک جاتا ہے اور دونون پہلوؤن کی کشادگی
کی وجہ سے چوڑی اور وسیع فضا پاتا ہے اور نیچے کو بہت زیادہ جھک جاتا ہے اور اس سے یہ
ہوتا ہے کہ دوسری طرف اُسپر آپڑتی ہے اور اُسکو دبا ڈالتی ہے اور اسکو یہ بات لازم ہو کہ پھیپھڑے
کے تمام اجزا مڑ جائین اور ہوا کے کل راستے بند ہو جائین اور اگر اُس پہلو پر لیٹا جائے جسمین ورم
نہین ہے تو یہ سوجی ہوئی جانب لٹکتی رہتی ہے اور نیچے کو بہت اُتر آتی ہے اور اسکو وہی انضغاط
اور اختناق لازم ہے اور پیٹ کے بل لیٹنے مین یہ بات نہین ہوتی کیونکہ جو فضا سینہ اور پیٹھ کے بیچ مین ہے

وہ تنگ ہے پس پھیپھڑا پیٹھ پر تکیہ کر لیتا ہے نہ نیچے آتا ہے نہ دبتا ہے اور پیٹ پر نہ لیٹ سکنے کی
یہ وجہ ہے کہ اسکو یہ لازم ہے کہ ناک زمین سے ملی رہے اور ظاہر ہے کہ اسمین سانس لینے کیلیے
سر کو اوپر اُٹھانے کی ضرورت ہے اور اسکو نرخرے کے مُڑ جانے کی وجہ سے ضیق النفس لازم ہے
کذا فی النفیسی) اور اس مرض مین حاد تپ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ احشا یعنی اندرونی اعضا کا ورم
ہے اور رخساروں کی سرخی اور اُنکا پھول جانا اس مرض مین اسلیے ہوتا ہے کہ باوجود رخساروں کی
لحمیت اور تخلخل کے اُنکی طرف بخارات چڑھتے ہین اور بسا اوقات رخساروں کی سرخی اس قدر
بڑھ جاتی ہے کہ رخسارے رنگے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور کبھی کبھی بخارات چڑھتے ہوئے
ایسے معلوم ہوتے ہین گویا کہ اندر سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہین اور اس مرض مین نبض کے
موجی ہو جانے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ پھیپھڑا ایک نہایت نرم جسم ہے اور اسلیے کہ مادہ رطب ہے۔اور
اس مرض مین نیند کا غلبہ اور آنکھون کا پھولا ہونا اور پلکون کا موٹا ہو جانا اور گرانی اور ورم سا نظر آنا اور آنکھ
کے ڈھیلون کا گڑ جانا یہ سب اُنھین بخارات کی وجہ سے ہوتا ہے جو اُس سے اوپر کو چڑھتے ہین اور یہ
مرض یعنی ذات الریہ سات دن مین ہلاک کر ڈالتا ہے خصوصًا جو ورم صفرا کی وجہ سے ہو لیکن ایسا
کم ہوتا ہے اور یہ سات دن مین مہلک اور قاتل اسلیے ہوتا ہے کہ پھیپھڑا دل کے بہت ہی نزدیک ہے
اُسکی آفت سے دل بھی مُوف ہو جاتا ہے اور قلب کا مُوف اور متورم ہونا غضب ہے اور اس ورم
مین پینے اور لگانے کی دوائین بہت کم مفید پڑتی ہین اسوجہ سے کہ پینے اور لگانے کی دوائین پھیپھڑے
تک پہونچ جانے کے وقت اُسکی قوت کی محافظت نہین کر سکتین اور مرض ذات الریہ کبھی تو مادہ کے
تحلیل ہو جانے ہی سے جاتا رہتا ہے اور کبھی اسطرح جاتا ہے کہ کسی مرض کی جانب منتقل ہو جائے
اور اسکا ذات الجنب کی طرف منتقل ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ ذات الجنب اُسکی طرف منتقل ہو کیونکہ یہ تو
قطعًا مہلک ہے) اور ذات الجنب مین نکسیر کا پھوٹنا زیادہ نافع ہے بہ نسبت اسکے کہ ذات الریہ مین
پھوٹے کیونکہ پھیپھڑے سے مادہ کا جذب ہونا زیادہ بعید ہے اس سے کہ حجاب اور سینہ کی جھلیون اور
عضلات سے جذب ہو اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ ذات الریہ کا ذات الجنب کی طرف
منتقل ہونا اسکے عکس سے کیون بہتر ہے اور ذات الریہ کا سرسام کی طرف منتقل ہو جانا نہایت
ردی ہے اور جسوقت ذات الریہ مرض کی قوت کی وجہ سے سات دن سے آگے تک متجاوز ہو جائے

تو پھیپھڑے مین پیپ پڑجائیگی بشرطیکہ اس عرصہ مین بخار اور درد کم نہوا اور مادہ کا نکلنا معتدبہ محسوس نہو تھوک کے ذریعہ سے نہ رسوب والے گاڑھے پیشاب اور پائخانہ کے ذریعہ سے واللہ اعلم

مؤلف کہتا ہے - ذات الجنب جسکو شوصہ اور برسام بھی کہتے ہین

یہ بھی ایک گرم ورم ہے اور یہ کبھی تو اندرونی عضلون مین ہوتا ہے اور کبھی اُس پردہ مین جو پسلیون کو اپنے اندر لیے ہوے ہے اور کبھی حجاب حاجز مین ہوتا ہے (یہ وہ پردہ ہے جو تنفس اور غذا کے آلات کا محافظ ہے) اور یہی اخیر ذات الجنب (شیخ کے نزدیک) خالص ہے اور جو گرم ورم حجاب خارج یا خارجی عضلون مین ہوتا ہے وہ بظاہر دیکھنے مین محسوس ہوتا ہے (یعنی دیکھنے اور چھونے سے متمیز ہوتا ہے) اور اس ورم کا مادہ اکثر صفرا یا صفراوی خون ہوتا ہے اور کبھی بلغم بھی ہوتا ہے مگر بہت ہی کم برخلاف ذات الریہ کے (کہ وہ بلغم سے اکثر ہوتا ہے اور صفرا سے بہت ہی کم) کیونکہ اسکا موقع یعنی پہلو صاف پھسلنا ہوتا ہے اور وہ یعنی پھیپھڑا متخلخل ہوتا ہے اور اس ورم یعنی ذات الجنب کو حادتپ لازم ہوتی ہے اسلیے کہ یہ دل سے قریب ہوتا ہے (پس اس سے عفونت دل کی طرف پھر دل سے سارے بدن مین سرایت کرجاتی ہے) اور اسکو چبھتا ہوا درد بھی لازم ہے کیونکہ یہ حس رکھنے والا عضو ہے (اسلیے کہ جھلی سے بنا ہے) اور نبض کا منشاری ہونا بھی اسکو لازم ہے (کیونکہ جب ورم عصبانی عضو مین ہوتا ہے تو یہ نبض کو منشاری کردیتا ہے خصوصًا جبکہ یہ عضو دل کے قریب ہو اور یہان ایسا ہی ہے) اور ابتدا مین سوکھی کھانسی ہوتی ہے اُسکے بعد (یعنی جب مادہ پک جائیگا اور پھیپھڑے کی طرف مندفع ہوگا) تو یہ مادہ تھوک کے راستے نکلنے لگتا ہے اور جب یہ درد سانس کے باہر نکلنے کے وقت شدت پکڑتا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ورم پھیلانے والے عضلون مین ہے اور اگر سانس کے اندر جانے کے وقت درد شدت پکڑے تو ورم قبض کرنے والے عضلات مین ہے اور دموی ذات الجنب مین کھنچاؤ اور تمدد بہت ہوا کرتا ہے (کیونکہ خون کی مقدار زیادہ ہوتی ہے) اور صفراوی مین چبھن زیادہ ہوتی ہے (کیونکہ صفرا کا نفوذ بہت قوت کے ساتھ ہوتا ہے اور اسمین لذع بہت زیادہ ہوتا ہے) اور جو مادہ بذریعۂ تھوک کے خارج ہوتا ہے اُسکے رنگ سے اُس مادہ کا پتہ چل جاتا ہے پس اگر سرخ تھوک ہو تو مادہ خون ہے اور اگر زرد ہو تو مادہ صفرا ہے اور اگر زرد کچھ سرخی مائل ہو تو خون اور صفرا دونون ہین اور اگر سیاہ ہو اور باہر سے

سیاہ کردینے والی کوئی چیز نہو تو مادہ سوداوی ہے اور بخار کی باریون کا شدت پکڑنا بھی مادہ پر دلالت کیا کرتا ہے (اگر باری ایک دن بیچ کرکے ہو تو صفراوی ہے اور اگر ہر روزہ ہو تو بلغمی ہے اور اگر چوتھے دن ہو تو سوداوی ہے) اور اگر ذات الجنب چودہ دن مین تحلیل نہو جاوے تو سمجھ لینا چاہیے کہ مادہ جمع ہوکر پیپ ہو گیا ہے اب اگر پیپ چالیس روز کے درمیان پاک صاف نہو جائے تو یہ مرض سل کی طرف لوٹ آئیگا اور سب اقسام کی ابتدا اعراض کی شدت سے پہچانی جاتی ہے اور اسکے پورا ہو جانے کی یہ پہچان ہے کہ بخار اور درد ٹھہر جائے اور اسکے پھوٹ بہنے کی یہ پہچان ہے کہ لرزہ شروع ہو جائے اور نبض پھیل جائے اور موجی ہو جائے اور اکثر اوقات لرزہ کے بعد مادہ کے لینج کرنے کی وجہ سے سخت بخار بھی چڑھ آتا ہے اور جب اچھی علامتون کے بعد (جیسے ریزش وغیرہ ہے) ڈراونی علامتین شروع ہو جائین (جیسے ضیق النفس اور شدت کا بخار اور سخت درد اور بھوک کا گم ہو جانا اور افراط کی بیداری وغیرہ) اور قوت بدستور ہو تو یہ اسکی دلیل ہے کہ مادہ جمع ہو رہا ہے اور ذات الجنب اور ذات الریہ مین منھ کی ریزش ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اسی سے مادہ کا پک جانا معلوم ہوتا ہے اور اسی سے مرض کا وقت ابتدا یا انتہا اور تزاید یا انحطاط معلوم ہوتا ہے اور اسی سے سلامتی اور ہلاکت کا اندازہ ہوتا ہے اور منھ کی عمدہ ریزش وہ ہے جو آسانی سے بہے اور زیادہ بہے اور خوب پختہ ہو اور پختہ کی پہچان یہ ہے کہ سفید اور ہموار اور برابر سطح کی ہو اور اسمین لس نہو اور اگر پہلے روز ریزش ہو تو اسکے پک جانے کی امید چوتھے دن کرنا چاہیے اور بحران کی امید ساتوین دن اور اگر تیسرے یا چوتھے دن ہو اور چوتھے دن نضج نہو تو ساتوین دن نضج ہوگا اور گیارھوین یا چودھوین دن بحران ہوگا غرضکہ نضج ریزش کے جسقدر قریب ہوگا بحران اُسی قدر جلد ہوگا اور اگر چوتھے دن کے بعد تک بھی ریزش نہو تو مرض طولانی ہے اور باوجود ردی ہونے کے موت کی دلیل ہے اور اگر ریزش جلد ہونے لگے تو اعراض کے شدید ہو جانے سے ہرگز نہ ڈرنا چاہیے اور قوت پر بھروسا رکھنا چاہیے اور ردی ریزش سُرخ اور زرد اور سفید اور لسدار اور سیاہ ہوتی ہے خصوصاً جسمین بدبو بھی ہو اور وہ جو مادہ کے غلیظ ہونے کی وجہ سے گولی کی طرح گول ہو اور وہ جو جمکر یا جلکر نیلی ہو جائے یہ سب قسمین ردی ہین (اور جسمین یہ اوصاف نہون وہ ردی نہین ہے) **مین کہتا ہون** اطراف سینہ کے گرم ورم کا نام ذات الجنب ہے (یہ لفظ ورم کی صفت ہے اور اسکے معنی یہ ہین ورم ذو علاقۃ بالجنب یعنی وہ ورم جس کو

پہلو سے تعلق ہو جیسے کہ ذات الریہ اُسکے بھی یہی معنے ہین کہ ورم (لہ تعلق بالریۃ) اب یا تو یہ سینہ کے باطنی اور اندرونی عضلون مین ہوتا ہے اور یا اندرونی پردہ مین یا اُس پردہ مین جو آلات غذا اور آلات تنفس کے درمیان سدّراہ ہے آور یا اُن عضلون مین جو کہ خارج اور ظاہر ہین یا اُس پردہ مین جو خارج ہے اور اسمین جلد کی کوئی شرکت ہو یا نہو اور سخت اور ڈرانے والا وہ ورم ہے جو حجاب حاجز مین ہو اور اسی کا نام ذات الجنب الخالص ہے اور مؤلف نے شوصہ اور برسام اور ذات الجنب مین کوئی فرق نہ کرنے مین شیخ کا اقتدا کیا ہے (کیونکہ شیخ بھی ان سب کو ایک ہی معنون کا عنوان بتاتا ہے) پس یہ تینون لفظ شیخ اور مؤلف کے نزدیک باہم مترادف ہین آور سمرقندی انمین فرق کرتا ہو اور کہتا ہے کہ جو ورم اُس پردہ کو عارض ہو جو جگر اور معدہ کے درمیان حائل ہے اور حجاب حاجز سے متصل ہے اُسکا نام برسام ہے آور یہ لکھتا ہے کہ اس ورم کو سرسام کے اعراض عارض ہوتے ہین کیونکہ یہ پردہ گاڑھی جھلی سے متصل ہے پس برسام اور سرسام دونون مین ذہن کا اختلاط اور بخار اور پیاس عارض ہو جاتی ہے آور سمرقندی کے علاوہ اور سب لوگ یہ کہتے ہین کہ سرسام اور برسام دونون مین ان عوارض کی شرکت ضرور ہوتی ہے لیکن دونون مین مابہ الفرق یہ ہے کہ سرسام مین پہلے اختلاط ذہن ہوتا ہے اُسکے بعد باقی عوارض بخار اور پیاس وغیرہ عارض ہوتے ہین آور برسام مین پہلے بخار شروع ہوتا ہے بعدہ یہ اعراض پیدا ہوتے ہین اسلیے کہ اسکو دل سے قرب ہے اور دماغ سے بُعد اور دوری بخلاف سرسام کے کہ وہ اسکے برعکس ہوتا ہے آور سمرقندی نے شوصہ کی یہ تعریف لکھی ہے کہ شوصہ وہ ورم ہے جو جھلی پسلیون مین عارض ہوتا ہے آور ذات الجنب الخالص کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ ایک ورم ہے جو پسلیون کی اندرونی جھلی مین ہوتا ہے اور اُس پردہ مین جو آلات غذا اور آلات تنفس مین حائل ہے یا تو اسکی دہنی جانب مین یا بائین جانب مین۔ جو ورم حجاب حاجز کے بائین جانب مین ہوتا ہے وہ (نضج اور تحلیل کے اعتبار سے تو اسلم ہوتا ہے لیکن) جگہ کے اعتبار سے نہایت ردی ہوتا ہے کیونکہ اُسکو قلب سے بہت قرب ہے آور جو حجاب حاجز کی دہنی جانب مین ہوتا ہے وہ (مکان اور جگہ کے اعتبار سے تو اسلم ہوتا ہے کیونکہ قلب سے اُسکو دوری ہے لیکن) دیر مین پکنے کی جہت سے نہایت ردی ہوتا ہے اور اس ورم کا مادہ اکثر اوقات صفرا یا دم صفراوی ہوتا ہے کیونکہ ان مقامات مین سوا لطیف اور رقیق مادہ کے کوئی اور مادہ نفوذ کر ہی نہین سکتا بخلاف ورم ذات الریہ کے اور اسکی بحث

ذات الریہ مین گذر چکی ہے اور یہ جو ہمنے قید بڑھائی کہ اکثر اوقات اس ورم کا مادہ صفرا یا دم صفراوی
ہوتا ہے یہ اسلیے کہ کبھی اسکا مادہ متعفن بلغم بھی ہو جاتا ہے مگر شاذ و نادر اور ذات الجنب کیلیے چند
اعراض ذیل مخصوص ہین ایک تو حاد تپ اور یہ اسلیے کہ یہ ورم قلب سے نہایت نزدیک ہوتا ہے
دوسرا پسلیون کے نیچے چبھتا ہوا درد اور یہ اسلیے کہ یہ عضو غشائی یعنی جھلی والا ہے اور جھلی عصبانی
ہے اور بڑا حساس ہوتا ہے (اسلیے اسمین درد محسوس ہوتا ہے) تیسرا نبض کا منشاری ہو جانا اور یہ
اسلیے کہ جھلی سختی اور نرمی مین مختلف الحال ہوا کرتی ہے اور یہی نبض کی منشاریت ایک ایسا عرض
ہے جسکی وجہ سے اس ورم اور ورم جگر مین فرق اور امتیاز ہو سکتا ہے کیونکہ یہ دونون ورم بخار اور پسلیون
کے تمدد اور کھنچاؤ مین شریک ہین صرف نبض کی منشاریت سے ان دونون مین تفرقہ ہو جاتا ہے (اسلیے
کہ ورم جگر مین نبض منشاری نہین ہوتی بلکہ موجی ہوتی ہے اور منھ کی رنگت مین نہایت بری زردی ہوتی ہے)
چوتھا عرض کھانسی ہے اور یہ اسلیے کہ مجاورت اور ہمسایگی کی وجہ سے پھیپھڑے کو اس ورم سے اذیت
اور تکلیف پہونچتی ہے (اور وہ اپنی اس اذیت کو اس حرکت سے دفع کرنا چاہتا ہے) اور کھانسی پہلے
تو خشک ہی ہوتی ہے کیونکہ تھوک کے ذریعہ سے مادہ جبھی خارج ہوتا ہے جبکہ اسکا ترشح پھیپھڑے
پر شروع ہو جائے (اور ابتداءً ترشح ہوتا نہین بلکہ کچھ عرصہ کے بعد شروع ہوتا ہے اسی لیے پہلے
خشک کھانسی ہوتی ہے بعدہ تر ہو جاتی ہے) اور پانچوان عرض سانس کی تنگی اور اسکا رکاوٹ ہے
اور یہ اسلیے کہ ورم سانس کے مجاری کو دباتا ہے اسکے علاوہ یہ حجاب حاجز جسمین ورم ہے یہ بھی
آلات تنفس مین سے ایک آلہ ہے اب اگر درد کی سختی سانس کے اندر لیجانے کے وقت محسوس ہوتی
ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ورم ان عضلون مین ہے جو سانس کو پھیلاتے ہین اور اگر سانس کے باہر
کرتے وقت درد کی شدت محسوس ہو تو ورم ان عضلون مین ہے جو قبض کرتے ہین اور دموی اور صفراوی
ورم مین یہ فرق ہے کہ دموی مین تمدد اور کھنچاؤ زیادہ ہوتا ہے اور صفراوی مین درد کی چبھن زیادہ ہوتی
ہے اور مادہ کی نوعیت تھوک کے رنگ سے اور بخار کے دورون کی سختی سے پہچانی جاتی ہے
اگر دموی ورم ہوتا ہے تو تھوک مین سرخی ہوتی ہے اور بخار دائمی ہوتا ہے اور اگر صفراوی ورم ہوتا ہے
تو تھوک مین زردی ہوتی ہے اور بخار ایک دن بیچ کرکے بہت زور سے چڑھتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس
اگر ذات الجنب مین چودہ روز تک کی مدت مین مادہ تحلیل نہو جاوے تو سمجھ لینا چاہیے کہ مادہ اکٹھا ہو کر

پیپ پڑگئی اب اگر پیپ کا بھی چالیس روز تک تنقیہ نہو جائے تو یہ ورم سل کی طرف عود کریگا یعنی
یہ مادہ متقرح ہوگیا یا پیپ پڑگئی اور اُسکی حدت اور ردائت کی وجہ سے پھیپھڑے کا جوہر تحلیل ہونے لگا
اور کبھی یون بھی ہوتا ہے کہ ذات الجنب اول ذات الریہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اُسکے بعد سل
کی طرف اسطرح پر کہ اس ورم کے مادہ کو پھیپھڑا قبول کرلیتا ہے اور یہ مادہ اُسمین رگ کہ ورم اور قرحہ
پیدا کردیتا ہے اور ذات الجنب کے مادہ کے اجتماع کے شروع ہونے کی یہ پہچان ہے کہ مرض
کے عوارض مین شدت شروع ہوجائے یعنی درد مین شدت ہوجائے اور سانس لینے مین عسر اور
تنگی ہوجائے اور تپ تیز چڑھ آئے اور زبان مین خشونت اور گھبراہٹ پیدا ہوجائے اور مادہ کی
لزوجیت اور حجاب کی کثافت کی وجہ سے کھانسی سخت ہوجائے اور بھوک جاتی رہے اور
عقل مین گڑبڑی آجائے اور حواس مین ثقل پیدا ہوجائے اور جب مادہ کا اجتماع پورا اور مکمل
ہوجاتا ہے تو ان عوارض مین بھی سکون آجاتا ہے لیکن ثقل اور گرانی بڑھجاتی ہے اور جب یہ مادہ
پھوٹتا ہے تو لرزہ آنا شروع ہوجاتا ہے اور مرض پھیلجاتی ہے اور ضعف کی وجہ سے نبض موجی
ہوجاتی ہے اور بسا اوقات مادہ اور ورم کی لذع کی وجہ سے تپ شدید بھی چڑھ آیا کرتی ہے
اور اجتماع مادہ کے وقت عوارض مین جسقدر شدت ہوگی اُسی قدر مادہ جلد پھوٹ جائیگا اور جس قدر
عوارض مین نرمی ہوگی اُسیقدر مادہ کا انفجار دیر مین ہوگا خصوصًا تپ کہ منجملہ عوارض کے اسکی شدت
اور لین انفجار کی زیادہ تر دلیل ہوتی ہے اور اُس سے انفجار کے جلد اور دیر مین ہونے کو اچھی طرح
اندازہ کرسکتے ہین اور یہ بھی خوب یاد رہے کہ اگر نفث مین اچھی علامتین دیکھکر بعد کو ڈرانیوالی
علامتین ظاہر ہون تو مریض کو گھبرانا نہ چاہیے کیونکہ ان ڈرانے والی علامتون کا عارض ہونا مادہ
کے اجتماع کی وجہ سے ہے اور کوئی دوسرا سبب اسکا نہین ہے اور ذات الجنب اور ذات الریہ
مین نفث ہی ایک ایسی چیز ہے جو مادہ کے نضج اور مرض کے وقت یعنی ابتدا اور تزید اور انحطاط
اور انتہا پر اور مریض کی سلامتی اور ہلاکت پر سب دلیلون سے بڑھکر ہے مادہ کے نضج پر اسکی
دلالت کسطرح ہوتی ہے اسکو ہم آگے چلکر ابھی بیان کرتے ہین رہا یہ کہ وقت پر اسکی دلالت کی کیا
صورت ہے تو اگر تھوک رقیق یا کم ہو تو یہ ابتداء مرض کا وقت ہے اور اگر گاڑھا اور زیادہ اور زرد
ہوجائے تو یہ تزید مرض کا وقت ہے اور اگر اُسکا خروج آسانی ہونے لگے اور پختہ ہوا اور درد بھی

اسکے ساتھ کم ہو تو یہ انتہائے مرض کا وقت ہے اسکے بعد اگر کم ہونے لگے اور درد بالکل نہ رہے تو
یہ انحطاط مرض کا وقت ہے اور اسکی دلالت مریض کی سلامتی اور ہلاکت پر یون ہوتی ہے کہ جو تھوک
افضل ہو وہ سلامتی کی دلیل ہے اور ردی ہو تو ہلاکت کی آور اُسکی افضلیت اور ردائت کو متن مین
جن الفاظ سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی وضاحت کی وجہ سے شرح کے محتاج نہین ہین اسیطرح
بحران کی علامتون کو بھی شرح کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے آور جن علامتون کو نضج کی تعریف
مین مؤلف نے بیان کیا ہے اُنسے نفث کی دلالت نضج پر معلوم ہو سکتی ہے مؤلف کہتا ہے
علاج ذات الجنب اور ذات الریہ کی مشترکہ تدبیر یہ ہے کہ سرر وا ور باسلیق کی فصد لیجائے (کہ یہ فصد
مادے کو کم کر دیتی ہے اور مادہ کو اُسطرف حرکت دیتی ہے جو ورم کی جہت مخالف ہے اسلیے مادہ اُس
جہت ورم کی طرف حرکت نہین کرتا) اور فصد کے بعد اُس خلط کا استفراغ کیا جائے جو غالب ہو اور
نرم حقنون اور نرم فتیلون سے طبیعت کی تلیین کیجائے اور حقنے مسہلون سے بہتر ہوتے ہین کیونکہ
مسہلون مین یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کہین مادہ قلب کی طرف حرکت نہ کرے میٹھے پینے کی دوائین جتنی
چیزین ملینات ہون اور مادہ کو پکائین اور مادہ کو منھ کی ریزش کے ذریعہ سے دفعہ کرین اور ٹھنڈک کے
ساتھ مادہ کا تنقیہ بھی کرین وہ سب پی جا سکتی ہین جیسے آشجو ہے شربت بنفشہ کے ساتھ (کیونکہ تنہا
آش جو معدہ مین ترش اور فاسد ہو جاتے ہین اسیلیے شربت بنفشہ کے بھی ملانے کی ضرورت ہے
اسکے علاوہ شربت بنفشہ ملین اور منقی بھی ہے اور مادہ کو منھ کی ریزش کے ذریعہ سے بھی دفع کرتا ہے اسیلیے اُسکا
آش جو کے ساتھ ملا لینا بہرحال اولی اور انسب ہے) یا جیسے مدبر آش جو ہے آور مدبر کے یہ معنی ہین کہ آش جو
کو میٹھے جوشاندے مین ملائین یا جیسے عناب اور سپستان اور تخم خطمی اور تخم خبازی اور عرق السوس کا
جوشاندہ ہے شربت بنفشہ کے ساتھ۔ اگر پیاس کی شدت ہو تب تو اس جوشاندہ کو ٹھنڈا کر کے پلائین
اور پیاس کی شدت نہو تو نیم گرم رکھین آور پیاس کی شدت کے جتنے اوقات ہین اُنمین ملٹھی کا زلال
دیا جائے جسمین لکڑی کے بیجون کا شیرہ ملا یا گیا ہو تنہا شربت بنفشہ یا شربت بنفشہ اور شربت نیلوفر دونون کو
ملا کر ٹھنڈا کر کے دین اور اس تدبیر کے ساتھ شیرۂ تخم خربزہ کی کلی بھی کرائی جائے اور اسمین شکر بھی
ملا لی جائے (تاکہ اُسکی تکثیف کی اصلاح کر دے) اور (پیاس کے وقت) عرق گاؤزبان کے ساتھ
شربت انار میدانہ دیا جائے یا شربت بنفشہ یا شربت نیلوفر لعاب بہدانہ کے ساتھ یا شربت عناب اور

شربت نیلوفر اور اگر مادہ (ایسا) رقیق ہو (کہ منھ کی ریزش کی راہ نہ مندفع ہوتا ہو) تو شربت خشخاش اور
شربت عناب دیا جائے یا خشخاش اور عناب اور سپستان کا جوشاندہ کسی شربت کے ساتھ دیا جائے اور
اگر اس ورم کے ساتھ سخت اسہال بھی ہو اور خدا نہ کرے جو ایسا ہو تو شربت حب الآس اور شربت انار بیدانہ
اور شربت صندل دیا جائے یا بھونے جو کا آش جو شربت آس کے ساتھ اور حرارت کی تیزی اور
پیاس کی شدت کیوقت تربز کا پانی شکر ملا کر نہایت عمدہ چیز ہے اور جسوقت یہ ڈر ہوتا ہو کہ کہین میٹھا شربت
صفرا کیطرف مستحیل نہو جائے یا یہ کہ صفرا کا غلبہ دکھا جاتا ہے تو شربت آلو دیا کرتے ہین اور شربت نیلوفر
گو میٹھا ہوتا ہے لیکن صفرا کیطرف مستحیل نہین ہوتا (کیونکہ نیلوفر تیسرے درجہ مین سرد اور دوسرے درجہ مین تر
ہوتا ہے) اور اسکے اور صفرا کے مزاج مین سخت مخالفت ہی) اور اس شربت مین تلطیف اور حرارت کا
بجھانا اعلی درجہ کا ہوتا ہے غذا مین آشجو شکر کے ساتھ یا کسی شربت کے ساتھ استعمال کیا جائے یا ٹھنڈے
پانی مین بھیگی ہوئی روٹی جو شکر مین میٹھی کر لیجائے یا شربت نیلوفر مین میٹھی کر لیجائے یا بادام اور شکر کا حریرہ یا پالک یا
خبازی یا ملوخیہ (کہ توے پر بھون لیجائے) اور یہ اسوقت جب بھوک خوب زور کی لگی ہو اور اگر ضعف شدید ہو تو مرغ
کے چوزون کا شوربا چھلے ہوئے جو کے ساتھ اور ان دونون مرضون یعنی ذات الجنب اور ذات الریہ
مین قوت کے بقار کا بہت زیادہ لحاظ رکھنا چاہیے کیونکہ علاوہ بیماری کی زحمت اٹھانے کے
منھ سے ریزش بہانے کے لیے بھی تو قوت کی ضرورت ہے اور قوت اگر باقی رہتی ہے
تو غذا دینے سے اور غذا کی یہ حالت ہے کہ اگر زیادہ دیجائے تو مادۂ مرض کو زیادہ کریگی اور یہ
بڑی مضرت ہے لہذا غذا دینے مین ضرورت کا اندازہ کر لیا جائے اور بقدر ضرورت دیجائے
(تاکہ مادۂ مرض بھی نہ بڑھے اور قوت بھی باقی رہے) **لگانے والی دوائین** شروع شروع
مین تو دھوئے ہوئے سفید موم اور نیم گرم روغن بنفشہ کا لیپ کیا جائے بعد کو خطمی اور السی اور سرخ موم
کا لیپ کیا جائے اور یہ لیپ مادہ کو پکاتا ہے اور ادویہ ذیل کی گولی بنا کر زبان کے نیچے رکھی جائے
مغز تخم قثاء مغز تخم کدو مغز تخم خیار تخم خشخاش ہر ایک درم بھر بادام شیرین مقشر تین درم رب السوس
نصف درہم ان سب کو شربت انار بیدانہ مین خمیر کرکے گولیان بنا ڈالین یا انھین دواؤن مین
شربت انار بیدانہ بہت سا اضافہ کرکے لعوق کی طرح بنالین اور نضج کے پورا ہو جانے کے بعد
مسہل دوائین استعمال کیجائین مثلاً مغز املتاس پندرہ درہم تیس درم شربت بنفشہ کے ساتھ اور

اسمین نصف درہم روغن بادام شیرین بھی اضافہ کر لیا جائے دیگر خیسانندہ مسہل بڑے بڑے آلو بخارے
پانچ دانے عناب میٹھی خوبانی سپستان ہر ایک پندرہ دانے گل نیلوفر ۳ عدد گل بنفشہ ۹ عدد ان
سب کو پندرہ درم مغز املتاس اور بیس درہم شربت بنفشہ پر چھانا جائے یا بجائے املتاس کے ترنجبین
اور شیرخشت بڑھا دیجائے دیگر سپستان عناب ہر ایک دس دانہ بڑے آلو بخارے پانچ عدد
گل بنفشہ اور سنا مکی ہر ایک چھ درہم ان سب کو پکا کر تیس درہم شربت بنفشہ پر چھان لین اور املتاس
کا لعوق بھی نہایت عمدہ ہوتا ہے پھر جب ورم پک جائے تو عناب اور انجیر اور گیہون کی بھوسی اور
بھوسی اُتارے ہوے جو اور پرسیاوشان کا جوشاندہ دیا جائے جو معجون بنفشہ پر چھانا گیا ہو اور گیہون
کی بھوسی کا حریرہ بھی شکر کے ساتھ مفید ہوتا ہے اور پونڈے کا چوسنا بھی بہت اچھا ہے پھر جب
ورم پک چکے اور بخار بھی جاتا رہے تو میٹھے اور نیمگرم پانی سے حمام کرنا چاہیے اور سر اور سینہ کو نکھولا جائے
(یعنی حمام کے بعد) اور پھیپھڑے کی سوجی ہوئی شق کی یہ پہچان ہے کہ جب کسی جانب پر مریض لیٹے
تو دوسری طرف بوجھ سا لٹکتا معلوم ہو اور یہ بھی شناخت ہے کہ کپڑے کو پانی اور مٹی مین تر کر کے
سینہ پر رکھا جائے جسطرف کا کپڑا پہلے خشک ہو جائے اُسی جانب ورم ہے (کیونکہ حرارت
غریبہ جو متعفن اور ورم پیدا کرنیوالے مادہ سے پیدا ہوئی ہے وہ تر کپڑے کی رطوبت کو جلد چوس لیتی
ہے) **مین کہتا ہون** یہ سارا بیان اپنی وضاحت کی وجہ سے شرح سے مستغنی ہے **مؤلف**
کہتا ہے۔ سل یعنی پھیپھڑے کا زخم اسکو دق کا بخار لازم ہوتا ہے (کہ کھانا کھانے کے بعد
شدت پکڑتا ہے) جاننا چاہیے کہ سل کے معنی لغت مین لاغری کے ہین اس مرض کو جو سل کہتے
ہین اُسکی یہی علت ہے کہ اسکو بدن کا لاغر ہو جانا لازم ہے اور در اصل یہ پھیپھڑے کا زخم ہے یعنی
پھیپھڑے مین تفرق اتصال پیدا ہو کر پیپ پڑ جاتی ہے اور چونکہ دق کا بخار اس زخم کو لازم ہوتا ہی
اسلیے قرشی نے سل کی یہ تعریف کی ہے کہ هو قرحة الرية مع الدق یعنی سل پھیپھڑے کے زخم کو
کہتے ہین جسکے ساتھ دق بھی ہو تو گویا سل کو اُسکے نزدیک امراض مرکبہ مین سے شمار کرنا چاہیے اور
شیخ نے لکھا ہے کہ کبھی سل ایک دوسرے مرض کو کہتے ہین جسمین بخار نہین ہوتا لیکن یہ ہوتا ہے کہ پھیپھڑا
اُن نوازل کی ریزش سے جو اُسپر ہمیشہ گرتے رہتے ہین اخلاط غلیظہ لزجہ کا قابل ہو جاتا ہے جس سے
یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگون کی سانس تنگ ہو جاتی ہے اور کھانستے رہتے ہین اور کھانستے کھانستے

اُنکی قوتین سب گھٹ جاتی ہین اور بدن گھل جاتے ہین اور یہ لوگ درحقیقت دمے والون کے قائم مقام ہوتے ہین اور عام لوگ اسکو عام طور پر اُس مدہ پر اطلاق کرتے ہین جو سینہ اور پھیپھڑے مین اکٹھی ہو جائے (واللہ اعلم بمافی الضمائر) اور اسکو دق اسلیے لازم ہوتی ہے کہ پھیپھڑے کو دل سے نہایت قرب ہے اور اسکو پیپ کا تھوکنا بھی لازم ہوتا ہے (کیونکہ پھیپھڑا اس سے متاذی ہوتا ہے اسلیے طبیعت اسکو تھوکنے کے راستہ سے دفع کرتی رہتی ہے) اور پیپ مین اور بلغم مین کئی وجہ سے فرق کیا جاتا ہے ایک تو پیپ کی گولائی سے (یعنی پیپ کا سطح برابر اور ہموار ہوتا ہے اور کسی قسم کی خشونت اور کھرکھراہٹ اُسمین نہین ہوتی اور یہ اسوجہ سے کہ حرارت غریزی کے تصرف سے یہ بالکل پک چکی ہے اور جب پک گئی تو اسکے اجزا متفق القوام ہو گئے بخلاف بلغم کے) اور ایک اُسکے بدبودار ہونے سے (یہ بدبو اسمین حرارت ناری کے تصرف سے آئی ہے) خصوصًا جسوقت کہ اسپر آگ کی چنگاری رکھی جائے (کیونکہ بو اگرچہ اس سبب سے کبھی پوشیدہ ہو جاتی ہے کہ حرارت غریبہ کا فعل اسمین شدت سے نہین ہوتا اور آگ پر رکھتے ہی ظاہر ہو جاتی ہے) اور کبھی یون بھی فرق کیا جاتا ہے کہ یہ (ایک ساعت کے بعد) پانی مین تہ نشین ہو جاتی ہے اور کبھی یہ مرض ذات الجنب سے منتقل ہوتا ہے اور کبھی ذات الریہ سے جبکہ یہ ورم پک جائے اور کبھی نزلہ کی وجہ سے ہوتا ہے جو پھیپھڑے کو اپنی حدت سے کھا جاتا ہے اور کبھی یہ مرض پھیپھڑے کے تفرق اتصال سے ہوتا ہے جو کبھی پیشتر ہوا تھا اور پرانا ہو گیا اور اس اخیر قسم مین پہلے کفدار خون کا تھوکنا لازم ہے اور ابتدا ابتدا مین تو یہ مرض کبھی اچھا بھی ہو جاتا ہے لیکن مستحکم اور دیرپا ہو جانے (اور پیپ پڑ جانے) کے بعد اسکا کوئی علاج نہین (اور یہ کئی وجہ سے جنکو جالینوس نے بیان کیا ہے **وجہ اول** یہ کہ ہکا اچھا ہونا پیپ کے بالکل نکل جانے پر منحصر ہے اور یہ نکلنا کھانسی پر موقوف ہے اور کھانسی اپنی حرکت کی شدت سے قرحہ کو کشادہ کرتی ہے **وجہ ثانی** یہ کہ پیپ کا دغدغہ اور لذع مادے کو قرحہ کے اطراف مین جذب کرتا ہے اور یہ بات گوشت بھرنے سے مانع ہوتی ہے **وجہ ثالث** یہ کہ قرحہ کا بھرنا فقط اُن دواؤن سے ہو سکتا ہے جو خشکی پیدا کرین اور یہ دوائین منہ سے ریزش ہونیکی مانع ہوتی ہین کیونکہ یہ دوائین راستون کو تنگ کر دیتی ہین اور پیپ کی رطوبتون کو سکھا کر اسمین لس اور چپچپاہٹ پیدا کر دیتی ہین اور یہ قرحہ کے لیے برا ہے **وجہ رابع** یہ کہ پھیپھڑے کو اسمین ہمیشہ حرکت رہتی ہے اور حرکت گوشت کے بھرنے سے مانع آتی ہو

وجہ خامس یہ کہ پھیپھڑے کی رگین سخت اور کشادہ ہو جاتی ہین **وجہ سادس** یہ کہ پھیپھڑے
تک دوائین اُسوقت پہونچتی ہین جب اُنکی قوتین ضعیف ہو جاتی ہین) باینہمہ جو سل کا علاج کیا جاتا ہو
یہ صرف اسلیے کہ مریض کو مرض کی اذیت کم ہو جائے اور اُسکو اپنی طرف سے یاس نہو جائے (ورنہ
موت قبل ان تموتوا پر عمل کرنا پڑیگا) اور ہمارے زمانے مین جو اسکا علاج کیا جاتا ہے گو کہ اسمین ضروری
امر سے خروج ہے (یہ اسلیے کہ قرحہ کی تدبیر یہ ہے کہ اسمین خشکی پھیلائی جائے خصوصًا جو عضو ایسا ہو کہ ہر طرف
سے اُسے رطوبتون نے گھیر رکھا ہو) وہ علاج یہ ہے کہ روزانہ آش جو شربت خشخاش ملا کر کیکڑے کی
خشکی کے ساتھ پلایا جائے (سفوف سرطان کی ترکیب شرح مین لکھی جائیگی) اور کبھی عرق گاؤزبان
اور تیکر اور گدھی کا دودھ جسکو گرم پتھرون سے بجھاؤ دیدیا جائے تنہا اور سفوف سرطان کے ساتھ دیتے ہین
(یہ دودھ اسلیے اختیار کیا گیا ہے کہ سب مویشیون سے بڑھکر اسکا دودھ رقیق اور لطیف ہوتا ہے کیونکہ اسکا
گوشت سوداوی ہوتا ہے تو اپنی مشاکلت کی وجہ سے غلیظ خون کو جذب کر لیتا ہے اور رقیق خون دودھ
کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے) اور یہی حال عورتون کے دودھ کا بھی ہے (مزاج مین معتدل ہونے کی
وجہ سے یہ دودھ نہایت افضل ہوتا ہے) اور غذاؤن کی اصلاح کیجائے اور غذا مین یکسالہ بکری کے
بچہ کا یا مرغی کا یا مرغ کے چوزون کا گوشت یا پائے دیے جائین اور گولیون کا اور اُن لعوقون کا استعمال
کرایا جائے جنکا بیان کھانسی مین ہو چکا ہے اور شیخ نے لکھا ہے کہ یہ مرض گو لاعلاج مشہور رہے مگر
اسکو تازہ گلقند کا بہت زیادہ استعمال مین رکھنا یہان تک کہ روٹی بھی گلقند ہی کے ساتھ کھانا بالکل اچھا
کر دیتا ہے (کیونکہ گلاب بالخاصہ پھیپھڑے کی حفاظت کرتا ہے خصوصًا اُسکا مربے یعنی گلقند) لہٰذا
جہانتک ہو سکے گلقند کا استعمال رکھے اور اگر اسکی کثرت ضیق النفس پیدا کر دے تو اُن لعوقون سے اسکا
تدارک کر لیا جائے جنکو ہم ذات الجنب مین لکھ آئے ہین اور اگر گلقند کی گرمی سے حرارت مشتعل ہو جائے
اور بخار آجائے تو شیرۂ مغز تخم خرفہ اور شربت انار بیدانہ سے اُسکو بجھا دیا جائے اور اکثر (حرارت کی تیزی
کے وقت) اسکی تقویت کافور سے کر دی جاتی ہے اور اس بیماری کے لیے جو چیز میرے تجربہ مین
آچکی ہے اور بیمار پر مرض کو خفیف کر دیتی ہے وہ مچھلی کا سریش ہے کہ اسکو گرم پانی مین حل کر کے شکر سے
میٹھا کر لیا جائے اور گھونٹ گھونٹ پیا جائے (مچھلی کا سریش لس پیدا کر دیتا ہے اور بے خشکی پھیلائے
زخم کو ملا دیتا ہے اور گرم پانی مین حل کرنے کی یہ ضرورت ہے کہ منھ کی ریزش اور استرخا اور رطوبت

وغیرہ آسان ہوجائے آور گھونٹ گھونٹ پینے کی یہ ضرورت ہے کہ پھیپھڑے کے قصبہ مین بغیر کھانسی
کو ہیجان دیئے تھوڑا تھوڑا کر کے اُترے اور بوند بوند کر کے پھیپھڑے کا قصبہ پر ٹپکے) واضح ہو کہ جب
اس مریض کی دونون کنپٹیان اندر کو دھنس جائین اور دونون آنکھین بیٹھ جائین اور منھ غبار آلود
ہو جائے (یعنی سفید ہو جائے گویا کہ اُسپر غبار پڑا ہے) اور پیٹ کی جلد خشک ہو جائے اور پیشانی دراز
ہو جائے تو یہ مرزدہ ہے (کیونکہ یہ عوارض دق کے تیسرے مرتبہ مین ہوا کرتے ہین جب اعضا کی
سب اصلی رطوبتین خشک ہو جاتی ہین) اور جب بال گرنے لگین اور دستون مین چربی گھل گھل کر
آنے لگے اور منھ کی ریزش شدت سے بو پکڑے تو سمجھ لینا چاہیے کہ موت کھڑی جھانک رہی ہے
(یعنی قریب ہے) **مین کہتا ہون** یہان جو مؤلف نے سل کی تعریف لکھی ہے اسمین اس بات
کی تصریح ہے کہ سل صرف پھیپھڑے کے زخم ہی کا نام ہے اور یہ اُس قول کے بالکل منافی ہے
جو اُنھون نے کتاب کے شروع مین کہا ہے کہ سل ایک مرض مرکب ہے جو بخار اور پھیپھڑے کے زخم
سے پیدا ہوتا ہے آور یہان کی تعریف اطبا کی تعریف کے موافق ہے یعنی اطبا بھی سل کی یہی تعریف
کرتے ہین جو مؤلف نے یہان لکھی ہے اور شروع کتاب مین جو لکھا ہے وہ شاید کسی طبیب سے سُننے مین
نہین آیا آور صاحب کامل نے جو یہ لکھا ہے کہ سل سینہ یا پھیپھڑے کے زخم کا نام ہے تو اُنکا یہ تردید
کرنا اکثر طبیبون کی رائے کے خلاف ہے کیونکہ کل طبیب سل کو پھیپھڑے ہی کے زخم سے عبارت
بتاتے ہین اور دائمی بخار یعنی دق جو کسی طرح جاتا ہی نہین یہ اس مرض کو اسلیے لازم ہو کہ پھیپھڑے
اور دل مین ہمسایگی ہے تو اس زخم کی وجہ سے اور دل تک ترویح دینے والی ہوا کے کم پہونچنے سے
دل مین بخار پیدا ہو جاتا ہے اور وہ راسخ اور مستحکم ہو جاتا ہے اور منھ سے پیپ کا خارج ہونا یہ اس
مرض کو اسلیے لازم ہے کہ یہ زخم متعفن مادہ کی وجہ سے ہی اور طبیعت حتی الامکان یہ نہین چاہتی کہ یہ
متعفن مادہ رہکر پھیپھڑے کو اذیت دے اسلیے اُسکو کھانسی کے ذریعہ سے باہر دفع کرتی رہتی ہے
آور پیپ مین اور خلط مین یہ فرق ہے کہ پیپ گولائی لیے ہوتی ہے اور بدبودار بھی ہوتی ہے خصوصًا
جلانے کیوقت اور چونکہ اسمین ہوائیت کم متخلخل ہوتی ہے اسلیے پانی مین تہ نشین بھی ہو جاتی ہی
آور جو زخم اس پیپ کا موجب ہوتا ہے اُسکے وہی اسباب ہین جو مؤلف نے لکھے ہین جو بالکل
واضح ہین آور سل شروع شروع مین دشواری سے علاج پذیر ہوتی ہے آور مستحکم اور راسخ ہونیکے بعد

توکسی طرح علاج کے قابل ہی نہین رہتی اسی لیے باوجود لاعلاج ہونے کے اسکے علاج مین کوشش کرنا ایک وجہ سے خروج عن الواجب ضرور ہے بانہیمہ اس مریض کے لیے یہ شربت تجویز کیے جاتے ہین شربت خشخاش یا شربت بنفشہ عناب اور سپستان کے ساتھ اور غذا یہ ہے کہ آش جو پایون کے ساتھ یا کیکڑے یا اُن گوشتون کے ساتھ پکائے جائین جنکو مؤلف نے ذکر کیا ہے اور کیکڑے سے نہری کیکڑا مراد ہے اور اسکا استعمال اُسوقت کیا جائے جبکہ پہلے اُسکے پَیر کاٹ دیے جائین اور دانت توڑ دیے جائین اور پیٹ چاک کرکے اُسکو نمک اور درخت انگور کی راکھ سے دھو ڈالا جائے اور اُسکے سفوف کا یہ نسخہ ہے کہ جس طریقہ سے ہمنے اُسکے دھونے کی ترکیب لکھی ہے دھوکر ایک کوزہ گلی مین رکھکر گل حکمت کردین اور اُس مٹی مین نمک اور انگور کی راکھ بھی شامل کرلین اور تنور مین ایک دن ایک رات دفن رکھین جب جلجائے تو خوب باریک پیس لین اسکے بعد اُسکے دس درہم حصہ مین صمغ عربی اور طین قبرسی ہر ایک پانچ پانچ درہم اور کتیرا تین درہم اور سیاہ اور سفید خشخاش پانچ درہم ملالین اور پھر ان سب کو خوب باریک پیس لین اور گدھی کے دودھ کے ساتھ اور شربت عناب یا شربت خشخاش کے ساتھ اسکا استعمال کرین مقدار خوراک دو درہم ہے کامل الصناعہ مین اسکی ترکیب اور مقدار استعمال اور صورت استعمال اسی طرح لکھی ہے آور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے کہ تازہ شکر کا گلقند اس مریض کو کھلایا جائے تو شیخ نے اسکی تعریف مین بہت مبالغہ سے کام لیا ہے وہ لکھتا ہے کہ مین نے مختلف بدنون پر مختلف مقامات مین اسکا بارہا تجربہ کیا ہے اور یہی دیکھا کہ گلقند نافع ہی ثابت ہوا اور اگر مجھے اس امر کا اندیشہ نہوتا کہ لوگ مجھے دروغگو سمجھنے لگینگے تو مین اس کی بابت کچھ عجائبات بھی نقل کرتا اور یہ قصہ بھی بیان کرتا کہ ایک عورت کو یہی مرض تھا اور گور کے کنارے آلگی تھی میرے کہنے سے اُسنے گلقند کا استعمال کثرت سے شروع کیا یا تو اُسکی وہ حالت تھی جو ابھی بیان ہوئی اور یا اُسکے استعمال کرتے ہی تندرست ہوگئی اور خوب ہٹی کٹی ہوگئی اور مدت تک جیتی رہی آور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے فاذا لطاء الصدغان لخ تو لطاء کے معنی التصاق اور چپک جانے کے ہین بولتے ہین لطاء الشئ بالارض یعنی فلان چیز زمین سے چپک گئی اور یہان یہ مراد ہے کہ غایت لاغری اور دبلی کی وجہ سے کنپٹی کی جلد ہڈی سے ملجائے جسکو کنپٹیون کا دھنس جانا کہتے ہین (اور غارت العینان غور سے مشتق ہے اور غور کے معنی گرجانے اور ڈوب جانیکے ہین اور یہان اُس سے آنکھونکا اندر بیٹھ جانا مراد ہے جیسا کہ ہمنے ترجمہ کرتے وقت اسکا لحاظ رکھا ہے مؤلف کہتا ہے

دل کی بیماریون کا بیان

طبیعت کے پیدائشی مزاجون کی علامتین حرارت کی کئی علامتین ہین ایک تو سینہ کی فراخی مگر نہ وہ فراخی کہ بنیہ کے بڑے ہونے سے ہو (کہ اسمین تو سبھی اعضاء خواہ مخواہ بڑے ہونگے بلکہ یہان وہ فراخی مراد ہے کہ بنیہ اُس فراخی کو نہ چاہتا ہو یعنی سب اعضاء بنیہ کے موافق ہون اور سینہ خوب کشادہ ہو) اور نہ وہ فراخی جو دماغ کے بڑے ہونے کے سبب سے ہو (کیونکہ دماغ کا بڑا ہونا مغز کے بڑے ہونیکا موجب ہے اور مغز کا بڑا ہونا فقرات کے بڑے ہونے کا موجب ہے اور فقرات کی ہڈیون کا بڑا ہونا پسلیون کے بڑے ہونیکا موجب ہے اور پسلیون کا بڑا ہونا سینہ کی کشادگی کا موجب ہے "تاکہ اعضاے طبعیہ ایک ہی نسبت پر رہین پس اگر سینہ کی کشادگی ان دو سببون سے نہین ہوتی تو دل کی حرارت کے سبب سے ہوتی ہے اور دل کی حرارت سے سینہ کی کشادگی کے کئی وجوہ ہین ایک تو یہ کہ گرم دل اپنی طرف بہت سی غذا جذب کرتا ہے اور عظیم ہو جاتا ہے اور اسمین اس امر کی ضرورت ہے کہ دل کا مکان بھی وسیع اور فراخ اور کشادہ ہو دوسری وجہ یہ کہ دل کی حرارت اس کی موجب ہوتی ہے کہ مجاورت کی وجہ سے اعضاے سینہ مین بھی حرارت پیدا کردے اسوجہ سے سینہ کی طرف بھی بہت سی غذا جذب ہوگی اور اس سے سینہ کشادہ اور چوڑا ہو جائیگا اور تیسری وجہ یہ ہے کہ دل کی حرارت اسکی موجب ہوتی ہے کہ روحین بھی کثرت سے پیدا ہون اور روحون کی کثرت وسیع مکان چاہتی ہے تاکہ گھُٹ نہ جائین اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب دل مین حرارت ہوتی ہے تو اسکو ترویح کے لیے زیادہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اُسمین روح نہ گھُٹ جائے اور اسمین اس امر کی ضرورت ہے کہ پھیپھڑا بڑا ہو اور پھیپھڑے کا بڑا ہونا اُس مکان کے بڑا ہونے کا موجب ہے جسمین وہ ہے اور وہ سینہ ہے) دوسرے سینہ کے بالون کا بہت ہونا (کیونکہ بال اُسی وقت زیادہ اُگتے ہین جبکہ دخانی ابخرے دل کی حرارت سے زیادہ اُٹھین) تیسرے سانس اور نبض کا عظیم ہونا (کیونکہ حرارت بہت پائی جاتی ہے اور قوت بھی قوی ہے اور آلۂ قوت یعنی حرارت بھی قوی ہے اسوجہ سے دل کو ہوا کی زیادہ احتیاج ہے) چوتھے امید کی حالت کا عمدہ اور جید ہونا (امید ایک حالت ہے جسمین اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ فلان شخص جسکے اوپر مجھکو اعتقاد ہے اُس سے میرے حق مین فلان خیر صادر ہوگی اس حالت کا جید طور پر قلب مین پایا جانا حرارت قلب کی علامت ہے کیونکہ یہ اُمید قوت

ہوتا ہے جبکہ روح میں اشتعال ہوا اور روح خارج کی طرف پھیلی رہے) پانچوین آرزؤن کا وسیع ہونا اور
جسارت یعنی کسی کام پر دلیری کر بیٹھنا اور بہادری اور برودت کی بھی کئی علامتین ہین ایک تو نامردی
یعنی اُن چیزون سے ڈرنا جنسے ڈرنے کی ضرورت نہین) اور ایک سینہ کی تنگی بشرطیکہ یہ تنگی سر چھوٹا
ہونے کی وجہ سے نہو (جب سر چھوٹا ہوگا تو دماغ بھی چھوٹا ہوگا اور دماغ چھوٹا ہوگا تو بھیجا بھی کم ہوگا
اور بھیجا کم ہوگا تو فقرات کی ہڈیان بھی چھوٹی ہونگی اور فقرات کی ہڈیان چھوٹی ہونگی تو پسلیان بھی چھوٹی
ہونگی اور پسلیان چھوٹی ہونگی تو سینہ بھی کوتاہ ہوگا مگر سینہ کی کوتاہی سے یہ کوتاہی مراد نہین ہے بلکہ اُس فراخی کی ضد
مراد ہے جو علامات حرارت سے معدود ہے) اور بالون کا کم ہونا (یہ اسلیے کہ بالون کی کمی اُسی وقت
ہوتی ہے جبکہ دخانی اجزے کم اُٹھین اور بخارات کا کم اُٹھنا حرارت کی کمی سے ہوتا ہے) اور رطوبت
کی بھی کئی علامتین ہین نبض کا نرم چلنا (کیونکہ شریان دل کی رطوبت سے تر ہوکر دبجاتی ہے) اور
جلدی سے نفسانی آثار کو قبول کرلینا اور جلدی سے انکا جاتے رہنا (کیونکہ رطوبت کی یہی شان
ہے کہ اثر کو جلد قبول کرے اور جلد چھوڑدے) اور فضلون کا زیادہ ہونا (یعنے بدن مین کیونکہ دل کا مزاج
سارے بدن مین سرایت کرجاتا ہے اور سارے اعضا تر ہوجاتے ہین اور اُنمین فضلی رطوبتین بکثرت
مجتمع ہوجاتی ہین) اوران سب باتون کی ضدین یبوست کی علامتین ہین (یعنی نبض کی سختی اور قبول
کیے ہوئے آثار کا دیر تک رہنا اور آثار نفسانی کو دیر مین قبول کرنا اور فضلون کا کم ہونا یہ سب خشکی کی
علامتین ہین) اور مرکب مزاجون کی علامتین مفرد مزاجون کی علامتون کو ترکیب دینے سے نکلسکتی
ہین **عارضی مزاجون کی علامتین** گرم مزاج کی علامتین تو یہ ہین سوزش اور وہ پیاس جسکو
بہ نسبت پانی کے ٹھنڈی ہوا سے زیادہ تسکین ہو بخلاف معدی پیاس کے (کہ اسکی تسکین پانی ہی سے
ہوتی ہے ٹھنڈی ہوا اُسکو کم نہین کرسکتی) اور نبض کا تیز ہونا اور سانس کا تیز ہونا اور ان دونون کا پے در پے
چلنا اور غم اور کرب اور سانس مین گرمی کا ہونا اور دل کا سخت ہونا (دل کی سختی وہ حالت ہے جسمین آدمی
اپنے سے ادنی درجہ کے آدمی پر رحم نہین کرتا یا کم کرتا ہے) اور ٹھنڈک کی یہ علامتین ہین سانس اور
نبض کا چھوٹا ہونا اور دونون کا متفاوت ہونا اور دونون کا سُست چلنا اور رحمت اور شفقت
(یہ انسان کی وہ حالت ہے جسکے ساتھ اُسکا نفس اپنے ہمجنسون کی اذیت کے دیکھنے سے متاثر
ہوتا ہے بلا اسکے کہ اُسکے افعال مین کسی قسم کا اضطراب واقع ہو) اور نامردی اور خشک مزاج کی یہ علامتین

ہین نبض کے نرم ہونے کے بعد اُسکا سخت ہو جانا (کیونکہ اگر سختی نرمی کے بعد نہو گی تو عارضی مزاج پر
دلالت نہ کریگی) اور تر مزاج جو اسکے برعکس ہوا اور ہر مزاج کو وہ چیزین مفید پڑتی ہین جو اُسکی ضد ہون
اور وہ چیزین مضر پڑتی ہین جو اُسکے مناسب ہون اور دل کی دوائین گرم تو یہ ہین مشک اور عود اور عنبر
اور بہمن سرخ اور بہمن سفید اور زعفران اور لونگ اور سرد دوائین یہ ہین کافور اور مونگے کی جڑ اور صندل
اور گلاب کے پھول اور نسلاجن اور دھنیا اور سیب اور قریب باعتدال یہ دوائین ہین گاؤزبان اور سونا
اور فیروزہ اور یاقوت اور جو نسخے مرکب ہین اور دل کے لیے نافع ہین تفریح دینے والی یاقوتیان ہین
گرم اور سرد اور معتدل مین کہتا ہون سینہ کی وہ فراخی قلب کی حرارت پر دلالت کیا کرتی ہے
جو سینہ کے بڑے ہونے اور سینی کے زیادہ ہونے سے یا دماغ کے زیادہ ہونے سے نہو کیونکہ
جب دماغ زیادہ ہوتا ہے تو حرام مغز بھی بڑا ہوتا ہے اور حرام مغز بڑا ہوتا ہے تو فقرے یعنی گدیان بھی
بڑی ہوتی ہین اور گدیان بڑی ہوتی ہین تو جو پسلیان اُنسے لگی ہین وہ بھی بڑی ہوتی ہین اور اسکی
وجہ گذر چکی ہے اور زیادہ بال بھی دل کی حرارت پر دلالت کیا کرتے ہین خصوصاً گھونگر والے
بال اور اُنمین سے بھی خاصکر وہ جو سیاہ ہون اور اسکی وجہ بھی گذر چکی ہے اور جو کچھ اس سے پیشتر
مؤلف لکھ چکا ہے اُسکے بعد ان علامات کے بیان کرنے کی چندان ضرورت تو نہ تھی لیکن باانہمہ
جو انکو یہان لکھا وہ اسلیے کہ یہ باتین خاصکر دل کی حالتون پر دلالت کرتی ہین اور پیشتر جو کچھ گذر چکا
ہے اُس سے انکی دلیلین نکال لو اور مؤلف نے جو دل کی دوائین یہان گنائی ہین وہ کچھ یہی نہین
ہین جنکو طبیبون نے قلبی حالتون کے معالجون مین لکھا ہے ہان اتنا ضرور ہے کہ یہ دوائین اصل الاصول
ہین اور شیخ نے ان تمام ادویۂ قلبیہ کو ایک نفیس رسالہ مین جمع کیا ہے جسکو اس بات کی خواہش ہو کہ انکو
خوب اچھی طرح تحقیق کے ساتھ پہچان لے اُسکو چاہیے کہ اُس رسالہ کو ضرور دیکھے اور جن ادویہ کو مؤلف
نے ذکر کیا ہے اُنمین سے اکثر دواؤن کے مزاج خود موجز ہی مین گذر چکے ہین اور مرکب ادویہ مین
سے جو مؤلف نے مفرحات یا قوتیہ کو لکھا ہے چونکہ اُن سب مفرحات کے نسخے مختلف قرابادینون
مین موجود ہین اسلیے ہمکو خواہ مخواہ مختصر کتاب کو طول دینے کی کیا ضرورت ہے **مؤلف کہتا**
ہے - **خفقان** یہ ایک دھڑکن جو دل مین پیدا ہوتی ہے تاکہ اُس چیز کو دفع کر دے جس سے
قلب کو اذیت پہونچتی ہے جب یہ دھڑکن حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو غشی پیدا کر دیتی ہے اور سبب

غشی بڑھجاتی ہے تو اُسکا نتیجہ موت ہوتا ہے اور اسکا سبب دل کا سوء مزاج ہوتا ہے عام اس سے کہ
سادہ ہو یا مادی جو سوء مزاج مادی ہوتا ہے یا تو اُسکے مادہ کا کوئی قوام ہوتا ہے جیسے چارون مشہور خلط
اور یا اُسکا کوئی قوام نہین ہوتا جیسے ریح اور دخانی بخارات یا خون یکبارگی دل پر ریزش کرتا ہے اور
اُسکے ریزش کرتے ہی نبض مین ایک عجیب قسم کا اختلاف دفعتہ پیدا ہوجاتا ہے جسکے ساتھ شعلے سے
اُٹھتے معلوم ہوتے ہین اور سانس لینے والے کی اُس شخص کی سی حالت ہوجاتی ہے جسکے پاس بالکل
ہوا نہو اور اُسکا دم گھٹنے لگے اسکے ساتھ ہی غشی ہوتی ہے اور اُسکے بعد ہی موت یا ایسے سُدے
عارض ہوجاتے ہین جو پھیپھڑے سے دل کی طرف آنے والی ہوا کو بالکل روکدیتے ہین اور جلے ہوے
جوہر روح کا تنقیہ نہین ہونے دیتے اس سے یہ ہوتا ہے کہ نبض مین صغر اور عظم اور قوت اور ضعف کا
اختلاف پیدا ہوجاتا ہے اور اسی کے ساتھ وہ علامتین بھی ہوتی ہین جنسے امتلاء کا نہونا متیقن ہوجاتا ہے
یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ دل کی حس نہایت قوی ہوجاتی ہے یا دل نہایت ضعیف ہوجاتا ہے اور اُسکو اُن
چیزون سے اذیت ہونے لگتی ہے جنسے انسان کسی وقت جدا نہین ہوسکتا جیسے غذا کے بخارات ہین
اور غذا کی گرمی ہے اور نفسانی افعال ہین اور حس کی قوت اور ضعف قلب مین نبض کے قوی ہونے
اور ضعیف ہونے سے امتیاز ہوتی ہے (اگر نبض قوی ہوتی ہے تو اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا منشأ
حس کی قوت ہے اور اگر نبض ضعیف ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ دل ضعیف ہے) اور یا اسکا سبب
کسی اجنبی چیز کا دل پر وارد ہوجانا ہوتا ہے جیسے زہر کھا لینے کے وقت یا زہریلے جانورون کے
کاٹ لینے کے وقت ہوتا ہے اور یا اسکا سبب وہ کیڑے اور کیچوے ہوتے ہین جو پیٹ مین پیدا
ہوگئے ہین اور اُنسے ردی ابخرے اُٹھ اُٹھ کر دل کی طرف پہونچتے ہین اور جس شخص کو ذرا ذرا سی
باتون سے خفقان یا غشی بار بار ہوتی ہو اور اسکا سبب قوت حس نہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ شخص
اچانک اور یکایک مرجائیگا (کیونکہ یہ اسکی دلیل ہے کہ اسکا دل نہایت ضعیف ہے) مین کہتا ہون
خفقان دل کی ایک اختلاجی حرکت ہے جس سے وہ موذی کو دفع کرنا چاہتا ہے اگر اس حالت
مین افراط نہو تب تو خیر اور اگر اس حالت مین افراط ہوتی ہے تو یہ حالت ایک دوسری حالت کو
پیدا کردیتی ہے یعنی غشی کو بشرطیکہ حد سے متجاوز نہو جائے کیونکہ اگر حد سے متجاوز ہوجائگی تو مار ڈالیگی
اور موذی کبھی تو نفس قلب ہی مین ہوتا ہے اور کبھی اُسکے غلاف مین اور کبھی اُن اعضا مین جو دل کے

شرکیب مین آور اسباب کے اعتبار سے اسکی کئی قسمین ہین ایک تو اسکا سبب سوء مزاج سادہ یعنی غیر مادی
ہوتا ہے کیونکہ دل پر کوئی مزاج کسی وجہ سے کیون نہ غالب ہو اسمین اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور اسکی یہ
حالت ہوتی ہے گویا کسی موذی کو اپنے سے دور کرتا ہے اور اسی سے خفقان پیدا ہو جاتا ہے آور
دوسری قسم سوء مزاج مادی ہے اور اسکی دو قسمین ہین کیونکہ مادی کے مادہ کے لیے یا تو کوئی قوام بھی
ہوگا جیسے اخلاط اربعہ ہین اور ہر خلط کے پہچاننے کے لیے مخصوص مخصوص علامتین ہین جو بارہا
حیز تحریر مین آچکی ہین یا اُسکے مادے کے لیے کوئی قوام نہوگا جیسے ریح ہے اور وہ دخانی ابخرے
ہین جو اعضا سے دل کی طرف چڑھتے ہین اور انکی پہچان یہ ہے کہ قلب مین کوئی گرانی نہو بلکہ ایک
خفت سی محسوس ہو اور نبض مین اختلاف بھی کم ہو اور جلد یہ حالت دفع بھی ہو جائے بخلاف اُس
خفقان کے جو اخلاط کی وجہ سے ہوتا ہے کہ قلب مین اُسوقت ثقل بھی محسوس ہوتا ہے اور نبض کی
اختلافی حالت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے اور اسکا انحلال بھی دیر مین ہوتا ہے) آور تیسری قسم یہ ہے
کہ خون قلب پر یکایک ریزش کرے اور خفقان پیدا کر دے اور یہ ظاہر ہے جیساکہ مؤلف نے ذکر کیا
ہے آور چوتھی قسم یہ ہے کہ قلب مین جو خون اور روح کے راستے ہین یا اُسکے قریب ہین اُنمین سدے
پیدا ہو جائین اور اسکی علامت مؤلف نے ذکر کی ہے آور پانچوین قسم یہ ہے کہ قلب کی حس زیادہ بڑھ جائے
اُسوقت وہ ادنٰے ادنٰے موذی سے منفعل ہونے لگتا ہے جس سے عادۃً انفکاک اور جدائی نہین
ہوسکتی جیسے غذا کے بخارات ہین اور غذا کی گرمی ہے اور ادنی انفعال ہے اور اسکی نظیر قوت ابصار
اور قوت سمع مین گذر چکی ہے (جہان خیالات اور اشکال اور الوان کا ذکر کیا ہے) اور چھٹی قسم قلب
کا ضعف ہے اسمین بھی قلب ادنی موذی سے منفعل ہو جاتا ہے اور پانچوین اور چھٹی قسم مین یہ فرق ہے کہ
پانچوین مین تو نبض قوی ہوتی ہے اور تمام حالات صحیح و سالم ہوتے ہین اور جتنے افعال صادر ہوتے ہین
سب سلیم ہوتے ہین آور چھٹی قسم مین نبض ضعیف ہوتی ہے اور تمام افعال اور احوال مختل ہو جاتے ہین
اور ساتوان سبب یہ ہے کہ کوئی شی غریب قلب پر وارد ہو جائے جیسے زہر کھانے اور زہریلے جانورون کے
کاٹنے کے وقت ہوتا ہے آور آٹھوین قسم یہ ہے کہ پیٹ مین کیڑے اور کیچوے پیدا ہو جائین خصوصاً جسوقت
وہ اوپر کو چڑھین جہان غذا ٹھہرتی ہے اور فضلہ رُک جاتا ہے اور اسکی علامتین ہم وہان بیان کرینگے جہان
کیڑون کا ذکر آئیگا مثلاً منھ سے لعاب کا بہنا اور فم معدہ کا درد کرنا آور جس شخص کو خفقان یا غشی ادنی سبب سے

عارض ہو جائے اور یہ خفقان اور غشی قوت حس کی وجہ سے نہو تو ہمین اندیشہ ہے کہ ہکو اچانک موت
آجائے ابقراط نے اسکی تصریح کی ہے صاحب حاوی لکھتے ہین کہ شاید اسکا یہ سبب ہو کہ ایسا اُسوقت
ہوتا ہے جبکہ ابہر مین سدہ واقع ہو جاتا ہے اور ابہر اُس رگ کا نام ہے جس مین ہو کر روح قلب سے
تمام بدن کو جاتی ہے مؤلف کہتا ہے۔ علاج جو خفقان سوء مزاج سے ہو (سادہ ہو یا مادی)
اُسمین قلب کے مزاج کی تعدیل کیجائے (اُن چیزون سے جو اُسکی ضد ہون) اور اُسکے مادہ کا استفراغ
کیا جائے اب اگر دموی ہو تب تو فصد سے اُسکا استفراغ کیا جائے (اور خون کے نکالنے مین مبالغہ
سے کام لیا جائے تاکہ اُسکی دل تک تاثیر پہونچے کیونکہ دل دور ہوتا ہے) اور دموی خفقان کیلیے
صحبت نہایت درجہ مفید ہے (کیونکہ جب خون تیسرے ہضم کو پورا کرلیتا ہے اُسوقت منی بنتا ہے
اور جب کچھ منی نکلجاتی ہے تو اور خون منی کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے اور جب کثرت سے منی کا استفراغ ہوتا
ہے تو خون ضرور کم ہو جاتا ہے اور یہی استفراغ یا جماع اس خفقان کو دل سے دور کردیتا ہے اور اس سے
اُسمین انبساط پیدا ہوتا ہے اور منی کا دھوان دل سے دور ہو جاتا ہے) اور اگر سوائے خون کے اور
اخلاط ہون تو اُنکا علاج اُن ادویہ سے کیا جائے جو اسہال لانے والی اور مزاج کو بدلدینے والی
ہون (یعنی اُن دونون قسمون کی دواؤن کی آمیزش کرلیجائے تاکہ دونون غرضین ساتھ ہی حاصل ہو
ہو جائین) اور ہم اس قسم کے ادویہ کو بارہا گنا چکے ہین اور ان خلطون کے استفراغ مین مبالغہ کرنا
سزاوار ہے (کیونکہ دل دور ہوتا ہے اور اُسکی طرف کے راستے کم ہوتے ہین اسوجہ سے دواؤن
کی قوتین اُس تک بہت کم پہونچا کرتی ہین اور یہی حال اُسوقت ہوتا ہے جبکہ اسمین سے کسی مادہ کا
استفراغ کیا جائے) اور اسہال لانے والی اور مزاج کی بدلنے والی دواؤن مین اُن دواؤن کا
ملانا بھی نہایت ضروری ہے جو قلب سے نسبت رکھتی ہون تاکہ وہ ان ادویہ کی قوتون کو دل تک
پہونچادین گو یہ دوائین (یعنی قلبی) سوء مزاج کے مناسب ہی کیون نہون جیسے زعفران ٹھنڈی
دواؤن مین ملادیجاتی ہے (باوجودیکہ زعفران اپنی گرمی کی وجہ سے گرم سوء مزاج کے موافق ہے
اور اس بے پروائی کی یہ ضرورت ہے کہ جب یہ مرکب دل تک پہونچتا ہے تو اسمین طبیعت اپنا عمل
کرتی ہے اور ٹھنڈی دواؤن کا استعمال تبریدمین کرتی ہے اور زعفران کو اُنمین سے جدا کرلیتی ہے
اور اُسکے عمل کو معطل اور بیکار کردیتی ہے اسوجہ سے ٹھنڈی دواؤن مین زعفران کا ملادینا کوئی حرج

نہین پیدا کرتا) پھر (یعنی استفراغ کے بعد بھی) اگر سوء مزاج باقی رہے تو اُسکی تعدیل کرنا چاہیے اگر گرم
ہو تو ٹھنڈی اور خوشبودار پینے کی چیزون سے جیسے جو کے اور سیب اور نیلوفر اور انار کا شربت سے
عرق گاؤزبان اور عرق نیلوفر اور عرق گلاب کے ساتھ یا شیرۂ مغز تخم خرفہ کے ساتھ اور یاقوتی بارد مفرحات
سے بھی اُسکی تعدیل کیجائے اور جسوقت سوء مزاج افراط سے ہوتا ہے تو اکثر ٹھنڈک پہونچانیکے لیے
کافور بھی بڑھا دیا کرتے ہین ورنہ یکایک ٹھنڈی دواؤن پر ہرگز دلیری نہ کرنا چاہیے کیونکہ گو اُنسے
یہ فائدہ تو ضرور ہوتا ہے کہ دل کو یہ ٹھنڈک پہونچاتی ہین لیکن یہ بہت بڑا ضرر ہے کہ روح کی گرمی کو
بالکل بجھا دیتی ہین (کیونکہ روح بخاری جسم ہے اور بخار ٹھنڈک سے بجھ جاتا ہے اور جسوقت دل
کی روح بجھ جاتی ہے جو تمام روحون کا مبداء ہے تو بدن کی ساری روحین بجھ جاتی ہین اور مضرت عام
ہو جاتی ہے) اور اگر بغیر ٹھنڈی دواؤن کے دیے کوئی چارہ کار ہی نہو تو خیر اُنکو گرم دواؤن مین
ملا کر دیا جائے (تاکہ روح برانگیختہ ہو اور قوتون کو تقویت پہونچے) اسی لیے قرص کافور مین زعفران
ڈالنے کا تاکیدی حکم ہے (کیونکہ زعفران اصلی حرارت کو برانگیختہ کرتی ہے اور روح کو قوت پہونچاتی
ہے اور اس سے کافور کی مضرت دفع ہو جاتی ہے) اور اس ملا دینے مین یہ فائدہ ہوتا ہے کہ
طبیعت اپنے خالق حقیقی کے فرمان کے بموجب ٹھنڈی دوا کا استعمال دل کے جرم مین کر لیتی ہے
اور گرم دوا کا استعمال روح کے برانگیختہ کرنے مین کر لیتی ہے اور گرم خفقان والے کو ٹھنڈی خوشبوئین
سنگھائی جائین جیسے گلاب اور بید اور نیلوفر اور کھیرا اور آس اور اُنکے عرق اور کافور اور صندل اور
سیب اور امرود اور یہی غذائین رمانیہ اور حصرمیہ اور تفاحیہ اور ریباسیہ اور زرشکیہ وغیرہ ہین
لگانے والی دوائین یہ ہین لعاب اسبغول اور عرق گلاب کا سینہ پر ملکا لیپ کیا جائے اور
گاڑھا لیپ یہ ہے جو کے ستو کاسنی کا پانی ان دونون کا ضماد کیا جائے دیگر اسبغول اور ستو
اور آرد خطمی گلاب کے ساتھ انکا لیپ کیا جائے اور گھر مین چھڑکاؤ کیا جائے (تاکہ ہوا چھڑکے ہوے
پانی کی مجاورت سے ٹھنڈک حاصل کر کے دل کو ٹھنڈک دے) اور اس قسم کے ظروف اس بیمار
کے قریب زیادہ رکھے جائین جنمین پانی ڈالنے سے آواز پیدا ہو اور اُسکو بہتے ہوے پانیون کے
قریب بٹھایا جائے اور اُسکو تفریح دیجائے اور لذت و آرام دیا جائے اور پنکھے جھلے جائین اور اگر سوء مزاج
بارد ہو تو یہ چیزین پلائی جائین شربت سیب جسمین مشک ملا ہو (شیخ نے لکھا ہے کہ جب ہم ٹھنڈے

مزاج کی تفریح کی غرض سے شربت سیب کا استعمال کرتے ہین تو اسکی ٹھنڈک کو گرم چیزون سے
توڑ ڈالتے ہین یعنی کچھ مشک بھی بغرض تفریح ملا دیتے ہین) اور تخم ریحان گاؤزبان کے پانی اور
لونگ کے پانی کے ساتھ اور گرم مفرح یا قرنیان وغیرہ (وغیرہ سے گرم معجونین مراد ہین جیسے دوا المسک
وغیرہ) آور تریاق کبیر مفید ہے اور سیب اور بہی اور ترنج کی جوارشین جنمین ترمیوے پڑے ہون اور عرق گاؤزبان
اور تخم بادرنجبویہ اور تخم ریحان اور شکر اور زعفران آور اس مریض کو گرم خوشبوئین سنگھائی جائین جیسے ریحان سلیمان
اور ریحان کافور اور ریحان ملک اور شاہسفرم وغیرہ اور نرگس اور گل شبو اور لونگ اور ترنج اور لیمون اور نارنج
اور ان کی پتیان اور انکی کلیان اور اگر ہندی اور مشک اور عنبر غذا مین مرغ کے چوزے اور تو سے
پر بھنی ہوئی مرغیان گرم مصالحہ دار یعنی جنمین دارچینی اور تج اور جوتری اور گول مرچ اور زعفران ملی ہو
یا شکر اور پستہ کے ساتھ پکی ہون یا چانول اور شہد اور زعفران کے ساتھ پکی ہون لگانے والی
دوائین یہ ہین بکاین یا سوسن یا چنبیلی کے تیل سے سینہ کی تدہین کیجائے اور اگر ان تیلون مین
تھوڑی سی مشک بھی ملی ہو تو بہتر ہے آور اگر سوء مزاج خشک یا تر ہو تو اُسکا علاج اُن دواؤن اور غذاؤن سے
کیا جائے جو اسکی ضد ہون (یعنی خشک سوء مزاج کا تر دواؤن سے اور تر سوء مزاج کا خشک دواؤن سے)
اور گرم اور سرد دونون خوشبوئین ملا کر سنگھائی جائین جو سوء مزاج کی تعدیل کرنے مین دونون متفق ہون
آور جو خفقان دخانی انجرون سے ہو تو اُسکا علاج اُن ادویہ اور اغذیہ سے کرنا چاہیے جو ضیق النفس
کے بیان مین مذکور ہو چکے ہین آور جو خفقان زہریلے جانور کے کاٹنے اور زہر کے پینے سے ہو
اُسکا یہی علاج ہے جو عموماً جانورون کے کاٹنے اور زہر کے پینے کا کیا جاتا ہے آور جو خفقان پیٹ
کے کیڑون سے ہو اُسکا علاج کیڑون کی دواؤن سے کیا جائے اور ان سب قسمون مین قلبی دوائین
اور ملائی جائین آور جو خفقان حس کی قوت سے ہو تو وہ غذائین دیجائین جو بلادت اور غلظت بخشتین
(جیسے ہریسے وغیرہ ہین) آور جو خفقان ضعف قلب سے ہو تو اُسمین قلبیہ دواؤن سے اور مفرحات سے
دل کو قوت دیجائے آور یہ بات ضرور ملحوظ رہے کہ قلب کے امراض مین طبیعت کو نرم اور ملائم رکھا جائے
تاکہ (ثفل آنتون مین نہ رُک جائے اور اُس سے متعفن انجرے نہ اُٹھین اور) ثفل کے بخارات سے
قلب ضعیف کو کوئی صدمہ اور اذیت نہ پہونچے مین کہتا ہون جس خفقان کا سبب قلب کا
سوء مزاج ہو اُسکی دو حالتین ہین یا تو وہ سادہ ہوتا ہے یا مادی اگر سادہ ہو تو اُسمین صرف مقصد

کافی ہے کہ گرم سوء مزاج کی ٹھنڈھی دواؤن سے تعدیل کردیجائے اور سرد سوء مزاج کی گرم دواؤن
سے اور تر سوء مزاج کی خشک دواؤن سے اور خشک سوء مزاج کی تر دواؤن سے اور ہماری غرض
تر اور خشک سے یہ ہے کہ تری بخشنے والی اور خشکی بخشنے والی ہون آور اگر مادی ہو تو انمین اس کی
ضرورت ہو کہ مادہ کا استفراغ کیا جائے اسکے بعد بھی اگر کچھ اثر سوء مزاج کا باقی رہے تو تعدیل بھی کردیجائے
اور مسہل اور معدل نسخے یعنی گرم اور سرد ادویہ وہ پچھلے امراض مین معلوم ہو چکے ہین اسلیے یہان ہمکو
کلام کے طول دینے کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہی لیکن یاد رہے کہ جو دوائین اس مرض مین
استعمال کی جائین اُن مین وہ دوا ضرور ملائی جائے جسکو قلب سے خصوص کی نسبت ہو اور قلبی
دوائین وہی ہین جنمین عطریت ہو آور جو دوائین اصول ہین وہ مؤلف کے کلام مین معلوم ہو چکی ہین اور
یہ سب کچھ صرف اسلیے ہے کہ قلب کی حفاظت اور نگہداشت کماینبغی کیجائے کیونکہ یہ تمام بدن کا بادشاہ
ہے اگر اسکو ذرا بھر بھی کسی قسم کا صدمہ پہونچتا ہے سخت آفت برپا کردیتا ہے اسلیے کہ اسکی ریاست
کو کسی عضو رئیس کی ریاست نہین پہونچتی اور یہ اسلیے کہ سارے بدن کا قوام اور بقا حرارت غریزی اور
روح کے اعتدال پر ہے جو قوت حیوانی کی حامل ہے اور قلب ہی حرارت غریزی اور اس روح کا
حامل ہے اور جتنے بدنی قوے ہین اُن سب کیلیے یہی قوت مبدا اور سہارا ہے آرسطاطالیس یعنے
ارسطو نے لکھا ہے کہ قلب ہی وہ عضو ہے جو جاندار مین پہلے حرکت کرتا ہے اور اُسکے بعد باقی اعضائ
کو حرکت ہوتی ہے اور قلب ہی وہ عضو ہے جو مرنے کے وقت سب اعضا سے پیچھے اپنی حرکت
کو موقوف کرتا ہے اور اس شرف اور وجوب لحاظ کے ساتھ اُس تک دوا اُسوقت پہونچ سکتی ہے جب
اُسکی قوت ضعیف ہو جائے لہذا کوئی دوا ایسی بھی ہونا چاہیے جو قلب تک ادویہ کی تاثیر کو پہونچا دے
اب اگر اس غرض سے ملی ہوئی دوا سوء مزاج کے علاج کے موافق بھی ہو مثلاً یہ کہ سوء مزاج بارد
کے علاج مین زعفران ملالیجائے تب تو سبحان اللہ اور اگر موافق اور مناسب نہ بھی ہو تب بھی
ملا لینے کو موقوف نہ کیا جائے اور ضرور ملالیجائے تاکہ یہ غرض تو حاصل ہو جائے باقی رہی طبیعت
یہ ہر دوا کو اپنی اپنی غرض کے لیے اپنی اپنی جگہ استعمال کرلیتی ہے اور اگر اس ملانے سے کوئی
مضرت محسوس ہو تو حسب حال اُسکا کوئی تدارک کرلیا جائے آور جسطرح سوء مزاج بارد مین زعفران
ملادیجاتی ہے اُسی طرح سوء مزاج حار مین بھی زعفران ملا سکتے ہین آور یہ جو مؤلف نے وصیت کی ہے

کہ سوء مزاج حار مین سخت تبرید پر ہرگز دلیری نہ کر بیٹھو یہ بھی اسی لیے کہ قلب کا اعتناء مقصود ہے اور قلب
جسوقت حرارت سے اذیت پائے تو اُسکی تعدیل کے لیے گاؤزبان عجیب چیز ہے حتی کہ شیخ لکھتے ہین
کہ بقدر مثقال ہر شب کو گاؤزبان پلاؤ اور اُسکے استعمال سے ہرگز نہ ڈرو اور جو چیز بھی پیو اور کھاؤ اُسکے
ساتھ اسکے پینے مین ہرگز کسی قسم کا اندیشہ نکرو اور یہی حال اسکے مقطر پانی کا بھی ہے اور مؤلف نے
مفرحات یا قوتیہ کے بعد جو لفظ وغیرہا کہا ہے اُس سے دواء المسک شیرین بارد مراد ہے اور اسکا
یہ نسخہ نہایت مجرب ہے جو حرارت کو بہت زیادہ بجھا دیتا ہے تخم کاہو تخم کاسنی طباشیر گلاب صندل تخم خرفہ
گاؤزبان کسفرہ یابس مونگا کہربا موتی ان سب کو آب سیب مین گوندھ لیا جائے مقدار شربت دو درہم
ہے اور اگر سوء مزاج حار مین گوشت کھلانے کی ضرورت محسوس ہو تو چھوٹی مچھلی اور دودھ پیتے بکری کے
بچہ یا مرغی کا گوشت دیا جائے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے ویفرح ویلذ ذ ویودع تو یودع کی ضمیر کا
مرجع وہی خفقان والا مریض ہے اور یودع دعۃ سے مشتق ہے جسکے معنی ترفہ اور آرام کے ہین
تو یودع کے معنی یہ ہوئے کہ اُسکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تا کہ آرام اور راحت پائے اور سوء مزاج
بارد کے لیے دواء المسک تلخ مناسب ہے جسکا نسخہ یہ ہے سنبل مشک مرساذج ہر ایک دو جزو زعفران
تخم کرفس نانخواہ ہر ایک چار جزو ایلوا افسنتین ہر ایک آٹھ حصہ دارچینی چھ حصہ جند بیدستر ڈیڑھ جزو ان سبکو
خوب باریک پیسکر شہد مین گوندھ لیا جائے اسکی قوت تین برس تک باقی رہتی ہے اور یہ جو مؤلف نے
لکھا ہے وجوارش التفاح والسفرجل والاتیج المفوھۃ تو مفوہہ کے معنی یہ ہین کہ اسمین وہ دوائین ڈالی جائین
جو خوشبودار ہون جیسے لونگ اور دارچینی اور خولنجان وغیرہ اور افاویہ افواہ کی جمع ہے اور افواہ فوہ
کی جمع ہے جیسے سوق اور اسواق صحاح مین اسیطرح ہے اور سیب کی جوارش اسطرح بنتی ہے کہ
سیب کے اندر سے گٹھلی نکالکر اُسکو شراب مین بھگو دیا جائے اسکے بعد جوش دیکر چھیل لیا جائے اُسکے بعد
شہد مین پکا لیا جائے اور یہ سب کام کر کے جو مناسب خوشبودار ادویہ ہون وہ ڈالدی جائین جیسے
جائفل اور زعفران اور مشک وغیرہ اور بہی کی جوارش بھی اسیطرح بنتی ہے اور ترنج کی جوارش کا یہ طریقہ ہے
کہ ترنج کو چھیل لین اور خوشبودار ادویہ کے ساتھ اُسکو کوٹ لین بعد شہد کے ساتھ گوندھ لین اور زنبق
سے چنبیلی مراد ہے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے والمشمومات الحارۃ والباردۃ مخلوطتین مع اتفاقہما
فی تعدیل سوء المزاج تو اُسکے یہ معنی ہین کہ گرم اور سرد دونون خوشبوؤن کو سوء مزاج رطب مین اُسوقت

سنگھایا جائے جبکہ یہ دونون مجفف ہونے مین شریک ہون یعنی اگر ایک خشکی پہونچائے تو دوسری بھی خشکی ہی
پہونچائے نہ یہ کہ ایک تری پہونچائے اور دوسری خشکی اسی طرح سوء مزاج یابس مین ان دونون خوشبوؤن کو
اُسوقت باہم ملایا جائے جبکہ دونون مرطب ہون نہ یہ کہ ایک مرطب ہو اور دوسری مجفف اور مؤلف نے
ضیق النفس اور علاج گزندگی حیوانات اور علاج زہر اور امراض اعضائے مشارکہ اور علاج دود وغیرہ
کی طرف جو حوالے کیے ہین اُنکا علم باسانی ہو سکتا ہے جسوقت کہ ان ابواب کی طرف رجوع کیجائے
اور جو کچھ مؤلف نے وہان لکھا ہے اُسکا مطالعہ کر لیا جائے اور ہر جگہ قلب کے قوی رکھنے کے لیے
مؤلف نے اسیلیے آخر مین وصیت کی ہے کہ علاج مین جب قطع سبب کا قصد کیا جائے تو اسکے ساتھ
اسکی بھی ضرورت ہے کہ جو عضو قابل ہے اُسکو قبول کرنے سے بھی روکا جائے چنانچہ یہ مضمون ہم بارہا
لکھ چکے ہین **مؤلف کہتا ہے** **غشی** یعنی بیہوشی یہ ایک خاص حالت ہے جسمین حس وحرکت کی قوت
معطل ہو جاتی ہے اور اسکا سبب ضعف قلب ہوتا ہے اور ہم غشی اور سکتہ کے درمیان دماغی امراض
مین فرق کر چکے ہین اور غشی کا سبب یا تو کوئی موذی ہوتا ہے جو قلب پر وارد ہوتا ہے جیسا کہ باریون
کے وقت اور زہریلے جانورون کے کاٹنے کے وقت اور زہر پینے کے وقت یا دخانی ابخرون کے
چڑھنے کے وقت ہوتا ہے عام اس سے کہ یہ ابخرے خارجی ہون یا بدنی اور یا اسکا سبب سوء مزاج
سادہ ہوتا ہے یا سوء مزاج مادی ہوتا ہے جب ایسا ہوتا ہے تو روح قوت کے ساتھ دل کی طرف
اکھٹا ہو کر متوجہ ہو جاتی ہے یا موذی کے دفع کرنے کے لیے یا سوء مزاج کی تعدیل کے لیے اور
یا اسکا سبب روح کی رقت یا بسبب تحلیل ہو جانے سے اسکی کمی ہے جیسا کہ بھوک کے وقت یا استفراغ
کے وقت ہوتا ہے کہ اسمین روح مبد تک نہین پھیل سکتی اور کبھی غشی معدہ یا کسی اور عضو کی شرکت سے
ہوتی ہے **مین کہتا ہون** غشی ایک حالت ہے جسمین محرک اور حساس سب قوتین معطل ہو جاتی
ہین قلب کے ضعیف ہونے اور کل روح کے وہین اکھٹا ہو جانے کی وجہ سے مؤلف کہتا ہے کہ ہم
امراض دماغ مین غشی اور سکتہ مین فرق کر چکے ہین حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ امراض دماغ مین مؤلف
نے غشی اور سبات مین فرق بیان کیا ہے نہ غشی اور سکتہ مین اور غشی اور سکتہ مین فرق یہ ہے کہ
غشی مین اول اول رنگت زرد پڑ جاتی ہے اور اگر اس شخص کو چیخ کر پکارا جائے تو وہ سن لیتا ہے مگر
اُسکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آواز بہت دور سے یا دیوار کے پیچھے سے آرہی ہے دکیونکہ غشی مین

دماغی قوتین بالکل بیکار نہین ہوتین جیسے سکتہ مین بیکار ہوجاتی ہین) اور غشی والے کو افاقہ بھی جلد
ہوجاتا ہے اور سکتہ مین ایسا نہین ہوتا (اور اسطرح بھی فرق کیا جاتا ہے کہ غشی مین نسبت نفس کے
سانس زیادہ مؤوف ہوجاتی ہے کیونکہ تنفس کا فعل اُس دماغی قوت سے پورا ہوتا ہے جو سینہ
کے عضلات کی طرف آتی ہے اور یہ سکتہ مین آفت رسیدہ ہوجاتی ہے اور نبض کا فعل قلبی
قوت سے پورا ہوتا ہے اور یہ قوت غشی والے شخص مین مؤوف ہوجاتی ہے اور ایک فرق یہ
بھی ہے کہ غش مین رنگ کا تغیر کھلا ہوا مردے سے مشابہ ہوتا ہے کیونکہ روح حیوانی غش مین
باہر سے منقطع ہوجاتی ہے اور خون روح کے ساتھ ہولیتا ہے اور جب خون اندر کو اُتر جاتا ہے
تو رنگ کی چمک جاتی رہتی ہے اور جس شخص کی موت قریب ہوتی ہے بعینہ اُسکا اور اِسکا ایک ہی
رنگ ہوجاتا ہے بخلاف سکتہ کے کیونکہ سکتہ مین جو چیز اعضا سے منقطع ہوتی ہے وہ صرف نفسانی
روح ہوتی ہے اور اس روح کے ساتھ خون نہین چلا جاتا اسیوجہ سے سکتہ مین جو رنگت ہوتی ہے
وہ قریب قریب صحیح وسالم کی سی رنگت ہوتی ہے اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ غشی مین ظاہر بدن
اور ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوجاتے ہین کیونکہ خون اور حرارت غریزی اور روح دل کی طرف پھر جاتے
ہین اور ظاہر بدن انسے خالی ہوجاتا ہے خصوصاً ہاتھ پاؤن کیونکہ یہ نہایت دور ہوتے ہین بخلاف
سکتہ کے کیونکہ اکثر اوقات سکتہ مین ظاہر بدن نہایت گرم ہوا کرتا ہے کیونکہ حیوانی روح مین
دماغ کا تصرف باطل ہوجاتا ہے اسوجہ سے حیوانی روح ظاہر بدن پر دفور کرتی ہے اور ایک فرق یہ بھی
ہے کہ سکتہ کے لیے اکثر ضرر کا پہلے ہونا ضرور ہوتا ہے امتلا اور درد سر اور دوار اور سدر اور سر کا بوجھل ہونا
وغیرہ کیونکہ یہ اسے دماغ مین جبھی ہوتا ہے جبکہ وہان شدت سے امتلا ہوتا ہے اور ایک فرق یہ بھی
ہے کہ غشی مین بدن پر ٹھنڈی نمی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ قوتین ضعیف ہوجانے کی وجہ سے اُن
رطوبتون کو نہین روک سکتین جو جلد کے اطراف مین ہوتی ہین پھر یہ رطوبت نکل پڑتی ہے اور اصلی گرمی
اُس سے جدا ہوچکتی ہے اسوجہ سے وہ ٹھنڈی ہوتی ہین) اور غشی کے اسباب بہت سے ہین ایک تو
یہ کہ کوئی موذی قلب پر وارد ہوکر اپنی بار دکیفیت سے اُسکو سخت ایذا پہونچائے یا کیفیت لذع سے تکلیف
پہونچائے یا وہ موذی بالکل محترق ہو اور اسکے وارد ہوتے ہی روح اُسکے دفع کرنے کے لیے
مجتمع ہوجائے جیسے وہ غشی جو ایسے بخارون کے شروع کی باریون مین ہوتی ہے جو ردی اخلاط کیوجہ سے

عارض ہوتے ہین اور انھین ردی مادون سے قلب کا اذیت دینے والا بھی پیدا ہو جاتا ہے یا جیسا
اُس غشی مین ہوتا ہے جو جانورون کے کاٹ کھانے یا زہرون کے پینے سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ
اس سے وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جو قلب کو اذیت دیتی ہے یا جیسا اُس غشی مین ہوتا ہے جو دخانی
ابخرون کی وجہ سے واقع ہوتی ہے عام اس سے کہ وہ ابخرے خارج سے آئین یا بدن سے اور غشی
کا دوسرا سبب قلب کا سوء مزاج ہوتا ہے خواہ یہ سوء مزاج سادہ ہو یا مادی کیونکہ یہ سوء مزاج بھی اسکا
سبب ہوتا ہے کہ روح مادے کے دفع کرنے یا مزاج کی تعدیل کے لیے قلب کی طرف مجتمع ہو جاتی
ہے اور محامات جو مؤلف کے کلام مین ہے اُس سے یہی مادہ کا دفع کرنا مراد ہے یہ محامات تو
مادی سوء مزاج مین ہوتی ہے اور تعدیل دونون مین ہوتی ہے سوء مزاج سادہ مین تو ظاہر ہے
اور مادی مین مادہ کے دفع کرنے کے بعد تعدیل ہوتی ہے اور محامات کے معنی دفع کرنیکے ہین
بولا جاتا ہے حامیت عن فلان یعنی فلان شخص سے مین نے اُسکے دشمن کو دور کر دیا اور تیسرا سبب
روح کی رقت ہوتی ہے یا تحلل مفرط کی وجہ سے روح کی کمی جیسا کہ بھوک اور رگ وغیرہ کے خون
سے خالی ہو جانے کے وقت ہوتا ہے کیونکہ جب روح رقیق ہو جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے تو مبدء
یعنی قلب سے پھیل نہین سکتی اور بدن مین نہین منتشر ہو سکتی اور چوتھا سبب یہ ہے کہ بدن مین یا معدہ مین
یا کسی اور عضو مین بہت سے مواد جمع ہو جائین اور مجاری بند ہو جائین اسمین بھی روح قلب کی طرف اکٹھی
ہو جاتی ہے اور کبھی سدہ عام ہوتا ہے کہ تمام رگین اخلاط سے رک جاتی ہین اور جو موذی قلب کو
مشارکت سے ضرر پہونچاتا ہے اور قلب سے اُسکو نہایت قرب ہے وہ فم معدہ ہے کیونکہ اسکو حس بھی
بہت ہے اور جگہ کے اعتبار سے قلب سے قریب بھی بہت ہے اسی لیے فم معدہ کے امراض
مثلاً اُسکا سوء مزاج اور اُسکا ورم اور اُسکی طرف ابخرون کا چڑھنا غشی کے موجب ہو جاتے ہین اور
زیادتی مشارکت کی وجہ سے ہی فم معدہ کے درد کو قلب کا درد کہا جاتا ہے **مؤلف کہتا ہے**
علاج سوء مزاج سادہ کا تو یہ علاج ہے کہ اُسکی تعدیل کیجائے اور سوء مزاج مادی کا یہ علاج ہے
کہ مادہ کا استفراغ کیا جائے اور جو قلبی دوائین معتدل مزاج ہون اُنسے قلب کو قوی کیا جائے
اور جو عضو قلب کے شریک ہے اُسکی اصلاح کیجائے اور بخارات کو روکا جائے اور زہرون کی
[illegible] اور پہلی باری مین قی کرائی جائے اور جتنی خوشبودار چیزین ہین وہ سب قلب کو قوت

پہونچاتی ہین اور ٹھنڈے پانی کا منھ پر چھڑکنا غشی سے افاقہ بخشتا ہے اور گوشت مین شراب کا شوربہ دیکر کھانا غشی والے کے لیے نہایت افضل غذاء ہے بشرطیکہ غشی افراط کی حرارت سے نہو اگر ایسا ہوگا تو سیب یا بہی یا گلاب کے پانی سے شراب کی تبدیل کردی جائے گی **مین کہتا ہون** یہ جو مؤلف نے لکھا ہے والمادی بلا استفراغ یعنی مادی کا علاج استفراغ سے کیا جائے تو استفراغ سے سوء مزاج مادی کے مادہ کا دفع کرنا مقصود ہے اور تعدیل سے سوء مزاج سادہ کا دفع کرنا مراد ہے اور اس باقی سوء مزاج مادی کا دفع کرنا جو استفراغ کے بعد بھی رہگیا ہو اور معدل ادویہ گرم ہوتے ہین یا سرد جنکا ذکر خفقان مین گذر چکا ہے اور ادویۂ قلبیہ کا بیان بھی گذر چکا ہے اور غشی کا علاج خفقان کے علاج سے مستفاد ہوتا ہے کیونکہ جسوقت اسباب ضعیف ہوتے ہین تو خفقان پیدا کردیتے ہین اور اگر قوی ہوتے ہین تو غشی پیدا کردیتے ہین اور اگر اقوی ہوتے ہین تو موت کا سبب ہوجاتے ہین لہذا علاج خفقان کے وجوہ سمجھ لینے کے بعد غشی کے علاج مین کلام کو طول دینا کیا ضرور ہے **مؤلف کہتا ہے**

چھاتی کے امراض کا بیان

چھاتیون کے ورم یا تو دموی ہوتے ہین یا بلغمی یا صفراوی اور سوداوی بھی ہوتے ہین مگر بہت کم اور اکثر مختلط ہوتے ہین (ایسے خون اور بلغم سے جو انکی طرف غذا کیلیے پہونچتا ہے یا اُس حیض کے خون سے جو اسکی طرف دودھ بننے کے لیے جاتا ہے اور جسمین بلغم ملا ہوتا ہے) اور مردون اور عورتون مین بلوغ کے وقت چھاتیان منعقد ہوجاتی ہین (کیونکہ بلوغ کے وقت طبیعت آلات تناسل کو گرم کردیتی ہے اور انکی منوی اور حیض والی رطوبتون کو حرکت دیتی ہے اور انکی قوتون کو انکے افعال کے لیے بصورت بحران برانگیختہ کردیتی ہے اور اسوقت اسی وجہ سے ان رطوبتون کے ابخرے اُٹھ اُٹھ کر چھاتیون تک پہونچتے ہین کیونکہ چھاتیون مین اور آلات تناسل مین اُن رگون کی شرکت ہے جو دونون مین وصل کیے ہوے ہین اور جب یہ ابخرے چھاتیون تک پہونچتے ہین تو انکے مزاج کی برودت کی وجہ سے یہ ابخرے سرد اور کثیف پڑجاتے ہین اور جوہر کی سخافت کی وجہ سے انکا لطیف حصہ تحلیل ہوجاتا ہے اور بقیہ سخت ہوکر منجمد جاتا ہے اور جب حرارت بڑھتی ہے تو انکو تحلیل کردیتی ہے اور عورتون کی چھاتیان اور بڑھتی چلی جاتی ہین اس وجہ سے کہ انمین مادۂ طمثیہ زیادہ ہوتا ہے اور حرارت مین اتنی قوت نہین ہوتی کہ انکو تحلیل کرسکے اور اسی تحلیل نہونے سے

وہ بہت زیادہ بڑھجاتی ہین خصوصًا پیٹ رہنے کے وقت آسکے علاوہ اُنکے بڑے ہونے کی یہ بھی
ضرورت ہے کہ ضرورت کے وقت اُنمین دودھ پیدا ہوسکے) اور مواد کی علامتین اور ورمون کے علاج
مشہور و معروف ہین آور شروع شروع مین جو دوا چھاتیون کے ساتھ مخصوص ہے وہ آرد باقلا رہے
(کیونکہ باقلا مادے کو پھیر دیتا ہے اور تحلیل کر ڈالتا ہے) سکنجبین کے ساتھ (کیونکہ سکنجبین ملطف ہے)
یا روغن گل سرکہ کے ساتھ (کیونکہ روغن گل ملین ہے اور سخت ہوجانے سے روکتا ہے اور سرکہ ملطف
اور مقطع ہے) اور گل بنفشہ اور گل نیلوفر اور مسور کا تڑیڑا ابتدا مین نفع بخشتا ہے آور زیاتی ورم کے وقت
ضماد اور تڑیڑے مین میتھی اور ناخونہ اور بابونہ ملالیا جائے اور تزید کے بعد صرف انھین محللات کا استعمال
کیا جائے مین کہتا ہون یہ سب مباحث ظاہر اور واضح ہین اور مؤلف کے قول ثم یستعمل ھذہ
صرفہ مین جو لفظ ھذہ ہے اُس سے انھین محلل دواؤن کی طرف اشارہ ہے جنکو اُسنے ابھی ذکر کیا یعنی
میتھی اور ناخونہ اور بابونہ کیونکہ علاج کا طریقہ یہی ہے کہ اول اُن ادویہ کا استعمال کرایا جائے جو رادع
یعنی مادے کی پھیر دینے والی ہون اسکے بعد محلل دواؤن کا استعمال کرایا جائے چنانچہ اسکا ذکر کئی بار
ہوچکا ہے (اور چھاتیون کا مزاج سرد تر ہوتا ہے اسی لیے سودا رسے اُنمین بہت کم ورم پیدا ہوتا ہے
آور چھاتیون کا بندھنا بلوغ کے زمانہ تک اسیلیے نہین ہوتا کہ بدن پر حرارت کے غالب آنے کا وقت
زمانۂ بلوغ ہی ہے (اس سے قبل حرارت غالب نہین ہوتی اسیلیے اُنکا انعقاد نہین ہوتا نہ مردونمین نہ عورتونمین)
مؤلف کہتا ہے۔ اگر چھاتیون کو اپنی حد پر رکھنا منظور ہو کہ وہ سینہ پر لٹکنے نہ پڑین
تو مٹی اور سرکہ اور آب مازو اور سفیدۂ کاشغری اور تخم بنگ (یعنی اجوائن) اور اُسکا عصارہ خواہ الگ
الگ خواہ ان سب کو ملا کر کتان کے کپڑے کے ساتھ چھاتیون پر استعمال کرین (کتان کے کپڑے
کی کچھ ایسی ضرورت نہین ہے کہ بدون اُسکے کام نہ چلے ہان یہ بات ہے کہ اس سے برودت اور
بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ سب چیزین بھی سرد ہین) **مین کہتا ہون** یہ سارا بیان اپنی وضاحت کی
وجہ سے کچھ شرح کا محتاج نہین ہے **مؤلف کہتا ہے۔ چھاتیون مین دودھ کا کم**
ہونا دودھ کی کمی کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ خون کم ہے اور خون کی کمی یا تو اس سبب سے ہوتی
ہے کہ ایسی غذائین مہیا نہین ہین جنسے خون پیدا ہو یا یہ کہ خون کسی وجہ سے بہ گیا یا دودھ کی کمی
کا یہ سبب ہوتا ہے کہ خون مین ردائت ہے آور خون کی ردائت یا تو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ

تینون خلطون مین سے کوئی خلط خون پر غالب آگیا ہے اور یا اسوجہ سے کہ خون کا مزاج بگڑ گیا ہے
اور یا دودھ کی کمی کا یہ سبب ہوتا ہے کہ خون بہت زیادہ ہے کہ طبیعت کو اتنی قدرت نہین کہ اُسکو
ہضم کرکے اور متغیر کرکے دودھ بنادے اور صفرا کا غلبہ دودھ کے پتلے ہونے اور اُسکی حدت اور اُسکی
زردی سے معلوم ہوتا ہے اور بلغم کا غلبہ دودھ کے گاڑھے ہونے اور سفید ہونے سے معلوم ہوتا ہے
اور سودا کا غلبہ دودھ کی تیرگی اور غلظت سے معلوم ہوتا ہے اور ان علامتون کے ساتھ اُن
علامات کا ہونا بھی ضروری ہے جو مادون کی پہچان کی اس سے پیشتر معلوم ہو چکی ہین اور جسوقت
دودھ ڈورون کی طرح نکلے تو یہ یبوست مزاج کی دلیل ہے علاج مزاج کی اور غذاؤن کی تعدیل
اور اصلاح کیجائے اور مفسد خلط کا استفراغ کیا جائے اور اُن استفراغون کو روکا جائے جو قلتِ خون
کے باعث ہوتے ہین اور جو اخلاط بدن مین افراط سے زیادہ ہوگئے ہین اُن کی کمی
کیجائے اور دودھ کے بڑھانے مین بہ نسبت دواؤن کے غذاؤن پر زیادہ تر اعتماد کیا جائے
اور دودھ پلانے والی عورت (جسکا مزاج صفراوی ہو) نہایت عیش وآرام سے رکھی جائے اور
حرکت کم کرے اور جسکا مزاج بلغمی ہو وہ حرکت اور مشقت سے زیادہ کام لے (تاکہ مزاج مین
گرمی آئے اور بلغم تحلیل ہو) اور بلغمی اور سوداوی عورت کے لیے آش جو شہد کے ساتھ بہت مفید پڑتے
ہین (کیونکہ یہ ایسی معتدل تسخین ہوتی ہے جو خشکی کے مرتبہ کو نہین پہونچاتی اور ترطیب بھی معتدل
ہوتی ہے اور خون کا مزاج بھی گرم تر ہے) اور صفراوی مزاج والی کو آش جو شکر کے ساتھ یا شربت نیلوفر
کے ساتھ مفید ہین اور آش جو کو برف سے ٹھنڈا کرلینا اور بھی اچھا ہے اور بھیڑ اور بکری کی کھیری
کھانا بھی اسکو فائدہ دیتا ہے اور وہ حریرے بھی مفید ہوتے ہین جو گیہون اور گاے کے دودھ سے
بنائے جائین اور شکر یا شہد ڈال کر دودھ پینا بھی مفید ہے اور پنڈ کھجور بھی بالخاصہ مفید ہے اور
جو چیز منی کو بڑھاتی ہے وہ دودھ کو بھی بڑھاتی ہے اور جو چیز منی کو خشک کرتی ہے دودھ کو بھی خشک
کرتی ہے اور وہ غذائین بھی مفید ہین جو فربہی لاتی ہین (یعنی وہ غذائین جنسے خون صالح پیدا ہوتا ہے
اور انکے مفید ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہ غذائین دودھ کا مادہ ہین پھر جب مادہ زائد ہوگا تو دودھ
بھی زائد ہوگا) **مین کہتا ہون** خون دودھ کا مادہ ہے جب یہ زیادہ ہوگا تو دودھ بھی زیادہ ہوگا
اور جب خون کم ہوجائیگا یا بگڑ جائیگا تو دودھ بھی کم ہوجائیگا اور خون کی کمی یا تو غذاؤن کی کمی سے

ہوتی ہے یا اُسکے بہ جانے سے ہوتی ہے مثلاً حیض یا ورم کے پھٹ جانے یا بواسیر یا نکسیر کے ذریعے سے بدن سے بہت زیادہ نکل جائے اور خون کا فساد یا تو اسوجہ سے ہوتا ہے کہ باقی تینون خلطون مین سے کوئی خلط خون پر غالب آجائے یا یہ کہ اُسکا مزاج بگڑ جائے اسطرح کہ یہ فساد اُسکو خشک کردے یا یہ کہ نہایت رقیق کردے کہ دودھ بننے کا صالح نہ باقی رہے اور خشک مزاج اسوجہ سے دودھ کو ڈورے کی طرح کردیتا ہے کہ جہان سے دودھ نکلتا ہے اُسپر ایسی یبوست غالب آگئی ہے جسنے اُسکے اجزا کو ایک دوسرے سے بالکل یبوست کردیا ہے جیسے بال کے اجزا باہم متراکم ہوجاتے ہین اور یبوست کا غلبہ اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی مجفف غالب آجائے بقیہ تین واضح ہین مؤلف کہتا ہے

معدے کے امراض کا بیان

معدہ کے مزاجون کی علامتین - حرارت کی تو یہ علامتین ہین

وہ پیاس جسکو ٹھنڈی ہوا سے تسکین نہو (جسطرح ٹھنڈے پانی سے تسکین ہوتی ہے اور قلبی پیاس ٹھنڈی ہوا سے بھی جاتی رہتی ہے کما مر) اور ڈکار مین دخانیت کا ہونا (کیونکہ گرم معدہ مین کھانا جلجاتا ہے اور دھوان دینے لگتا ہے اور اس سے دخانی اجزے اُٹھتے ہین جو ڈکار کے ساتھ دفع ہوتے ہین اور جب یہ اجزے اُٹھتے ہین تو گلے مین دھوان سا محسوس ہوتا ہے) اور منھ کی رطوبت مین مچھلی کی سی بدبو کا آنا اور لطیف غذاؤن کا معدے مین جل جانا (مثلاً چوزون کا گوشت کیونکہ لطیف غذائین حرارت کے اثر کو بہت جلد قبول کرلیتی ہین) اور غلیظ غذاؤن کا جلد ہضم ہوجانا (جیسے گائے کا گوشت ہے اور اسکا یہ سبب ہے کہ جس عضو مین ہضم کی قوت ہوتی ہے تو جو چیز جوہر مین اُسکے مشابہ ہوتی ہے اُسکا ہضم پورا ہوتا ہے) مگر یہ کہ گرم سوء مزاج افراط سے ہو اسوقت نہ تو لطیف غذا ہضم ہوگی اور نہ غلیظ غذا ہضم ہوگی (کیونکہ اسوقت حرارت کا فعل سب غذاؤن مین قوت ہاضمہ کے فعل سے پیشتر ہوگا) اور ہضم حرارت کے ساتھ بھوک سے بڑھکر قوی ہوگا (کیونکہ ہضم ایک طرحکا پکنا ہے اور پکنا صرف حرارت ہی سے ہوتا ہے اور بھوک فقط معدے کے سمٹنے اور مجتمع ہونے اور کثیف ہونے سے ہوتی ہے اور جسطرح سودا رکا معدہ پر گرنا ان باتون کو پیدا کرتا ہے اسی طرح ٹھنڈک بھی ان باتون کو پیدا کرتی ہے اور اسی وجہ سے مؤلف نے لکھا ہے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین جنکی بھوک مین قصور ہوتا ہے پھر جب وہ ٹھنڈا پانی پی لیتے ہین تو معدے کے منھ پر پانی کی

ٹھنڈک پھیلانے سے اُنکی بھوک قوی ہوجاتی ہے اور حرارت معدہ کو لٹکا دیتی ہے اور اُسمین استرخا
پیدا کردیتی ہے اور فضلاون کو پتلا کردیتی اور بہادیتی ہے اس سے معدہ بھر جاتا ہے اور کھانےسے
کراہت کرنے لگتا ہے پس حرارت معدہ کی ایک علامت یہ بھی ہوئی کہ بہ نسبت بھوک کے ہضم
قوی ہو) **اور برودت معدہ کی یہ علامتین ہین** ڈکارون کا زیادہ آنا اور لطیف غذاؤن
کا دیر مین ہضم ہونا اور غلیظ غذاؤن کا ہضم نہونا اور اکثر اوقات برودت نفخ اور ریاح پیدا کردیتی ہے
اور پیاس کا کم ہونا اور ہضم سے بڑھکر بھوک کا قوی ہونا **اور خشکی کی یہ علامتین ہین** تھوک کی
کمی اور پیاس کی افراط اور معدے مین پانی کا کھل کھلانا اور چکنی غذاؤن سے تنفر ہونا اور شوربے
اور چکنائی کی خواہش کرنا اور بدن کی لاغری **اور رطوبت کی علامتین** وہی ہین جو علامات
یبوست کی ضد ہون (یعنی تھوک کی کثرت اور پیاس کی کمی وغیرہ) رہے مرکب مزاج سو اُنکی وہی
علامتین ہین جو مرکب ہون اور گرم مزاج کو ٹھنڈی چیز فائدہ کرتی ہے اور ٹھنڈے مزاج کو گرم چیز
وعلی ہذا القیاس اور سوداکی علامتین منہ کا مزا اور قے مین جو کچھ نکلے اُسکا نکلنا با وجود اُن علامتون کے
جو سوء مزاج سادہ کی بیان ہوئین **مین کہتا ہون** جو پیاس سرد ہوا سے جاتی رہے وہ حرارت
قلب کی علامت ہے اور جسکو ٹھنڈے پانی کے سوائے کسی چیز سے تسکین نہو وہ حرارت معدہ کی
علامت ہے اور اسکا بیان بیشتر امراض قلب مین گذر بھی چکا ہے اور سہوکہ اُس بدبو کو کہتے ہین جو اُن
بخارات سے اُٹھتی ہے جو حرارت سے پیدا ہوتے ہین اور حرارت اُنکو اوپر کو اُبھارتی ہے اور یہ
بو قریب قریب ایسی ہوتی ہے جیسے مچھلی کی بو یا زنگ خوردہ لوہے کی بو۔ جو مچھلی سے اُٹھتی ہے
اُسکو تو سھکہ کہتے ہین اور بگڑے ہوے دودھ اور مکھن کی بدبو کو دضرہ کہتے ہین اور جو بو گوشت کے
بگڑ جانےسے اُٹھتی ہے اُسکو غمس کہتے ہین اور رمندیل الغمر اسی سے ماخوذ ہے اور یہ جو مؤلف نے
کہا کہ جب معدہ مین افراط سے سوء مزاج ہوجاتا ہے تو وہ نہ لطیف غذا کو ہضم کرسکتا ہے نہ غلیظ
غذا کو اسکی یہ وجہ ہے کہ سوء مزاج کا افراط سے ہونا معدہ کی قوت کو ضعیف کردیتا ہے اور قوت کے
ضعیف کے ہوجانیکے بعد اُسکو ہضم کرنے پر قدرت نہین باقی رہتی اور حار معدہ مین بہ نسبت بھوک کے
ہضم اسلیے قوی ہوتا ہے کہ ہضم تو حرارت سے ہوتا ہے اور بھوک کی علت برودت ہے یہی وجہ ہے
کہ جسکا معدہ باردالمزاج ہوتا ہے اُسکی بھوک بہ نسبت ہضم کے زیادہ قوی ہوتی ہے اور یہ جو مؤلف نے

علامات برودت مین لکھا ہے وتخضخض الماء فیہا تو تخضخض ایک خاص حرکت ہے جسکی تشبیہ
اُس سوکھی ہوئی مشک کے کھلکھلانے سے دیسکتے ہین جسمین پانی بھرا ہوا اور علامتون کی ترکیب سے
یہ مراد ہے کہ مثلاً پیاس اور تھوک مین مچھلی کی سی بو کا ہونا یہ اُسوقت پائے جائین جبکہ خشک چیزون سے
نفرت اور شوربون کی رغبت ہو کیونکہ یہ مجموعہ اس امر کی دلیل ہے کہ معدہ کا مزاج گرم خشک ہے (کیونکہ
پیاس اور تھوک کی سہوکت معدہ کی حرارت کی علامت ہے اور شوربون سے رغبت اور خشک غذاؤن
سے نفرت یہ معدہ کی خشکی کی علامت ہے اور مجموعہ ان دونون کا حرارت اور یبوست مجموعہ کی علامت
ہوگی) اور ہر مزاج کا اپنی ضد سے نفع پانا اور اپنے مماثل سے نقصان اُٹھانا یہ مزاج کی نہایت صحیح
دلیل ہے اور منھ کا مزا حرارت پر تو اُسوقت دلالت کریگا جبکہ مزے مین تلخی ہو اور برودت پر اُسوقت
جبکہ ترشی ہو اور قے کی دلالت انواع مادہ پر یہ ایک کھلی ہوئی دلالت ہے مؤلف کہتا ہے
درد معدہ اسکا سبب یا تو سوء مزاج مادی ہوتا ہے جو اکثر سوداوی یا صفراوی ہوتا ہے یا کسی چیز کے
کھانے سے (اور معدہ کے مزاج کے بگڑ جانے سے) ہوتا ہے اور اکثر یہ کھائی ہوئی چیز حاد اور لاذع
یعنی حدت اور لذع کرنے والی ہوتی ہے اور یا اسکا سبب کوئی تفرق اتصال ہوتا ہے جو
تمدد ریح اور لذع خلط سے پیدا ہو یا سوء مزاج مادی اور تفرق اتصال دونون اسکا سبب ہوتے
ہین جیسا کہ ورمون مین ہوتا ہے اور بعضے اصحاب مراق ایسے ہوتے ہین جنکے معدہ مین کھانیکے
بعد درد ہونے لگتا ہے اور غذا کے نیچے اُتر جانے کے بعد درد بھی جاتا رہتا ہے اور انمین سے
بعضے ایسے ہوتے ہین جنکو درد معدہ سات گھڑی کے بعد شروع ہوتا ہے اور نہین جاتا مگر کھٹی
قے سے اور یہ درد اسوجہ سے ہوتا ہے کہ سودا حراقیہ معدہ پر گرتا ہے اور اسکی پہچان اُسوقت ہوتی
ہے جب یہ سودا بھی قے مین نکلتا ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ بھوک کے وقت
اُنکا معدہ درد کرنے لگتا ہے اور جب کچھ کھا لیتے ہین تو درد جاتا رہتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہوتی
ہے کہ خلو معدہ کے وقت معدہ پر صفرا کی ریزش ہوتی ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ منھ مین تلخی
ہو اور صفرا کی علامتین موجود ہون (تلخی اور سوزش اور پیاس وغیرہ) اور قے مین صفرا بر آمد ہو
اور کبھی معدہ کی حس کے قوی ہو جانے سے بھی معدہ مین درد ہونے لگتا ہے اسمین یہ ہوتا ہے
کہ معدہ کے جتنے کام ہین وہ تو سب ٹھیک ہوتے ہین لیکن ادنی سبب بھی اُسکو اذیت دینے لگتا ہے

اور کبھی نہار منھ ٹھنڈا پانی پی لینے سے معدہ مین درد ہونے لگتا ہے اور اسکی یہی پہچان ہے کہ نہار منھ
ٹھنڈا پانی پی لیا ہو اور کبھی معدہ کا درد آنتون تک اترآتا ہے اور قولنج کا درد بنجاتا ہے (اور اکثر
یہ قولنج اوپرکی آنتون مین ہوتا ہے کیونکہ یہی آنتین معدے کے قریب ہوتی ہین) مین کہتا
ہون میرا جہان تک خیال ہے مؤلف نے درد معدہ کے اسباب مین سے سوءمزاج سادج کو اسلیے
نہین شمار کیا کہ یہ نادر الوجود ہے کیونکہ معدہ گذرگاہ غذا ہے اور بعض غیر طبعی اخلاط کے پیدا ہوجانیکا
مقام ہے لہذا اسکا اکثر درد مادی ہی ہوگا گو کہ شیخ بوعلی سینا وغیرہ نے درد معدہ کے جہان اور
اسباب لکھے ہین ایک سبب سوءمزاج سادہ کو بھی قرار دیا ہے (ان لوگون نے واقعیت پر نظر
کی ہے اور مؤلف نے کثرت وقلت وجود پر نظر کی ہے فلا مشاحۃ) اور صفراوی اور سوداوی
کے سوا اور کوئی سوءمزاج مادی بہت کم ہوتا ہے کیونکہ جو درد تفرق اتصال سے نہین ہوتا
وہ غالباً لذع سے ہوتا ہے اور صفرا اور سودا کے سوا کسی اور خلط مین لذع ہوتا نہین اسلیے
مؤلف نے یہ کہا ہے کہ او عن ماکول واکثرہ الحاد اللاذع یعنی جو درد کسی چیز کے کھا لینے سے
ہوتا ہے وہ اکثر کھانے کی حدت اور لذع ہی سے ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ تفرق اتصال کے
ماورا مین لذع کا اعتبار ضرور ہے اور تفرق اتصال سے جو معدہ مین درد ہوتا ہو وہ ریح کے تمدد
یا خلط سے ہوتا ہے اور سوءمزاج مادی اور تفرق اتصال کا اجتماع اورام مین معلوم ہوچکا ہے
اور اصحاب مراق سے وہ لوگ مراد ہین جنکو مراقی مالیخولیا ہوتا ہے اور مراقی مالیخولیا کی تفسیر
گذر چکی ہے اور انہین سے بعض لوگون کے جو کھانے کے بعد درد ہونے لگتا ہے اسکا
یہ سبب ہے کہ مراق سے جو معدہ ضرر پاتا ہے اس سے ضعیف ہوجاتا ہے چنانچہ اسکے باب مین
ہم اس تقریر کو لکھ آئے ہین اور جن لوگون کو ان مراق والون مین سے کچھ گھڑیون کے بعد درد
معدہ عارض ہوتا ہے اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سودا جو طحال سے انکے معدہ پر گرتا ہے وہ ان لوگون
کے قعر معدہ مین پہونچ جاتا ہے اور جب کھانا کھائے ہوئے کچھ گھڑیان گذر جاتی ہین تو کھانا سودا
سے مختلط ہوجاتا ہے اور مختلط ہونے کے وقت سودا اوپر ترآتا ہے اور معدہ کے اوپری حصہ سے
ملجاتا ہے اور اسی حصہ کو احساس بدرجۂ غایت ہے اسوجہ سے اسکا لذع اچھی طرح محسوس ہونے لگتا
ہے) اور صفرا جو خالی معدہ پر ریزش کرتا ہے وہ جگر سے آتا ہے اور معدہ کے اوپری حصہ پر رہتا ہے

کیونکہ اپنی لطافت سے اوپر ہی تیرتا رہتا ہے اسلیے درد کا خوب احساس ہوتا ہے اور کھانا کھا لینے سے
یہ درد تھم جاتا ہے کیونکہ اوپر سے پہونچنے والا کھانا صفرا کو نیچے دبا دیتا ہے اور جب معدہ قوی الحس
ہو تو ادنیٰ سبب کے اُسکو درد پہونچانے سے یہ مراد ہے کہ وہ چیزین اُسمین درد پیدا کردیتی ہین جیسے
انسان عادتًا خالی نہین ہوتا کھانا اور بخارات اور بھوک کے ہیجان کے لیے مادہ کا ریزش کرنا
وغیرہ آور نہار منھ ٹھنڈے پانی کا پینا اُسکو اسیلیے درد دیتا ہے کہ معدہ کو کثیف کرتا ہے اور اپنی کیفیت
سے اُسکو اذیت دیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ معدہ مین زیادہ درد کا ہونا موت کا موجب ہو جاتا
ہے کیونکہ یہ درد قلب تک پہونچ جاتا ہے شیخ نے اسی طرح لکھا ہے اور باقی متن ظاہر اور واضح ہے
مؤلف کہتا ہے علاج جو خلط غالب ہو بذریعۂ ادویہ کے اُسکا استفراغ کیا جائے جیسے
کہ صفراوی درد معدہ کے لیے میوون کا جوشاندہ اور ترش اور شیرین اناروں کا پانی ہڑکے ساتھ ہے
اور بذریعۂ قی کے استفراغ کیا جائے کیونکہ صفرا اپنی لطافت اور حدت کی وجہ سے معدے کے اوپر
تیرتا ہے پس قی سے اُسکا نکلنا آسان ہوتا ہے) اور سوداوی درد کے لیے افتیمون کا جوشاندہ دیا جائے
اور (اگر استفراغ کے بعد بھی سوء مزاج باقی رہے تو) مزاج کی تعدیل کیجائے اگر مزاج گرم ہو تب تو
ذیل کے شربتون سے اُسکی تعدیل کیجائے شربت انگور خام یا شربت سیب یا چوکے کا شربت یا رب حصرم
یا رُب سیب یا رب حماض یہ سب یا تو تنہا استعمال کیے جائین یا بنسلوچن یا خرفہ کے ساتھ (کیونکہ
یہ چیزین باوجود تبریدہ کے معدے کی تقویت کرتی ہین جس سے وہ فضلون کو نہین قبول کرتا)
اور کبھی افراط حرارت کے وقت کافوریا شربت لیمو یا قرص لیمو یا شربت زرشک یا عصارۂ زرشک
یا گلاب کی ضرورت پڑتی ہے انھین پینے کی چیزون مین سے کسی کے ساتھ یا شکر کے ساتھ اور
سفرجلی لیمو کا شربت یا سفرجلی سکنجبین نہایت نافع چیز ہے آور زرآب (یعنی کھٹا دودھ جما ہوا مکھن
نکلنے کے بعد) بھی بہت مفید ہے اور اکثر نہار منھ ٹھنڈا پانی پی لینا بھی تبرید معدہ کے لیے
کافی ہوتا ہے آور قرص طباشیر حامضی یا قرص طباشیر کافوری انھین پینے کی چیزون مین سے کسی کے
ساتھ دیجائے اگر حرارت زیادہ ہو غذا ئین یہ ہین حصرمیہ اور زرشکیہ و رمانیہ اور سماقیہ اور قرعیہ لیمو
کے پانی کے ساتھ اور سکباج (ایک خاص غذا کا نام ہے جسمین گوشت اور گرم مصالحے پڑے
ہوتے ہین) آور لیمو نہ منقے پکے ہوئے انار کے دانون کے ساتھ اور سارے خوشبودار ٹھنڈے میوے

جیسے سیب ہے اور امرود ہے اور بہی ہے اور زعرور ہے اور بیر ہے اور زیتون خام نمک لگا ہوا ہے
اور صحناے شامیہ ہے (یہ ایک سالن ہے جسکو اہل شام مچھلیون سے ایک خاص ترکیب سے بناتے
ہین اور اسکا ذکر بیشتر گذر بھی چکا ہے) لیپ جو کے ستو کا گلاب کے ساتھ لیپ کیا جائے و دیگر گلاب کے
پھول اور صندل رب سیب کے ساتھ اور کبھی اسمین کافور بھی بڑھا دیا جاتا ہے تیل ملنے کے
بہی کا تیل یا گلاب اور اقاقیا کا تیل یا گلاب کا تیل جسمین آس کا پانی پکایا جائے یا سیب کا پانی
پکایا جائے یا بہی کا پانی پکایا جائے اسقدر کہ تیل تنہا باقی رہجائے اور اگر سوء مزاج بارد ہو تو معجونین
اور جوارشین گرم دیجائین جیسے گلقند اور جوارش کمونی اور معجون سفرجلی قابض اور جوارش سیب اور
جوارش ترنج سونف اور انیسون اور مصطگی کے ساتھ اور اکثر اوقات اسمین بعضی ٹھنڈی چیزین بھی
ملا دیجاتی ہین تاکہ ان چیزون کی گرمی کم ہو جائے جیسے شربت سکنجبین سفرجلی یا میوے سفرجلی غذا ئین یہ
ہین چوزے اور مرغیان اور چڑیان تو سے پر بھنی ہوئی یا سال بھر کا بکری کا بچہ یا کبوتر کا بچہ کچی کلیان
پھوٹی ہون خواہ اُبال کر خواہ بھون کر اور دار چینی اور مصطگی اور بالچھڑ اور گول مرچ اور سونٹھ یہ مصالحے
ڈال کر لیپ بالچھڑ مصطگی لونگ جائے پھل رب آس کے ساتھ یا لونگ کے پانی کے ساتھ۔
تیل ملنے کے چنبیلی اور کٹ کا تیل مصطگی اور بالچھڑ کے ساتھ یا روغن گل یا روغن زیتون مصطگی
اور بالچھڑ اور اگر اور لونگ کے ساتھ اور ریحی درد مین گرم بھوسی اور کپڑے کی سینک کی جائے اور
ریحی درد کا باقی علاج وہی ہے جو بارد کا علاج ہے (کیونکہ گرم چیزین ریح کو لطیف اور گرم اور تحلیل
کر دیتی ہین) اور اگر خشک مزاج ہو تو ترطیب کیجائے اور آش جو شکر کے ساتھ دیا جائے یا شربت سیب
دیا جائے اور مصالح پڑے ہوے یعنی خمین خطمی اور خبازی اور ککڑی اور لوکی کے بیج پڑے ہون)
آش جو نہایت درجہ مفید ہین اور روغن بنفشہ لعاب اسپغول کے ساتھ بیحد نافع ہے غذا ئین یہ ہین
ہلکے پرندون کے شوربے اور ہلکے اور چکنے گوشت مین بھیگی ہوئی روٹی لیپ لوکی کے بیج یا
لعاب بہدانہ اور لعاب السی اور لعاب اسپغول روغن گل کے ساتھ تیل ملنے کے روغن بنفشہ
اور روغن گل اور اگر تر مزاج ہو تو عرق گلاب شربت آس کے ساتھ یا شکر کے ساتھ دیا جائے اور
سوکھا دھنیا اور سماق اور زیرہ گلاب اور انار کی کلیان انکو پیسا جائے اور گلاب کے ساتھ استعمال
کیا جائے اور مرکب مزاجون کا یہی علاج ہے کہ علاجون کو باہم مرکب کر لیا جائے اور اگر ورمی درد

ہے تو اسکا یہ علاج ہے کہ مادہ ورم کا بعد تعدیل مزاج اور نضج مادہ کے استفراغ کیا جائے
پھر نضج کے بعد اُسکو تحلیل کیا جائے بشرطیکہ اُسکے ساتھ کچھ قابض چیزین بھی ملا دیجائین (جیسے گلاب کے
پھول اور صندل وغیرہ) تاکہ معدہ کی قوت نہ تحلیل ہو جائے اور جب معدہ کا درد افراط کرتا ہے (اور
اُسکا زمانہ طولانی ہو جاتا ہے) تو حد ورم کو پہونچا دیتا ہے اور اکثر معدے کا ورم دموی مادہ سے
ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ بخار بھی ہوتا ہے اور اسمین یہ مناسب ہے کہ اول فصد لیجائے اسکے بعد بخار کی
تیزی کو توڑا جائے اور اسکی صورت معالجہ کو ہم آیندہ چلکر لکھتے ہین اور ورم پر پہلے لیپ لگایا جائے
لوکی کے بیج اور ہری مکو کے پانی اور سدا گلاب کے پانی کا یا گلاب اور ستو اور کھیرے کے پانی اور
صندل کا اُن سب ٹھنڈے لیپون کے ساتھ جنکا ذکر ہو چکا ہے پھر ہری کاسنی کا پانی مغز املتاس اور
شربت بنفشہ اور روغن بادام شیرین کے ساتھ پلایا جائے بعد کو روغن بنفشہ اور تخم گلاب اور آرد جو اور
خطمی یا گلاب یا آب کاسنی کے ساتھ لیپ کیا جائے اسکے بعد محلل دواؤن کی بھر مار کیجائے اور
جو اور خطمی اور میتھی اور آرد السی کا بابونہ اور گلاب کے زیرے اور بالچھڑ اور ناگرموتھے کی جڑ کے ساتھ لیپ
کیا جائے اور معدے کے ورمون مین غذا کا کم کرنا ضروری ہے (تاکہ معدے مین نچوڑ نہ پیدا ہو جائے
اور اسکی وجہ سے اذیت زیادہ نہو جائے) **مین کہتا ہون** مؤلف نے یہان پر جو کچھ مفرد اور مرکب
دوائین بیان کی ہین اُن سب کا ذکر گذر چکا ہے اور اُنکی طبیعت اور طریقۂ ترکیب بھی بیشتر بیان ہو چکی
ہے لہذا ان باتون کے دُھرانے کی ضرورت نہین ہے **مؤلف کہتا ہے۔ تخمہ و
فساد غذا** (ان دونون مین عطف تفسیری ہے مؤلف نے لکھا ہے کہ جسوقت معدے مین
کھانا ہضم نہین ہوتا تو وہ دو حال سے خالی نہین ہوتا یا تو بگڑ جاتا ہے اور نا قابل کیفیت کیطرف
مستحیل ہو جاتا ہے اسی کا نام تخمہ اور فساد غذا ہے یا ایسا نہین ہوتا بلکہ اپنی حالت پر باقی رہتا
ہے اسکا نام بطلان ہضم ہے) جسوقت غذا کا فساد محسوس ہو منھ کی ترشی یا کھٹی ڈکار یا صرف گرانی معدہ
سے تو اُسی وقت قی کی طرف مبادرت کرنا چاہیے اور اگر قی مین کچھ دشواری سمجھی جائے یا ثقل
نیچے کو مائل ہو گیا ہو تو خوب گرم پانی مین تھوڑی مصطگی چھوڑ کر طبیعت کی تلیین کر دی جائے
(گرم پانی معدے اور آنتون مین کی چیز کو گھلا دیتا ہے اور معدے کو فضلون سے دھو ڈالتا ہے
اور معدے مین استرخا پیدا کر دیتا ہے اور اُسکو کشادہ کر کے ثقل کو پھسلا دیتا ہے لیکن یہ خرابی ہے

کہ معدے مین استرخا پیدا کرکے معدہ کی قوت کو سست کر دیتا ہے کیونکہ گرم پانی مین اصلی رطوبت
اور عرضی حرارت پائی جاتی ہے اسی وجہ سے اسمین مصطگی ملائی جاتی ہے تاکہ مصطگی کے ملانیسے
یہ ضرر جاتا رہے کیونکہ نیمگرم پانی نیمگرم ہونے کی وجہ سے اُس ہوائیت کو جذب کر لیتا ہے اور
متلی اور قی کا موجب ہوتا ہے) اور اسہال لانے والا فتیلہ یعنی شیاف لیا جائیگا یا خفیف حقنہ
سے عمل دیا جائے (تاکہ کھانا نیچے کو جذب ہو جائے) پھر جب معدہ پاک صاف ہو جائے
تو کچھ ایسی دوائین استعمال کیجائین جنسے معدہ کو تقویت حاصل ہو (کیونکہ ضرورت ہے کہ معدہ تخمہ
سے پہلے ضعیف ہوگا اور جو فضلے معدہ مین تخمہ کے بعد پیدا ہو گئے ہین اُنکی وجہ سے بھی ضعیف
ہو جائیگا) جیسے شربت سیب اور شربت انگور خام ہے قرص عود کے ساتھ یا بہی کا شربت جو مصطگی
اور لونگ اور اگر وغیرہ خوشبو کی چیزون سے خوشبودار کیا گیا ہو یا شربت بہی سادہ غرض جیسا مزاج
ہو اُسی کے موافق اور غذا کو قطعاً چھوڑ دیا جائے (یعنی طولانی زمانہ تک تاکہ طبیعت بقیہ فاسد غذا
کیطرف متوجہ ہوکر اسکی اصلاح کر دے یا دفع کر دے کیونکہ جب طبیعت ہضم کرنے کے لیے کوئی غذا
نہین پاتی تو جو کچھ بدن مین ملتا ہے اُسی پر جھک پڑتی ہے اور اُسکو ہضم کر ڈالتی ہے اور جب چیز مین
بدن کی غذا بننے کی صلاحیت نہین ہوتی اُسمین کے لطیف حصہ کو تحلیل کر ڈالتی ہے اور غلیظ کچھ
باقی رہجاتا ہے اُسکو دفع کر ڈالتی ہے اور چونکہ یہ مقدار مین کم ہوتا ہے اسوجہ سے اسمین طبیعت کا فعل
بہت قوی ہوتا ہے اور یہ اسلیے کہ جب قابل کم ہوتا ہے تو اسمین فاعل کی تاثیر قوی ہوتی ہے
اسی لیے پھر پڑتی ہے کہ معدہ کی قوت کو صلاحیت پر پھیر لائے اور معدہ مین سے اُسکی نکان کو دور
کر دے) اور سکون اور آرام کا التزام کیا جائے (تاکہ قوتین اور روحین قی اور دستون کی حرکت کی
مشقت اور تحلیل شدہ جز کی کمی سے راحت پالین کیونکہ جب حرکت دینے والی قوت اپنے کام سے
روک دیجاتی ہے تو وہ جمع ہو جاتی ہے اور قوی ہو جاتی ہے اور راحت پاتی ہے اور قوت ہاضمہ
کو مدد دیتی ہے اور یہ بات بھی ہے کہ جب اثر قبول کرنے والا ساکن ہوتا ہے تو مؤثر کی تاثیر بھی
اُسمین قوت کے ساتھ ہوتی ہے) اسکے بعد اس شخص کو حمام مین بھیجا جائے (تاکہ جو کچھ بدن مین
ہے وہ لطیف ہو جائے اور پسینے اور بخرون کے ساتھ مندفع ہو جائے) اور حمام کے بعد
دیر تک سلایا جائے (کیونکہ سونے کی ایک ایسی حالت ہے کہ اُسمین قوتین اور روحین اور حرارت غریزی

یہ سب اندر کی طرف متوجہ ہو جاتی ہین اور اکھٹا ہو کر انکا تصرف غذا مین قوت کے ساتھ ہوتا ہے)
اسکے بعد کچھ روز تک تدبیر کو لطیف کیا جائے (کیونکہ جب معدہ کی قوتین ضعیف ہو جاتی ہین)
تو انھین اپنے کامون کو شایستہ طور پر کرنا بن نہین پڑتا یہان تک کہ اپنی اصلی قوت پر پھر عود کر آئین
اور یہ بات دفعتہً تو ہو نہین سکتی ہان بالتدریج ایسا ہو سکتا ہے اور تدبیر کے لطیف کرنے سے
غذا کا لطیف کرنا مراد ہے یعنی ایسی غذا کھائے جو مقدار مین تھوڑی اور غذا پڑنے مین بہت ہو اور
غذا کے کم کرنے کا یہ سبب ہے کہ معدہ اسکے ہضم کرنے پر قادر رہے مین کہتا ہون تخمہ کی یہ علامتین
ہین چہرہ کا تہبج سانس کی تنگی سر کی گرانی معدہ کا ہلکا ہلکا درد جسم کی سستی حرکت مین تاخیر اور رنگ
رنگ کی زردی پیٹ اور آنتون اور شراسیف کا نفخ اور تمدد یدکھٹی ڈکار یا تیز اور چرپری ڈکار اور متلی اور ابکائی
اور کرب اور قلق اور بگڑے ہوئے کھانے کا جو رقیق حصہ ہے اسکو تو طبیعت بذریعۂ قی کے دفع کرتی ہے اور
جو حصہ غلیظ ہوتا ہے اسکو اسہال سے خارج کرتی ہے اور طبیعت کا اسکو دفع کرنا تبھی یقینی طور پر
ہوتا ہے جبکہ وہ زیادہ ہو جائے اور روزہ رکھنا اسکا نہایت نافع اور مفید علاج ہے مگر جبکہ ضعف
بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھوائین اور حرکت بھی تخمہ کے لیے مفید ہے بشرطیکہ بدن مواد سے
نہ بھرا ہو کیونکہ اگر بدن مین امتلا ہوگا تو حرکت سے یہ اندیشہ ہے کہ کہین مواد مین ہیجان نہ پیدا ہو جائے
لہذا اسکے لیے سکون اور نیند زیادہ نافع ہے اور حقنون اور فتیلون کا ذکر گذر چکا ہے اور قرص عود
کے یون تو بہت سے نسخے ہین لیکن عمدہ نسخہ یہ ہے کہ کندر اور طین خراسانی پانچ پانچ درہم لین اور
پستہ کے سخت چھلکے تین درہم اور اگر اور کبابہ اور الائچی ہر ایک ایک درہم اور کافور اور مشک اور لونگ
ہر ایک نصف درہم سے کر باریک پیس لین اور بہی کے شربت مین ٹکیان باندھی جائین اور مقدار
شربت ایک درہم ہے اور شربت سیب یا شربت انگور خام کے ساتھ اسکا استعمال کرین اور میبہ
بہی کے شربت کو کہتے ہین اور مطیب سے وہ شربت مراد ہے جسمین کچھ خوشبودار مصالح پڑے ہون
مؤلف کہتا ہے بھوک کی کمی یا جاتے رہنا اسکا سبب ہر وہ سوء مزاج مفرد
ہوتا ہے جو شہوانی قوت کو بالکل بگاڑ ڈالے (کیونکہ قوتون کا کمال اسی وقت ہوتا ہے جبکہ
اعتدال مزاج ہو اور جب مزاج اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے تو قوتین ضعیف ہو جاتی ہین اور
جب اعتدال سے خارج ہونا حد سے متجاوز ہو جائے تو قوتین معدوم ہو جاتی ہین اور مر جاتی ہین اور یہی مرتبہ

بھوک کے جاتے رہنے کا ہے اور صحت اور زندگی کا مدار کار چونکہ اسی پر ہے اسلیے اُسکو بھی رخصت ہونا پڑتا ہے اور جسوقت تک کہ اعتدال سے خارج ہونا اپنی حد مین رہے یہ مرتبہ بھوک کے کم ہوجانیکا ہے) اور یا اسکا سبب حرارت ہوتی ہے جو طبیعت کو غذا سے ہٹا کر پانی کا شایق بنادے اور یا اسکا سبب صفرا کا غلبہ ہوتا ہے اور یا اسکا سبب ردی خلط ہوتے ہین جو متلی اور طبیعت کے لوٹنے کے موجب ہوتے ہین (صفرا تو اسکا سبب اسلیے ہوتا ہے کہ وہ تلخ ہے اور لذع اور حدت اُسمین زیادہ ہے اور ردی خلط اسلیے اسکے سبب ہوتے ہین کہ اُنکے فساد سے معدہ کو اذیت پہونچتی ہے اور معدہ اسکے دفع کرنے کے لیے حرکت کرتا ہے) اور (چونکہ) بہ نسبت جذب غذا کے اُن اخلاط کو دفع کرنا زیادہ مہتم بالشان ہے (اسلیے طبیعت اسکے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے اور غذا کے جذب کرنیسے اعراض کرلیتی ہے اسی سے بھوک کم ہوجاتی ہے یا گم ہوجاتی ہے) اسی طرح تخمون کے بعد بھی ہوتا ہے کیونکہ تخمون کے وقت بھی معدہ ایسے فاسد خلطون سے بھرجاتا ہے کہ طبیعت اُنکے دفعیہ کی طرف مشغول ہوکر جذب غذا سے کنارہ کش ہوجاتی ہے) اور کبھی اسکا سبب خون کی کمی اور ضعف بھی ہوتا ہے جیسے نقیہ لوگون مین اور اُن لوگون مین ہوتا ہے جنھین افراط سے دست آتے ہین (اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خون کی کمی روح کی کمی کی موجب ہوتی ہی اور روح کی کمی قوتون کے ضعیف ہوجانے کی موجب ہوتی ہے اور قوتون کے ضعیف ہوجانیکے وقت امتصاص نہین حاصل ہوتا اور وہ معدہ کے منھ تک نہین پہونچتا پس معدہ غذا کا تقاضا نہین کرتا کیونکہ اُسکو بدن کے خالی ہونیکی حس باقی نہین رہتی) اور کبھی اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ طحال سے معدہ کے منھ پر سودا کا انصباب کم ہوتا ہے (کوئی ایسا سدہ درمیان مین پڑجاتا ہے جو طحال اور معدہ کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور بھوک کا دغدغہ سودا کی ترشی ہی سے ہوتا ہے) اور کبھی اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ طبیعت کسی ایسے کام مین مشغول ہوتی ہے جو غذا سے زیادہ مہتم بالشان ہوتا ہے مثلاً مرض کا دفعیہ (کیونکہ مرض طبیعت کا دشمن ہے اور غذا گو کہ طبیعت کی دوست ہے لیکن چونکہ یہی غذا مرض کی بھی دوست ہے تو اس نسبت سے کہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے طبیعت مین اور غذا مین ایک قسم کی دشمنی بھی ہے لہذا اس معنی کر مرض کا دفعیہ جذب غذا سے زیادہ اہم ہے) اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بھوک جاتی رہتی ہے اور جب کچھ غذا استعمال کیجاتی ہے تو بھوک لگ آتی ہے اور

اسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ قوت جاذبہ کو غذا رسے کے پہونچنے سے تنبیہ ہو جاتی ہے اور یا یہ کہ اس غذا رسے معدہ کے مزاج کی تعدیل ہو جاتی ہے اور بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہین جنھین ٹھنڈے پانی سے بھوک لگ آتی ہے (یہ وہ شخص ہوتا ہے جسکا معدہ گرم ہو) اور یہ اسوجہ سے کہ ٹھنڈا پانی معدہ کے مزاج کی تعدیل کر دیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بھوک لگی ہوتی ہے اور کھانا سامنے آتے ہی بھوک جاتی رہتی ہے اور غذا رسے نفرت ہو جاتی ہے اسکا یہ سبب ہے کہ اس شخص کی قوت جاذبہ ضعیف ہوتی ہے اور کبھی نقصان اشتہا اور عدم اشتہا کا یہ سبب ہوتا ہے کہ کیڑے فم معدہ پر چڑھ آتے ہین (اور اُسکو اذیت دیتے ہین اور اُسکے مزاج کو فاسد کر دیتے ہین اور آنتون کو اذیت دیتے ہین اور اُنکے مزاج کو فاسد کر دیتے ہین اور معدہ کی اذیت آنتون کی شرکت سے بھی ہوتی ہے اور کبھی کیڑون کی گندگی اور عفونت اسکا منشار ہوتی ہے کہ معدہ کو کھانے سے تنفر ہو جاتا ہے خصوصًا چکنے کھانے سے کیونکہ چکنا کھانا معدے مین استرخا اور رطوبت پیدا کرتا ہے اور کیڑون کے مادہ کو بڑھاتا ہے) اور کبھی بھوک کی کمی کم تحلیل ہونے سے ہوتی ہے (لہذا غذا رکی طرف جو کہ بدل ما تحلل ہے طبیعت کو احتیاج نہین ہوتی) جیسے زیادہ آرام طلب لوگون کو ہوتا ہے (جو دن رات چارپائی کی غلامی کرتے ہین اور چلنا پھرنا خلاف شان یا بلاضرورت سمجھتے ہین کہ ایسے لوگ ہمیشہ اسی کے شاکی دیکھے جاتے ہین کہ بھوک نہین لگتی) اور کبھی بھوک نہ لگنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ شراب کی عادت ڈال کر پھر چھوڑ دی جائے کیونکہ اس سے پہلے بھوک کی قوت اُسکی خوشبو سے منتعش اور برانگیختہ ہوتی تھی (اور بھوک لگتی تھی) اور اب وہ بات نہین رہی اور کبھی اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ غذا کے ساتھ ساتھ کوئی چیز ایسی بھی ہوتی ہے جس سے طبیعت کو ایک قسم کی نفرت ہوا کرتی ہے مثلًا کھانا کھاتے وقت کثرت سے مکھیان کھانے مین پڑ جائین (کیونکہ وہمی تصورات بھی بدنی حوادث کو پیدا کر دیتے ہین) اور سارے رنج وغم بھوک کو کھو دیتے ہین اسلیے کہ معدے کی طرف رطوبتون کو حرکت دیتے ہین یا ہضم کو فاسد کر دیتے ہین اور معدے مین فضلے بہت جمع ہو جاتے ہین یا یہ کہ معدے مین سوء مزاج پیدا کر دیتے ہین بلکہ سارے بدن مین کیونکہ نفسانی عوارض اور وہمی تصورات سے بدن کا مزاج بدل جاتا ہے اور ان سب باتون کے علاوہ بڑی بات یہ ہے کہ طبیعت رنج وغم مین مشغول ہو کر غذا رکی طرف سے مستغنی ہو جاتی ہے

مین کہتا ہون جو سبب کمی اشتہا یعنی ضعف اشتہاء کا ہوتا ہے وہی اُسکا سبب بھی ہوتا ہے
کہ بھوک بالکلیہ جاتی رہے کیونکہ سبب کی قوت بھوک کو بالکل کھو دیتی ہے اور سبب کا ضعف
بھوک کو ضعیف کر دیتا ہے اسی لیے مؤلف نے ان دونون باتون کے سببون کو علحدہ علحدہ
نہین بیان کیا بلکہ عنوان مین دونون کو بیان کر کے اسباب بیان کرتا چلا گیا ہے جنکا تعلق ہر ایک
سے ہو سکتا ہے اور سوء مزاج مفرط سے جو قوت حس اور قوت جذب کو بالکل مار دے سوء مزاج
بارد مراد ہے کیونکہ سوء مزاج حار مین افراط کی شرط نہین ہے بلکہ سوء مزاج حار اگر غیر مفرط بھی ہوتا ہے
تب بھی اشتہا کو ضعیف کر دیتا ہے کیونکہ حرارت استرخاء پیدا کر دیتی ہے اور مواد کو بہا دیتی ہے
بخلاف سوء مزاج بارد کے کیونکہ برودت کا تو یہی کام ہے کہ اشتہا کو بڑھائے اسی لیے شمالی
سفر مین اور جاڑون مین اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤن مین بھوک خوب لگتی ہے پس برودت اشتہا
اُسی وقت باطل کریگی اور اُسی وقت ضعیف کریگی جبکہ خوب مستحکم ہو کر قوت حس اور قوت جذب کو
باطل کر دے کہ اسوقت خواہی نخواہی بھوک کم ہو جائیگی اور جو بھوک کی کمی حرارت یا غلبۂ صفرا سے
ہوتی ہے اُسکی یہ پہچان ہے کہ پیاس زیادہ ہو اور منھ مین تلخی ہو جیسا کہ ہم تمکو بارہا بتا چکے ہین اسی لیے
مؤلف نے حرارت کے بعد یہ وصف بھی بیان کر دیا کہ جو حرارت پانی کا مشتاق بنا دے اور خون کی
کمی اور ضعف بھوک کو اسلیے سُست کر دیتا ہے کہ خون کی زیادتی اور قوت کا قوی ہونا یہ تمام
افعال بدنیہ کے کامل ہونیکا منشاء ہوتا ہے اور خون کی کمی ان افعال کے نقصان کا موجب ہوتی
ہے اور سوداء کا معدہ کے منھ پر کم گرنا اسکا سبب سدہ ہوتا ہے جو طحال اور فم معدہ کے درمیان
حائل ہو جاتا ہے اسی لیے اسحالت مین تلی بڑھ جایا کرتی ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے وذلك
اما لتنبہ القوۃ تو اس سے اُس قوت کا برانگیختہ ہو جانا مراد ہے جو غذاء کو جذب کیا کرتی ہے اور
معدہ کے مزاج کی اصلاح ہو جانے کے یہ معنی ہین کہ جو کیفیت اشتہاء کو کھوئے ہوئے ہے
وہ اس آنے والی غذاء کی وجہ سے متغیر ہو جائے مثلاً یہ کہ بھوک کو کم کرنے والی کیفیت حرارت
ہو اور یہ غذاء بارد بالفعل ہو یہی وجہ ہے کہ جس شخص کا معدہ گرم ہوتا ہے اُسکی بھوک ٹھنڈے پانی سے
بھڑک اُٹھتی ہے اور تحلیل کی کمی کی وجہ سے بھوک کا کم لگنا اسکی وجہ ظاہر ہے کیونکہ نہ تو اُس وقت
طبیعت رگون سے غذاء کو چوسے گی اور نہ رگین معدہ سے غذاء کو چوسینگی پس بھوک نہ لگے گی

جیسے ریچھ اور ماہی جاڑون مین مدت تک کچھ نہین کھاتے کیونکہ انکے بدنون مین جو خام خلط
ہوتا ہے اُسی کو طبیعت استعمال کر لیتی ہے اور اس قسم مین اور پچھلی قسم مین جہان یہ بیان کیا ہے
کہ کبھی بھوک اسلیے نہین لگتی کہ طبیعت غذا سے زیادہ اہم کام مین مصروف ہوتی ہے یہ فرق
ہے کہ اس قسم مین تو اہم کام یہ ہوتا ہے کہ جو رطوبتین بدن مین جمع ہو گئی ہین طبیعت اُنکو تحلیل کر دے
اور دوسری قسم مین مرض کا دفع کرنا یہ اہم کام ہے اور عادت کر لینے کے بعد شراب کے چھوڑ دینے
سے بھوک اسلیے جاتی رہتی ہے کہ شراب اپنی عطریت اور خوشبو سے دماغ کو قوی رکھتی ہے اور
دماغ کی قوت ہی سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ سودا فم معدہ پر گرا ہے بھوک کا دغدغہ پیدا
کر رہا ہے اور جسوقت شراب چھوڑ دیجائیگی تو دماغی قوت منتعش نہوگی کیونکہ وہ اسکی عادی ہو گئی ہے
کہ معاون کے ذریعہ سے ادراک کرے اور غم اور ہم یہ دونون بھوک کے جاتے رہنے کے سبب
اسلیے ہوتے ہین کہ یہ دونون تمام قوتون کو سست اور ضعیف کر دیتے ہین اور غم اور ہم مین یہ فرق
ہے کہ غم تو اُس مصیبت پر ہوتا ہے جو واقع ہو چکی اور ہم اُس مصیبت پر ہوتا ہے جو ابھی واقع نہین
ہوئی لیکن واقع ہوا چاہتی ہے (جنکو دوسرے لفظون مین رنج اور فکر سے تعبیر کرنا چاہیے کیونکہ رنج
تو اُسی بات کا ہوتا ہے جو واقع ہو چکی اور فکر آنے والی مصیبت کی ہوتی ہے واللہ اعلم) مؤلف
کہتا ہے علاج مزاج کی تعدیل کیجائے اُن ادویہ سے جنکو ہم درد معدہ مین ذکر کر آئے ہین
اور باقی اسباب کا اُن ادویہ سے مقابلہ کیا جائے جو انھین زائل کرین اور بھوک کو بڑھانیوالی
اور قوت دینے والی دوائین یہ ہین شربت بہی سادہ یا خوشبودار اور شربت لیموے سفرجلی اور سکنجبین
سفرجلی اور عنصلی سرکا اور کبر سرکہ کے ساتھ اور پودینہ سرکہ اور مویز منقے کے ساتھ اور صحنای شامی
اور پیاز اور لہسن اور امرود اور سیب اور سماق اور کل محلل چیزین اور نمک لگا ہوا زیتون اور نمکین مچھلی
اور بیر اور زعرور اور زعفران بھوک کی دشمن ہے اور بھوک کو بالکل ساقط کر دیتی ہے کیونکہ اسمین جو
گرمی ہوتی ہے وہ ترشی سودا کے بالکل ضد ہے (یعنی وہ سودا جو معدے کے منھ کا قابض ہے
اور اپنی ترشی سے اُسمین بھوک کا دغدغہ پیدا کرتا ہے اور یہ اسوجہ سے کہ زعفران کی حرارت
اُن ٹھنڈے اجزا سے ٹوٹی ہوئی ہے جو اُسمین ہوتے ہین اسی لیے یہ حرارت معدے مین
استرخا اور تلیین پیدا کر دیتی ہے اور ممکن ہے کہ یہ مضادہ غایت تفریح کی وجہ سے ہو جو زعفران سے

حاصل ہوتی ہے) **مین کہتا ہون** یہ جو مؤلف نے کہا کہ اُن ادویہ سے مزاج کی تعدیل کیجائے
جنکو ہم درد معدہ مین بیان کرچکے ہین تو مؤلف نے اُنسے وہ گرم دوائین مرادلی ہین جو معدہ کے
مزاج کی تعدیل کرتی ہین جیسے جوارشون مین جوارش کمونی ہے جو سولف اور نیبون اور مصطگی
وغیرہ سے بنتی ہے اور وہ بارد دوائین بھی جو معدہ کی تعدیل کرین جیسے شربت انگور خام اور
چوکے کا شربت ہے جو طباشیر اور کافور وغیرہ سے تیار ہوتا ہے اور باقی اسباب کے مقابلہ کے
یہ معنی ہین کہ جو خلط اسکا موجب ہے اُسکا ازالہ کیا جائے اور خون بڑھانے اور بدن کے قوی
کرنے کی کوشش کیجائے اور مجاری کے سدون کو دور کردیا جائے تاکہ طحال سے فم معدہ پر
سودا نہ گرے اور بھوک لگائے اور اُس مرض کو دور کیا جائے جس سے طبیعت مشغول ہے
اور قوت جاذبہ وغیرہ کو قوی کیا جائے اور کیڑون کو مارا جائے اور نکالا جائے اور امتلا کو
تحلیل کیا جائے اور دماغ کو خوشبودار ادویہ سے قوی کیا جائے اور کھانے کی گندگی کو دور
کیا جائے اور غم اور رنج کے اسباب کو زائل کیا جائے اور ان سب باتون کے طریقے مشہور
ومعروف ہین واللہ اعلم **مؤلف کہتا ہے بھوک کا بگڑجانا** ایسا کبھی تو کسی ردی
خلط کی وجہ سے ہوتا ہے جو خلط طبعی معتاد کے مخالف ہوتا ہے اور طبیعت کو اس بات کی
نہایت خواہش ہوتی ہے کہ اُس خلط ردی کو اُسکی ضد سے دور کرے (کیونکہ ہر چیز کا ازالہ
اُسکی ضد سے ہوتا ہے) پس (وہ ضد جسکی طرف طبیعت مشتاق ہوتی ہے) اُس غذاے طبعی
معتاد کے مخالف ہوتی ہے (یعنی یہ ضد اُس خلط طبعی معتاد کے بھی مخالف ہوتی ہے کیونکہ
معتاد ردی اور اُسکی ضد کے درمیان واقع ہوتا ہے اور ان دونون مین سے ایک دوسرے کا
ضد نہین ہوتا کیونکہ معتاد اگر ردی کی ضد ہوگا تو لامحالہ یہ مرض عارض نہوگا جیسا کہ بیان
کیا گیا ہے اور اگر معتاد ردی کا ضد الضد ہوگا اور اُسکا عین نہوگا تو ضرور لازم آئیگا کہ ردی کے
لیے دو ضدین ہون اور ایک چیز کے لیے دو ضدین نہین ہوتین اور یہ ضد جسکی طرف طبیعت
مشتاق ہوتی ہے) جیسے مٹی اور چونہ اور کوئلہ اور نمک اور انڈے کے چھلکے وغیرہ ہین **مین
کہتا ہون** بھوک کے بگڑجانے کو عربی مین وحم کہتے ہین اور اسکے یہ معنی ہین کہ آدمی اُن
چیزون کی خواہش کرے جو کیفیت کے اعتبار سے ردی ہوتی ہین جیسے مٹی اور کوئلہ اور سنگریزے

وغیرہ (بحر الجواہر مین ہے وخم بالتحریک ردی الکیفیۃ کھانون کی خواہش کرنا یا اُن ادویہ کی طرف رغبت
کرنا جو تیز مزہ ہون اور وخم بالفتح اور وخام بالکسر کھانے کا گوارا نہونا بہ سمع یسمع کے باب سے ہے
بولتے ہین طعام وخیم یعنی یہ کھانا رچنے پچنے والا نہین ہے اور کبھی وخم کو وبا کے معنی مین استعمال
کرتے ہین اور اسکی یہ وجہ ہو کہ اکثر بیماریان اسی کھانے کے گوارا نہونے ہی سے پیدا ہوتی ہین انتہی) اور اسی
قبیل سے یہ بھی ہے کہ جو حاملہ عورتون کو تیز اور کھٹے کھانون کی طرف رغبت ہوتی ہے اور اسکا
سبب وہ ردی خلط ہوتا ہے جو معدہ مین مجتمع ہوجاتا ہے اور کیفیت مین خلط طبعی معتاد کے مخالف
ہوتا ہے جیسے حاملہ عورتون مین دو وجہ سے خون حیض رک جاتا ہے ایک تو اس سے کہ وہ بچہ کی
غذا ہو اور دوم اسلیے کہ اُسکے بہنے سے حمل گرجانے کا اندیشہ ہے پھر جو خون بہنے سے رک رہا تو
وہ بہت ہوتا ہے بچہ کی غذا سے بچ رہتا ہے کیونکہ بچہ بہت چھوٹا ہے پس اس بچے ہوے خراب
خون سے یہ سب خلط ردی جو مذکور ہوے پیدا ہوجاتے ہین اسی لیے چوتھے مہینہ کے بعد یہ فضول
کم ہوجاتے ہین اور اس قسم کے خلط کا جمع ہونا بھوک کے بگڑجانے کو اسلیے مستوجب ہوتا ہے کہ
طبیعت کو ایسی چیزون کی طرف مشتاق بنادیتا ہے جو کیفیت مین اُسکی ضد ہوتی ہین اور جو اپنے
چھیدنے اور تقطیع کرنے سے اُس خلط کو دفع کرتی ہین اور جو چیز اُس خلط کی ضد ہوگی جو کہ طبعی معتاد کا
ضد ہے وہ چیز ضرور ہے کہ خلط طبعی معتاد کی بھی ضد ہوگی کیونکہ خلط طبعی درمیان مین واقع ہوا ہے
اور تضاد نہین ہوتا ہے مگر اطراف مین اور طرف اور وسط مین تضاد نہین ہوا کرتا بلکہ مخالفت
ہوتی ہے اور مخالفت اور تضاد مین فرق ہے کیونکہ مخالفت عام ہے اور تضاد خاص ہے کیونکہ
تضاد کے یہ معنی ہین کہ دو چیزون مین حد درجہ کا خلاف ہو جیسے گرم اور سرد کہ یہ دونون ضد ہین اور
انمین سے ہر ایک نیمگرم سے مخالف ہین جو گرم اور سرد کا درمیانی حصہ ہے (اور گرم اور نیمگرم یا سرد
اور نیمگرم مین تضاد نہین ہے کیونکہ غایت خلاف نہین ہے) مؤلف کہتا ہے علاج
ردی خلط کو مولی کے پانی سے قے مین نکال ڈالا جائے (کیونکہ مولی ملطف اور مقطع ہوتی ہے
اور اپنی حرارت سے معدے مین کی چیز کو اوپر چڑھالاتی ہے اسوجہ سے قے آسان ہوجاتی ہی)
اور نمک سے اسکو نکال ڈالا جائے (کیونکہ نمک فضلون کو پگھلا دیتا ہے اور لسدار رطوبتون کی
تقطیع کرتا ہے) نمکین مچھلی کے کھانے پر (کیونکہ کبھی فی نفسہ کم ہوتا ہے پھر جب غذا مین ملجاتا ہی تو

اُسکا نکالنا لڑالنا آسان ہوجاتا ہے اسکے علاوہ مچھلی رطوبتون کو اُکھاڑ ڈالتی ہے اور نمک کے
سبب سے رطوبتون کی تلطیف کرتی ہے اور اپنے لس کی وجہ سے ردی خلط سے لپٹ جاتی ہے
اور ساتھ لیکر نکلتی ہے آسکے علاوہ مچھلی پیاس لاتی ہے اسوجہ سے اسپر پانی بہت سا پیا جاتا ہے
جس سے معدہ مین کھنچاؤ پیدا ہوجاتا ہے اور قی کا اشتیاق ہوتا ہے) **غذائین یہ ہین** مرغ کے
چوزے اور سال بھر کی بھیڑ کا گوشت (تاکہ ردی خلط مقدار اور کیفیت مین بڑھ نہ جائے اور تاکہ یہ
غذائین جلد ہضم ہوجائین اور اُنکا نیچے اُترنا آسان ہوجائے) مگر شوربہ ویکرا اور دارچینی اور تفتیح کرنیوالے
تخم ڈال کر (تاکہ ردی خلط باہر کو دفع ہوجائے) اور دن کو صبح کے وقت کرمانی زیرہ اور انیسون ہر ایک
تین درہم اور ہوئیز مقشر دس درہم اور کابلی ہڑ اور بہیڑا اور آملہ ہر ایک نصف درہم شراب کے
سرکہ مین ایک دن رات سب بھگوئی جائین اور چھانکر پلادی جائین (کیونکہ یہ خیسا ندہ غلیظ خلطون
کا اسہال کرتا ہے اور انکی تقطیع کرتا ہے اور معدے کی تقطیع کرتا ہے) پس اگر خلط اس سے پاک نہو
تو یون اُسکا استفراغ کیا جائے ایارج فیقرا ایک درہم کالی ہڑ اور کابلی ہڑ اور بہیڑا اور آملہ اور نمک ہندی
اور غاریقون ہر ایک نصف درہم رب السوس گوگل ہر ایک پاؤ درہم ہری سونف کے پانی مین خمیر کیجائین
اور بڑی بڑی گولیان بنائی جائین (تاکہ جلد گھل نہ جائین بلکہ دیر تک معدے مین ٹھہری رہین یہانتک
کہ پورا عمل کرین) اور رات کو استعمال کیجائین (اور استعمال کرکے سورہین تاکہ بیداری کی حرکت کیوجہ سے
معدے سے جلد نہ اُتر جائین اسکے علاوہ طبیعت سوتے وقت بالکل اندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے
پس مسہل مین تصرف کرتی ہے اور اُسکا عمل طبیعت کے عمل کے ساتھ اسوجہ سے قوی ہوجاتا ہے)
اور مصطگی اور بن کے گوند اور انیسون اور زیرہ اور نانخواہ کے چبانے کی کثرت کیجائے اور انکا تھوک
نگل لیا جائے (کیونکہ نانخواہ فضلون کی تقطیع کرتی ہے اور انھین نکالدیتی ہے اور انکی تلطیف کرتی
ہے اور معدے کی تقویت کرتی ہے) مین کہتا ہون اس مرض کے لوگون کے لیے قی نہایت
عمدہ علاج ہے اور اُسکی ترکیب یہ ہے کہ اول نمکین مچھلی کھائی جائے اور اُسوقت تک صبر کیا جائے
کہ خوب شدت سے پیاس لگے اُسکے بعد مولی کا پانی یا سویا یا سکنجبین پی کر قی کر ڈالی جائے اور اگر اسمین
تھوڑی سی وہ مٹی بھی شامل کرلیجائے جو زعفران مین موجود ہوتی ہے تو زیادہ نافع ہوگی اور تفتیح
کرنے والے تخم یہ ہین تخم کرفس تخم خسم سونف تخم کشوث وغیرہ **مؤلف کہتا ہے۔**

شہوت کلبیہ یعنی بھوک کا حد سے بڑھ جانا اسکا سبب ترش خلط ہوتا ہے جو معدے
کے منھ پر اپنی ترشی سے لگتا ہے اور وہ یا سوداء ہوتا ہے یا بلغم یا حاد نزلے ہوتے ہین جو سر سے
معدے کے منھ کی طرف اُترتے ہین پھر اُسپر اپنی حدت سے لذع کرتے ہین یا بڑے بڑے کیڑے
ہوتے ہین (جو غذا اُچک لیجاتے ہین اور معدہ اور بدن بھوکا رہجاتا ہے اور یہ بات جبھی ہوتی ہے
کہ کیڑے فاسد بیٹری ہوئی رطوبتون کی کثرت سے نہون جو اُنھین گھیرے ہوتی ہے کہ یہ معدہ کے
گندہ ہونے اور اُسکے غذا ار سے متنفر ہونیکو مستلزم ہے نہ کہ شہوت کلبیہ کو) یا افراط کی حرارت
ہوتی ہے (جو بدن کی رطوبتون کو تحلیل کرتی ہے اور جب یہ حرارت رطوبتون کو تحلیل کر چکتی اور تنہا
رہجاتی ہے تو فم معدہ کو چوسنے لگتی ہے) جیسا کہ طولانی بخارون کے بعد ہوا کرتا ہے اور یا اس
بھوک کا یہ سبب ہوتا ہے کہ بدنی استفراغ کے زیادہ ہوجانے سے بدن بالکل خالی ہوجائے (جیسا
کہ اسہال وغیرہ کے بعد ہوا کرتا ہے) یا یہ کہ کسی اور تحلل کی وجہ سے بدن کی سب رطوبتین صرف
ہوجائین (غرضکہ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ طبعی بھوک اُسوقت لگتی ہے جبکہ فم معدہ خلو معدہ کا احساس
کرے اور طحال سے اُسپر گرنے والا سوداء اُسکا لذع کرے اور بھوک کی زیادتی اُسی وقت ہوگی جبکہ
معدہ کے زیادہ خالی ہونیکا زیادہ احساس ہو یا لذع کا زیادہ احساس ہو یا دونون کا زیادہ احساس ہو)
علاج (جو شہوت کلبیہ ترش یا حاد خلط سے ہو اُسمین) چکنی اور میٹھی چیزین کھلائی جائین (چکنی چیزین
تو اسلیے کہ خلط کی ترشی اور حدت کی تعدیل کرتی ہین اور تلیین اور ارخا کرتی ہین اور نضج دیتی ہین
پھر لذع اور سوزش جاتی رہتی ہے اور خلط مندفع ہوجاتا ہے اور پھسل جاتا ہے اور میٹھی چیزین اسلیے کہ
یہ تلیین کرتی ہین اور قبض اور تکاثف کو دور کرتی ہین اور چکنی چیزون سے بڑھکر نضج دیتی ہین اور غلیظ
فضلون سے جلا کرتی ہین اور اُنھین بہا دیتی ہین) اور ہر تیز اور نمکین چیز اور ترش چیز قطعاً چھوڑ دیجائین
(کیونکہ یہ چیزین اپنے لذع سے بھوک کو بڑھا دیتی ہین) اور نہار منھ میٹھی اور پرانی اور خالص شراب کے
کئی پیالے پیے جائین (استعمال شراب کا باعث تو یہ ہے کہ شراب غلیظ خلطون کو پکاتی اور اُنھین
لطیف کرتی ہے اور معدے کے نیچے اتارتی ہے اور سوداء کو پھسلا دیتی اور اُسکی آفت کو
قطع کر دیتی ہے اسکے علاوہ شراب مین ایک طرح کی عطریت ہوتی ہے جو فم معدہ کے موافق ہے
اور اُسکی تقویت کرتی ہے اور روح کو بڑھاتی ہے اور شراب مین میٹھا ہونے کی قید اسلیے لگائی کہ یہ

بھوک کو خوب تسکین دیتی ہے اور قابض کھٹی اور میٹھی شراب لذع اور قبض کی وجہ سے بھوک کو اور بڑھاتی ہے
اور پرانا ہونے کی قید اسلیے لگائی کہ یہ حرارت خوب پیدا کرتی ہے اور اسمین عطریت بھی خوب ہوتی ہے
اور رزی اور خالص ہونے کی قید اسلیے لگائی کہ ملی ہوئی شراب کی تسخین کم ہو جاتی ہے اور شراب مین
جو رطوبت پانی سے پیدا ہوتی ہے وہ معدہ سے قبض اور تکاثف اور لذع کو زائل نہین کرتی جسطرح کہ چکنی چیز
زائل کرتی ہے کیونکہ بسبب لطافت کے عمل کرنے سے پہلے معدے سے اتر جاتی ہے اور نہار منھ
پینے کا یہ سبب ہے کہ تسخین زیادہ ہو اور غذا مین نہ مل جانے کی وجہ سے معدے کے فضلون مین اسکی تاثیر
زیادہ قوی ہو اور کئی پیالیان پینے کی یہ وجہ ہے کہ جو چیز تھوڑی ہوتی ہے اُس سے کوئی معتدبہ اثر
نہین حاصل ہوتا اور زیادہ سے باقی اعضاء کو ضرر پہونچتا ہے) **مین کہتا ہون** کھانے کی اشتہاء
بڑھ جانے اور اُسپر حریص ہو جانے کو شہوت کلبیہ کہتے ہین اور شہوت کلبیہ اُسکو اسلیے کہتے ہین کہ اس
شخص کی خصلت کتے کی سی ہو جاتی ہے جیسے وہ ہر وقت کھانے کو تکتا رہتا ہے اسیطرح یہ بھی اور
اسکا سبب وہ ترش خلط ہوتا ہے جو فم معدہ کا لذع کرتا ہے نیز یہ خلط لسدار خلطون کو فم معدہ سے
چھانٹ دیتا ہے جنکی وجہ سے بھوک رُکتی ہے اور جب اُنھین کا تصفیہ ہو جائیگا تو بھوک کا کوئی مانع
نہ رہیگا یا سر سے حاذ نزلے معدہ پر گرتے ہین اور فم معدہ کا لذع کرتے ہین اور لسدار خلط کو چھانٹتے ہین
مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے اور ان دونون مین فرق یہ ہے کہ جب ترش خلط ہوتا ہے تو اُسکے ساتھ
کھٹی کھٹی ڈکارین بھی آتی ہین اور نزلہ کی کوئی علامت بھی نہین موجود ہوتی بخلاف اُس صورت کے
جبکہ فم معدہ پر نزلے گرین یا پیٹ مین بڑے بڑے کیڑے ہوتے ہین جو غذا کے معدہ مین جاتے ہی
غذا کو نگل جاتے ہین اور غذا کی حاجت بدستور باقی رہتی ہے اور کیڑون کے ہونے کی یہ پہچان ہے
کہ اُنکا رینگنا اور کریدنا محسوس ہو یا یہ کہ افراط کی حرارت ہوتی ہے جو آنیوالی غذا کو تحلیل کر ڈالتی ہے
اور بدل کی خواہشمند ہوتی ہے اور اسکی یہ پہچان ہے کہ اُسکے ساتھ سخت پیاس بھی ہو یا یہ ہوتا ہے کہ
بعد استفراغ یا قوی تحلل کی وجہ سے بدن بالکل خالی ہو جائے کیونکہ اسوقت یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ معدے
مین ہے اُسکو اپنی ضرورت کے لحاظ سے رگین چوس لیتی ہین اور رفتہ رفتہ معدہ پر ہاتھ صاف کرنے
لگتی ہین پس معدے کی طرف سے کھانے کا تقاضا ہوتا ہے اور اسکی یہ پہچان ہے کہ اس بھوک سے پیشتر
استفراغ اور تحلل کے اسباب ہو چکے ہون اور یہ بھی واضح ہو کہ افراط کی حرارت بھی اس سبب مین داخل ہے

اور مناسب بھی یہی تھا کہ ان دونون کو ایک ہی کر دیا جاتا (کیونکہ حرارت مفرطہ بھی محلل ہے پھر کیا وجہ
کہ مؤلف نے اسکو محلل سے علٰحدہ کیا مگر ممکن ہے کہ محلل سے محلل خارجی مراد ہو جیسے کہ گرم ہوا وغیرہ
ہے اور حرارت مفرطہ سے حرارت غریبہ داخلی مراد ہو فافتوقا واللہ اعلم) اور مؤلف نے ترش اور چرپری
اور نمکین چیزون سے اسلیے پرہیز بتایا کہ یہ چیزین اور بھوک بڑھاتی ہین (اگر ایسا آدمی ان چیزون کا
بھی شوقین ہوا تو غضب آجائیگا پیٹ ہی پیٹتے پیٹتے اُس بیچارے کی عمر بیت جائیگی اور پیٹ نہ بھریگا
ابھی تھوڑا عرصہ ہوتا ہے کہ ہمارے ایک مہربان کو یہ مرض ہو گیا تھا اور اُنکو یہ بھی شوق تھا کہ لیموپر
نمک اور سیاہ مرچ چھڑک کر اکثر کھاتے رہتے تھے جسکا نتیجہ ہمنے تو ہمیشہ یہی دیکھا کہ کئی وقت کھانا
کھاتے تھے اور دن بھر اُنکی جیب فضولیات سے بھری رہتی تھی جسکو دن بھر چارہ کیطرح کھاتے
رہتے تھے مگر با اینہمہ نہایت ضعیف تھے اب تھوڑے روز سے اُنکو نہین دیکھا خدا اُنپر اپنا رحم کرے)
اسی لیے مؤلف نے اس شخص کے لیے میٹھی شراب تجویز کی ہے اور خلط اور کیڑون وغیرہ کا دور کرنا
بہت آسان ہے) **مؤلف کہتا ہے عطش** (یعنی شدت کی پیاس کیونکہ طبیبون کی یہی
اصطلاح ہے کہ پانی کی افراط کی خواہش پر عطش کا استعمال کرتے ہین جب یہ کہتے ہین کہ فلان عطش
تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ اسکو شدت کی پیاس ہے) اور اسکا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ دلکی حرارت
بڑھ جائے اسمین بہ نسبت ٹھنڈے پانی کے ٹھنڈی ہوا سے زیادہ تسکین ہوتی ہے یا معدہ کی حرارت
بڑھ جائے اسمین بہ نسبت ٹھنڈی ہوا کے ٹھنڈے پانی سے زیادہ تسکین ہوتی ہے یا یہ کہ کوئی خلط یا کوئی
غذا پیاس لاتی ہے یا تو اسوجہ سے کہ اسمین ملوحت یعنی نمکینی ہوتی ہے پس وہ طبیعت کو اس امر کا شوق
دلاتی ہے کہ اُسکو پانی سے دھوڈالے (تاکہ اُسکا ضرر جاتا رہے اسلیے پانی کی خواستگار ہوتی ہے
کیونکہ پانی بہت بڑا دھونے والا اور رقیق کرنے والا اور معدے کے فضلون کو اپنی رطوبت سے تلیین
کرنے والا ہوتا ہے کہ معدہ کے سطح پر اپنے جاری ہونے اور بہنے سے اُنکو دور کر دیتا ہے اور یہ ایک
یا دو بار پانی پینے سے متاثر اور منفعل نہین ہوتا کیونکہ پانی اپنی لطافت کے سبب سے عضو کے تمام
اجزا مین نفوذ کر جاتا ہے اور جب ٹھنڈا پانی ہوتا ہے تو وہ پیاس کو اور بڑھا دیتا ہے کیونکہ وہ نمکین کو
گاڑھا کر دیتا ہے پھر یہ نمکین ایک تو اپنی نمکینی سے پیاس لاتا تھا اب اپنی غلظت سے بھی پیاس لگاتا ہے
اور اس سے پیاس بڑھ جاتی ہے) یا اپنی چپچپاہٹ سے پیاس لاتا ہے (کیونکہ لسدار چیز معدہ پر جم جاتی ہے

اور تنہا حرارت سے دور نہین ہوتی بلکہ اُسکی سختی اور زیادہ ہو جاتی ہے یہانتک کہ وہ سوکھ جاتی ہے
اگر وہان پر اُسکی ڈبو دینے والی رطوبت نہو اسی سبب سے طبیعت پانی کی طلبگار ہوتی ہے تاکہ لسدار
چیز گھل جائے جسکا حرارت سے گھلنا ممکن نہین ہے بلکہ گرم رطوبت سے جیسے مچھلی کا سریش ہے کہ یہ
نہین گھلتا مگر گرم پانی سے اور ٹھنڈے پانی سے نہین گھلتا اور جب اسپر ایک بار یا دوبار پانی پیلیا
جاتا ہے تو پانی اپنی لطافت اور اپنے قوام کی رقت کی وجہ سے ماساریقا مین نفوذ کر جاتا ہے اور
اتنی دیر معدہ مین نہین ٹھہرتا کہ یہ لسدار چیز پوری پوری گھلجائے اسی لیے طبیعت دوسری بار پانی کی
طالب ہوتی ہے اور اسی طرح رہتا ہے یہانتک کہ وہ خوب گھلجائے اور گھلجائے اور منہضم ہو جائے)
یا اپنی غلاظت سے پیاس لاتا ہے (کیونکہ گاڑھی چیز اپنے اجزا کے نہایت درجہ پر مجتمع ہونے کی
وجہ سے نہ تو ہضم ہوتی ہے اور نہ گھلتی ہے اور افراط کی گرمی اسمین غلظت اور خشکی کو اور زیادہ کر دیتی ہی
اسوجہ سے کہ حرارت کا یہ کام ہے کہ لطیف اجزا کو تحلیل کر ڈالے) پس اسوقت مین یہ خلط یا یہ غذا
طبیعت کو اسکا شوق دلاتی ہے کہ وہ پتلی ہو کر دفع ہو جائے (اسوجہ سے طبیعت پانی کی طالب ہوتی
ہے اور جہان ایک یا دو بار کے پینے سے نہین گھلتی تو پیاس برابر لگتی رہتی ہے شیخ بو علی سینا لکھتے
ہین کہ غلیظ چیز اسلیے پیاس لاتی ہے کہ حرارت اسکی طرف متوجہ ہو کر اسکو ہضم کر ڈالے کیونکہ یہ چیز دیر ہضم
ہوتی ہے پس معدہ کی حرارت کی تقویت کرتی ہے اور طبیعت اسکی لپک اور حرارت کی تسکین
کرنیوالی چیز کی مشتاق ہوتی ہے) اور نمکین مچھلی مین یہ سب باتین مجتمع ہین (یعنی اسمین نمکینی بھی ہوتی
ہے اور غلظت بھی اور چپچپاہٹ بھی اسی وجہ سے پیاس لاتی ہے) علاج اگر دل کی فرط حرارت
سے پیاس کا غلبہ ہو تو ٹھنڈی اور مزے دار خوشبوؤن سے اُسکا علاج کرین (کیونکہ انکی طرف طبیعت
کا زیادہ میلان ہوتا ہے اور انھین بہت جلد اور زیادہ قبول کرتی ہے) جیسے کھیرا اور ککڑی اور صندل
اور گلاب اور عرق بید اور عرق نیلوفر وغیرہ اور پینے کی چیزون اور لگانیکی تیلی اور گاڑھی چیزون سے
جنکا بیان دل کے علاج مین گذر چکا ہے دل کی تبرید کیجائے اور اگر معدہ کی فرط حرارت سے
پیاس کا غلبہ ہو تو تخم خرفہ اور تخم تربز کا شیرہ سکنجبین کے ساتھ دیا جائے اور اسی طرح پر ککڑی اور کھیرے
اور لوکی کے بیجون کا شیرہ بھی ہے اور انکے پانی بھی اور تربوز کا پانی شکر کے ساتھ بہت نافع ہی)
اور اسی طرح ترش خیسا ندہ بھی مفید ہین (جو سوکھے گوشت اور زردآلو اور آلو بخارا اور زرشک سے

بنائے جائین) اور جبکہ سفر مین گرم پیاس کا اندیشہ ہو تو تخم خرفہ اور سرکہ یا سکنجبین کی کثرت کیجائے اور جو پیاس
غلیظ یا لسدار خلط سے ہو تو ماء العسل کا استعمال کیا جائے یا گرم پانی اور شکر کا یا جلاب کا ملہٹی اور انیسون
کے ساتھ (کیونکہ گرم پانی مین دھونے کی قوت چونکہ بہت زیادہ ہے اسوجہ سے غلیظ اور لسدار
خلط کو ہٹا دیتا ہے خصوصًا اُسوقت جبکہ اُسکے ساتھ مقطع اور ملطف اور منضج اور جالی چیز بھی ہو یعنی
شکر اسکے علاوہ گرم پانی معدے کے جرم کو نرم کرتا ہے اور اُسمین استرخاء پیدا کرتا ہے اسوجہ سے
پیاس کی تسکین دینے والی مائیت کو اُسمین نفوذ کر جانا آسان ہو جاتا ہے) اور اگر پیاس لانے والا
خلط نمکین ہو تو آش جو دیا جائے (کیونکہ آش جو جلاء کرتا ہے اور پاک کرتا ہے اور دھو دیتا ہے اور لذع
اور سوزش کو تسکین دیتا ہے) اور یہ سب باتین اُسوقت ہونا چاہیین جبکہ معدہ کا خوب تنقیہ ہو جائے اور
جو کچھ فضلے اُسمین ہون وہ سب قے یا دستون کے ذریعہ سے نکالدیے جائین اور اگر پیاس کا سبب
گاڑھی یا لسدار یا نمکین غذائین ہون تو اُنکے ہضم کرنے اور معدہ سے نیچے اُتارنے کی تدبیرین کیجائین
(اور اُنسے معدہ کا تنقیہ کیا جائے) **مین کہتا ہون** معدہ مین گرمی کا بڑھ جانا کبھی تو اُسکے سوء مزاج
سادہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی کسی گرم خلط کے معدہ مین یا کسی اور مشارکت عضو مین ہونیکی وجہ سے
ہوتا ہے اور کبھی کسی گرم کھانے کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی بخار وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور نمکین
مچھلی مین سب باتین موجود ہوتی ہین یعنی وہ نمکین بھی ہوتی ہے اور لسدار بھی اور غلیظ بھی اس وجہ سے
طبیعت ایسی چیز کی طالب ہوتی ہے جو اُسکو دھو ڈالے اور ریزہ ریزہ کر ڈالے اور رقیق کر کے دفع کر دے
اور کبھی جگر کے مجاری مین سدہ کا آجانا بھی پیاس کا موجب ہوا کرتا ہے مگر اسکو مولف نے یہان اسلیے
نہین ذکر کیا کہ استسقاء کے مباحث مین اسکا ذکر آجائیگا اور کبھی پیاس کا باعث اسکے سوا اور کوئی
سبب بھی ہوتا ہے جسکو ہم استسقاء اور ذیابیطس مین ذکر کرینگے یہی وجہ ہے کہ مولف نے
یہان پر پیاس کے کل اسباب کو پورے طور پر نہین بیان کیا (ورنہ آئندہ کے مباحث مین
بنظر ضرورت اُن کا لکھنا تکرار مین شمار ہوگا) **مولف کہتا ہے۔**

ہضم کا گھٹ جانا اور جاتا رہنا ہضم کا نقصان یا بالکل نہونا یہ سوء مزاج
کی وجہ سے ہوتا ہے جو معدہ کو ضعیف کر دے یہان تک کہ سوء مزاج حار سے بھی
(کیونکہ ہر فعل کا کمال اُسی وقت ہوتا ہے جب کہ مزاج مین اعتدال ہو) اور بسا اوقات

ایسا ہوا ہے اور ہوتا ہے کہ بعضے آدمیون نے پیاس کی شدت کے وقت نہار منہ ٹھنڈا پانی پی لیا
اور اُنکو شفا ہو گئی جنکو طبیب نہار منہ ٹھنڈا پانی پینے سے روکتے تھے اور اپنی رائے مین خطا کرتے تھے
(کیونکہ انکا یہ گمان تھا کہ ان لوگون مین ہضم کا نقصان معدے کی برودت سے ہے اور درحقیقت ایسا نہتھا
بلکہ معدے کی حرارت اسکا سبب تھی اس سے انکی پیاس اور شدت پکڑتی تھی اور پیاس کے علاج مین
گرمائیون کے استعمال سے پیاس سوا ہو جاتی ہے لہذا ان اطبا کی رائے کی مخالفت اور نہار منہ
ٹھنڈا پانی پینے کی طرف ناچار ضرورت پڑتی ہے اور اُسکی تاثیر نہایت قوی ہوتی ہے کیونکہ خالص ہوتا ہے
اور غذا سے نہین ملتا پس معدہ کے جرم مین نفوذ کر جاتا ہے اور اُسکے مزاج کو معتدل کر دیتا ہے
جس سے ہضم کامل ہونے لگتا ہے) اور جو سوء مزاج سرد تر ہوتا ہے وہ باقی امزجہ کے اعتبار سے
نقصان ہضم یا بطلان ہضم کا منشا و زیادہ ہوتا ہے (کیونکہ ہضم ایک طرحکا پکنا ہے اور پکنا فقط حرارت
ہی سے ہوا کرتا ہے) اور نقصان ہضم اور بطلان ہضم کے علاوہ ضعف اشتہا کے اور جتنے اسباب
ہین اُن سب سے زیادہ یہی سوء مزاج سبب ہوتا ہے اور معدے کے جرم کا (اور اُسکے ریشون کی بناوٹ
کا) ضعیف ہونا یہ سب اسباب سے زیادہ قریب ہے (یعنی اگر معدہ کا جرم ضعیف ہو تو یہ بطلان ہضم کا
زیادہ تر سبب ہوتا ہے) اور کبھی یہ مرض معدہ کے اوپر غذا کے چڑھ آنے سے ہوتا ہے (کیونکہ ہضم
کامل قعر معدہ مین ہوا کرتا ہے) جیسا کہ دودھ اور شراب اور گرم روٹی کے استعمال کے وقت ہوتا ہے
(دودھ مین رطوبت اور چکنائی اور تبخیر زیادہ ہوتی ہے اور شراب مین رطوبت اور حرارت اور تبخیر
زیادہ ہوتی ہے اور گرم روٹی مین بخار یہ رطوبت کے فضلے بکثرت ہوتے ہین اور عرضی حرارت بھی
ہوتی ہے جسکے سبب سے یہ چیزین معدہ پر چڑھ آتی ہین) اور یا معدہ سے غذا کے جلد اتر جانے کی
وجہ سے یہ مرض ہوتا ہے (کیونکہ ہضم اُسوقت ہوتا ہے جبکہ معدے مین غذا ٹھہرے اور تھوڑی دیر توقف
کرے اور جب وہ جلد اُتر جائیگی تو ہضم کا نقصان اُسی قدر ہوگا جسقدر ضروری مدت کی پابندی
نہ کرنے مین توقف ہوا ہے) جیسا کہ اُس غذا کے کھانے کیوقت ہوتا ہے جو مزلق ہو یعنی اُسمین پھسلا دینے
کی قوت ہو (جیسے آلو بخارا ہے) مین کہتا ہون ہضم کے گھٹ جانے اور جاتے رہنے سے
وہ آفت مراد ہے جو ہضم کو اُسکے فاعل یعنی قوت ہاضمہ کی وجہ سے عارض ہو (یعنی قوت ہاضمہ کی
خرابی سے ہضم مین فتور آتا ہے) اور اسکا سبب کبھی تو معدہ کا سوء مزاج ہوتا ہے اور قوی سوء مزاج وہ ہوتا ہے

جو بارد ہو اور سوء مزاج حار ضعیف سبب ہوتا ہے کیونکہ قوت ہاضمہ کو جتنا ضرر بارد سے پہونچتا ہے اسقدر حار سے نہین ہوتا (کیونکہ ہضم حرارت ہی سے ہوتا ہے اسوجہ سے حرارت کو قوت ہاضمہ سے زیادہ مناسبت ہے) اور سوء مزاج یابس اور سوء مزاج رطب یہ دونون بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ حرارت اور برودت کے اعتدال کے وقت قوت ہاضمہ مین کوئی ضرر پیدا کرین ہان کبھی ایسا تو ضرور ہوتا ہے کہ سوء مزاج یابس ذبول پیدا کردے اور سوء مزاج رطب استسقاء پیدا کردے غرضکہ معدہ کا کوئی سوء مزاج ہو قوت ہاضمہ کو ضعیف کردیتا ہے زیادہ تر سوء مزاج بارد رطب کہ یہ بقیہ اسباب کے اعتبار سے زیادہ سبب ہوتا ہے اسی طرح ضعف اشتہار کے اور جسقدر اسباب ہین اُن سب مین بھی سببیت کے اعتبار سے یہی سوء مزاج پیش رو ہے اسلیے کہ یہ قوت ہاضمہ کو ضعیف کرتا ہے اور خود معدہ کے جسمانی جوہر کو کمزور کردیتا ہے کیونکہ وہ بودا بناہے اور اس کا کمزور ہونا یا اسکے اوجھ وغیرہ کا کمزور ہوجانا ضعف ہاضمہ کا بہت قریب سبب ہے اور کھانے کے معدہ پر چڑھ آنے کو سوء ہضم مین شمار کرنا زیادہ مناسب ہے بہ نسبت اسکے کہ اس باب سے اسکو شمار کیا جائے اسکے علاوہ یون بھی کہسکتے ہین کہ جب کھانا معدہ پر چڑھ آیا تو قوت ہاضمہ اُسکے ہضم سے عاجز آگئی کیونکہ ہضم اُسیوقت کامل ہوتا ہے جبکہ کھانا معدہ کے قعر مین ہو اور کھانے کا معدہ سے جلد اُترجانا اگر یہ قوت ماسکہ کے ضعف کی وجہ سے ہو تب تو اسکو اس باب مین شمار کرسکتے ہین اور اگر ایسا کسی غذاء مزلق کی وجہ سے ہو تو اسکو فساد ہضم کے باب مین داخل کرنا چاہیے ہے اور بعض نسخون مین اسطرح وارد ہے اوبسرعۃ نزول لایکون لغذاء مزلق یعنی یا فساد ہضم غذاء کے جلد اتر جانے سے ہو گر یہ جلد اُتر جانا کسی پھسلا دینے والی غذاء کی وجہ سے نہو (بلکہ قوت ماسکہ کے ضعف سے ہو) اور اس نسخہ کے بعد کوئی اشکال نہین رہتا (اگر اشکال ہوتا ہے تو صرف اسی متداول نسخے کی تقدیر پر وہی ہذہ اوبسرعۃ نزولہ کما یکون عند الغذاء المزلق) **مؤلف کہتا ہے علاج** (جو نقصان یا بطلان سوء مزاج کی وجہ سے ہوا ہین) مزاج کی تعدیل کرنا چاہیے اور اکثر ہضم کا نقصان اور بطلان برودت اور رطوبت سے ہوتا ہے (چنانکہ مذکور ہوا) اور اسکے لیے یہ دوائین مفید ہین گلقند اور ترنج کی جوارش اور جوارش سفرجلی قابض اور یہی کا شربت مطیب (خوشبودار کیا ہو) خواہ صرف یہی یا یہ کہ مصطگی اور بالچھڑ اور لونگ مین ملاکر اور اسکے لیے قرص یہ ہین قرص عود اور قرص لیمو اور قرص انبرباریس اور ہضم کو قوی کرنے والے کچھ سفوف بھی ہین از انجملہ

یہ سفوف ہے خشک دھنیا گلاب کا زیرہ ہر ایک ایک درہم بالچھڑ اور مصطگی اور کندر اور انیسون ہر ایک
نصف درم طباشیر اور لک اور بسر ہر ایک پاؤ درہم مائین مثقال بھر مشک خرنوبہ بھر (یعنی بقدر چار جو)
ان سب کو باریک پیسکر شکر کے گلقند کے ساتھ استعمال کرین اور غذا مرغ کے چوزون اور مرغیون اور
سال بھر کے بکری کے بچہ کا گوشت پکا ہوا اور گرم مصالحہ اور سوکھا دھنیا پڑا ہوا اور سنگ یشب کا معدہ پر
لٹکانا ہضم کی تقویت کرتا ہے اور معدہ کے دردون کو فائدہ کرتا ہے (یعنی بالخاصہ اور سنگ یشب کی
کئی قسمین ہین سفید اور سیاہی مائل شفاف اور کالا زردی مائل اور سبز جالینوس کہتے ہین کہ یہ خاصیت
یشب سبز مین ہوتی ہے اور مین نے اسکو اپنی گردن مین لٹکایا ہے جسکی لمبان معتدل تھی کہ معدہ کے
منھ تک پہونچتی تھی اور مجھے فائدہ بھی ہوا انتہی) مین کہتا ہون قرص ورد کا یہ نسخہ ہے سرخ گلاب
۷ درہم عصارۂ غافث اور طباشیر اور سنبل ہندی ہر ایک سوا درہم اور رب السوس ایک درہم ان سب کو
پانی مین گوندھکر ٹکیان بنالین مقدار شربت ایک مثقال - اور قرص انبر باریس کبیر کا یہ نسخہ ہے
عصارہ انبر باریس مغز تخم کلکڑی مغز تخم تربز ہر ایک تین درہم گل سرخ ترنجبین ہر ایک چھ درہم تخم کشوث
اور رب السوس اور طباشیر اور تخم کاسنی اور مصطگی اور بالچھڑ اور عصارۂ غافث ہر ایک دو درہم اور مجیٹھ اور
لک اور ریوند ہر ایک دو درہم زعفران ایک درہم ان سب کو باریک کوٹکر آب ترنجبین مین گوندھ لین
اور گوندھکر ٹکیان بنالین مقدار شربت ایک مثقال اور اگر اسی نسخہ مین ترنجبین اور مغز تخم تربز اور تخم کشوث
اور رب السوس اور مصطگی اور غافث اور لک کم کردین تو قرص انبر باریس صغیر ہے لیکن اسکو بجاے
آب ترنجبین کے سکنجبین یا لعاب اسپغول مین گوندھا جائیگا **مؤلف کہتا ہے ہضم کا فساد**
یعنی بگڑ جانا یعنی کھانے کا بعض ردی کیفیتون پر متغیر ہو جانا اسکا سبب یا تو
غذا کی بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مقدار معتاد سے زیادہ کھالی جائے اور قوت ہاضمہ اسمین اپنا
تصرف نہ کرسکے (کیونکہ جب منفعل زیادہ ہو جاتا ہے تو اُسمین فاعل کی تاثیر زیادہ ضعیف ہو جاتی ہے اور
اسی سبب سے یہان غذا ردی کیفیت مثلاً ترشی پر متغیر ہو جاتی ہے) یا یہ کہ غذا مقدار معتاد سے کم
ہو اور اُسکو جتنا قوت ہاضمہ سے منفعل ہونا چاہیے تھا اُس سے زیادہ منفعل ہو جائے) اور جلجائے
یا یہ کہ اُسکا جوہر سریع الفساد ہو جیسے تازہ مچھلی ہے (کہ اسمین رطوبت بہت ہوتی ہے اور اسکا جوہر
نہایت نحیف اور کمزور ہوتا ہے کہ جلد بگڑ جاتا ہے) یا یہ کہ تغیر کی طرف جلد مستحیل ہو جائے جیسے کہ

تازہ دوہا ہوا دودھ ہے (کہ اسمین مائیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور اسمین باوجود چلنائی کے حرارت بہت ضعیف ہوتی ہے اسوجہ سے جلد بگڑ جاتا ہے اور دھوان دینے لگتا ہے اور کھٹا پڑجاتا ہے) یا یہ کہ غذا کی ترتیب بگڑ جائے (کہ جو غذار جلد ہضم ہونے والی ہو اُسکو دیر ہضم غذار کے بعد کھائے چنانچہ شرح مین آتا ہے) یا یہ کہ غذار کا استعمال غیر وقت مین کیا جائے (یعنی جو وقت اُسکے استعمال کا ہو اُسوقت اُسکو استعمال نہ کیا جائے بلکہ ایسے وقت استعمال کیا جائے کہ معدہ مین امتلاء ہوا ور پچھلے کھانے کا کچھ بقیہ موجود ہو) یا یہ کہ غذا کھانے پر سخت حرکت کیجائے (کیونکہ حرکت اُسکو ہلا دیتی اور اُسکے اجزا کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نقل کردیتی ہے اسوجہ سے ہضم جید نہین ہوتا کیونکہ ہضم کامل ہونیکے لیے اسکی شرط ہے کہ قعر معدہ کا ہر جز غذار کے ہر جز کو اپنی طبیعت پر متغیر کرے اور یہ بات اُسی وقت ہوتی ہے جبکہ غذار قعر معدہ سے ملی رہے اور ہلے ڈلے نہین) یا یہ کہ غذار کے بعد زیادہ پانی پینے کا اتفاق ہو (کیونکہ پانی غذار اور معدہ کے جرم کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور غذار پر معدے کے اشتمال کو مانع آتا ہے اسکے علاوہ پانی غذار کو معدے کے اوپر تیرادیتا ہے اور اُسوقت ہضم کامل نہین ہوسکتا) اور کبھی ہضم کا فساد خود نفس معدہ ہی کیطرف سے ہوتا ہے (نہ کہ غذار کیطرف سے) مثلاً یہ کہ معدہ اسقدر گرم ہو کہ غذا جلجائے یا یہ کہ معدہ مین ریاح اور قرحے ہون کہ معدہ کو غذار پر اچھی طرح لپٹنے نہ دین (ریاح کا کام یہ ہے کہ معدہ مین کھنچاؤ پیدا کرتے ہین اور اُسکے اجزا کو غذار سے نہین ملنے دیتے اور اکثر غذار کو معدے کے مُنھ تک بھی بلند کرتے ہین اور قرحون کی یہ حالت ہے کہ جب طعام قرحون پر پہونچتا ہے تو اُنکو اذیت دیتا ہے اسوجہ سے معدہ کھانے سے بیزار ہوجاتا ہے اور اُسپر نہین لپٹتا) یا یہ کہ معدہ پر تلی یا کلیجہ سے ردی خلط گرے (سوداء یا صفراء) اور غذار کو فاسد کردے جیسا کہ اس قسم کا فساد ہضم مراقی لوگون کو ہوتا ہے (کیونکہ ان لوگون کے معدون پر کثرت سے سوداء گرتا ہی) مین کہتا ہون ہضم کے فاسد ہوجانے سے یہ مراد ہی کہ ہضم مین کوئی آفت عارض ہوجائے لیکن فاعل ہضم یعنی قوت ہاضمہ کی طرف سے یہ آفت نہو بلکہ قوت ہاضمہ تو درست حالت پر ہو یا ہمہ ہضم ردی ہو اور کسی سبب سے جنکو مؤلف نے لکھا ہی کسی خراب کیفیت پر متغیر ہوجائے (پس بطلان ہضم اور فساد ہضم مین یہی فرق ہی کہ ہضم کا بطلان قوت ہاضمہ کی خرابی سے ہوتا ہے اور ہضم کا فساد کسی اور وجہ سے ہوتا ہے اور قوت ہاضمہ کامل ہوتی ہے) اور زیادہ غذار مین قوت ہاضمہ کا تصرف اس لیے مختل ہوجاتا ہے کہ زیادہ کھانا قوت ہاضمہ سے

بہت کم اثر قبول کرتا ہے اور ترتیب غذاء کے خراب ہو جانے یعنی غذاء کی بے ترتیبی سے یہ مراد ہے
کہ جو کھانا زود ہضم ہو وہ دیر ہضم کھانے کے بعد کھایا جائے اسمین یہ ہوتا ہے کہ زود ہضم کھانا جلدی سے
ہضم ہوکر دیر ہضم غذا پر تیرنے لگتا ہے جس سے خود بھی بگڑتا ہے اور جس سے ملتا ہے اسکو بھی بگاڑتا ہے
یا یہ کہ کوئی ملین غذاء ہو اسکو قابض غذاء کے اوپر کھایا جائے کیونکہ ملین غذاء قابض غذا کو بلا ہضم
ہوئے نکالدیگی اور غیر وقت مین غذاء کے استعمال کرنے سے یہ مراد ہے کہ کھانا ایسی حالت مین
کھایا جائے کہ معدہ مین امتلاء موجود ہو یا یہ کہ کوئی شخص کھانے سے قبل ریاضت کا عادی ہو وہ
ریاضت سے قبل کھانا کھالے اور ریاح سے اور قرحون سے وہ ریاح اور قرحے مراد ہین جو معدہ کو
کھانے پر مشتمل ہونے سے مانع و مزاحم ہون اور اس قسم کے اسباب (جو معدہ کو غذاء پر مشتمل نہونے دین
بہت سے ہین اور مؤلف نے جو کچھ لکھے ہین وہ بطور نمونہ کے ہین تمکو چاہیے کہ سوچ سوچ کر اور
اسباب پیدا کرو اور یہ بھی خوب کان کھولکر سن لو کہ ہضم کا فساد تمامی بیماریون کی جڑ ہے ذرا مہربانی کرکے
اسکا خیال ضرور رکھو کہ ہضم مین کوئی فتور نہ آئے اور مؤلف نے اسکا علاج اسلیئے نہین لکھا کہ اسکا علاج
یہی ہے کہ جو اسباب بیان ہوئے اُن سے پرہیز کیا جائے یا یہ کہ جو اخلاط معدہ پر گرین اُن کو دفع
کردیا جائے یا مزاج کی تعدیل کیجائے اور یہ سب باتین ایسی ہین جو سب کو معلوم ہین یا یہ کہ پچھلے
امراض مین مذکور ہو چکی ہین **مؤلف کہتا ہے** ہچکی یہ فم معدہ کی حرکت ہے جو موذی شئے
دفع کرنے کے لیے پیدا ہوتی ہے اب یہ موذی یا تو فم معدہ کی برودت ہوتی ہے جیسا کہ شدت
کی سردی مین سفر کرنے والون کو عارض ہوتا ہے (ٹھنڈک کئی وجہ سے موذی ہوتی ہے ایک تو
یہ کہ ٹھنڈک غذا کو فاسد کردیتی ہے اور اُسکو ردی کیفیت پر متغیر کردیتی ہے اور دوسرے یہ کہ ٹھنڈک
چونکہ اعتدالی کیفیت سے متجاوز ہوتی ہے اس معنی کر فم معدہ کی ضد ہوکر اُسکو بحیثیت تضاد بھی
اذیت دیتی ہے تیسرے یہ کہ فم معدہ مین قبض اور تشنج پیدا کرتی ہے چوتھے یہ کہ مسام کی قابض
اور مکثف ہوتی ہے اسوجہ سے ریشون کے سوراخون مین وہ چیز جسکا انمین سے تحلیل ہوجانا ضروری
ہے بند رہتی ہے اور اذیت دیتی ہے) اور یا فم معدہ کی حرارت ہوتی ہے (گرمی کئی وجہ سے
موذی ہوتی ہے ایک تو اسوجہ سے کہ اعتدال سے متجاوز ہے اس معنی کر بحیثیت تضاد موذی ہے
دوسرے یہ کہ غذاء کو جلادیتی ہے اور دھوان بنادیتی ہے تیسرے یہ کہ فم معدہ مین تشنج پیدا کرتی ہے)

جیساکہ محرق پتون مین ہوتا ہے (جسمین رطوبتین بالکل تحلیل ہوجاتی ہین) یا اُسوقت ہوتا ہے جبکہ
نہایت گرمی کرنے والی چیز کھالی جائے (یعنی جو چیز فم معدہ کو نہایت گرم کرے) جیسے جوارش کمونی
ہے اور کبھی ہچکی کا سبب کسی چیز کی غلظت ہوتی ہے جس سے فم معدہ مین غلظت پیدا ہوجائے
جیسے کہ وہ ہچکی جو غلیظ اور لسدار بلغم کی وجہ سے پیدا ہو یا یہ کہ وہ چیز فم معدہ کو لذع کرے جیسے کہ وہ
ہچکی جو زنگاری صفرار کی وجہ سے پیدا ہو یا کھٹی چیز کے کھانے سے اور کبھی ہچکی نہایت یبس کیوجہ سے
بھی ہوتی ہے جو فم معدہ مین تشنج پیدا کردے (کیونکہ یہ خشکی مجتمع ہونے اور منقبض ہونے کو مستلزم
ہوتی ہے) اور اس قسم کی ہچکی صرف محرق پتون ہی کے بعد ہوتی ہے (کیونکہ محرق پتین رطوبتون
کو تحلیل کرڈالتی ہین اور انھین گھلادیتی ہین) یا اُن استفراغون کے بعد ہوتی ہین جو خشکی پھیلائین
اور موذی کے پہچاننے کی یہ صورت ہے کہ جو سوءمزاج سادہ سے پیدا ہو اسکی جو علامتین ہین وہ ظاہر
طور پر موجود ہونگی اُنسے اُسکو پہچان لیا جائے اور جو موذی مادی ہوگا اُسکی پہچان اُس مادہ سے
ہوگی جو قے مین نکلیگا اور جو مواد کی علامتین ہین وہ بھی ظاہر ہونگی (جنکا بیان متعدد بار ہوچکا) مین
کہتا ہون ہچکی ایک حرکت ہے جو انقباضی تشنج اور انبساطی تمدد سے مرکب ہوتی ہے گویا کہ
فم معدہ متشنج ہوکر اکھٹا ہوجاتا ہے تاکہ خوب مستعد ہوکر ایسی حرکت کرے جو موذی کو دفع کردے
جیساکہ کوئی شخص کسی چیز کو پھاندنے کا قصد کرتا ہے کہ پہلے تو وہ اپنے سارے بدن کو خوب
تول لیتا ہے اُسکے بعد حرکت کرتا ہے اور یہ حرکت فم معدہ کو موذی کی وجہ سے عارض ہوتی
ہے اور یہ موذی یا تو ہوا کی خنکی ہوتی ہے کہ یہ قابض ہے اور مکثف ہے اور مسامات کو بند
کردیتی ہے اور تحلیل ہونے سے روکتی ہے اور یا گرمی ہوتی ہے کہ یہ یبوست اور تشنج پیدا کرتی ہے
اور یا کوئی لسدار خلط ہوتا ہے کیونکہ یہ فم معدہ مین غلظت پیدا کرتا ہے اور یا صفرار یا کوئی ترش
کھانا ہوتا ہے کیونکہ یہ دونون لذع کرتے ہین اور استفراغی ہچکی غایت یبوست کی وجہ سے
ہوتی ہے اور یہ نہایت ردی اور مہلک ہے اور موذی کی علامتین یا تو اُنکے اسباب کے دیکھنے
سے معلوم ہوسکتی ہین اور یا مواد کے لوازم سے جیساکہ ہم کئی بار لکھ چکے ہین مؤلف کہتا ہے
علاج جو موذی مادی ہو اُسکا یہ علاج ہے کہ اول اول قے سے مادہ کا استفراغ کیا جائے
(پھر بھی اگر کچھ باقی رہجائے تو) دوبارہ اسہال سے استفراغ کیا جائے یعنی مادہ کا استفراغ تو

ایارج فیقرا یا عصارۂ افسنتین یا جوشاندۂ پودینہ اور نمک ہندی سے کیا جائے اور صفراوی کا مسہل خیساندون اور میوون کے جوشاندہ سے اور خیساندون مین وہ دوائین بھگوئی جائین جو فم معدہ کی تقویت کرین جیسے گلاب کے پھول اور سوکھا دھنیا وغیرہ پھر تنقیہ کے بعد مزاج کی تبدیل اور عضو کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا چاہیے اور دواؤن مین (یعنی تعدیل کرنیوالی دواؤن مین) مخدر دوائین بھی ملائی جائین اور وہ دوائین جو فم معدہ کی تقویت کرین جیسے فلونیا ہے (کہ اسمین تقویت اور تحلیل کے ساتھ تخدیر بھی ہوتی ہے) اور بلغمی اور برودت کے لیے ایک قرص بھی ہے جسکا یہ نسخہ ہے زعفران اور گلاب کے پھول اور مصطگی اور بالچھڑ ہر ایک چار مثقال تگر ایک مثقال آلو ا مثقال پھر افیون پاؤ مثقال اور تمکو یہ بھی اختیار ہے کہ ادویہ کی مقدار کو بڑھا گھٹا بھی سکتے ہو مگر مریض کی حالت پر نظر رہے اور انھین دونون کے لئے یہ جوشاندہ ہے سناورز اور پستے کے چھلکے اور پودینہ اور پہاڑی پودینہ اور پوست خشخاش (تخدیر کے لیے) اب اگر مادہ غلیظ ہو تو اس جوشاندہ کو عنصلی سکنجبین پر چھانا جائے کہ اسکی تاثیر اس بابت نہایت عجیب ہوتی ہے اور صفراوی اور حار کے لیے اُس آشجو سے بہتر کوئی چیز نہین ہے جو پوست خشخاش اور گلاب کا زیرہ ڈال کر پکایا گیا ہو اور اوپر سے نساوچن اور شربت گلاب ملادیا گیا ہو یا اسکے لیے سیب کا شربت گلاب کے ساتھ ہے یا خرفہ کا شیرہ شربت سیب کے ساتھ اور اکثر غلبہ حرارت کے وقت خرفہ کے شیرہ مین کافور ملادینے کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور تھوڑی سی افیون چار جزو زعفران سے اصلاح دینے کے بعد عجیب النفع ہے اور جو ہچکی خشکی سے ہو تو اسکو اکثر شروع شروع مین وہ آشجو مفید ہوتا ہے جو روغن بادام اور شربت نیلوفر سے تھوڑی افیون ملاکر مدبر کرلیا جائے اور اسمین جہانتک ہو سکے خشخاش کا استعمال رکھے اور جو خشکی کی ہچکی مستحکم ہوجائے اُس سے اچھے ہونے کی امید اُٹھادی جائے ہان اگر کچھ زندگی کے بڑھانے کی ایسی ہی حرص ہو تو جو چیزین ہمنے لکھین اُنکا استعمال کیے جائے (کیونکہ اگرچہ اُنسے اسکی امید تو نہین ہوسکتی کہ اصلی رطوبتین عود کر آئین تاہم اتنا تو ہوتا ہی ہے کہ دن بدن خشکی کے بڑھنے کو مانع آتی ہین اور باقی رطوبتون کو تحلیل ہونے سے بچاتی ہین) مین کہتا ہون مخدر اور فم معدہ کی قوی کرنے والی دواؤن کے استعمال کا حکم اسلیے کیا جاتا ہے کہ فم معدہ کے سن ہوجانے کے بعد اُسکو موذی کا احساس کم رہجائیگا اور اسوقت مین وہ موذی کے دفع کرنے کا ارادہ نکریگا اور ہچکی بھی

بند ہو جائیگی اور جو دوائین فم معدہ کو قوی کرتی ہین اُنکے دینے سے یہ غرض ہے کہ فم معدہ موذی کے
اثر کو کم قبول کرے اور جب اُسکا اثر کم ہوگا تو ہچکی بھی نہ بڑھیگی اور فلونیا مین دونون باتین ہوتی ہین تخدیر بھی
اور تقویت بھی اور جو قرص مؤلف نے لکھی ہے وہ نہایت عجیب النفع ہے کیونکہ زعفران فم معدہ کو
قوی کرتی ہے اور منضج مادہ ہے اور گرمی لاتی ہے اور افیون کی اصلاح بھی کرتی ہے اور گلاب کے
پھول مقوی اور مادہ کے نچوڑ دینے والے ہوتے ہین اور مصطگی اور بالچھڑ یہ دونون محلل ہین اور گرمی
لاتے ہین اور تگر رطوبت کو پیشاب کے رستون کی طرف متوجہ کرکے اُسکو پیشاب کے ساتھ نکالدیتی
ہے اور ایلوا اُسکو پاخانہ کے رستون کی طرف دفع کرتا ہے اور افیون مخدر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ
قرص بلغمی اور سرد ہچکی کو بے انتہا نافع ہوتی ہے اور جو جوشاندہ مؤلف نے لکھا ہے وہ بھی بے انتہا
مفید اور عظیم النفع ہے کیونکہ سنا ورطوبتون کو اسفل کی طرف متوجہ کردیتی ہے اور معدہ کو خوب تنگ
کردیتی ہے اور نہری اور پہاڑی پودینہ یہ دونون محلل اور مسخن ہین اور پستہ کے اوپر کے چھلکے تسکین بخش
اور مقوی ہوتے ہین اور پوست خشخاش مخدر ہے اور بلغمی اور بارد اور صفراوی اور حار کو اسلیے جمع کیا
(یعنی بلغمی کے ساتھ بارد کو اور صفراوی کے ساتھ حار کو اسلیے ملایا) کہ بارد اور حار سے سادہ حار اور سادہ
بارد مراد ہے (پس بلغمی سے مادی اور بارد سے سادہ اور صفراوی سے مادی اور حار سے سادہ مراد ہے
اور یہ قرص اور جوشاندہ دونون کو یکسان مفید ہے) مؤلف کہتا ہے - غذائین اگر بلغمی ہچکی ہو
تو کلیان نکلے ہوے کبوترون کے بچے یا چوزے یا چڑیان کہ یہ سب مصالحہ دار ہون یعنی جنمین
سوکھا دھنیا اور مصطگی اور کالی مرچ اور دارچینی اور زعفران پڑی ہو اور اگر صفراوی ہچکی ہو تو چوزے اور سے
کا گوشت ہے (کیونکہ یہ زیادہ تر ہوتا ہے) بشرطیکہ ہضم قوی ہو اور لوکی یا آلو بخارا جسکو خشخاش سے گاڑھا
کرلیا جائے اور سوکھے دھنیے اور ہرے دھنیے سے خوشبودار کیا جائے یا چھلے ہوے جو کا آش اور
دھنیا دیا جائے اور جو ہچکی خشکی سے ہو اسمین آشجو اور گیہون کے پانی کے ساتھ یا خشخاش اور لوکی کے
ساتھ چوزے دیے جائین یا سویون کے ساتھ لیکن ان سب مین سوکھا دھنیا ضرور ہو (کیونکہ اسمین
قبض اور تخدیر اور تبرید اور تسکین ساتھ ہی ہوتی ہے) لگانے کی دوائین ٹھنڈی اور بلغمی ہچکی مین تیل
سوسن کا تیل یا کٹ کا تیل یا روغن گل بالچھڑ اور مصطگی اور لونگ کے ساتھ ملا ہوا اور بالچھڑ اور مصطگی اور زعفران
اور بنفشہ اور ستو لونگ کے پانی کے ساتھ انکا لیپ کیا جائے اور اگر صفراوی ہچکی ہو تو لوکی کے بیج یا روغن بنفشہ

یا روغن کدو روغن گل مین ملا ہوا یا صندل اور روغن گل دونون ملے ہوے انسے معدہ کو قوت پہونچتی ہے
اور کبھی اسمین کافور بھی ملا دیا جاتا ہے **عمدہ مرہم** (صفراوی ہچکی کے لیے) سفید موم دھویا ہوا (تاکہ
موم مین جو گرم اور لطیف جوہر ملا ہوا ہے وہ دور ہو جائے اور موم معتدل ہو جائے) اور ہرے دھنیے کا
پانی اور مغز تخم کدو اور روغن بنفشہ اور گلاب اور جو بھر کافور اسکو نیمگرم استعمال کیا جائے (تاکہ اسکا نیمگرم
ہونا خلا مین کے ارخا پر اعانت کرے اور معدہ تک دوا کا اثر پہونچ جائے اور معدہ مین کا
کھنچاؤ جاتا رہے) اور جو خشکی کی ہچکی ہو تو روغن بنفشہ اور لعاب اسپغول یا روغن گل اور اسپغول اور گلاب دیا جائے
اور جہانتک اسمین خوشبودار اور معطر ادویہ کا استعمال ہو اُسی قدر بہتر ہے اور وہ سب ادویہ بھی دیے جاین
جنکو ہم معدہ کی تقویت مین لکھ آئے ہین اور مادی ہچکی کی تسکین دینے کے لیے سخت سخت حرکتون کا
کرنا عجیب التاثیر ہے اسیطرح چھینکین لینا اور ذکر کرنا بھی ہے اور ان دونون سے کم (تاثیر اور نفع مین)
سانس کا روکنا اور زور زور سے چلانا ہے (کیونکہ سانس کا روکنا دل مین گرمی لاتا ہے اور حرارت کو
ہیجان مین لاتا ہے) اور غفلت کی حالت مین پانی کی ریزش سے ایک ساتھ بدن کا تھرتھرا جانا
خصوصاً منھ پر ٹھنڈا پانی چھڑک دینے سے ایک ساتھ تھرتھرا جانا بھی ہچکی کو مفید ہے اسی طرح اچانک
غصہ اور خوشی کا عارض ہونا بھی ہے اور کھٹ مٹھی چیز کا بہت کھا لینا اُسی وقت ہچکی لاتا ہے **مین
کہتا ہون** جو سخت سخت حرکتین ہین وہ مادی ہچکی کے دفع کرنے مین اسلیے مؤثر ہوتی ہین کہ انسے
حرارت منتشر ہو جاتی ہے اور بیٹھے ہوے اخلاط حرکت کرنے لگتے ہین اور تحلیل ہو جاتے ہین اسیطرح
نفس کا روکنا اور چھینکین لینا اور زور سے چلانا اور اچانک کا غصہ اور خوشی وغیرہ بھی ہے اور یہ جو
مؤلف نے لکھا ہے او الاجاص مخشر یا الخشخاش تو مخشر کے معنی مغلظ کے ہین یعنے وہ
آلو بخارا جسکو خشخاش ملا کر غلیظ کر لیا جائے وہ دینا چاہیے **مؤلف کہتا ہے۔ قے اور ابکائی
اور متلی** انکا سبب یا تو صفراوی خلط ہوتا ہے اور یا جلا ہوا سودا جیسے مراق والون کی قے مین ہوتا
ہے (کہ یہ خلط اُنکے معدہ پر گرتا ہے اور معدہ کو اپنی حدت اور لذع سے اذیت دیتا ہے اور معدہ کو
اُسکے دفع کرنے پر متقاضی بنا دیتا ہے اور اگر یہ خلط قعر معدہ کو اذیت دیتا تو یہ ضروری بات ہے کہ
معدہ کو اُسپر مجبور کرتا کہ اسکو اسفل سے دفع کرے پس لامحالہ فم معدہ ہی کو اُس سے اذیت ہے)
یا استرخا پیدا کر دینے والی رطوبت ہوتی ہے (جو فم معدہ کو تر کر دیتی اور سستی اور ڈھلڈھلاہٹ پیدا

گردیتی ہے اور اپنی ترکرنے والی ترکیفیت سے بھی فم معدہ کو اذیت دیتی ہے) یا سادہ سوء مزاج ہوتا ہے
(یا اپنی کیفیت سے فم معدہ کو اذیت دیتا ہے) اور یہ سوء مزاج اکثر گرم ہوتا ہے (کیونکہ یہ فم معدہ کے مزاج
سے ضد رکھتا ہے اور دونون فاعلی کیفیتون مین قوی کیفیت ہے) یا اسکا سبب کسی گندی چیز کا خیال کرنا
ہوتا ہے جیسے کہ کوئی شخص شہد کو گندگی خیال کرے (حکایت ہے کہ ایک شخص کو یہ مرض تھا کہ اکثر وہ
اسی قسم کے خیال کیا کرتا تھا اور ابکائیان لیا کرتا تھا ایک طبیب حاذق سے بھی اُسنے اسکی شکایت
کی اُسنے اُسکو یہ ترکیب بتائی کہ تم جو ہے کے سر کے برابر گلقند لو اور اُسپر سینگی بھر کے پانی ڈالو اور
اُسے یہانتک ہلاؤ کہ بالکل تھوک کی طرح ہو جائے یہ سننا تھا کہ اُسنے قے کردی اور مادہ کے دفع
ہونے سے اُسکو آرام ہو گیا) اور یا اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ کھانے مین ہمیشہ وہ چیزین پڑی ہون جو
کھانے کو گندہ کر دیتی ہون جیسے مکھی وغیرہ (اور اسکا سبب یہی ہے کہ تخیلات بدنی حوادث کے موجب
ہوا کرتے ہین پس جب آدمی کسی گندی چیز کا خیال کرتا ہے یا اُسے دیکھ لیتا ہے اور یہ دیکھ لینا قوت متخیلہ
مین مستحکم ہو جاتا ہے تو معدہ مین بھی گندگی پیدا ہو جانے کا موجب ہو جاتا ہے اور معدہ اس سے اذیت
پاتا ہے اور کراہت کرنے لگتا ہے اور ابکائیان آنے لگتی ہین) یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ پیاپی تخمے
اور فساد ہضم رہ چکا ہو (کیونکہ معدہ فاسد غذا سے اذیت پا کر ضعیف ہو جاتا ہے اب جو غذا بھی اُسپر وارد
ہوتی ہے اُسکو ڈال دیتا ہے) مین کہتا ہون جسوقت معدہ کو کوئی ایسی حالت عارض ہو کہ اُسکو اس
امر کی طرف محتاج بنادے کہ وہ کسی چیز کو منھ کے راستے سے باہر نکالے تو وہ حالت دو حال سے
خالی نہین یا تو اس حالت کے ساتھ وہ حرکت بھی پائی جائیگی یا نہین اگر نہ پائی جائے (بلکہ صرف حالت
ہی حالت ہو) تو اسکا نام متلی ہے اور اگر حرکت بھی ہو تو دو حال سے خالی نہین یا تو اس حرکت سے وہ چیز
بھی باہر نکل آئیگی جسکے دفع کرنے اور باہر نکالنے کا ارادہ ہے یا نہین اگر نکل آئے تو قے ہے ورنہ ابکائی
پس ان تینون مین یہ فرق ہوا کہ متلی مین تو صرف حرکت کی طرف میلان ہی میلان ہوتا ہے (اور
حرکت نہین ہوتی) اور ابکائی مین حرکت ہوتی ہے مگر مادہ دفع نہین ہوتا اور قے مین حرکت بھی ہوتی
ہے اور مادہ بھی دفع ہوتا ہے اب اگر متلی جگہ پکڑ لے اور برابر رہے تو اسکا نام تقلب النفس یعنی جی کا لوٹنا
ہے اور سوء مزاج سادہ بھی انکا سبب ہوا کرتا ہے کیونکہ جسطرح گرم یا سرد مادہ معدہ کو اذیت دیتا ہے
اسی طرح سوء مزاج سادہ بھی معدہ کو اذیت دیتا ہے پس معدہ اسکے دفع کرنے کے لیے حرکت کرتا ہے

اور جو کچھ اُسمین ہوتا ہے کبھی اُسکو ڈالدیتا ہے اور کبھی نہین ڈالتا اُسکے علاوہ سوء مزاج معدہ کو ضعیف
کر دیتا ہے اور معدہ ضعیف ہو جانے کی وجہ سے ادنیٰ چیز کا بھی متحمل نہین ہوتا اور ڈال دینے کا قصد
کرتا ہے آور مولف کے کلام او ملازمۃ اشیاء مستقذرۃ للطعام مین لفظ ملازمۃ
سے متعلق ہے اور معنی یہ ہین کہ کبھی قی اور تہوع اور غثیان کا یہ سبب ہوتا ہے کہ کھانے مین ہمیشہ
گندی چیزین پڑی ہون آور سمرقندی نے یہ لکھا ہے کہ اگر اذیت دینے والا مادہ معدہ کے جوف مین
ریزش کرتا ہے تو اس سے وہ حالت عارض ہوتی ہے جسکا نام قی ہے اور اگر معدہ کے جرم مین نفوذ
کر جاتی ہے تو اس سے اُبکائی پیدا ہو جاتی ہے (اور اس ابکائی مین ذرا تکلیف اور اذیت بھی ہوتی
ہے کیونکہ معدہ کے جرم مین نفوذ کر جانے کی وجہ سے آسانی کے ساتھ معدہ سے یہ مادہ نہین دفع
ہوتا اور قی مین بھی کبھی آسانی ہوتی ہے جبکہ مادہ جوف معدہ سے متشبث نہو جائے ورنہ تشبث کے
وقت قی مین بھی دشواری ہوتی ہے کذا فی شرح الاسباب) **مولف کہتا ہے علاج**
قابض اور خوشبودار دوائین قی کو روکدیتی ہین (قابض چیزین معدے کو جمع کرتی ہین اور اسکو مضبوط
کرتی ہین اس سے قوت ماسکہ قوی پڑجاتی ہے اور خوشبودار دواؤن کو معدہ کے ساتھ بہت زیادہ
مناسبت ہے اور اُنسے ساری روحون اور قوتون کو تقویت پہونچتی ہے) اور جتنی بھوک لگانیوالی
دوائین ہین وہ سب متلی کو اور ہر وقت کے جی متلانے اور ابکائی اور قی کو فائدہ کرتی ہین (کیونکہ
طبیعت انکے سبب سے معدہ مین کی چیز کو روک رکھتی ہے اور حرکت قی سے حرکت نہین کرتی)
آور یہ پھنکی جو سماق اور دھنیے اور گلاب کے زیرے اور نسلوچن سے ترکیب دیجاتی ہے یہ قی سے
تسکین دینے مین بیحد مفید ہے (کیونکہ اس پھنکی مین یہ سب باتین ہین قبض اور عطریت آور نشف رطوبات
آور تخدیر حس آور قی کی تسکین کے لیے انھین باتون کی ضرورت ہے) آور قابض چیزون کا لیپ بھی
مفید ہوتا ہے آور اگر قی کے ساتھ پیٹ بھی بستہ ہو تو بھیگی ہوئی املی کا پانی نہایت درجہ مفید پڑتا ہے
(بشرطیکہ قی کا سبب سوء مزاج حار ہو کیونکہ املی ملین ہے اور صفرا کو دستون کی راستے نکالتی ہے اور
گرم معدہ کی تقویت کرتی ہے) اور کبھی ایسی صورت مین ایسا بھی کرتے ہین کہ قی کے روکنے کے لیے
تو قابض دواؤن کا استعمال کرتے ہین اور طبیعت کی تلیین نرم حقنون سے کرتے ہین (کہ اسلیے
طبیعت کی بستگی جاتی رہتی ہے بلا اسکے کہ قی کے سبب سے اسہال لانے والی دواؤن سے ضرر پہونچے

اور کبھی قی کا علاج یون کیا جاتا ہے کہ فاسد خلط کا تنقیہ کردیتے ہین تاکہ معدہ صاف ہوجائے اور قی
خود بخود منقطع ہوجائے مین کہتا ہون قی کے لیے قابض اور معطر ادویہ کا استعمال اسلیے مفید پڑتا ہے
کہ قبض قی کی ضد ہے اور معطر ادویہ معدہ کے بہت زیادہ مناسب ہوتی ہین خصوصًا وہ معطر دوا جو غذائی بھی
ہو مثلًا کندر اور مصطگی اور لونگ اور رب اترج اور پستہ کے چھلکے اور آب بہی اور سیب اور پودینا اور
بھوک لانیوالی ادویہ کا ذکر فساد اشتہا کے باب مین گذرچکا ہے جیسے زیرہ اور انیسون اور نانخواہ وغیرہ
اور جسوقت قی کے ساتھ قبض بھی ہو تو اسکا علاج دشوار ہے اور اسوقت مین نہایت نافع دوا املی
اور آلو بخارے کا پانی ہے کہ یہ دونون مادہ کو اسفل کیجانب متوجہ کردیتے ہین اور اپنی ترشی سے قی کو تسکین
دیتے ہین اور ایسی صورت مین علاج یون کرنا چاہیے کہ قابض ادویہ کا استعمال تو اوپر سے ہو اور طبیعت کی
تلیین نیچے سے کیجائے یعنی نرم حقنے جو بنفشہ اور جو مقشر اور بابونہ اور سپستان اور خارخسک اور بورہ اور تربد اور
شکر سرخ وغیرہ سے بنائے جائین انکا استعمال کرایا جائے (کہ یہ طبیعت کو نرم کردینگے) مؤلف کہتا ہے

جگر کے امراض اور اسکے مزاجون کی علامتین

جگر کی حرارت کی یہ علامتین ہین شدت کی پیاس اور بھوک کی کمی اور سوزش اور پیشاب
کا رنگین ہونا اور گرم ادویہ سے ضرر پانا اور برودت کی یہ علامتین ہین دونون ہونٹھون
اور زبان کا سفید ہونا اور پیاس کی کمی اور قارورے کا سفید رنگ ہونا اور چہرے کی رونق کا
جاتے رہنا اور بھوک کا بجید بڑھ جانا اور یبوست کی یہ علامتین ہین منہ کی خشکی اور پیاس اور پیشاب
کی رقت اور نبض کی سختی اور بدن کی لاغری اور کمزوری اور رطوبت کی یہ علامتین ہین منہ کا لعاب اور
زبان کی تری اور پسلیون پر کے گوشت کا پتلا ہونا اور پیاس کی کمی اور مرکب مزاجون کی علامتین
یہی ہین کہ مذکورہ علامتین مرکب کرلیجائین (مثلًا جگر کی حرارت اور یبوست کی یہ علامت ہے کہ
سخت پیاس ہو اور بھوک کم ہو اور نبض مین سختی ہو اور پیشاب مین رقت ہو وغیر ذلک) مین کہتا ہون
معدہ جگر کا شریک ہے اسلیے جگر کی حرارت اور برودت اور یبوست اور رطوبت معدہ مین بھی اپنا
اثر کرتی ہے اسی لیے پیاس کی شدت اور بھوک کی کمی جگر کی حرارت پر دلالت کرتی ہین اور پیاس
کی کمی اور بھوک کی زیادتی جگر کی برودت پر دلالت کرتی ہین (حالانکہ ان دونون باتون کا تعلق
معدہ سے ہے) اور باقی علامتون کا جگر کے مزاج پر دلالت کرنا اسکی لمیت ظاہر ہے اور شراسیف

پسلیون کے اُن کنارون کو کہتے ہین جو پیٹ سے ملے ہوے ہین نہ کہ اُنکی دوسری جانب کو
جو پیٹھ سے ملی ہوئی ہے) **مؤلف کہتا ہے ضعف جگر** ضعف جگر اکثر سوء مزاج سے ہوتا
ہے عام اس سے کہ سوء مزاج سادہ ہو یا مادی آور ضعف جگر کی پہچان یہ ہے کہ جگر کے افعال مین
ضرر پیدا ہو جائے بلا اسکے کہ ورم یا کسی پھوڑے کی کوئی علامت پائی جائے اور مکبود کا رنگ
(مکبود وہ شخص جسکے جگر کی بیماری پوشیدہ ہو اور حس پر ظاہر نہو مگر جگر ضعیف ہوتا چلا جائے کذا ذکرہ النفیس)
اکثر زردی اور سفیدی کی طرف مائل ہوتا ہے (کیونکہ تمام اعضاء کا اصلی رنگ سفید ہے مگر حالت صحت
مین خون کے زیادہ ہونے سے یہ رنگ کم ظاہر ہوا کرتا ہے اور جب خون کم ہو جاتا ہے تو زردی ظاہر
ہونے لگتی ہے کیونکہ جب سرخ رنگ دینے والا گھٹ جاتا ہے تو رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے
یہی وجہ ہے کہ جب سرخ رنگ کی شراب مین پانی ملا دیا جاتا ہے تو ساری شراب زرد ہو جاتی ہے
اور جب اس زردی مین اصلی رنگ یعنی سفیدی بھی مل جاتی ہے تو مرکب رنگ ظاہر ہونے
لگتا ہے آور چونکہ ایسا اکثر ہوتا ہو اسلیے کہا جاتا ہے کہ مکبود کا یہی رنگ ہوا کرتا ہے) آور کبھی ٹھنڈک
کی افراط کے وقت نیلا رنگ ہو جاتا ہے (کیونکہ خون جم جاتا ہے اور جلد کثیف پڑ جاتی ہے اور جلد
کے سوراخون کی شفاف ہوا نکلنے لگتی ہے) آور ضعف جگر کو یہ بات لازم ہے کہ جب اسمین غذا ار
نفوذ کرنے لگے تو ہلکا ہلکا درد محسوس ہو (اسکی صحیح یہ وجہ ہے کہ جگر پر اُسوقت غذا بار ہو جاتی ہے
کیونکہ اسمین ہضم اور غذا مین تصرف کرنے کی قوت نہین ہوتی) اب یا تو یہ ضعف قوت جاذبہ مین
ہوگا اور اسکی یہ پہچان ہے کہ پائخانہ کثرت سے آئے اور بلغم کے ساتھ آئے اور رنگ سفید ہو
اب اگر اسکے ساتھ پیشاب مین رنگ اور اُسکے قوام مین نضج ہو تب تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ صرف
جگر کی قوت جاذبہ ہی ضعیف ہے نہ کہ قوت ہاضمہ بھی اور اگر پیشاب مین رنگ اور اُسکے قوام مین
نضج نہو اور پھر پائخانہ سفید ہو تو یہ اسکی دلیل ہے کہ جگر کی قوت جاذبہ اور قوت ہاضمہ دونون ضعیف
ہین) اور اگر جگر کی قوت ہاضمہ مین ضعف ہوتا ہے تو خون مین مائیت بڑھ جاتی ہے اور جو خون
اعضاء کی طرف پہونچتا ہے وہ بے ہضم ہوے پہونچتا ہے (اور ہضم اور ہاتھ پاؤن مین تہبیج ہو جاتا
ہے) اور پیشاب کا رنگ سفید ہو جاتا ہے (یعنی شفاف مائی ہو جاتا ہے کیونکہ اگر پیشاب مین ہضم
ہو جاتا تو ضرور اُسکے ساتھ فضلے مندفع ہوتے اور پیشاب کو رنگ اور قوام عطا کرتے) اور قوت ہاضمہ

جگر پر پیشاب زیادہ دلالت کیا کرتا ہے (کیونکہ پیشاب جگر ہی سے جدا ہوتا ہے اور یہی پیشاب جگر
کے ہضم کا فضلہ ہوتا ہے اسی وجہ سے جگر کی قوت ہاضمہ پر دلالت کرنے والا اگر ہے تو پیشاب ہی ہے)
اور پائخانہ جگر کی قوت جاذبہ پر زیادہ دلالت کرتا ہے (کیونکہ جاذبہ کے قوی ہونے کیوقت پورا رقیق
کیلوس جگر کی طرف کھنچ جاتا ہے اور اسمین سے ثفل بالکل چھن جاتا ہے اور جاذبہ کے ضعف کیوقت
کیلوس اُسکی طرف مندفع نہین ہوتا بلکہ ثفل کے ساتھ مندفع ہو جاتا ہے) اور اگر ضعف قوت ماسکہ
مین ہوتا ہے تو جگر کے غذا سے بھرے ہونے کیوقت ثقل ہمیشہ نہین محسوس ہوتا (بلکہ جلدی ہی سے
جاتا رہتا ہے اور یہ بات اُسی وقت ہوتی ہے جبکہ جگر مین غذا کے نفوذ کرنے کے وقت ثقل جگر پر
عارض ہو اور اسکا ہونا لازم نہین ہے) اور قوت ماسکہ کی تعجیل کیوجہ سے ہضم مین نقصان رہجاتا ہے اور اگر
ضعف قوت دافعہ مین ہوتا ہے تو سودا اور صفرا اور مائیت کی تمیز خون سے کم ہوتی ہے (کیونکہ
دافعہ قوت کا تو یہی کام ہے کہ انمین سے ہر ایک کو اپنے اپنے خاص مقام پر دفع کردے اسوجہ سے
ان سب چیزون سے خون الگ ہو جاتا ہے اور جب قوت دافعہ ضعیف ہو جاتی ہے تو انمین سے
ہر ایک کو اُسکے مقام پر نہین پہونچا سکتی اسلیے یہ سب خون کے ساتھ ملے ہوئے رہجاتے ہین) اور
پائخانہ مین رنگ کم آتا ہے (اسلیے کہ صفرا جگر سے پتے کی طرف مندفع نہین ہوتا یہانتک کہ
پتے سے آنتون کی طرف مندفع ہو) اور پیشاب مین بھی رنگ کم آتا ہے (اسلیے کہ صفرا خون سے جدا
نہین ہوتا اور پیشاب کے ساتھ بقدر ضرورت مندفع نہین ہوتا) اور پائخانہ جانے کی ضرورت کم معلوم ہوتی
ہے (کیونکہ صفرا کا یہ کام ہے کہ پتے سے آنتون پر ریزش کرے اور پائخانہ کے مقام کے عضلات مین
لذع کرے اور اسوقت قوت دافعہ کا یہ کام ہے کہ پائخانہ جانے کے لیے متنبہ کرے اور جب صفرا
آنتون پر نہ گریگا تو پائخانہ جانے کی حاجت کیون محسوس ہوگی یہی وجہ ہے کہ اسکے ساتھ قولنج عارض
ہو جاتا ہے) اور بھوک بھی گھٹ جاتی ہے (کیونکہ جگر سے سودا رنہ تو تلی کی طرف دفع ہوتا ہے اور
نہ تلی سے فم معدہ پر گرتا ہے تاکہ بھوک پر متنبہ کرے) اور جو سوء مزاج کی قسمین جگر کو ضعیف کرتی ہین
اُنہیں مزاجون کی علامتون سے استدلال کیا جاتا ہے (شیخ نے لکھا ہے کہ رنگ ایک ایسی چیز ہے جس سے
بسا اوقات جگر کی حالت پر استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ اکثر کبود کا رنگ زرد سفیدی مائل ہوتا ہے اور
کبھی اُسکے رنگ مین سبزی اور غبار بہت کبھی ہوتی ہے جیسا کہ ہم دلائل زرقہ مین لکھ آئے ہین اور

جسکی رنگت تمکو بالکل تندرستون کی سی نظر آئے یقیناً سمجھ لو کہ اسکے جگر مین کوئی علت نہین ہے اور جو
حاذق طبیب ہوتے ہین وہ مکبود اور مطحول اور ممعود سب کو صرف رنگت ہی سے پہچان لیتے ہین انکو کسی اور دلالت
کی ضرورت ہی نہین ہوتی اور اس رنگ کا کوئی خاص نام ہماری نظر مین متعین نہین ہے انتہے)
مین کہتا ہون جس شخص کے جگر کے افعال مین ضعف معلوم ہو بلا اس بات کے کہ جگر مین کوئی
ورم یا دبیلہ ہو اُس شخص کو جالینوس رہ مکبود کہتے ہین اور ورم اور دبیلہ مین یہ فرق ہے کہ دبیلہ بہ نسبت
ورم کے خاص ہے کیونکہ دبیلہ اُس ورم کو کہتے ہین جسکے داخل مین ایک ایسا موقع ہو جہان مادہ کی
ریزش ہوتی ہو چنانچہ اسکا ذکر اورام کے مباحث مین آئیگا (غیاث مین ہے دَبیلہ بروزن فتیلہ ورم
کلان مد ود انتہے) اور اکثر مکبود کا رنگ زردی اور سفیدی لیے ہوتا ہے اور کبھی کچھ سبزی اور
بعد سیلا ہن بلکہ کچھ پستہ کا سا رنگ بھی ہوتا ہے مگر یہ اخیر رنگ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ برودت افراط سے
ہو اور جسکی رنگت بالکل تندرست اور صحیح لوگون کی سی ہو تو اُسکے جگر مین کوئی آفت نہین ہے (یا بہمہ
اگر اُسکو اسکا وہم ہو تو وہم کا کوئی علاج نہین) اور جس شخص کا جگر مئوف ہوتا ہے اُسکو اکثر خصوصاً
غذا کے نفوذ کرنے کے وقت کچھ ہلکا ہلکا درد معلوم ہوا کرتا ہے یہ درد جگر سے لیکر سب سے نیچے کی
پسلی تک ممتد ہوتا ہے اور ضعف جگر جگر کے امراض کے بعد ہوتا ہے اور وہ امراض یہ ہین کہ یا تو سوء مزاج
ہوتا ہے سادہ ہو یا مادی اور ایسا اکثر ہوتا ہے اور یا سوء مزاج نہین ہوتا ہے بلکہ کوئی اور خرابی ہوتی
ہے مثلاً تفرق اتصال ہے کیونکہ جگر اسکی برداشت کر لیتا ہے اور جلدی موت کا اُسکو اندیشہ نہین
ہوتا مگر یہ کہ کوئی بڑی رگ پھٹ جائے اور خون بہ نکلے (اُسوقت البتہ موت عاجل کا اندیشہ بلکہ یقین
ہوگا) شیخ نے لکھا ہے کہ جگر بہ نسبت اور اعضا کے پھٹ جانے کا زیادہ متحمل ہوتا ہے اور یہ اسلیے
کہ وہ گوشت کا لوتھڑا ہونے کی وجہ سے بے حس ہوتا ہے اور جو جھلی اُس سے متصل ہے اُسمین کچھ
حس بسبب عصبی جھلی کے اجزا ملنے سے ہوتا ہے صاحب مختار نے لکھا ہے کہ یہ جو بقراط نے کہا
ہے کہ جبکا جگر پھٹ جائے وہ مر جاتا ہے تو اس سے اُسکی یہ مراد ہے کہ جگر کے کل مواد پھٹ جائین
کیونکہ بعض اجزا کے پھٹ جانیکا وہ متحمل ہو جاتا ہے اور جگر کا ضعف کلی طور پر اُسوقت ہوتا ہے جبکہ
اُسکی سب قوتین ضعیف ہو جائین اور جو ضعف جگر بعض قوتون کے ضعیف ہو جانے سے ہوتا ہے
وہ ضعف کلی نہین ہوتا اور اکثر اوقات اُسکی قوت جاذبہ اور قوت ہاضمہ کا ضعف برودت اور رطوبت کیوجہ

ہوتا ہے اور اُسکی قوت ماسکہ کا ضعف رطوبت سے ہوتا ہے اور قوت دافعہ کا ضعف یبوست سے
ہوتا ہے اور قوت جاذبہ کے ضعیف ہوجانے کی یہ علامتین ہین پاُئخانہ کی کثرت پاُئخانہ کا تلیین
سے ہونا پاُئخانہ کا سفید ہونا اور بدن کا لاغر ہونا اب اگر ان سب باتون کے ساتھ پیشاب کا رنگ اور
قوام جیسا بنا چاہیے ویسا ہی ہو اور یہ دونون نضج کامل پر دلالت کرین تو سمجھ لینا چاہیے کہ آفت
صرف قوت جاذبہ ہی مین ہے خصوصًا اُسوقت جبکہ معدہ بھی ماؤف نہو اور اگر ایسا نہو (بلکہ پیشاب کا
رنگ اور قوام بھی بگڑ جائے) تو یہ اسکی دلیل ہے کہ آفت قوت جاذبہ اور قوت ہاضمہ دونون مین ہے
اور قوت جاذبہ پر زیادہ دلالت کرنے والا پاُئخانہ ہوتا ہے اور پیشاب کی زیادہ تر دلالت قوت ہاضمہ
پر ہوتی ہے اور قوت ہاضمہ کے ضعیف ہونے کی یہ علامت ہے کہ فصد مین جو خون نکلے وہ رقیق ہو
اور پیشاب کی رنگت سفید ہو اور اعضا مین بے ہضم ہوئے غذا پہونچے جس سے بدن ڈھیلا ہو جائے
اور چہرے پر تہبج ہو جائے اور رنگت بگڑ جائے اور قوت ماسکہ کے ضعیف ہو جانے کی یہ علامت ہے
کہ غذا کھانے پر جو عادۃً ثقل محسوس ہوا کرتا ہے وہ بہت جلد زائل ہو جائے (اور اُسکو اُتنا قرار نہو
جسقدر کہ عادۃً ہونا چاہیے) اور ہضم اُسی قدر ناقص ہو جائے جتنا کہ قوت ماسکہ نے غذا کے
چھوڑنے مین عجلت کی ہے اور قوت دافعہ کے ضعیف ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ تینون فضلے
یعنی سودا اور صفرا اور مائیت اُس خون مین جدا جدا نہون جو فصد مین نکلا ہے (بلکہ سب آپسمین
ملے ہوئے ہون) اور پاُئخانہ اور پیشاب مین رنگت کم آئے اور پاُئخانہ جانے کی ضرورت کم محسوس ہو
اور فضلے کم مندفع ہون اور بقیہ اخلاط خون سے ممتاز نہون اور سوداء طحال کی طرف متوجہ نہو اور
اس اخیر امر کو بھوک کا کم لگنا لازم ہے اور اکثر اسکے بعد استسقاء ہو جاتا ہے اور جس سوءِ مزاج نے جگر کو
ضعیف کیا ہے اُسکی وہی علامتین ہین جو ہم اس مبحث سے قبل سادہ اور مادی مزاجون کی علامتین
لکھ آئے ہین **مؤلف کہتا ہے علاج** اُن ادویہ سے مزاج کی تعدیل کیجائے جنمین
عطریت اور قبض اور تفتیح اور انضاج اور تلیین ہو تا کہ اپنی عطریت سے قوتون کو قوی کرین اور اپنے
قبض سے جگر کے جرم کو قوت دین اور اپنی تفتیح سے سدون کو دور کرین اور ہم اس قسم کی ٹھنڈی اور
گرم دواؤن کو لکھے دیتے ہین زعفران (اسمین عطریت بھی ہے اور قبض بھی اور تفتیح بھی اور انضاج
بھی) اور مویز منقے بیجون ہمیت اور دار چینی اور اذخر یعنی جرکس کے پھول اور ریحانی شراب اور ریوند چینی

اور انار دانہ اور زرشک اور عرق کاسنی اور خود کاسنی شکر یا شہد کے ساتھ اور مرکب ادویہ یہ ہین شربت دینار
اور شربت اصول اور قرص زرشک اور قرص گلاب اور مویز منقے اور انار کے دانون کا پینا نہایت
درجہ مفید ہے (کماھو) مین کہتا ہون خوشبودار دوائین قواے جگر کو قوت دیتی ہین اور جوہر
روح کے موافق اور مناسب ہوتی ہین اور عفونت پیدا ہونے کو مانع ہوتی ہین جیسے زعفران
اور دارچینی اور بالچھڑ اور شگوفۂ اذخر اور سلیخہ اور قابض دوائین جگر کے جرم کو قوت دیتی ہین اور جلد اثر
قبول کر لینے سے مانع آتی ہین جیسے زرشک اور دانہ انار اور انگور خام اور سماق وغیرہ اور مفتح دوائین
جگر کے سدون کو دور کرتی ہین جیسے تخم کاسنی اور ریوند چینی وغیرہ اور منقی مین تفتیح اور انضاج اور
تقویت سب باتین ہوتی ہین اور یہ اپنی حلاوت کی وجہ سے جگر کی دوست ہے اور شربت دینار کا
یہ نسخہ ہے زرشک اور زیرہ گلاب آٹھ آٹھ درہم تخم کاسنی پانچ درہم سونف اور سونف کی جڑ کا پوست
کبر کی جڑ کا پوست کاسنی کی جڑ کرفس کی جڑ کشوث تین تین درہم ملٹھی دو درہم ریوند چینی ایک درہم ان
سب کو شکر مین پکائین (اور قوام کے بعد اُتار لین یہی شربت دینار ہے) اور اگر ان سب ادویہ کو سرکہ مین
بھگو دین اور اسی سرکہ کی سکنجبین پکائین تو یہ سکنجبین دیناری ہے اور شربت اصول اور قرص زرشک اور
قرص گلاب کا ذکر مع اُنکے نسخون کے پیشتر گذر چکا مؤلف کہتا ہے جگر کے سدے
سدے اکثر غذا کے بعد حرکت کرنے سے پیدا ہوتے ہین (کیونکہ اسوقت حرکت غذا کو ہلا دیتی ہے
اور اُسے قعر معدہ مین ٹھہرنے نہین دیتی اسوجہ سے ہضم جید نہین ہوتا اور اسی ہیئت سے غذا کو
نیچے اُتار دیتی ہے اور وہ بے ہضم ہوے جگر مین چلی جاتی ہے اور اس سے جگر کی رگون مین
اُنکی پیدایشی تنگی کی وجہ سے سدے پیدا ہو جاتے ہین) خصوصاً غلیظ غذاؤن کے بعد (کیونکہ
محض غلاظت سدے پیدا کر دیتی ہے چہ جائیکہ اُسکے ساتھ نہ ہضم ہونا بھی ملجائے) جیسے بھطا ہے
(یہ ایک کھانا ہے کہ ہریسہ کی طرح گوشت اور چانول اور دودھ سے تیار کیا جاتا ہے اور جب اسکی
امداد دودھ سے پوری ہو جاتی ہے تو اسمین کچھ پسی ہوئی شکر طبرزد ملا دی جاتی ہے) اور جیسے قطائف
ہے (یہ ایک طرح کی پوری ہے جو بے پورے اُٹھے ہوے خمیر سے تیار کی جاتی ہے اور اسمین
اخروٹ اور بادام اور پستہ اور شکر یا شہد بھرتے ہین اور تلی کے تیل اور جلاب مین تلتے ہین) اور
جیسے ہریسہ ہے (یہ مشہور غذا ہے) اور خصوصاً اُن غلیظ غذاؤن کے بعد جو میٹھی ہون اور جگر کیطرف

بہت زیادہ کھینچنے والی ہون (چونکہ ان غذاؤن سے جگر کو ایک خاص قسم کی الفت ہوتی ہے
اسلیے جگر ان کو ہضم کے پورا ہونے سے پہلے اپنی طرف جذب کرلیتا ہے اور سدہ پڑنے کا
بھی سبب ہوتا ہے) جیسے خبیصہ ہے (یہ ایک قسم کا حلوا ہے اسکے تیار کرنے کی یہ ترکیب ہے
کہ رطل بھر تلی کا تیل لیکر خوب داغ دیا جائے یہان تک کہ خوب کھول جائے اُسوقت آٹین بقدر
مائدہ چھوڑ کر اسقدر بھونا جائے کہ اُسکی خوشبو پھوٹ نکلے پھر اسپر تین حصہ شکر چھوڑ کر ملائم آنچ پر پکایا جائے
اور کفگیر سے چلاتے رہین یہانتک کہ چکنائی چھوڑ دے پھر اُتار لیا جائے) اور میٹھی شراب گو کہ
پھیپھڑے کے سدون کو کھولتی ہے لیکن چونکہ شراب ہے اسلیے جلد نفوذ کرکے جگر مین سدے
ڈالدیتی ہے (شراب کی شان سے جلد نفوذ کر جانا ہے کیونکہ شراب کا قوام لطیف اور رقیق اور بہتا ہوا
اور گرم ہوتا ہے) پس ہضم ہونے سے پہلے جگر اسکو اپنی طرف جذب کرلیتا ہے اور یہ صرف اسلیے
کہ وہ میٹھی ہے اور جگر کے مجاری نہایت تنگ ہین اسوجہ سے کچی ہی جگر کے مجاری کی طرف
کھنچ جاتی ہے اور اس سے مجاری مین سدے پیدا ہو جاتے ہین اور پھیپھڑے کے مجاری
کشادہ ہوتے ہین اور شراب اُن تک چھنکر اور صاف ہوکر اور ہضم ہوکر پہونچتی ہے کیونکہ اسکی طرف
یا تو جگر کے راستہ سے شراب جاتی ہے تو جگر کے تنگ مجرون مین سے صاف ہوکر پھیپھڑے
تک پہونچتی ہے (اور ظاہر ہے کہ چوڑے اور وسیع مجرون مین شراب سے سدون کا پڑنا ممکن
نہین ہے) اور معدہ اور جگر اور رگون مین ہضم ہوکر دیں جسوقت یہان ہضم ہوکر پھیپھڑے مین
پہونچیگی تو نہایت رقیق ہوگی کہ پھیپھڑے مین اُس سے سدون کا پڑنا ممکن ہی نہین ہے بلکہ اگر
پھیپھڑے مین سدے ہونگے تو اُنکو کھولدیگی اپنے نضج اور جلاء اور غسل اور تنفیذ اور تلطیف سے)
یا حاجز کے مسامات مین ہوکر پہونچتی ہے یعنی اُس جھلی کے مسامات مین ہوکر جو نرخرے اور پھیپھڑے
کے درمیان ہوتی ہے (اسطرح کہ اُن مسامات سے پھیپھڑے مین ٹپکتی ہے) اور یہ جھلی نہایت
تنگ اور دبیز ہوتی ہے (کہ اس سے پھیپھڑے مین وہی چیز ٹپک سکتی ہے جو نہایت درجہ لطیف
اور رقیق ہو اور ایسی چیز بھلا کیا سدے ڈالیگی بلکہ سدون کو اور کھولیگی) اور کبھی خراب کھانے کی
چیزون سے جگر مین سدے پڑتے ہین جیسے مٹی۔ چونہ۔ کوئلا وغیرہ (کیونکہ یہ چیزین کیلوس مین
ملجاتی ہین اور جگر مین کیلوس کے ساتھ ساتھ نفوذ کر جاتی ہین اور جگر کی تنگ رگون مین انکے

غلیظ ارضی ثقل نہ نشین ہو جاتے ہین اور چپک بیٹھتے ہین اور سدے ڈالدیتے ہین) آور کبھی اُن میوون سے سدے پڑتے ہین جو نہایت قابض ہون جیسے زعرور ہے (کیونکہ یہ میوے رگون کے اجزا کو جمع کرتے ہین اور بعض اجزا کو بعض اجزا سے ملا دیتے ہین اور اسی اجتماع سے سدے پڑ جاتے ہین) آور کبھی سدے اخلاط کی وجہ سے پڑ جاتے ہین مثلاً یہ کہ وہ زیادہ ہو جائین یا غلیظ ہون یا لسدار ہون (کثرت کے وقت تو یہ ہوتا ہے کہ یہ رگون مین جمع ہو جاتے ہین اور ایک دوسرے پر جم بیٹھتے ہین اسلیے جگر کی رگون مین باسانی نفوذ نہین کر سکتے پس بند ہو کر سدے ڈالدیتے ہین اور غلظت کی حالت مین یہ ہوتا ہے کہ انکی گنجایش رگون مین نہین ہوتی کہ انمین نفوذ ہو سکین اس سے بند ہو جاتے ہین اور لس آور چپچپاہٹ کی حالت مین یہ ہوتا ہے کہ رگون کے اطراف مین چپک جاتے ہین اور جدا نہین ہو سکتے) اور سدے اکثر جگر کے مقعر مین ہوتے ہین کیونکہ جو مادہ سدہ ڈالنے والا محدب کی طرف جاتا ہے وہ اُن تنگ مجرون مین صاف ہو چکتا ہے جو مقعر مین ہوتے ہین پس وہ ثقل کو وہان چھوڑ جاتا ہے آور اسلیے کہ محدب کی رگین زیادہ کشادہ ہوتی ہین آور کبھی جگر کے سدون کو یہ بات لازم ہوتی ہے کہ پائخانہ کثرت سے آئے اور یہ کہ تلیین سے آئے اور یہ کہ وہ کیلوس ہو (شیخ بوعلی سینا لکھتے ہین کہ پائخانہ کے زیادہ آنیکا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ جس مادہ کی یہ شان ہے کہ ثقل ہو کر پائخانہ مین مندفع ہو جائے اور اُس کیلوس مین ملا ہوا ہو جو کلیجے مین نفوذ کرتا ہے تو اسمین سے بہت سا حصہ تو خون بنجاتا ہے اور بہت سا حصہ مائیت ہو کر دفع ہو جاتا ہے اور کچھ اسمین سے صفرا اور کچھ سودا ہو کر جدا ہو جاتا ہے اور یہ سب جبھی ہوتا ہے جب یہ اُس چیز مین ملجائے جسکی شان سے پائخانہ ہو کر نکلتا ہو اسوجہ سے ضرور ہے کہ پائخانہ کثرت سے آئے آور تلیین سے آنیکا یہ سبب ہے کہ مائیت اور صافی جب جگر کی طرف جانے کی راہ نہین پاتے تو معدے اور آنتون مین رہجاتے ہین اور اُنپر گران ہو جاتے ہین پس پائخانہ کے ساتھ نکلجاتے ہین اور کیلوسی ہونے کا یہ سبب ہے کہ کیلوس ہونے سے تغیر اُسی وقت ہوتا ہے جب جگر مین کوئی تیلی چیز نفوذ کر جاتی ہے) آور سدون کو یہ بات بھی لازم ہے کہ داہنی طرف ثقل محسوس ہو اور لاغری ہو (بدن کو غذا کم پہونچنے سے) آور سدون مین اور ورم مین تمیز ہونے کی یہ صورت ہے کہ سدون مین بہ نسبت ورم کے ثقل اور گرانی زیادہ ہوتی ہے (کیونکہ ورم کا ثقل تو صرف اُسی مادہ کی وجہ سے ہوتا ہے جسنے ورم پیدا کیا ہے آور سدون کا ثقل تمام مجاری کے بند ہو جانیکی وجہ سے ہوتا ہے)

اور سدون کا ثقل جگر کے کسی خاص مقام سے مختص نہین ہوتا (بخلاف ورم کے کہ اہمین کا ثقل فقط ورم
ہی کی جگہ ہوتا ہے) اور اسکے ساتھ بخار نہین ہوتا (کیونکہ سدون کا جو مادہ مجاری مین بند ہوتا ہے وہ
عفونت سے خالی ہوتا ہے ہان اگر عرصہ تک اسکا قیام ہوتا ہے تو البتہ متعفن ہو جاتا ہے) اور نہ اکثر
اوقات اسکے ساتھ درد ہوتا ہے (یہ اُسوقت جبکہ مادہ مقعر مین ہو کیونکہ اہمین اتنا مادہ محتبس نہین ہوتا کہ اسکا
ثقل اسدرجہ کو پہونچ جائے کہ کھنچاؤ کرنے والا درد پیدا ہو جائے اور ورم کے ساتھ شدت کا درد
ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی کانٹا جگر مین چبھ رہا ہے) اور سدون کی حالت مین اوپر کو
اُبھرنا محسوس نہین ہوتا (کیونکہ سدون مین مادہ کا اجتماع رگون کے اندر کو ہوتا ہے اور ورم مین گوشت کے
سوراخون مین ایک ہی مقام پر ہوا کرتا ہے) اور سدون کی حالت مین ظاہر جلد کچھ زیادہ متغیر نہین
ہوتی (بلکہ ظاہر جلد کی رنگت نقیہ لوگون کی طرح زرد ہوتی ہے اسوجہ سے کہ خون کم ہوتا ہے بخلاف
ورم کے کہ اہمین ظاہر جلد کی حالت بہت زیادہ متغیر ہو جاتی ہے) اور جب سُدّے جگر کے مقعر مین ہوتے
ہین تو زیادہ تر ثقل ماساریقا مین معلوم ہوا کرتا ہے (کیونکہ صافی کیلوس یہین محتبس ہوتی ہے) اور جب
جگر کے محدب مین ہوتے ہین تو زیادہ تر ثقل خود جگر ہی مین محسوس ہوتا ہے (کیونکہ اسوقت مین
صافی ماساریقا سے نکلکر جگر کے مقعر کے اندر چلی جاتی ہے پس گرانی اور بوجھ یہین معلوم ہوتا ہے)
مین کہتا ہون سمرقندی نے لکھا ہے کہ بہطہ ایک قسم کا حلوا ہے جو چانول کے آٹے سے
بنتا ہے اور منہاج مین ہے کہ چانول کے آٹے کو جب دودھ اور پسی ہوئی شکر مین پکاتے ہین تو
اُسکا نام مہلبہ ہے اور خبیصہ تو ایک مشہور حلوا ہے جو گیہون کے آٹے اور روغن بادام اور تلی کے تیل سے
بنتا ہے اسطرح پر کہ تلی کے تیل مین آٹے کو خوب بھونتے ہین اور جب آٹا بھن جاتا ہے تو اُسپر شکر یا شہد
(یا شیرۂ خرما) ڈال کر اُتار لیتے ہین اور میٹھی شراب جگر مین سدے پیدا کرتی ہے گو سینہ کے تمام سدون کو
پاک اور صاف کر دیتی ہے اور اسکا یہ سبب ہے کہ میٹھی شراب چونکہ میٹھی ہے اور جگر کو میٹھی چیز سے ایک
خاص قسم کی رغبت ہے اسوجہ سے وہ بالکل جگر ہی کی طرف ایک بارگی منجذب ہو جاتی ہے اور چونکہ
شراب ہے (اور شراب کی شان نفوذ کر جانا ہے) اسیلیے وہ معًا جگر مین نفوذ بھی کر جاتی ہے اور اشیاے
غلیظہ کیطرح جگر مین اتنی دیر ٹھہرتی بھی نہین کہ ثفل اُس سے جدا ہو جائے بلکہ ویسی ہی گاڑھی جگر
مین پہونچ جاتی ہے اور جانے کے لیے اسکو راستہ بھی تیار ملتا ہے کیونکہ معدہ اور جگر کے درمیان

ہو راستے ہین وہ وسیع اور کشادہ ہین یعنی بہ نسبت اُن رگون کے جو جگر مین پھیلی ہوئی ہین اور جیوقت
جگہ مین آتی ہین تو اتنی دیر نہین قیام کرتی کہ اُس سے ثقل کی تمیز ہو جائے اور اچھی طرح سے ہضم ہوجائے
بلکہ اُسکا لطیف حصہ تو رگون مین چلا جاتا ہے جو نہایت تنگ ہین اور راستہ کی تنگی کی وجہ سے ہوکے
دہانہ پر چھوڑ جاتی ہے اور پھیپھڑے مین اسکے خلاف ہوتا ہے کیونکہ پھیپھڑے پر پہنچی شراب یا تو اجوف
کے راہ سے آتی ہے اگر اس راہ سے آتی ہے تو ہضم ہوکر اور صاف ہوکر پھیپھڑے مین پہونچتی ہے اور ثقل کو
دہین چھوڑ آتی ہے اور اسکا پہونچنا تنگ سے کشادہ راہ مین ہوتا ہے (پھر کیونکر سدہ پڑ سکتا ہے) اور یا
نرخرے کے راستہ ہوکر آتی ہے اور پھیپھڑے پر ٹپکتی ہے اور یہ منافذ نہایت باریک ہین اسلیے یہان بھی
چھنکر صاف ہوجاتی ہے شیخ نے اسی طرح لکھا ہے اور سدے پیدا کرنے والے مادہ مین اصل یہ ہے
کہ ثقیل اور غلیظ ہو یہ اسلیے کہ جو مادہ غلیظ نہین ہوتا وہ سدے نہین ڈالتا گو سرد ہی کیون نہو اور جو مادہ
غلیظ ہوتا ہے وہ سدے پیدا کردیتا ہے گو حار ہی کیون نہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چیز جگر کے
اعتبار سے تو غلیظ ہوتی ہے اور اور اعضا کے اعتبار سے غلیظ نہین ہوتی جیسے چنے ہوے گیہون
اور جو سدہ جگر مین ہوتا ہے کبھی تو گوشت جگر کے شکنون مین ہوتا ہے کیونکہ جو خون جگر کی غذا بنتا ہے
وہ غلیظ ہوتا ہے اور جگر کی قوت جاذبہ بہت قوی ہے اور کبھی سدہ جگر کی رگون مین پیدا ہوجاتا ہے
یا تو اسوجہ سے کہ یہ رگین پیدایشی تنگ ہون یا اُن اخلاط کی وجہ سے جو انمین چلتے پھرتے ہین
پس یہ سدہ جسکا ذکر ہوا اُن چیزون کے کھانے سے پیدا ہوا کرتا ہے جنکو مؤلف نے بیان کیا ہے
اور جو سدہ اسی قبیل سے ہوتا ہے وہ اکثر اوپر والی آنت کے منہ سے جگر کو جانے والے شعبون اور
شاخون مین پڑتا ہے کیونکہ سدہ ڈالنے والا مادہ پہلے انھین شعبون مین پہونچتا ہے اور وہان سے
صاف ہوکر اُن رگون مین جاتا ہے جو طالع جگر کی رگون سے پھوٹ کر ادھر اُدھر پھیلی ہوئی ہین اور ثقل
کو باب الکبد کی شاخون مین چھوڑ جاتا ہے اسکے علاوہ محدب کی وہ رگین جو طالع کی جہت مین ہین وہ
کشادہ ہین اسی لیے اکثر سدہ جگر کے مقعر ہی مین ہوتا ہے اور ان سدون کے واسطے مواد جمع ہوکر
کبھی یہ نوبت پہونچتی ہے کہ جگر کے محدب مین بھی سدہ پیدا ہوجاتا ہے جو سدہ جگر کے مقعر مین ہوتا ہے
وہ پاخانہ کے راستے سے دفع ہوجاتا ہے اور جو سدہ محدب کی طرف ہوتا ہے وہ پیشاب کے
راستہ سے دفع ہوتا ہے جو سدہ مقعر مین ہوتا ہے اُسکا بوجھ اور ثقل اکثر ماساریقا مین محسوس ہوتا ہے اور محدب کے

سدہ مین خود جگرہی مین گرانی ہوا کرتی ہے اور سدہ اور ورم مین یہ فرق ہے کہ سدہ مین تو ثقل زیادہ ہوتا
ہے اور ورم مین وزن زیادہ ہوتا ہے مؤلف کہتا ہے - **علاج** اگر سدہ مقعر مین ہو تو وہ دوائین
استعمال کیجائین جو مفتح اور مسہل ہون (کیونکہ مقعر مین اور آنتون مین بہت قریب کی مشارکت ہوتی
ہے) جیسے راوند ہے ہری کاسنی کے پانی یا سونف کے پانی یا کرفس کے پانی مین یا اُنکی جڑون کے
پانی مین سکنجبین سادہ یا سکنجبین بزوری کے ہمراہ جیسا مزاج ہو (گرم یا سرد) اور اکثر اوقات اُسمین مغز املتاس
اور روغن بادام ملا دیا جاتا ہے (یعنی روغن بادام شیرین تاکہ ملائمت کے ساتھ اسہال مین زیادتی
کردے اور قوی مسہل کا استعمال نہ کیا جائے کیونکہ مادہ دوا جانے کے مقام سے قریب ہے اور اسلیے
کہ قوی مسہل کا جذب فقط اُسی مادہ پر منحصر نہین ہے جو جگر مین ہے بلکہ دور دور کے اعضاء سے جذب
کرتا ہے اور اسکی یہان کوئی ایسی ضرورت نہین بلکہ عجب نہین جو مضر پڑے کیونکہ جو مادہ مسہل سے جذب
ہوتا ہے کبھی اُسکو سدہ کی وجہ سے نکلنے کا راستہ نہین ملتا اور وہ رُک رہتا ہے اور رک کر وہ سدون کو
بڑھا دیتا ہے اور بند ہو جانے کی وجہ سے اسکو عفونت عارض ہو جاتی ہے اور اس سے وہ امراض
پیدا ہو جاتے ہین جنکا منشاء عفونت ہوتی ہے) اور پینے کی عمدہ ادویہ مین سے (جنمین تفتیح اور اسہال
دونون قوتین ہوتی ہین) شربت دینار اور سکنجبین ہے جسکی ترکیب راوند سے کی جائے اور اگر سدہ محدب
مین ہو تو وہ ادویہ دیے جائین جو مفتح اور مُدر ہون جیسے شربت اصول ہے یا سادہ یا بزوری سکنجبین
سونف کے عرق کے ہمراہ اور تھوڑی سی لک بُسر یعنی ایسی لاکھ کے ساتھ جسکا نام کچے چھوارے کی
لاکھ رکھا گیا ہے (یہ ایک اوس ہے جو سوکھی گھانس پر کہ اسکے لیے مہیا کیجاتی ہے پڑا کرتی ہے اور
یہ گھانس چھوارے کی گٹھلی کے برابر ٹکڑے کیجاتی ہے اور پانی مین ڈالدی جاتی ہے تو پانی کے
اوپر رہتی ہے پھر یہ لاکھ گھانس کے نصف ظاہر پر گرتی ہے پس یہ نصف ظاہر اُس لاکھ کے پڑنے سے
بوجھل ہو جاتا ہے اور گھانس پلٹ کر پانی کے تہ نشین ہو جاتی ہے اور گھانس کا دوسرا حصہ پانی پر
اُبھر آتا ہے پھر اسپر لاکھ پڑتی ہے اور اسپر پوشش ہو جاتی ہے بس گھانس کا ٹکڑا اپنی لاکھ والی پوشش
سمیت اپنی تمام جہتون مین شکل اور مقدار مین مثل کچے چھوارے کے ہو جاتا ہے اور سب کا نام
کچے چھوارے کی لاکھ رکھا جاتا ہے - یہ جگر کے سدون کو کھولتی ہے اور جگر کی تقویت کرتی ہے) اور اگر
حرارت قوی ہو اور پیاس افراط کی ہو تو ککڑی اور کھیرے اور کاسنی کے بیجون کا شیرہ دیا جائے (کیونکہ

کاسنی باوجود تفتیح کے تبرید کرتی ہے اور پیاس کو تسکین دیتی ہے سکنجبین کے ہمراہ (یعنی سکنجبین سادہ کے
ساتھ) اور قرص زرشک بھی اسکے لیے نہایت عمدہ دوا ہے (اگر بخار اور حرارت اور پیاس ہو کیونکہ یہ
قرص تبرید اور تفتیح اور تقویت کرتے ہین) غذا شوربے کا اوگرا (جو بلا گوشت کے شکر اور سرکہ اور شیرۂ
مغز بادام سے بنایا جاتا ہے) یا توے پر بھنی ہوئی کاسنی روغن بادام کے ساتھ تھوڑے سرکہ سے
ترش کی ہوئی یا انار دانہ کا اوگرا یا موخیہ سرکے کے ساتھ اور اکثر اوقات بحالت ضعف مرغی کے چوزے
بھی دیے جاتے ہین اور جہانتک ہو سکے گوشت اور روٹی کا چھوڑ دینا ہی اولی اور انسب ہے (خصوصًا
خمیری روٹی جو لسدار میدے سے پکی ہوئی ہو اور غلظت پیدا کرنے والے گوشت کہ یہ دونون چیزین
سدے ڈالتی ہین) اور جسکے سدے ہون اُسکے لیے پائے بہت بُرے ہین (کیونکہ انمین غلظت اور
لس ہوتا ہے جس سے یہ سدے پیدا کر دیتے ہین) اور اگر سدون کے ساتھ دست بکثرت آتے ہون
جو ضعف پیدا کرین تو شربت بھی اپنے قبض اور تفتیح کی وجہ سے نہایت عمدہ چیز ہے (اسکے علاوہ
اسمین ایک گرم اور خوشبودار جز ہوتا ہے جس سے یہ کلیجے کے سدون کو کھولتی ہے) اسیطرح کاسنی
کا پانی جسمین انار کے دانے اور زرشک اور گلاب کا زیرہ بھگویا جائے اور جہانتک ممکن ہو ایسی
چیز کا استعمال ہرگز نہ کرو جس سے طبیعت محتبس ہو جائے اور قابض دوا ہو کہ یہ دوا سدون کو اور
بڑھاویگی اور دست بھی زیادہ ہو جائینگے (کیونکہ جب طبیعت محتبس ہو جائیگی تو کیلوس جگر مین بالکل نفوذ
نہ کریگا اور بالکلیہ دستون کی راہ دفع ہو جائیگا) **مین کہتا ہون** یہ سب کلام واضح ہے اور اسمین
جسقدر مفردات اور مرکبات مذکور ہین اُنکا ذکر پیشتر گذر چکا ہے (بیچارے طلبہ کے خیال سے ہمنے
حتی الامکان آسان آسان الفاظ مین متن کو سمجھا دیا ہے مگر شارح کے نزدیک اسمین کوئی اشکال
نہ تھا وہ چاہتے ہین کہ طالب علم اپنی طبیعت اور یاد پر زور دے) **مؤلف کہتا ہے**۔ ماساریقا
کے سدے جو جگر کے سدون کا علاج ہم بیان کر آئے ہین وہی ماساریقا کے سدون کا بھی
علاج ہے (تمام) **مین کہتا ہون** ماساریقا مین سدون کے ہونے کی یہ پہچان ہے کہ اعور
(ایک آنت ہے) پیٹ اور معدہ کی طرف کھنچتی ہوئی معلوم ہو اور کچھ گرانی بھی محسوس ہو جو انھین دونون
کی طرف جھکتی ہوئی ہو اور یہ بھی پہچان ہے کہ پاخانہ مین کیلوسیت موجود ہو اور جگر مین سدے ہونے کی
کوئی علامت نہ پائی جائے اور یہ بھی بالیقین معلوم ہو کہ جگر مین ورم بھی نہین ہے اور معدہ کے ضعف ہضم

کی بھی کوئی علامت نہو اور ان سددون کا وہی علاج ہے جو مقعر جگر کے سددون کا علاج ہے
اور وہ یہ کہ اول مفتح اور مقطع ادویہ دیے جائین ازان بعد بذریعہ مسہل کے تنقیہ کیا جائے جیسا کہ
جگر کے علاج مین گذرا **مؤلف کہتا ہے** ۔جگر مین **نفخہ اور ریح کا ہونا** (ان دونون
مین باعتبار جوہر مادہ کے تو کوئی فرق نہین البتہ باعتبار عارض کے فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ریح
جہان کہین ہوتی ہے متحرک اور پھٹکتی ہوئی ہوتی ہے اور نفخہ مین حرکت نہین ہوتی بلکہ تمدد ہوتا ہے)
اسپر گرانی کا نہونا اور تمددی درد کا ہونا دلالت کیا کرتا ہے اور یہ یا تو ضعف ہضم کی وجہ سے پیدا ہوتا
ہے یا کھائی ہوئی غذا کے غلیظ اور ثقیل ہونے سے (جب ہضم ضعیف ہوتا ہے تو غذا مقدار سے
بڑھکر باقی رہجاتی ہے اور قوت ہاضمہ کے فعل کی کوتاہی سے اس غذا سے غلیظ اجزاے اُٹھتے
ہین جنمین حرارت کم ہوتی ہے کہ ناری اجزا کے جدا ہوجانے کے وقت غلیظ ریاح بنجاتے ہین
اور جب غذا غلیظ ہوتی ہے تو وہ ہضم نہین ہوتی بلکہ اس سے تحلیل ہو ہو کر ریاح پیدا ہوجاتے ہین)
مین کہتا ہون کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جگر کے اجزا مین اور اسکی جھلی کے حصون کے نیچے کچھ
بخارات جمع ہو جاتے ہین کہ جو مستحیل ہو کر ریاح اور باعث نفخ ہو جاتے ہین اور اپنے نکلنے کیلیے
یا تو اپنی کثرت کی وجہ سے کوئی راستہ نہین پاتے یا اسوجہ سے کہ جگر مین سدے ہوتے ہین وہ اُنکو
باہر نہین نکلنے دیتے پس جگر مین نفخہ ہونے کے یہی معنی ہین کہ اس صورت مین ورم اور سدہ کی طرح
زیادہ گرانی نہین ہوتی اور نہ ورم کی طرح بخار ہوتا ہے بلکہ کھنچاؤ کے ساتھ درد محسوس ہوتا ہے جو کچھ
یونہین سا منتقل بھی ہوتا ہے اور آدمی کی شکل وصورت اور رنگ ڈھنگ مین اسوقت کوئی زیادہ تغیر
نہین ہوتا اور یہ اجزے یا تو قوت ہاضمہ کے ضعف سے پیدا ہوتے ہین یا اسلیے کہ غذائی یا خلطی
مادہ کی شان ہی یہ ہے کہ ریاح پیدا کرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنے سے اُنمین حرکت پیدا ہوتی ہے
اور انھین ریاح کی وجہ سے پیٹ مین قراقر ہوتا ہے **مؤلف کہتا ہے** ۔**علاج** نہایت
گرم دواؤن کا استعمال کرایا جائے جو مفتح ہون پینے کی ہون یا لگانے کی یا پھانکنے کی ضماد
بابونہ اور گلاب کا زیرہ اور باجرا ان سب کو لونگ کے پانی اور تھوڑے سے مشک اور اگر کے ساتھ
خمیر کر لیا جائے (کیونکہ عود خام محلل ریاح اور مقوی کبد ہے اور اپنی عطریت سے جگر کی قوت کی حفاظت
کرتا ہے) اور حمام کرنا اور نہار منہ خالص شراب نیم گرم پینا بھی اسکے لیے مفید ہے (حمام کے مفید ہونیکا تو

یہ سبب ہے کہ ریاح اور رطوبتون کو لطیف کرتا ہے اور اُنکو گرم کر کے تحلیل کرتا ہے اور مسامات کو کھولتا ہے اور خالص شراب اسلیے مفید ہے کہ یہ اپنی قوی حرارت سے تلطیف اور تحلیل اور تفتیح کرتی ہے اور نیمگرم کے مفید ہونیکا یہ سبب ہے کہ شراب اس فعل مین اپنی فعلی حرارت کی مدد کرتی ہے اور نہار منھ پینا اسلیے مفید ہے کہ جگر مین اپنے خالص ہونے کی وجہ سے نفوذ کر جائے اور غذا مین ملجانیسے اسکی قوت ٹوٹ نہ جائے) **مین کہتا ہون** گرم ادویہ سے مؤلف نے وہ ادویہ مراد لیے ہین جنکو اُن آفات باردہ مین ذکر کر چکا ہے جو جگر کو عارض ہوتے ہین جیسے زعفران اور منقی اور دارچینی اور فقاح اذخر اور آب سونف اور شربت اصول وغیرہ **مؤلف کہتا ہے۔ جگر کا درد** اسکا سبب یا تو سوء مزاج مختلف ہوتا ہے جو جھلی کے اطراف مین ہوتا ہے (سوء مزاج مستوی تو وہ ہے جو جوہر عضو مین جگہ پکڑلے اور عضو کے لیے بمنزلہ اصلی مزاج کے ہو جائے مگر چونکہ اسکا حس نہین رہتا اسلیے اس سے اذیت اور درد بھی نہین ہوتا بخلاف سوء مزاج مختلف کے کہ یہ محسوس بھی ہوتا ہے اور موجب اذیت اور درد بھی) یا اس درد کا سبب وہ سدے ہوتے ہین (جو جگر کی رگون مین ہوتے ہین اور اُنسے رگین بھر جاتی ہین اور بوجھل ہو جاتی ہین) یا اسکا سبب ریح ہوتی ہے جو کھنچاؤ اور تمدد پیدا کرے یا اس کا سبب ورم جگر ہوتا ہے **مین کہتا ہون** سوء مزاج مختلف کے معنی ہم پہلے بیان کر چکے ہین اور مؤلف نے جو یہ قید لگائی کہ وہ سوء مزاج اسکا سبب ہوتا ہے جو جھلی کے اطراف مین ہو اس قید لگانے کی یہ وجہ ہے کہ جو حصۂ جگر جھلی کے متصل نہین ہے اُسکو حس نہین ہے (جو درد کا حس کر سکے) اور مؤلف کے قول او ورم مین ورم سے ورم حار مراد ہے کیونکہ ورم بارد کا غالباً کوئی الم معتدبہ نہین ہوتا اور ان سب انواع کی علامتین اپنے مقام پر مذکور ہو چکی ہین اسی طرح اُن سب کے علاج بھی یہی وجہ ہے کہ مؤلف نے یہان پر نہ اُنکی علامتین لکھین اور نہ کوئی علاج لکھا **مؤلف کہتا ہے ورم جگر** اسمین اور عضلون کے ورم مین یہ فرق ہے کہ ورم جگر ہلالی ہوتا ہے (یا گولائی کیطرف مائل ہوتا ہے گویا کہ وہ دائرہ کی ایک قوس ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ جگر کی وہ جانب جو معدہ سے متصل ہے گہرائی دار ہوتی ہے تاکہ معدہ پر اچھی طرح سے گرے اور اسمین جب ورم ہوتا ہے تو وہ اُسوقت تک محسوس نہین ہوتا جبتک خوب اچھی طرح نہ بھر آئے اور دوسری جانب محدب ہوتی ہے جو جگر اور حجاب سے ملی ہوئی ہے تاکہ حجاب پر اُسکی حرکت کے مقامات تنگ نہو جائین بلکہ اُسکی شکل

قریب قریب ایسی ہوتی ہے گویا کہ اسکا اتصال ایک نقطہ کے ساتھ ہے اور یہ بھی مشلحت ہے کہ ا‌س
جانب کی ٹیڑھی پسلیوں اچھی طرح پٹے اور یہ ورم کبھی تو ہلالی ہوتا ہے اور یہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ صرف
جگر ہی کی جانب ہو لیکن جبکہ جگر کی جانب نہیں ہوتا تو گول الشکل محدب ہوتا ہے گویا کہ وہ ایک دائرہ کا
ٹکڑا ہے کہ جگر کے محدب سے ملا ہوا ہے آور عضلون کا ورم یا تو طولانی ہوتا ہے یا اُسمین کچھ چوڑائی یا
ترچھا پن ہوتا ہے اور اسکی دونون طرفون مین سے ایک طرف موٹی اور ایک طرف تپلی ہوتی ہے)
آور مقعر کے ورم اور محدب کے ورم مین یہ فرق ہے کہ محدب جگر کا ورم کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے (خصوصًا
دبلے آدمیون مین آور مقعر کا ورم نہ محسوس ہوتا ہے اور نہ اُسکو چھوکر دریافت کر سکتے ہین) آور مقعر کا ورم
معدہ کے مشارک ہوتا ہے اور معدہ سے مزاحمت بھی کرتا ہے (یعنی اسکی وجہ سے معدہ کو درد اور اذیت
پہونچتی ہے اور یہ اسلیے کہ مقعر کا لٹکاؤ معدہ پر ہوتا ہے) آور مقعر کا ورم فواق یعنی ہچکی کا موجب ہوتا ہے
دکھا گیا ہے کہ مقعر اور فم معدہ دونون ایک باریک پٹھے مین مشارک ہین جو ان دونون مین ملا ہوا ہے)
اور ورم کے مادون مین مزاجون کی علامتون سے تفرقہ کیا جاتا ہے (یعنی مادی مزاجون کی علامتون
سے اور یہ علامتین نہ معلوم کتنی دفعہ ذکر ہو چکی ہین کہ لکھتے لکھتے طبیعت اُکتا گئی ہین کہتا ہون
ورم کبد جسطرح خود جگر کے ورم پر بولا جاتا ہے اسی طرح اُن عضلون کے ورم پر بھی بولا جاتا ہے جو جگر
پر موضوع ہین آور ان دونون ورمون مین یہ فرق ہے کہ جگر کا ورم بصورت ہلال ہوتا ہے اور عضلون
کا ورم مستطیل ہوتا ہے باین صورت کہ اُسکا ایک کنارہ دبیز اور ایک کنارہ تپلا جیسے چوہے کی
دُم ہوتی ہے اور عضلون کا ورم ہمیشہ ظاہر رہتا ہے اور جگر کا ورم کبھی نہین بھی ظاہر ہوتا اور جسوقت
ایسا ہو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ورم جگر ہے (ورم عضلات نہین ہے) آور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے کہ
جب ورم جگر کے مقعر مین ہوتا ہے تو ہچکی آنے لگتی ہے اسمین اطبا کا اختلاف ہے اکثر اطباء تو اسکی یہ
وجہ لکھتے ہین کہ جگر اور فم معدہ کے درمیان ایک نہایت باریک عضلہ ملا ہوا ہے آور اکثر اطبا یہ کہتے
ہین کہ ہچکی ورم جگر سے اسی وقت شروع ہو جاتی ہے جبکہ اتنا بڑا ورم ہو کہ جو فم معدہ کو دبانے لگے
اور جالینوس نے اسکا یہ سبب لکھا ہے کہ جب جگر مین بہت گرم مادہ سے پھیلا ہوا بڑا ورم ہوتا ہے
تو فم معدہ پر اُس سے تیز مادہ گرتا ہے اس خلط کے گرنے سے ہچکی پیدا ہو جاتی ہے آور ورم جگر کے
جتنے اقسام ہین وہ سب جلندر پیدا کر دیتے ہین شیخ نے لکھا ہے کہ جب ورم جگر کے ساتھ دست بھی آین

تو وہ مہلک ہے اور ورم پیدا ہونیکا سبب یہی مواد معلومہ ہوا کرتے ہین اور مواد کے اقسام اُنکے اعراض
معلومہ سے معلوم ہو جاتے ہین کہ صفراوی یا دموی یا بلغمی یا سوداوی ہے اور نفس ورم کا ہونا گرانی اور تجاذب
اور درد اور پسلیون کے کھنچنے اور ہنسلی کے منجذب ہونے اور دہنے پہلو پر نہ سو سکنے اور خشک کھانسی اور
تنگی نفس اور پیشاب کی کمی وغیرہ سے معلوم ہو جاتا ہے **مؤلف کہتا ہے** - **علاج** اگر ورم گرم
ہو تو مادے کے استفراغ کے لیے دہنی طرف کی باسلیق کی فصد لیجائے (جن رگون کی فصد لیجاتی
ہے اُن سب مین باسلیق جگر سے بہت زیادہ قریب ہے اسوجہ سے جگر کا مادہ اس رگ کی طرف زیادہ جذب
ہوتا ہے) اور اُن ادویہ کا استعمال کیا جائے جو رادع ہون یعنی مادہ کو اپنی جگہ سے دوسری جگہ پھیر دین
(یعنی ورم جگر مین ان ادویہ سے ابتدا کرنا چاہیے) بلا اس بات کے کہ تبرید مین مبالغہ کیا جائے جس سے
مادہ متحجر ہو جائے (کیونکہ برودت جگر پر گرے ہوے مادہ کے قوام کو گاڑھا کر دیتی ہے اور مادہ کو کچا
کر دیتی ہے اور عضو کو کثیف اور عضو کے اجزا کو جمع کر دیتی ہے اور اصلی حرارت یعنی حرارت غریزیہ کو بجھا دیتی ہے
اور عضو کی رگون کو تنگ کر دیتی ہے اور یہ رگین اصل مین بھی تنگ ہوا کرتی ہین اور ان سب باتون کو
یہ لازم ہے کہ مادہ دشواری سے تحلیل ہو اور اسی لیے جگر کا مادہ بھی متحجر ہو جاتا ہے) اور اگر ورم کا مادہ
صفراوی ہو تو تبرید پر اچھی طرح دلیری کرنا چاہیے (کیونکہ صفرا کی حدت اور حرارت کی شدت اور
اُسکے قوام کے پتلا ہونے اور لطیف ہونے سے اُسکے متحجر ہو جانے کا اندیشہ نہین ہے جیسا کہ اور
مواد مین ہے) اور رادع ادویہ مین وہ ادویہ ملائے جائین جو مادہ کو لطیف اور رقیق کرین اور مجرون کو
کھولین تاکہ رادع دوائین مجرون مین سدہ نہ ڈالدین (کیونکہ انمین قبض کرنا اور جمع کرنا اور کثیف کرنا ہوتا ہے
جس سے مادہ غلیظ ہو جاتا ہے اور اسمین یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہین فضلے جگر مین محتبس ہو کر نہ رہجائین
اور اس سے ورم اور زیادہ ہو جائیگا) پھر اسکے بعد (یعنی ابتدا کے بعد) رادع ادویہ مین وہ دوائین
ملائی جائین جو مادہ کو پکائین (یہ وہ دوائین ہین جو مادے کے قوام کو معتدل کر دیتی ہین اور انمین قوت
قابضہ ہوتی ہے جس سے وہ مادہ کو اسقدر روکے رہین کہ پورے طور پر نضج ہو جائے اور سختی سے مادہ
تحلیل نہو جائے کہ لطیف جز تحلیل اور فنا ہو کر ارضی خشک جز باقی رہجائین) پھر جب مرتبۂ انتہا سے متجاوز
ہو جائے تو مادہ کو تحلیل کرنا چاہیے (تاکہ مادہ سخت نہ پڑ جائے) اور تحلیل کرنیوالی دوائین قابض دوائون
سے خالی نہ رکھی جائین (یعنی اُن دوائون سے جو قوت کی حفاظت کرتی ہین) تاکہ قوت تحلیل نہو جائے

اور یا یہ کہ مادہ متحجر نہو جائے اسطرحپر کہ لطیف جز تحلیل ہو جائین اور کثیف باقی رہجائین اور ان اصول کی
پابندی لیپون مین بھی کرنا چاہیے (کیونکہ لیپ باہر سے وہ اثر کرتے ہین جو کھانے کی چیزین اندر سے
اثر کرتی ہین) اور اگر ورم جگر کے محدب یعنی اوپر کی سطح پر ہو تو خدا کے لیے مسہل سے بچتے رہو اور اگر
ورم جگر کے مقعر یعنی اندرونی سطح مین ہو تو براہ مہربانی ادرار والی دواؤن سے پرہیز رکھو (کیونکہ دونون
صورتون مین مادہ جگر کے سارے اجزا مین پھیل جائیگا اور جو حصہ جگر کا صحیح و سالم ہوگا وہ بھی ضعف مشارک
کی وجہ سے مادہ کو قبول کر لیگا اور چونکہ اُسکے روکنے پر اسمین قوت نہوگی اسلیے ورم کر آئیگا) اور دستون
کی افراط قوت کو تحلیل کر دیتی ہے اور ضعیف کر دیتی ہے (کیونکہ دستون مین خراب مادہ کے ساتھ وہ اچھے
مادے بھی نکلجاتے ہین جو بدن کی تقویت کے لیے بدن کی غذا بن سکتے ہین آسکے علاوہ طبیعت روحون
اور قوتون اور حرارت غریزی سمیت بدن کی ساری رطوبتون سے متعلق ہوتی ہے عام اس سے کہ
وہ رطوبتین صالح ہون یا فاسد اور جب ان رطوبتون کا استفراغ افراط سے کیا جاتا ہے تو رطوبتون کے
ساتھ روحون اور قوتون اور حرارت غریزی کی بھی تحلیل ہو جاتی ہے اور ضعف آجاتا ہے) اور قبض رہنا
بھی اچھا نہین کیونکہ جگر کا مزاحم ہوکر اسکو اذیت دیتا ہے (کیونکہ جب آنتین بھر جاتی ہین تو جگر کی مزاحمت
کرتی ہین اور مجاورت کے سبب سے اُسمین نچوڑ کرتی ہین اور اس سے ورم اور بڑھ جاتا ہے) لہذا تمکو
چاہیے کہ اسمین میانہ روی سے کام لو (نہ تو دستون کی دوا کھاؤ اور نہ قبض کی) پینے کی دوائین
اگر ورم محدب مین ہو تو آب کاسنی سکنجبین سادہ یا سکنجبین بزوری کے ساتھ دیا جائے اور زرشک کے
قرص کبیر اور گلاب کے قرص اور دیناری شربت اور سکنجبین ککڑی اور کھیرے اور کاسنی کے بیجون کے
شیرہ کے ساتھ یا خیسا ندۂ زرشک اور دانہ انار اور املی اور آلو بخارے اور گل نیلوفر اور تخم کاسنی کے بیجون
کا ککڑی کے بیجون کے پانی مین اور اسکو شکر یا شربت نیلوفر سے میٹھا کر لیا جائے (کیونکہ شربت نیلوفر
تبرید اور تلطیف کرتا ہے اور اعتدال کے ساتھ تفتیح اور تلیین کرتا ہے) اور اکثر اوقات تبرید کے لیے
کافور کے پینے اور لگانے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ حرارت خوب مشتعل ہو اور
تزید مرض سے لیکر انتہا کے زمانہ تک کاسنی کے پانی مین سونف اور کرفس کا پانی بھی ملا دیا جائے
(کہ یہ دونون چیزین تلطیف اور ادرار اور نضج دینے مین زیادہ قوی ہین) اور جسوقت انتہا کا وقت
زیادہ قریب ہو جائیگا تو تفتیح مین زیادتی کیجائیگی اور انحطاط مرض یعنی مرض کے گھٹنے کے وقت سونف کا

پانی دیا جائے جسمین گلاب کا زیرہ اور زرشک بھگوئی گئی ہو (جگر کی تقویت کے لیے) یا سونف کا پانی
زرشک کے قرص کبیر کے ساتھ سکنجبین پر **غذائین** آش جو شکر کے ساتھ (کیونکہ آش جو تبرید کرتے ہین اور
آش جو کا نفوذ بہت جلد ہو جاتا ہے اور جلا کرتے ہین اور سدے نہین ڈالتے اور شکر ملا لینے سے انکی
جلا بڑھ جاتی ہے اور نفوذ جلد ہو جاتا ہے) اور اس سے کم درجہ ستو اور شکر ہے (کیونکہ ستوؤن مین نہ تو
جلا ہوتی ہے اور نہ تفتیح) پھر (یعنی انحطاط کے وقت) کاسنی توے پر بھنی ہوئی روغن بادام کے ساتھ
جو سرکہ مین ترش کی گئی ہو یا انار کا اوگرا یا شوربا **لگانے کی دوائین لیپ** (زمانہ ابتدا مین)
صندل اور گلاب کا زیرہ اور گلاب اور جو کے ستو اور تھوڑا سا سرکہ پھر تزیّد مین ستاور اور زعفران بڑھائی
جائے گی (تقویت اور نضج اور تحلیل اور تلیین کے لیے کیونکہ خلط جب ملائم ہو جاتا ہے تو اسکا بستہ
ہونا جاتا رہتا ہے اور آسانی سے پک جانے اور تحلیل ہو جانے کے قابل ہو جاتا ہے) پھر (یعنے
انتہا کے وقت) صندل نکال ڈالا جائے اور بقیہ دواؤن پر حصر کر لیا جائے (صندل کی تبرید بہت
زیادہ ہوتی ہے اسلیے اُسکو نکال ڈالا جائے) پھر یعنی انحطاط کے وقت ستاور اور زعفران اور عود پر
اقتصار کر لیا جائے اور انکو لونگ کے پانی مین گوندھ لیا جائے (کیونکہ عود جگر کی تقویت کرتا ہے
اور اپنی تسخین سے نضج اور تحلیل پر معین ہوتا ہے) اور اگر مسہل کا ارادہ ہو تو کوئی چیز املتاس سے بہتر
نہین ہے (کیونکہ املتاس جگر کا تنقیہ کرتا ہے اور بلا اذیت اور کسی قسم کی تکلیف کے دست لاتا ہے
اور محلل اور ملین ہے) بیان کیے ہوئے عرقون کے ساتھ (جیسے عرق کاسنی اور عرق سونف اور
عرق کرفس وغیرہ) اور روغن بادام کے ساتھ (کیونکہ روغن بادام جلا کرتا ہے اور پاک کرتا ہے اور
ملطف ہے اور جگر کے سدون کو کھولتا ہے اور املتاس کے ضرر کی اصلاح کرتا ہے) یا بسفائج اور گل بنفشہ
اور املی اور غاریقون اور ککڑی کے بیج اور کاسنی کے بیج اور ستاور کا جوشاندہ چھان کر اور ترنجبین اور
شیرخشت اور ریوند چینی ڈال کر اور ہڑ کے پاس تک نہ جاؤ (یہ اُس شخص سے خطاب ہے جسکو جگر کا ورم
ہو شیخ بوعلی سینا وغیرہ کہتے ہین کہ زرد ہڑ کا استعمال کر سکتا ہے مگر مین اسے بھی مکروہ جانتا ہون کیونکہ
اسمین دیر تک رہنے والے قبض کی قوت ہوتی ہے تو مین ڈرتا ہون کہ مبادا رقیق مادہ نکل جائے اور
غلیظ مادہ متحجر ہو جائے) اور نہ سقمونیا کے پاس تک جاؤ (کیونکہ سقمونیا بالخاصہ جگر کی دشمن ہے) اور
جب ادرار کا ارادہ ہو تو بیان شدہ عرقون مین سے کسی عرق مین ککڑی اور کھیرے اور خربزہ کے بیجون کا

شیرہ نکال کر استعمال کرے اور اگر سرد ورم ہو تو اسکا علاج ملطف اور منضج اور محلل چیزون سے کرنا چاہیے
(جیسے ملیٹھی اور سونف اور انجیر اور رجہ انکس کی جڑ اور رومی سونف اور تگرا اور کرفس کی جڑ اور مویز منقے وغیرہ)
اور اسکے ساتھ کسی خوشبودار قابض دوا کا ہونا بھی لازمی ہے تاکہ قوت کی حفاظت کرے (یعنے تحلیل
نہونے دے) اور ابتدا مین قابض دوائین قوی کیجائین (کیونکہ ابتدا مین مادہ کا پھیر دینا مقصود ہوا کرتا
ہے اور یہ بات فقط قابض چیزون ہی سے حاصل ہوتی ہے اور مادہ کی پکانے والی اور تلیین کرنیوالی
دواؤن کا استعمال اُسوقت قابض دواؤن کے ساتھ مادے کے متحجر ہو جانے کو روک دیتا ہے) اور
انحطاط کی حالت مین محلل دوائین قوی کیجائین (کیونکہ اسوقت مین مقصود یہی ہے کہ تحلیل ہو اور انکا
قابض ادویہ کے ساتھ استعمال کرنا صرف اسلیے ہے کہ قوت محفوظ رہے اور اسکے پینے کی چیزون اور
لگانے کی چیزون مین بالچھڑ اور مجیٹھ اور لاکھ اور تگر اور زعفران داخل کیجائے اور مسہل ان ادویہ سے
دیا جائے حب ایارج یا جوشاندہ ایارج یا جوشاندہ گڑھل اور بسفایج یعنی کھنکالی ہر ایک درم بھر اور ستاور اور
سوسن کی جڑ اور خطمی اور کالی چھانپ ہر ایک چار درم ککڑی کے بیج اور کاسنی کے بیج زرشک غاریقون
کرفس کے بیج ہر ایک دو دو درم ان سب کو پکا کر چھان کر مغز املتاس تیرہ درم شکر بیس درم راوند اور روغن
بادام ہر ایک پاؤ درم ملا کر استعمال کرین **مین کہتا ہون** یہ سارا کلام واضح ہے شرح کا محتاج
نہین ہے **مؤلف کہتا ہے۔ سوء القنیہ** (بحر الجواہر مین ہے کہ حکماء کے نزدیک
قنیہ اور ملکۂ جدہ یہ سب ایک ہی معنی مین ہین وھو کون الشیٔ بحیث یحیط بہ وینتقل بانتقالہ
کالتعمم والتلبس یعنی کسی چیز کا اس ہیئت اور حالت مین ہونا کہ وہ حالت اُس چیز کو احاطہ کیے ہو
اور چیز کے انتقال مکانی سے اُس حالت کا بھی انتقال مکانی ہو جیسے انسان کے لیے عمامہ باندھنے
اور عبا چغہ پہننے سے ایک ہیئت کذائی عارض ہوتی ہے کہ یہ ہیئت اُسکو احاطہ بھی کیے ہوے ہے
اور انسان کے نقل مکانی سے اُسکا نقل بھی ہوتا ہے اور چونکہ انسان کی جلد بھی انسان کو محیط ہے
اور انسان کی حرکت مکانی سے اُسکو بھی حرکت ہوتی ہے اور اس مرض مین جلد ہی کی حالت
خراب ہو جاتی ہے اسی جہت سے اس مرض کو سوء القنیہ کہتے ہین اور درحقیقت اس نام سے متصف
ہونے کے لیے مرض استسقاء زیادہ لائق تھا لیکن چونکہ استسقاء کا نام استسقاء رکھدیا گیا تھا اور یہ حالت
بلا نام باقی رہگئی تھی اسلیے اسکا نام سوء القنیہ رکھدیا گیا اور یہ مرض استسقاء کا مقدمہ ہوتا ہے انتہے)

یہ مرض استسقاء کا پیش خیمہ ہے جگر کا ضعیف ہو جانا اور جگر کا سوء مزاج یہ اس مرض کا سبب ہوتا ہے
(جب جگر ضعف اور سوء مزاج مین مبتلا ہو جاتا ہے تو ایسا خون نہین پیدا کر سکتا جو طبعی اعضاء کیلیے
غذا بن سکے) اسوجہ سے رنگ زرد اور سفید ہو جاتا ہے (رنگ کے زرد ہو جانیکا یہ سبب ہے کہ سرخ رنگ
دینے والے خون کی کمی ہو جاتی ہے اور جب سرخی کم ہو جاتی ہے تو رنگ زرد ہو جاتا ہے اور
رنگ کی سفیدی کا یہ سبب ہے کہ جب خون کم ہو جاتا ہے تو جلد کا اصلی رنگ نکل آتا ہے اور
سبب یہ ہے کہ اس مرض مین بلغمیت اور مائیت خون پر غالب آجاتی ہے بلغمیت تو اسلیے کہ ہضم
ضعیف پڑ جاتا ہے اور مائیت اسلیے کہ جگر کی قوت ممیزہ ضعیف ہو جاتی ہے) اور منھ اور ہاتھ پانون
اور خاصکر پپوٹون مین تہبج ہو جاتا ہے (تہبج کی یہ وجہ ہے کہ جب خون پر مائیت غالب آجاتی ہے تو
اُس خون سے متین گوشت نہین پیدا ہوتا اور منھ پر تہبج آجانے کی یہ وجہ ہے کہ اُسکی طرف کثرت
سے ابخرے اُٹھکر آتے ہین اور یہ بھی جلد کی سستی سے انکو قبول کر لیتا ہے پھر جب ان ابخروں پر برودت
غالب آتی ہے اور ناری جزو اُنسے جدا ہوتے ہین وہ مائیت کی طرف مستحیل ہو جاتے ہین اور ہاتھ پانون
مین ورم آجانے کی یہ وجہ ہے کہ یہ حرارت غریزی سے دور واقع ہوے ہین اسوجہ سے نہ تو اُن کی
مائیت تحلیل ہوتی ہے اور نہ انکی طرف آنے والے ابخرے اُنسے تحلیل ہوتے ہین پس وہ انھین مین
مجتمع رہتے ہین اور عضو کی برودت کی وجہ سے مائیت کی طرف مستحیل ہو جاتے ہین اور پپوٹون مین
تہبج ہو جانے کی یہ وجہ ہے کہ اوپر کا پپوٹا سمحاق سے متصل ہوتا ہے اور بخارات جب سر کی طرف
چڑھتے ہین تو سمحاق کے نیچے اصلی حرارت کے کم ہونے سے ٹھنڈے ہو جاتے ہین اور کثیف
پڑ جاتے ہین اور مائیت کی طرف مستحیل ہو جاتے ہین اور اوپر کے پپوٹون پر اُتر آتے ہین اور موخر
سر اور سر کی اور دونون جانبون کی طرف اسلیے نہین اُترتے کہ ان مقامات کی جلد مضبوط ہوتی
ہے اسی طرح جو ابخرے نیچے کے پپوٹون کی طرف چڑھکر آتے ہین وہ بھی اسی طرح مائیت کیطرف
مستحیل ہو جاتے ہین) اور اکثر اوقات سارے بدن مین تہبج ظاہر ہو جاتا ہے (یہ اُسوقت جبکہ فساد
جگر کے مزاج پر غالب آجائے اور جب جگر کا مزاج فاسد ہو جاتا ہے تو وہ سارے بدن مین
سرایت کر جاتا ہے اور جتنے اعضاء ہین وہ نہ تو اُس خون کی اصلاح کر سکتے ہین جو اُنکی طرف آیا ہی
اور نہ خون کی مائیت اور فاسد رطوبتون کے تحلیل کرنے پر قادر ہوتے ہین) اور گوشت کی یہ حالت

ہو جاتی ہے جیسے خمیری آٹا (جب انگلی سے کسی مقام کو دبایا جاتا ہے تو وہ یونہین دبا ہوا رہتا ہے)
اور اسکو نفخ کی زیادتی اور پیٹ کی گڑگڑاہٹ لازم ہوتی ہے (کیونکہ قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہے
اور غذا کے مادے مین تصرف نہین کر سکتی پس اس غذا کے مادے سے غلیظ الاجزا اٹھتے
ہین جو اپنی غلظت اور قلت حرارت کی وجہ سے ریاح بنجاتے ہین) اور اسکو یہ بھی لازم ہے کہ
پاخانہ آنے مین ترتیب نہ رہے (بلکہ ضعف ہضم اور قلت ہضم کی وجہ سے بالکل منقطع بھی ہو جاتا ہے
کیونکہ ضعف ہضم اس بیماری کے لیے لازم ہے جگر کے ہضم کا ضعیف ہونا اسکی وجہ تو کھلی ہوئی ہے
اور معدہ کے ضعف ہضم کی یہ وجہ ہے کہ معدہ اور جگر مین مشارکت ہے اور جب یہ غذا مطلق ہضم
نہین ہوتی تو اس غذا کو اعضا جذب نہین کرتے اور یہ غذا معدہ اور آنتون مین بند ہو کر رہجاتی ہے
اور انیر بار ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جلدی سے نکلجاتی ہے اور جب غذا کچھ ہضم ہو جاتی ہے
تو اسکا قیام آنتون مین دیر تک ہوتا ہے تاکہ ضعیف جگر صافی کے جذب کو پورا کر لے) اور اوپر
کو چڑھکر آنے والے بخار کے فساد کی وجہ سے مسوڑھون مین ورم نکل آتے ہین (یعنی ان بخارات
کے فساد سے جو معدہ سے مسوڑھون کی طرف چڑھکر آتے ہین اور یہ اسوجہ سے کہ مسوڑھے نہایت
نرم ہوتے ہین) اور اسکا وہی علاج ہے جو استسقا کا ہلکا علاج ہے (یعنی استسقا لحمی کا جیسا
کہ آگے آتا ہے) مین کہتا ہون پاخانہ آنے مین بے ترتیبی کا ہونا اسکے یہ معنی ہین کہ کبھی تو
کھانے کے تھوڑی ہی دیر بعد ضرورت معلوم ہو اور کبھی بہت دیر بعد اور کبھی خشک اجابت ہو
اور کبھی تر اور کبھی بندش ہوئی ہو اور کبھی دست آور اسی لیے سونے اور جاگنے کی حالت بھی
مختل ہو جاتی ہے اور یہ سب اسی وجہ سے کہ جگر کی حالت مختل ہے اور اس مرض کا نام فساد مزاج
ہے اور اسکا عمدہ علاج قے کرانا پانی کا کم کرا دینا تھوڑی سی ورزش اور ان پانیون سے نہانا جنمین
بورہ اور گندھک اور پھٹکری کے اجزا ملے ہوئے ہون اور شیرین پانی سے نہانا مضر ہے
ہان اگر ایمین رطوبت کم اور خشکی کے ساتھ ہو تو اس سے بھی نہا سکتے ہین **مؤلف کہتا ہے**
استسقا یہ وہ بیماری ہے جس مین غریب اور بارد مادہ اعضا کے اندر چلا جاتا ہے
اور وہ اعضا اس مادے کی وجہ سے بڑھ جاتے ہین اور یہ یا تو کل اعضاے ظاہری (کے
سوراخون اور مسامات) مین چلا جاتا ہے یا صرف ان سوراخون مین جو ان مقامات مین

ہین جہان غذا اور اخلاط کی تدبیر اور اصلاح ہوتی ہے (مثل اُنکے جو ثرب اور صفاق کے درمیان ہین یا وہ جو ثرب اور امعا کے درمیان ہین اور جن اعضاء کے اندر یہ مادہ جاتا ہے اُنکے پاس کے اعضاء کو بڑھا دیتا ہے جیسا کہ زقی اور طبلی مین ہوتا ہے کیونکہ طبلی اور زقی استسقاء مین صرف پیٹ بڑھ جاتا ہے نہ کل اعضاء بخلاف لحمی استسقاء کے چنانچہ اسکی تحقیق آگے آتی ہے) اور استسقاء کی تین قسمین ہین (کیونکہ موجب مادہ یا تو قوام والا ہوتا ہے یا قوام والا نہین ہوتا اگر قوام والا نہو تو استسقاء طبلی ہے اور اگر قوام والا ہو تو دو حال سے خالی نہین یا تو سارے بدن کو شامل ہوگا یا نہین اگر سارے بدن کو شامل ہو تو لحمی ہے ورنہ زقی) اور سب سے بدتر استسقاء زقی ہے (جیسا کہ مختار شیخ ہے اور زقی کے لحمی سے بدتر ہونے کی کئی وجہین ہین اول وجہ تو یہ ہے کہ زقی مین بہت سے اعضاء سالم ہوتے ہین پھر اُن قوی ادویہ کا استعمال کرنا جنکی مداومت ضروری ہے تندرست عضوون کے خوف ضرر سے ممکن نہین ہوتا اور یہ اسلیے کہ دوائین اعتدال سے خارج ہوتی ہین کیونکہ مرض سے ضد رکھتی ہین اور مرض خروج عن الاعتدال ہی سے عبارت ہے پس جو چیز اسکی ضد ہوگی وہ بھی اعتدال سے خارج ہوگی اور اسی وجہ سے معتدل عضوون کو مضر ٹھہریگی اور اُنکا استعمال باوجود ضرورت کے نہو سکیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ زقی کا مادہ صفاق کے اندر ہوتا ہے اور اس مادہ کے لیے آنتون اور آلات بول سے نکلنے کا کوئی راستہ نہین ہے مگر یہ کہ ٹپکے کیونکہ اس مادہ کے مکان اور سب مخارج مین کوئی ایسی رگ نہین جو نفوذ کرتی ہو اور یہ بات نہایت دشواری کی ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ زقی کا فساد اندر کے اعضا مین ہوتا ہے اور یہ اعضاء بہ نسبت ظاہری اعضاء کے اشرف ہین اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ زقی کا ضرر آلات تنفس مین بہت ہوتا ہے کیونکہ اسکا مادہ آلات غذا سے مزاحمت کرتا ہے اور انہین مزاحمت کرنے سے آلات تنفس مین بھی مزاحمت کرتا ہے اور یہ بڑا ضرر ہے اور پانچوین وجہ یہ ہے کہ زقی استسقاء غذا کے استعمال سے بہت زیادہ مانع آتا ہے اور یہ اسوجہ سے کہ یہ معدہ کی مزاحمت سخت کرتا ہے اور انہین نچوڑ کرتا ہے اور زقی کے طبلی سے بدتر ہونے کا یہ سبب ہے کہ طبلی کا مادہ زیادہ لطیف ہوتا ہے اسوجہ سے اسکے مادہ کا تحلیل ہو جانا بہ نسبت زقی کے مادے کے زیادہ آسان ہوتا ہے اور اسلیے کہ زقی کا اخیر علاج حقیقت مین نشتر دینا ہے اور اسمین جو خطرہ ہے وہ کچھ کھلا ہوا نہین ہے ہمنے ڈاکٹرون کو نشتر دیتے ہوے دیکھا اور اکثر پیٹون کو پھٹتے ہوے دیکھا اور پھر پیٹ پر نشتر دیکر جو ٹانکے دیے جاتے ہین

اُنکی حالت بھی اکثر نقش برآب کی سی ہوتی ہے) اسکے بعد بدتر ہونے مین استسقا رلحمی ہے (کیونکہ اسکی آفت جگر کو اور ساری رگون کو اور گوشت کو شامل اور عام ہو جاتی ہے یہان تک کہ اسمین کل ہضم ضعیف پڑجاتے ہین اور اسمین سب کے سب اعضا موذی کے مقابلہ مین مشغول ہوا کرتے ہین اسکے علاوہ اس استسقا مین طبیعت کئی کامون مین مصروف ہوتی ہے کیونکہ اسمین بدن ڈھلڈھلا ہو جاتا ہے اور جگر ضعیف ہو جاتا ہے اور حرارت غریزی ضعیف ہو جاتی ہے اور معدہ آفت رسیدہ ہضم سے عاجز ہو جاتا ہے) اور ان دونون کے بعد استسقا طبلی ہے (یہان دو باتین ہین ایک تو اسکا ردی ہونا دوسرے رداءت مین دونون سے کم ہونا پہلی بات یعنی اسکے ردی ہونے کی تو یہ وجہ ہے کہ یہ احشا مین کھنچاؤ اور تمدد پیدا کرتا ہے اور اسکا مادہ جو ریح ہے وہ جبھی پیدا ہوتی ہے جبکہ حرارت غریزی ضعیف ہو جائے اور دوسری بات یعنی رداءت مین دونون سے کم ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اسکا مادہ بہت لطیف ہوتا ہے تحلیل اور تنقیہ سے اسکا نکل جانا بہت آسان ہوا کرتا ہے کما مر) **مین کہتا ہون** استسقا ایک مادی مرض ہے جسکا سبب وہ غریب اور بارد مادہ ہوتا ہے جو اعضا کے اندر گھس بیٹھ کر اُنکو پھُلا دیتا ہے یا تو کل ظاہری اعضا کو اور یا صرف اُن خالی مواضع کو جنمین غذا کی اور اخلاط کی تدبیر ہوتی ہے یعنی فضا اور جوف کو اور استسقا کی تین قسمین ہین زقی اور لحمی اور طبلی ان تینون مین سے زقی تو وہ استسقا ہے جسمین کہ انھین مواضع مذکورہ کی طرف مائیت کی ریزش ہوتی ہے اور اسکو زقی کہنے کی یہ وجہ ہے کہ زق مشک کو کہتے ہین اور چونکہ اس استسقا والے کا پیٹ ایسا ہو جاتا ہے جیسے پانی سے بھری ہوئی مشک اسیلیے اسکو زقی کہا جاتا ہے اسی لیے اسکو حرکت اور چلنے پھرنے کے وقت پانی کی کھلکھلاہٹ پیٹ مین محسوس ہوا کرتی ہے اور لحمی وہ استسقا ہے جسمین خون کے ساتھ ساتھ پانی تمام اعضا مین پہنچ جاتا ہے اور گوشت کے اندر ہی اندر رک رہتا ہے اسی وجہ سے گوشت ڈھلڈھلا ہو جاتا ہے اور بڑھ جاتا ہے اور اس استسقا کو لحمی اسیلیے کہتے ہین کہ ظاہر مین اس استسقا والے کا گوشت بڑھتا ہے مگر اسکو فربہی نہین کہسکتے کیونکہ فربہی مین گوشت درحقیقت بڑھ جاتا ہے (اور اسمین فقط ظاہر مین) اور یہ درحقیقت الٹک پڑتا ہے اور گوشت کا ڈھلڈھلا ہو جانا ہے جو صورت مین ازدیاد حقیقی کے مشابہ ہوتا ہے اور طبلی وہ استسقا ہے جسمین ریحی مادہ مواضع مذکورہ مین پہنچکر رک رہتا ہے اور ان مقامات مین علاوہ ریح کے کچھ رطوبت بھی ضرور ہوتی ہے اور اس استسقا کو طبلی اسیلیے کہتے ہین کہ اس

استسقاء والے کا پیٹ ہوا سے بھر کر ڈھول کی شکل ہو جاتا ہے بلکہ بجانے سے بھی اُسمین ڈھول کی ایسی
آواز پیدا ہو جاتی ہے اور استسقاء کے صرف انھین تین قسمون پر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جس مادہ سے
استسقاء پیدا ہوا ہے یا تو وہ قوام والا ہوگا یا نہین اگر قوام والا ہے اور تمام اعضاء کو عام او شامل
ہے تو وہ استسقاء لحمی ہے اور اگر خاص اعضاء مین ہے تو وہ استسقاء زقی ہے اور اگر وہ مادہ ذی قوام
نہو (جیسے ریح ہے) تو وہ استسقاء طبلی ہے شیخ کے نزدیک سب اقسام مین بدتر قسم استسقاء زقی
ہے اور اسی کو مؤلف نے بھی اختیار کیا ہے اور اسپر سمرقندی یون دلیل پیش کرتے ہین کہ استسقاء کی
یہ قسم یعنی زقی پیدا ہی نہین ہوتی جبوقت تک کہ جگر مین گرم ورم نہ پیدا ہو جائے یا یہ کہ سوء مزاج ایسا
مستحکم نہو جائے کہ اسکی تمام قوتون کو باطل کردے اسکے علاوہ زقی کا مادہ رداءت کے اس درجہ کو
پہونچ جاتا ہے کہ اعضاء اُسکو جذب نہین کرسکتے جیسا کہ لحمی کے مادہ کو تمام اعضاء جذب کر لیتے
ہین اور غلظت مین اس حد کو پہونچ جاتا ہے کہ تحلیل نہین ہوسکتا جیسا کہ طبلی کا مادہ آسانی سے
تحلیل ہو جاتا ہے (لہذا لحمی اور طبلی دونون سے زقی بدتر ہے) اور بعض طبیب یہ کہتے ہین کہ لحمی
بہ نسبت زقی کے زیادہ ردی ہے کیونکہ لحمی مین تمام بدن کی رگون مین فساد پیر گیا ہے اور گوشت کے
تمام اجزاء کو فساد عام ہوگیا ہے یہانتک کہ تیسرا ہضم بالکل باطل ہوگیا ہے (بخلاف زقی اور طبلی
کے لہذا استسقاء لحمی بہ نسبت استسقاء زقی اور استسقاء طبلی کے زیادہ ردی ہے) **مؤلف کہتا
ہے** **استسقاء زقی** یہ استسقاء مائیت کی کثرت سے پیدا ہوتا ہے (یعنی پانی کا مادہ بڑھ جاتا ہے
کیونکہ پہلے غریب حرارت سے پیاس کی شدت ہوتی ہے جیسا کہ عنقریب آتا ہے) اور اسوجہ سے
کہ مائیت ثرب اور صفاق کے درمیان محتبس ہو جاتی ہے اور یہی اکثر واقع ہوتا ہے (اور یہ اسوقت
ہوتا ہے جبکہ مائیت جوف مین بطریقہ تبخیر آجائے کیونکہ جب بخار بلند ہوتا ہے تو اپنی رخاوت کے
سبب سے ثرب مین نفوذ کر جاتا ہے کیونکہ ثرب شحمی ہوتی ہے اور صفاق کی مضبوطی کی وجہ سے
اُسکے جرم مین بخار نہین نفوذ کرتا پھر ان دونون مین مائیت مستحیل ہو جاتا ہے اور وہ مائیت یہانپر
بند ہو جاتی ہے) پس حرکت کے وقت اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر منتقل ہونے کے وقت
اس مائیت کی کھلکھلاہٹ محسوس ہوتی ہے اور پیٹ کی جلد پر کچھ ایسی چمک معلوم ہوا کرتی ہے
جیسے کھنچے ہوئے تر چمڑے مین چمک ہوتی ہے اور چونکہ اسکی مائیت اپنے طبعی مخرج سے محتبس ہو جاتی ہے

اسیلیے ثرب اور صفاق تک یا ثرب اور امعاء تک چلی آتی ہے کیونکہ جب مجرے طبعی تک (کسی ورم یا سدہ کی وجہ سے) نہ جاسکی تو جو جگہ اُسکے مجرے طبعی کے خلاف ہے یعنی جو اُسکا مجرے طبعی نہیں ہو وہین چلی آتی ہے اور یہان پہونچنے کی یا تو یہ سبیل ہوتی ہے کہ اُنپر ٹپکتی ہے یا بطریقہ تحجر جو رک رہنے اور بند رہنے سے پیدا ہوتی ہے یا کسی تفرق اتصال کی وجہ سے جو مجاری مین واقع ہوتا ہے اور یا اسوجہ سے کہ جب وہ اپنے مخرج طبعی سے روک دیگئی تو اُس اصلی جگہ کو چلی گئی جہان سے انسان کے پیٹ مین ہونے کے وقت نکلا کرتی تھی یعنی ناف لیکن جب اُسکو بھی بند پایا اور نکلنے کا کوئی راستہ یہان بھی نہ ملا تو پیٹ کے فضاء کی طرف چلی آئی (اور وہان آکر قید ہوگئی) اور مائیت کی کثرت کا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کہ جگر کی قوت ممیزہ ضعیف ہو جائے (یہ تمیز جگر کی قوت دافعہ اور گردہ کی قوت جاذبہ مین مشترک ہوتی ہے پس جبکہ یہ دونون یا انمین سے ایک ضعیف ہو جاتی ہے تو مائیت خون سے جدا نہین ہوسکتی) اسیلیے خون سے مِلجاتی ہے پھر اُسکو بدن نہین قبول کرتا پس نکلنا چاہتی ہے (اور مجاری اُسکی برداشت نہین کرسکتے) اور زقی استسقاء پیدا ہو جاتا ہے اور یا یہ کثرت زیادہ پانی پینے سے ہوتی ہے یا اعضاء اور اخلاط کے پگھلنے سے مائیت کی کثرت ہوتی ہے مگر اُس پگھلنے سے جسکے ساتھ اتفاقاً مقررہ مجرے بھی سوج جائے اور بند ہو جائے (اور اگر مجرائے معتاد بند نہوگا تو ذوبان یعنی پگھلنا اسکا موجب نہین ہوسکتا کہ استسقاء پیدا ہو جائے کیونکہ اسکے پیدا ہونے کے لیے احتباس مائیت کی ضرورت ہے اور جب مجرے کشادہ ہے تو احتباس چہ معنی دارد) **مین کہتا ہون** استسقاء زقی کا اصلی سبب مائیت کی کثرت اور ثرب اور صفاق مین مائیت کا رُک رہنا ہوتا ہے اور یہی اکثر ہوتا ہو یا ثرب اور آنتون مین رُک رہنا موجب ہوتا ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے اور صفاق پیٹ کی موٹی جلد کو کہتے ہین (صفاق پیٹ کے تین پردون مین سے ایک پردہ کا نام ہے اور وہ یہی جلد ہو) اور مائیت کا اس مقام پر پہونچ جانا کئی وجہ سے ہوتا ہے ایک تو اس وجہ سے کہ جو طبعی مجرے جگر سے گردے تک ہے اُسکے بند ہو جانے سے ثرب اور صفاق پر ٹپکے دوسرے اسوجہ سے کہ کثرت مادہ یا مجرے کے بند ہو جانے سے جو احتقان ہوتا ہے اُسکی وجہ سے بہت سے ابخرے اُس سے جدا ہو ہو کر اوپر کو چڑھتے ہین اور تیسرے اسوجہ سے کہ جگر تک جو مجاری غذا ہین اُن مین کوئی تفرق اتصال واقع ہو جائے اور اُن مجاری سے مائیت کھنچ آئے چوتھے اسوجہ سے

کہ مجری طبعی بند ہو جائے اور اسکے بند ہو جانے سے مائیت بذریعۂ اُن رگونکے کہ بچہ کے پیٹ مین ہونیکے وقت اُنکے ذریعہ سے ناف تک آیا کرتی تھی اب بھی اُسی طرف کو نکلنے کا قصد کرے (بچہ اپنی مان کے پیٹ مین اپنی ناف کے رستہ پیشاب کیا کرتا ہے) اور جب اُسطرف جاتی ہے تو ناف کے سوراخ کو بھی بند پاتی ہے اور اُسی وقت اُن رگون کے منھ کھل جاتے ہین اور مائیت بذریعۂ ان رگون کے ثرب اور صفاق کے درمیان پہونچ جاتی ہے آور اس سبب واصل کے چند اسباب ہین ایک تو اُس قوت کا ضعیف ہو جانا جس سے مائیت غذار سے جدا ہوتی ہے اور یہ قوت دو قوتون سے حاصل ہوتی ہے جگر کی قوت دافعہ اور گردہ کی قوت جاذبہ جب یہ دونون قوتین یا ان دونون مین سے ایک قوت ضعیف پڑجاتی ہے تو مائیت اور خون دونون مل جاتے ہین اور زیادہ ہو جانے کی وجہ سے بدن اُسکو قبول نہین کرتا لہٰذا ضرورۃً رُک رہتی ہے آور دوسرا سبب پانی کا زیادہ پینا ہے یا تو اس وجہ سے کہ جگر کا مزاج گرم ہے اور پیاس لانے والا ہے یا اس وجہ سے کہ پانی نمکین یعنی کھاری ہے یا اسوجہ سے کہ پانی بورتی ہے پیاس کی شدت کو نہین توڑسکتا یا جو کچھ بھی سبب ہو آور تیسرا سبب اعضار کا پگھلنا ہے جسکے ساتھ اتفاقاً طبعی مجری ورم وغیرہ کی وجہ سے بند ہو **مؤلف کہتا ہے** - **اور لحمی استسقاء** یہ استسقاء اس سے پیدا ہوتا ہے کہ رگون اور اعضاء کی قوت ہاضمہ ضعیف ہو جائے مگر وہ ضعف جس سے بیشتر ضعف جگر اور ضعف معدہ بھی ہو چکا ہو (جب رگون کی قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہے تو جو کچھ اُنمین ہوتا ہے وہ بلغمیت اور مائیت کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے اور اعضار کی قوت ہاضمہ کے ضعیف ہو جانے سے جو غذا اعضار کے پاس ہوتی ہے وہ پورے طور پر منہضم نہین ہوتی اور ایسی غذار اعضار سے اچھی طرح نہین ملتی) اور ان ہضمون کے ضعیف ہو جانے سے بلغمی اور مائی رطوبتین خون مین بہت ملجاتی ہین اور اسوجہ سے جو گوشت اس خون سے پیدا ہوتا ہے وہ اعضاء سے نہین ملتا (اسلیے کہ ردی ہے اور جزو بدن بننے کے قابل نہین ہے) پھر اعضار بڑھ جاتے ہین اور اُنکا لمس نرم ہو جاتا ہے (رطوبت کی کثرت سے) اور جسوقت اعضار کی قوت ہاضمہ اور جگر کی قوت ہاضمہ اور قوت ماسکہ ضعیف پڑجائے اور اعضاء کی قوت جاذبہ قوی ہو جائے تو یقیناً استسقار لحمی پیدا ہو جائیگا (قوت ہاضمہ جگر کا ضعف جو استسقاء لحمی کا موجب ہوتا ہے اسکی وجہ تو بیشتر معلوم ہو چکی اور اُسکی قوت ماسکہ کا ضعف استسقار لحمی کا

سبب اسلیے پڑتا ہے کہ جب قوت ماسکہ غذا کو کلیجے مین اتنی دیر تک نہ روکیگی جتنی دیر مین ہضم پورا ہوتا ہے
تو ہضم ضعیف ہوگا اگرچہ قوت ہاضمہ ضعیف نہو اور جب صرف قوت ماسکہ کا ضعف اسکا موجب ہوتا ہے
تو بھلا جب قوت ماسکہ اور قوت ہاضمہ دونون ضعیف ہون تو کیا حال ہوگا اور اعضاء کی قوت جاذبہ کا
بڑھ جانا یہ استسقاء کا اسلیے موجب ہوتا ہے کہ اعضاء اسوقت مین غذا کو باوجود ہضم نہونے کے جذب
کر لیتے ہین (اور اعضاء کی قوت ہاضمہ کا ضعف استسقاء کا اسلیے موجب ہوتا ہے کہ جو بے ہضم ہوئی غذا
اعضاء پر وارد ہوتی ہے قوت ہاضمۂ اعضاء یقیناً اُسکی اصلاح نہین کرسکتی) اور کبھی استسقاء اکثر جگر کی
برودت کے ساتھ ہوتا ہے (کیونکہ برودت جگر کو ضعیف کردیتی ہے اور یہ اسلیے کہ ہضم ایکطرح کا
تغیر دینا ہے اور یہ فقط حرارت ہی سے ہوتا ہے) اور اکثر کبھی استسقاء اُسوقت ہوتا ہے جبکہ خارجی
ٹھنڈک قوی ہو (یعنی) وہ خارجی ٹھنڈک جس سے بدن متاثر ہوتا ہے اور ظاہری اعضاء ٹھنڈے
ہو جاتے ہین اور اُنکی قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ جب اعضاء کی
قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہے تو استسقاء پیدا ہو جاتا ہے) اور کبھی رگون کے نہایت سردی پانے
کی وجہ سے بھی استسقاء ہو جاتا ہے (کیونکہ رگون کی قوت ہاضمہ ضعیف پڑ جاتی ہے) اور کبھی استسقاء
کا سبب وہ بیماریان ہوتی ہین جو اعضاء کو عارض ہوتی ہین (اور اُنکی قوت ہاضمہ کو ضعیف کردیتی ہین)
اور کبھی استسقاء کا سبب سدّے ہوتے ہین جیسا کہ مٹی کھانے کے وقت ہوا کرتا ہے (کیونکہ سدّے
جیّدا وہتین غذا کے نفوذ کرنے سے مانع آتے ہین اسوجہ سے اُنمین نہین جاتی مگر مائیت اور استسقاء
پیدا ہو جاتا ہے) مین کہتا ہون استسقاء لحمی کا سبب واصل یہ ہے کہ تیسرا ہضم بگڑ جائے یہانتک
کہ خون خام اور مائیت اور بلغمیت لیے ہوے رہجائے اور اس خون فاسد سے جو گوشت بنتا ہے
وہ بدن کے ساتھ اسطرح نہین پیوست ہوتا جسطرح طبعی خون سے پیدا ہونیوالا گوشت پیوست
ہوتا ہے اور یہ صرف اُسکی برودت اور فساد کی وجہ سے اور اکثر تیسرے ہضم کے فساد کے ساتھ ساتھ
جگر کا ہضم یا معدے کا ہضم بھی فاسد ہو جاتا ہے اور ہضم کا فساد اکثر جگر کے ضعف سے ہوتا ہے
عام اس سے کہ یہ ضعف جگر کی برودت کی وجہ سے ہو یا کھانون کے فساد اور اُنکی بلغمیت کیوجہ
سے ہو اور یہ کبھی فساد ہضم اُن امراض باردہ کی وجہ سے ہوتا ہے جو جگر مین اپنا اثر کرے اور کبھی
سدون کی وجہ سے ہوتا ہے جو مٹی اور اُن چیزون کے کھانے سے پڑ جائین جو لس دار اور

سدّے پیدا کرنے والی ہون (سدون سے استسقاء اُسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ سدّے تام اور کامل نہون بلکہ نفوذ مائیت کے لیے جگہ چھوڑ دین اور اگر پورے سدّے ہونگے جنکی وجہ سے مائیت بھی نفوذ نہ کرسکے تو اُسوقت غذا کے منقطع ہو جانے کی وجہ سے بے انتہا لاغری پیدا ہو جائیگی استسقاء نہ پیدا ہوگا اور اس قید کا کھولدینا مؤلف پر ضروری تھا مگر نہ معلوم کیا سمجھ کے مؤلف نے اس سے تعرض نہین کیا اور نہ ہمارے شارح محقق ہی نے اسکا کچھ ذکر کیا خیر جزاہما اللہ)

مؤلف کہتا ہے۔ اور استسقاء طبلی ہضم معدی کے فساد سے پیدا ہوتا ہے (کیونکہ یہ ریاح جب نیچے کے پیٹ مین ہوتے ہین تو دوسرا تیسرا اور چوتھا ہضم ضعیف ہو جاتا ہے تو درحقیقت ہضم ثانی اور ثالث اور رابع کا فساد معلول ٹھہرا اور استسقاء طبلی اُسکی علت ٹھہر بخلاف ہضم اول یعنی ہضم معدی کے کہ وہ معلول نہین ہے علت ہے) اور پہلے ہضم کا فساد یا تو اسوجہ سے ہوتا ہے کہ قوت ہاضمہ ضعیف ہو جاتی ہے اور یا اسوجہ سے کہ مادہ غلیظ ہوتا ہے کہ جو قوت اُسکے درمیان ہے اُسکے اثر کو نہین قبول کرتا (پس اس غلیظ مادے سے غلیظ ابخرے پیدا ہوتے ہین کہ قوت کے اثر کو نہین قبول کرتے اور تحلیل نہین ہوتے پھر جبکہ ان ابخرون سے ناری جز جدا ہوتے ہین تو استسقاء پیدا ہو جاتا ہے) اور کبھی استسقاء طبلی حرارت کے قوی ہونے کے سبب سے پیدا ہوتا ہے (یعنی جو معدہ اور جگر مین کی غریب حرارت ہے اُسکے قوی ہو جانے سے) اور اسکا یہ کام ہوتا ہے کہ غذاؤن اور رطوبتون مین تبخیر پیدا کر دیتی ہے بغیر اس بات کے کہ اُنکا ہضم حرارت غریزی سے پورا ہو **مین کہتا ہون** استسقاء طبلی کے پیدا ہونے کا سبب پہلے ہضم یعنی ہضم معدی کا بگڑ جانا ہوتا ہے اور اس ہضم کا بگڑ جانا یا تو معدہ کی قوت ہاضمہ کے ضعیف ہو جانے سے ہوتا ہے اور یا غذائی مادہ کے غلیظ ہونے سے کیونکہ جب غذا معدہ مین اچھی طرح ہضم نہین ہوتی تو جگر کی قوت ہاضمہ کے اثر کو نہین قبول کرتی اسوجہ سے جگر کی حرارت غریزی اُسمین اپنا ادھورا کام کرتی ہے اور وہ مادہ ریاح بنجاتا ہے اور ریاح بنکر مواضع مذکورہ مین گھُٹ جاتا ہے اور کبھی ان ریاح کا تولد معدے یا جگر کی قوی حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے جو غذاؤن اور رطوبتون کی طرف دوڑ پڑتی ہے قبل اسکے کہ وہ حرارت غریزی سے ہضم کو کامل کرین اور وہ حرارت غریبہ تو یہ اُن غذاؤن اور رطوبتون کو ہضم ہونے سے پہلے اُنکو ریاح بنا دیتی ہے اور ان ریاح سے استسقاء طبلی پیدا ہو جاتا ہے (غرضکہ استسقاء طبلی ریاح سے پیدا ہوتا ہے

عام اس سے کہ یہ ریاح ضعف قوت سے پیدا ہون یا غلظ مادہ سے یا قوت حرارت سے) **مؤلف کہتا ہے** بلا ضعف جگر استسقار پیدا ہی نہین ہوتا (کیونکہ ٹھنڈے مواد کا غلبہ اسطرح پر کہ اُس سے استسقار پیدا ہو جائے اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ جگر کا ہضم ضعیف ہو جائے اسلیئے کہ اگرچہ سلامتی جگر مین بارد غذائین بھی ان مواد کو پیدا کرتی ہین لیکن نہ اسقدر کہ اُنسے استسقار پیدا ہو جائے کیونکہ تندرست جگر انکی اصلاح کرلیتا ہے پھر اُنسے یہ بدمواد اسقدر نہین پیدا ہوتے جو استسقار کو پیدا کردین اور یہی حال معدے کے ضعف کا ہے کہ اس سے مواد شدت سے پیدا ہو جاتے ہین اور مادے کی شدت کو ضعف جگر لازم ہے) اور یہ ضعف جگر یا تو نفس جگر ہی کا اصلی ضعف ہوتا ہے (اسطرح پر کہ جگر کی قوت ہاضمہ یا قوت دافعہ ضعیف ہو جائے اور جگر مین فضلون کا اجتماع ہو جائے اور فضلون کی کثرت کو ضعف جگر لازم ہے یا اسطرح پر کہ جگر کی قوت ماسکہ ضعیف ہو جائے اور وہ غذار کو اتنی دیر تک نہ روک سکے کہ وہ اچھی طرح ہضم ہو لے) اور یا ضعف جگر معدے کی مشارکت سے ہوتا ہے (کیونکہ جب معدہ ضعیف ہوتا ہے تو غذار کو اچھی طرح ہضم نہین کر سکتا اور اس غذار کا کچا عصارہ جگر مین پہونچ جاتا ہے اور جگر اُسکے ہضم کرنے سے ضعیف ہو جاتا ہے اور جب اسطرح کا عصارہ کئی بار جگر مین جاتا ہے تو جگر فضلات خام سے بھر جاتا ہے اور اُسکی قوتین ضعیف پڑ جاتی ہین) اور یا یہ ضعف تلی کی مشارکت سے ہوتا ہے (کیونکہ جب طحال مین کوئی علت ہوتی ہے تو وہ سودار کو کم جذب کرتی ہے اور بدن بھی سودار کو نہین جذب کرتا کیونکہ یہ جذب کرنا اُسکی شان سے نہین ہے لہذا سودا جگر ہی مین باقی رہتا ہے اور اس سے جگر کے جوہر مین ضعف آجاتا ہے) یا یہ ضعف ماساریقا کی مشارکت سے ہوتا ہے (کیونکہ کیلوس ماساریقا مین کچھ خون کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے اور یہ اسیلئے کہ اسمین قوت ہاضمہ ہوتی ہے اور جب اسمین ضعف ہوتا ہے تو جگر مین بھی ضعف آجاتا ہے جسطرح پر کہ ضعف معدہ کے وقت اسمین ضعف آجاتا ہے) یا یہ ضعف گردون کی مشارکت سے ہوتا ہے (یہ اُسوقت جبکہ گردے پر کوئی ایسا حادثہ پڑے کہ وہ جگر کی مائیت کو نہ جذب کر سکے لہذا یہ مائیت جگر ہی مین باقی رہجاتی ہے اور اُسے ٹھنڈا کر دیتی ہے اور خون مین بھی مل جاتی ہے اور اعضار مین سرایت کر جاتی ہے اور خون کے ساتھ ساتھ اعضار کے مسامات اور سوراخون مین بھی چلی جاتی ہے) **مین کہتا ہون** بغیر جگر کے مؤوف ہوے استسقار نہین پیدا ہوتا عام اس سے کہ یہ مؤوف ہونا خاص جگر ہی کیطرف سے ہو

یا کسی عضو کی شرکت سے گو ایسا بھی ممکن ہے کہ جگر مؤوف ہو اور استسقاء نہ پیدا ہووے لیکن استسقاء
اُسی وقت پیدا ہوگا جب جگر مؤوف ہو (غرضکہ دونون جانب سے ملازمت نہین ہے) اور درحقیقت
استسقاء کا سبب واصل ضعف جگر ہے اور اسباب سابقہ وہی ہین جو جگر کو ضعیف کردیتے ہین
جیسے کہ اُسکے مزاجی اور آلی اور سدہ وی امراض ہین یا اورام ہین اور امراض جگر کبھی جگر سے مخصوص
ہوتے ہین اور کبھی بالشرکت اور اسکے بہت سے اقسام ہین **مؤلف کہتا ہے علاج**
استسقاء والون کو بھوک پر اور پیاس پر صبر کرنا واجب ہے (اور یہ اسلیے کہ استسقاء مادی مرض ہے
لہذا اسکے علاج مین ہر صورت سے مادہ کا خشک کرنا پڑتا ہے اور بھوک خشکی لاتی ہے اور فضلون
کو کم کردیتی ہے اور یہی حال پیاس کا بھی ہے) بلکہ اگر روٹی کا قطعاً چھوڑ دینا ممکن ہو تو ترک کردیجائے
(کیونکہ روٹی اپنے لس اور غلظت سے جگر مین سدے پیدا کردیتی ہے اور اسکا نکلنا اور نیچے کو اُترنا
دشوار ہوتا ہے اور اس سے نفخ اور ریاح بہت پیدا ہوتے ہین) اور نہین تو تھوڑے سے
بن چھنے آٹے کی (یعنی جسمین بھوسی زیادہ ہو) خوب پکی ہوئی روٹی کھلا دیجائے (کیونکہ یہ پیٹ سے
جلد اُتر جاتی ہے اور کم غذا پڑتی ہے اور کم نفخ کرتی ہے اور اسمین لس نہین ہوتا اور جلد ہضم ہوجاتی
ہے) اور جتنی غذائین غلیظ ہین جیسے ہریسے اور کلّے اور بھیجے ان سب کو چھوڑ دیا جائے (کیونکہ
یہ غذائین دیر ہضم ہوتی ہین اور جگر مین سدے ڈالدیتی ہین اور غلیظ ریاح اور فضلے پیدا کردیتی ہین اور
چاہتی ہین کہ اُنپر خوب سا پانی پیا جائے اور یہی مضر ہے) اور کل لسدار غذائین بھی چھوڑ دی جائین
یہانتک کہ پائے (کیونکہ پائے اگرچہ لطیف اور کم فضلے رکھنے والی غذا ہے لیکن اپنی چپچپاہٹ
کی وجہ سے استسقاء والے کو مضر پڑتے ہین) اور پیٹ بھرنے سے حتّی پرہیز کیا جائے (تاکہ فضلے
بہت نہو جائین) اور پانی کے استعمال سے بھی پرہیز کیا جائے (کیونکہ پانی ان لوگون کے
معدون اور جگرون مین ٹھنڈک کرتا ہے اور انکے بدنون کو تر کرتا ہے اسی سبب سے استسقاء معین
ہوتا ہے) یہانتک کہ استسقاء والے کو پانی کا دیکھنا بھی مضر ہے اور پانی کا استعمال فقط غذاء
کے ہضم ہوجانے کے بعد ہی کیا جائے وہ بھی تھوڑا سا (کیونکہ زیادہ پانی معدے کو ضعیف
کردیتا ہے اور بدن مین رطوبت پیدا کردیتا ہے اور ٹھنڈک لاتا ہے) اور وہ بھی جبتک کہ پیاس کیوجہ
سے بیتابی ہو (یعنی بغیر پانی کے صبر نہو سکے) اور ان ریاضتون کا التزام کیا جائے جو مادون کو

تحلیل کرین (کیونکہ جب مرض مادی ہو تو اُسکے علاج مین ہر طرح خشکی پھیلانا اور یبوست پیدا کرنا واجب ہے اور بدنی ریاضت کے وقت غذائی فضلے ضرور تحلیل ہوتے ہین) اور کشتیون پر سوار ہونے کا التزام کیا جائے (کیونکہ کشتیون مین بیٹھنا مادہ استسقاء کا قلع و قمع کرتا ہے کیونکہ نفس مین خوشی اور رنج مختلف وارد ہوا کرتا ہے اور مادہ روح کا تابع ہو کر کبھی اندر اور کبھی باہر کو حرکت کرتا ہے اور قابل دفع ہو جاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر اعتراض ہو کہ استسقاء والے کو پانی کا دیکھنا مضر ہے جیسا کہ مؤلف نے بھی ابھی لکھا ہے حتی ان رویتہ ضارۃ لھم پھر کشتیون پر سوار ہونا کیونکر نافع ہو سکتا ہے جواب یہ کہ سمندر شور کے جہاز مین پانی نظر نہین آتا اور اگر نظر آوے تو بھی بے رغبتی اور کراہت ہوتی ہے بلکہ اس سے زیادہ اسکی شوریت نافع ہوتی ہے اور حرکت کثیر سے فضول بہت تحلیل ہوتے ہین اور یہ غرض نہین ہے کہ دریاے گومتی کے بجرہ مین یار لوگ سیر کرین) اور جلتی ہوئی دھوپ مین بیٹھکر پسینہ لینے کا بھی التزام کیا جائے (کیونکہ جلتی دھوپ مواد کو رقیق کر کے بہا دیتی ہے) بلکہ گرم تنور مین بیٹھکر پسینہ لیا جائے لیکن سر کو باہر نکال لیا جائے تاکہ ٹھنڈی ہوا کو سونگھتا رہے (ورنہ دل اور پھیپھڑا گرم ہو جائیگا اور روح جلجائیگی اور پیاس بڑھ جائیگی) اور شور دریا کے پاس رہنے کا التزام کیا جائے (اس سے یہ مقصود نہین ہے کہ وہان رہے جہان ٹھنڈی ہوا ہو بلکہ یہ غرض ہے کہ وہان رہین جہان کھاری اور نمکین ریتی ہو کیونکہ دریا کی ریتی نہایت جلی ہوئی اور کڑوی ہوتی ہے اور اپنی کڑواہٹ ہی کے سبب سے دریا کے پانی کو کھاری کر دیتی ہے اور اسی سبب سے رطوبتون کو چوس لیتی ہے) اور اس دریا کی ریتی مین لوٹے اور اپنے بدن کو اُسمین دبائے (سارے بدن کو ریتی کے نیچے دبانا یہ لوٹنے سے بھی بڑھکر ہے کیونکہ دبانیکی صورت مین مؤثر کی ملاقات سارے بدن سے ہوتی ہے) اور ملک حجاز کا سفر کیا جائے (کیونکہ وہان کی ہوا نہایت درجہ گرم ہوتی ہے اور وہان کی زمینین اکثر ریگستانی ہوتی ہین اور پانی اُنمین کم ہوتا ہے اور اس ملک کے رہنے والون کی غذا اکثر اونٹیون کا دودھ ہوتا ہے) اور جہانتک ہو سکے استسقاء والون کے جگر کی اصلاح کیجائے (اور وہ دوائین دیجائین جنسے جگر کو اتنی قوت حاصل ہو کہ غذا کو ہضم کرنے لگے کیونکہ جگر اور احشاء اس مرض مین ضرور ضعیف ہوتے ہین) اور مدر دوائین دیجائین تاکہ پیشاب خوب کھل کر آئے (اور مائیت دفع ہو) اور وہ دوائین دیجائین کہ پاخانہ تلیین سے آئے (یعنی اعتدال کے ساتھ نہ دست ہون نہ قبض کیونکہ احشاء کے ضعیف ہونے مین دستون کا آنا

خطرہ سے خالی نہین اور طبیعت کا بستہ ہونا فضلون کے بند ہو جانے کا موجب ہوتا ہے لہذا اعتدالی
حالت کی کوشش کیجائے) آور پائخانہ کا محتبس رہنا اُسکی افراط سے بہتر ہے (کیونکہ اُسکی افراط ہضم کو
ضعیف کر دیتی ہے اور حرارت غریزی کو بھی کم کر دیتی ہے اور یہ امر اس مرض کی زیادتی کا موجب ہے)
پینے کی دوا مین عرق کاسنی سکنجبین بزوری اور زرشک کے قرص کبیر کے ساتھ اگر حرارت بھی
ہو ورنہ عرق سونف یا عرق کرفس ملا دیا جائے (تاکہ تفتیح اور ادرار ہو) اور شربت دینار یا شربت اصول
سکنجبین بزوری کے ساتھ (تاکہ تفتیح ہو اور مجاری کشادہ ہون) اور قرص زرشک یا قرص گلاب یا
عصارۂ غافث آور تریاق فاروق مین سے ہر روز ایک چنے کے برابر استعمال کیجائے اگر ایسا کیا جائے
تو کئیں روز مین صحت کامل ہو جائے (شیخ نے اسکو بلفظ قیل لکھا ہے اور دلیل سے بھی یہی ثابت
ہوتا ہے کہ اس قول پر اعتماد نہ کیا جائے) اور بدوی اونٹنیون کا دودھ استعمال کیا جائے جو شیخ اور
قیصوم (یہ دونون خاص قسم کی گھانس ہین) کو چرچکی ہون اگر انکا دودھ پانی اور کھانے کے بدلے
استعمال کیا جائیگا تو نہایت درجہ مفید ہوگا (یہ اسلیے کہ اونٹنیون کے دودھ مین نمکینی اور حرارت ہوتی
ہے اور اس دودھ کی مائیت مین حدت اور جلا رہوا کرتی ہے اسی وجہ سے پانی کے دست لاتا ہے
اور جگر کے سدون کو کھولتا ہے آور جنگلی اونٹنیون کے دودھ مین زیادہ حدت اور حرارت ہوتی ہے
کیونکہ یہ اونٹنیان پانی کم پیتی ہین اور گرم ہوا مین کھاتی پیتی ہین اور خشک زمینون پر چلتی پھرتی رہتی
ہین خصوصاً جسوقت کہ ان گرم گھانسون کو چرتی ہین جو مائیت کا اسہال کرتی ہین اور تلطیف کرتی
ہین اور ادرار کرتی ہین آور یہ جو کہا گیا ہے کہ دودھ کی طبیعت استسقا سے ضد رکھتی ہے یہ بالکل غلط
اور مہمل بات ہے بلکہ استسقا کے لیے یہ دودھ مفید دوا ہے) اور مستسقیون کی ایک جماعت ملک
عرب مین جا پڑی اور اُنکو بضرورت اونٹنیون کا دودھ پینا پڑا جسکے بعد وہ اچھی ہو گئی (طبیب امت شفیع
عصاۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قبیلۂ عرینہ کے لیے اونٹنیون کا دودھ اور پیشاب تجویز فرمایا تھا
اور وہ بھی اچھے ہو گئے چنانچہ یہ قصہ حدیث شریف مین بطریق شہرت وارد ہے) اور اسیطرح سے
جنگلی اونٹنیون اور بکریون کا پیشاب بھی استسقا کے لیے مفید ہے (کیونکہ بہ نسبت دودھ کے
اُنکے پیشاب مین حدت اور جلا زیادہ ہوتی ہے) آور ایک عورت کو حرارت کے ساتھ استسقا ہوا تو
اُسنے خود اپنی رغبت سے یہ تدبیر نکالی کہ انار ہفدہ کھائے کہ اگر ذکر کیا جائے تو مبالغہ پر محمول ہوگا اور

وہ اچھی ہو گئی اور مازریون کے قرص ان لوگون کے لیے نہایت مفید ہین اور انکے مسہل یہ ہین
راوند سکنجبین کے ساتھ نصف درہم سے ایک درہم تک اور مسہل صفرا یہ ہے زردہڑ راوند ستا و ہر ایک
نصف درہم اور دوسرا مسہل بلغم کے لیے یہ ہے غاریقون تربد ہر ایک نصف درہم نمک ہندی پاؤ درہم
اور سودے کا مسہل یہ ہے غاریقون افتیمون کالی ہڑ اسطوخودوس ہر ایک نصف مثقال اور ان
سب دواؤن مین گوگل اور کتیرا پاؤ درہم ملا لینا واجب ہے پیچش کے روکنے کے لیے) اور ان سبکو
روغن بادام سے چکنا کرلیا جائے (روغن بادام استسقاء کے لیے مفید بھی ہے) اور اگر بہت سے
اخلاط کے نکالنے کی ضرورت معلوم ہو تو انکو کئی بار مین نکالا جائے ورنہ جگر اور معدہ کی قوتین
ضعیف پڑجائینگی اور انکے لیے مدر دوائین یہ ہین قوہ اور تخم کرفس اور انیسون اور سونف اور کاسنی
کے بیج اور ککڑی اور خربزہ کے بیج اور قرص مازریون بے انتہا مفید ہے ان سب ادویہ کا بعض کا
مزاج کے موافق عرقون اور شربتون کے ساتھ استعمال کیا جائے غذائین یہ ہین ہر وہ چیز
کھائے جو جوہر کے اعتبار سے جید ہو اور لطیف ہو اور اسمین فضلے کم ہون جیسے مرغ کے چوزون
یا تیترون یا کلیان نکلے ہوے کبوتر کے بچون کے شوربے یا انکی یخنی یا مویز منقی اور کھٹے انار کے
ساتھ اور پودینہ کے ساتھ یا توسے پر بھون کر اور دارچینی اور کالی مرچ اور مصطگی اور سونٹھ اور زعفران
اور سوکھے دھنیے کے ساتھ لگانے کی دوائین یہ ہین ضماد بکری کی مینگنیان اور گائے
کے گوبر کا اپلا اور پاپڑی لون اور سرکہ اسکا لیپ کیا جائے اور اکثر اوقات (خشکی بڑھانیکے لیے)
اسمین گندھک بڑھا دیجاتی ہے لحمی استسقاء والا تو اسکا لیپ اپنے سارے بدن پر لگائے اور
زقی استسقاء والا اپنے پیٹ پر اور ہاتھ پیرون پر (اگر انپر ورم ہو) اور اس سے ضعف درجہ نمک
اور سرکہ اور بانجھر کا لیپ ہے اور طبلی والے کا پیٹ گرم بھوسی اور باجرے اور نمک سے سینکا جائے
اور ان سب کو بہتے ہوے دریاؤن مین نہانا مفید ہے (جنمین نمک اور گندھک کے اجزاء
شامل ہون) اور پسینا لانے والا (اور خشکی پیدا کرنے والا) حمام بھی مفید ہے لیکن تر حمام (یہ
وہ حمام ہے جسمین پانی کا استعمال ہوا کے اعتبار سے زیادہ ہو) اور میٹھے پانی کا حمام ان لوگون
کے لیے بہت مضر ہے (ترطیب کی وجہ سے) مین کہتا ہون استسقاء والے کو روٹی
کھانے سے اسلیے روکا جاتا ہے کہ روٹی اپنی لزوجت اور لس سے سدے پیدا کردیتی ہے اور

غلیظ غذاؤن سے بھی اسی لیے روکا جاتا ہے کہ یہ بھی سدے ڈالتی ہین اور سدہ ہی اس بیماری کا مدار کار ہے اور خشکار (بن چھنے آٹے کی روٹی) کی تفسیر پیشتر گذر چکی ہے اور مولف نے جو اور قواعد کلیہ لکھے ہین اُنکی وجہین بھی ظاہر اور کھلی ہوئی ہین اور یہ جو مولف نے لکھا ہے کہ تریاق فاروق اگر کئیں روز استعمال کیجائے تو استسقا بالکل جاتا رہتا ہے اسکو شیخ نے بھی بعض اطباء سے نقل کیا ہے لیکن دلیل سے اسکی تصحیح مشکل ہے شیخ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ تریاق عرق پودینہ کے ساتھ استعمال کی جائے اور دن بھر مین صرف ایک دفعہ کھانا کھایا جائے اور اونٹنیون کا دودھ استسقا کو بالخاصہ نفع بخشتا ہے کیونکہ مرض استسقا بھی بارد ہوتا ہے اور یہ دودھ بھی بارد تو یہی رہا کہ بالخاصیت نفع کرے جیسے سرد کاسنی جگر کے امراض باردہ مین نفع کرتی ہے اور گرم سقمونیا امراض صفراویہ مین نفع بخشتی ہے اور دودھ پینے والے کو اسکا لحاظ ضرور چاہیے کہ حب سکبینج وغیرہ سے بدن مین اسکو کھپا دے اور قرص مازریون کا یہ نسخہ ہے مازریون مدبر جو ایک رات دن سرکہ مین بھگو کر خشک کر لیجائے اور روغن بادام سے چرب کر لیجائے اور زردہ اور جو کا آٹا ہر ایک ایک جزو شکر طبرزد کے ساتھ ملا کر قرص بنا لیے جائین مقدار شربت ایک مثقال جلاب کے ساتھ اور باقی متن ظاہر و واضح ہے مولف کہتا ہے

آنتون کی بیماریون کا بیان

مین کہتا ہون بدن مین گنتی کی چھ آنتین ہین پہلی آنت کا نام تو اثنا عشری ہے اور دوسری کا نام صائم تیسری آنت لانبی اور لپٹی ہوئی ہے جسکا نام دقاق اور لفائف ہے چوتھی کا نام اعور ہے پانچوین کا نام قولون ہے چھٹی کا نام مستقیم ہے اور یہ آنت مقعد سے ملی ہوئی ہے اعور سے اوپر والیون کا نام امعاء علیا ہے یہ آنتین باریک ہین اور اعور سے آنتون کے اخیر تک کا نام امعاء سفلی ہے اور یہ آنتین موٹی ہین اور یہ آنتین کل بذریعہ رباطات کے پیٹھ سے بندھی ہوئی ہین جس آنت کا نام اثنا عشری ہے وہ تو قعر معدہ سے متصل ہے اور اسکا منھ معدے سے ملا ہوا ہے جسکا نام بواب ہے معدے سے اسی مین ہو کر فضلہ خارج ہوتا ہے اور یہ منھ مری کے مقابل ہے کیونکہ جو چیز معدے مین داخل ہوتی ہے وہ مری ہی مین ہو کر داخل ہوتی ہے جیسا کہ خارج ہونے والا فضلہ بواب ہی سے ہو کر خارج ہوتا ہے اور اس آنت کا نام اثنا عشری اسلیے ہے کہ شخص کی یہ آنت اُسکی بارہ اُنگلیون کے برابر ہوتی ہے اور اسکے ساتھ جو دوسری آنت متصل ہے اُسکا نام صائم ہے اور یہ نام اسلیے ہے کہ یہ اکثر خالی ہی رہتی ہے کیونکہ جو چیز اسمین جاتی ہے اُسمین ٹھہرتی نہین اور یہ اسوجہ سے کہ ماسا ریقا

اوہی آنت کے ساتھ جسقدر اتصال ہے وہ اسکے ساتھ اثنا عشری کو نہین ہے اور ماساریقا تمام آنتون
مین جگر سے زیادہ نزدیک ہے پس جو کچھ صائم مین ہوتا ہے اُسکو ماساریقا فوراً جذب کرلیتی ہے اور صائم
پتے کے بھی قریب ہے تاکہ پتّے سے صفرا اُسکی طرف جذب ہوکر آئے پس وہ صفرا اُسکو فوراً دھو بھی ڈالتا
ہے اسی لیے وہ اکثر خالی ہی رہتی ہے اور گویا روزہ دار رہتی ہے اور اس سے ایک دوسری آنت اور متصل ہے
جسمین پیچیدگیان اور بہت سے بل پڑے ہین تاکہ ان پیچیدگیون کی وجہ سے اُسمین غذا کا قیام ہو اور
ماساریقا اُسمین سے غذا کو جذب کرے اور اس آنت کے نیچے کے حصے سے ایک اور آنت ملی ہوئی
ہے جسکا نام اعور ہے (اعور یک چشم کو کہتے ہین اور اسکو اعور اسلیے کہتے ہین کہ) اسکا صرف ایک ہی منھ
ہے جو کچھ اسمین آتا ہے اُسی منھ مین ہوکر آتا ہے اور جو کچھ نکلتا ہے اسی سے نکلتا ہے اور اسکی وضع پشت
کی جانب ہے اور کچھ داہنی جانب کو بھی مائل ہے اور یہ اسلیے پیدا کی گئی ہے کہ فضلے اسمین جمع رہین
اور بار بار پائخانہ جانے کی ضرورت نہو اسکے علاوہ اگر فضلے کل آنتون مین پھرتے رہتے تو قولنج کا اندیشہ
ہوتا اور اُنکا دفع ہونا بھی مشکل ہوتا اور اعور کے نیچے سے ایک آنت ملی ہوئی ہے جسکا نام قولون ہے
اور اسکا یہ کام ہے کہ فضلے بتدریج دفع کرے پھر اس سے معا مستقیم ملی ہوئی ہے جو فضلون کو باہر پھینکتی
ہے اور اس سے یہ بھی نفع ہے کہ فضلون کو بالتدریج دفع کرتی ہے اور بتدریج دفع کرنے مین یہ مصلحت ہے
کہ اعضاء غذا کو حتے الامکان اچھی طرح سے جذب کرلین (یعنی فضلون مین جو کچھ غذائیت رہگئی ہو اور
اعضاء کو اسکی ضرورت واقع ہو جائے کہ غذا کے طالب ہون اور علاوہ اُس غذا کے جو فضلون
مین ہے کوئی اور غذا میسر نہو تو وہ اُسی مین سے اپنی غذائیت کو حاصل کرلینگے) اور یہ بات اُسی وقت
ہوسکتی ہے جبکہ فضلے بتدریج خارج ہون کیونکہ فضلون کا ایکبارگی نکلجانا اس مصلحت کے خلاف تھا **مؤلف کہتا ہے**

اسہال یعنے دستون کا آنا دست یا تو کسی چیز کے کھا لینے سے آتے ہین یا مواد اعضا
سے آتے ہین جو دست کھانے سے آتے ہین وہ یا تو دست آور دواؤن کے استعمال سے آتے
ہین جنھون نے آنتون کی تمام قوتون کو ضعیف کردیا ہے یا بہت سا کھانا کھا لینے سے آتے ہین
جس سے تخمہ عارض ہو جائے یا کسی ایسی غذا کے استعمال سے جو لسدار اور پھسلانے والی ہو
جیسے آلو بخارا ہے یا کسی بدمزہ غذا استعمال کرلینے سے (کہ جس سے طبیعت کراہت کرے اور اُسکے
ہضم سے ناگواری ظاہر کرے اور بغیر ہضم ہوئے اُسکو دفع کردے) یا بے بھوک کھانا کھا لینے سے

کہ یہ طبیعت کی نفرت کا سبب ہوتا ہے (اور طبیعت اُسکو دفع کردیتی ہے) یا پیٹ پھُلانے والی
غذاؤن کے استعمال سے جس سے ریاح پیدا ہوجائین اور اسکے فراحم ہون کہ معدہ غذا پر اچھی طرح
مشتمل ہوجائے پھر اس سے بدہضمی ہوجاتی ہے اور غذا دفع ہوجاتی ہے ان سب امور کے پہچاننے
کی سبیل ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ ان دستون سے پیشتر کون سبب عارض ہوچکا ہے (آیا کوئی بدمزہ
غذا کھالی ہے یا کوئی چکنی ہوئی غذا کھالی ہے یا کوئی دست آور دوا کھالی ہے یا بے بھوک کھانا
کھالیا ہے غرض جو سبب پہلے متحقق ہوچکا ہو وہی اس اسہال کا موجب ہے) اور اسہال امتلائی کی
یہ بھی پہچان ہے کہ اسکے بعد معدہ اور آنتون مین ثقل کے جاتے رہنے سے خفت پائی جائے اور
اسہال ریحی کی یہ پہچان ہے کہ جب یہ اسہال ہوتا ہے تو اسکے ساتھ پیٹ مین قراقر زیادہ ہوتا ہے
(کیونکہ ریح کی حرکت کے وقت اُس سے آواز پیدا ہوتی ہے) **مین کہتا ہون** مؤلف نے اسہال
کرنے والی وہ دوائین اعتبار کین جنھون نے آنتون کو اختلاف قوت سے دبا لیا تو اختلاف قوت
اسیلیے اعتبار کیا گیا کہ اسی اختلاف کی وجہ سے ان دواؤن نے بہت سے ایسے مواد نکالدیے
جنکا نکلنا نہین چاہیے تھا کیونکہ اُسی اسہال مین یہان کلام ہو رہا ہے جو مرض ہو یا اسیلیے کہ جب
اُنکی قوتین مختلف ہوجاتی ہین تو اس سے معدے کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ نفرت طبیعت کا موجب
ہوتا ہے تو جو کچھ معدے مین ہوتا ہے طبیعت اُسکو آنتون کے راستے نکالدیتی ہے اور جو اسہال
غذاؤن کی کثرت سے ہوتا ہے اُسکا نام ہیضہ ہے **مؤلف کہتا ہے** اور جو اسہال اعضاء سے ہوتا ہے
وہ یا تو کسی معین اور خاص عضو سے ہوتا ہے یا غیر معین عضو سے اور جو اسہال عضو معین سے ہوتا
ہے وہ یا تو دماغ سے ہوتا ہے اسطرحپر کہ اُس سے (معدے یا آنتون پر) نزلہ گرتا ہے اور غذا کو
فاسد کردیتا ہے اور اسکو نکالدیتا ہے (اور اُسکے ساتھ ساتھ خود بھی نکلجاتا ہے) یہ اسہال باریون
مین محفوظ ہوتا ہے (اسطرحپر کہ شروع دن مین بہت ہوتا ہے اور اُسکے بعد تھوڑا تھوڑا کرکے کم ہوتا
جاتا ہے یہانتک کہ رات کو بالکل منقطع ہوجاتا ہے) اور دیر تک سونے کے بعد ہوتا ہے (اسکا یہ
سبب ہے کہ جو مواد سر مین ہوا کرتے ہین وہ سوتے مین ٹھہرے ہوئے ہوتے ہین اور جاگنے کیوقت
حرکت کرتے ہین اور معدے مین اُترتے ہین اور جاگنے کی ابتدا مین نہایت کثرت سے مندفع
ہوجانے کے صالح ہوتے ہین اور اسکے بعد تھوڑا تھوڑا گھٹ جاتے ہین اور یہ اسیلیے کہ بیداری مین

یہ مجتمع نہین ہوتے (کیونکہ بیداری اُنکی محلل ہے اسکے علاوہ دن کی روشنی بھی انھین تحلیل کرتی ہے)
اور اسکے ساتھ نزلون کی علامتین بھی ہوتی ہین مین کہتا ہون جو مادہ دماغ سے معدے
کی طرف تالو کے راستے سے اُترتا ہے اسکا یہ اترنا دماغ کے سوء مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے
جسکی وجہ سے اُسمین فضلے مجتمع ہو جاتے ہین اور یہ باریون کے اعتبار سے محفوظ اسلیے ہوتا ہے
کہ اسہال فضلے کے اترنے اور معدے مین جمع ہونے کے موافق ہوا کرتا ہے اور ان دونون باتون
کے لیے زیادہ زمانے کی ضرورت ہے اور سو کر اُٹھنے کے بعد اسلیے ہوتا ہے کہ سوتے مین چونکہ
حرارت کی توجہ باطن کی طرف ہوا کرتی ہے تو وہ حرارت ہر اُس مادہ کو جو بہنے کے قابل ہوتا ہے
بہا دیا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ آدمی کو سو کر اُٹھکے غالبًا پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے
اور نزلون کی علامتین یہ ہین کہ اگر گرم نزلہ ہوتا ہے تو ناک مین خارش اور آنکھون مین سرخی
پائی جاتی ہے اور اگر نزلہ بارد ہوتا ہے تو حواس مین سستی اور سر مین گرانی وغیرہ ہوتی ہے مؤلف
کہتا ہے اور یا اسہال معدہ سے ہوتا ہے پس اسکی حالت تدبیر کی جودت اور ردائت کے اختلاف
کے موافق مختلف ہو سکتی ہے اگر یہ معدی اسہال معدے کی قوت ہاضمہ کے ضعف یا قوت ہاضمہ کے
بالکل جاتے رہنے کے سبب سے ہے تو اسکے ساتھ گرانی ہوگی اور دست آنے سے پیشتر پیٹ مین بوجھ سا
معلوم ہوگا اور جو غذا خارج ہوگی وہ یا تو کم ہضم ہوئی ہوگی یا بالکل غیر منہضم ہوگی اور اگر یہ اسہال قوت
ہاضمہ کے تشویش فعل سے ہوگا (یعنی اسوجہ سے کہ بسبب حرارت کے قوت ہاضمہ کے اثر مین تشویش
اور پراگندگی ہوگئی ہے) تو اسوقت مین غذا بگڑ جائیگی اور جب طبیعت اُسکو دفع کریگی تو وہ فاسد ہی
ہوگی اور یا یہ اسہال قوت ماسکہ کے ضعف سے ہوگا تو طبیعت اُسکی حفاظت پر قادر نہوگی اور ہضم
ہونے سے پہلے ہی اُسکو دفع کر دیگی اور اسحالت مین وہ غذا خارج ہوگی کہ اسمین کچھ تو نہین سا ہضم
ہو چکا ہوگا (یعنی صرف اُسی قدر جتنی دیر وہ ٹھہری ہے اور یہ حالت قوت ہاضمہ کی تندرستی کی ہے) اور
اسمین گرانی کی مدت بھی کم ہوگی (کیونکہ غذا کے ٹھہرنے کی مدت کم ہے) اور یا یہ اسہال قوت دافعہ کے
ضعف سے ہوگا اسوقت مین غذا یکبارگی دفع نہین ہوگی بلکہ تھوڑی تھوڑی کہکے نکلیگی (کیونکہ غذا
کا دفع کرنا یہ قوت دافعہ کا کام ہے اور قوت دافعہ ضعیف ہے اور اسکو یہ بات بھی لازم ہے کہ غذا کے
کچھ اجزا زیادہ ہضم ہو جائین اور کچھ تھوڑے کیونکہ جو اجزا دیر مین نکلینگے اُنمین قوت ہاضمہ اپنا پورا اثر کریگی

کیونکہ قوت ہاضمہ کو تندرست اور قوی فرض کیا ہے) آور یا یہ اسہال معدے کی رطوبتون کی کثرت سے ہوگا
(جو غذا کو پھسلا دینگی اور) وقت سے پہلے نکالدینگی اور اسی کے ساتھ کچھ لسدار رطوبتین بھی نکلینگی آور ان نکلنیوالی
رطوبتون کی دو حالتین ہین یا تو چپچپی اور لسدار ہوتی ہین (کہ معدے پر گرتی ہین اور معدہ انسے کراہت کرتا ہے
اور انھین اپنے مین کی غذا کے ساتھ دفع کر دیتا ہے) آور کبھی یہ رطوبتین کھاری اور نمکین ہوتی ہین (پس
چونکہ انمین خراش کی قوت ہوتی ہے اس سے وہ غذا کو نکالدیتی ہین اور اسہال کا سبب ہو جاتی ہین
اسکے علاوہ معدے کو بھی انسے نفرت اور کراہت ہوتی ہے اور وہ انکو دفع کر دیتا ہے) اور ان دونون
قسمون کی رطوبتون مین منھ کے مزے سے تفرقہ کیا جاتا ہے آور کبھی معدے کے قرحون کی وجہ سے
بھی غذا پھسل پڑتی ہے (کیونکہ جب غذا ان پر وارد ہوتی ہے تو انمین لذع کرتی ہے اور انھین اذیت
دیتی ہے پس قوت دافعہ اسے دفع کر دیتی ہے) اور اسکی یہ پہچان ہے کہ غذا کے وارد ہونے کیوقت
ہلکا ہلکا درد محسوس ہو اور غذا کے دفع ہو جانے کے وقت جاتا رہے اور منھ مین دانے ہون (کیونکہ
منھ کی سطح معدے کی سطح سے متصل ہے پس اسکا اثر جو قرحہ پڑنے کا سبب ہے منھ کی سطح تک پہونچتا ہے
اور منھ مین دانے پڑ جاتے ہین) آور قی مین پیپ اور باریک باریک چھلکون کا نکلنا یہ بھی اسکی پہچان ہے
(کیونکہ جب معدہ چھل جاتا ہے تو اسکے چھلکے پاخانے مین بھی نکلتے ہین مگر کم اور قی مین بھی نکلتے ہین
برخلاف آنتون کے چھلکون کے کہ یہ صرف پاخانے ہی مین نکلتے ہین نہ قی مین) اور جس سوء مزاج سے
معدہ ضعیف ہوتا ہے وہ اکثر سرد تر ہوتا ہے (ضعف کے لفظ سے کسی خاص قوت سے مختص ہونا سمجھا جاتا ہے
مگر اطبا کی عادت اسطرح پر جاری ہوئی ہے کہ ضعف معدہ کا اطلاق ہضم کے مختل ہو جانے پر کیا کرتے
ہین اور یہ اسوجہ سے کہ عضو کو ضعیف اسی وقت کہا جاتا ہے جبکہ اسکے فعل مین کوئی آفت ہو اور جمہور کے
نزدیک معدے کا مشہور فعل فقط ہضم ہی ہے اسی سبب سے جب معدے کو کہینگے کہ ضعیف ہے تو اس سے
یہی مراد ہوگی کہ اسکا ہضم ضعیف ہے اور ضعف ہضم کی پیدایش اکثر برودت اور رطوبت ہی سے ہوتی ہے چنانچہ
اسکا بیان متعدد دفعہ گذر چکا ہے) مین کہتا ہون اگر اسہال کا سبب نفس معدے مین ہوگا تو تدبیر کی
جودت اور ردائت بہت تھوڑے زمانہ مین اپنا اثر کر سکتی ہے آور اگر یہ سبب دماغ مین ہوگا تو معدے کی تدبیر
اسمین ابتداءً اپنا اثر نہ کریگی آور ضعفِ قوتِ ہاضمہ اور بطلانِ ہضم کے وقت گرانی ہونے کی یہ وجہ ہوتی
ہے کہ گرانی تو ہضم ہی سے دفع ہوتی ہے اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے ویخرجہ قلیل الهضم او عادهضم

تو قلیل الہضم کا لفظ تو ضعفِ قوت ہاضمہ کے متعلق ہے اور عادمہ کا لفظ لبطلان ہضم کے متعلق ہے
یعنی اگر قوت ہاضمہ ضعیف ہوگی تو غذا قلیل الہضم خارج ہوگی اور اگر ہضم بالکل باطل ہو جائیگا تو غذا بالکل
غیر منہضم خارج ہوگی اور قوت ماسکہ کے ضعف اور قوت ہاضمہ کے ضعف مین فرق سمجھنے کی یہ صورت
ہے کہ قوت ماسکہ ضعیف ہونے کے وقت گرانی اور ثقل غذا کی مدت کم ہوتی ہے (اُسی قدر
ثقل ہوگا جتنی دیر غذا کا قیام اور مکث ہوگا) اور جو اسہال پھسلانے والی رطوبتون کی کثرت سے ہوتا ہے
اُس اسہال کا نام زلق المعد ہ ہے اور معدے کے قرحے غذا کو اسلیے پھسلا دیتے ہین کہ جب غذا
قرحون سے ملتی ہے تو اُنہین لذع کرتی ہے اور اذیت دیتی ہے اسوجہ سے اُسکو طبیعت دفع کر دیتی ہے
اور اسکی پہچان یہ ہے کہ غذا کے تناول کے بعد درد پیدا ہو جائے اور غذا کے دفع ہو جانے کے
بعد بالکل درد نہ رہے مؤلف کہتا ہے یا اسہال جگر اور ماساریقا سے ہوتا ہے اور ان دونون
اسہالون اور معدی اسہال مین یہ فرق ہے کہ ان دونون مین معدہ اپنے فعل کو پورا کر لیتا ہے اور
غذا پورے طور پر کیلوس بنجاتی ہے (اور اسہال مین نکلتی ہے) اور معدے مین کوئی ضرر اور بوجھ نہین
ہوتا (بخلاف معدی اسہال کے کہ اُسمین ان باتون مین سے کوئی بات نہین ہوتی) اور جو حاذق طبیب
ہین اُنکو ضعف معدہ والے اسہال اور ضعف جگر والے اسہال کا رنگ مشتبہ نہین ہوتا (بلکہ وہ دیکھتے
ہی پہچان لیتے ہین کہ یہ ممعود ہے اور وہ مکبود ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مکبود وہ شخص ہے جسکے
جگر کے افعال مین ضعف ہو بلا اسکے کہ ظاہر طور پر کوئی ورم یا دبیلہ ہو کیونکہ جب ظاہری بیمارون مین سے
ہر ایک بیماری ایک خاص نام سے مختص ہوگئی تو جو بیماری باطنی تھی اور جسکے لیے ظہور نہ تھا اُسکا ایک عام
نام رکھدیا گیا اور صرف اسی قدر امتیاز کے لیے کافی ہے اسیطرح ممعود بھی وہ شخص ہے جسکے معدے
مین ضعف ہو بلا اس بات کے کہ معدے مین بظاہر کوئی ورم وغیرہ ہو یہ بھی جاننا چاہیے کہ معدی اسہال
کا رنگ رصاصی یعنی قلعی کے مشابہ یعنی ہلکی سفیدی تھوڑی نیلاہٹ لیے ہوے کیونکہ ضعف معدہ
کے وقت بلغم کی کثرت ہو جاتی ہے اور سفیدی پیدا ہو جاتی ہے اور خون کی کمی سے زردی پیدا
ہوتی ہے اور خون کی ٹھنڈک اور اُسکے جم جانے سے سیاہی آتی ہے اور زردی اور سیاہی کے
مل جانے سے سبزی پیدا ہوتی ہے اور اگر اُسکے ساتھ زردی ہوتی ہے تو زردی سفیدی مائل ہوتی
ہے زردی تو خون کی کمی کے سبب سے اور سفیدی جلد کے رنگ کے اُس رنگ پر غالب آجانے سے ہوتی ہے

جسکا ظہور خون کی کثرت کے وقت کم ہوتا تھا اسکے علاوہ بلغم کی پیدایش اُسوقت مین بہت ہوتی ہے
اور اسلیے بھی کہ جو بخار منھ کی طرف چڑھکر آتا ہے اُسکا رنگ سفید ہوتا ہے خصوصاً اُسوقت کہ پانی بہت سا
پیا ہو کیونکہ یہ بخار مائیت بہت رکھتا ہے اور کمبود یعنی ضعف جگر والے کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے جسمین
کچھ سبزی اور تیرگی ہوتی ہے زردی تو اسلیے کہ خون کم ہوتا ہے اور سفیدی اسلیے کہ جلد کا رنگ نکل آتا ہے
اور سبزی اور تیرگی اسلیے کہ ٹھنڈک اور خون کے جم جانے سے جو سیاہی پیدا ہوتی ہے وہ خون کی کمی والی
زردی مین ملجاتی ہے اور سبب یہ ہے کہ ضعف جگر طبعی خون کی پیدایش کو کم کردیتا ہے اور اخلاط اور مائیت
اس تھوڑے سے خون مین سے جدا نہین ہوتے اور سب باہم ملے ہوے اعضاء کی طرف بہ آتے ہین اسی سے
وہ رنگ ظاہر ہونے لگتا ہے جسکی ترکیب زردی اور سیاہی سے ہوتی ہے اور اس مرکب رنگ کیلیے
کوئی خاص نام نہین ہے) اور معدی اسہال اور کبدی اسہال مین یہ بھی فرق ہے کہ معدی اسہال مقدار
مین زیادہ ہوتا ہے اور آنے مین متصل نہین ہوتا (کیونکہ جب معدہ فاسد غذا سے بوجھل ہو جاتا ہے اور اُس سے
کھنچ جاتا ہے تو اُس غذا کو بالکل آنتون پر پھینک دیتا ہے اور یہ اُسوقت جبکہ معدہ تندرست اور قوی
ہوتا ہے اور آنتون کے لیے کوئی ایسی مضرت نہین پیدا ہوتی کہ وہ اُسکے دفع کرنے کے لیے انہین
محتاج کرے پس آنتون مین یہانتک ثقل باقی رہتا ہے کہ غذا مین سے اسقدر بہت سی چیز آنتون مین
مجتمع ہو جائے کہ انہین کھنچاؤ پیدا کرے اور انہین دفع کرنے کا محتاج کرے پس آنتین اُسکو اسطرح پر دفع
کرتی ہین جیسے کہ حالت صحت مین دفع کرتی تھین اسی سبب سے مقدار مین بہت ہوتا ہے اور مرتبون مین
متصل نہین ہوتا) اور معدی اسہال اکثر دن کو ہوتا ہے اور کبدی اسہال اکثر رات کو ہوتا ہے (کیونکہ
اکثر آدمیون کی عادت دن کو کھانا کھانے کی ہوتی ہے اسوجہ سے انکے معدون مین غذا دن کو
ہوتی ہے اور جگر مین رات کو ہوتی ہے پھر جبکہ معدہ ہضم کرنے سے ضعیف ہو جاتا ہے تو جو کچھ اسمین دن کو
آتا ہے اُسے وہ دفع کرچکتا ہے اور جب جگر ضعیف ہوتا ہے تو جو کچھ جگر مین رات کو آتا ہے وہ اُسے
رات کو دفع کردیتا ہے) اور اسہال کبدی اور اسہال ماساریقا مین یہ فرق ہے کہ کبدی کے ساتھ رنگ
اور پیشاب دونون متغیر ہوتے ہین (کیونکہ کبدی اسہال اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ جگر مین بہت بڑا فساد
پیدا ہو جائے اور اُسوقت اُسکے آثار کا ظہور رنگ اور پیشاب دونون مین ضرور ہوتا ہے بخلاف
ماساریقا والے اسہال کے کیونکہ کیموس کے ہضم کرنے مین ماساریقا کا قوی اثر نہین ہوتا اسلیے ماساریقا

مین ضعف آجانے کے وقت رنگ اور پیشاب متغیر نہین ہوتا) اور ان دونون (یعنی اسہال کبدی اور
اسہال ماساریقا) اور اسہال معوی (یعنی آنتون والے اسہال) مین یہ فرق ہو کہ جو خلط جگر سے مندفع ہوتا ہے
وہ مقدار مین زاید اور مرتبون مین کم ہوتا ہے (کیونکہ جب آنتین قوی اور تندرست ہوتی ہین اور اُنمین خراش
نہین ہوتا تو جسوقت انکی طرف جگر مین سے تھوڑا سا مادہ مندفع ہوتا ہے تو اس سے اُنھین ایسی مضرت
عارض نہین ہوتی کہ وہ انھین اسکے دفع کرنے پر محتاج کردے پس وہ مادہ آنتون مین اتنے عرصے تک
جمع رہتا ہے کہ بہت سی مقدار مادے کی اُنمین جمع ہوجائے اور آنتون مین کھنچاؤ کرے اور مادے کے
دفع کرنے پر مجبور کرے اسی وجہ سے بڑے بڑے دست طولانی مدت مین آتے ہین برخلاف آنتون والے
اسہال کے کیونکہ آنتون مین جو ردی مادہ آجاتا ہے وہ اُس سے اذیت پاتے ہین اور اُسکے دفع کرنے
پر سبقت کرتے ہین اور اتنی دیر تک اُنکو نہین رکھ چھوڑتین کہ مقدار مین زیادہ جمع ہوجائے) اور خلط
پاخانے مین ملا ہوا نہین ہوتا بلکہ پاخانے کے بعد آتا ہے (یہ فرق کلی طور پر درست نہین کیونکہ جب
اس خلط مین حدت نہین ہوتی تو اسپر مجبور نہین کرتا کہ جلد دفع کردیا جائے بلکہ دیر تک آنتون مین رہتا
ہے اور پاخانے مین خوب ملجاتا ہے ہان اگر اس خلط مین حدت ہوتی ہے تو مجبور کرتا ہے کہ جلد دفع
کردیا جائے اور اسوقت البتہ پاخانے سے متمیز ہوتا ہے) اور بغیر مروڑ کے آتا ہے (کیونکہ آنتین خراش
وغیرہ سے سالم ہوتی ہین) اور اسہال کبدی کا سبب یا تو قوت ہاضمہ سے ہوتا ہے اور اسکی تین صورتین
ہین قوت ہاضمہ بالکل جاتی رہے قوت ہاضمہ ضعیف ہوجائے قوت ہاضمہ کا فعل پراگندہ اور مشوش
ہوجائے اگر قوت ہاضمہ بالکل جاتی رہتی ہے تو خلط کیلوسی نکلتا ہے (یعنی کیموس بننے سے قبل دفع
ہوجاتا ہے) اور اگر قوت ہاضمہ ضعیف ہوجاتی ہے تو کیلوس ہونے سے کچھ زیادہ ہوکر نکلتا ہے
(یعنی اُسمین کچھ کیموسیت آجاتی ہے لیکن بالکل کیموس نہین ہونے پاتا ہان کیلوس سے کچھ بڑھ جاتا ہے)
اور اگر قوت ہاضمہ کا فعل مشوش ہوجاتا ہے تو فاسد ہوکر دفع ہوتا ہے (اور ان تینون حالتون مین
اس قابل نہین ہوتا کہ اعضا مین نفوذ کرسکے پس قوت دافعہ اُسکو دفع کردیتی ہے) اور ان صورتون
مین پیشاب مین بھی نضج نہین ہوتا اور یا اسہال کبدی کا سبب قوت ماسکہ سے ہوتا ہے (اس طرح پر
کہ قوت ماسکہ ضعیف پڑجائے اور اپنی طرف کے منجذب کیلوس کو اتنی دیر نہ روک سکے کہ قوت ہاضمہ
اُسے ہضم کرلے پس وہ پورے طور پر ہضم نہوگا اور اعضا اُسے قبول نہ کرینگے اور قوت دافعہ اُسکو

دفع کردیگی) پس نکلجائیگا (آنتون کی طرف بالطبع یا قوت دافعہ اُسے دفع کردیگی) اور ہضم مین کیلوسیت سے
کچھ آگے بڑھ چکا ہوگا (اتنا کہ جسقدر ٹھہرا ہے) اور جگر مین دیر تک اُسکا قیام ہوا نہین (کہ کیموس بن جاتا)
آور یا اسہال کا سبب قوت ممیزہ سے ہوتا ہے (اسطرحپر کہ قوت ممیزہ ضعیف ہوجائے اور خون اور مائیت
مین پوری تمیز نہ دیسکے پس یہ خون اس قابل نہوگا کہ اعضاء کی غذا ہوسکے اور اعضاء قوت سے اُسکو
جذب نہ کرینگے اور جگر مین بند رہجائیگا یہانتک کہ جگر پر بار ہوجائیگا اور قوت دافعہ اُسکو آنتون پر پھینکدیگی
جسطرح کہ فاسد کیلوس کو قے کے ساتھ دفع کردیتی ہے) اب جو نکلیگا تو ایسا نکلیگا جیسا گوشت کا دھوون
ہوتا ہے (جبکہ آنتون تک پہونچیگا) آور یا اسہال کا سبب قوت جاذبہ سے ہوتا ہے (کہ قوت جاذبہ ضعیف
ہوجائے) تو کیلوس کو اُسیقدر جذب کرسکیگی جسقدر اُسمین قوت ہوگی (پس آنتون مین بہت ہوجائیگا اور
طبیعت کو دفع کرنے پر مجبور کریگا) اور جو کچھ خارج ہوگا وہ زیادہ ہوگا اور کیلوسی ہوگا آور ضعیف کرنے والے
مزاج اپنی علامتون سے پہچانے جاتے ہین (جو بیان ہوچکی ہین) یا اسہال ورم یا سدون سے ہوتا ہے
(جو جگر کے مقعر مین پڑجاتے ہین) پھر جذب ہوا کیلوس جگر مین نفوذ نہین کرتا (اور اُلٹا آنتون کی طرف عود
کرآتا ہے) آور اسہال ماساریقی بھی اس بات مین ورمی اسہال اور سددی اسہال کا شریک ہے (کیونکہ
ماساریقی بھی جذب کیے ہوے کیلوس کو جگر مین جانے سے روکتا ہے) لیکن کبدی اور ماساریقی اسہال
مین یون فرق کیا جاتا ہے کہ اگر امراض جگر کے علامات بھی اسکے ساتھ ہونگے تو کبدی ہے ورنہ ماساریقی
اور اسطرح بھی تفرقہ کیا جاتا ہے کہ کبدی اسہال مین ثقل زیادہ ہوتا ہے اور پہلو کی طرف مائل ہوتا ہے
(کیونکہ وہی مقام جگر ہے اور ماساریقی مین جو ثقل ہوتا ہے وہ پیٹ کی طرف مائل ہوتا ہے) بلکہ بسا اوقات
ماساریقی اسہال مین کسی قسم کا ثقل ہی نہین محسوس ہوتا یعنی اُسوقت جبکہ سدہ اور ورم اُسکے اطراف مین
آنتون کی جہت پر ہوتا ہے کیونکہ اسکی طرف کیلوس پہونچتا ہی نہین کہ اُسکو بوجھل کردے آور یا اسہال
کبدی جگر کے کسی رگ کے منھ کھلجانے سے یا رگ کے (طول مین) شق ہوجانے سے یا جگر کے
جرم مین قطع واقع ہونے سے مار کھاکر یا گر پڑنے سے عارض ہوا کرتا ہے اور ضربہ اور سقطہ کی پہچان یہ
ہے کہ اسہال سے پیشتر ایسا ہوا ہو آور یا اسہال کبدی کسی تیز اور کھاجانے والے خلط سے ہوتا ہے
(کہ وہ اپنی حدت اور لذع سے جگر کو کھا جائے) اسوقت مین جما ہوا خون سوزش اور حدت کے ساتھ
نکلتا ہے اور اسکے ساتھ خوب زور کی پیاس بھی ہوتی ہے (جگر کی شدت اور حرارت کی وجہ سے)

اور کبھی اسہال کبدی کسی فاسد مادے کی وجہ سے ہوتا ہے جو جگر کو اُسکے دفع کرنے پر مجبور کردے (کیونکہ یہ مادہ جگر کو اذیت دیتا ہے اور جگر اُسکے دفع کرنے کے لیے حرکت کرتا ہے گو ضعیف ہی کیون نہو) اور یہ اسہال اور اس مادے کی قسم اُس سفید پیٹ یا زردپیپ یا صفرا سے پہچانی جاتی ہے جو اسہال کے ساتھ خارج ہوتے ہین اور اکثر اوقات یہ فساد اس حد تک پہونچا دیتا ہے کہ اسہال مین گوشت کے ٹکڑے برآمد ہونے لگتے ہین جو آگ مین نہین گل سکتے (اور نہ پانی مین گل سکتے ہین نفیسی مین ہے کہ ہم نے بہت سے لوگون کو دیکھا ہے جنکے جگر کے بڑے بڑے ٹکڑے کٹ کر گرے کہ اُنمین چھوٹی رگین تھین اور یہ لوگ اچھے بھی ہوگئے اور زندہ بھی رہے اور ان ٹکڑون کے آنتون سے نکلنے کی کیفیت مین اختلاف کیا گیا ہے بعض لوگ تو یہ کہتے ہین کہ جگر کا جرم گھلتا ہے اور آنتون مین ٹپک کر گرتا ہے اور اُنمین جمکر گوشت بنجاتا ہے جسطرح پر کہ تھا مگر یہ بات ٹھیک نہین ہے کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جائے تو اسکی باریک باریک رگون کو ہم دریافت کرینگے کہ یہ کہانسے آئین اور مؤلف کا یہ خیال ہے کہ آنتین پٹھے والے ریشون سے مرکب ہوتی ہین جب پیٹ مین آنتون کے باہر سے کوئی جگر کا ٹکڑا حاصل ہوتا ہے تو آنتون مین یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ طبیعت ان ریشون مین دوری کرکے کشادگی اور وسعت پیدا کردیتی ہے یہانتک کہ یہ جگر کے ٹکڑے اُنمین سما جاتے ہین اور سما جانے کے بعد یہ ریشے پھر آپسمین جیسے تھے ویسے ہی ملجاتے ہین اور اس سے آنتون مین کوئی خرق لازم نہین آتا لیکن مؤلف کا قول بھی بعید از قیاس ہے انتہی واللہ اعلم) مین کہتا ہون اسہال کبدی یا اسہال ماساریقی اور اسہال معدی مین یہ فرق ہے کہ جو کچھ کہ پہلے دونون اسہالون مین خارج ہوا کرتا ہے وہ پورا کیلوس ہوتا ہے کہ معدہ اُسمین اپنا پورا کام کرچکتا ہے لیکن جگر کا فعل اُسمین نہین ہونے پاتا (اور وہ صورت کیموسی نہین اختیار کرتا) اور جو کچھ کہ اسہال معدی مین نکلتا ہے وہ قریب قریب وہی غذا ہوتا ہے جو کھائی گئی تھی اور کیلوس بھی نہین ہونے پاتا اور معدہ پر گران بھی ہوتا ہے (اسکے ماسوا یہ فرق بھی ہے کہ کبدی اور ماساریقی مین معدہ مین کوئی ضرر اور کوئی آفت نہین ہوتی (مترجم کہتا ہے کہ اگر یہ اعتراض ہو کہ جگر اور معدے کی مشارکت تو اسکو مقتضی ہے کہ جگر کی آفت معدے تک متعدی ہو چنانچہ اسی اصل پر کئی مسئلون کو اطبا رنبا کرچکے ہین پھر یہ حکم کیونکر صحیح ہوگا کہ باوجود جگر کے مؤوف ہونے کے معدہ مؤوف نہین ہوا جواب یہ کہ یہان ابتداء مرض کا بیان ہے اور جب چند روز گذرین تو معدہ بھی خراب ہوگا)

آور کبود کا رنگ تو زردی مائل ہوتا ہے کیونکہ جو خون جگر مین حاصل ہوا ہے وہ کم ہے اور جو ہے
وہ زردی مائل ہے آور معود (یعنی معدی اسہال والے) کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے جس مین
تھوڑی سی تیرگی وغیرہ بھی ہوتی ہے جو اُن ردی اور فاسد بخارات کے ملجانے سے پیدا ہوتی ہے
جو معدے مین موجود ہین آور اسہال معدی مقدار مین زاید ہوتا ہے اور ٹھہر ٹھہر کر آتا ہے اور اکثر دن مین
ہوتا ہے کیونکہ غالباً معدہ دن ہی مین بھرا ہوتا ہے اور اسہال کبدی زیادہ تر رات کو ہوتا ہے کیونکہ
غالباً رات ہی خلاء معدہ کا زمانہ ہوتا ہے آور ماساریقی اسہال مین چونکہ جگر صحیح و سالم ہوتا ہے اسوجہ
سے رنگت اور پیشاب مین اسکا کوئی اثر نہین ہوتا اور کبدی اور ماساریقی اسہال اور آنتون والے اسہال
مین یہ فرق ہے کہ آنتون والا اسہال تھوڑا تھوڑا اور پاخانے مین ملا ہوا اور مروڑ کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے
بخلاف اسہال کبدی اور اسہال ماساریقی کے آور مسلم کیلوس کا خارج ہونا یہ جگر کی قوت ہاضمہ کے
بالکل جاتے رہنے کی علامت ہے اور کیلوسی حالت پر ہضم کا کچھ بڑھ جانا یہ قوت ہاضمہ کے
ضعف کی علامت ہے آور ہضم کا بگڑ جانا یعنی خارج ہوے مادّے کا ردی ہوجانا اور بگڑ جانا یہ
قوت ہاضمہ کے تشویش فعل کی علامت ہے (غرضکہ مؤلف کے کلام مین لف ونشر مرتب ہے) آور
پیشاب کا پختہ نہونا ان تمام اقسام مین برابر ہوتا ہے اور اُسکا ہضم ہوکر نکلنا اور بلا توقف جگر کیلوسی حالت
پر کچھ زاید ہوکر خارج ہونا یہ قوت ماسکہ کے ضعیف ہوجانے کی علامت ہے اور گوشت کا سا دھوون
نکلنا یہ جگر کی قوت ممیزہ کے ضعیف ہوجانے کی علامت ہے اور نکلے ہوے مادے پر کیلوس کا
غالب ہونا باوجود بعض اجزاء کے منہضم ہوجانے کے مگر نہ ہضم جگر یہ قوت جاذبہ کے ضعیف ہوجانیکی
علامت ہے آور جگر کی قوتون کو یا تو مزاج بارد ضعیف کرتا ہے یا حار یا رطب یا یابس ان سب کی
علامتین متعدد بار مذکور ہوچکی ہین اور باقی مضامین متن واضح اور ظاہر ہین اور ذوسنطاریا کبدی
اطباء کی اصطلاح مین خون کے اسہال کو کہتے ہین جو جگر سے ہو انھین مذکورہ اقسام مین سے۔
مؤلف کہتا ہے اور یا اسہال آنتون سے ہوتا ہے پس جس اسہال مین آنتون کا خراش
بھی ہو (سحج باعتبار حقیقت کے ایک عام لفظ ہے جو ہر عضو کے تفرق اتصال پر بولا جاتا ہے
لیکن مجازاً اُس سے آنتون کا تفرق اتصال اور خراش مراد لے لیا گیا اور یہ مجازاً اسقدر شایع ہوا کہ
جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اُس سے یہی خاص تفرق اتصال سمجھ مین آتا ہے) اُسکا سبب کوئی خلط جاذ

ہوتا ہے (جر) د کے معنی ہین کسی جسم کی ملاقات کے سبب سے کسی جسم کے ظاہر سے کسی چیز کا دور کردینا
اور جس جسم کی ملاقات سے ایسا ہو وہی درحقیقت اُسکا فاعل یعنی اُس شے کا دور کرنے والا ہوتا ہے
آور وہ یا تو صفراء ہوتا ہے یا گرم خون یا بلغم شور یا سودا یا آب زرداب یا پیپ) اور صفرا ردو ہنتہ کے اندرہی
اندر آنتون مین قرحہ ڈالدیتا ہے آور کبھی یہ قرحہ اس حدتک پہونچ جاتا ہے کہ آنتون مین سوراخ ڈالدیتا
ہے اور اس سوراخ سے پیٹ کی فضا تک ثفل نکل آتا ہے آور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس سے
پیٹ مین اتنا ثفل مجتمع ہوجاتا ہے کہ یہ شخص ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسے استسقا کی بیماری ہے
مگر یہ آدمی بچتا نہین مرجاتا ہے آور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ثفل کے مجتمع ہونے سے قبل ہی موت
آجاتی ہے (شیخ نے لکھا ہے کہ اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب آنتون کا قرحہ اس حدتک پہونچ جائے
کہ آنتون کے جوہر سے کوئی ذی حجم چیز نکلنے لگے تو تعفن پیدا ہوجاتا ہے اور چونکہ آنتون مین اور
معدے مین مشارکت ہے اسوجہ سے معدے کی قوت ساقط ہوجاتی ہے اور موت آجاتی ہے
اور جب قرحہ کی یہ حالت ہے تو آنتون مین سوراخ پڑجانے خصوصًا اوپر کی آنتون مین سوراخ پڑجانیکو
اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کس حدتک پہونچائیگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ باوجود موٹی آنتون مین خرق
ہوجانے کے بھی انسان زندہ رہتا ہے چنانچہ شیخ نے حکایت کی ہے کہ ایک آدمی کی نیچے
کی آنتون مین سے کوئی آنت سوراخ دار ہوگئی تھی اور اُس سے مراق مین بھی سوراخ ہوگیا تھا اور
وہین سے پیٹ مین بھی سوراخ پڑگیا تھا چنانچہ اسی سوراخ سے پاخانہ نکلا کرتا تھا پھر بھی وہ عرصہ تک
زندہ رہا) اور جو قرحہ موٹی آنتون مین ہوتا ہے وہ زیادہ اندیشہ ناک نہین ہوتا (کیونکہ یہ قرحہ جلد اچھا ہوکر
گوشت بھرلاتا ہے کیونکہ ان آنتون کو گوشت کی طبیعت سے بہت قرب ہوتا ہے اور انمین مدت
دراز تک دوائین ٹھہری رہتی ہین) اور سب سے بدتر وہ قرحہ ہے جو صائم نامے آنت مین پڑتا ہے
کیونکہ اس آنت مین رگین کثرت سے ہوتی ہین (اور اتنی کشادگی ہوتی ہے کہ انمین سے بہت سا خون نکلتا
رہتا ہے اور ایسے قرحے کا گوشت بھرلانا دشوار ہوتا ہے) اور اسلیے کہ یہ آنت جگر کے بہت قریب
ہوتی ہے (اسی لیے جگر اسکی مجاورت سے اذیت پاتا ہے) آور اسلیے کہ صفرا اس آنت پر بہت
ریزش کرتا ہے (آور صفراء ریزش کے وقت نہایت حاد ہوتا ہے اور ثفل سے ملکر بھی اُسکی حدت اور
لذع مین کسی طرح کی کمی نہین آتی بس اپنی حدت سے اس آنت کو چھیل ڈالتا ہے اور اسکا قرحہ بڑھجاتا ہے

اور چونکہ اسکا جرم بہت پتلا ہوتا ہے اسوجہ سے قرحہ اسکو سخت مضرت پہونچاتا ہے اور اسکا قرحہ کشادہ بھی ہو جاتا ہے نیز اسمین دوا بھی دیر تک نہین ٹھہرتی اسوجہ سے اُسکا بھرنا نہایت دشوار ہو جاتا ہے) اور سودا چالیس دن کی مدت مین قرحہ ڈالدیتا ہے (بشرطیکہ حموضت اور غلیان مین شدید نہو ورنہ دو ہفتہ سے کم مین ہی قرحہ ڈالدیتا ہے) اور یہ اسہال قاتل ہوتا ہے جو سوداوی اسہال زمین پر جوش کھانے لگے وہ بھی قاتل ہے بشرطیکہ ابتداے مرض مین واقع ہو یہانتک کہ اگر بحالت صحت و قوت بھی ایسا ہوتا ہے تو وہ مہلک ہوتا ہے (کیونکہ جس اسہال سے زمین پکنے لگے تو یہ نہایت محترق ہونے کی دلیل ہے اور افراط احتراق نہایت ردی امر ہے) اور بلغم شور ایک مہینے مین قرحہ ڈالدیتا ہے (ہر خلط کی تخصیص ایک معین مدت کے ساتھ صرف تجربہ اور استقراء سے معلوم ہوئی ہے) اور خشک ثفل بھی آنتون مین زخم ڈالدیتا ہے اور یہ بات کہ خراش کس آنت مین ہے درد کے مقام سے پہچانی جاتی ہے (پس اگر درد ناف کے اوپر ہو تو پہچان لیا جائیگا کہ خراش باریک آنتون مین ہے اور اگر درد ناف کے نیچے ہو تو پہچان لیا جائیگا کہ خراش موٹی آنتون مین ہے اور یہ استدلال اکثری ہے اسلیے کہ بعضی باریک آنتین ناف کے نیچے ہوتی ہین اور بعضی موٹی آنتین ناف کے اوپر ہوتی ہین) اور درد کے قوی اور ضعیف ہونے سے بھی موضع خراش کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ باریک آنتون مین (خراش کے وقت) درد بہت زور کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور موٹی آنتون مین کا درد ہلکا ہوتا ہے اور خراش کی پہچان اُن چھلکون سے بھی ہوتی ہے جو پاخانے مین نکلتے ہین اگر چھلکے باریک ہون تو غالباً خراش باریک آنتون مین ہوگا (کیونکہ انکے طبقے باریک ہوتے ہین پس انہین کا قرحہ غلیظ چھلکے کے نکالنے پر قوت نہین رکھتا اور موٹی آنتون کے طبقے موٹے ہوتے ہین انسے باریک جرم کے چھلکون کا نکلنا کم ممکن ہوتا ہے) اور اگر چھلکے موٹے ہون تو یہ ہمیشہ موٹی آنتون مین کا خراش ہے اور جرادہ اور خراطہ یقیناً قرحون پر دلالت کیا کرتے ہین (جرادہ وہ چھلکے ہین جو آنتون کے جرم سے جدا ہوتے ہین اور خراطہ وہ رطوبتین ہین جو آنتون کے جرم سے جدا ہو کر جم جانے کی حد پر پہونچ جاتی ہین اور آنتون کا جوہر بنجانے کے نہایت قریب ہوتی ہین کہ اگر جدا ہو کر خارج نہوتین تو تھوڑی مدت مین ضرور آنتون مین ملجاتین) اور اگر قرحون مین بدبو بھی ہو تو خورندگی ہونے پر دلالت کیا کرتے ہین (کیونکہ قرحے خورندہ نہین ہوتے مگر اُسوقت جبکہ متعفن ہو جائین کیونکہ عفونت عضو کو فاسد کر دیتی ہے

ہوتا ہے (جرد کے معنی ہین کسی جسم کی ملاقات کے سبب سے کسی جسم کے ظاہر سے کسی چیز کا دور کر دینا
اور جس جسم کی ملاقات سے ایسا ہو وہی درحقیقت اُسکا فاعل یعنی اُس شئے کا دور کرنے والا ہوتا ہے
اور وہ یا تو صفراء ہوتا ہے یا گرم خون یا بلغم شوریا سوداریا زرداب یا پیپ) اور صفراء دو ہفتہ کے اندر ہی
اندر آنتون مین قرحہ ڈالدیتا ہے اور کبھی یہ قرحہ اس حدتک پہونچ جاتا ہے کہ آنتون مین سوراخ ڈالدیتا
ہے اور اس سوراخ سے پیٹ کی فضا تک ثفل نکل آتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس سے
پیٹ مین اتنا ثفل مجتمع ہو جاتا ہے کہ یہ شخص ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسے استسقا کی بیماری ہے
مگر یہ آدمی بچتا نہین مرجاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ثفل کے مجتمع ہونے سے قبل ہی موت
آجاتی ہے (شیخ نے لکھا ہے کہ اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب آنتون کا قرحہ اس حدتک پہونچ جائے
کہ آنتون کے جوہر سے کوئی ذی حجم چیز نکلنے لگے تو تعفن پیدا ہو جاتا ہے اور چونکہ آنتون مین اور
معدے مین مشارکت ہے اسوجہ سے معدے کی قوت ساقط ہو جاتی ہے اور موت آجاتی ہے
اور جب قرحہ کی یہ حالت ہے تو آنتون مین سوراخ پڑجانے خصوصًا اوپر کی آنتون مین سوراخ پڑجانیکو
اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کس حدتک پہونچائیگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ باوجود موٹی آنتون مین خرق
ہو جانے کے بھی انسان زندہ رہتا ہے چنانچہ شیخ نے حکایت کی ہے کہ ایک آدمی کی نیچے
کی آنتون مین سے کوئی آنت سوراخ دار ہو گئی تھی اور اُس کے مراق مین بھی سوراخ ہو گیا تھا اور
وہین سے پیٹ مین بھی سوراخ پڑگیا تھا چنانچہ اسی سوراخ سے پاخانہ نکلا کرتا تھا پھر بھی وہ عرصہ تک
زندہ رہا) اور جو قرحہ موٹی آنتون مین ہوتا ہے وہ زیادہ اندیشہ ناک نہین ہوتا (کیونکہ یہ قرحہ جلد اچھا ہو کر
گوشت بھرلاتا ہے کیونکہ ان آنتون کو گوشت کی طبیعت سے بہت قرب ہوتا ہے اور انمین مدت
درازتک دوائین ٹھہری رہتی ہین) اور سب سے بدتر وہ قرحہ ہے جو صائم نامے آنت مین پڑتا ہے
کیونکہ اس آنت مین رگین کثرت سے ہوتی ہین (اور اتنی کشادگی ہوتی ہے کہ انمین سے بہت سا خون نکلتا
رہتا ہے اور ایسے قرحے کا گوشت بھرلانا دشوار ہوتا ہے) اور اسلیے کہ یہ آنت جگر کے بہت قریب
ہوتی ہے (اسی لیے جگر اسکی مجاورت سے اذیت پاتا ہے) اور اسلیے کہ صفراء اس آنت پر بہت
ریزش کرتا ہے (اور صفراء ریزش کے وقت نہایت حاد ہوتا ہے اور ثفل سے ملکر بھی اسکی حدت اور
لذع مین کسی طرح کی کمی نہین آتی بس اپنی حدت سے اس آنت کو چھیل ڈالتا ہے اور اسکا قرحہ بڑھجاتا ہے

اور چونکہ اسکا جرم بہت پتلا ہوتا ہے اسوجہ سے قرحہ اسکو سخت مضرت پہونچاتا ہے اور اسکا قرحہ کشادہ بھی ہوجاتا ہے نیز اسمین دوا بھی دیر تک نہین ٹھہرتی اسوجہ سے اُسکا بھرنا نہایت دشوار ہوجاتا ہے) اور سوداء چالیس دن کی مدت مین قرحہ ڈالدیتا ہے (بشرطیکہ حموضت اور غلیان مین شدید نہو ورنہ دو ہفتہ سے کم مین ہی قرحہ ڈالدیتا ہے) اور یہ اسہال قاتل ہوتا ہے جو سوداوی اسہال زمین پر جوش کھانے لگے وہ بھی قاتل ہے بشرطیکہ ابتداء مرض مین واقع ہو یہانتک کہ اگر بحالت صحت و قوت بھی ایسا ہوتا ہے تو وہ مہلک ہوتا ہے (کیونکہ جس اسہال سے زمین پکنے لگے تو یہ نہایت محترق ہونے کی دلیل ہے اور افراط احتراق نہایت ردی امر ہے) اور بلغم شور ایک مہینے مین قرحہ ڈالدیتا ہے (ہر خلط کی تخصیص ایک معین مدت کے ساتھ صرف تجربہ اور استقراء سے معلوم ہوئی ہے) اور خشک ثفل بھی آنتون مین زخم ڈالدیتا ہے اور یہ بات کہ خراش کس آنت مین ہے درد کے مقام سے پہچانی جاتی ہے (پس اگر درد ناف کے اوپر ہو تو پہچان لیا جائیگا کہ خراش باریک آنتون مین ہے اور اگر درد ناف کے نیچے ہو تو پہچان لیا جائیگا کہ خراش موٹی آنتون مین ہے اور یہ استدلال اکثری ہے اسلیے کہ بعضی باریک آنتین ناف کے نیچے ہوتی ہین اور بعضی موٹی آنتین ناف کے اوپر ہوتی ہین) اور درد کے قوی اور ضعیف ہونے سے بھی موضع خراش کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ باریک آنتون مین (خراش کے وقت) درد بہت زور کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور موٹی آنتون مین کا درد ہلکا ہوتا ہے اور خراش کی پہچان اُن چھلکون سے بھی ہوتی ہے جو پاخانے مین نکلتے ہین اگر چھلکے باریک ہون تو غالبًا خراش باریک آنتون مین ہوگا (کیونکہ انکے طبقے باریک ہوتے ہین پس انمین کا قرحہ غلیظ چھلکے کے نکالنے پر قوت نہین رکھتا اور موٹی آنتون کے طبقے موٹے ہوتے ہین انسے باریک جرم کے چھلکون کا نکلنا کم ممکن ہوتا ہے) اور اگر چھلکے موٹے ہون تو یہ ہمیشہ موٹی آنتون مین کا خراش ہے اور جرادہ اور خراطہ یقینًا قرحون پر دلالت کیا کرتے ہین (جرادہ وہ چھلکے ہین جو آنتون کے جرم سے جدا ہوتے ہین اور خراطہ وہ رطوبتین ہین جو آنتون کے جرم سے جدا ہو کر جم جانے کی حد پر پہونچ جاتی ہین اور آنتون کا جوہر بنجانے کے نہایت قریب ہوتی ہین کہ اگر جدا ہو کر خارج نہوتین تو تھوڑی مدت مین ضرور آنتون مین ملجاتین) اور اگر قرحون مین بدبو بھی ہو تو خورندگی ہونے پر دلالت کیا کرتے ہین (کیونکہ قرحے خورندہ نہین ہوتے مگر اُسوقت جبکہ متعفن ہوجائین کیونکہ عفونت عضو کو فاسد کردیتی ہے

اور عفونت والی حرارت سے اُسے جلا دیتی ہے پس وہ خوردہ ہوجاتا ہے) اور کبھی مسہل ادویہ سے بھی
آنتون مین خراش ہوجاتا ہے (جبکہ انکی قوت معدے اور آنتون مین انکے بعد رہجاتی ہے اور انکے
سطحون مین لپٹ رہتی ہے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بیماری والے اسہال مین کلام ہو رہا ہے اور
جو خراش مسہل ادویہ سے ہوتا ہے وہ وہ اسہال نہین جسمین کلام ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ جب مسہل دوائین
معدے اور آنتون مین اپنی قوت کو چھوڑ جاتی ہین تو جو اسہال اس قوت کا تابع ہوتا ہے وہ نفس
اعضاء کے لیے ہوتا ہے اور یہی وہ اسہال ہے جسمین ہمارا کلام ہے) اور یہ کچھ ایسا اندیشہ ناک
نہین ہوتا اکثر چوتھے دن بلکہ چوتھے دن سے کم مین اچھا ہوجاتا ہے (کیونکہ یہ چار دن کی مدت
اسقدر ہے کہ طبیعت اُس بقیہ قوت کو اس عرصہ مین مغلوب کرلیتی ہے خاصکر جسوقت کہ اُسکو علاج سے
بھی مدد ملے) اور کبھی حاد امراض کے بعد آنتون مین خراش پیدا ہوجاتا ہے یہ خراش بہت ردی ہے
اور اسمین فلاح کی بہت کم امید کیجاتی ہے (کیونکہ یہ خراش فساد اخلاط اور حدت اخلاط اور اصلی حرارت
کے ضعف اور قوت ماسکہ کے ضعف کے سبب سے ہوتا ہے) اور کبھی آنتون والا اسہال بلا خراش
کے ہوتا ہے اور ایسا یا تو قوت ماسکہ کے ضعف سے ہوتا ہے یا پھسلانے والی رطوبت سے (یعنی
یا تو آنتون کی قوت ماسکہ کے ضعیف ہوجانے سے ہوتا ہے اور قوت ہاضمہ کا ضعف اسہال کا
موجب نہین ہوتا جیسا کہ معدے کی قوت ہاضمہ کا ضعف اسکا موجب ہوتا ہے کیونکہ آنتون کے
ہضم کی اتنی مقدار نہین ہوتی کہ اُسکے خلل سے اسہال عارض ہوجائے اور یا پھسلانیوالی
رطوبت سے ایسا ہوتا ہے یعنی وہ رطوبت جو آنتون کی تجویف مین آجاتی ہے اور ثفل کو پھسلا دیتی
ہے اور اپنی چپچپاہٹ سے اُسے دیر تک ٹھہرنے کی مانع آتی ہے) **مین کہتا ہون**
آنتون کی سطح چھل جانے سے جو درد پیدا ہوتا ہے اُسکو سحج کہتے ہین اور چھیلنے والی چیز یا تو
کوئی خلط ہوتا ہے یا ثفل جیسا کہ مؤلف نے وہان لکھا ہے جہان پیٹ تک ثفل کے نکلنے پر
موت کے مقدم ہونے کو لکھا ہے اور موت کا سبب یہ ہے کہ آنتون کو معدے کے ساتھ
شرکت ہے اور جب آنتین اس حد تک چھل جاتی ہین کہ انمین سوراخ ہوجائے تو معدے کو
اس سے سخت اذیت پہونچتی ہے جس سے وہ ضعیف ہوجاتا ہے اور اُسکا عمل باطل ہوجاتا ہے
اور جب اُسکا عمل باطل ہوا موت آئی اور صائم نامے آنت کا قرحہ سب قرحون سے زیادہ ردی

اسلیے ہوتا ہے کہ صائم بہ نسبت اور آنتون کے جگر سے زیادہ قریب ہوتی ہے اور اسلیے کہ پتّے
سے اُسکی طرف حاد صفرا کی جو کہ خالص ہوتا ہے ریزش ہوتی ہے اور صائم کا جسم اور طبقہ نہایت
باریک ہے اور اسہال سوداوی اور قرحہ سوداوی یہ دونون اسلیے قاتل اور مہلک ہوتے ہین
کہ سودا کی عفونت اور سڑاہند اتنی سخت ہوتی ہے کہ طبیعت اُسکا تحمل نہین کر سکتی اور موٹی آنتون
سے جو خون اترتا ہے وہ پاخانے کے بعد ہوتا ہے اور باریک آنتون سے جو خون اُترتا ہے وہ
پاخانے کے قبل ہوتا ہے اور باریک آنتون کے چھلکون کا رقیق ہونا اسکی دلالت اکثری اسلیے
ہوتی ہے کہ ممکن ہے کہ موٹی آنتون سے بھی باریک چھلکے آئین اور موٹے چھلکون کی دلالت
موٹی آنتون سے آنے پر اسلیے دائمی ہوتی ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ باریک آنت سے موٹے چھلکے
آسکین اور ذوسنطاریا معوی اُس آنتون والے اسہال کو کہتے ہین جسکے ساتھ پیچ بھی ہو
عام اس سے کہ اسہال مین خون خارج ہو یا پیپ یا خراطہ **مؤلف کہتا ہے** اور یا اسہال
سارے بدن سے ہوتا ہے یعنی اُن فضلون کی وجہ سے جو ریاضت کے چھوڑ دینے سے
بدن مین مجتمع ہو گئے ہین (اور یہ اجتماع دیر تک رہا جس سے بدن مین استرخا اور سوء القنیہ
کے مشابہ حالت پیدا ہو جاتی ہے اور جسوقت اسہال سے یہ فضلے مندفع ہو جاتے ہین استرخا
جاتا رہتا ہے اور بدن پاک صاف ہو جاتا ہے) یا کسی خارجی برودت کی وجہ سے ہوتا ہے
جسنے تحلیل کو روک دیا ہے (کیونکہ خارجی برودت جلد کو کثیف کر دیتی ہے اور مسام کو بند کر دیتی ہے
اور اسوقت بدن مین بہت سے فضلے مجتمع ہو جاتے ہین اور قوتین اُنکو اسطرح دفع کر دیتی ہین جسطرح امتلا کے مواد کو
دفع کرتی ہین) یا بواسیر کے بند ہو جانے سے ہو جاتا ہے (یعنی جس بواسیر مین عادۃً خون بہا کرتا ہو
اور وہ بند ہو جائے) یا کسی بڑے عضو کے قطع ہو جانے سے ہوتا ہے یا جو نکسیر عادۃً جاری رہا کرتی
ہو اُسکے بند ہو جانے سے ہوتا ہے یا رگون مین سدے آجانے سے ہوتا ہے اس صورت مین
جگر سے انکی طرف آنے والا خون اعضا مین نفوذ نہین کرتا (اور جگر مین اتنے عرصے تک مجتمع رہتا ہے
کہ پلٹ آتا ہے اور اسہال کے ساتھ نکلتا ہے پھر طبیعت اُنکو اسہال کے ذریعہ سے دفع کر دیتی ہے
اور ایک بدنی اسہال وہ بھی ہوتا ہے جو بصورت بحران ہوتا ہے جسمین امتلا اور قوت کے قوی
ہونے کی علامتین بھی پائی جاتی ہین اور اسکے بعد خفت عارض ہوتی ہے (یعنی طبیعت ہلکی

ہوجاتی ہے منافی کے جاتے رہنے سے) اور یہ جتنے اسہال ہین (یعنی بدنی) انکے روک دینے
مین خطرہ ہے (کیونکہ جب یہ فضلے بدن مین رہجاتے ہین تو اکثر اوقات رگون کو توڑ ڈالتے ہین
اور مخانق یعنی دل و دماغ وغیرہ تک یہ آتے ہین اور اکثر اوقات وہ امراض پیدا ہوجاتے ہین
جنکا منشا عفونت ہوتی ہے لہذا انکے سیلان کو نہ روکنا ہی بہتر ہے مگر جبوقت قوت کے ساقط
ہوجانے کا اندیشہ دیکھین تو خیر) اور ایک قسم کا بدنی اسہال وہ بھی ہے جو اعضاء کے پگھلنے کیوجہ
سے ہوا کرتا ہے اور اسکے ساتھ سوزش بھی ہوتی ہے (کیونکہ بلا افراط کی حرارت کے ذوبان یعنی
اعضاء کا پگھلنا ہو نہین سکتا اور اتنی حرارت سوزش سے خالی نہین ہوتی) اور اسکے ساتھ دق کا بخار
بھی ہوتا ہے (کیونکہ یہی افراط کی حرارت جو ذوبان اور گدازِ اعضاء کی موجب ہے اعضاء مین
منتشبث ہوجاتی ہے اور یہی دق کا موجب ہے) اور اسمین جو چیز بذریعہ اسہال خارج ہوتی ہے وہ متعفن
اور بدبودار ہوتی ہے (کیونکہ یہ حرارت غریبہ جو موجب ذوبان ہے رطوبتون مین عفونت پیدا کردیتی
ہے) اور جو چیز پاخانے مین نکلتی ہے وہ مختلف اللون ہوتی ہے (کیونکہ پگھلنے والے اعضاء بھی
مختلف اللون ہوتے ہین) اور اسکے ساتھ عضو مین کسی ایسی آفت کی کوئی علامت بھی نہین ہوتی
جو اسہال کی موجب ہو اور جبکہ ذوبان لحمی یا شحمی ہوتا ہے تو اسہال گاڑھی پیپ کا ہوتا ہے تھوڑی
چکناہٹ کے ساتھ (یعنی بہ نسبت اسہالِ اخلاط کے یہ اسہال غلیظ ہوتا ہے کیونکہ چربی کا جسم
سب خلطون سے بڑھکر قوام مین گاڑھا ہوتا ہے اور چکناہٹ کی یہ وجہ ہے کہ چکنے جسم کا ذوبان
ہوا ہے اور یہ بات اُسی وقت ہوتی ہے جبکہ ذوبان مستحکم ہوجائے) اور ذوبان کے استحکام اور مضبوط
ہوجانے کے بعد اسکا فعل سارے اجزاء مین پوری طرح قائم ہوجاتا ہے اور ذائب یعنی پگھلا ہوا جسم
سب کا سب چربی کے قوام مین ہوجاتا ہے اور یہی حال سُرخ ذوبان کا ہے جو گوشت سے ہوتا ہے
(کیونکہ ابتداء مین اکثر اسکا قوام رقیق ہوتا ہے لیکن بعد استحکام کے سب کا سب گوشت کیطرح غلیظ القوام
اور متشابہ القوام ہوجاتا ہے) مگر اسمین چربی کی سی چکناہٹ نہین ہوتی اور جبکہ ذوبان کسی حاد اور تیز خلط
سے ہوتا ہے تو پیپ والا اور رقیق القوام ہوتا ہے اور ایک بدنی اسہال وہ ہوتا ہے جو فاسد خلطون
کے سبب سے ہوتا ہے (کہ رگون مین اور اعضاء مین مجتمع ہوجاتے ہین) کہ بسبب انکے فساد کے انسے
طبیعت کراہت کرنے لگتی ہے اور انھین دفع کردیتی ہے اور یہ نکلنے والے اخلاط اکثر مختلف رنگ کے

ہوتے ہین اور انکے نکلجانے سے بدن کو راحت بھی پہونچتی ہے (یہ اسی لیے کہ بدن فاسد اخلاط سے
پاک ہوجاتا ہے اسی وجہ سے اس اسہال کو روکنا نہ چاہیے ورنہ سخت اور ردی امراض پیدا ہوجائینگے
کیونکہ جب ان اخلاط کو طبیعت دفع کرتی ہے اور اس سے اُنمین حرکت پیدا ہوتی ہے تو اس حرکت
کی گرمی سے اُنمین رداءت اور خباثت اور زیادہ ہوجاتی ہے) **مین کہتا ہون** مؤلف نے
جو یہ کہا ہے واما من البدن کلہ لفضلات اجتمعت بسبب ترک الریاضۃ اولبرد خارجی حابس
للتحلل او حبس بواسیر او قطع عضو تو یہان عضو کے مقطوع ہونے سے ہاتھ یا پانون کا مقطوع
ہوجانا مراد ہے جب ہاتھ یا پانون کٹ جاتا ہے تو طبیعت خون کے حصہ کو چھوڑ دیتی ہے کہ وہ آس پاس
کے اعضا مین محتبس ہوجاتا ہے پھر جگر کی طرف مندفع ہوجاتا ہے اور جگر سے آنتون کی طرف اور
وہان پہونچکر بذریعہ اسہال کے خارج ہوجاتا ہے اور عضو کے مقطوع ہونے کے قائم مقام عضو کا
باندھ دینا بھی ہے یہانتک کہ وہ عضو خشک ہونے لگے اگر وہ مادہ جو دستون سے نکلتا ہے جم جائے
تو یہ علامت ہے کہ اسہال ذوبانی ہے یعنی حرارت خارجیہ سے گھل گھل کر اخلاط خارج ہوتے ہین۔
مؤلف کہتا ہے اور جو اسہال کسی غیر معین عضو سے ہوتا ہے وہ کبھی پیپ کا ہوتا ہے کسی
عضو کا پھوڑا پھوٹ جانے سے خواہ کوئی عضو ہو یہانتک کہ سینہ ہی ہو (کیونکہ جب سینے مین ورم
آجاتا ہے اور ورم اکٹھا ہوکر پکیا جاتا ہے اور پکیا کر پھوٹ جاتا ہے تو سینے کی فضا مین پیپ جمع
ہوجاتی ہے اور چار باتون مین سے کوئی بات اُسکا انجام کار ہوتی ہے یا تو یہ کہ پھیپھڑا سڑ جائے
اور خوردہ ہوجائے اور سل مین مبتلا ہوجائے یا یہ کہ پیپ تھوک کے خارج ہونے سے دفع ہوجائے
یا یہ کہ آنتون کی طرف دفع ہوکر اسہال مین خارج ہوجائے یا مثانہ کی طرف دفع ہوکر پیشاب مین
بہجائے یا یہ کہ خناق پیدا ہوجائے اور یہ ضرور نہین کہ جب پیپ نکلے تو قرحہ ضرور ہی ہو کیونکہ قرحہ
کی پیدایش کبھی ایسے پھوڑے سے ہوتی ہے جو پھوٹ چکتا ہے اور پیپ کے آنتون وغیرہ کیطرف
دفع ہونے سے پہلے گوشت بھر لائے) اور اس اسہال پر اس عضو مین ورم کا پیشتر ہونا دلالت
کیا کرتا ہے **مین کہتا ہون** یہ مضمون شرح کا محتاج نہین ہے (بالکل آسان ہے) **مؤلف
کہتا ہے۔ علاج** اسہال کئی قسم کی دواؤن سے روکا جاتا ہے یا تو قابض دواؤن سے
(یہ اُسوقت جبکہ مجاری ضعیف ہوتے ہین اور رطوبتون کے روکنے کی طاقت نہین رکھتے کیونکہ

قابض چیزون کا یہی کام ہے کہ مجاری کو قوی کرین اور اُنمین قبض کی قوت پیدا کرین) یا لسداد ادویہ سے
(یہ اُسوقت جبکہ مجاری مین نہایت کشادگی ہو اور اُنکے منھ اسقدر کھلے ہون کہ مواد کو نہ روک سکتے ہون
کیونکہ لسدار چیزین اُنکے منھ کو چپکا دیتی ہین اور بند کر دیتی ہین) یا مواد کو غلیظ کر دینے والی اور گاڑھی
کر دینے والی دواؤن سے (یہ اُسوقت جبکہ مواد رقیق ہوتے ہین اور آپ سے آپ بہتے ہین) اور
کبھی مخدر دواؤن کی بھی ضرورت پڑتی ہے (یہ جبکہ مادہ حاد اور لذع ہو کہ عضو اُسکے لذع کرنے سے
مضرت پاتا ہے اور اپنے اوپر سے اُسکو دفع کر دیتا ہے اور جب یہ مخدر دوائین استعمال کی جاتی ہین
تو اُس مادے کو ٹھنڈا کر دیتی ہین اور اُسکی حدت اور لذع کو توڑ ڈالتی ہین اور عضو مین خدر پیدا کر دیتی ہین
پس وہ عضو مادے کے لذع سے متضرر نہین ہوتا اور اُسکے دفع کرنے کے لیے حرکت نہین کرتا)
اور کبھی اسہال کو یون بھی روکا جاتا ہے کہ مادے کو خلاف جہت کی طرف لوٹا دیتے ہین (یعنی
اُس جہت کی طرف جو آنتون کے خلاف ہے) اور ایسا یا تو مدر دواؤن سے کرتے ہین (یہ اُسوقت
جبکہ مادہ نہایت درجہ گاڑھا نہین ہوتا اور مجاری بول مین اُسکا جانا اور اُنسے دفع ہو جانا دشوار
نہین ہوتا) اور یا بذریعۂ قَے کے لوٹایا جاتا ہے (جبکہ اُسکا اوپر کو چڑھنا دشوار نہو) یا پسینا لاکر اُسکو
لوٹایا جاتا ہے (یہ اُسوقت جبکہ رقیق ہو کہ اُسکا ظاہر جلد کے مسامات سے نکلجانا ممکن ہو) یا اوپر کے
عضوون پر سینگیان لگا کر خلاف جہت کی طرف اُسکو معکوس کیا جاتا ہے **مین کہتا ہون**
بلالحاظ خصوصیت نفس اسہال کے متعلق یہی قواعد کلیہ ہین جو مؤلف نے بیان کیے ہین اور
مخدر دواؤن سے اسہال کے روکنے مین یہ انتفاع ہے کہ یہ دوائین رقیق مادے کو گاڑھا
کر دیتی ہین اور عضو کو سُن کر دینے کی وجہ سے بار بار پائخانہ جانے کی ضرورت کو بھی موقوف
کر دیتی ہین اور عضو کی حس کو باطل کر دیتی ہین کہ وہ مادے کے لذع کو حس نہین کرتا اور اسکو دفع
کرنے کی کوشش نہین کرتا باینہمہ ان ادویہ کا استعمال اندیشے سے خالی نہین ہے لہذا
لازم ہے کہ اگر اُنکا استعمال کیا جائے تو بالتدریج کیا جائے (یعنی اول قابض اور مغری ادویہ
وغیرہ کا استعمال کرلین پھر بھی اگر کوئی فائدہ نہ سمجھین تو خیر انکا استعمال کرلین) اور اگر انکا استعمال
کرنا کسی موقع پر بہت ہی ضروری دیکھا جائے تو اُس شخص پر ہرگز انکا استعمال نہ کرین جسکا بدن ٹھنڈا
ہو گیا ہو اور اُسکی قوت ضعیف ہو گئی ہو اور اگر ایسی ہی ضرورت دیکھین کہ بغیر مخدر ادویہ کے کام ہی

نہین چلتا تو خیر دین مگر انہین جند بید ستر اور زعفران وغیرہ ضرور ملالین (تاکہ انسے اُنکی اصلاح ہوجائے) شیخ نے لکھا ہے کہ ہمنے ایک شخص کو دیکھا کہ اُسنے افیون کے شیاف سے حمول کیا اور مرگیا اور اگر مخدر ادویہ کا استعمال بذریعۂ شیاف ممکن ہو تو اُنکو پینا نہ چاہیے اور اگر بطریق ضماد اُنکا استعمال ہوسکے تو شیاف اور حمول کے طریقے سے اُنکا استعمال نہ کیا جائے اور دستون کے روکنے کا ایک نہایت عمدہ حیلہ یہ ہے کہ اُس شخص کو سلادیا جائے اور حمام کرایا جائے اور گرم تیلون کی بدن پہ حمام مین مالش کیجائے اس سے یہ ہوگا کہ مواد ظاہر بدن کی طرف کھنچ آئینگے (اور دست بند ہوجائینگے) اور اوپر کے اعضاء پر مواد کھینچنے والی سینگیان ہین اور اگر چار ساعت تک سینگی اور پچھنا اوپر لگائے جاوین تو دست روک دینگے شیخ لکھتے ہین کہ یہ عمل مجرب ہے مؤلف کہتا ہے جو اسہال کھانون کی چیزون سے ہوا ہو اُسکا یہ علاج ہے کہ اُسکے سبب کی روک کیجائے اور اثر باقی کا وہ علاج کیا جائے جسکو ہم تخمہ اور فساد ہضم کے علاج مین لکھ چکے ہین اور جو اسہال اعضاء سے ہو وہ دو حال سے خالی نہوگا یا یہ کہ عضو کے سوء مزاج سے ہوگا اُسوقت تو اُسکی تعدیل اُن ادویہ سے کردیجائے گی جو اُسکی ضد ہون اور یا رگ کے کھل جانے یا رگ کے پھٹ جانے یا عضو کے کٹ جانے یا اعضاء مین قرحہ پڑجانے یا غذاء کے بگڑجانے سے یا جگر کے سدون سے یا ماساریقا کے سدون سے یا بدنی سدون سے یا نزلہ سے یا ضعف قوت سے (یعنے جیسے ضعفِ قوت ہاضمہ یا ماسکہ سے) ہوگا تو خود اسی سبب کا علاج شروع کردینگے (کیونکہ مسبب کا دفعیہ سبب کے دفع کرنے سے ہوجاتا ہے) اور اگر اسہال سدون کی وجہ سے یا ورم کی وجہ سے ہو تو نری قابض دواؤن سے بچتے رہنا (کیونکہ قابض دوائین مجاری کو تنگ کردیتی ہین اور عضو کو کثیف کرڈالتی ہین اس سے سدے اور بڑھ جاتے ہین اور مادہ تحلیل ہونے نہین آتا) اور ایسا بھی خبردار ہرگز نہ کرنا کہ جگر مین تو سدے موجود ہون اور تم اُسپر نہایت زیادہ ٹھنڈی دوائین لگاؤ (کیونکہ ٹھنڈی دوائین مادے کو غلیظ کردیتی ہین اور حرارت غریزی کو بجھادیتی ہین اور اسوقت مین غریب حرارت غالب آجاتی ہے) اور اس سے مادہ متعفن ہوجاتا ہے اور سڑجاتا ہے اور شربت ہی شیرین کے برابر اسوقت مین کوئی چیز نہین ہوتی کیونکہ یہ شربت باوجودیکہ قابض ہے تفتیح بھی کرتا ہے اور یہی حال ہری کاسنی کے پانی کا بھی ہے جس مین

انار کے دانے اور گلاب کا زیرہ اور زرشک بھگوئی گئی ہو (کیونکہ کاسنی کا پانی مفتح ہے اور باقی چیزین قابض ہین) اور سفوف مقلیاثا (ایک مرکب دوا ہے کہ پیچش کو مفید پڑتی ہے) اسہال سددی کے لیے نافع ہے اور بسا اوقات اسکی ضرورت پڑتی ہے کہ کاسنی کا پانی آب کرفس اور آب سونف کے ساتھ ملا لیا جائے مگر یہ اسوقت جبکہ حرارت کا اندیشہ نہو مین کہتا ہون پچھلے مباحث مین بالقصد تخمہ کا ذکر ہو چکا ہے اور فساد ہضم کے ذیل مین بھی اسکا کچھ ذکر ہو چکا ہے اس معنی کر مؤلف کا حوالہ کرنا صحیح ہے اور سوء مزاج کی ضد کے ساتھ تعدیل کرنے کی یہ صورت ہے کہ سوء مزاج بارد مین گرم دوائین دیجائین اور سوء مزاج حار مین سرد دوائین دیجائین اور اُن اعضاء کے ابواب مین اسکی تفاصیل مفصل مذکور ہین جن اعضاء سے اسہال ہوتا ہے جیسے سر ہے معدہ ہے جگر ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا کہ پہلے سبب کا علاج کیا جائے یہ اسلیے کہ سبب کے موجود ہوتے ہوے مسبب کا زایل ہونا ناممکن ہے اور سددون کی حالت مین نری قابض دواؤن کے دینے سے اسلیے روکا جاتا ہے کہ مادّے کا روکنا اور باقی رکھنا اُسکو متعفن کرنا ہے اور سفوف مقلیاثا کا نسخہ ہم لکھ چکے ہین **مؤلف کہتا ہے** اسہال کو روکنے والی دوائین یہ ہین مازو اقاقیا گلاب کے پھول انار کی کلیان صمغ عربی بھنا ہوا گل ارمنی طراثیث (ایک گھانس کا نام ہے) بسلوچین خاصکر بھنی ہوئی حب الآس مامیثا (جھاؤ کا پھل ہے) کافور دانۂ انار ترش عصارہ ریشۂ برگد اسبغول تخم ریحان کنوچہ اندرجو بریان اور اسیطرح زیرہ بریان اور انیسون بریان اور قابض میوے یہ ہین سیب زعرور امرود بہی کھجور خام آدھ پکی کھجور ترنج کا گودا شربت ترنج رب ترنج کبھی توان دواؤن کو پینے کے استعمال مین لاتے ہین اور کبھی غذاؤن کے ساتھ نقل کرتے ہین اور کبھی بطور ضماد کے ان کا استعمال کیا جاتا ہے اور جب اسہال کے ساتھ سحج بھی ہو تو صرف لسدار دواؤن پر حصر کرلینا چاہیے (کیونکہ یہ دوائین آنتون کی سطح پر لپٹ رہتی ہین اور اُسپر بمنزلہ پردے کے ہو جاتی ہین اور جو مواد اُسپر ہو کر گذرتے ہین اُنسے گوشت کے بھر آنے تک ملاقات نہین کرنے دیتین اور چھپائے رہتی ہین جسطرح بھنے ہوے بیج ہین اور گل ارمنی ہے اور مرکب دواؤن مین سے کافوری اور حماضی بسلوچین کا قرص ہے اور سفوف الطین ہے کہ خراش اور مروڑے کو فائدہ کرتا ہے (یعنی اُس مروڑے کو جو خراش کو لازم ہوتا ہے اور اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ اسمین لسدار چیزین ہوتی ہین)

اور انار دانے کی پھنکی معدے اور آنتون کی تقویت کرتی ہے (کیونکہ اسمین قابض چیزین پڑتی ہین)
اور زلقی اسہال کی دوائین وہ ہونا چاہیین جو نہایت قابض ہون (تاکہ معدے اور آنتون کے
اجزار کو جمع کرین کہ اُنسے ہمواری جاتی رہے) خواہ وہ پینے کی دوائین ہون خواہ پھنکیان ہون
خواہ لیپ اور رب الآس اور رب سفرجل دونون اسکے لیے عمدہ ہین اور اکثر اوقات اِن پر
سماق بڑھادیا جاتا ہے یا انار دانہ کا سفوف یا سفوف ذیل جسمین یہ یہ دوائین ہون مازو اور
سماق اور انار کے چھلکے ہر ایک نصف درہم ان سب کو بیض انڈے کی سفیدی مین گوندھ لین
اور کھٹے انار مین رکھین اور آگ پر اتنی دیر چھوڑ دین کہ بھن جائے پھر پیسکر استعمال مین لائین اور
ذرب (کھانا کھاتے ہی متصلاً دست کا آجانا اسکو ذرب کہتے ہین) کے لیے شترمرغ کا سنگدانہ
بار ہا تجربہ مین آچکا ہے جسکو سکھا کر سوہن سے برادہ کرلیا جائے اور رب سفرجل یا رب الآس کے
ہمراہ دو درہم کی بقدر استعمال کیا جائے (مگر وہ رب الآس ہو جو اُسکے تازہ بیجون سے بنایا گیا ہو) اور
کبھی ان دواؤن کا خاگینہ بنالیا جاتا ہے یعنی ان کو انڈے پر چھڑکا جاتا ہے اور اُسکا خاگینہ
بنالیا جاتا ہے اور معدے اور آنتون کے قوی کرنے کے لیے یہ نسخہ بھی جید ہے کہ آس اور سفرجل
کا پانی روغن گل مین جوش دیا جائے یہانتک کہ تیل ہی تیل باقی رہجائے اس سے کتان کے
کپڑے کو تر کرکے معدے اور آنتون پر رکھین اور کبھی اسمین تھوڑی سی بالچھڑ بھی بڑھادیجاتی ہے
تاکہ حرارت عزیزی کی تقویت ہو اور پھسلنے والی رطوبتین اور ثقل خشک ہوجائے) اور اقاقیا بھی (تاکہ
قبض کی وجہ سے معدے اور آنتون کا اشتمال غذا پر اچھی طرح سے ہوجائے) اور اکثر اُسکی بھی
ضرورت ہوتی ہے کہ پھسلانے والی رطوبتون کا استفراغ کردیا جائے (یہ اُسوقت جبکہ وہ بہت
بڑھ جاتی ہین اور قابض اور گرم ادویہ سے خشک نہین ہوسکتین) اور استفراغ کرنے والی دواؤن
مین عمدہ دوا ایارج ہے کیونکہ معدے مین بعد استفراغ کے قبض بھی پیدا کرتی ہے اور سحج کیحالت
مین جو ترش چیزین ہین اُنسے قطعاً پرہیز کرنا چاہیے خصوصاً وہ جو نہایت ہی ترش ہون جیسے سماق
ہے (کیونکہ ترشی لذع کرتی ہے اور تقطیع کرتی ہے اور اس لذع اور تقطیع کی وجہ سے مقام سحج
مین سخت اذیت ہوتی ہے اور قوت دافعہ اُسکے دفع کرنے کے لیے حرکت کرتی ہے اسکے علاوہ
ترشی چونکہ مقطع رطوبات ہے اسوجہ سے اُنکے اسہال پر مدد دیتی ہے تو جتنی اسہال کی بیماریان ہین

اُن سب کو مضر پڑتی ہے) ایک عمدہ تدبیر جو اسہال کبدی اور اسہال بدنی اور
اسہال معوی سب مین مشترک ہے تمام اس سے کہ یہ اسہال معوی
حرارت سے ہو یا کسی حاد خلط کی وجہ سے پیاس کے ساتھ ہو کچے پکے خرفہ
کا شیرہ شربت صندل یا شربت سیب کے ساتھ ہو یا دونون کے ساتھ یا شربت انار یا شربت ریباس
کے ساتھ اور کبھی کچا پکا اسپغول بھی بڑھا دیا جاتا ہے (کیونکہ اسمین لس ہوتا ہے قبض کے ساتھ
اور یہ قبض اُسکے کچا پکا کرنے سے حاصل ہوا ہے) مگر مڑوڑ کے خوف کیوقت اسپغول کو روغن گل
مین چکنا کر لیا جائے (کیونکہ اسمین چیک اور لس اور قبض ہوتا ہے) نیز انار کے دانے دس درہم صندل
کی لکڑی اور گلاب کا زیرہ اور زرشک اور حب الآس ہر ایک چار درہم گرم پانی یا عرق گاؤزبان
یا عرق کاسنی مین بھگوئی جائین اور بھگو کر چھان لی جائین اور کچے پکے خرفے کا اس پانی سے شیرہ
نکالا جائے اور شربت سیب سے اسکو میٹھا کر لیا جائے اور کبھی اسمین تھوڑا سا بنسلوچن بھی بڑھا دیا
جاتا ہے اور کبھی اسکی تقویت جوہر کافور سے کر دیجاتی ہے یا قرص کافور سے اور اُسکے پینے سے
پہلے قرص چاٹ لیے جاتے ہین تھوڑے سے شربت سیب کے ساتھ اور جگر اور آنتونکو روغن گل
سے سرد کر لیا جائے جسمین صندل کا برادہ اور گلاب کا زیرہ بھیگا ہو یا آب بہی یا آب آس اور اسپر
کتان کا کپڑا رکھا جائے اور کبھی انکو جو کے ستوؤن کے ساتھ خمیر کیا جاتا ہے اور بطریق ضماد استعمال
کیا جاتا ہے اور کبھی اس ضماد مین تھوڑی سی بالچھڑ یا تھوڑی سی زعفران ملا دیجاتی ہے (اصلی حرارت
کی تقویت اور تسخین کے ساتھ رطوبتون کے خشک کرنے کے واسطے اور عطریت کے ساتھ
قوتون کی تقویت کے لیے) اور یہ تدبیر پانچ چھ دن تک کیجائیگی اور ان دنون مین غذا یہ
رکھی جائے شربت سیب یا شربت صندل کے ساتھ ستوؤن کا استعمال کیا جائے (کیونکہ
ستو خاصکر وہ جو کئی بار کے بھنے ہوے ہون انکا جرم نہایت غلیظ ہوتا ہے کہ آنتون سے
جلدی نہین اترتے اور بدن کو قوی بھی کرتے ہین) یا بھنے ہوے جو کے آش جو شربت سیب
کے ساتھ یا کٹے ہوے انار کے دانون کا اوگرا یا شوربا کچے انگور کے پانی کے ساتھ یا انار
کے دانون کے ساتھ یا مرغ کے بچون کا شوربا کچے انگور کے پانی کے ساتھ یا کٹے ہوے
انار کے دانون کے ساتھ یا سماق کے ساتھ یا چھلے بھنے جو بھنی ہوئی خشخاش کے ساتھ

اگر قوت ضعیف ہو پھر جب مزاج کچھ معتدل ہو جائے (اور مندفع خلط کی کیفیت صلاحیت پر آ جائے) تو قوی قابض چیزیں استعمال کیجائیں جیسے شربت آس یا شربت بہی (کیونکہ قوی قابض چیزوں کا اس سے پہلے استعمال کرنا اکثر اوقات مادے کو محتبس کر دیتا ہے اور اس سے تشنج پیدا ہو جاتا ہی) اور جو اسہال برودت سے ہوتا ہے تو اسمین شربت آس یا رب آس اور جوارش بہی قابض استعمال کرائی جاتی ہے اور کبھی اسمین سفوف مقلیا تا بھی زیادہ کر دیا جاتا ہے اور قرص عود بھی اسکے لیے بہت اچھے ہین اور یہ سفوف بھی اچھا ہے سماق اور مائین اور بھنا ہوا زیرہ اور بھنا ہوا انیسون اور اقاقیا اور سک اور حب الآس اور گلاب کے بیج اور بھنی ہوئی کندر ان سب کو کوٹ ڈالا جائے اور ہر روز فجر کو اس سفوف کو تین درم پھانک لیا جائے رب الآس یا رب بہی کے ساتھ اور مرض اسہال والون کے لیے وہی غذائین ہین جنکو ہم اسہال حار کے لیے بیان کر آئے ہین اور ٹھنڈے اسہال کے لیے یہ غذا ہے مرغ کے چوزے توے پر بھنے ہوے اور بریان کیے ہوے جنمین مصالحہ پڑا ہو یعنی گلاب کا زیرہ اور خشک دھنیا یا سماق کا عرق اور بھنا ہوا زیرہ اور یا یہ کہ کچھ نہو تو یہ ڈوبے ہون کچے انگور کے پانی مین اور سب شوربے اسہال والونکو موافق نہین پڑتے (کیونکہ شوربے آنتون کو تر کرتے ہین اور انمین استرخا پیدا کرتے ہین اور جلد بہ جاتے ہین) انکا استعمال صرف اسوقت کرنا چاہیے جب پیاس کا ڈر ہو (کیونکہ خشک غذائین خشکی پیدا کرکے پیاس لاتی ہین) اسی طرح پانی پینا بھی اسہال والون کے مضر ہے (کیونکہ پانی غذا کو رقیق کرتا ہے اور بہا دیتا ہے اور پھسلجانے پر اسے آمادہ کرتا ہے اور باینہمہ آنتون کے جرم کو تر کرتا اور استرخا پیدا کرتا ہے) بلکہ اگر ان لوگون کو پیاس لگے تو پانی رو گنے پر حیلون سے کام لیا جائے اور کلیان نکلے ہوے کبوترون کے بچے مذکورشدہ قوابض کے ساتھ ٹھنڈک والے اسہال کے لیے عمدہ ہین اور یہی حال تیتر کا بھی ہے (کیونکہ اسکا گوشت لطیف اور خشک ہوتا ہے) اور پرانا پنیر جسمین سے دودھ کی مائیت جاتی رہی ہو دھوکر نمک چھڑا ہوا استعمال کرنا چاہیے (کیونکہ جس پنیر مین سے نمک نہین دھویا جاتا وہ اسہال لاتا ہے اور پیاس دلواتا ہے) جبکہ بھون ڈالا جائے (تاکہ اسکا خشکی کرنا زیادہ ہو جائے) اور باریک پیس ڈالنے کے بعد اسمین سے ایک مثقال سے دو درہم تک بعض ربون کے ساتھ یا شربتون

کے ساتھ یا بیان کیے ہوئے قابض عصارون کے ساتھ لیا جائے تو اسہال کو قطع کر دیگا اور
نہایت نفع کریگا (اس سبب سے کہ پنیر مین جما دینے والی جنبیت لس رکھنے والی سدہ ڈالنے والی
اور چپکنے والی چکنائی ہوتی ہے) یہانتک کہ اسہال کے بند کرنے مین پنیر پنیر مایہ سے بڑھکر
قوی ہوتا ہے اور پنیر مایہ کی سی اسمین مضرت بھی نہین ہوتی (کیونکہ یہ حدت اور تحلیل مین زیادہ قوی
ہوتا ہے اور مقطع اور ملطف ہوتا ہے) اور سحج کو مفید ہوتا ہے (اپنی دسومت اور جنبیت سے)
اور اسکی بہت بڑی مضرت پیاس ہوتی ہے (جالینوس نے لکھا ہے کہ پنیر پنیر مایہ سے حدت
حاصل کرتا ہے اور اسکی مائیت جاتی رہتی ہے اور جب پرانا ہو جاتا ہے تو نہایت درجہ حاد ہو جاتا
ہے اسی سبب سے پیاس لاتا ہے اور نمک لگا ہوا پنیر نمک کے سبب سے پیاس زیادہ لاتا ہے)
لہذا بھنے ہوئے طباشیر سے اسکا تدارک کر لیا جائے (کیونکہ طباشیر باوجود قابض ہونیکے
پیاس کا مسکن ہے) اور بھنے ہوئے خرفہ سے (یعنی تخم خرفہ سے) یا عصارۂ خرفہ کے ساتھ
پنیر کا استعمال کیا جائے یا خرفے کے عصارہ مین پکایا جائے (اس طرح کہ اسکا نمک نکلجائے
اسکے بعد سکھا کر اسکا استعمال کیا جائے اگر ایسا ہوگا تو پیاس نہ لائیگا کیونکہ جسطرح اسکا نمک
دھونے سے نکلجاتا ہے پکانے سے بھی نکلجاتا ہے) اور کھٹا دودھ (یعنی وہ دودھ جسکا مکھن
نکال لیا گیا ہو) جبکہ یہانتک پکایا جائے کہ اسکا پانی بالکل سوکھ جائے (یہی مائیت جلا ر
کرنے والی اور اسہال لانے والی ہوتی ہے جب یہی خشک ہو جائیگی تو اسہال کے لیے
یہ دودھ مفید پڑیگا) اور پکانے سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ اسکو گرم لوہے سے بجھا لیا جائے
یا گرم کی ہوئی ٹھیکریون سے (اور جو مٹی ان ٹھیکریون پر ہو اسکو صاف کر لیا جائے اور یہ بجھاؤ
کئی بار دین یہانتک کہ دودھ کی مائیت بالکل جاتی رہے اور پکانے کے اعتبار سے اسکے
افضل اور عمدہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ دودھ مین اس سے دخانیت نہین پیدا ہوتی اور لوہے
مین قوت قابضہ بھی ہوتی ہے جس سے یہ احشار کی تقویت کرتا ہے اور انھین مضبوط کرتا ہے
اسی وجہ سے جالینوس نے لوہے کو ٹھیکریون سے افضل قرار دیا ہے) اور اسکے بعد اس
دودھ کا استعمال کیا جائے تو حدت رکھنے والے اور لذع کرنے والے خلط کی کیفیت کی
اصلاح کریگا (اپنی ٹھنڈک سے) اور اسہال کو قطع کر دیگا (اپنی جنبیت سے) بہت جلد دو ہی تین دن

اور یہ بھی لازم ہے کہ اس دودھ کا استعمال بخار کے ساتھ نہ کیا جائے (کیونکہ سمین اس غریب حرارت کی وجہ سے جو بخار والے کے بدن مین ہوتی ہے سڑ اٹھتا ہے اور بخار کو بڑھا دیتا ہے) اور اگر اسہال کے مریض کو غذا دیجائے اور اُسکی نبض مین قوت نہ آئے تو اسکا علاج نہ کیا جائے (کیونکہ قوت کا زیادہ نہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسکی قوتین ساقط ہوگئی ہین اور غذا مین تصرف نہین کرتی ہین اور نہ اسکے اعضاء غذا کو اسقدر قبول کرتے ہین جس سے اُنکی قوت بڑھ جائے کیونکہ اگر قبول کرتے تو ضرور انکی قوت اس سے بڑھ جاتی اور اسکے بعد موت سمجھ لینا چاہیے اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ اسوقت مین لازم آتا ہے کہ اسہال والے شخص کا ذہن صحیح نہو تو اسکا یہ جواب ہے کہ دماغ اسہال کے ساتھ پاک صاف ہوتا ہے اور اسکو ذہن کی صفائی لازم ہے باوجود اسکے کہ اسکی قوتین ضعیف ہوجاتی ہین اور اگر ضعیف نہوتین تو اسکا ذہن صحیح اور تندرست آدمی کے ذہن سے بڑھکر صاف اور قوی ہوتا)

مین کہتا ہون مؤلف نے جو کچھ اسہال کے معالجات لکھے ہین یہ سب ظاہر ہین اور جو کچھ مفردات اور مرکبات اسمین ہین وہ سب متفرق مقامات پر بیشتر گذر چکے ہین لہذا اعادہ کی کچھ ایسی ضرورت نہین معلوم ہوتی **مؤلف کہتا ہے** آنتون کا خراش اور آنتون کا زخم اکثر تو اسہال کی وجہ سے ہوتا ہے اور اسکے اسباب اور علامات اور کچھ معالجات ہم بیان کر چکے ہین اور اسکے لیے عمدہ دوا وہ دودھ ہے جسمین لوہا بجھایا گیا ہو کہ اسکی مائیت جاتی رہے اور کبھی اسمین صمغ عربی اور نشاستہ اور بھنا ہوا طباشیر بھی بڑھا دیا جاتا ہے (کیونکہ طباشیر خشکی لاتا ہے اور گوشت بھر لاتا ہے اور چپکاتا اور قبض کرتا ہے) اور پوست خشخاش جب پیس ڈالا جائے اور شربت انجبار یا شربت سیب یا شربت آس کے ساتھ چاٹ لیا جائے تو نہایت مفید ہوتا ہے (کیونکہ خشخاش اپنی ٹھنڈک سے مواد کی حدت اور لذع کو توڑ دیتی ہے اور اپنی قوت خدر سے لذع کی مضرت کو عضو سے دور کر دیتی ہے پھر اسکی قوتین دفع کرنے کے لیے ہیجان مین آتی ہین اور مواد کو غلیظ بھی کرتی ہے اور نیند لاتی ہے اور سونا اسہال والے کے لیے سب سے بڑھکر مفید ہے کیونکہ طبیعت کی قوت سونے سے بڑھ جاتی ہے اور یہ بات دستون کے آنے سے مانع آتی ہے اور اسلیے کہ مادے سونے کی حالت مین ٹھہرے ہوا کرتے ہین اور یہ بات اسہال کے رکنے پر مدد دیتی ہے اور اسلیے کہ جب جاگتے مین ذرا سا مادہ بھی آنتون کی طرف حرکت کرتا ہے تو اسکا حس ہو جاتا ہے پھر قوت دافعہ اسکے دفع کرنے کے لیے حرکت کرتی ہے

اس سبب سے کہ آنتین اس سے اذیت پاتی ہین برخلاف سونے کے کہ سونے مین اذیت کا احساس
بھی ہوتا ہے جبکہ مادہ شدت کا ضرر دینے والا ہوتا ہے) **عمدہ حقنہ** بھُنے ہوے جو اور دھوئے
بھنے ہوے چانول باتنگ پوست خشخاش آنار کی کلیان گلاب کا زیرہ خطمی تخم آس اور آس کی
پتی پکا لیجائین اور پکا کر چھان لیجائین اور ابال کر روغن گل مین یا بکری کے گردے پر کی چربی مین
حل کی ہوئین انڈے کی زردی سے تقویت کیجائیگی (شیخ بوعلی سینا کہتے ہین کہ بکری کی چربی کو سب
لس رکھنے والی چیزون پر جو حقنون مین استعمال کیجاتی ہین فضیلت ہے کیونکہ یہ ٹھنڈک کرتی ہے
اور لذع کو ٹھہرا دیتی ہے اور جلدی سے مرض کے مقام پر چپک بیٹھتی ہے) یا دونون ساتھ ہی
اور بھنے صمغ عربی اور بھنے ہوے نشاستہ اور دم الاخوین اور کہربا اور مونگے کی جڑ مین سے ایک ایک
درہم **ایک عمدہ دوا یہ ہے** (جو ٹھنڈک پیدا کردیتی ہے اور لس پیدا کرتی ہے اور حبس
کرتی ہے اور احساس کو باطل کرتی ہے) بھُنے ہوے جو اور خطمی اور گلاب کا زیرہ اور پوست خشخاش
ان سب کو پکا کر چھان لیا جائے اور شربت الجبار یا شربت آس یا شربت سیب سے میٹھا کرلیا جائے
اور کبھی اس دوا مین کچے پکے خرفہ کا شیرہ نکال لیا جاتا ہے اور اُسمین بیان کیے ہوے تخم
تین درہم زیادہ کردیے جاتے ہین یا سفوف طین زیادہ کردیا جاتا ہے اور کبھی نشاستہ اور صمغ عربی اور
بنسلوچن زیادہ کردیتے ہین اور اگر قرحے کے ساتھ خورندگی اور میل کچیل بھی ہوتا ہے تو اسکی ضرورت
پڑتی ہے کہ اُسکو جلاب یا آش جو وغیرہ سے صاف کرلیا جائے پھر ان ادویۂ مذکورہ کا استعمال کرایا
جاتا ہے (کیونکہ جبتک میل کچیل صاف نہین ہوتا تو وہ اُس قرحے کو چھپائے رہتا ہے اور ادویہ
کے اثر کو اُس تک نہین پہونچنے دیتا اسوجہ سے وہ بھر نہین سکتا) **مین کہتا ہون** جو سحج اسہال
سے نہو اُسکا نام سحج ثفلی ہے کیونکہ جب ثفل خشک اور کھرکھرا ہوتا ہے تو وہ آنتون مین خراش پیدا
کردیتا ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ سحج سے پہلے سخت قبض ہو اور پاخانہ نہایت خشک ہو اور
ایک سحج وہ بھی ہوتا ہے جو بعض زہریلی دواؤن کے استعمال سے ہوتا ہے جیسے ہڑتال اور
نوشادر وغیرہ ہے اور جو قرحہ غیر اسہال سے ہوتا ہے اُس سے وہ قرحہ مراد ہے جو کسی ایسے مادے
سے ہو جو نفس آنتون مین پیدا ہوگیا ہے بلا اس بات کے کہ کہین سے آگرا آنتون پر ہوکر گذر جائے
یعنی اسہال کے وقت یا کسی سمی دوا سے پڑجائے اور بکری کے گردے کی چربی ان دونون مرضون

کیلیے نہایت نافع دوا ہے (یعنے سحج اور قرحے کیلیے) کیونکہ اسمین ایک قسم کا نس بھی ہوتا ہے اور لذع کی
تسکین بھی ہوتی ہے اور ٹھنڈک بھی پہونچاتی ہے اور جسمقام پر آفت ہے اُس مقام پر نہایت جلد
اپنا اثر کرتی ہے اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر قرحہ یا سحج اوپر کی آنتون مین ہو تب تو
اُسکے معالجہ مین پینے والی دواؤن کا استعمال زیادہ نافع ہوگا اور اگر نیچے کی آنتون مین ہو تو حقنے
اُسکے لیے بہت مفید ثابت ہوتے ہین آور انجبار یہ ایک سرخ عصارۂ درخت ہے یعنی شام کے مشہور
درخت کی جڑ سے نچوڑا جاتا ہے (اور بعض کے نزدیک انجبار ایک درخت کا گوند ہے جسطرح اور سب گوند
اپنے اپنے درختون سے ٹپکتے ہین اسی طرح یہ بھی ہے) **مؤلف کہتا ہے مغص** یعنی مروڑا اسکا سبب
یا تو وہ ریح ہوتی ہے جو آنتون مین بند ہوکر تناؤ پیدا کرتی ہے یا حاد اور لذع پیدا کرنیوالے صفراوی فضلے
ہوتے ہین یا خراش پیدا کرنیوالا بلغم شور ہوتا ہے یا لذع کرنیوالا اور کھاری کوئی سوداوی اور غلیظ اور جم بیٹھنے
والا فضلہ ہوتا ہو (کہ اپنی کیفیت سے اذیت دیتے ہین اور مندفع نہین ہوتے) یا قرحہ ہوتا ہے یا ورم ہوتا
ہے یا کیچوے ہوتے ہین (کہ آنتون مین کاٹتے ہین) اور کبھی اسکا سبب سارے بدن مین عام
ہوتا ہے (نہ صرف آنتون مین) آور کبھی مروڑا ایسی غذا کے استعمال سے ہو جاتا ہے جو مروڑے
کے سبب کو پیدا کر دیتی ہے (یعنی آنتون مین اُس سبب کو پیدا کر دیتی ہے مثلاً بعضی غذاؤن
سے ریاح پیدا ہو جاتے ہین یا فضلے پیدا ہو جاتے ہین یا بلغم شور پیدا ہو جاتا ہے) اور کبھی مروڑا
بحرانی ہوتا ہے (یعنی بحرانی اسہال کے شروع مین پہلے مادے کی ریزش کے وقت) تو اس
مروڑے سے اسہال کا اندیشہ ہوتا ہے (یعنے یہ اندیشہ پیدا کر دیتا ہے کہ بحران بذریعہ اسہال ہوگا
اور کبھی اسہال بحرانی کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اور ایسا اکثر سحج کے ساتھ ہوا کرتا ہے کیونکہ جو مادہ
بحران سے بکثرت مندفع ہوتا ہے وہ آنتون مین ہوکر اور اُنپر گذر کر دفع ہوتا ہے اور بار بار لذع
کرتا ہے) واضح ہو کہ جب حدت رکھنے والی بیماریون مین قارورہ سفید ہو جائے (حالانکہ ان
بیماریون مین پیشاب زرد یا سرخ ہوتا ہے) اور کم کم ہوتا ہو (باوجود اس بات کے پانی جو پیا گیا ہے
وہ زیادہ ہے اور اُسکے اعتبار سے پیشاب کا بھی زیادہ آنا چاہیے باینہمہ کم ہو) اور دماغ مین
کسی قسم کی کوئی آفت بھی نہو (مثلاً دردسر اور اختلاط ذہن وغیرہ) اور نہ احشا مین کہین کوئی
آفت ہو (مثل ورم اور سحج اور قرحہ کے جو مروڑے کی موجب ہوتی ہین) آور پھر احشا مین مروڑا

ہو تو یقیناً سمجھ لو کہ اسہال ضرور ہوگا کیونکہ پیشاب کے رنگنے والے مواد کی ریزش آنتون پر پائی جاتی ہے) اور جب مروڑا شدت پکڑ جاتا ہے (اور ایسا اکثر صفراوی مین ہوتا ہے کیونکہ صفرار اپنی حدت اور لذع کی شدت سے نہایت سخت درد پیدا کرتا ہے) تو قولنج کے مشابہ ہو جاتا ہے (اُٹھنے کے مقام اور درد کی شدت مین خصوصاً جس وقت کہ یہان خشک ثفل ہو کہ صفراوی مین صفرار کے خارج ہونیسے مانع ہو) اور اسوقت مروڑے کا وہی علاج ہے جو قولنج کا علاج ہے (اگر مراری ہوگا تو مراری قولنج کا سا علاج کرینگے اور اگر ریحی ہوگا تو ریحی قولنج کا سا علاج کرینگے) **مین کہتا ہون** مغص بسکون غین معجمہ آنتون کے درد کا نام ہے اور اسکے اسباب وہی ہین جنکو مؤلف نے لکھا ہے لیکن مؤلف کا مطلقاً یہ کہدینا کہ مغص کی شدت کے وقت اُسکا علاج وہی ہوگا جو قولنج کا ہے صحیح نہین ہے کیونکہ اگر مروڑا مراری ہوگا اور اُسکی شدت کے وقت قولنج کا سا علاج کیا جائیگا تو اسمین نہایت خطرہ ہے شیخ نے اسکی تصریح کی ہے اور ریحی مروڑے کی یہ پہچان ہے کہ کچھ گرانی نہو لیکن تناؤ اور کھنچاؤ اور پیٹ مین قراقر ہو اور ریاح کے خارج ہونے سے درد مین کچھ نفع محسوس ہو اسکا یہ علاج ہے کہ سونف اور کرفس اور انیسون وغیرہ کے ذریعہ سے ریاح کو تحلیل کیا جائے اور صفراوی مروڑے کی یہ علامت ہے کہ آنتون مین لذع اور سوزش ہو اور پیاس ہو اور پاخانہ مین صفرار کا خروج ہو اور اسکا علاج تبریدیہ بزرقطونا وغیرہ سے ٹھنڈک پہونچائی جائے اور آب انارین وغیرہ سے طبیعت کو نرم کیا جائے اور بلغمی اور سوداوی مروڑے کی یہ پہچان ہے کہ پاخانہ مین بلغم یا سودار خارج ہو اور اسکا علاج یہ ہے کہ ادویہ معلومہ سے بلغم اور سودار کا تنقیہ کیا جائے اور جو مروڑا قرحہ یا ورم یا کیڑون سے ہوتا ہے اُسکی جو مذکور علامتین ہین اُنسے اُسکی پہچان بآسانی ہو جاتی ہے اور جو معالجات اپنے اپنے مقام پر مذکور ہو چکے ہین اُنسے اُنکا علاج کیا جائے مؤلف نے اسکی علامتین اور معالجات یہانپر اسی لیئے نہین بیان کین کہ جو شخص پچھلے مباحث سے واقف ہے اُس پر معالجات اور علامات خود ہی واضح اور لائح ہین **مؤلف کہتا ہے**

قولنج کا بیان

یہ آنتون مین کا ایک درد ہے (اس سے وہ درد نکل گئے جو آنتون مین نہین ہوتے کہ جسکے ساتھ (یعنی جب یہ درد ہوتا ہے تو) بالطبع خارج ہونے والی چیز کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے (اس سے وہ

مڑوڑا نکل گیا جسمین پاخانہ نہین رکتا اور آنتون مین کے قرحے نکل گئے) کبھی یہ درد سخت ہوتا ہے
اور ہلاک کرڈالتا ہے بخلاف درد سر کے (کیونکہ درد سر اگرچہ سخت ہوجائے ہلاک نہین کرتا اور یہ کئی وجہ سے
اوّل تو یہ کہ درد سر دماغ کی جھلیون کا درد ہے کہ یہی درد کا ادراک کرتی ہین اور یہ جھلیان دماغ کی
رطوبت اور دہنیت کی وجہ سے نہایت درجہ نرم اور رطب ہوتی ہین اسی لیے اُنمین درد اس شدت کے
ساتھ ہو ہی نہین سکتا کہ درجۂ ہلاکت تک پہونچا دے کیونکہ رطوبت درد کے سکون کا سبب ہوتی ہے
دوسرے یہ کہ سر کی تجویف کشادہ ہوتی ہے لہذا اسمین کے محتبس مواد زیادہ کھنچ نہین سکتے کیونکہ ایسا
وہین ہوتا ہے جہان کہ مادہ تنگ مقام مین ہوتا ہے اور یہ اسلیے کہ اسوقت طبیعت ایک مقام سے
دوسرے مقام کی طرف اُسکو منتقل نہین کرسکتی اسلیے مواد صرف ایک ہی جگہ محبوس رہتے ہین اور جب
فاعل دیر تک ایک مقام مین رہیگا تو اُسکی تاثیر بھی قوی ہوگی اور خود جھلیون کے جرم مین اذیت
دینے والی چیز کا محتبس ہونا بعید ہے اور یہ بات اُن جھلیون کی باریکی اور مضبوطی کے سبب سے
ہوتی ہے تیسرے یہ کہ درد کے قوی سبب دماغ تک نہین پہونچتے پس اُسمین شدت کا درد نہین
ہوتا اور آنتین اسطرح نہین ہوتین کیونکہ انمین ثقل اور غلیظ ریاح اور فضلون والے غلیظ مادے
بہت ہوا کرتے ہین اسلیے اُنمین درد سخت ہوتا ہے اسکے علاوہ کبھی درد سر سوء مزاج سادہ سے
ہوتا ہے اور اسکا حد اعتدال سے نکلکر مار ڈالنے کی حد تک پہونچ جانا عقل مین نہین آتا) اور اکثر یہ
درد قولنج قولون کو عارض ہوتا ہے (کیونکہ قولون مین گولائی اور پیچیدگیان زیادہ ہوتی ہین اسی لیے
اسمین ثفل جمع ہوجاتا ہے اور پیچیدگیون کی وجہ سے دیر تک رکا رہتا ہے اسکے علاوہ یہ آنت نہایت
ٹھنڈی ہوتی ہے اسوجہ سے اسمین رطوبتین جم رہتی ہین نہ بہتی ہین نہ گھلتی ہین اور جم کر سدے ڈالدیتی
ہین اور ریاح پیدا کردیتی ہین جس سے درد قولنج اُٹھ کھڑا ہوتا ہے آور یہ رطوبتین قولون کے ہضم
کو بھی ضعیف کردیتی ہین) مین کہتا ہون مؤلف نے جو قولنج کی تعریف لکھی ہے اُس سے
یہ بات نکلتی ہے کہ مغص اور قولنج مین عام خاص مطلق کی نسبت ہے اور ان دونون مین وہی
فرق ہے جو عام اور خاص مین ہونا چاہیے (مغص تو عام ہے اور قولنج خاص ہے پس
جسطرح انسان بہ نسبت حیوان کے خاص ہے اور حیوان اُس سے عام ہے اور حیوان
انسان کے جمیع افراد پر صادق ہے اور انسان حیوان کے بعض افراد پر اسی طرح مغص قولنج کے

جمیع افراد پر صادق ہے اور قولنج مغص کے بعض افراد پر نہ جمیع افراد پر) اور سمرقندی نے ان دونون مین ایک اور طرح سے فرق کیا ہے اور وہ یہ کہ مغص ایک درد ہے کھا جانے والا اور آنتون مین لذع کرنے والا اور قولنج ثقل کرنے والا درد ہے اور اکثر درد قولنج اُس آنت مین ہوتا ہے جسکا نام قولون ہے اور یہ اسلیے کہ قولون مین برودت اور کثافت ہوتی ہے اور اسی برودت کی وجہ سے اُسپر چربی زیادہ ہوتی ہے اور قولنج کا لفظ اسی آنت (قولون) کے نام سے بنایا گیا ہے لیکن اصطلاحاً قولون سے عام من وجہ ہوگیا ہے کیونکہ سواے قولون کے اور آنتون کے درد کو بھی قولنج کہتے ہین گو کہ باریک آنت کے درد کا خاص نام ایلاؤس ہے اور یہ ایک نہایت ردی اور مہلک مرض ہے اور قولنج کا درد بھی قوی ہو کر مار ڈالتا ہے بخلاف دردِ سر کے کہ یہ گو قوی ہو جائے لیکن ہلاک نہین کرتا اس لیے کہ وہ دماغ کو اسکی وضع و بلندی کے سبب سے دکھ نہین پہونچا سکتا سواے اُس صورت کے کہ بخارات ہو کر وہان پہونچے اور یہ اکثر سے ہلاک نہین کرتے کیونکہ انکا مادہ لطیف اور ہلکا ہوتا ہے جو دماغ کی طرف چڑھتا ہے اور اس سے دماغ کو زیادہ الم نہین پہونچتا بخلاف قولنج کے مادے کے کہ وہ ثقیل اور غلیظ ہوتا ہے عام اس سے کہ ثفل ہو یا خلط کثیف اور بعضے لوگون نے یہ وجہ لکھی ہے کہ دماغ اپنی نرمی کی وجہ سے دردِ سر سے اتنا الم نہین اُٹھاتا جتنا کہ قولنج کے اعضا قولنج سے متالم ہوتے ہین کیونکہ وہ دماغ کے اعتبار سے سخت ہین مؤلف کہتا ہے اور قولنج کا سبب یا تو ریح ہوتی ہے جو آنتون کے طبقات مین محتبس ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی برمے سے سوراخ کر رہا ہے (آنتون مین کیونکہ آنتون کے طبقے غلیظ اور سخت اور بڑے ہوتے ہین اسوجہ سے جب انمین ریح محتبس ہو جاتی ہے تو وہ تحلیل نہین ہو سکتی بلکہ انھین مین حرکت کرتی ہے اور انھین پھاڑتی ہے اور انمین نفوذ کرتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ریح سوراخ کیے ڈالتی ہے) اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آنتون مین سوتاری رکھدی گئی ہے (یہ اُسوقت کہ بند ہو کر آنتون مین ٹھہر جائے تو گو کہ سوراخ کرنا محسوس نہوگا لیکن ایسا ضرور محسوس ہوگا کہ آنتون مین سوتاری رکھی ہوئی ہے اور ان دونون کو محل اور سبب مین اشتراک ہے البتہ ریح کے حرکت کرنے اور ٹھہرے رہنے مین اختلاف ہے) اور یہ درد (یعنی ریحی) تھوڑی جگہ ہوتا ہے (یہ اسلیے کہ آنتون کے طبقات مین بہت کم گنجایش ہوتی ہے اور اُسمین کھنچاؤ پیدا کرنے کے لیے

تھوڑی سی ریح بھی کافی ہے اور ظاہر ہے کہ درد اُسی قدر ہوتا ہے جتنی مقدار دُکھتے ہوئے جسم کی
ہوتی ہے اور مؤلف کے قول ویکون الوجع صغیرا کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہین ویکون موضع الوجع
صغیرا یعنی درد کا مقام چھوٹا ہوتا ہے اور اسکو بھی یہ بات لازم ہے کہ درد چھوٹا ہو کلان صغر الوجع
وکبرہ علے حسب موضعہ واللہ اعلم) **مین کہتا ہون** قولنج کی یہ قسم یہ ہے کہ آنتون کے
طبقات مین ریح بند ہو جائے کیونکہ ہر آنت کے دو طبقے ہین اور یہ اسلیے پیدا کیے گئے ہین کہ
کسی آفت کے پہونچنے کے وقت آنتون مین فساد اور عفونت جلد نہ پیدا ہو جائے اور اسمقام
مین رکی ہوئی ریح الم اسلیے دیتی ہے کہ امعا یعنی آنتون کے اتصال کو متفرق کر دیتی ہے اور
چونکہ موضع احتباس باریک اور دقیق ہوتا ہے اسوجہ سے درد بھی چھوٹا ہوتا ہے **مؤلف کہتا ہی**
اور یا درد قولنج کا سبب کوئی سدہ ہوتا ہے (کہ پائخانے کو اور اخلاط کو اور ریح کو نفوذ کرنے سے
مانع آتا ہے اور سدے کی حرکت سے سخت کھنچاؤ اور درد پیدا ہوتا ہے) اور یہ سدہ یا تو اُس سوکھے
ثفل سے ہوتا ہے جسکو آنتون مین کی سخت حرارت نے سکھا ڈالا ہے (جو رطوبتون کو ابخرے
بنا ڈالتی ہے پھر کیلوس سوکھ جاتا ہے) یا جگر مین کی سخت حرارت نے سکھا ڈالا ہے (کہ اسوقت
جگر کیلوس کی رطوبتون کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے) یا گردون مین کی افراط حرارت نے سکھا ڈالا ہے
(اسوقت مین گردے مائیت کو جگر مین سے جذب کر لیتے ہین اور جگر معدے اور آنتون مین سے
جذب کر لیتا ہے) یا سارے بدن کی افراط حرارت نے سکھا ڈالا ہے (پھر اسکی رطوبتون کے
ساتھ بدن کی رطوبتین تحلیل ہو جاتی ہین اور اسوقت بدن کیلوس کی رطوبتون کو بالکل چوس لیتا ہی)
یا اسکو خشکی نے سکھا دیا ہے (کیونکہ خشک مزاج اپنی خشکی سے رطوبتون کو خشک کر دیتا ہے)
اور تضاد کی وجہ سے رطوبتون کو فنا کر دیتا ہے) یا پسینے نے افراط کی تحلیل ہو جانے سے اُسکو
سکھا دیا ہے) یا اُسے ادرار نے سکھا ڈالا ہے یا ثفل کے آنتون مین دیر تک محتبس رہنے نے
اُسکو سکھا ڈالا ہے یا صفرا کے نہونے نے جو کہ قوت دافعہ کو پائخانے کے دفع کرنے پر متنبہ
کرتا ہے اُسکو سکھا دیا ہے جیسا کہ سددی یرقان مین ہوتا ہے (جسمین صفرا آنتون کی طرف
دونون مجرون مین سے کسی ایک کے بند ہو جانے سے ریزش نہین کرتا) یا ثفل کی خشکی پیدا کرنیوالی
غذاؤن سے ہوتی ہے جیسے کباب اور بھُنے ہوئے گوشت ہین (کیونکہ ان چیزون کا ثفل خشک

ہوا کرتا ہے) یا اسکا سبب وہ ریح ہوتی ہے جو آنتون کی تجویف مین موجود ہوتی ہے اور غلیظ اور کھنچاؤ
پیدا کرتی ہے (پس یہ ریح اپنی غلظت اور آنتون کی برودت اور کثافت اور اپنے جرم کی مضبوطی اور
آنتون کی تنگی کی وجہ سے آنتون مین سدے کی موجب ہوجاتی ہے) اور اسوقت مین اس درد مین
ایک نوع کی خفت اور نقل مکانی ہوتا ہے (کیونکہ یہ ریح اپنے جدا ہوجانے کی خواہش مین داہنے
بائین حرکت کرتی ہے) اور پیٹ مین سے وہ جگہ ابھری ہوئی ہوتی ہے جہان پر یہ ریح محتبس ہوئی ہے
اور اسمین یہ بھی ہوتا ہے کہ جب ڈکار آتی ہے یا ریح خارج ہوتی ہے تو نفع معلوم ہوتا ہے اور سینکنے
سے بھی آرام معلوم ہوتا ہے (کیونکہ سینکنے سے ریح مین تخلخل پیدا ہوتا ہے اور پھیلتی اور تحلیل ہوتی ہے)
مین کہتا ہون مؤلف نے جو یہ کہا ہے اولطول احتباس اختیارا اولفقدان المنبہ للقوۃ
الدافعۃ تو لفظ اولفقدان معطوف ہے لفظ اختیارا پر (نہ کہ اولطول احتباس پر) کیونکہ ثفل کا آنتون
مین دیر تک ٹھہرے رہنا کبھی تو اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ آدمی کسی خارجی سبب کی وجہ سے اُسکو روکے
رہے اور وہ دیر تک آنتون مین رُکا رہے اور کبھی طول احتباس کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ قوت دافعہ
کو متنبہ کرنے والا خلط ہی موجود نہو یعنی صفرا مفقود ہو جو گر کر لذع کرتا ہے اور قوت دافعہ کو فضلہ کے
دفع کرنے پر متنبہ کرتا ہے (پس طول احتباس کی گویا دو علتین ہوئین ایک تو خود آدمی کا ارادہ
اور اختیار دوسری صفرا کا نہونا لہذا لفقدان کا عطف لطول احتباس پر نہین ہوسکتا جیسا کہ
بظاہر خیال مین آتا ہے اور میرے نزدیک شارح کی یہ تحقیق بلا وجہ نہین ہے بلکہ اس سے مؤلف
پر تعریض کرنا مقصود ہے کہ اُنکا سیاق کلام دھوکا دیتا ہے کہ اسکا عطف اولطول الخ پر ہو حالانکہ
ایسا نہین ہے فافہم) جیسا کہ یرقان کے بعض انواع مین ہوتا ہے یعنی اُس یرقان مین جسکا
سبب وہ سدہ ہوتا ہے جو کسی مجرے مین ہوتا ہے خواہ اُس مجرے مین جو جگر سے پتہ تک ہے
یا اُس مجرے مین جو پتہ سے آنتون تک ہے یعنی جو یرقان ان دونون مجرون مین سے کسی مجرے مین
سدہ ہوجانے سے پیدا ہوجاتا ہے اُسمین ایسا ہی ہوتا ہے کہ صفرا گر کر قوت دافعہ کو نہین
متنبہ کرسکتا اور درد قولنج عارض ہوجاتا ہے اور جو سدہ تجویف امعا کی ریح سے پیدا ہوتا ہے
اور اُس سے درد قولنج عارض ہوتا ہے اُسپر بعض شبہہ کرنے والے یون شبہہ کرتے ہین کہ ریح کسی
مادے ہی سے پیدا ہوتی ہے تو اس قولنج کو اُس مادے ہی کی طرف کیون نہین منسوب کیا جاتا

اور ریح کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یہی شبہہ قولنج کی پہلی قسم پر بھی پڑتا ہے یعنی اُس ریح پر
بھی جو آنتون کے طبقات مین محتبس ہو جاتی ہے (اور اسپر بھی شبہہ کرنے کی یہی صورت ہے
کہ اسکو قولنج ریحی کیون کہا جاتا ہے بلکہ اُسکی نسبت اُس مادے کی طرف کرنا چاہیے جس سے
وہ ریح متولد ہو) اور اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ وہ مادہ جس سے تولد ریح ہوتا ہے وہ باعث درد
نہین ہوتا بلکہ باعث درد وہ ریح ہوا کرتی ہے جو کھنچاؤ پیدا کرتی ہے اور اپنے ثقل وحرکت سے
ایذا دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ قولنج کو اُس مادے کی طرف نسبت نہین کرتے بلکہ ریح کی طرف
نسبت کرتے ہین (اور غور کے بعد بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ قولنج کا سبب قریب ریح ہے
نہ کہ وہ مادہ جو باعث تولد ریح ہے اور وہ اگر ہے تو سبب بعید ہے اور سبب کی نسبت سبب
قریب ہی کی جانب کی جاتی ہے نہ کہ سبب بعید کی جانب واللہ اعلم) **مؤلف کہتا ہے**
اکثر قولنج کی پیدایش ریح یا ثفل سے ہوا کرتی ہے (ریح سے تو اسلیے کہ ریح آنتون مین اکثر پیدا
ہوا کرتی ہے اور غذا کے پکنے سے آنتون کی طرف حرکت کیا کرتی ہے اور ثفل سے اسلیے کہ
آنتون مین ثفل کا ہونا ایک طبعی امر ہے اور اسی طرح جگر کا اُس سے صاف اور رقیق حصے کو جذب
کر لینا بھی طبعی امر ہے اور اسکے علاوہ اسکو اس قسم کے عوارض بھی بہت لاحق ہوتے رہتے ہین
جو اُسکو خشک کر دیتے ہین مثلاً خشک غذاؤن کا استعمال اور حرکات کی کثرت اور بدن کی اور پاس کے
اعضا کی گرمی وغیرہ کہ یہ سب چیزین اُسکو خشک کرنے والی ہین اور جب خشک ثفل آنتون مین
محتبس ہوگا درد پیدا کریگا) اور ریح یا ثفل سے اسکی پیدایش یہ چیزین کھانے سے ہوتی ہے
سیب اور امرود اور بہی اور زعرور (یہ چیزین اپنی غلظت اور قبض کے سبب سے آنتون مین زمانہ
دراز تک ٹھہرتی ہین اور ریاح کو پیدا کرتی ہین) اور لوکی اور کھیرا اور ککڑی (یہ چیزین ٹھنڈی
ہوتی ہین اور انمین پیٹ پھلانے والی غلیظ رطوبتین کثرت سے ہوتی ہین اسی وجہ سے یہ
آنتون مین بلغمی اور ریحی قولنج کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتے ہین) اور چانول اور ستو
(یہ دونون آنتون مین ثفلی قولنج کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہین اسلیے کہ یہ دونون
اُن غلیظ اور چوسنے والی غذاؤن مین سے ہین جو مدت دراز تک آنتون مین ٹھہرتی ہین) اور
انجیر اور انگور (یہ دونون نفخ پیدا کرتے ہین اور زیادہ پانی ملی ہوئی شراب (کہ یہ نفاخ ہے) اور ریح

خارج ہوتی ہوئی کو روکنا بھی قولنج کا سبب ہوتا ہے (کیونکہ اسکا لطیف حصہ تحلیل ہو کر کثیف اور غلیظ
حصہ باقی رہجاتا ہے اسکے علاوہ اُسکا روکنا ثفل کو چڑھا دیتا اور اُسے جما دیتا ہے یہانتک کہ پرکار ہو کر
مجتمع ہو جاتا ہے اسکے علاوہ ریح آنتون مین اپنے تمدد سے ضعف پیدا کر دیتی ہے) اسی طرح
پائخانہ کا روکنا بھی (کیونکہ اسکی رطوبتین حبس کی گرمی سے ابخرے ہو کر اُڑجاتی ہین اور ثفل خشک ہو کر
رہجاتا ہے) اور کھانا کھائے پر بہت زیادہ صحبت کرنا بھی (کیونکہ جماع کی گرمی غذا کو آنتون کیطرف
اتار دیتی ہے) اور تر میوؤن پر پانی پینا بھی (کیونکہ تر میوے بلغم اور کچی رطوبتون کو پیدا کرتے ہین اور نفاخ
ہوتے ہین اور انپر پانی پینا انھین خام کر دیتا ہے اور نفخ اور غلیظ بلغم کو اور بڑھا دیتا ہے) اور تر میوون
کو کھا کر حرکت کرنا بھی خصوصًا جماع کی حرکت (لما قدمنا) مین کہتا ہون کھانا کھا کر صحبت کرنا
اور تر میوون پر پانی پینا اور تر میوون پر حرکت کرنا یہ سب باتین ابخرون اور ریاح کو برانگیختہ کرتی ہین
اور کھائی ہوئی غذا کو آنتون مین خام اتار دیتی ہین اسی لیے قولنج ریحی یا قولنج ثفلی کا سبب ہو جاتی
ہین مؤلف کہتا ہے اور کبھی قولنج کا سبب وہ سدہ ہوتا ہے جو کسی غلیظ اور لسدار خلط سے
پڑجاتا ہے جیسے بلغم ہے (کیونکہ بلغم اپنی غلظت اور لس کی وجہ سے آنتون مین چپک کر انھین
بند کر دیتا ہے) اور کبھی قولنج کا سبب صفرا بھی ہوتا ہے (کیونکہ صفرا ثفل کو جلا دیتا ہے اور اُسے
خشک کر دیتا ہے اگر اپنی کمی یا جوہر کی یبوست سے خشک ہونے کے قابل ہو) مگر ایسا بہت ہی
کم ہوتا ہے (کیونکہ اکثر تو صفرا دست لاتا ہے) اور کبھی قولنج کا سبب بہت سے کیڑے ہوتے
ہین جو مزاحم ہو کر آنتون کو روک دیتے ہین اور کبھی قولنج کا سبب جگر یا گردون یا تلی یا پیٹ کا ورم
ہوتا ہے جو آنتون کو دبا کر اُنکا مزاحم ہو جاتا ہے اور اُنکو روک دیتا اور بند کر دیتا ہے اور کبھی
خود آنتون کا ورم قولنج کا سبب ہو جاتا ہے اور ورمی قولنج کی یہ پہچان ہے کہ ان مقامات مین سے
کہین ورم موجود ہو اور کبھی آنتون کے لپٹ جانے سے بھی قولنج ہوتا ہے (کیونکہ آنتون کا
لپٹ جانا اُنکو اُنکی وضع سے متغیر کر دیتا ہے اور اُنکی تجویف کو تنگ کر دیتا ہے) اور کبھی قولنج کا
سبب آنتون کا اپنی جگہ سے ٹل جانا ہوتا ہے خواہ اس طرح کہ اُنثیین مین آنت اُتر جائے یا بغیر
آنت اُترے ہوئے اپنے مقام سے ہٹ جائے (جیسا کہ رودون کے پھٹ جانے سے ہوتا ہے)
مین کہتا ہون صفراوی قولنج کے نادر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ صفرا ایک گرم اور پھیلنے والا

خلط ہے اسکا آنتون سے چپک جانا دشوار ہے بخلاف لسدار بلغم کے کہ وہ اپنے لس کی وجہ سے
آنتون مین خواہ مخواہ چپک بیٹھتا ہے اور جو قولنج کیڑون کی وجہ سے ہوتی ہے اُسکا ذکر اُسی مقام
پر آئیگا جہان اُن کیڑون کا ذکر کیا جائیگا جو اسکے موجب ہوتے ہین (کیڑون کا ذکر عنقریب آتا ہے)
اور جو قولنج ورم کی وجہ سے ہوتی ہے اُسکی علامتین اُنھین اعضاء کے ورمون کے بیان مین
مذکور ہونگی جن جن اعضاء کے ورم سے قولنج پیدا ہوتی ہے (یعنی جگر اور گردے اور طحال وغیرہ)
مؤلف کہتا ہے جب قولنج کی ابتدا ہوتی ہے تو بھوک کم ہو جاتی ہے (کیونکہ اسوقت
طبیعت کو اسکا اشتیاق ہوتا ہے کہ معدے اور آنتون کے ثفل کو دفع کرے اور غذا کیطرف
سے اُسکو استغنا ہوتا ہے) خصوصاً میٹھی اور چکنی چیزون کی طرف بالکل رغبت نہین رہتی (کیونکہ یہ
دونون رطوبت پیدا کرنے والی چیزین ہین اور طبیعت رطوبت کے دفع کرنے اور نکالنے کی
کوشش کررہی ہے اسی وجہ سے کھٹی اور نمکین اور چرپری چیزون کی طرف اُسکو رغبت ہوتی ہے
کیونکہ یہ چیزین رطوبت کی قطع کرنے والی ہین) اور متلی اور ابکائی بہت ہوتی ہے (کیونکہ معدہ
فضلون سے بھرا ہوا ہے اور طبیعت اُنکے نکالنے کی مشتاق ہے) اور ریح اور پاخانہ محتبس
ہو جاتا ہے (کیونکہ طبیعت کو اُنکے نکال ڈالنے پر قدرت نہین ہوتی یا تو اسوجہ سے کہ راستہ
بند ہے یا یہ کہ پاخانہ دفع ہونے کو نہین قبول کرتا یا یہ کہ جو قوت دافعہ آنتون مین ہے وہ کمزور
ہو جاتی ہے) اور مروڑا ہو جاتا ہے (آنتون مین ریح کے تمدد سے) اور ہضم ضعیف ہو جاتا ہے
(کیونکہ معدے اور آنتون مین فضلے بکثرت جمع ہین اب طبیعت اُنکو دفع کرے یا نئی غذا کو ہضم
کرے) اور کمر مین اور پنڈلیون مین درد ہونے لگتا ہے (کمر مین تو اسلیے کہ قولون دونون جوڑون
کے درمیان فقرات کے متصل ہے اور جب یہ آنت فضلون سے بھر جاتی ہے اور کھنچاؤ کرتی
ہے تو آلات کمر مین اور اُنمین مزاحمت واقع ہوتی ہے اور دونون پنڈلیون مین درد ہونے کی
یہ وجہ ہے کہ دونون پنڈلیون کی طرف آنے والے پٹھے قولون کے سامنے کے فقرات سے
اُگتے ہین پھر جب کہ قولون ان فقرات کی مزاحمت کرتی ہے اور اپنے ضغطہ سے اُنکو سیدھے
طور پر نکلنے سے مانع آتی ہے تو پنڈلیون کی طرف ضرور منجذب ہوتے ہین) پھر پیٹ کی اذیت
سخت ہو جاتی ہے (بسبب شدت سبب کے) اور اکثر درد کی ابتدا داہنی جانب سے ہوتی ہے

(کیونکہ قولون کی ابتدا بھی اسی جانب ہے) اور چونکہ ماساریقا کا منھ بند ہو جاتا ہے اس وجہ سے
پیاس شدت پکڑ جاتی ہے پھر پیا ہوا پانی جگر تک نہین پہونچتا (باوجود اسکے درد اعضاء غذا کو گرم کر کے
پانی کا مشتاق بنا دیتا ہے) پھر پانی پینے سے سیرابی نہین ہوتی (کیونکہ جگر اور اعضا غذا تک پانی نہین
پہونچتا) مین کہتا ہون یہ مطلق قولنج کی علامتین ہین جو مؤلف نے بیان کی ہین (اور ہمین
کسی خاص قولنج کی تخصیص نہین ہے ریحی ہو یا ثفلی ورمی ہو یا دودی) اور اسمین بھوک کم ہو جاتی ہے
خاصکر چکنی اور میٹھی چیزون کی بالکل رغبت نہین رہتی اور یہ اسلیے کہ اسمین جو چیز محتبس ہوتی ہے
اُسکا میلان اوپر کی جانب کو ہوتا ہے اسکے علاوہ اس محتبس چیز کا اوپری حصہ قے اور ابکائی کی
طرف بلاتا ہے اور یہ اسلیے کہ وہ اوپری حصہ از قبیل صفراء ہے کیونکہ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ مرارہ کے
آنتون کی طرف آنے کا راستہ بند ہو جاتا ہے تو جو کچھ آنتون مین ہوتا ہے طبیعت اُسکو اوپر کیطرف
پھینکتی ہے اسی لیے قولنج والے کو کچھ کچھ میلان طبعی ترش اور چرپری اور نمکین چیز کی جانب ہوتا ہے
ایسا تو ابتدا ابتدا مین ہوا کرتا ہے اور جسوقت قولنج کو استحکام ہو جاتا ہے تو وہ اُسی قدر الم اور ایذا
پہونچاتی ہے اور جسقدر حرکت کیجائیگی اُسی قدر اذیت ہوگی اور پیاس کا اشتداد ہوگا اور پانی پینے والے
کو کبھی سیرابی ہی نہوگی گو کہ بہت سا پانی پی لے کیونکہ اُس سدے کی وجہ سے جس نے اول
ماساریقا کے منھ کو بند کر دیا ہے جو متصل قولنج مین پیا ہوا پانی جگر تک نہین نافذ ہو سکتا اور قولنج مراری
مین اول اول بہت زیادہ قے ہوتی ہے اور اکثر قے مین کوئی چیز کراثی اور زنجاری سی نظر آتی ہے اور اکثر
سوداوی قے بھی ہوتی ہے کیونکہ درد اور بیداری اور گرم ادویہ کی وجہ سے اخلاط فاسد ہو جاتے
اور بگڑ جاتے ہین اور قے کے پے در پے آنے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ آنتون کو معدے کے ساتھ مشارکت
ہے اور آنتون مین مادہ بکثرت موجود ہے اور نیچے کی طرف دفع ہونے کے لیے اُس مادے
کو کوئی راستہ نہین ملتا (اسوجہ سے بذریعہ قے کے دفع ہو جاتا ہے) **مؤلف کہتا ہے**
علاج پہلے پہل حقنون سے ابتدا کیجائے (کیونکہ سدہ اکثر اوقات قوی ہوتا ہے پھر جبکہ
اخلاط مسہل کی وجہ سے نیچے کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو کوئی راہ نہین پاتے اور اس سے درد
اور زیادہ ہو جاتا ہے اور خطرہ عظیم ہو جاتا ہے) اور پہلے چاہیے کہ نرم حقنے ہون (تاکہ پہلے خلط
اور وہ گٹھلیان جنسے خلطون کے رُک رہنے کا خوف ہوتا ہے مسہل کے ساتھ نکل جائین اور

انکے نکلنے سے جو درد مین شدت ہو اسکی تسکین کرنا چاہیے) پھر ان خلطون کے نکلنے اور مادے کے
پکنے کے بعد تیز حقنے استعمال کیے جائین (تاکہ آنتون مین کے لپٹے غلیظ خلطون مین کا سب کا سب نکل جائے
اور اوپر سے دوا نہ پلائی جائیگی اور یہ دو وجہ سے ایک تو یہ کہ اکثر قولنج کا سبب غلیظ خلط اور آنتو نمین اسطرح
لپٹا ہوتا ہے کہ اوپر سے استفراغ کرنیوالی چیزون سے پوری طرح نہین نکلتا مگر حاد حقنون سے نکلتا ہے
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ پی ہوئی دوا معدے اور آنتون مین کے استفراغ پر حصر نہین کرتی بلکہ سارے عضا
سے اسے جذب کر لیتی ہے کہ جسکے نکالنے کی قولنج مین احتیاج نہین ہوتی اور یہ بات یقیناً ضعف کی موجب
ہے اور اکثر اوقات پینے کی دوا سے آنتون کی طرف ایسے ردی خلط منجذب ہو جاتے ہین کہ تسنج کے موجب
ہو جاتے ہین اور حقنہ دینے کا یہ سبب ہے کہ حقنہ آنتون مین جبتک خلط کو پاتا ہے اعضا مین سے کچھ جذب
نہین کرتا) اور کبھی استعمال حقنے سے یون مغالطہ پڑجایا کرتا ہے کہ سدے ڈالنے والا سبب اوپر کی
آنتون مین ہوتا ہے پھر جب اُمین سے کچھ حقنون کے ساتھ نیچے کو جذب ہو کر آتا ہے تو اس سے
درد مین شدت ہو جاتی ہے اور جبکہ مندفع نہین ہوتا تو اسکا خیال ہوتا ہے کہ شاید حقنہ مضر ہے (کیونکہ
درد ساری آنتون مین عام ہو جاتا ہے) لہذا اس مغالطہ مین پڑکر کسی قسم کی یاس کو دخل نہ دینا چاہیے
بلکہ اس حقنے کے بعد پھر دوسرا حقنہ دیا جائے (یہانتک کہ سب مندفع ہو جائے اور درد پیدا کرنیوالا
مادہ بالکل نکلجائے) اور اکثر اوقات جوارش سفرجلی دست آور یا تمری یعنی یہی یا املی والی بھی کفایت
کرتی ہے (یہ اُسوقت جبکہ سدہ قوی نہین ہوتا کیونکہ مسہل کا پینا اُسے دور کر دیتا ہے اور اُسکے مادے کو
نکالدیتا ہے) اور جوارش سفرجلی کا قی کی موجودگی مین استعمال کرنا بہتر ہے (کیونکہ وہ معدے کی تقویت
کرتی ہے اور قی کو روکدیتی ہے) اور اکثر اوقات جوارش کمونی بھی کافی ہوتی ہے لیکن قولنج ریحی مین
اسکا استعمال زیادہ مناسب ہے کیونکہ کمونی ریاح کو توڑتی ہے اور اُنھین فنا کر دیتی ہے اور اکثر اوقات
جوارش کمونی کے بعد سنا اور بسفائج اور انجیر اور مویز منقےٰ ہر ایک چھ درہم پرسیاؤشان تھوڑی سی چکی
بھر عرق السوس سونف تخم کرفس ہر ایک تین درہم ان سب کا جوشاندہ دیا جاتا ہے اور اکثر تنہا گرم پانی
بھی کافی ہوتا ہے (قولنج کے دور کرنے مین اور یہ اُسوقت جبکہ سبب ضعیف ہو کیونکہ گرم پانی
ریاح کو تحلیل کرتا ہے اور معدے اور آنتون مین کی غلیظ اور لیس دار رطوبتون کو پگھلا دیتا ہے
اور خشک ثفلون کو گھلا دیتا ہے اور انھین تر کر دیتا ہے اور آنتون مین کی لپٹی ہوئی رطوبتونکو

دھو دیتا ہے اور آنتون کو تر کر دیتا ہے اور آنتون کو اپنی ذاتی رطوبت سے اور عرضی حرارت سے
لٹکا دیتا ہے کہ وہ اُسوقت کشادہ ہو جاتی ہین اور ثفل پھسل آتا ہے اور استرخا کی وجہ سے درد
کو بھی تسکین دیتا ہے) یا گرم پانی مصطگی ملا ہوا (متلی اور ضعف معدہ کے وقت کیونکہ گرم پانی متلی
لاتا ہے اگر معدے مین کچھ ہوائیت باقی رہجاتی ہے اور استرخا کی وجہ سے معدے کی قوت کو
سُست کر دیتا ہے لہذا استرخا دفع کرنے کیلیے اسمین مصطگی بھی جوش کے وقت ملا دیجاتی ہے)
یا معجون بنفشہ کے ہمراہ (جبکہ قولنج گرمی کے ساتھ ہو) اور قولنج ریحی کے حقنے مین تلی اور نانخواہ
اور بابونہ اور تخم کرفس اور تخم سونف اور تخم گزر وغیرہ ڈالنا واجب ہے اور مطلق قولنج مین تریاق کبیر اور تریاق اربعہ
کا استعمال کرایا جائے (اصلی حرارت کی تقویت کے لیے اور ریاح کے تحلیل کرنے کے لیے اور رطوبتون کو
قطع کرنے کے لیے اور رطوبتون کو پکانے کے لیے اور لطیف اور تحلیل کرنے کے لیے اور آنتون
کے جرم مین ٹھنڈک کی وجہ سے جو انکا ثقل پیدا ہو گیا ہے اُسکے دور کرنے کے لیے) اور برشعثا
اور فلونیا کا بھی استعمال کرایا جائے بشرطیکہ درد نہایت قوی ہو (کہ ضروری تدابیر کی مہلت نہ دے
اور اس سے پہلے ہی فیصلہ کیے دیتا ہو کیونکہ مخدر ادویہ کا استعمال حقیقی علاج نہین ہوتا کیونکہ حقیقی
علاج تو یہ ہے کہ سبب کو قطع کر دیا جائے اور خدر کرنے والی دوائین سبب کو نہین قطع کر دیتین بلکہ
عضو کے حس کو باطل کر دیتی ہین اور سبب کو قوی کر دیتی ہین کیونکہ اگر وہ سبب غلیظ خلط ہوتا ہے
تو اپنی تکثیف اور جمع کرنے سے اُسکی غلاظت کو اور بڑھا دیتی ہین اور اگر وہ سبب ٹھنڈا ہوتا ہے تو
اُسے اور زیادہ ٹھنڈا کر دیتی ہین اسی طرح اُسوقت بھی ہوتا ہے جبکہ سبب برودت ساذجہ ہو اور اگر غلیظ ریح
سبب ہوتی ہے تو خدر کرنے والی چیز اُسے اور غلیظ کر دیتی ہے اور اگر اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ آنتین
شدت سے کثیف ہو گئی ہین تو خدر کرنیوالی چیز اسی کو کثیف کر دیتی ہے اسیوجہ سے اذیت عود کر آتی ہے)
یا پھنکی دیجائے جسمین ادویۂ ذیل ہون (تاکہ دیر تک ٹھہرے اور برودت کو زائل کر دے اور بلغم کو
پگھلا دے اور اُسے تحلیل کر دے) زیرہ آ اور انیسون آ اور سونف آ اور مصطگی آ اور کندر آ اور رومی زیرہ انہین سے
جو ہو شکر کے ساتھ اُسکو پھانکا جائے (ریاح کے توڑنے اور بلغم کی تقطیع اور تسخین اور رطوبتون کے
چوسنے کے لیے) اور گیہون کی بھوسی اور نمک اور کپڑے سے گرم کر کے سینکا جائے (کیونکہ شدت کی
تسخین درد کی پیدا کرنیوالی ریاح مین تخلخل پیدا کر دیتی ہے اور اُنکو تحلیل کر دیتی ہے اور کبھی سینک سے پہلے

شدت کا درد پیدا ہوتا ہے اور یہ صرف اسوجہ سے کہ سینک ریاح کو پیدا کردیتی ہے اور اسوجہ سے کہ سینک ریاح مین تخلخل پیدا کرتی ہے پس ریاح کا حجم بڑھ جاتا ہے اور کھنچاؤ مین زیادتی ہوجاتی ہے اور اسوقت مین سینک کو بڑھانا واجب ہے تاکہ پیدا شدہ اور متخلخل ریاح تحلیل ہوجائین)

قولنج ریحی کا حقنہ بسفائج اور سنا اور کرفس اور تِلی کی پتی اور خطمی اور بابونہ اور ناخونہ اور گیہون کی بھوسی اور کرڑھ کے بیج ہر ایک مٹھی بھر آورغاریقون تین درم سو درم چقندر کے پتون کے پانی مین جوش کیجائین یہان تک کہ نصف باقی رہجائے اور چھان کر شہد اور روغن زیتون ہر ایک دس درم پاپڑی لون مثقال بھر محمودہ پاؤ درم اسکو گرم استعمال کیا جائے دو بار (کیونکہ اس حقنہ مین پھسلانا اور تلیین اور کسر ریاح سب باتین مجتمع ہین) **غذائین** بوڑھے مرغ کا شوربہ (کیونکہ یہ شوربا پھسلانیوالا اور ملین ہوتا ہے اور اسمین قوت مسہلہ بھی ہوتی ہے کیونکہ مرغ خصوصًا بوڑھے مرغ مین ایک قسم کی نمکین رطوبت ہوتی ہے جو پھسلانے والی اور لطیف ہوتی ہے اور یہ رطوبت اُسوقت نکلتی ہے جبکہ مرغ کو جوش دیا جائے کہ یہ رطوبت چکنائی کے ساتھ پانی مین نکل آتی ہے اسی وجہ سے بوڑھے مُرغ کے گوشت کے کھانے کی اجازت نہین دیجاتی اور وہ شوربا کھانے کی اجازت دیجاتی ہے جسمین اُسکی قوت کھنچ آئے) اور یہ شوربا ایسا ہو جسمین سویا اور کالے چنے اور دارچینی اور خطمی اور گول مرچ پڑی ہو (تو یہ شوربا کسر ریاح کریگا اور آنتون کو گرم کریگا اور ثفلون کو اور بلغمون کو پگھلائیگا) یا مرغ کے چوزون کا شوربا (کیونکہ یہ شوربا بھی تلیین کرتا ہے اور فضلون کو پھسلا دیتا ہے اور یہ شوربا اکثر آنتون کے ثفلون اور بلغمون کو نکالدیتا ہے اور اگر انھین نہ نکالیگا تو انکی تلیین کریگا اور انھین اور آنتون کے جرم مین بہیگا اور ان دونون مین فاصلہ کردیگا اور اُنکو مسہل اور حقنے سے نکلنے کے قابل کردیگا) یا خود چوزے دیے جائین اگر بھوک شدت سے ہو (کیونکہ شوربا بھوک کو بند نہین کرتا اور نہ گوشت کا چھوڑ دینا ہی بہرحال اولے ہے اور یہ اسلیے کہ جتنے درد ہین وہ ہضم کے مانع ہوتے ہین کیونکہ طبیعت دفع کرنے مین ہضم کرنے اور جذب کرنے سے رک جاتی ہے اور جبکہ غذا ہضم نہین ہوتی تو فاسد ہوکر قولنج کا سبب ہوجاتی ہے اسکے علاوہ معدہ اور آنتون مین شدت کی مشارکت ہے پس معدہ آنتون کی مضرت سے مضرت پاتا ہے اور معدے کا ہضم ضعیف ہوجاتا ہے اسکے علاوہ اگر معدے مین ہضم غذاء پورا ہوجاتا ہے تو آنتون مین کا ہضم

پورا نہین ہوتا) **لگانے کی دوائین** مذکورشدہ سکنجبین اور روغن گل اور بالچھڑ اور مصطگی اور عنبر کی
پیٹ پر تدہین کیجائے (کیونکہ تیل خود استرخا پیدا کرتا ہے اور ملین ہوتا ہے اور یہ دوائین احشاء کی
تسخین کرتی ہین اور انکی تقویت کرتی ہین اور ریاح کو توڑتی ہین اور بلغم کو پگھلاتی ہین) اور صابون
اور گرم پانی سے پیٹ کو دھویا جائے (کیونکہ گرم پانی پیٹ مین لٹکاؤ کرتا ہے اور تلیین کرتا ہے اور
ثفلون کو اور بلغمون کو پگھلا دیتا ہے اور احشا کی تسخین کرتا ہے اور پیٹ مین کی ٹھنڈک اور کثافت کو
کھو دیتا ہے اور اس بات پر صابون اسکی مدد کرتا ہے باوجود اسکے کہ اسمین جلا کرنے والی اور
اسہال لانے والی قوت ہوتی ہے اور یہ تدبیر اس پانی مین بیٹھنے کے اعتبار سے اولے ہے
کیونکہ اس پانی مین بیٹھنا کرب پیدا کرتا ہے اور غشی لاتا ہے اور یہ اسوجہ سے کہ اس سے روح اور
قلب کو تسخین ہوتی ہے کیونکہ ٹھنڈی ہوا کو ان دونون کی طرف نہین پہونچنے دیتا اسی سبب سے
ایسے گرم پانی مین دیر تک بیٹھنا جس سے افراط کی گرمی محسوس نہو نہایت گرم ہوا مین دیر تک
بیٹھنے سے بہت کرب کا اور غش آنے کا موجب ہوتا ہے) اور اس دھونیکا استعمال گرم حمام مین
کیا جائیگا (تاکہ حمام کی ہوا کی گرمی اسپر معین ہو) مگر درد کے ہلکے ہو جانے کے بعد (کیونکہ درد قوتون
اور روحون کے تحلیل کرنے سے غشی کا موجب ہو جاتا ہے اور گرم حمام بھی اپنے افراط تحلیل سے
اور مسام کے کشادہ کرنے سے اور حرارت غریزی اور روحون کے تشویش کرنیسے غشی کا موجب
ہوتا ہے اور جب یہ دونون امر مجتمع ہو جائین تو ان دونون کے مل جانے سے ایسی شدت
کی غشی عارض ہوتی ہے جس سے یکبارگی قوت کے ساقط ہو جانے کا ڈر ہوتا ہے) اور اگر
قولنج گرمی یا خشکی کی وجہ سے ہو تو نرم حقنے دیے جائین (اس ترکیب سے کہ تیس درم گوکھرو اور
مٹھی بھر چقندر کے پتے اور بنفشہ سات درم اور میتھی اور کدو کے بیج اور خربزے کے بیج کوٹے ہوے
ہر ایک پانچ درم اور لسوڑے تیس دانے اور ترنجبین تیس درم اور املتاس دس درم لیا جائے
اور سب جوش کیے جائین اور چھان لیے جائین اور آبکامہ دس درہم اور لال شکر بارہ درم ڈالی جائے
اور استعمال کیا جائے) اور بنفشہ کا شربت گرم پانی مین اور لعاب بیدانہ یا لعاب اسپغول شربت آلو یا
شربت ورد مکرر کے ہمراہ **قولنج کو بالخاصہ نفع کرنے والی دوائین** ہدہد کا شوربا اور اسکا
گوشت اور سوکھے کیچوے بھی مفید ہوتے ہین (شریف نے لکھا ہے کہ اگر کیچوے کھائے جائین

اور پیس ڈالے جائین اور سوئے کے بیجون کے جوشاندہ کے ساتھ پی لیے جائین تو درد قولنج کو مفید ہوتے ہین) اور بھیڑیے کا گوہ جو ہڈی کھا کر ہگے جسکی یہ پہچان ہے کہ وہ سفید ہوتا ہے کہ اسمین کوئی اور رنگ نہین ملا ہوتا (کیونکہ ہڈی اپنی خشکی کے سبب سے متعفن نہین ہوتی اور جو ثفل اس سے پیدا ہوتا ہے اسکا رنگ متغیر نہین ہوتا) خصوصًا وہ پاخانہ جو اُسنے کانٹون پر پھرا ہو (کیونکہ جب اسپر چارون طرف سے ہوا چلتی ہے تو سوکھ جاتا ہے نہ سڑتا ہے اور نہ پھپوند کھاتا ہے) پس یہ ساری دواؤن سے بڑھکر نافع دوا ہے اور اسکو لطیف شراب یا آب شہد مین ملا کر پی لیا جائیگا یا شہد مین رسم کے موافق خمیر کرنے کے بعد یا نمک اور کالی مرچین اور خوشبودار چیزون سے خوشبودار کرکے چاٹ لیا جائیگا (اور خوشبودار اُسوقت کرینگے جبکہ مریض کو اُسکے چاٹنے سے نفرت ہوگی) اور اگر اُسکے پاخانے مین مسلم ہڈی جیسی کہ تھی ملجائے تو کیا کہنا ہے وہ تو عجیب النفع ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اسہا ہڈی کا درد والے آدمی کی ران پر لٹکانا نہایت مفید ہوتا ہے اور جب اسکا یہ نفع ہے تو پینے کا نفع اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا ہوگا اور اطبا اسکا حکم کرتے ہین کہ اس پاخانے کو چیتے یا بارہ سنگھے کے پوست مین یا بکری کے اُن بالون مین لٹکایا جائے جنھین بھیڑیے نے پکڑ لیا ہو اور اُس سے وہ بال ٹوٹ گئے ہون (کہا گیا ہے کہ یہ بال نفع کرنے مین نہایت مبالغہ رکھتے ہین بشرطیکہ میسر بھی آجائین) اور جالینوس تو اسکے لٹکانے پر نافع ہونے کی شہادت دیتے ہین گو کہ چاندی ہی مین لٹکایا جائے (جالینوس نے دسوین مقالہ مین لکھا ہے کہ جسکو درد قولنج ہوتا تھا تو درد کے ہیجان کے وقت بعضے طبیب اسکو پلاتے تھے اور کبھی درد کے پہلے بھی پلاتے تھے اور مین نے بچشم خود دیکھا کہ جسکو یہ پلا دیا گیا پینے کے بعد پھر اُسکے درد نہین ہوا اور اگر ہوا بھی تو شدت کا درد نہین ہوا اور جو طبیب اسکو پلاتے تھے وہ اُسی پاخانے کو پلاتے تھے کہ جسکو بھیڑیا ہڈی کھا کر پھرتا تھا اور اکثر طبیبون کو یہ بھی دیکھا کہ بیمار کی ران پر بکری کے بال مین باندھ کر لٹکاتے تھے مگر اُس بکری کا بال جسکو بھیڑیا پھاڑ ڈالے اور نہایت نافع ثابت ہوا اور اگر یہ بال کمیاب ہون یا میسر نہ آئین تو بارہ سنگھے کے پوست کا ٹکڑا لے اور اسمین اُسکو باندھ کر لٹکا دے اور مین اُس کو چاندی کے چھوٹے سے ڈھولنے مین رکھکر لٹکاتا ہون یعنی اسطرف اور اُسطرف دو ڈورے ڈال کر جیسا کہ ڈھولنے کا دستور ہے مین نے اول اول اسکا ایک بیمار پر تجربہ کیا اُسکو فائدہ ہوا

اُسکے بعد جس مریض کو دیا نفع بخشا بعض طبیبون نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر بھیڑیے کی آنتین خشک کرکے
پیس ڈالی جائین تو اُسکے غلیظ سے زیادہ نافع ہونگی اور ان لوگون کا یہ کہنا بھی سمجھ مین آتا ہے اور عقل
اسکو کچھ مستبعد نہین سمجھتی اور بھونے ہوے بچھو قولنج کو نہایت نفع بخشتے ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ
بارہ سنگھے کا جلا ہوا سینگ بھی شدت درد کے وقت نہایت نفع کرتا ہے اور ان لوگون کا تو
یہانتک خیال ہے کہ فوراً درد کو تسکین دیتا ہے دیر ہی نہین لگتی مین کہتا ہون ابتداے قولنج
مین حقنون کا اسلیے حکم کرتے ہین کہ ابتداے قولنج مین اوپر سے مسہل کا پینا نہایت خطرناک ہوتا
ہے اور یہ اسلیے کہ اکثر سدہ قوی ہوتا ہے اور اخلاط اور گولیان آنتون مین کثرت سے بھری ہوتی ہین
اب جب اوپر سے کوئی خلط نیچے کو متوجہ ہوتا ہے تو اپنے نکلنے کیلیے اکثر مخرج نہین پاتا اور یہ تدبیر بڑے فساد
کا موجب ہوجاتی ہے نیز اوپر سے پیا ہوا مسہل تو اور زیادہ خلطون کو اوپر سے ماؤف آنتون کیطرف متوجہ کرتا ہے
اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ساتھ مین ایسے بعض اخلاط گرتے ہین جنکا نکالنا ممکن نہین ہے تو آنتون
کا شر و فساد زیادہ بڑھ جاتا ہے پھر جسوقت حقنون سے تنقیہ کرنے کی ضرورت پڑی تو آنتین
ضعف کی وجہ سے تکلیف اور اذیت پاتی ہین غرضکہ جہانتک ہوسکے حقنون ہی پر اقتصار
کیا جائے اور پہلے نرم حقنون کا استعمال کیا جائے کیونکہ تیز اور حاد حقنون مین یہ اندیشہ ہے کہ
وہ دل و دماغ کو مضرت پہونچائین اور حقنون مین تیل بکثرت ہونے چاہیین اور جوارش سفرجلی
مسہل اور جوارش تمر ہندی اور جوارش کمونی کے نسخے بیشتر گذر چکے ہین اور جوارش سفرجلی قی کے
ساتھ مخصوص ہے کیونکہ قی کو تسکین دیتی ہے اور جوارش کمونی قولنج ریحی کے ساتھ کیونکہ یہ کاسر
ریاح ہے اور قولنج والون کی غذائین مرغ اور چوزون اور سرخاب وغیرہ کے شوربے ہین اور
انکا گوشت کھانے کی کسی طرح اجازت نہین ہے کیونکہ جوش دینے مین مرغ وغیرہ کے گوشت سے
جو قوت لینا تھی وہ شوربے مین نکل آئی تو آیندہ گوشت سے قبض اور حبس کا اندیشہ ہوگیا اور جالینوس
اور روفس ان چیزون کے گوشت کی بھی اجازت دیتے ہین اور یہ جو مؤلف نے بھیڑیے کے
غلیظ کی بابت لکھا ہے تو یہ نفع بخشنا اُسکے خاصیات سے ہے یہانتک کہ جالینوس نے اپنی
اس کتاب مین جسمین ادویہ مفردہ کا بیان ہے یہ لکھا ہے کہ اُسکو چیتے یا بارہ سنگھے کی کھال یا بکری
کے بال مین ران کے قریب لٹکانا قولنج سے نفع بخشتا ہے مگر وہ بکری جسکو بھیڑیے نے توڑا ہو مؤلف کہتا ہے

دود یعنے پیٹ کے کیڑون کا بیان

کیڑون کی چار قسمین ہین ایک تو وہ کیڑے جو اوپر کی آنتون مین پیدا ہو جاتے ہین یہ کیڑے بہت لانبے ہوتے ہین حتے کہ ہاتھ بھر اور اس سے کچھ زیادہ مقدار تک بھی پہونچ جاتے ہین اور انکی پہچان ان باتون سے ہوتی ہے فم معدے پر دغدغہ کرنا اور لذع کرنا اور مروڑا اور حلق کے نیچے دشواری سے کچھ اترنا (یہ بات جبھی ہوتی ہے جب کیچوے معدے اور معدے کے منھ پر چڑھ آتے ہین اور نرخرے کے قریب آجاتے ہین پس وہان پر لذع اور نگلنے کے آلات کی مزاحمت کرتے ہین لیکن جب انکی طرف چڑھتے ہین تو لذع وغیرہ آنتون کے اوپر کے حصے پر ہوتا ہے) اور کھانے سے نفرت ہو جانا (جب معدے پر چڑھتے ہین تو انکی گندیدگی کے سبب سے اور انکے دفع کرنے پر مشتاق ہونے کی وجہ سے کھانے کی طرف رغبت نہین ہوتی اور جب معدے کی طرف نہین چڑھتے تو کھانے سے نفرت ہونے کا یہ سبب ہے کہ کیچوے معدے کو اپنے مقام سے قریب ہونے کی وجہ سے فاسد کر دیتے ہین اور یہ مشارکت کی وجہ سے ہے) خصوصًا چکنے کھانے سے (کیونکہ اسوقت طبیعت کیڑون کے دفع کرنے اور اُنکے مادے کے قطع کرنے کی مشتاق ہے اور وہ مادہ یہی رطوبت اور چکنائی ہے) اور اکثر اوقات یہ کیڑے قلب مین مضرت پیدا کرتے ہین جیسے غشی ہے اور خفقان ہے (کیونکہ کیڑون سے زہریلے اور سڑے ہوے ابخرے دل کی طرف کثرت سے جاتے ہین اور یہ اسوجہ سے کہ اُنسے دل بہت ہی قریب ہے) اور کبھی کھانسی بھی پیدا ہو جاتی ہے (کیونکہ پھیپھڑا ان ابخرون کی مزاحمت سے مضرت پاتا ہے اور موذی کے دفع کرنے مین مشغول ہو جاتا ہے اور ان کیڑون کے بڑے ہونے کا یہ سبب ہے کہ انکا مادہ یعنی بلغم (یہ قید اسلیے لگائی کہ اور اخلاط انکی پیدایش کی صلاحیت نہین رکھتے صفرا مین تو اسکی صلاحیت اسلیے نہین ہے کہ اسمین حدت اور تلخی بہت ہوتی ہے اور سودا مین اسلیے صلاحیت نہین ہے کہ یہ بارد یابس ہوا کرتا ہے اور یہ دونون مزاج حیات کے منافی ہین اور خون مین اسلیے صلاحیت نہین ہے کہ طبیعت اُسکی نگران اور محافظ ہوا کرتی ہے اور یہ اسلیے کہ وہ تمام اعضا کی غذا ہے پھر بھلا اسمین سے اسقدر کہان بچ سکتا ہے جس سے کیڑے پیدا ہون اسکے علاوہ خون جب آنتون پر گرتا ہے تو

تو انہیں جم جاتا ہے اور کیڑونکی پیدائش سے پہلے زہریلی کیفیت پر مستحیل ہو جاتا ہے لہذا بلغم ہی کیڑونکا مادہ
ہونا باقی رہگیا پس یہ بلغم) ابھی جگر کے جذب اور ثفل کی شدت عفونت سے منقسم نہین ہوا (پس یہ منقسم نہونا ہی
کیڑونکے بڑا ہونیکا سبب ہے ہان اگر جگر کے جذب یا ثفل کی شدت عفونت سے منقسم ہو جاتا تو کیڑے بڑے نہوتے
اور ثفل کی عفونت اسکی تقسیم کا موجب اسلیے ہوتی ہے کہ عفونت حرارت کو مستلزم ہے اور حرارت تقسیم اور تفریق کو مستلزم ہی
اور کیڑونکی دوسری قسم وہ ہے جو قولون اور امعا میں پیدا ہوتے ہین اور یہ چوڑے چوڑے ہوتے ہین اور کدو دانے
سے نامزد ہین (کیونکہ یہ صورت مین کدو دانے کے مشابہ ہوتے ہین) اور تیسری قسم
کیڑون کی وہ ہے جو گول ہوتے ہین اور ان دونون کا مادہ (یعنی چوڑے اور گول کیڑون کا
مادہ) دونون مادون کے درمیان ہوتا ہے (یعنی نہ تو بالکل متفرق اور منقسم ہوتا ہے اور نہ
بالکل بے تفریق لیکن کدو دانون کا مادہ رطوبت کی طرف مائل ہوتا ہے اور گول کیڑون کا مادہ
خشکی اور جمع ہونے پر مائل ہوتا ہے) اور ان کیڑون کے ساتھ غذا کی خواہش زیادہ ہوتی ہے
کیونکہ یہ غذا کو اچک لیجاتے ہین (پس اعضا غذا کے بدستور محتاج رہتے ہین اسکے علاوہ یہ
کیڑے معدے کو اذیت نہین دیتے تاکہ معدہ غذا سے نفرت کرے اور کراہت کرے اور اذیت
نہ دینے کی یہ وجہ ہے کہ یہ کیڑے معدے سے دور ہوتے ہین بخلاف لانبے کیڑون کے کیونکہ
یہ بھوک کو ساقط کر دیتے ہین جیسا کہ گذرا) اور بھوک کے وقت کاٹتے ہین اور جھلیان سیتے
ہین اور اذیت دیتے ہین (اسلیے کہ لانبے کیڑے تو اپنے پاس غذا کو پا جاتے ہین اور انکی غذا
بہت سا بلغم ہے جو مجتمع ہے بخلاف ان کیڑون کے) اور کیڑون کی چوتھی قسم وہ ہے جو مستقیم
نامی آنت مین پیدا ہوتے ہین اور یہ سرکے کے کیڑون کی طرح بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے
ہین کیونکہ جگر انکے مادے کو شدت سے جذب کرتا ہے اور ثفل اسکے مادے کو نکالدیتا ہے
(تو اس مادہ مین سے اسقدر نہین باقی رہجاتا جس سے لانبے لانبے کیچوے پیدا ہون اسی لیے
چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین اور پائخانے کے مقام کی خارش سے یہ پہچانے جاتے ہین
جب یہ لذع کرتے ہین اور کاٹتے ہین) مین کہتا ہون کیڑے صفرا اور سودا سے نہین
پیدا ہوتے کیونکہ صفرا نہایت حار ہوتا ہے اس سے سرد اور رطوبت دار کیڑے کیونکر پیدا ہو سکتے
ہین (کیونکہ ان دونون مین تضاد ہے اور سودا سرد خشک ہے اور جو مزاج مناسب حیات ہے

اُس سے اسکو بہت بعد ہے زیادہ خون سو اُسپر طبیعت محافظ اور متسلط ہے اور اعضاء کو اُسکی زیادہ حاجت
ہے اسکے علاوہ خون کو اگر مناسبت ہے تو انسان کی لحمیت اور عظمیت سے نہ کہ کیڑون سے اور نہ
وہ آنتون پر ریزش کرکے اُنمین باقی رہجاتا ہے کہ اُس سے کیڑے پیدا ہوسکین لہذا کیڑون کا مادہ نہین
ہے مگر بلغم اور یہ اُسوقت جبکہ وہ گرم ہوجائے اور کثرت سے ہوجائے اور آنتون مین متعفن ہوجائے
اور زمانہ حیات تک آنتون مین بدستور باقی بھی رہے جیسے کہ آپ خارج مین دیکھتے ہین
کہ کیڑے متعفن اور مرطوب مادون سے پیدا ہوتے ہین اور کیڑون کی چارون قسمین جو مؤلف نے
لکھی ہین اُنمین کوئی بات قابل شرح نہین ہے اور اُنمین سے ہر ایک قسم کی خاص خاص علامات
مؤلف نے ذکر کی ہے اور آگے چلکر وہ علامتین بھی مذکور ہوتی ہین جو سب مین مشترک ہین
اور پہلی قسم کے بڑے ہونے کی مؤلف نے یہ وجہ لکھی ہے کہ رطوبت کثرت سے ہے کیونکہ
نہ تو اُسکی تقسیم جگر کی طرف سے ہوئی اور نہ شدت عفونت نے اسکو تقسیم کیا ہے کیونکہ یہی دونون
باتین یعنی جذب جگر اور شدت عفونت اُس رطوبت کو متفرق اور منقسم کردیتی ہین جس سے تولد کیڑون
کا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ چوتھی قسم کے کیڑے نہایت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین کیونکہ یہ دونون
باتین اُنمین موجود ہوتی ہین اور دوسری اور تیسری قسم کے کیڑون کا مادہ پہلی اور چوتھی قسم کے
کیڑون کے مادون کے درمیان ہوتا ہے (نہ تو ایسا ہوتا ہے کہ پہلی قسم کے مادے کی طرح
بالکل منقسم اور متفرق ہی نہو اور نہ ایسا ہوتا ہے کہ چوتھی قسم کے مادے کی طرح بالکل متفرق ہوجائے)
اسی لیے یہ دونون یعنی دوسری اور تیسری قسم کے کیڑے نہ تو اتنے بڑے اور لانبے ہوتے ہین
جیسے پہلی قسم کے کیڑے اور نہ اسقدر چھوٹے ہوتے ہین جیسے چوتھی قسم کے کیڑے اور ان کیڑون
کے چھوٹے ہونے کی یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے وہ بڑے
ہونے سے قبل ثفل کے ساتھ نکلجاتے ہین اور اگر مؤلف ایسا کرتا کہ چوتھی قسم کے کیڑون کو
دوسری اور تیسری قسم کے کیڑون کے قبل بیان کرتا تو اچھا ہوتا تاکہ اُسکا قول بین المادتین زیادہ
منتظم ہوجاتا (کیونکہ ان دونون مادون سے پہلی اور چوتھی قسم کے مادے مراد ہین حالانکہ ابھی چوتھی
قسم کے مادے کو بیان نہین کیا) چنانچہ شیخ نے قانون مین اسی طرح لکھا ہے (یعنی قانون مین ان
چارون قسمون کی ترتیب اسطرح ہے کہ اول کے بعد چوتھی قسم کو دوسری قسم کرکے لکھا ہے)

اور موجز کے بعض نسخون مین بھی اسی طرح واقع ہے (چنانچہ صاحب نفیسی نے بھی اسی نسخے کو
لیا ہے) اور مؤلف کے کلام یخطفہا الغذاء مین جو لفظ خطف ہے اُسکے معنی اُچک لیجانیکے
ہین کیونکہ یہ کیڑے کھائی ہوئی غذا کو معدے مین پہونچتے ہی اچک لیتے ہین اور نگل جاتے
ہین اور مؤلف کے کلام وتحرك عند الجوع حركات منكرة قارصة موذية مین جو لفظ قارصہ
ہے وہ قرص سے مشتق ہے جسکے معنی ہین پورون یا چٹکی سے کسی چیز کو پکڑ لینا گویا کہ یہ کیڑے عضو کو
پکڑ لیتے ہین جس سے اذیت ہوتی ہے مؤلف کہتا ہے (اس سے پہلے جو علامتین مذکور
ہوئین وہ تو ہر ہر قسم کے کیڑون کے ساتھ مخصوص تھین) اور جو علامتین سب قسمون مین مشترک
ہین وہ یہ ہین لعاب اور ہونٹھون کی رطوبت کا رات کو بہنا اور دن مین (یعنی جاگتے مین گو کہ
رات ہو) دونون ہونٹھون کا خشک ہو جانا (رات سے بھی سونا مراد ہے گو کہ دن ہی کیون نہ ہو
لیکن رات کے سونے مین لعاب بہت بہتا ہے اور صرف سوتے ہی مین لعاب کے پیدا
ہونے کا یہ سبب ہے کہ سوتے وقت سب رطوبتین اندر کو چلی جاتی ہین اور روحین بھی اندر چلی جاتی
ہین اور اُسی کے ساتھ ساتھ حرارت بھی پھر حرارت ان رطوبتون مین اپنا تصرف کرتی ہے اور انھین
پگھلا کر اوپر کو چڑھاتی ہے اور دن مین خشکی کی علت حرکت ہوتی ہے اور اگر بیداری دن مین ہو تو ہوا
اور روشنی کی گرمی کے سبب سے خشکی زیادہ ہو جاتی ہے) کیونکہ دن مین (خارجی اعضاے کی
حرکت کے سبب سے) رطوبتین منتشر ہو جاتی ہین اور اندر کی بقیہ رطوبتون کو کیڑے کھا لیتے ہین
(اسیلیے معدے اور منھ مین رطوبتین کم ہو جاتی ہین) اور جس شخص کے پیٹ مین کیڑے ہوتے ہین وہ
ہر وقت اپنے ہونٹھون کو خشکی کی وجہ سے اپنی زبان پھیر پھیر کر تر کرتا رہتا ہے اور اکثر اوقات ایسا
منھ بناتا ہے گویا وہ ناگواری کے ساتھ کچھ چوستا ہے اور یہ بھی مشترک علامت ہے کہ جس کے
پیٹ مین کیڑے ہوتے ہین وہ اپنے دانتون کو کڑکڑاتا ہے (یعنی دانتون کو آپسمین بجاتا ہے کہ
اُس سے آواز پیدا ہوتی ہے) اور نیند مین سوتے سوتے اچھل پڑتا ہے اور بعض وقت چیخ پڑتا ہے
اور کروٹین بدلتا ہے (اور سوتے مین بڑبڑاتا ہے) اور جو جگائے اُسپر بگڑتا ہے اور بہت سی باتون
سے گھبراتا ہے اور جب باتین کرتا ہے تو وہ ایسی ہوتی ہین گویا غصہ ہو کر باتین کر رہا ہے اور
کھانا کھائے پیچھے اور کرب ہوتا ہے اور پاخانے مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے مین کہتا ہون

حرارت دن مین پھیلجاتی ہے اور رات مین محصور ہوجاتی ہے اور جب منتشر ہوجاتی ہے تو رطوبتین بھی اُسی کے ساتھ جذب ہوجاتی ہین اسیلیے کیڑے بھوکے رہجاتے ہین اور معدے کی رطوبت کو چوس لیتے ہین اسیلیے جو معدے کی سطح منھ اور ہونٹون کی سطح سے متصل ہے وہ خشک ہوجاتی ہے اور ہونٹون کی خشکی پر خارجی ہوا اس جذب رطوبات پر اور مدد دیتی ہے (یعنی ایک تو رطوبتون کے منجذب ہوجانے سے ہونٹون مین خشکی آتی ہے دوسرے خارجی ہوا سمند ناز کے لیے اور تازیانہ بنجاتی ہے) اسی خشکی کی وجہ سے کیڑون والا مریض اپنے ہونٹون کو تری پہونچاتا ہے اور ان سب علامات مشترکہ کی علت رطوبتون کی کثرت اور ان رطوبتون کے ہیجان سے کثرت سے ابخرون کا دل و دماغ کی طرف چڑھنا ہوتا ہے (فافہم) **مؤلف کہتا ہے** - **علاج** بلغم کا استفراغ کردیا جائے (یعنی اُس بلغم کا جو کیڑون کا مادہ ہے کہ اُس سے کچھ اور نہ پیدا ہو) اور کیڑون کو کڑوی چیزون سے قتل کردیا جائے (کیونکہ کڑوی چیزین انکے حق مین زہر ہوتی ہین) یا ذوالخاصیۃ دواؤن سے (یعنے جو دوائین بالخاصہ اُنکو مار ڈالتی ہین) یا سوکھے دھنیے وغیرہ سے اُنکو نشے مین لاکر ادویۂ مسہلہ سے نکالدیا جائے (کیونکہ جب یہ کیڑے نشے مین آجاتے ہین تو آنتون مین لپٹ نہین سکتے اور آسانی سے نکل جاتے ہین اور اس طریقے سے اُنکو اُسی وقت نکالا جاتا ہے جبکہ طبیعت انکے دفع کرنے پر قدرت نہین رکھتی ہے) اور جو کیڑون کی دوائین ہین اُنسے فتیلے اور حقنے بنا کر چھوٹے کیڑون کو نکالدیا جائے اور کیڑون کے گرادینے کا بڑا اچھا حیلہ یہ ہے کہ دھوکا دے کر مار ڈالنے والی دوائین اُن تک پہونچائی جائین کیونکہ یہ ان ادویہ سے کراہت رکھتے ہین اور انکے پاس تک نہین پھٹکتے (اسیلیے کہ آدمی کے سوا سب جاندارون کی یہی شان ہے کہ زہرون سے بالطبع بچتے ہین اور اُنکو نہین کھاتے اسی لیے سزاوار ہے کہ جب انکے قتل کرنے کا ارادہ ہو تو) کچھ روز تک بیمار کو خوب دودھ پلایا جائے کیونکہ دودھ سے کیڑون کو نہایت الفت اور رغبت ہے پھر اسکے بعد شدت کی بھوک دیجائے یہانتک کہ کیڑن کو غذا نہ ملے اور ہیجان مین آجائین اسکے بعد قاتل دوائین بیمار سے الگ دودھ مین ملادیجائین یہانتک کہ بیمار اُنکی بو نہ سونگھنے پائے (کہ اسکا ادراک کیڑون کو نہوجائے پھر اُنہین نہ کھائین اور نہ پیئین) پھر وہ بیمار اس دودھ کو اپنے دونون نتھنے بند کرکے ایک ساتھ پی جائے (دونون نتھنون کے بند کرنے کی یہ ضرورت ہے کہ

دودھ مین ملی ہوئی دوا کی بو دونون نتھنون مین نہ چلی جائے پھر اسکا ادراک کیڑے کرلین اور اسکو چھوڑ دین
اور کبھی دودھ پینے سے پہلے تھوڑا سا کٹا ہوا گوشت ابلا ہوا بغیر نمک ہوے چوسا جاتا ہے (مگر وہ
گوشت جسمین نمک نہو کیونکہ نمک اُنکو کرب مین ڈالتا ہے اور وہ جسمین دھنیا بھی نہو کیونکہ دھنیے سے
کیڑے بیہوش ہوجاتے ہین اور دوا سے ملاقات نہین کرتے) پس یہ گوشت کا پانی اُنکو ہیجان
مین لاتا ہے اور اسکے بعد جو چیز اُنپر وارد ہوتی ہے اُسکے نوالہ کرنے کے لیے اپنے منھ کو کھولدیتے
ہین (اب جب دوا ملے ہوے دودھ کو پیا جاتا ہے تو بے تحاشا اُسکی طرف دوڑ پڑتے ہین
اور منھ پھیلا پھیلا کر اُس دودھ کو پی جاتے ہین اور فیصلہ ہو جاتا ہے) اور یہ دوائین جو کیڑون کو
مارڈالنے والی ہین یہ ہین درمنہ شفتالو کی پتی اور اسکا پانی و خشیزک لہسن جھاؤ قطران کلونجی
پودینہ جنگلی پودینہ کبر پہاڑی پودینہ سعد کوفی حاشا اور اسکے ساتھ مسہلات مین سے افتیمون اندراین کا
گودا تخم نیل ملادین لیکن یہ مسہلات اُسوقت استعمال کیے جائین جبکہ کیڑے قتل ہو جانیکے بعد
خود نہ نکلین اور اگر کیڑون کے ساتھ دست آتے ہون تو طراثیث اور سوکھا دھنیا اور سماق وغیرہ
قابض دواؤن کا استعمال کیا جائے (کیونکہ انمین کیڑون کے قتل کی بھی قوت ہوتی ہے اور یہ
دوائین قتل دود اور حبس طبیعت دونون باتون کی جامع ہین) اور خرفہ کے بیج بھی کیڑون کے
قاتل ہین اور کہتے ہین کہ خربزون کا پانی کیڑون کو مار ڈالتا ہے اور انکو دستون کے ذریعے سے
نکالدیتا ہے اور اگر بیمار سہ رات کو سرکہ خاصکر عنصلی سرکہ چاٹ کیا کرے تو نہایت نفع بخشے اور
کیڑون کے مادے کا استیصال کردے خصوصاً البعض اُن ادویہ کے ساتھ جو کیڑون کو مارڈالتی ہین
اور کبھی دواؤن کا استعمال خارج سے بطریق ضماد بھی ہوتا ہے (یعنی پیٹ پر ضماد کرنے سے) عمدہ
لیپ جنگلی جھاؤ اندراین کا گودا ایلوا ورق شفتالو کے پانی مین خمیر کیا جائے یا ورق آلو بخارا
کے پانی مین اور اسکا لیپ ناف کے گرداگرد کیا جائے اور اگر معدہ ضعیف ہو تو بہی کے پانی
یا اُسکے رب مین یہ دوائین خمیر کیجائین تاکہ اپنے قبض سے مانع آئین اور معدے کو جمع کرین جبکہ
اسکی طرف کیڑے زہریلی دواؤن سے بھاگ کر آنے لگین اور تاکہ ان دواؤن کی ردائت سے بھی
معدے کا ضعف زیادہ نہو جائے اور بھوک کو افاقہ دیتی رہین) **فتیلہ** چھوٹے کیڑون کے لیے
اندراین کے پھل کا گودا اور پاپڑی لون اور کھانے کا نمک (ان سب کا فتیلہ بنالیا جائے بطریقہ سے

کہ ان سب کو پیسکر ورق تنفتالو کے پانی مین خمیر کرین اور فتیلہ بنالین یہ فتیلہ چھوٹے کیڑون کو مارڈالتا ہے اور مارکر نکالدیتا ہے اور اُنکے مادے کو بھی قلع قمع کر دیتا ہے) حقنہ (یہ بھی انھین باتون کو مفید ہے جنکو فتیلہ مفید تھا) قنطوریون سہر خس افتیمون بسفائج کٹ بول شہتوت کی جڑ کی چھال ہر ایک تین درم ان سب کو جوش دیا جائے اور روغن زیتون کے ساتھ استعمال کیا جائے (یہ دوائین کیڑون کو مارڈالتی ہین اور اپنی لزوجت سے اُنکو نکال بھی دیتی ہین) مین کہتا ہون کیڑون کے مادے کے مخالف وہ دوائین ہین جو گرم خشک ہین اور تلخ ہین کہ اُنکے مزاج حیات سے مخالف ہین جیسے ایلوا اور درمنہ وغیرہ غرض وہ دوائین جو کیفیت مین اُن ادویہ کے مضاد ہون جنپر کیڑے نہایت حریص ہین یعنی چکنی چیزین اور کیڑون کے مارڈالنے کے بعد اُنکو بہت جلد نکال بھی دینا چاہیے کیونکہ مردہ کیڑون کی بخاریت مین زہریلی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور سخت ضرر ہوتا ہے اور اس مقام پر مولف نے جو مفرد اور مرکب دوائین لکھی ہین وہ اپنے وضوح کی وجہ سے شرح کی محتاج نہین ہین اور اثناے حیلہ مین جو گوشت کا پانی چوسنے کی ہدایت کی ہے وہ اسلیے ہو کہ کیڑون کو ہیجان پیدا ہو اور اُٹھکر غذا کے لیے منہ پھیلائے ہوے مستعد ہو بیٹھین تاکہ آئندہ جو اُنکی مارڈالنے والی دوا مریض پینا چاہتا ہے جب وہ اپنے نتھنے بند کرکے پیے تو فوراً کیڑے اُسکو نگل لین یعنے اس حیلے سے درحقیقت کیڑون کو یہ زہر پلانا مقصود ہے کیونکہ یہ دوائین اگرچہ مریض کے لیے زہر نہین لیکن کیڑون کے لیے زہر ہین اور اسی طرح مریض کو چاہیے کہ شوربے مین ان دواؤن کا خلط کچھ نکرے اور جب قتالہ دوا پیے تو اپنے نتھنے وغیرہ بند کرلے کہ کچھ بو نہ پہونچنے پائے ورنہ کیڑے اپنا منہ بند کرلینگے اور اس کا نگلنا گوارا نہ کرینگے اور علاوہ اسکے خلط کرنے سے مریض کو بھی ضرر ہے مؤلف کہتا ہے

مقعد کے امراض کا بیان

یہ امراض مشکل سے دفع ہوتے ہین کیونکہ مقعد فضلون کے نکلنے کا راستہ ہے اور بالطبع اسی کی طرف فضلے گرتے ہین (ہر وقت اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ تناؤ اور لذع پیدا کرکے اذیت دہ ہوتا ہے اور اتنا توقف اور سکون نہین ہوتا کہ دوائین تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنا اثر کرسکین اور اس سکون کے ساتھ طبیعت اصلاح کی طرف متوجہ ہو اور جسوقت کچھ فضلے مندفع ہو چکتے ہین تو اور فضلے اس مقام پر گر پڑتے ہین غرضکہ یہان سے

فضلون کا روکنا ممکن نہین ہے پھر دوا اپنا کیا اثر کریگی) اسکے علاوہ مقعد اوپر کیطرف الٹی ہوئی ہوتی
ہے (یعنی اسکا منھ نیچے کو ہوتا ہے اسوجہ سے اسمین دوائین نہین ٹھہرتین بلکہ جلد مندفع ہو جاتی
ہین) اور اسلیئے کہ سب اعضائے شکم کے نیچے بنائی گئی ہے (پس بالطبع اسکی طرف مادے
اترتے رہتے ہین خصوصًا جسوقت کہ یہ مقام ضعیف ہو جاتا ہے کہ ضعف کی وجہ سے آنے والے
مواد کو دفع نہین کرسکتا) اور اسلیئے کہ اسکا احساس نہایت قوی ہوتا ہے (اسوجہ سے اسکا درد
سخت اور زیادہ اذیت دینے والا ہوتا ہے کیونکہ اذیت درد کا دریافت کرنا اور کمی بیشی کا اندازہ
کرنا احساس کی کمی بیشی پر موقوف ہے) **مین کہتا ہون** مقعد کا فضلون کے دفع ہونے کا
راستہ ہونا یہ اسکی اذیت اور الم کو بہت زیادہ بڑھادیتا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس راہ کو
پاخانے اور ریاح سے سکون ممکن نہین جس سے منافع دوا پورے ہوتے ہین اور سکون ہی
طبیعت کو اصلاح کرسکتی ہے (کیونکہ دوا کا نفع کرنا اور اپنا اثر ظاہر کرنا اس امر پر موقوف ہے کہ دوا
تھوڑی دیر ٹھہرے اور جب مقعد کے مجرے ہونے کی وجہ سے نہ ٹھہری تو دوا کے نفع کو
مقعد کیا قبول کریگی) اور مقعد کا اوپر کی طرف الٹا ہوا (یعنی اوندھے منھ) ہونا یہ دوا کے ٹھہرنے کو
دشوار کردیتا ہے اور اسکا نیچے ہونا اسکا باعث ہے کہ تمام فضلے اسی کی طرف منحدر ہون اور وہ
ضعیف ہو جائے اور آفتون کو قبول کرتی رہے اور اسکا قوی الحس ہونا (اپنی کثرت عصبیت کی
وجہ سے) یہ اس بات کا سبب ہے کہ درد زیادہ ہو اور درد کی زیادتی فضلون کی جاذب ہوتی
ہے تو جب وہان درد ہو تو بجائے منفعت دوا کے مضرت کی چیزین زیادہ جمع ہوتی ہین **مؤلف
کہتا ہے مقعد کا شق ہو جانا** اسکا منشا یا تو گرمی او خشکی ہوتی ہے جسکی یہ پہچان ہے
کہ اسکے ساتھ سوزش اور چٹخن اور خشکی بھی ہو (اعضاء کے اجزا کا باہم ملے رہنا صرف رطوبت کے
سبب سے ہوا کرتا ہے اور خشکی کے غالب آجانے کے وقت تری جاتی رہتی ہے اور پاخانے کا
مقام شق ہو جاتا ہے کیونکہ خلا محال ہے) اور یا اسکا سبب گرم ورم ہوتا ہے (کہ اسمین کھنچاؤ کرتا ہے
پس جس جہت مین وہ کھنچاؤ کرتا ہے وہ جہت شق ہو جاتی ہے) اور اسکے پہچاننے کی کئی صورتین
ہین ایک تو یہ کہ درحقیقت ورم موجود ہو دوسرے یہ کہ وہ مقام ابھر آئے تیسرے یہ کہ الم اور اذیت
قوی ہو اور یا اسکا سبب خشک اور غلیظ ثفل ہوتا ہے (جو پاخانے کے مقام کو تناؤ کرنے سے

نکلتے وقت شق کر ڈالتا ہے) اور اسکی یہ پہچان ہے کہ اس شق سے پہلے ایسا پائخانہ ہوا ہو اور یا اسکا
سبب بواسیر ہوتی ہے جو اسکو چوس لیتی ہے (مادے کی حدت کے سبب سے یا افراط کے
تناؤ کرنے سے) اور یا اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ پائخانے کے مقام کی طرف زور سے خون مندفع ہو اور
یہ شق افراط کے بہاؤ اور سیلان خون کے ساتھ ہوتا ہے (اسلیے کہ خون غالب ہے اور وہ نکلتے وقت
اپنی جگہ بنانے کے لیے سخت تناؤ کر کے پائخانے کے مقام کو شق کر ڈالتا ہے) **مین کہتا ہون**
جب مقعد پر گرمی اور خشکی غالب آجاتی ہے تو ادنے سبب کے پیدا ہونے سے شق ہو جاتی ہے
یہانتک کہ پائخانہ ہونے سے بھی اور خون کا اسکی رگون کی طرف مندفع ہونا یہ بھی بہت جلد اُس کو
پھاڑ دیتا ہے **مؤلف کہتا ہے۔ علاج** (جب گرمی اور خشکی شق ہو جانے کا سبب ہو تو)
مزاج کی تبدیل کرنا چاہیے (تاکہ گرمی اور خشکی اپنی طبعی حالت پر آجائے) اور ورم کی دوا کیجائے
(اگر شق ہو جانے کا سبب ورم ہو) اور بواسیر کا علاج کیا جائے (اگر بواسیر اسکا سبب ہو) اور خون
کی حرارت کی تسکین کیجائے (یہ اُس صورت مین کہ خون زور سے دفع ہوکر مقعد کو شق کر دے)
اور طبیعت کی تلیین کیجائے (جبکہ غلیظ اور یابس ثفل کے خارج ہونے سے شق ہو جائے) اور
تلیین شربت بنفشہ اور لعاب بہدانہ سے کیجائے **غذائین** پائے وغیرہ (کیونکہ پائے لسدار اور
ملین طبع ہوتے ہین اور اُنکی لزوجت کے سبب سے خون بھی کثیر المقدار اور لسدار پیدا ہوتا ہے)
یا نیمبرشت انڈے کی زردی (کیونکہ یہ لطیف ہوتی ہے اس سے خشک فضلے نہین پیدا ہوتے)
یا پالک کا ساگ یا ملوخیہ کا اور **لگانے کی دوائین** گوگل کا مرہم یا شادنج کا مرہم یا انڈے
کی زردی اور گوگل اور خوبانی کی گٹھلی کا تیل یا اونٹ کے کوہان کی چربی اور گوگل اور سرخ موم
ان سب کو نیمگرم روغن مین لتھیڑ کر اُس مقام پر لگایا جائے (نیمگرم کی یہ ضرورت ہے کہ انہین اثر خام
زیادہ آجائے) اور ٹھنڈے پانی سے احتراز کیا جائے (کیونکہ ٹھنڈا پانی اپنی تکثیف سے مستلزم
تفریق اور شق ہوتا ہے) اور جتنی چیزین نہایت ترش ہین اُنسے بھی پرہیز کیا جائے (کیونکہ یہ چیزین
مقام شق مین لذع کرتی ہین) اور حقنہ نہایت قابض چیزین ہین اُنسے بھی پرہیز کیا جائے (کیونکہ
یہ چیزین طبیعت کے بستہ ہو جانے کی موجب ہوتی ہین) اور قبض ان بیمارون کو بہت مضر ہوتا ہے
(کیونکہ خشک اجابت مقام شق کو اذیت دیتی ہے اور شق کو اور زیادہ کر دیتی ہے) **مین کہتا ہون**

گوگل کے مرہم کا یہ نسخہ ہے بط کی چربی سفید موم تلی کا تیل گائے کی پنڈلی کا گودا گائے کا گھی فربہ اونٹ کا کوہان جسمین نمک نہ لگا ہو گوگل گوگل کو لعاب بزرکتان مین حل کر کے سب چیزون کو ملادین اور استعمال کرین آور شادنج کے مرہم کا نسخہ مین نے موجودہ کتب مین سے کسی کتاب مین نہین دیکھا اور شاید شادنج کا استعمال اُسوقت کیا جاتا ہے جب اُسکو پہلے بعضی چربیون سے دھولیا جائے

مؤلف کہتا ہے۔ پائخانے کے مقام کا لٹک پڑنا (لٹک پڑنے کی یہ پہچان ہے کہ ثفل اور ریح کا خروج بلا قصد ہونے لگے) کبھی تو یہ استرخاء برودت کی وجہ سے ہوتا ہے (یعنی فالج والی ٹھنڈک سے جو کہ پائخانے کے مقام یا اُسکے روکنے والے عضلات کو پہونچ جاتی ہے اور عضو کے مزاج کو فاسد کردیتی ہے اور اُس روح کا اثر نہین قبول کرتی جو اُس عضو مین نفوذ کیے ہوئے ہے جیسا کہ جالینوس نے حکایت کی ہے کہ ایک شخص مچھلیون کا شکار کیا کرتا تھا پس اُسکے نیچے کا مقام اور اُسکا مثانہ ٹھنڈا پڑگیا جسکے بعد اسکا پیشاب اور پائخانہ بلا قصد نکل آیا کرتا تھا) اور اسکی علامت ایک تو یہ ہے کہ لمس سرد ہو اور ایک یہ کہ اس استرخاء سے پیشتر کسی ایسے سبب کا وقوع ہوچکا ہو جو برودت پیدا کرے جیسے ٹھنڈے پتھر پر بیٹھنا ایک عرصہ تک (کہ اُسکی ٹھنڈک پائخانے کے مقام تک پہونچکر اُسمین اپنا اثر کرے) اور کبھی یہ استرخاء رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے (کہ پائخانے کے مقام مین لٹکاؤ پیدا کردے) اور اسکی یہ پہچان ہے کہ یہ مقام ڈھلڈھلا ہو اور یا اسکا سبب ورم ہوتا ہے (یعنی پائخانے کے مقام مین جو باہر کی جانب کھنچاؤ کرتا ہے اور ثفل اور ریح بلا قصد نکلنے لگتا ہے) اور اسکی یہ پہچان ہے کہ اُس مقام مین درد بھی ہو اور کبھی اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ کسی ضربہ یا سقطہ کی وجہ سے پٹھا کٹ جائے اور یہ دفعۃً ہوتا ہے اور اسکا کوئی علاج نہین یا یہ استرخاء پٹھے یا عضلے کے استرخاء سے ہوتا ہے (رقیق رطوبت کی وجہ سے جسکو پٹھے یا عضلے نے پی لیا ہے) یا یہ استرخاء پٹھے کے تناؤ کی وجہ سے ہوتا ہے (جو پائخانے کے مقام کو باہر کی طرف کھینچتا ہے پھر ثفل اور ریح کا خروج بلا قصد ہونے لگتا ہے) اور اسکے ساتھ پائخانے کے مقام مین سختی بھی ہوتی ہے (کہ بآسانی اندر کو مندفع نہین ہوتا) اور اسکا یہ سبب ہے کہ جب پٹھے مین کھنچاؤ ہوتا ہے تو آسانی سے اندر کو نہین دھنستا کیونکہ دبانا زیادہ تناؤ کو چاہتا ہے) علاج ورم کا علاج کیا جائے اور مزاج کی تعدیل کیجائے اور پٹھے کی تقویت کیجائے (تاکہ موذی کو

نہ قبول کرے) اور اکثر اوقات مزاجی استرخاء ٹھنڈک اور رطوبت سے ہوتا ہے (کیونکہ حرارت
خشکی کرتی ہے اور استرخاء سے مانع آتی ہے مگر یہ کہ حرارت ضعیف ہو کر رطوبتون کو بہا دیتی ہے
اور تحلیل کرنے اور سکھا ڈالنے کی حد تک نہین پہونچاتی اور یہی حال خشکی کا بھی ہے کہ یہ بھی حرارت کیطرح
استرخاء سے مانع آتی ہے) **عمدہ نطول** یعنی آبزن طراثیث گلاب کا زیرہ خطمی انار کے چھلکے
آس کٹ بول اذخر کیکر ان سب کو جوش دیکر بیمار کو اسکے پانی مین بٹھایا جائے پھر پائخانے کے
مقام کی کٹ کے تیل سے تدہین کیجائے (کیونکہ تیل باوجود تحلیل اور تسخین کے پٹھے کی تقویت
کرتا ہے اور جو دوا اس پر چھڑکی جائے اُسکی حفاظت کرتا ہے) اور تیل ملنے کے بعد پائخانے کے
مقام پر سفیدہ اور گلاب کا زیرہ اور خشک آس اور گوگل اور زیرہ اور اذخر اور کندران سب کو یا انمین سے
بعض کو حسب ضرورت چھڑکا جائے (کیونکہ یہ دوائین رطوبت کو چوس لیتی ہین اور عضو کو قوی اور مضبوط
کرتی ہین) **مین کہتا ہون** یہ مقام آسان ہے شرح کی ضرورت نہین ہے **مؤلف کہتا
ہے۔ خروج مقعد یعنے کانچ کا نکلنا** ایسا یا تو ورم کے سبب سے ہوتا ہے
(جو پائخانے کے مقام مین کھنچاؤ کرتا ہے اور اُسے باہر کو الٹ دیتا ہے) ایسی حالت مین اسکا
پھر کر اندر جانا دشوار ہوتا ہے (یعنی کانچ نکلی ہوئی پھر اندر کو نہین جاتی اور اگر جاتی بھی ہے تو بڑی
دشواری سے) یا اُس عضلے کے لٹک پڑنیسے ہوتا ہے جو اُسکو اندر سے روکے ہوئے ہے
علاج ورم کا علاج کیا جائے اور اگر استرخاء عضلہ کی وجہ سے ہو تو اُس مریض کو اُس پانی مین
بٹھایا جائے جسمین قابض دوائین جوش دیگئی ہون (یہ دوائین استرخاء کے علاج مین بیان ہوچکی
ہین) اور جب کانچ اندر کو چلی جائے تو پائخانے کے مقام مین کٹ کا تیل یا روغن گل لگانیکے بعد
اُسپر قابض دوائین چھڑکی جائین اور روئی کی گدی رکھی جائے اور پٹی سے باندھ دین تاکہ کانچ
اوپر کو اٹھی رہے اور اُسی شکل پر باقی رہے پھر اگر پھر کر اندر کو نہ جائے (اور ورم کے زیادہ ہونیسے
اندر کو رجوع نہ کرے) تو ایسے گرم پانی مین بٹھانا چاہیے جسمین ورم کو نرم کرنے والی اور درد کو تسکین
دینے والی دوائین جوش دی گئی ہون (تاکہ ورم کا ابھار لٹک پڑے اور سختی ڈھیلی ہو جائے اور
آسانی سے کانچ اندر چلی جائے) جیسے خطمی اور پوست خشخاش اور بابونہ اور گل بنفشہ اور تخم خبازی وغیرہ
ہے **مین کہتا ہون** عضلۂ مشیلہ جو مؤلف کے کلام واسترخاء العضلۃ الشیلۃ مین ہے

یہ وہ عضلہ ہے جو مقعد کو اوپر اُٹھائے رہتا ہے کبھی اُسکا لٹک پڑنا بھی خروج مقعد کا سبب ہوجاتا ہے
اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے ویذر القوابض علیہا اسمین قوابض سے وہ ادویہ مراد ہین جو اُسنے استرخار
مقعد مین لکھے ہین مثلاً اطراثیث اور تخم گلاب اور پوست انار اور آس وغیرہ اور منجملہ اُنکے یہ ادویہ بھی ہین
سماق اور پوست درخت بطم اور جوز اور مازو وغیرہ (کہ یہ بھی قوابض یہان مستعمل ہوتے ہین اور مؤلف نے
انکو نہین لکھا) **مؤلف کہتا ہے** - خارش مقعد یعنی پائخانے کے مقام کا کھجلانا ایسا یا تو
کسی خلط کی وجہ سے ہوتا ہے خواہ وہ خلط بورقی ہو یا صفراوی (کہ اپنی حدت سے پائخانے کے
مقام مین لذع کرے) اور یا قرحون کے سبب سے ہوتا ہے (جو اسمین پھیلے ہوے ہوتے ہین اور
اپنے تاکل اور غوزندگی سے لذع کرتے ہین) اور یا چھوٹے چھوٹے کیڑون کے سبب سے ہوتا ہے
(جو کاٹتے ہین اور اُنکے کاٹنے سے کھجلی پیدا ہوتی ہے) اور کبھی اس خارش سے بواسیر بھی پیدا
ہوجاتی ہے (یہ اُسوقت جبکہ پائخانے کے مقام پر سوداوی اور لذع کرنے والا خون گرے)
علاج بدن کا تنقیہ کیا جائے (اگر خلط اوپر سے بہکر آتے ہون) اور کیڑون کو قتل کیا جائے
(اُن ادویہ سے جنکا بیان ابھی گذرا) اور قرحون کا علاج کیا جائے (جالی اور مدمل مرہمون سے)
اور ان سب کو پائخانے کے مقام پر سرکہ لگانا اور ٹھنڈی پر سینگیان لگانا بہت مفید ہوتا ہے
(سرکہ نہایت خشکی پیدا کرتا ہے اور مواد کی ریزش کو مانع آتا ہے اور مواد کی تلطیف اور تقطیع کرتا ہے
اور قرحون کو پاک کرتا اور اُنھین پھیلنے اور دوڑنے سے مانع آتا ہے اور حجامت مواد کو باہر کیطرف
کھینچتی ہے) **مین کہتا ہون** ہر نوع کی پہچان اور علامت ہم پہلے ذکر کر چکے ہین اور ہر نوع
کا علاج بھی اپنے مقام سے معلوم ہوسکتا ہے اور عصعص بضم العین ریڑھ کی ہڈی کو کہتے
ہین جسپر انسان بیٹھتا ہے **مؤلف کہتا ہے**

پائخانے کے مقام کے ورمون کا بیان

اکثر یہ ورم گرم اور خالص خون یا صفراوی خون سے پیدا ہوتے ہین (اور اسکی یہ وجہ ہے کہ
مقعد کا جرم کثیف پٹھے کا ہوتا ہے اور اسمین غلیظ مواد کم نفوذ کیا کرتے ہین) اور یہ ورم ابتدائی
بہت کم ہوتے ہین (یہ اسلیے کہ گرم مادے بالطبع بدن کے اوپری حصے ہی کیطرف مائل رہتے ہین)
بلکہ اکثر مقعد کے شق ہوجانے یا مقعد کے زخمون یا خارش یا مسون کے کاٹنے کے بعد ہوا کرتے ہین

علاج فصد لیجائے اور فصد سے پہلے روغن گل اور موم اور انڈے کی زردی سے اُس مقام کو
لت کرلیا جائے (کیونکہ روغن گل قوت قابضہ کی وجہ سے مواد کو پھیر دیتا ہے اور استرخا پیدا کرتا ہے
اور درد کو تسکین دیتا ہے اور عضو مین اعتدالی ٹھنڈک پھیلاتا ہے اور موم نرم کرتا ہے اور تیل کو ہوا کے
اثر جذب سے بچاتا ہی اور انڈے کی زردی اپنی تلیین سے درد کو تسکین دیتی ہے اور ورم کو جلد پکا دیتی ہے
اور اُسکے مادے کو تحلیل کرتی ہے) اور اکثر درد کی زیادتی کے وقت ہرے دھنیے کا پانی ان مین
بڑھا دیا جاتا ہے (ٹھنڈک پھیلانے کے لیے) اور اسپر نہایت قابض چیزون کا استعمال نکیا جائیگا
تاکہ عضو کی کثافت اور مادے کی غلظت مین زیادتی نہو جائے پھر درد بڑھ جائے اور ورم شدت
پکڑ جائے) یا سرکہ کا مرہم روغن گل مین حل کیا ہوا (کیونکہ یہ ٹھنڈک ڈالتا ہے اور تحلیل کرکے خشک
کردیتا ہے) اور جب ابتدائی حالت سے تجاوز ہوجائے تو دخلیون کا مرہم لگایا جائے (کیونکہ یہ مرہم
استرخا پیدا کرتا ہے اور تحلیل کرتا ہے) اور نرم اور پکانے والی دواؤن کا ٹپرا دیا جائے جیسے خطمی
ہے بابونہ ہے خبازی ہے گل بنفشہ ہے اور اس ورم مین نضج سے قبل شگافت دینا واجب ہے
تاکہ ناسور نہو جائے (کیونکہ پیپ قبل اسکے کہ اُسکا نضج پورا ہو وہ گوشت کے بہت سے حصے کو
خراب کردیگی اور زخم چوڑا اور گہرا ہوجائیگا اور ناسور بنجائیگا کیونکہ یہ قرحہ بدن کے نیچے والے حصے
مین ہے اور فضلون کے مندفع ہونے کا مقام ہے لہذا اسکا پاک کرنا آسان نہین ہی اسکے علاوہ
یہ قرحہ عصبی عضو مین ہے اور عصبی عضو کا گوشت بھرلانا دشوار ہوتا ہے اسکے علاوہ عصبی عضو بہت
ذکی الحس ہوتا ہے اسیلئے اُسکا درد بھی سخت ہوتا ہے اور یہ درد مواد کے اسکی طرف مندفع ہونے کا
موجب ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ عضو کثیر العروق ہے یعنی اسمین رگین بہت زیادہ ہوتی ہین اسیلئے
اسکی طرف آنے والے فضلون کے راستے بھی زیادہ ہونگے اور اسیلئے کہ یہ قرحہ ثفل کے
راستے مین ہے اور ثفل کھنچاؤ کیا کرتا ہے اور تفرق اتصال کو وسیع کردیتا ہے اور اسیلئے کہ یہ قرحہ
ہوا سے اوٹ مین ہوتا ہے اور یہ بات اُسکے سڑ جانے کی موجب ہے) مین کہتا ہون
سرکے مرہم کا یہ نسخہ ہے کہ مردار سنگ کو خوب باریک کوٹ لین اور اسمین اُسکے چار حصے سرکہ
ہاون مین ڈالکر دستے سے مارلین اور اسمین تھوڑا سا روغن زیتون بھی ملالین اور اگر یہ قصد ہو کہ
اسکی خشکی خوب قوی ہوجائے تو تھوڑے سے عروق صفر بھی کوٹ پیسکر اسمین ملادین اور مرہم دخلیون کا

آئینہ ملدی ۱۲

یہ نسخہ ہے تھیمی تخم کتان خطمی سفید ہر ایک کو ایک دن رات پانی مین بھگوئین اور اسکا لعاب لے لین اسکے بعد مردار سنگ بار یک پیسکر روغن زیتون مین جوش دین یہانتک کہ بندھ جائے اسکے بعد تھوڑا تھوڑا کرکے اسپر لعاب ڈالتے جائین اور اتنا الٹ کرین کہ مرہم بنجائے اسکے بعد استعمال کرین اور بواسیر مقعد کے گہرے زخم ہین جو پرانی ہو جائے اور انمین سے پیپ نکلتی ہے اور مقعد کے ورم کو پکنے سے پہلے شگاف دینے کا حکم اسلیے کیا جاتا ہے کہ کہین مادہ گہرائی کی طرف متوجہ نہو جائے جس سے ناصور پڑ جائے اور یہ تدبیر چیر دینے کی بقراط سے منقول ہی

مؤلف کہتا ہے بواسیر کی کئی طرح تقسیم ہوتی ہے کبھی تو اسکی صورت اور شکل کے اعتبار سے اور اس اعتبار سے اسکی تین قسمین ہین ثولولیہ یعنی مسے والی جسکی شکل چھوٹے چھوٹے مسون کی سی ہوتی ہے (اور سختی بھی ویسی ہی ہوتی ہے) اور عنبیہ یعنی انگور والی یہ بھی مسے ہوتے ہین مگر چوڑے اور گول اور ارغوانی (یا ارغوانی رنگ کی طرف مائل) اور توثیہ یعنے توت والی (یعنی بشکل توت) یہ ڈھلڈھلی اور ملائم ہوتی ہے اور اسکا مادہ دموی ہوتا ہے اور ایک تقسیم موضع کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اس اعتبار سے اسکی دو قسمین ہین ناتیہ یعنی اُبھر آنے والی (یعنی مقعد کے حلقے کے باہر اُبھر آنے والی) اور یہ بواسیر اچھی ہے (کیونکہ اسکی طرف دوا پہونچ جاتی ہے اور یہ مسے آسانی قطع ہو سکتے ہین) اور غائرہ (یعنی مقعد کے حلقے کے اندر رہنے والی) اور یہ قسم بُری ہوتی ہے (کیونکہ حس سے دریافت نہین ہوتی اور اس تک دوا آسانی نہین پہونچ سکتی) اور ایک تقسیم بہنے نہ بہنے کے اعتبار سے ہوتی ہے اس اعتبار سے اسکی دو قسمین ہین ایک تو منفتحہ یعنی بہنے والی (اور اسکو منفتحہ اسلیے کہتے ہین کہ اسکی رگین مادے کی حدت یا کثرت سے کھلی رہتی ہین) اور دوسری عمیا یعنی نہ بہنے والی اور اکثر سوداء یا سوداوی خون سے بواسیر پیدا ہوتی ہے (کیونکہ صرف خون اور صفراوی خون جب بدن مین زیادہ ہو جاتا ہے تو طبیعت اُسکو نکسیر مین دفع کر دیتی ہے لیکن سوداوی ارضی خون کو اسفل ہی سے نکالتی ہے کیونکہ فضلون کے دفع کرنے کا یہی مقام ہے پس جبکہ ماساریقا سے آنتون کی طرف دفع ہوتا ہے تو اسہال پیدا ہو جاتا ہے اور جب رگون کی طرف مندفع ہوتا ہے اور اُسکی غلاظت کے سبب سے نکل جانا ممکن نہین ہوتا ہے پھر ان رگون کے منھ سے جلد کے نیچے کو نکل آتا ہے

تو اس سے ورم اور پھنسیاں پاخانہ کے مقام کے پاس پیدا ہو جاتی ہیں اور انھیں کا نام بواسیر ہے) اور
بواسیر بلغم سے بہت کم پیدا ہوتی ہے اور جب بلغم سے پیدا ہوتی ہے تو اُسکے دانے رنگت اور قوام میں
ایسے ہوتے ہیں جیسے مچھلیوں کے پیٹ کے دانے ہوتے ہیں آور ثؤلولیہ یعنی مسّے والی بواسیر سوداء سے
زیادہ قریب ہوتی ہے (اور اسی وجہ سے مسّون میں سختی ہوتی ہے) آور توتیہ یعنی توت والی بواسیر خون سے
زیادہ قریب ہوتی ہے (اسی سبب سے اسمین ڈھیلاپن ہوتا ہے) آور عنبیہ یعنی انگوری بواسیر سوداء اور صفراء
کے درمیان ہوتی ہے (یہی وجہ ہے کہ نہ بالکل سخت ہوتی ہے اور نہ بالکل نرم بلکہ سختی و نرمی میں بَین بَین
ہوتی ہے) آور بواسیر میں پائخانہ کے مقام کی رگون کا کھلنا ضرور ہوتا ہے (کیونکہ ان فضلون کا رگون سے
نکلنا اُنکا منھ کھلنے کے وقت ہو سکتا ہے کیونکہ انکی غلظت کے سبب سے انکا مسامات کے راستے
سے نکلنا ناممکن نہیں ہے) اور بواسیر کے خون کا بہنا بند نہ کیا جائیگا مگر اُسوقت کہ ضعف محسوس ہونے
لگے اور پانوٴن کی حرکت ضعیف پڑجائے (کیونکہ ضعف اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ مادے کا
استفراغ اعتدال سے بڑھ کر ہو جائے یا یہ کہ استفراغ اُس طریقے سے ہو جائے جس طریقے سے استفراغ
ہونا چاہیے اور پانوٴن کی حرکت میں ضعف اسلیے پیدا ہو جاتا ہے کہ پانوٴن کی حرکت کے لیے پوری
قوت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ اسلیے کہ پانوٴن سارے بدن کو اُٹھاتا ہے اور تمام بدن کو حرکت دیتا ہے
اور اسوقت بہنے والے خون کو بند کر دینے کی یہ ضرورت ہے کہ اگر باوجود ضعف ہو جانے کے بھی اُس کو
نہ قطع کیا جائیگا تو ضعف انتہا درجہ کو پہونچ جائیگا اور قوت ساقط ہو جائیگی اور یہ خطرناک بات ہے لیکن اگر
اس حد تک نہ پہونچیگا تو قطع نہ کرینگے) کیونکہ اسکے بہنے میں جذام اور جنون اور سوداوی مرگی اور آتشک
اور ذات الجنب اور ذات الریہ اور سرسام سے بالکل امن ہو جاتی ہے (بلکہ کل اُن بیماریون سے امن
ہو جاتی ہے جو سوداوی حاد مادون سے پیدا ہوتی ہیں کیونکہ یہ سیلان اُسیوقت ہوتا ہے جبوقت
بدن غلیظ حاد اور سوداوی مادون سے بھرا ہوتا ہے پھر جب یہ مادے بہ جاتے ہیں تو بدن اُن سب
بیماریون اور آفتون سے محفوظ ہو جاتا ہے جو ان مادون سے پیدا ہوتی ہیں آمام رازی نے اس مقام
پر یہ شبہہ کیا ہے کہ سرسام غلیظ خون سے نہیں ہوتا بلکہ جلتے ہوے پتلے خون سے ہوتا ہے اور یہ خون
اکثر صفراوی ہوتا ہے آور اس شبہہ کا یہ جواب ہے کہ جلتا ہوا خون جلد جل جاتا ہے اور اسی وجہ سے
سرسام والون کا منھ اور سر کالا پڑ جاتا ہے اور اس خون کا بواسیر میں نکل جانا مفید پڑتا ہے اور اسکا

یون بھی جواب دیا گیا ہے کہ جب طبیعت فاسد خون کو بواسیر سے دفع کرتی ہے تو سب کا سب مادہ اسی جہت مین میل کر آتا ہے اور اسوجہ سے یہ بہنا سر سام کو مفید پڑتا ہے) اور اگر مقررہ خون کو قبل از وقت روک دیا جاتا ہے تو اس سے انھین مذکورہ بیماریون مین سے کسی بیماری کا اندیشہ ہوتا ہے (کیونکہ جب طبیعت اسکے دفع کر دینے کی عادی ہو چکی اور بعد عادی ہو جانے کے اس مادے کو روک دیا گیا تو اسکے رکتے ہی وہ بیماریان یقیناً پیدا ہو جائینگی جو اس مادے سے پیدا ہوا کرتی ہین اسکے علاوہ یہ مادہ حرکت کرنے سے حدت اور ردأت مین کہین بڑھ جاتا ہے) اور اس سے استسقا کا بھی اندیشہ ہوتا ہے (یا تو اسوجہ سے کہ جب یہ فاسد خون جس سے بدن بذریعۂ بواسیر کے پاک ہوتا ہے بند کر دیا جاتا ہے تو حرارت غریزی کی تیزی کو بجھا کر بدن کے مزاج کو فاسد کر دیتا ہے جیسے کہ بڑی لکڑی آگ کو بجھا دیا کرتی ہے پس غذا مین شایستہ طور پر تصرف نہین کر سکتی اور بھی استسقا پیدا ہو جاتا ہے اور یا اس سبب سے کہ وہ فاسد خون جگر کے مزاج کو فاسد کر دیتا ہے اور یا اسمین ورم پیدا کر دیتا ہے اور یا اس سبب سے کہ چونکہ یہ فاسد خون زیادہ ہے اسوجہ سے ایسا گوشت بہت سا پیدا ہو جاتا ہے جو بدن سے اچھی طرح نہین ملسکتا) اور اس سے سل کا بھی اندیشہ ہوتا ہے (کیونکہ جب خراب خون بدن مین محتبس ہو جاتا ہے تو پھیپھڑے اور اسکے اطراف مین بہت جمع ہو جاتا ہے جس سے اسکی بعضی رگین ٹوٹ جاتی ہین اور چونکہ خون فاسد اور ردی ہے اور اسنے عضو کے مزاج کو بھی فاسد کر دیا ہے اسوجہ سے پھیپھڑے مین پیپ بھی پڑ جاتی ہے آور یا اسکی یہ وجہ ہوتی ہے کہ خون کثرت کے وقت کچھ پھیپھڑے پر بھی ریزش کرتا ہے کیونکہ جاذب نزلون کا موجب ہوا کرتا ہے اور جب اسکی ریزش ہوتی ہے تو پھیپھڑے مین اسکے مزاج کے فاسد ہو جانے اور اسکے جرم کے ڈھلڈھلا ہونے کے سبب سے قرحہ پڑ جانے اور پیپ آجانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے) اور بواسیر والے مرد یا عورت کے اگر نکسیر پھوٹتی ہے یا حیض جاری ہو جاتا ہے تو اس سے اسکو نفع پہونچتا ہے (نکسیر تو اسلیے مفید ہوتی ہے کہ نکسیر اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ خون پتلا اور لطیف ہو گیا یہی وجہ ہے کہ طبیعت اسکو اوپر سے بذریعۂ نکسیر کے دفع کر رہی ہے دوسرے اس سے یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ مادہ دوسری جہت مین منتقل ہو گیا اور حیض کے مفید ہونے کا یہ سبب ہے کہ یہ اسکی دلیل ہے کہ خون مقعد کی رگون سے ہٹ کر رحم کی رگون کی طرف میل کر آیا ہے) اور بواسیر والون کی رنگت زردی اور سبزی کے درمیان ہوا کرتی ہے (زردی کا یہ سبب ہے کہ خون کم ہے اور سبزی اور خاکی

یہ سبب ہے کہ نہ بہنے کے وقت سودا غالب ہوتا ہے یا اس سبب سے کہ جب خون کثرت سے دفع
ہو جاتا ہے تو حرارت عزیزی بجھ جاتی ہے اور اُسکے بجھ جانے سے بقیہ خون جم کر سیاہ پڑ جاتا ہے
مین کہتا ہون بواسیر لفظ باسور کی جمع ہے اسی لیے جو دوا اس مرض مین استعمال کرائی جاتی
ہے اُسکو باسوری کہتے ہین اور بواسیر وہ زاید گوشت ہین جو مقعد کی رگون کے سرے پر اُگ آتے
ہین اور بواسیر کی تقسیم کئی طرح سے کی جاتی ہے ایک تو اُنکی خارجی شکل اور ہیأت کے اعتبار سے
اور اس اعتبار سے اُنکی تین قسمین ہین ثولولیہ توثیہ عنبیہ ثولولی وہ بواسیر ہین جو چھوٹے چھوٹے
مسون کے ہم شکل ہوتے ہین شیخ نے اس قسم کو سب قسمون کے اعتبار سے ردی لکھا ہے اور
عنبیہ بواسیر چوڑے اور گول ہوتے ہین اُنکا رنگ ارغوانی ہوتا ہے یا ارغوانیت کو لیے ہوے اور
توثیہ بشکل توت نرم اور دموی ہوتے ہین اور بواسیر کی دوسری تقسیم اُنکے موضع اور مقام کے اعتبار
سے کیجاتی ہے اور اسکی دو قسمین پیدا ہوتی ہین نابتہ اور غائرہ نابتہ تو وہ مسّے ہین جو باہر کو نکلے ہوے
ہون اور غائرہ وہ جو اندر کو ہون جو مسّے باہر ہوتے ہین وہ اندر والے مسون سے کہین اچھے
اور علاج کے جلد قبول کرنے والے ہوتے ہین اور غائرہ یعنی اندر والے مسے علاج کو بہت
دیر مین قبول کرتے ہین اسی لیے وہ ردی ہوتے ہین اور بواسیر کی تیسری تقسیم اُنکے بہنے نہ بہنے
کے اعتبار سے ہوتی ہے اور اسکی بھی دو قسمین ہین ایک تو منفتحہ دوسری عمیا منفتحہ تو وہ مسّے
ہین جو بہتے ہون یہان تک کہ بعضے مسون سے تو خون اسطرح بہتا ہے جیسے فصد مین اور عمیا
وہ مسے ہین جو بالکل نہ بہین اور بواسیر اکثر سودا اور سوداوی خون سے پیدا ہوتی ہے اور بلغم سے
بہت ہی کم پیدا ہوتی ہے اور اگر بلغم سے پیدا ہوتی ہے تو اُسکے مسون کی شکل ایسی ہوتی ہے جیسے
مچھلی کے پیٹ کے اُبھرے دانے ہوتے ہین ثولولیہ تو خالص سودا سے زیادہ نزدیک ہوتی
ہے اور توثیہ خالص خون سے زیادہ قریب ہوتی ہے اور عنبیہ ان دونون کے درمیان ہے اور ایسا
نہین ہو سکتا کہ مقعد کی رگون کے منھ کھلے بغیر کوئی بواسیر پیدا ہو سکے خصوصًا توثیہ اور عنبیہ چنانچہ
جالینوس نے یہی تصریح کی ہے یہی وجہ ہے کہ جنوبی ہواؤن کے وقت اور جنوبی شہرون مین اسکی
کثرت ہوتی ہے اور بہنے والون مسون کا خون ہرگز نہ روکا جائے مگر اُسوقت کہ ضعف انتہا کو پہونچ جائے
اور گھٹنے اور پاؤن ڈھلے ڈھلے اور سست پڑ جائین اور خفقان غالب آجائے کیونکہ خون کے بہتے رہنے مین

اُن امراض سے امن رہتی ہے جنکو مؤلف نے ذکر کیا ہے اور مالیخولیا اور سرطان اور خارش اور کھجلی
اور جذام وغیرہ سے بھی حفاظت رہتی ہے اور بواسیر کے خون کے روک دینے مین ان امراض کا
بھی اندیشہ ہوتا ہے اور استسقاء اور سل کا بھی خوف ہوتا ہے کیونکہ ردی خون بدن مین رُک کر جگر وغیرہ تمام
اعضائے مزاج کو فاسد کر دیگا لہذا یہی مناسب ہے کہ بواسیر سے اور خون کے روکنے سے ہرگز
نہ تعرض کیا جائے بلکہ اس اندیشے سے کہ کہین خشک ثفل مقعد کو ایذا نہ دے صرف پائخانے کی
تلیین پر ہی اکتفا کرنا چاہیے اور جو خون کے روکنے کی کوئی ایسی ہی ضرورت درپیش ہو جسکے بغیر
کوئی چارہ نہو تو خیر روکدینا چاہیے **مؤلف کہتا ہے**۔ علاج ردی خون سے بدن کو پاک
کیا جائے یہانتک کہ صافن اور مابض (یعنی ان رگون) کی فصد کھولی جائے اور دونون سرینون
کے درمیان سینگیان لگائی جائین اور سوداء کا استفراغ کیا جائے (یہ سب اُسوقت تو ظاہر ہے
جبکہ بواسیر عمیاء ہو اور اگر بہتی ہوئی ہو تو اُس چیز سے بدن کا تنقیہ کیا جائے جس سے یہ بیماری پیدا
ہوئی ہے یعنی سوداء اور فاسد خون اور اسمین عجلت کیجائے کیونکہ مقعد کی رگون سے خون کا بہنا مضر ہوتا
ہے گو کہ مرض کا مادہ اس سے دفع ہوتا ہے کیونکہ تھوڑے روز کے بعد موجب ضعف ہو جاتا ہے
اور ضعف کے بعد تقویت کے لیے مدت دراز کی ضرورت ہوگی اور ضعف طول پکڑیگا اور اسلیے کہ
مقعد کی رگون سے خون کا بہنا بواسیر کا موجب ہوتا ہے اور کبھی شدت کے درد کا موجب ہوتا ہے
اور وہ موجب ضعف ہے اور اسلیے کہ اس مادہ کا فصد اور استفراغ کے بعد بند کر دینا اختیاری ہوتا ہے
برخلاف مقعد کی رگون کے خون کے) اور تلّی کی اصلاح کیجائے (تاکہ پوری طرح سے جگہ سے
سوداء کو جذب کر لے اور خون مین ملا ہوا باقی نہ رہے) اور جگر کی بھی اصلاح کیجائے (تاکہ ردی اور فاسد
خون کثرت سے نہ پیدا ہو) اور پائخانے کی تلیین کیجائے (تاکہ ثفل کی سختی پائخانے کے مقام کو
اذیت نہ دے اور اُسکی اذیت سے الم نہ بڑھ جائے) **لگانے کی دوائین یہ ہین** جن کو
باسوری کہا جاتا ہے انمین سے بعض دوائین تو مسقط یعنی مستون کو گرا دینے والی ہوتی ہین اور بعضی
مفتح ہوتی ہین (اور درحقیقت بواسیر کا علاج یہی دوائین ہین) اور بعضی خون کو روکنے والی ہوتی
ہین (یعنی اُسکے بہنے کی افراط کو بند کر دیتی ہین) اور بعضی مدمل یعنی بھر لانے والی ہوتی ہین اور بعضی
درد کو تسکین دینے والی ہوتی ہین (اور یہ تین اخیر دوائین درحقیقت بواسیر کا علاج نہین ہین بلکہ اُن

عوارض کا علاج ہین جو اُسکے پیچھے لگے ہوتے ہین) اور یہ یا تو پینے کی چیزین ہوتی ہین یا لیپ یا تر بتر
یا بھپارے ہوتے ہین اور جو گرا دینے والی دوائین ہین اُنکا استعمال اُسی وقت کیا جائیگا جبکہ لوہے
کے رکھنے کی تاب نہو گی اور کل مسون کا گرا دینا جائز نہین ہے ورنہ وہ خون رُک جائیگا جس کے
نکال دینے کی طبیعت کو عادت ہو رہی ہے اور اس سے وہی امراض پیدا ہو جائینگے جنکا ذکر ہم پیشتر
کر چکے ہین (جب اس راستے سے خون کے بہنے کی طبیعت کو عادت ہو جاتی ہے تو خون کی پیدایش
بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اگر اس خون کی پیدایش کم ہوتی تو یقیناً بواسیر کے ساتھ جلد مندفع ہو جاتا اور
اُسکے بہنے مین طول نہوتا اور یہ خون فاسد اور ردی ہے جب یہ رُک جائیگا تو سوداوی امراض ضرور
پیدا ہونگے) اور مسقط یعنی مسون کی گرا دینے والی یہ ہین دیگ بردیگ اور فلدفیون وغیرہ (دیگ
بردیگ فارسی لفظ ہے اور اسکے معنے ہین ہنڈیا پر ہنڈیا اسکی ترکیب مع ترکیب فلدفیون کے شرح
مین عنقریب مذکور ہوتی ہے) پھر جب مسّے کالے پڑ جائین تو اُنپر کرم کلّے کا جوشاندہ لگایا جائے
(چربی کے ساتھ کیونکہ یہ گوشت کو سُست کرتا ہے اور اسمین استرخا پیدا کر دیتا ہے اور درد کو
تسکین دیتا ہے جو کہ سقط ادویہ سے پیدا ہوتا ہے) پھر جب درد مین تسکین ہو جائے تو پھر دوبارہ مسقط
دوائین لگائی جائین یہانتک کہ مسّے کالے پڑ کر گر جائین اور زنگار کے چھڑکنے سے ثوثیہ بواسیر یعنی
توت کی شکل والے مسّے گر جاتے ہین اور خشک ہو جاتے ہین (کیونکہ یہ مسّے ڈھلڈھلے ہوتے
ہین اور زنگار انکو کھا جاتی اور فنا کر ڈالتی ہے اور تندرست گوشت کو کھول دیتی ہے) پھر مریض کو اُن
پانیون مین بٹھایا جائے جنمین قابض دوائین پڑی ہون جیسے مسور ہے اور انار کے چھلکے ہین اور
مازو اور گلاب کا زیرہ اور انار کی کلیان ہین (اور یہ اس لیے کہ اگر مسون کے گر جانے کے
بعد خون زیادہ آئے تو بند ہو جائے اور عضو مضبوط ہو جائے اور بعد مضبوط ہو جانے کے اُس
مواد کو نہ قبول کرے جو درد کی وجہ سے پائخانے کے مقام کی طرف آئے) اور اکثر اوقات درد
کی تسکین کی ضرورت پڑتی ہے (جو خورندہ دواؤن کے استعمال سے پیدا ہو گیا ہے) جیسے خطمی
اور خبازی اور بنفشہ وغیرہ کا جوشاندہ ہے اور اکثر اوقات قوابض ادویہ سے قبل زیادہ گھی کا استعمال
کرایا جاتا ہے (تاکہ لذع پیدا ہو اور درد ٹھہرے اور قابض دواؤن سے قبل یہ استعمال اسلیے کیا جاتا ہے
کہ قابض دوائین گو مواد کی ریزش کو مانع آتی ہین لیکن درد کو تسکین نہین دیتین) پھر گر جانے کے بعد

سفیدے اور مردار سنگ کے مرہم کا استعمال کیا جائے (تاکہ زخم بھر آئے) اور مفتح یعنی بہانے والی
دواؤن کا استعمال اُسیوقت کیا جائے گا جبکہ بہت سا خون رُک رہے اور درد بڑھ جائے (تمدد کی
وجہ سے) اور اسوقت مین مریض بار بار حمام مین بھیجا جائیگا (تاکہ جلد ملایم ہو) اور بسا اوقات صافن یا
مابض کی فصد لیجاتی ہے (کیونکہ ان دونون رگون کی فصد تفتیح پر معین ہوتی ہے اور یہ اسلیے کہ خون کو
بلند اطراف سے کھینچکر نیچے کو مائل کردیتی ہے اور اسوقت مین پائخانے کے مقام کی رگین شدت سے
بھرجاتی ہین اور کھنچاؤ اور زیادہ ہونیسے ان رگون کے منھ کھلجاتے ہین) پھر اونٹ کے کوہان کی چربی یا بارہ سنگھے
کا مغز یا کڑوے زردآلو کی گٹھلیون کا تیل یا شفتالو کی گٹھلیون کا تیل اور گوگل تنہا یا اکھٹا کرکے ملا جائیگا (کیونکہ
یہ چیزین جلد کو نرم کرتی ہین اور لٹکاؤ پیدا کرتی ہین تو اسوقتین اسمین مفتح چیزون کی تاثیر بآسانی ہوتی ہے
پھر مفتح چیزون کا استعمال کیا جائے جیسے کبوتر کی بیٹ اور گندہ بہروزہ اور گاے کا پتّا اور بخور مریم وغیرہ
ہین اور صافن کی فصد لیجائے اور بسا اوقات صرف صافن کی فصد ہی مفتح ہوجاتی ہے (اور دواؤن
کی ضرورت نہین ہوتی) رہین حابس دوائین (انکا استعمال اُسی وقت کیا جاتا ہے جبکہ بہاؤ افراط سے ہو
اور خود سے نہ رکتا ہو) پس انمین سے بعضی تو قوی داغ دینے والی ہوتی ہین جیسے ٹھیکریان ہین (کیونکہ
یہ جلد کو جلاکر رگون کے منھ کو بند کردیتی ہین) اور بعضی انمین سے حبس مین کم درجہ ہوتی ہین جیسے دم الاخوین
اور مونگے کی جڑ اور انار کی کلیان اور کندر اور ایلوا اور خرگوش کی اون اور مکڑی کا جالا اور اقاقیا اور
مازو ہے انکو بواسیر پر چھڑک کر خوب کسکر باندھ دین (یہانتک کہ ایک مدت تک انپر دوائین اپنا اثر
کرین) اور انکی سطح پر خشک ریشہ پیدا کیا جائے اور رگون کے منھ بند کردیے جائین اور خون کے
بہنے کو جلد کے اُگ آنے تک روک دیا جائے) اور انجبار اور شربت انجبار خون کے روکدینے
مین نہایت عظیم النفع ہے اور کسی عضو کی اسمین تخصیص نہین کوئی عضو ہو اور اسمین یہ خاصیت ہے
کہ طبیعت کو بستہ نہین کرتا (یعنی باوجود خون کے روکدینے کے بخلاف اور باقی حابس دواؤن کے
کیونکہ حابس دوائین خون کے حبس کے ساتھ طبیعت مین حبس کرتی ہین) رہین مدمل یعنی بھرلانیوالی
دوائین (انکا استعمال اُسوقت ہوتا ہے جبکہ بہاؤ آپ سے آپ منقطع ہوجاتا ہے اور بواسیر آپ سے آپ
بند نہین ہوتی) پس یہ وہی قابض دوائین ہین جنکو ہم بیان کرچکے (قابض دوائین رطوبت کو خشک
کرڈالتی ہین جو زخم کے دونون کنارون مین ہوا کرتی ہے اور زخم کو چیپا بنادیتی ہین) اور درد کی تسکین

دینے والی دوائین انکو ہم کئی بار بتا چکے ہین **غذائین** اُن سب چیزون سے پرہیز کرایا جائے
جو غلیظ اور کثیف اور خون کی جلانے والی ہون اور جسقدر تخم اور گرم مصالحے ہین اُنسے بھی پرہیز
کرائین (بیج سے وہ بیج مراد ہین جنسے غذا کو خوشبودار کیا جاتا ہے اور گرم مصالحے بھی وہی ہین
مگر فرق یہ ہے کہ ابازیر یعنی بیجون کا استعمال تر اور خشک دونون گرم مصالحون مین ہوتا ہے اور توابل
یعنی گرم مصالحون کا اطلاق صرف خشک گرم مصالحون پر ہوتا ہے اور انسے پرہیز کرانے کی یہ وجہ
ہے کہ یہ سوداء کو پیدا کرتی ہین) اور اُن غذاؤن کا استعمال کرایا جائے جو جلد ہضم ہوتی ہین اور جید اور
صالح غذا پڑتی ہین (جید غذا سے وہ غذا مراد ہے جو لطیف ہو اور رقیق اور صالح خون پیدا کرے)
جیسے کہ لطیف گوشت ہین (یعنی مرغیون کا گوشت اور سال بھر کی بکری کے بچہ کا گوشت) اور اسکی
یخنی (کیونکہ یخنی چونکہ چرپراہٹ اور کھٹاس وغیرہ سے خالی ہوتی ہے اسوجہ سے خون مین رداءت نہین
پیدا کرتی اور اس مرض کو بہ نسبت اور چیزون کے زیادہ موافق پڑتی ہے) اور یہی حال جوذابہ کا بھی
ہے (بحر الجواہر مین ہے کہ الجوذابة هی الطعام المتخذ من اللحم والخبز واللبن والسکر وغیرها
بدون التوابل والابازیر وقد یتخذ بدون اللحم ایضاً وقیل هی حنطة او ارز یوضع تحت الشواء
بدون الابزار جمعه جواذیب وجواذبات انتهى یعنی جوذابہ ایک قسم کا کھانا ہے جو گوشت اور روٹی
اور دودھ اور شکر وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے اور اسمین خوشبودار مصالحے نہین ڈالے جاتے اور کبھی
بناتے ہین اور اسمین گوشت نہین ڈالتے اور بعض لوگون کا یہ گمان ہے کہ جوذابہ گیہون یا چانول کا نام
ہے جسمین بھنا ہوا گوشت ڈالا جاتا ہے مگر گرم مصالحہ نہین ڈالا جاتا اسکی جمع جواذیب اور جواذبات ہے
انتہی اور صاحب غیاث اللغات لکھتے ہین کہ جُواذب بضم اول وکسر ذال معجمہ طعامے ہست کہ از شکر
وبرنج وگوشت پزند از منتخب انتہی) اور انڈے کی نیمبرشت زردی اُن بیمارون کو موافق پڑا کرتی ہے
(کیونکہ یہ سریع الہضم اور جید الغذاء ہے اور ان لوگون کو اسی قسم کی چیزون کی ضرورت ہے جیسا کہ
ابھی معلوم ہوچکا ہے) **مین کہتا ہون** مؤلف نے جو یہ کہا ہے کہ کل مسّون کو نہ گرایا جائے
یہ بقراط کی وصیت ہے وہ لکھتے ہین کہ کم از کم ایک مسّے کا چھوڑ دینا نہایت ضروری ہے
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ایک مسّا کاٹا جائے اور باقی مسّے چھوڑ دیے جائین
اور اُسکا علاج کیا جائے پھر دوسرا مسّا کاٹا جائے اور باقی چھوڑ دیے جائین اور اُسکا علاج کیا جائے

اسی طرح کرتے رہین یہانتک کہ جب ایک باقی رہجائے تو اُسکو چھوڑ دیا جائے تاکہ فاسد خون اُس ایک مسے سے نکلتا رہے آور دیگ بردیگ کا یہ نسخہ ہے کہ سُرخ اور زرد ہڑتال چھ چھ درہم لین آور مر دو درہم لین اور جلایا ہوا چونہ پندرہ درہم اور زنگار ایک درہم ان سب کو باریک کوٹ کر شراب کے سرکہ مین گوندھ لین اور ٹکیان بنالین آور فلدفیون کا یہ نسخہ ہے کہ چونہ اور ہڑتال اور پھٹکری سات سات درہم لین اور اقاقیا بارہ درہم انکو کوٹ چھان کر سرکہ مین گوندھ لین اور ٹکیان بنالین آور جسطرح فلدفیون اور دیگ بردیگ مسون کو گرا دیتی ہے اسی طرح زنگاری مرہم بھی مسون کو گرا دیتا ہے آور سلاقہ کرنب سے گرم کلے کا جوشاندہ مراد ہے یعنی اُسکا وہ پانی جو اُسکے جوش دینے سے نکلتا ہے آور شیخ لکھتے ہین کہ اُسکو روغن زیتون مین جوش دینا مناسب ہے اور زیادہ گھی کا استعمال درد کی تسکین کے لیے ہوتا ہے آور سفیدے اور مردار سنگ کا استعمال خشک کرنے کے لیے ہوتا ہے اور صافن کی فصد بسا اوقات باسور کو کھولدیتی ہے اور خون کو ایک جہت کی طرف متوجہ کر دیتی ہے **مؤلف کہتا ہے** - زحیر یعنی پیچش اسکی دو قسمین ہین حق اور باطل - حق یا تو گرم ورم سے ہوتی ہے (جو مستقیم آنت کو عارض ہوتا ہے پس بیمار اس بات کا خیال کرتا ہے کہ اُسکی آنتون مین ثفل رُکا ہوا ہے اور اُسکے دور کرنے کے واسطے پیچ کیا کرتا ہے) یا کسی ایسے خلط سے ہوتی ہے جو صفراوی اور لاذع ہوتا ہے اور یا بلغم شور سے ہوتی ہے (جو مستقیم آنت پر گرکر لذع کرتا ہے پس یہ شخص پائخانے کیلیے جاتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ اسے دفع کردے) یا ٹھنڈک سے ہوتی ہے (جو مقام کو پہونچ جاتی ہے اور اپنی تکثیف سے کھنچاؤ کرتی ہے) یا کسی سخت چیز پر سوار ہونے سے ہوتی ہے (کہ وہ اسمین کھنچاؤ کرتی ہے اور اذیت دیتی ہے پس پیچ ہونے لگتا ہے) اور زحیر باطل یعنی جھوٹی پیچش اُس خشک ثفل سے ہوتی ہے جو رُک کر آنتون کو الم اور اذیت پہونچاتا ہے اور آنتین نچوڑ کر اُسکے نکالنے کا قصد کرتی ہین (پس بیمار کے پیٹ مین پیچ ہونے لگتا ہے) اور اکثر اوقات ثفل اپنی کھرکھراہٹ سے آنتون کو چھیل ڈالتا ہے اور اس امر کا موجب ہو جاتا ہے کہ آنتون کے اندرونی سطح مین جو لزوجت ہے وہ ٹھہر جائے (تاکہ وہ لزوجت سڑے ہوئے سخت کثیف ثفل مین اور خراش کرنے والے صفرا مین اور آنتون کے جرم مین پھرے اور طبیعت بھی جبکہ درد کے دور کرنے کا قصد کرتی ہے تو پائخانے کے مقام مین جو ہوتا ہے اُسے پیچ سے نکالتی ہے پس پہلے آنتون کی سطح پر کی

وہی لپٹی ہوئی رطوبت نکلتی ہے پھر خراطی رطوبتین جو جمنے کے قریب پہونچ چکی ہین نکلتی ہین) پھر یہ
نکلی ہوئی رطوبتین ثفل کے عصارے کے نکلنے کا وہم دلاتی ہین اسہال کے ذریعہ سے اور اکثر
اوقات اسکا علاج قابض چیزون سے کیا جاتا ہے (نادانستگی کی حالت مین) تو یہ علاج بیمار کو
مار ڈالتا ہے (کیونکہ ان قابض چیزون سے ثفل کی خشکی اور بڑھ جاتی ہے اور یہ رُکاؤ قولنج سخت کی
حد کو پہونچا دیتا ہے) اور سچی اور جھوٹی پیچش مین یہ فرق ہے کہ جھوٹی پیچش مین ثفل پیٹ مین عارض ہوتا
ہے اور مزاحمت کے سبب سے پیٹھ مین اذیت ہوتی ہے اور اکثر اوقات اس پیچش کے ساتھ دائمی
اور ہر وقت کا مروڑا رہتا ہے جو اجابت ہونے سے زائل نہین ہوتا اور بسا اوقات یہی مروڑ قولنج
کی حد تک پہونچا دیتا ہے (جبکہ سوکھا ثفل بہت ہوتا ہے اور سدہ شدت پکڑ جاتا ہے) اور اسکے
ساتھ بھوک کی کمی اور ثفل کا خشک خشک چنے کی برابر ہونا بھی ہوتا ہے اور بعض وقت چنے سے
بڑی بھی گولیان خارج ہوتی ہین خواہ پیچش کی حالت مین خواہ اُس سے پہلے خواہ اُس سے پیچھے
اور اس سے پہلے یہ بھی ہوتا ہے کہ اُس قسم کی غذائین استعمال مین آتی ہین جو ثفل کو خشک کر دیتی
ہین اور ان دونون پیچشون مین فرق دریافت کرنے کا عمدہ حیلہ یہ ہے کہ خرنوب کے بیج نگلے جائین
اگر وہ پائخانے مین نکل آئین تو یہ سچی پیچش ہے کیونکہ یہ اسکی دلیل ہے کہ سوکھے ہوئے ثفل کا کوئی
سدہ نہین ہے جو اُس بیج کو روک لے اسی طرح خرنوب کے بیجون کے علاوہ اور بیج بھی ہین کہ
اگر وہ نکل آئین تو سچی پیچش ہے ورنہ جھوٹی مثلاً جیسے اسپغول ہے (جب اسپغول پھانکین تو اُسکو دانت
سے چابین نہین اسی طرح سے نگل جائین اگر مسلم نکل آئین تو سچی ہے ورنہ جھوٹی) مین کہتا
ہون پیچش مستقیم آنت کی ایک حرکت ہے جو خواہی نخواہی پائخانے کے لیے آمادہ کرتی ہے اور
جب پائخانے کے لیے جائیے تو کچھ یونہین سی مخاطی رطوبت خارج ہوتی ہے جسمین خالص خون
ملا ہوتا ہے سچی پیچش کا نام زحیر حق اور جھوٹی کا نام زحیر باطل ہے اور یہ پیچش جھوٹی اسلیے کہلاتی ہے
کہ ناواقف شخص کو اس وہم مین ڈالتی ہے کہ اسکا سبب اسہال ہے حالانکہ درحقیقت اسکا سبب
احتباس ہے نہ کہ اسہال۔ اور برودت اور سواری کی سختی جو پیچش کی موجب ہوتی ہین اسکی یہ وجہ ہے کہ
یہ دونون کثافت اور غلظت پیدا کرنے والی ہین اور مستقیم آنت مین کھنچاؤ اور پائخانے کی ضرورت
کے مشابہ حرکت کی مستوجب ہوتی ہین اور لفظ اغراس غرس بالکسر کی جمع ہے یہ ایک رطوبت ہے

مخاط کی ہمشکل جو بچہ پیدا ہونے کے وقت خارج ہوتی ہے اسکے بعد عام ہوکر اب اُن لزوجتون پر
بولی جاتی ہے جو آنتون کے داخلی سطح سے خارج ہوتی ہین **مولف کہتا ہے۔علاج**
چھوٹی پیچش کا یہ علاج ہے کہ اگر حرارت ہو تو شربت بنفشہ وغیرہ سے ریشۂ خطمی اور لعاب بہدانہ کے
ساتھ طبیعت کو ملائم کیا جائے (کیونکہ یہ چیزین سوکھے ثفل کو ملائم کردیتی ہین اور اسکی سطح کو اور آنتون
کی سطح کو بھگو دیتی ہین اور اُنپر سے ثفل کو پھسلا دیتی ہین یا بنفشہ کی معجون سے اُس گرم پانی کے
ساتھ جسمین ریشۂ خطمی اور بہدانہ جوش دیا گیا ہو (اگر طبیعت نہایت بستہ ہو) اور اکثر اوقات مغز املتاس
کے عصارے کی ضرورت پڑتی ہے روغن بادام یا رب السوس یا کتیرے کے ساتھ (یہ بھی اُسوقت
کہ طبیعت نہایت بستہ ہو) اور کبھی تنہا گرم پانی بھی کافی ہوتا ہے پلایا بھی جاتا ہے اور بیمار کو اُسمین
بٹھایا بھی جاتا ہے (یہ اُسوقت کہ طبیعت کی بستگی کم ہو) اور اکثر اوقات ملائم حقنون کی ضرورت
پڑتی ہے (جبکہ بستگی زیادہ ہوتی ہے اور اوپر سے دوا کے پلانے مین یہ ڈر ہوتا ہے کہ آنتون کیطرف
خلط متوجہ ہو جائین اور کوئی راستہ نہ پائین اور حقنہ بے آمیزش کے پورا عمل کرتا ہے کیونکہ اسکی قوت
بے کسی آمیزش کے منکسر نہین ہوتی) اور ان نرم حقنون مین گوگل ڈالنا چاہیے (کیونکہ گوگل غلیظ
فضلون کو پگھلا دیتا اور اُنھین نکال دیتا ہے اور اسوجہ سے کہ اسمین پائخانے کے مقام کی تقویت
ہوتی ہے کیونکہ بواسیر کو بھی فائدہ کرتا ہے) اور اسکی غذا ملوخیہ یا پالک کا ساگ یا خبازی یا
شوربا ہے (کیونکہ یہ غذائین طبیعت کو نرم کرتی اور پھسلن پیدا کرتی ہین) اور سچی پیچش جو ٹھنڈک کے
سبب سے ہوتی ہے تو اسکی دوا موم روغن کٹ کے تیل کے ساتھ ہے (کیونکہ کٹ کا تیل تسخین کرتا
ہے اور ٹھنڈک سے پیدا ہوئے قبض کو استرخا کے ساتھ دور کردیتا ہے) اور مقعد اور آگے پیچھے
کی شرمگاہون کے درمیان کو اور حلقۂ مقعد کو گرم کپڑون اور گرم بھوسی سے سینکین اور ایسے گرم پانی
مین بٹھلائین جسمین زیرہ اور اذخر اور بابونہ اور خطمی جوش کی گئی ہو اور گرم حمام کی زمین پر بٹھلائین یا گرم
اینٹ یا گرم نمدے پر بٹھلائین اور خالص شراب زیرہ ملا کر دینا عجیب النفع ہے خصوصًا وہ شراب
جو قابض ہو (کیونکہ قابض شراب عضو کی تقویت کرتی ہے اور دستون کو روکتی ہے) اور جو پیچش
حرارت سے ہوتی ہے (جیسا کہ ذوسنطاریا مین پائخانے کے مقام پر گرم خون کے کثرت سے
گذرنے سے عارض ہوتی ہے) یا کبھی خلط سے ہوتی ہے تو اسکی دوا پوست خشخاش اور خطمی اور گلاب کے

زیرے کا نطول ہے (کیونکہ یہ نطول ٹھنڈک کرتا ہے اور بہتر خار اور خدر کی وجہ سے درد کو تسکین دیتا ہے اور اسکی طرف فضلونکے گرنیسے مانع آتا ہے) اور جو حاد اور گرم مادے اسکی طرف گرتے ہین اُنکو روکتا ہے اور جب پیچش مین سخت درد ہوتا ہے تو فتیلے بنائے جاتے ہین (جنمین کندر اور گوند اور رسوت اور افیون وغیرہ ڈالی جاتی ہے) اور گوگل کا مرہم بھی دیا جاتا ہے اور ہرے دھنیے کے پانی کے ساتھ قیروطی بھی دیجاتی ہے اور جو پیچش ورم کی وجہ سے ہوتی ہے تو اسمین فصد لیجاتی ہے اور دو یا تین دن غذا چھوڑا دی جاتی ہے فصد تو اسلیے لیجاتی ہے کہ ورم تک وہ مادہ نہ پہونچ جائے جو ورم کو اور بڑھادے اور غذا چھوڑا دینے کا یہ سبب ہے کہ کہین آنتون کی راہ سے ورم کی بڑھانے والی چیز نہ پہونچ جائے) آور اُس پیچش کا علاج جو ورم سے اور سواری کی سختی سے ہو روغن گل اور انڈے کی زردی اور گوگل نیمگرم ہے (کیونکہ یہ استرخا اور تلیین کرتا ہے اور کزاز کو جو ایک خاص قسم کا تشنج ہے دور کرتا ہے) اور اکثر پیچش کو سینکنا اور لطیف گرمی پہونچانا اور نیمگرم نطول فائدہ کرتا ہے اور ٹھنڈی چیز اور ہر وہ چیز مضر پڑتی ہے جو غلیظ خلط کو پیدا کرے (پیچش کا ایک مجرب نسخہ لکھا جاتا ہے جس سے اکثر خلق اللہ نے فائدہ حاصل کیا ہے اور امام رازی اسکی تعریف مین نہایت رطب اللسان ہین اور وہ یہ ہے حرف ابیض بریان دو درہم اسبغول بریان دو درہم اہل بریان دو درہم زیرۂ کرمانی دو درہم تخم کراث دو درہم تخم شبت دو درہم خشخاش دو درہم انیسون دو درہم تخم کرفس دو درہم تخم بنگ ڈھائی درہم افیون تین درہم اور ایک دانق مقدار شربت مردون کے لیے ایک درہم اور بچون کے لیے ایک دانق یہ نہایت ہی عجیب انفع مجرب نسخہ ہے) مین کہتا ہون قیروطی معرب ہے اسکی اصل کیروزی ہے یعنی تیل مین گھلایا ہوا موم جسکو موم روغن کہتے ہین اور عجان وہ جگہ جو خصیون اور حلقۂ مقعد کے درمیان ہے اور یہین ایک پٹھا ہے جسکا نام شرج ہے بسکون رار مہملہ اور قابض شراب وہ ہوتی ہے جو گاڑھی ہو کچھ یا کھٹی اور پیچش کے فتیلے بہت سے ہین جنمین سے مشہور و معروف شیاف اسکندر ہے جسکا یہ نسخہ ہے کندر اور مر اور مازو اور افیون سب ہموزن لیکر شیافہ بنالین اور بوقت ضرورت اسکے ایک کنارے مین ڈورا لگالین یعنے تاکہ نکالنا آسان ہو کیونکہ گھڑی دو گھڑی مین یہ خدر لاتا ہے مؤلف کہتا ہے

تلی اور پتے کے امراض کا بیان

منجملہ ان امراض کے کالا اور زرد یرقان اور ان دونون کا مجتمع ہوجانا ہے یرقان ایک کھلا ہوا
تغیر (اس سے غصہ اور ڈر وغیرہ کا تغیر نکل گیا) رنگ کا ہوتا ہے (اس سے وہ تغیر نکل گیا جو مقدار
مین ہوتا ہے مثل بڑھنے کے اور خشک ہونے کے) زردی کی طرف (ایک بار) اور سیاہی کی
طرف (دوسری بار) یا ان دونون کے مجتمع ہونے کی طرف (تیسری بار) اس سے کوڑھ اور
اسکے امثال نکل گئے مثلاً معدے کے یا ضعف جگر کے بیمار کا رنگ اور اسکا سبب صفرا کی
کثرت (پہلی قسم مین) اور سودا کی (دوسری قسم مین یا دونون کی کثرت تیسری قسم مین) یا دونون
کے استفراغ کا ممتنع ہونا یا دونون مین سے ایک کا ممتنع ہونا (یعنی ایک کے استفراغ کا ممتنع ہونا
اور یہ دونون جلد کی جہت مین مندفع نہین ہوتے مگر اس سبب سے کہ طبیعت ان دونون سے
کراہت رکھتی ہے کیونکہ یہ دونون اپنے مزاج کی خشکی سے غذا نہین پڑ سکتے برخلاف خون اور بلغم
کے کہ جب یہ دونون بہت ہوجاتے ہین تو انکی رطوبت اور غذا بن پڑنے کی صلاحیت کے سبب سے
طبیعت انسے ایسی کراہت نہین کرتی کہ اس دفع کی موجب ہوجائے) اور صفرا اور سودا کی کثرت
کبھی تو غذاؤن کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی کسی اور وجہ سے ہوتی ہے غذائین تو وہی ہین جو صفرا
یا سودا کو بذاتہ پیدا کرتی ہین (یعنی گرم غذائین اور غلیظ غذائین) یا وہ جو صفرا اور سودا کی طرف جلد مستحیل
ہوجاتی ہین (جیسے میٹھی اور چکنی غذائین اور گرم خشک غذائین) اور غذاؤن کے ماسوا جو چیز کثرت کی باعث
ہوتی ہے وہ یا تو بدن کی سخت ٹھنڈک ہوتی ہے جو خون کو جما دیتی اور اُسکو سودا بنا دیتی ہے یا
بدن کی سخت گرمی ہوتی ہے جو خون کو صفرا کی طرف مستحیل کردیتی ہے یا اُسے جلا کر سودا بنا دیتی
ہے اور یہ بدنی ٹھنڈک اور بدنی گرمی یا تو جگر کے مزاج کے سبب سے ہوتی ہے اسطرح پر کہ جگر
مین شدت سے گرمی ہوتی ہے جو خون کو جلا کر سودا بنا دیتی ہے یا شدت کی ٹھنڈک ہوتی ہے جو
خون کو جما کر تہ نشین کردیتی ہے) یا سارے بدن کے مزاج کے سبب سے ہوتی ہے (اسطرح پر
کہ بدن شدت سے گرم ہو یا شدت سے ٹھنڈا ہو) اور یا وہ غیر اغذیہ کوئی سبب غریب ہوتا ہے
مثلاً جرارہ بچھو یا سانپ یا ایک قسم کی بھڑون کا کاٹنا یا ہوا کی افراط کی گرمی یا ٹھنڈک (انسے بھی
وہی بات پیدا ہوتی ہے جو بدنی گرمی اور ٹھنڈک سے پیدا ہوتی ہے) لیکن استفراغ کا ممتنع ہونا

(پس زرد یرقان مین) یا تو سدے کے سبب سے ہوتا ہے جو جگر سے پتے کی طرف کی نالی مین پڑجاتا ہے (پس یہ جگر سے صفرا کے استفراغ کا مانع ہوتا ہے) یا پتے سے آنتون کی طرف کی نالی مین ہوتا ہے (پس یہ پتے سے صفرا کے استفراغ کا مانع ہوتا ہے اور جب پتے سے صفرا آنتون کی طرف مندفع نہین ہوتا تو جگر سے بھی پتے کی طرف مندفع نہین ہوتا) اور ان دونون سدون مین یون فرق کیا جاتا ہے کہ پائخانہ اُس سدے مین جو پتے سے آنتون کی طرف کی نالی مین ہوتا ہے یکبارگی سفید پڑجاتا ہے (اس سبب سے کہ اس سدے کے عارض ہونے کے وقت صفرا کا آنتون کیطرف آنا منقطع ہوجاتا ہے بخلاف پہلے مجرے کے سدے کے کیونکہ وہ تھوڑا تھوڑا کرکے سفید ہوتا ہے کیونکہ جسقدر صفرا پتے مین ہوا کرتا ہے وہ آنتون کیطرف مندفع ہوتا رہتا ہے اور پائخانہ رنگین ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ اُس کا صفرا ہو چکتا ہے اور ہر روز رنگ گھٹتا جاتا ہے کیونکہ جسقدر صفرا پتے سے دوسرے دن مندفع ہوتا ہے وہ اُس مقدار بھر نہین ہوتا جو پہلے دن مندفع ہوا تھا کیونکہ دوسرے دن کا کم ہوتا ہے) اور کالے یرقان مین استفراغ کا ممتنع ہونا یا تو اُس سدے کی وجہ سے ہوتا ہے جو جگر سے تلی کی طرف کی نالی مین واقع ہوگیا ہے اور یا اُس سدے کی وجہ سے جو تلی سے معدے کی طرف کی نالی مین واقع ہوگیا ہے اور ان دونون مین یون فرق کیا جاتا ہے کہ دوسرے مین بھوک یکبارگی ساقط ہوجاتی ہے (اس سبب سے کہ فم معدہ پر سودا کی ریزش منقطع ہوجاتی ہے بخلاف پہلے کی بھوک کے کیونکہ سودا مین سے کچھ تلی مین باقی رہجاتا ہے پس تھوڑا تھوڑا کرکے فم معدہ پر گرا کرتا ہے یہانتک کہ ہو چکتا ہے) اور سدہ (ان دونون نالیون مین دونون قسمون مین) کبھی تو ورم کے سبب سے ہوتا ہے (خواہ یہ ورم ان دونون نالیون مین ہو یا ان دونون کے قریب مین کہ ہر چہار طرف سے داب کر اُنکو بند کردے) اور کبھی ورم کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہوتا ہے (جیسے کہ جسوقت صفرا مین سے بہت کچھ ان دونون کی طرف بہ آئے پھر ان دونون کو زرد یرقان مین بند کردیتا ہے یا سودا مین سے بہت کچھ ان دونون کی طرف بہ آئے یا ان دونون کی طرف بہت سا بہتا ہوا بلغم بہ آئے یا ان دونون مین زائد گوشت اُگ آئے یا مسّا نکل آئے) اور یرقان کا مادہ سڑا ہُوا نہین ہوتا ورنہ بخار کا موجب ہوجائے (زرد یرقان مین تو ایک دن بیچ کے بخار کا اور کالے یرقان مین چوتھے دن کے بخار کا) مین کہتا ہون مؤلف کا قول جو اواحدهما ہے

(او امتناع استفراغهما او واحد هما من) یہ اُس ضمیر تثنیہ پر معطوف ہے جو اسکے قول استفراغهما
مین ہے اور مؤلف پر یہ کہنا لازم تھا او استفراغ احدهما (کیونکہ مظہر کا عطف مضمر پر جائز نہین
ہے اور جب او استفراغ احدهما کہتا تو مظہر کا عطف مظہر پر ہوتا اور یہی مناسب ہے) اور جو غذائین
کہ صفرا کو بذاتہ پیدا کرتی ہین وہ یہ ہین شہد اور گھی اور زردہ اور نہایت شیرین خربزہ اور فندق وغیرہ
اور سودا کو پیدا کرنے والی چیزین یہ ہین بینگن اور سکھایا ہوا گوشت (غیاث اللغات مین ہے
قدید بفتح قاف بروزن شدید اُس گوشت کو کہتے ہین جسکو دھوپ مین سکھا لیتے ہین تاکہ ضرورت
کے وقت بھون کر کھالین اس گوشت کے ٹکڑے لانبے لانبے اور پتلے پتلے تراشے جاتے
ہین تاکہ جلد سوکھ جائے از منتخب و برہان وکشف) اور خرگوش کا گوشت وغیرہ اور جو غذائین کہ صفرا
یا سودا کی طرف مستحیل ہو جاتی ہین وہ یہ ہین گرم معدے مین دودھ اسی طرح شفتالو اور زردآلو یعنی
خوبانی وغیرہ اور جرّارہ ایک خاص قسم کا بچھو ہوتا ہے جو چلتے وقت اپنی دم کو گھسیٹتا ہوا چلتا ہے
اسکے کاٹنے سے یرقان اسلیے ہو جاتا ہے کہ اسکے کاٹتے ہی تمام مواد صفرا اور سودا کی طرف
مستحیل ہو جاتے ہین کیونکہ بعضے زہر تو نہایت بارد ہوتے ہین جیسے بچھو کا زہر اور بعضے زہر نہایت
گرم ہوتے ہین جیسے سانپ کا زہر اور یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ سردی اور گرمی جو بدن پر وارد ہوتی
ہے وہ مواد کو مستحیل کر دیتی ہے اور مؤلف نے جو یہ کہا ہے کہ جو سدہ پتے سے آنتون کی طرف
کی نالی مین ہوتا ہے اسمین ثفل یکبارگی اور دفعۃً سفید ہو جاتا ہے اور جو سدہ جگر سے پتے تک کی
نالی مین ہوتا ہے اسمین ثفل بتدریج سفید ہوتا ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ جو کچھ صفرا پتے مین ہے وہ
آنتون پر تھوڑا تھوڑا ریزش کرتا ہے یہانتک کہ دوسرے مین مکمل اور پورا ہوا اور اول مین ایسا نہین
ہے اور جو سدہ تلی سے معدے تک کی نالی مین ہوتا ہے اسمین بھوک دفعۃً جاتی رہتی ہے
اور جو سدہ جگر سے تلی تک کی نالی مین ہوتا ہے اسمین بھوک بتدریج ساقط ہوتی ہے اور اسکی
یہ وجہ ہے کہ جو کچھ سودا تلی مین ہے وہ معدے پر تھوڑا تھوڑا کرکے ریزش کرتا ہے یہانتک
کہ دوسرے مین پورا ہوا اور اول مین ایسا نہین ہے اور اگر یرقان کا مادہ متعفن ہوتا تو بخار پیدا کرتا
کیونکہ زرد یرقان کا مادہ جب متعفن ہو جاتا ہے تو ایک دن بیچ کرکے بخار آنے لگتا ہے اور جب
کالے یرقان کا مادہ متعفن ہو جاتا ہے تو چوتھیا بخار آنے لگتا ہے **مؤلف کہتا ہے علاج**

جو مزاج مادے کا پیدا کرنے والا ہے (گرم یا سرد) اُسکی تعدیل کیجائے (اسکی ضد سے) اور
زہر کا علاج کیا جائے (اُن چیزون سے جنکا ذکر آخر کتاب مین آئیگا) اور جگر کے امراض مین ہم جن
ادویہ کو بیان کر آئے ہین اُنکے ذریعہ سے سدے کھولے جائین اور موجود مادے کا استفراغ
کیا جائے دستون اور قے کے ذریعہ سے (کیونکہ دست اور قے دونون باوجود اسکے کہ مادۂ یرقان
کا استفراغ کرتے ہین اُسکو خلاف جہت مین حرکت بھی دیتے ہین یعنی اُن حرکتون کے خلاف
جنسے یرقان پیدا ہوتا ہے اور مادے کو جلدی سے اُس طرف لیجاتے ہین جدھر سے استفراغ
کے ساتھ نکلتا ہے) اور مادے کا یون بھی استفراغ کیا جائے کہ بیمار کو حمام مین داخل کرین تاکہ
خوب پسینا آئے (کیونکہ حمام جلد مین لکاؤ پیدا کرتا ہے اور مسامات کو کھولتا ہے اور مواد کو رقیق
کرتا ہے پھر مادے کو خود ہی جلدی سے نکال دیتا ہے اور اسمین اسکا اندیشہ نہین ہوتا کہ مادہ حرکت
کریگا یا رئیس اور شریف عضوون پر ہوکر گذریگا جیسا کہ دستون مین اسکا ڈر ہوتا ہے) اور اسی طرح پر
آبزن مین بیٹھنا بھی ہے (اور اسکا استعمال اُسوقت کرنا چاہیے جبکہ یرقان کا مادہ منقطع ہوجائے
اور ظاہر بدن کی طرف اور مادے کے منجذب ہوآنے سے اطمینان ہوجائے تاکہ آبزن کے
وقت بہت سے مواد ظاہر جلد کی طرف حرکت نہ کرنے پائین اور جن جن اعضا پر گذرتے ہوئے آئین
اُنکو ضرر پہونچائین اور اسمین یہ بھی مضرت ہے کہ یرقان مین زیادتی نہوجائے کیونکہ جو مادہ جلد کیطرف
حرکت کرکے آئیگا جلد کے منافذ کی تنگی کے سبب سے اُسکا نکال ڈالنا دشوار ہوجائیگا اور ایک
مضرت یہ بھی ہے کہ جلد مین اسکے مدت دراز تک باقی رہنے کے وقت ظاہر کے سارے اعضا
کو مضرت پہونچیگی) **پینے کی چیزین** ہری کاسنی کا پانی صرف یا آب کرفس کے ہمراہ سادہ سکنجبین
یا سکنجبین بزوری ملاکر (مزاج کی گرمی سردی کے مطابق) یا کھٹے میٹھے انارون کا آب تنہا یا سکنجبین
کے ساتھ یا صرف سکنجبین یا سکنجبین دیناری یا شربت اصول آش جو کے ساتھ **سیاہ سوداوی
یرقان کے لیے استفراغ کرنے والی دوائین** ریوند چینی سکنجبین کے ساتھ اور
اس سے زیادہ قوی غاریقون اور ریوند چینی اور شاہترے کے بیج ہین **صفراوی یرقان
کیلیے نہایت عمدہ اور جید مسہل** شاہترے کا پانی ایک سو ستر درہم جسمین یہ چیزین جوش
دیجائین بڑے آلوبخارے دس دانے املی بیس درہم ککڑی کے بیج کھیرے کے بیج اور زرشک

ہرایک تین درہم غاریقون ایک درہم یہانتک جوش دیجائین کہ نصف باقی رہجائے اسکے بعد چھان لیا جائے اور پندرہ درہم لب ملتاس اور نصف درہم روغن بادام شیرین ملا دیا جائے **دیگر براے یرقان سوداوی** افتیمون کا جوشاندہ بغیر ہلیلہ کے (کیونکہ ہڑ اپنے قبض کے سبب سے مجاری اور مسامات کو تنگ کردیتی ہے پھر اس غلیظ سوداوی مادے کا مندفع ہونا دشوار پڑجاتا ہے اور جبکہ یرقان سدے یا ورم کا تابع ہوتا ہے تب بھی اسمین سے اسکا ترک کرنا اولے ہوتا ہے) **دیگر** افتیمون اور اسطوخودوس اور غاریقون اور ریوند چینی اور حجر ارمنی مغسول ہرایک نصف درہم روغن بادام مین چکنی کریجائین اور لب التماس مین خمیر کیجائین (اور گولیان بنالی جائین اور گرم پانی کے ساتھ کھلائی جائین **مقیئ یعنی قی لانے والی دوائین** مولی جو سکنجبین مین بھگوئی جائے گرم پانی کے ساتھ اور مولی کا عصارہ سکنجبین اور نمک کے ساتھ گرم پانی مین **معرق یعنی پسینا لانے والی چیزین** مجرب نسخہ یہ ہے کہ حماض کی جڑین کوٹ کر پلائی جائین (کیونکہ یہ جڑین جلد اور اُسکے اطراف کو فضلون سے پاک کرتی ہین اور اُنھین تحلیل کرڈالتی ہین اسی سبب سے کھجلی کو مفید پڑتی ہین) اور دھوپ مین کھڑا کیا جائے اور دھوپ مین پھرایا جائے یہانتک کہ بیٹھ گرایا جائے (یہی فضلے رقیق ہوکر بہ نکلینگے) اور شدت کی پیاس لگ آئے (تاکہ پانی اعضار مین شدت سے جذب ہو) پھر جوشاندہ پرسیاؤشان اور مجیٹھ اور پودینے کا پلایا جائے پس یہ اُسیوقت زرد پسینا لائیگا اور شفا دیگا اور ہمیشہ (اُن) آبزنون مین بیٹھنا (جسمین پرسیاؤشان اور بابونہ اور مرہٹی اور کاہو جوش دیا گیا ہو) مفید ہوتا ہے (کیونکہ آبزن جلد کو لٹکاتا ہے اور مسامات کو کھولتا اور فضلون کو رقیق کرتا ہے اور انھین بہا دیتا ہے اور جلد کے ظاہر کی طرف جذب کرلاتا ہے **غذائین** شوربے کا اوگرا یا مچھلی شوربے کے ساتھ (کیونکہ مچھلی بالخاصہ یرقان کو مفید ہوتی ہے یہانتک کہ مچھلی کا دیکھنا بھی یرقان کو مفید ہے) یا انار کے دانون کا اوگرا یا کاسنی کا اوگرا شکر اور سرکہ کے ساتھ پکایا ہوا یا کاسنی توے پر بھنی ہوئی اور روغن بادام مین سرکہ سے کھٹی کی ہوئی یا نہ کھٹی کی ہوئی یا آش جو شکر کے ساتھ یا کاہو کی پتی پکی ہوئی اور سرکہ یا مرغیون کے چوزے انار کے دانون اور مویز منقے کے ساتھ اور سرکہ اور ماہی مچھلی کا گوشت اور انار کی وجہ سے یرقان کو مفید پڑتا ہے (نیز اپنے جلا کے سبب سے) اور سوکھے ہوے کیچوے (جبکہ پیس ڈالے جائین اور بیمار کو پلادیے جائین

اُسی وقت فائدہ کرینگے (اپنے ادرار کے سبب سے) لگانے کی دوائین جو آنکھ کی زردی کو کاٹ دیتی ہین گلاب اور ہرے دھنیے کا پانی اور جبکہ یرقان کا سدہ مٹنے سے یا قرحے کے گوشت بھرلانے سے یا زاید گوشت سے ہوتا ہے تو اُسکے اچھے ہونے کی امید نہین ہوتی (یعنی اسکے دور کرنے اور فنا کردینے سے دوائین عاجز ہوتی ہین) مین کہتا ہون گرم مزاج کی تعدیل سرد دواؤن سے اور سرد مزاج کی تعدیل گرم دواؤن سے اسکا طریقہ بارہا معلوم ہوچکا ہے اور زہرون کا علاج بھی آگے آتا ہے اور جو تدبیر مین مفردات اور مرکباب ہین اُنکی شرح کی کوئی ضرورت نہین ہے اور سیاہ یرقان کو سوداوی سے اسلیے مقید کیا کیونکہ اس سے اُسنے تلی مراد لی ہے جبکا سودا روہ خون نہین ہے جو جگر مین جلکر سودا ربنجاتا ہے کیونکہ اسکا نام سوداوی نہین بلکہ کبدی ہے اور ان دونون مین فرق یہ ہے کہ کبدی مین سیاہی کم ہوتی ہے اور جگر کی حالت بھی ابتر ہوتی ہے اور تلی کی حالت مین سیاہی زیادہ ہوتی ہے اور مریض کو بائین جانب شکایت محسوس ہوتی ہے واضح ہو کہ جتنی سدہ ڈالنے والی بلکہ خشکی لانے والی اور نچوڑنے والی دوائین ہوتی ہین جیسے ہڑین وغیرہ یہ اس مرض کے بالکل مناسب حال نہین ہین اسکو خوب یاد رکھو اور آبزن ایک لانبا حوض ہوتا ہے آدمی کے قد کے برابر اور حامون مین بنا ہوتا ہے اُسکو پانی سے بھر کر مریض کو اُسمین بٹھایا جاتا ہے یا لٹایا جاتا ہے اور کبھی چاندی یا تانبے وغیرہ کا بھی بنالیا جاتا ہے جسکو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاسکین اور اُسکے سر پر ایک ڈھکن ہوتا ہے جسمین سر نکلنے کی بقدر سوراخ بھی ہوتا ہے جس سے مریض اپنا سر باہر نکال کر بیٹھتا ہے مؤلف کہتا ہے۔ تلی کی سوجن اور پھول جانا تلی کا ورم اکثر سوداوی ہوتا ہے (کیونکہ تلی سودا کی ریزش کی جگہ ہے اسکے علاوہ کل مواد کو بذاتہ سودا کی طرف مستحیل کرلیتی ہے اور یہ اسلیے کہ اُسکا جوہر سوداوی ہوتا ہے) اور اسکے بعد کثرت مین ورم خون سے پیدا ہوتا ہے (کیونکہ تلی کی غذا گاڑھا خون ہے لیکن اس خون کا استحالہ سودا کیطرف جلد ہوجاتا ہے کیونکہ سودا اُس خون پر غالب ہوا کرتا ہے جو تلی کی طرف آتا ہے (اور اس سبب سے کہ تلی خون کو سودا پر مستحیل کرلیتی ہے) اور کبھی تلی کا ورم بلغم یا صفرا سے بھی ہوتا ہے لیکن بہت ہی کم (بلغم سے ورم کم ہونے کا یہ سبب ہے کہ بلغم کا تلی مین نفوذ کرنا بہت نادر ہے کیونکہ جگر اور تلی کی نالی صرف سوداوی خون کے نفوذ کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے اور جگر کی شان سے یہ نہین ہے کہ بلغمی فضلونکو

تلی کی طرف دفع کرے اور نہ تلی کی یہ شان ہے کہ بلغم کو اپنی طرف جذب کرے بلکہ اُسکی تو یہ شان
ہے کہ بلغم کو اپنے اوپر سے دفع کر دے اور یہ اسلیے کہ دونون کے مزاج مین منافات ہے اور بلغم
کی پیدایش تلی مین صرف اسوجہ سے ہوجاتی ہے کہ سوداوی خون کے ساتھ کچا مادہ نفوذ کرجاتا ہے
کہ وہ بلغم کی طرف مستحیل ہوجایا کرتا ہے جبکہ وہ تلی مین ہضم ہوتا ہے اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ ایسے
کچے مادے کا نفوذ تلی مین بہت ہی کم ہوتا ہے جیسا کہ بیان ہوا اور اگر نفوذ بھی کرجائے اور بلغم
کی طرف مستحیل بھی ہوجائے تاہم اسکی اتنی مقدار نہوگی کہ جس سے ورم پیدا ہوجائے اور صفرا سے
ورم کے نہونے کا یہ سبب ہے کہ مشترک نالی صفرا کے نفوذ کرنے کے لیے نہین پیدا کی گئی ہے
اسکے علاوہ تلی بالطبع سوداوی ارضی فضلون کو جذب کیا کرتی ہے نہ کہ صفراوی رقیق فضلون کو بلکہ
صفراوی فضلون کو بالطبع اپنے اوپر سے دفع کیا کرتی ہے اور تلی مین ان صفراوی فضلون کی
پیدایش بھی بہت ہی کم ہوتی ہے اسلیے کہ تلی اپنے مین کی چیز کو ارضیت پر متغیر کرلیتی ہے اور صفرا
کی پیدایش تلی مین اُسی وقت ہوتی ہے جبکہ تلی کا مزاج گرم ہوجاتا ہے پس جو خون اُسمین ہوتا ہے
اُسکو جلا دیتی ہے (اور جلاکر لطیف حصے کو صفرا کرکے اور کثیف حصہ کو سودا کرکے ممتاز اور جدا
کر دیتی ہے) اور ورم پیدا کرنے والے مادے کے ثقل کی وجہ سے اکثر تلی کے اسفل ہی مین ورم
ہوتا ہے اور ورم اور نفخہ مین ثقل سے تمیز ہوجاتی ہے (اگر ثقل محسوس ہو تو ورم ہے ورنہ نفخہ)
اور فرق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ورم کی حالت مین ذرا ہاتھ رکھنے سے بھی تکلیف اور اذیت
ہوتی ہے اور نفخہ مین دبانا اچھا معلوم ہوتا ہے (ورم مین ذرا سے چھونے سے اسلیے تکلیف ہوتی
ہے کہ چھونے کے وقت کھنچاؤ زیادہ ہوجاتا ہے اور زیادہ چھونے سے مادہ گرم اور متخلخل ہوجاتا ہے
اور اس مادے کا حجم چھونے سے اور زیادہ ہوجاتا ہے (اور نفخہ کی حالت مین دبانا اسلیے اچھا
معلوم ہوتا ہے کہ دبانے سے ریح لطیف اور رقیق ہوکر تحلیل ہوجاتی ہے) اور اکثر اوقات ورم
اور نفخ دونون مین دبانیکے وقت قراقر ہونے لگتا ہے اور اس قراقر کا یہ سبب ہے کہ پاس والی
آنتون مین (یعنی تلی کے پاس والی آنتون مین) ریاح ورم کے مزاحم ہونے کی وجہ سے
بند ہوجاتے ہین (کیونکہ خلطی یا ریحی ورم انہین نچوڑ اور قبض کرتا ہے پس انکی تجویف تنگ ہوجاتی ہے
اور انمین ریح بند ہوجاتی ہے) اور دبانے کے وقت جب یہ ریاح اپنے ٹھہرنے کے مقام سے حرکت

کرتے ہین پس گڑگڑاہٹ پیدا ہوتی ہے) اور اسی سبب سے (یعنی اس مزاحمت کے سبب سے)
ان لوگون کو قولنج زیادہ عارض ہوتا ہے اور کبھی کبھی ان لوگون کو نزلہ بھی ستاتا ہے (کیونکہ نزلہ رقیق
مادے سے ہوا کرتا ہے جسکو اعضاء کے مسامات مین اُترنا ممکن ہوتا ہے اور نزلے کے بیمار
مین سوداوی غلیظ مادے تلی کے ورم کے موجب زیادہ نہین ہوا کرتے اور اگر اس بیمار کو ایسا
احتراق عارض ہو کہ اُسکے مواد کو خاکستر کر ڈالے اور نزلے کی صلاحیت رکھنے والی رطوبتون
کو سکھا ڈالے تو اس سے تلی عارض ہو جاتی ہے اور اسکا نزلہ کم ہو جاتا ہے) اور جو شخص تلی کا
مریض ہوتا ہے اُسکی ہتھیلیان اور دونون گھٹنے اور دونون قدم جلتے رہتے ہین کیونکہ جسوقت
سودا فم معدہ پر گرتا ہے تو حرارت ہاتھ پانون کی طرف بھاگ آتی ہے اور یہ بات بھی عارض
ہوتی ہے کہ اُسکی ناک اور دونون کان ٹھنڈے ہو جاتے ہین اور یہ اسلیے کہ ان دونون کا
خون رقیق ہوتا ہے اور یہ دونون ٹھنڈک کو بہت جلد قبول کر لیتے ہین (کیونکہ تلی بالطبع خون
کی تلچھٹ اور گاڑھے خون کو جذب کیا کرتی ہے اور جب اسپر ورم آجاتا ہے تو بہت زیادہ
جذب کرنے لگتی ہے) اور جب تلی بہت بڑھ جاتی ہے تو سانس تنگی کرنے لگتی ہے (کیونکہ
تلی حجاب سے مزاحمت کرتی ہے اور اُسکو پورے طور پر پھیلنے نہین دیتی اور جبکہ حجاب مین
تھوڑی سی مزاحمت ہوتی ہے تو تلی کے ورم سے مزاحمت نہین پیدا ہوتی مگر اُسی وقت جبکہ
ورم بہت بڑھ جائے) اور پیٹ بڑا ہو جاتا ہے (کیونکہ تلی پیچھے کی پسلیون پر ڈھنکی نہین ہوتی
کیونکہ تلی کا مقام نیچے کو ہے پھر جبکہ تلی بڑھ جاتی ہے تو پیٹ اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ جس سے
اُسکا ادراک ہونے لگتا ہے) اور جگر ضعیف ہو جاتا ہے (کیونکہ سرد خشک جگر کے طبعی مزاج
کے منافی مزاج غالب آجاتا ہے اور تلی جبھی بہت بڑھتی ہے جبکہ اسکا بڑھانے والا مادہ
بہت ہوتا ہے اور ایسا اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ جگر کا مزاج آفت رسیدہ اس مادے کی پیدایش
کے مناسب ہوا کرتا ہے) اور رنگ سیاہی اور زردی اور تیرگی پر متغیر ہو جاتا ہے (جبکہ جگر اپنے فاسد مزاج
کے سبب سے سودا کو شدت سے پیدا کرنے لگتا ہے خصوصاً جبکہ تلی کا جذب باوجود بڑے
ہونے کے ضعیف ہو جاتا ہے لیکن سیاہی اور تیرگی کا یہ سبب ہے کہ سوداوی خون غالب آجاتا ہے
اور زردی کا سبب یہ ہے کہ حاد خون غالب آجاتا ہے) اور گردن پتلی پڑ جاتی ہے (اس سبب سے

کہ سارا بدن لاغر ہو جاتا ہے اور اس سبب سے کہ خون اپنی غلظت اور ارضیت کے سبب سے نیچے کو میلان کرتا ہے اور اسی سبب سے بہت سے قرحے دونون پنڈلیون مین پڑ جایا کرتے ہین پھر جو خون اوپر کو چڑھتا ہے پتلا ہوتا ہے متین نہین ہوتا اسوجہ سے جیسا کہ گوشت چاہیے اس سے نہین پیدا ہوتا) اور گردن جھک جاتی ہے (کیونکہ جب گردن پتلی پڑ جاتی ہے تو سر کے بوجھ کو سنبھال نہین سکتی) اور تلی جتنی بڑی ہوگی اسیقدر بدن لاغر ہوگا اور جسقدر چھوٹی ہوگی اُسی قدر بدن فربہ ہوگا (پہلی بات تو اسلیے ہے کہ یہ اول اول تضاد مزاج کی وجہ سے جگر کی قوت کو نہایت سُست کر دیتی ہے لہذا جید خون کا پیدا ہونا کم ہو جاتا ہے اسکے علاوہ تلی اپنے بڑے ہونے کے سبب سے اس تھوڑے سے خون مین سے بہت کچھ جذب کر لیتی ہے کیونکہ ہر ایک بڑے عضو کی غذا بھی بہت ہوتی ہے اور اسوقت مین بدن کی غذا کم رہجائیگی اور وہ دبلا ہو جائیگا اور یہ بات جب ہے جبکہ تلی کا بڑا ہونا ورم کی وجہ سے نہو اور اگر تلی کا بڑا ہونا ورم کی وجہ سے ہو تو اسکا یہ سبب ہے کہ جگر مین تہ نشین خون کی پیدایش کثرت سے ہو جاتی ہے اور طبیعت اس خون کو تلی پر پھینکدیا کرتی ہے اور دوسری بات کی وجہ بھی اسی سے نکلسکتی ہے فافہم) مین کہتا ہون جو خون تلی کی غذا ہوتا ہے وہ گاڑھا اور متین اور سوداء کی طرف بہت جلد مستحیل ہو جانے والا ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ تلی مین بلغمی اور صفراوی ورم بہت کم ہوا کرتا ہے اور اگر ہوتا بھی ہے تو سوداء کی طرف جلد منتقل ہو جاتا ہے اور مطحول اُس شخص کو کہتے ہین جسکی تلی مین سختی ہو عام اس سے کہ اُسمین ورم ہو یا نہو اور نفخہ اور ورم مین جو وجہ فرق مؤلف نے لکھی ہے وہ ظاہر ہے اور جس شخص کی تلی مین ورم ہوتا ہے اُسکو نزلے کا عرض اسلیے کم ہوتا ہے کہ نزلہ اُس شخص کو ہوا کرتا ہے جسکے مزاج پر پہلانے والی حرارت اور نازل ہونے والی رطوبت غالب ہو اور جس شخص کی تلی مین ورم ہوتا ہے اُسکے مزاج پر برودت اور یبوست غالب ہوا کرتی ہے اور طحال کے بڑھ جانے اور سوج جانیکے وقت سانس اسلیے تنگی کرنے لگتی ہے کہ یہ سوجن اُس حجاب کی مزاحم ہوتی ہے جو سانس لینے کا آلہ ہے لہذا ایسی حالت مین وہ اپنی حرکت مین مستمر نہین ہو سکتا بلکہ اذیت کیوجہ سے رُک رُک کر چلیگا اور سانس تنگ ہو جائیگی اور ورم کے وقت جگر اسلیے ضعیف ہو جاتا ہے کہ طحال تضاد مزاج کی وجہ سے اُسکو نہایت سُست کر دیتی ہے اور اُس سے بہت سے خون کو

جذب کرلیتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب تلی بڑھ جاتی ہے تو بدن لاغر ہوجاتا ہے اور جب چھوٹی ہوتی ہے تو بدن فربہ ہوتا ہے (کیونکہ بڑے ہونے کی حالت مین جگر سے بہت سے خون کو جذب کرتی ہے اور بدن کے لیے غذا کم رہجاتی ہے اور جب چھوٹی ہوتی ہے تو جگر سے تھوڑے خون کو جذب کرتی ہے اور بہت سا خون اعضاء کے تغذیہ کے لیے چھوڑ دیتی ہے) **مؤلف کہتا ہے** - **علاج** تلی کے ورم مین قوی تفتیح کرنے والی ادویہ کا استعمال کیا جائے کیونکہ انکی قوتین جگر مین گذرنے سے ٹوٹ جاتی ہین (کیونکہ ان ادویہ کا نفوذ طحال مین بلا جگر مین گذرے ہوے ممکن نہین ہے لہذا انکا قوی ہونا ضروری ہے تاکہ تلی تک پہونچتے پہونچتے انکی قوتین مرض کے دفع کرنے مین کافی وافی رہین) اور اسلیے کہ تلی کا مقام بہت دور ہوتا ہے (بس دواؤن کی قوتین اس طولانی مسافت مین ٹوٹ جائینگی) اور اسلیے کہ تلی کا جوہر بہت غلیظ ہوتا ہے (لہذا قوی دواء کا محتاج ہے کیونکہ غلیظ اور کثیف چیز اثر کو دیر مین اور دشواری سے قبول کرتی ہے اور اسکو اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی قوی مفتح ہوتا کہ وہ اسکے اندر نفوذ کر سکے) اور مطحول یعنی تلی والے کے لیے بالخاصہ نفع کرنے والی ترکیب یہ ہے کہ اسی کے پیشاب کے تین چلو صبح کے ہر روز پلائے جائین تو وہ دس دن کے عرصے مین اچھا ہوجائیگا (شیخ بوعلی سینا کہتے ہین کہ ایک مطحول آدمی کو دیکھا کہ اسکو اسکا حکم دیا گیا کہ وہ اپنے پیشاب کے تین چلو ہر روز سوتے ہین پی لیا کرے اُسنے ایسا ہی کیا اور وہ بالکل تندرست ہوگیا یہ عجیب ترکیب ہے) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر تلی والا اپنی تلی پر جنگلی پیاز کو لٹکائے تو وہ اچھا ہوجائیگا (اور اُسکی تلی پگھل جائیگی) اکتالیس دن مین (شیخ بوعلی بن سینا نے مفردات قانون مین اسی طرح لکھا ہے) **پینے کی چیزین** سکنجبین بزوری اور شربت اصول اور قرص کبر اور شربت دیناری اور سکنجبین سادہ یا سونف اور اجود کا پانی سکنجبین عنصلی کے ساتھ یا سکنجبین عنصلی شربت اصول کے ساتھ اور تریاق کبیر بھی مفید پڑتی ہے۔ **خاصکر نفخ** کیلیے بہت ہی زیادہ مفید ہے اور اگر اُسکے ساتھ قوی حرارت بھی ہو تو خرفے کے بیجون کا شیرہ (کیونکہ خرفہ بالخاصہ تلی کے اورام اور سختیون کو تحلیل کردیتا ہے) اور ککڑی کے بیجون کا شیرہ (تفتیح کیلیے) سادہ سکنجبین کے ساتھ اور دو درم خشک کدو کے چھلکے سکنجبین کے ساتھ (کیونکہ یہ چھلکے تلی کو بالخاصہ تحلیل کر ڈالتے ہین) لیکن کاسنی کے بیج تلی کو مضر پڑتے ہین چنانچہ ایسا ہی کہا گیا ہے (لیکن یہ کہنا

درست نہین کیونکہ شیخ بوعلی سینا نے انھین تلی کے اورام مین بیان کیا ہے) **غذائین** جہانتک
ہوسکے غذا کم کیجائے (کیونکہ معدہ ان امراض مین سرد پڑجاتا ہے اور معدے سے حرارت عزیزی
جاتی رہتی ہے اسلیے جو غذا معدے مین جائیگی فاسد پڑجائیگی اور جب غذا فاسد ہوجائیگی تو اُس سے
غلیظ خلط پیدا ہوگا اور طبیعت اسکو تلی کی طرف دفع کریگی اور اُسکا ورم اور بڑھ جائیگا) اور غذا کو لطیف
کیا جائے (کیونکہ غلیظ غذا غلیظ خلط پیدا کرکے ورم کو اور بڑھائیگی) اور جتنی غذائین سودا پیدا کرنیوالی
ہین اُنسے اجتناب کیا جائے جیسے سور اور کباب اور کھمبی اور بیگن وغیرہ اور غذا مین موٹی مرغیان
اور اُنکے چوزے رکھے جائین خاصکر جو چوزے فربہ ہون (کیونکہ مرغ کے چوزے خون کو تر کرتے
ہین اور اُسکی تعدیل کرتے ہین اور سودا کو توڑتے ہین) اور بعض اوقات انجیر کے ساتھ سرکے کا بھی
استعمال کیا جائے (کیونکہ سرکہ مقطع اور ملطف ہے اور تلی اُسکو جذب کرلیتی ہے کیونکہ اسمین سودا
کی ترشی کے مشابہ ترشی ہوا کرتی ہے اور انجیر اپنی حرارت اور لطافت سے سخت ورمون کو نضج دیتا
اور تحلیل کرتا ہے اور اُنھین نرم کرتا ہے) یا انیسون کے ساتھ (کیونکہ انیسون تلی کے سدون کو
کھولدیتا ہے) یا کبر کے ساتھ اور کبر تو اسکے لیے بالخاصہ مفید ہے (کیونکہ کبر مختلف متضاد قوتون سے
مرکب ہے) کیونکہ کبر جلا اور تنقیہ اور تفتیح اور تقطیع کرتا ہے اور اپنی تلخی اور تیزی کے سبب سے تحلیل اور
تسخین کرتا ہے اور اپنے قبض کے سبب سے جمع اور مضبوط کرتا ہے اسی وجہ سے تلی کے جرم کو
تقویت دیتا ہے اور تحلیل سے اسے ضعف نہین عارض ہوتا) **لگانے کی دوائین عمدہ**
لیپ اُشق یعنی کاندر سقولوقندریون (بعضے کہتے ہین کہ یہ رومی کبر کی جڑ ہے) تلی کے بارے
مین اسکو پینے اور لگانے دونون جہت سے ایک عجیب خاصیت ہے اور پرہیز اور تلطیف اور
کچھ دن دوا کرنے اور حمام مین جانے اور تلی کے متخلخل کرنے کے بعد ہکا عنصلی سرکہ مین استعمال
کیا جائے یہانتک کہ کھر کھرے کپڑے سے مالش کرین (کیونکہ ایسا کپڑا گرمی کے ساتھ تخلخل پیدا
کرتا ہے اور مواد کو رقیق کرتا ہے) اور اکثر اوقات اس لیپ مین پاڑی لون اور گندھک بڑھادیجاتی
ہے (کیونکہ پاڑی لون تو غلیظ خلطون کی تقطیع کرتا اور گندھک قوی تلطیف کرتی ہے)
سینک نفخ کے لیے (یعنی ریاح کے نکالنے اور اُنکی تحلیل کے لیے) نمک اور باجرا
اور گیہون کی بھوسی سب کو ملا کر گرم کرین اور اُس سے سینکین اور اکثر اوقات صرف گرم کپڑے سے

سینکنا بھی مفید ہوتا ہے (جبکہ نفخہ ہلکا اور تھوڑا سا ہو) **مین کہتا ہون** یہ سب ظاہر ہے اور
اسکے سب مفردات اور مرکبات بیشتر گذر چکے ہین **مؤلف کہتا ہے**

یہان سے گردون اور مثانہ کے امراض کا بیان ہے

گردون کی چند حالتین ہین (جو ذیل مین مرقوم ہین) گردون کی حرارت کی یہ علامتین ہین قارورہ
کا رنگین ہوجانا اور اُسمین سوزش اور جلن کا پیدا ہوجانا اور دونون سرینون کے درمیان گرمی کا
محسوس ہونا اور شہوت باہ کا شدت سے ہونا اور تشنگی کا حد سے زیادہ ہونا اور گردون مین برودت
پیدا ہوجانے کی یہ علامتین ہین قارورے کا سفید ہوجانا اور شہوت باہ کا کم ہوجانا اور پشت کی
کمزوری اور گردون کے لاغر ہوجانے کی یہ علامتین ہین بدن کا لاغر ہوجانا اور شہوت جماع کا ساقط
ہوجانا اور پشت کی کمزوری اور اُسمین خفیف خفیف درد کا ہونا گردون مین ریاح پیدا ہوجانیکی
یہ علامتین ہین اُنمین درد ہونا اور بلا گرانی مادے کے اُنمین کشش کا پیدا ہوجانا اور بھوک کی
حالت مین ان اسباب کا کم ہوجانا اور پشت کی کمزوری اور درد کا چلتا پھرتا رہنا اور مثانہ
کی چند حالتین ہین جنکی علامتین مفصلۂ ذیل ہین حرارت مثانہ کی یہ علامتین ہین مثانہ کی جگہ حرارت کا
محسوس کرنا اور قارورے کا اُس مقدار سے زیادہ رنگین ہونا جتنی مقدار رنگ کا مقتضی جگر اور گردہ اور
کل بدن ہے اور گرم اشیاء کا پہلے استعمال کرنا برودت مثانہ کی یہ علامتین ہین قارورے کا سفید ہونا
جنانچہ ہم گردے مین کہہ چکے ہین اور پیشاب کی طرف کثرت سے احتیاج کا ہونا (کیونکہ مثانہ کی ترکیب
پٹھون سے ہے تو خواہ مخواہ اُسکے مزاج مین برودت ہوتی ہے اور جب اس عضو مین اور برودت
عارض ہوگی اور اسکے سبب سے اس عضو مین مضرت پیدا ہوگی تو اسکی قوت ماسکہ ضعیف ہوجائیگی
اور جب قوت ماسکہ ضعیف ہوگئی تو ضرور تھوڑی سی مقدار پیشاب کے روکنے پر اُسکو قدرت نہوگی
اسلیے اکثر پیشاب آتا رہیگا) اور مثانہ کی جگہ ٹھنڈک کا محسوس ہونا اور اس سے پہلے سرد چیزونکا استعمال
کرنا مثانہ مین خشکی پیدا ہوجانے کی یہ علامتین ہین امراض اور نیز ان اسباب کا مقدم ہونا جو خشکی پیدا
کرنے والے ہین اور پیشاب کا اعتدالی حالت سے کم آنا (اسلیے کہ یبوست پیشاب کی مائیت کو
جذب کرلیتی ہے) رطوبت مثانہ کی یہ علامتین ہین قارورے کا لگاتار بلا ارادہ آتے رہنا (اسکی
یہ وجہ ہے کہ مثانہ کے اردگرد کے عصاب جو پیشاب کے روکنے والے ہین بسبب رطوبت کے

کٹک جاتے ہین) اور قارورے کا غلیظ یعنے گاڑھا ہونا (یہ اسواسطے کہ پیشاب کے ساتھ اجزاء رطبہ بھی مندفع ہوتے رہتے ہین) اور منجملہ مثانہ کی علامتون کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ سرد مثانے کو گرم چیز مفید ہوتی ہے وعلی ہذا القیاس گرم کو سرد چیز وغیر ذلک (جسکی تفصیل شرح مین آتی ہے) **مین کہتا ہون** قطن پیٹھ کا وہ حصہ ہے جو دونون سُرینون کے مابین ہے اور خوی کے معنی شکم کا غذا سے خالی ہونا اور مثانے کے علامات حرارت مین قوت رنگ قارورہ سے یہ مراد ہے کہ جس اعتدال حرارت قارورے کو جگر اور گردے اور تمام جسم کا مزاج چاہتا ہے اُس مقدار سے رنگت مین زیادہ بڑھ جائے اور جب کہ سردی کی حالت مین گرم چیز مفید ہوتی ہے تو بیشک اُس سے اس بات کا قیاس کرنا ضرور ہے کہ حرارت کی صورت مین سرد اشیاء مفید ہونگے جسطرح سردمین حار اشیاء مفید ہوتے ہین اور علی ہذا القیاس مثانہ کی خشکی کو تر چیزون سے نفع ہوگا اور مثانے کی تری کو خشک چیزون سے اور نیز یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اُنمین سے ہر ایک کو اُسی قدر اُس چیز سے ضرر اور نقصان ہوگا جسقدر اسکے مقابل کی چیز کو نفع ہوتا ہے (یعنی جسوقت مثانے مین برودت ہوگی تو سرد چیزون سے اُسکو ضرر ہوگا اور جسوقت اُسمین رطوبت ہوگی تو تر چیزون سے وعلی ہذا القیاس یہی کیفیت ہے حرارت اور یبوست مین) اسکو خوب یاد رکھو **مؤلف کہتا ہے پتھری** یہان سے اس بات کا بیان ہے کہ قولنج مین اور گردون کی پتھری مین کیا فرق ہے کبھی قولنج اور گردون کی پتھری مین اس وجہ سے شبہہ پڑ جاتا ہے کہ قولون کو گردون کے ساتھ مجاورت کی وجہ سے مشارکت ہے اور فرق دونون مین یہ ہے کہ گردون کی پتھری کا درد صغیر ہوتا ہے گویا اُسکی یہ حالت ہوتی ہے کہ اوپر سے نیچے کی طرف اُسکا میلان ہوتا ہے اور اترتا ہے جس پہلو سے کہ ہو یعنی جس گردے سے ہو داہنے سے یا بائین سے اور درد قولنج نیچے کی طرف اور داہنی طرف سے ہوتا ہے پھر پھیلنے لگتا ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ قولنج کا درد خالی معدے مین کم ہوجاتا ہے اور پتھری والا درد اُسکے برعکس ہے یعنی خالی معدے مین اُسکی شدت ہوجاتی ہے اور درد قولنج کبھی یکبارگی ہونے لگتا ہے اور پتھری والا درد تھوڑا تھوڑا ہوتا رہتا ہے پھر پتھری کی جگہ پر ثابت اور قائم ہوجاتا ہے اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوجاتا ہے کہ درد قولنج کے لیے طبیعت کا ملائم ہونا یعنی اجابت کا کھلکر ہونا مفید پڑتا ہے

اسی طرح خروج ریح سے بھی بشیتر نفع ہوتا ہے اور پتھری والے درد کو یہ دونون صورتین اُسی وقت
مفید ہوتی ہین جبکہ اُنسے گردے کو کم مزاحمت پہونچے اور اگر اُسکو زیادہ اذیت ہوگی تو فائدہ نہوگا اور
پتھری والے درد کی یہ علامت ہے کہ اُسکے قارورے مین پہلے سے ریگ آویگی (کیونکہ پتھری کا
مادہ اُس غلیظ رطوبت کے چھوٹے چھوٹے اجزا سے حاصل ہوتا ہے پھر اُنھین اجزا سے اسکا
تکون اور حصول ہوجاتا ہے) اور چونکہ گردہ پشت سے متصل ہے اسلیے پشت مین بھی درد ہوگا اور قولنج
کے درد مین امور مفصلۂ ذیل مقدم ہونگے تخمہ اور متلی اور بھوک کا بالکل جاتے رہنا اور ریاح کا معدے
مین پھرنا **مین کہتا ہون** قولون وہ مقام ہے جو درد قولنج کے پیدا ہونے کی جگہ ہے اور اُسکو
گردے کے ساتھ مشارکت ہے پس جسقدر درد اور اعراض درد قولنج کے وقت عارض ہوتے
ہین اُسی قدر تب بھی عارض ہونگے جسوقت گردے مین پتھری ہوگی حتی کہ مشارکت کیوجہ سے
درد قولنج اور گردے کی پتھری کے درمیان بڑے بڑے ماہر طبیبون کو بھی اکثر اوقات فرق نہ معلوم ہوا
صاحب مختار نے لکھا ہے کہ جالینوس کے قولنج کا درد ہوا پس اُسکو یہ گمان ہوا کہ یہ پتھری والا درد
ہے اُسنے اپنے گمان کے موافق درد پتھری کا علاج کیا اور اسکو اس علاج سے کچھ نفع نہوا پھر جب
اُسنے روغن زیتون کا حقنہ لیا اور اُس عمل کی وجہ سے اُسکو غلیظ پاخانہ آیا تو درد کو سکون ہوا اور جو وجوہ
فرق مؤلف نے متن مین ذکر کردیے ہین وہ بعد تامل سے ظاہر ہوسکتے ہین اور اُسکی طرف حوالہ
کردینے مین طوالت مضمون سے غنا ہوگیا (یعنی اب ہمکو اسکی ضرورت نہ رہی کہ کلام کو خواہ مخواہ طول
دین) **مؤلف کہتا ہے یہان سے گردون اور مثانہ کی پتھری کا بیان ہی**
گردون مین پتھری ہوجانے کی چند علامتین ہین دونون سرینون کے درمیان گرانی اور بوجھ کا
محسوس ہونا اور جسوقت آنتین بھری ہوئی ہون تو اُنکے ثقل کی روک ٹوک اور مزاحمت کے سبب سے
درد کا ہونا اور سرخ ریگ کے پیشاب کا ہونا اور مثانہ مین پتھری ہوجانے کی بھی چند علامتین ہین جنسے
معلوم ہوسکیگا کہ پتھری مثانہ مین ہے نہ گردے مین آلۂ تناسل کی جڑ اور مثانہ مین خارش کا ہونا
اور نیز دونون مین درد ہونا اور عضو تناسل کی استادگی (اسکا یہ سبب ہے کہ خارش کی وجہ سے خون
اور روح دونون اُسکی طرف مائل ہوتے ہین) اور آلۂ تناسل کے ساتھ اکثر اوقات مشغلہ رکھنا اور
پیشاب سے فارغ ہوکر پھر پیشاب کی خواہش کرنا اور جسوقت پیشاب کا آنا دشوار ہوجاتا ہے تو

پیڑو کے دبانے سے بلا تکلف آسانی کے ساتھ پیشاب آجاتا ہے اور سرینون کے اُٹھانیسے
سے بھی پیشاب آسانی سے اُتر آتا ہے اور پاخانے کی جگہ انگلی رکھنا اور پتھری کا ہٹا دینا اس سے
بھی پیشاب آسانی سے آجاتا ہے اور جب پیشاب مین خاکی رنگ کی ریگ ہو یہ بھی اسکی علامت
ہے اور پتھری کے لیے مادی سبب غلیظ اور چیپ دار بلغم ہوتا ہے یا زرداب یا خون ہوتا ہے
مگر فرق اتنا ہے کہ بلغم سے تو اکثر اور اُن دونون سے اتفاقیہ پتھری پیدا ہوجاتی ہے اور پتھری پیدا
ہونے کے لیے فاعلی سبب قوی حرارت پتھر بنا دینے والی ہوتی ہے اسواسطے کہ اُسکا مادہ اکثر
خون ہوا کرتا ہے اور مثانہ کی پتھری کی رنگت خاکی اور زردی کے درمیان ہوتی ہے اور گردہ والی
پتھری اکثر بوڑھون مین ہوتی ہے کیونکہ انکے قوائے طبعی ضعیف ہوا کرتے ہین بخلاف لڑکون کے
کہ اُنکی طبعی قوتین زبردست ہوتی ہین لہذا یہ اپنی قوت کی وجہ سے پتھری کو گردون مین سے مثانہ
کی طرف دفع کر دیتے ہین اور اگر پتھری خاص مثانہ مین ہوتی ہے تو چونکہ مثانہ بدن کے ایکطرف
مین واقع ہے اسلیے اُسکے پھینکدینے پر اُنکی قوتون کو قدرت نہین ہوتی اور مثانہ والی پتھری
اکثر لڑکون اور جوانون مین ہوا کرتی ہے اسلیے کہ ان دونون کی قوتین اپنے مادون کے پھینکنے
پر اعضاء کے نیچے کی طرف قوت رکھتی ہین اور بوڑھے آدمیون مین بہ نسبت جوانون اور لڑکون
کے خلط غلیظ بڑھکر ہوا کرتا ہے اور جس شخص کے گردے مین پتھری ہوتی ہے وہ اکثر فربہ ہوجاتا ہے
(کیونکہ گردون کی نالیون کے تنگ ہوجانے کے سبب سے ایسے مریض کے چربی بکثرت
ہوتی ہے) اور جس شخص کے مثانہ مین پتھری ہوتی ہے وہ اکثر لاغر اور نحیف الجثہ ہوتا ہے اور
عورتون کے پیشاب کی نالی چونکہ فراخ اور کشادہ ہوتی ہے اسلیے اُنکے مثانہ مین پتھری کم پیدا
ہوتی ہے اور اُنکی نالی مین نہ درازی اور طوالت زیادہ ہوتی ہے اور نہ ہیرپھیر زیادہ ہوتا ہے اور
بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہین کہ جنکی پتھری کے پیدا ہونے اور اُسکے نکلنے مین چھ مہینے سے
سال بھر تک کی باریان ہوتی ہین اور پتھری ایسی بیماری ہے کہ اکثر امراض کی مورث ہوتی ہے
مین کہتا ہون گردون کی پتھری شناخت کرنے کی چند علامتین ہین از انجملہ یہ ہے کہ مریض
اپنے سرینون کے مابین حصے مین بھاری پن اور کشش کو محسوس کرے حتی کہ اُسکو کوئی چیز اُس
جگہ مین لٹکتی ہوئی معلوم ہو خاصکر جبکہ وہ شخص اوندھا ہوا ور از انجملہ یہ ہے کہ جسوقت آنتون مین

امتلاء ہو تو ثقل کی مزاحمت کی وجہ سے اُنمین درد ہوا اور اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہی درد
اُس خصیے کی طرف پہونچ جاتا ہے جو مریض کے مَوُوف گردے کے سامنے ہوتا ہے اور کبھی
ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ جو پانون اُس گردے کے مقابل ہے اُسمین خدر ہو جاتا ہے اور اسکا
یہی سبب ہے کہ دونون پانون گردون کے ساتھ عروق مین شریک ہین اور گردے کی پتھری
کی علامتون مین سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ ایسے مریض کے قارورے مین سرخ ریگ
ملی ہوئی آیا کرتی ہے اسلیے کہ گردون کی پتھری مین سرخی کی یہ وجہ ہے کہ وہ پتھری خون کی
تلچھٹ سے پیدا ہوتی ہے اور مثانہ مین پتھری ہو جانیکی یہ علامتین ہین آلۂ تناسل اور پیڑو مین
خارش اور ان دونون مین درد کا محسوس ہونا اور بلا قصد آلۂ تناسل کا استادہ ہونا اور اُسکے ساتھ
بکثرت مشغلہ رکھنا خصوصاً بچپن کے زمانے مین اور یہی زیادہ کثرت سے اُسکے ساتھ شغل رکھیگا
ان سب کا یہی سبب ہے کہ آلۂ تناسل کو مثانہ کے ساتھ مشارکت ہے اور پیشاب سے
فارغ ہونے کے بعد پھر اُسکی حاجت ہونا اور اسکا یہ سبب ہے کہ پتھری کے سبب سے مثانہ
مین ثقل باقی رہجاتا ہے اور اُسکے دفع ہونے کا تقاضا ہوتا ہے جیسے کہ پیشاب مثانے مین
جمع ہو جاتا ہے تو اُسکے نکالنے کا تقاضا ہوتا ہے اور جسکے مثانہ مین پتھری ہوتی ہے
اُسکے پیشاب کی رنگت خراب ہوتی ہے کیونکہ واقع مین وہ پیشاب رسوب ہے اور مثانہ
کی پتھری کا مادی سبب گاڑھا اور چپچپا بلغم ہوتا ہے کہ جو مؤلف نے بیان کیا ہو وہ غذائین
غلیظ جنسے ایسا بلغم پیدا ہوتا ہے منجملہ اُنکے چند یہ ہین دودھ اونٹ اور گائے کا گوشت اور
کچے میوے اور علی ہذا القیاس اور بہت سے اغذیہ ہین اور سبب فاعلی اس مادے کے
پیدا کرنے کے لیے حرارت مجرّہ ہے اور اسکی دو قسمین ہین مزاجی یا عارضی کہ جو زیادہ چلنے پھرنے
اور رنج اور گرم چیزون کے کھانے اور گرم ورمون سے پیدا ہو جاتی ہے اور گردہ اور مثانہ کی
پتھری مین یہ فرق ہے کہ گردے کی پتھری بہ نسبت مثانہ کی پتھری کے چھوٹی اور زیادہ نرم
ہوتی ہے بخلاف مثانہ کی پتھری کے کہ وہ بڑی اور زیادہ سخت ہوتی ہے اسلیے کہ اسکی جگہ
فراخ ہوتی ہے اور جس شخص کے گردے مین پتھری ہوتی ہے وہ فربہ ہوتا ہے اسلیے کہ اُسکے
گردے بڑے بڑے ہوتے ہین اور اُسکے اخلاط گاڑھے ہوتے ہین پس اُسکے گردے سے

اسی طرح نفوذ نہین ہوتا مثلاً بوڑھے کہ اُنکے اخلاط زیادہ تر گاڑھے ہوتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ
اُنکے گردے بھی بڑے ہوتے ہین اور چونکہ بوڑھون کے قوائے طبعی ضعیف ہوتے ہین اسلیے مواد
کو نیچے کی طرف پھینکنے کی اُنکو قوت نہین ہوتی اور متن کی باقی عبارت کا مطلب ظاہر ہے (لہذا اُسکی
شرح کرنے کی ضرورت نہین ہے) مؤلف کہتا ہے **یہان سے پتھری کا علاج
شروع ہوتا ہے۔** قے کثرت کے ساتھ لانے اور بلغمی دست کرانے سے وہ مادہ روکا جائیگا
(جو پتھری کا پیدا کرنے والا ہے) اور لطیف غذا بھی مفید ہے (لطیف غذا کے یہ معنی ہین کہ
مریض کی غذا کم کردیجائے اور عمدہ اور نفیس اور ہلکی غذا کھلائی جائے تاکہ اُس سے وہ خلط غلیظ
نہ پیدا ہو جس سے پتھری پیدا ہوجاتی ہے) اور بعض اوقات ادرار کرنا بھی اسکا علاج ہوتا ہے تاکہ
ایسی کوئی چیز گردے یا مثانہ مین جمع نہوجائے کہ پتھری بنجانے کو قبول کرلے (پھر جبکہ پتھری
بنانے والا مادہ قطع کردیا جائے تو) اُسکے بعد اُن دواؤن کا استعمال کیا جائے جو پتھری کو ریزہ ریزہ
کردیتی ہین اور اُن دواؤن مین ادویۂ مدرّہ کا بھی شامل کردینا مناسب تر ہے اسلیے کہ مدر دواؤن
کے سبب سے ادویات مفتّتہ گردے اور مثانہ تک پہونچ سکتی ہین اور وہ مدرات مثل تخم کرفس اور مجیٹھ
کے ہین گر چونکہ مدر دوائین مفتت دواؤن کو بہت جلد خارج کردیتی ہین اسلیے یہ بات بہت مناسب
ہے کہ اُنمین اُن اجزاء کو شامل کردینا چاہیے جنسے کچھ دیر تک عضو مین ٹھہری رہین تاکہ اُنکا عمل
پتھری کے ریزہ کرنے مین دیر تک قائم رہنے سے قوی ہوجائے مثلاً آلو بخارے کا گوند ہے
اور اسکے سوا ہر ایسی دوا جسمین دسومت اور چپکاہٹ ہو اور درد کو زور سے نہونے دے خصوصًا
پتھری والے درد کو (کیونکہ پتھری والا درد سب دردون سے زیادہ سخت اور قوی ہوتا ہے گردہ والے
درد کا تو یہ سبب ہے کہ اُسکی پتھری سخت ہوتی ہے اور اُسکی جگہ تنگ ہوا کرتی ہے اور احتباس بول
کے لیے مستلزم ہے اور مثانے والی کا یہ سبب ہے کہ اُسکی پتھری مین کھرکھراپن ہوتا ہے اور بری
ہوتی ہے کہ اُسمین ورم کا اندیشہ ہوتا ہے (اسلیے کہ طبیعت اُسکی طرف مقاومت یعنی بدلہ لینے
کے لیے توجہ کرتی ہے اور اُسکے ساتھ ساتھ خون اور روح ہو لیتے ہین اور یہ عضو آفت رسیدہ اپنے کمزور
ہوجانے کی وجہ سے اُن مادون کو قبول کرلیتا ہے جو اُسکی طرف توجہ کرتے ہین تو خواہ مخواہ وہ
عضو متورم ہوجاتا ہے) اور مدر دوائین پتھری والے عضو کی طرف مواد کو حرکت دیتی ہین پس

مدرادویہ کے ساتھ اُن اجزا کا شامل کردینا مناسب ہے جو عضو کو قوت دیتی ہین تاکہ عضو اُن مواد کو
قبول نہ کرے جو اُسکی طرف آنے والے ہین مثلاً تج ہے اور بالچھڑ اور نیز یہ وجہ ہے کہ درد روح کے
تحلیل کرنے کے ساتھ ساتھ قوت کو بھی تحلیل کرتا ہے لہذا مناسب تر ہے کہ اُنکے ساتھ اُن دواؤن
کو بھی شامل کردیا جائے جو درد کی تسکین دینے والی ہون تاکہ قوت تحلیل نہو جائے اور غشی طاری
نہو جائے یا تو بالخاصیت جیسے تخم خطمی ہے یا تخدیر کی وجہ سے جیسے خشخاش ہے پس طبیعت اپنے
خالق کے اذن اور حکم سے ہر دوا کا استعمال اُسکے شایستہ مقام مین کرلیتی ہے اور غیر مناسب مقام مین
اُسکے اثر کو بیکار کردیتی ہے **مین کہتا ہون** جو تدبیر مؤلف نے بیان کی ہے وہ تدبیر اس مرض کے
علاج مین ایک عمدہ اور نہایت مناسب قانون ہے اور وہ تدبیر ہرگز مناسب نہین ہے جس کی
اطباء کے گروہ نے تکلیف اور دوسری اُٹھائی ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ پیڑو یا پشت کو چیر کر اُسمین
سے پتھری نکال ڈالی جائے کیونکہ اسمین بڑا بھاری خطرہ ہے اور یہ تدبیر اُسکی نکالی ہوئی ہے جسکو
عقل سے مطلق حصہ نہین ملا اور کثرت کے ساتھ قی کرانے مین یہ فائدہ ہے کہ قی فضلون کو اُس
راستے سے نکالدیتی ہے جو گردے اور مثانے کی طرف جانے کے خلاف ہے اور بلغمی دستون
کا کرانا اسلیے مفید ہے کہ بلغم امعاء کی جانب مائل ہو اور جو بلغم اپنے ثقل کی وجہ سے گردے اور مثانہ
کے مزاحم تھا وہ دفع ہو جائے اور تلطیف غذا کی وجہ سے وہ مادہ قطع ہو جائے جس سے پتھری
پیدا ہوتی ہے اور مدر دوا کا یہ فائدہ ہے کہ اُسکے سبب سے اس پتھری کا تنقیہ ہو جائیگا اور اُسکی وجہ سے
پتھری کی جگہ صاف اور دُھل جائیگی اور مدر چیزون مین جو جید ہے آب نخود ہے اور جسپر مداومت ممکن ہے وہ
آب نخود ہے اور اس امر کے لیے عمدہ حیلہ یہ ہے کہ معدے کو قوت دیجائے اور ہضم کے جید اور
عمدہ ہونے کی کوشش کیجائے اور اعتدالی حالت سے ورزش کیا جائے اور مدر ادویہ کے
مفتت ادویہ کے ساتھ استعمال کرنے کی یہی وجہ ہے کہ اجزاے مدرہ اجزاے مفتتہ کو عضو موٴوف
تک پہونچادین اور جو کچھ پتھری کے اجزا اُس جگہ جمع ہو چکے ہین اُنسے اُس جگہ کو پاک اور
صاف کردے اور یہ جو حکم کیا گیا ہے کہ اجزاے مدرہ کے ساتھ اُن اجزا کا بھی شامل کرلینا نہایت
مناسب ہے جو اجزاے مفتتہ کو اُس جگہ پر روکے رہین حالانکہ یہ صورت ادرار کے بالکل مخالف ہے
مگر اُسکا یہ سبب ہے کہ اجزاے مفتتہ وہان ٹھہر کر اپنے عمل اور اثر مین قوی ہو جائین اور یہ حکم کیا گیا ہے

کہ ورم کے اندیشے سے عضو کو قوت دیجائے اسکی یہ وجہ ہے کہ پتھری کا درد تمام دردون سے زیادہ شدید
اور قوی ہوتا ہے اور اسکے سواے سب درد بمقابلہ اسکے خفیف ہوتے ہین اور درد ورم کا سبب
ہوتا ہے اور دوسری یہ وجہ ہے کہ اجزاء مدرہ مادون کو پتھری والے عضو کی طرف حرکت دیتے ہین
اور نیز عضو کے اندر جب تاثیرون کا اختلاف ہوگا تو خواہ مخواہ وہ عضو ضعیف ہوگا اور یہی حال قوی
اور مدر کا ہے اور نیز اُن اجزاء کا شامل کرنا جو درد کو تسکین دینے والے ہون کیون مناسب ہے
اسکا یہ سبب ہے کہ درد قوت کو تحلیل کر دیتا ہے اور جو چیز درد کی تسکین دینے والی ہے وہ ایک معنی
سے اُن اجزاء کے خلاف ہے جو عضو موؤف کو قوت دیتے ہین اور جسقدر دوائین ان مرضون کی
اصلاح کے لیے ہین اُنسے اُسوقت نفع ہوتا ہے جبکہ طبیعت اُنمین یون تصرف کرے کہ ہر دوا کو
اُسکی مناسب جگہہ پر استعمال کرے اور غیر مناسب جگہہ اُسکو بیکار کر دے خداے پاک بڑا حکیم اور
قادر قدیر ہے جسنے طبیعت کو اس خوبی اور کمال کے ساتھ پیدا کیا ہے **مؤلف کہتا ہے**
ہمکو یہان سے پتھری والی دواؤن کو شمار کرنا چاہیے (یعنی وہ دوائین
جو پتھری کو ریزہ ریزہ کرکے نکالڈالتی ہین) اور وہ یہ ہین گوکھرو اور قسط اور حب بلسان اور اُسکی لکڑی
اور اسکا پھل نہایت عمدہ ہوتا ہے اور حرشف اور سقولوقندریون اور برسیاؤشان اور بچھوؤن کی
راکھ اور اُسکا تیل عجیب چیز ہے اور خرگوش کی راکھ اور باریک مثل غبار کے سفید شیشہ پیسا ہوا اور اسوقت
کے ٹوٹے ہوے انڈون کے چھلکون کی راکھ جو بچون کے نکلنے سے ٹوٹے ہون اور کرم کلہ کی
خاک اور موے یا دل کے اندر کا پایا ہوا پتھر اور وہ دوا جو اپنی بزرگی کی وجہ سے یداللہ کے نام سے
نامزد ہے اور وہ یہ ہے کہ چار سال کا بکرا ابتداء انگور پر رنگ آنے کے وقت ذبح کیا جائے اور اول
مرتبہ اور اخیر مرتبہ کا خون بکھیر دیا جائے اور درمیان کا خون روک لیا جائے یہانتک کہ جم جائے
اور اُسکے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیے جائین اور وہ ٹکڑے چھلنی پر آفتاب مین سکھا لیے جائین
اور ایک کپڑے سے اُسکو ڈھانک دیا جائے تاکہ وہ کپڑا اُسکو گرد و غبار سے محفوظ رکھے اب
اگر اسمین سے بقدر چار مثقال کے عرق مولی یا عرق کرفس کے ساتھ استعمال کیا جائیگا تو عجیب
اثر کریگا اور وہ چڑیا جسکا نام یونانی زبان مین آطراغوبدیطیس ہے اور میرا یہ گمان ہے کہ ہمارے
یہان وہ ابوالفضل کے نام سے مشہور ہے اُس صفت پر جو اطبا نے کتابون مین اُسکی تعریف

لکھی ہے اور شاید یہ وہی چڑیا ہو جو رومی زبان مین صفراغون کے نام کے ساتھ مشہور ہے خام
بھی کھائی جاتی ہے اور پکی ہوئی بھی اور نمک لگا کر کھائی جاتی ہے تو پتھری کو نہایت مفید
ہوتی ہے اور خشک کی ہوئی بھی نافع ہے اور حجر الیہود گردون کی پتھری کو نفع کرتا ہے اور جو
دوائین مثانہ کی پتھری کے لیے ہین (یعنی مثانہ کی پتھری توڑنے والی ہین) تو اُنکا اُن
دواؤن سے زیادہ قوی ہونا ضرور ہے جو گردے کی پتھری کے لیے ہین اور اسکا یہ سبب ہے
کہ مثانہ کی پتھری گردے کی پتھری سے زیادہ سخت ہوتی ہے اور یہ دوائین سکنجبین عنصلی کے
ساتھ استعمال کی جائینگی مولی کے پانی مین یا کرفس یا سونف کے عرق کے ہمراہ اور وہ دوائین
جو مذکور ہو چکین حسب قاعدہ مذکورہ اُنکی ترکیب ہو سکتی ہے اور ڈھیلا کرنے والی اور استرخا
پیدا کرنے والی دواؤن سے آبزن اور نطول کرنا ضروری ہے تاکہ مجری نرم ہو جائے اور
پتھری کا نکلنا آسان ہو جائے اور درد کو سکون ہو جائے مین کہتا ہون پتھری کی دوائین
تلخ ہوتی ہین مگر اُنکا بہت گرم ہونا نچاہیے اسلیے کہ دواؤن کے شدید الحرارت ہونے سے
سبب مرض مین زیادتی ہو جاتی ہے اور جبکہ ایسی دوائین ہون کہ اُنمین قطع کرنے کی قوت
شدید ہو اور اُنکی حرارت تھوڑی سی ہو تو بہتر ہے اور بہ نسبت اُن دواؤن کے جو گردون کی
پتھری توڑنے کے لیے مقرر ہین اُن دواؤن کا زیادہ گرم ہونا ضروری ہے جو کہ مثانہ کی پتھری
توڑنے کے لیے مقرر ہین اور پتھری والی دواؤن مین سے بعضی دوائین ایسی ہین کہ حرارت اور
برودت کی طرف اُنکے فعل کو منسوب نہین کر سکتے بلکہ اُنکا جو اثر ہوتا ہے وہ بالخاصہ ہوتا ہے
اور خرشف کنگر کی ایک قسم ہے اور بچھو کی راکھ کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ ایک موٹی سی شیشی
گل حکمت کی جائے اور اُسکے بعد شیشی مین بچھو بھر دیے جائین اور رات بھر یا کچھ کم خوب گرم
تنور مین وہ شیشی رکھی رہے یہان تک کہ سرخ ہو جائے مقدار خوراک دو درہم ہے اور انتقاض کی
یہ صورت ہے کہ وقت نکلنے بچون کے جو انڈے پھوٹ جائین اُنکے چھلکون کی راکھ کر لیجائے
اور اُس چڑیا سے جسکی تعریف اطبا نے اپنی کتابون مین لکھی ہے یہ مراد ہے کہ سوائے ملکی چڑیا کے
سب چڑیون سے زیادہ چھوٹی ہو اور اُسکے بدن کی رنگت خاکی اور زردی اور سبزی کے بیچ مین
ہوتی ہے اور اُسکے دونون بازوؤن پر سنہرے پر ہوتے ہین اور اُسکی دم پر سفید سفید نقطے ہوتے ہین

یہ چڑیا اکثر موسم سرما مین نکلتی ہے اور کم کم اڑا کرتی ہے اور گرپڑتی ہے اور ہر وقت چلاتی رہتی ہو اور دم ہلاتی رہتی ہے اور ململح کرنے سے اسکا کباب کرنا مراد ہے اور پتھری کے متعلق جسقدر مرکب دوائین ذکر کی گئی ہین باعتبار قاعدۂ مذکورہ کے ہر قسم کے ادویہ مرکبات ہون خواہ مدر ہون یا عضو مین ثابت اور رہ کنے والے ہون خواہ ان کے سوائے اور ہون جو کہ بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین مثلاً شرودیطوس سنجرینا اور معجون عقارب وغیرہ اور جو چیزین عضو کو ڈھیلا کرنے والی اور درد کو ساکن کرنے والی ہین انسے مراد تیل اور لعاب وغیرہ ہین جنکو تم بارہا معلوم کر چکے ہو مؤلف کہتا ہے

یہان سے گردون اور مثانون کے زخمون کا بیان ہے

گردون اور مثانہ کے زخمون مین دو طرح سے فرق ہے ایک تو درد کی جگہ سے دوسرے مثانہ کی بدبو سے باوجودیکہ دونون اعضا پیپ اور چھلکون کے نکلنے مین شریک ہین اور اکثر اوقات پتھری کی خراش سے زخم ہوجاتا ہے اور کبھی خلط کی تیزی سے پڑجاتا ہے یا ورم کے پھٹ جانیسے مین کہتا ہون یہ دونون مرض اگرچہ چھلکون کے نکلنے مین شریک ہین مگر گردے کے چھلکے سرخ ہوتے ہین اور مثانہ کے چھلکے سفید اور مثانہ کے زخمون کا درد بہ نسبت درد گردے کے زخمون کے نہایت سخت ہوتا ہے اسلیے کہ مثانہ عضو عصبی قوی الحس ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے گردون اور مثانہ کے زخمون کا علاج مذکور ہے بدن کا تنقیہ قی اور استفراغ سے کیا جائے اور طبیعت کو ملائم کرکے مادے کو آنتون کی طرف مائل کیا جائے اور غذاؤن کی اصلاح کرنا بھی مفید ہے پس مریض کو لازم ہے کہ نہ شور غذاؤن کی طرف رخ کرے اور نہ تیز غذاؤن کی طرف نہ قوی ترش غذاؤن کی طرف اور نہ ایسی غذاؤن کے پاس جانا چاہیے جو بہت شیرین ہون اور نہ ایسی غذاء کی طرف توجہ کرے جو خلط حاد کی طرف مستحیل ہوجائے اور ہلکی غذا ء کا اسکو التزام کرلینا چاہیے جیسے سویان اور ملوخیہ اور پالک اور ماش روغن بادام کے ساتھ اور گوشت کے کھانے مین کمی کردے اور اگر ایسی ہی مجبوری اور ناچاری دیکھی جائے تو چھلے ہوے جو یا گیہون کا استعمال کرے اور ہر قسم کی حرکت کرنا بری ہے خاصکر جماع کرنا اور ہر روز صبح کے وقت آشجو مصالحہ پڑے ہوے یا صرف شکر کے ساتھ استعمال کیا جائے اور اکثر اوقات درد کے قوی ہونے سے خدر کرنے کی حاجت ہوتی ہے مثلاً قرص کاکنج یا شربت آلو بخارا یا قرصیا باقلا اور خشخاش اور ککڑی کے بیج نکلے

شیرہ کے ساتھ اور مدرہ دواؤن کے ملنے مین مبالغہ نہ کیا جائے یہانتک کہ میل وغیرہ سے صفائی
ہوجائے **مین کہتا ہون** حریف اور حامض اور مالح غذاؤن مین لذع یعنی تیزی کی شان ہوتی
ہے تو زخم پر اور زخم کو زیادہ کرینگی اور شیرین غذاؤن مین چونکہ حدت ہوتی ہے اسیلیے وہ بھی زخم کے
غیر مناسب ہین اور آشجو کا استعمال روغن بادام کے ساتھ نہایت مناسب ہے اسیلیے کہ اسکے استعمال مین
دو خوبیان ہین ایک تو تغریہ دوسرے درد کو تسکین دینا اور عورت سے صحبت کرنا ان دونون مرضون
مین سب حرکتون مین بدتر حرکت ہے کیونکہ جسقدر نقصان اور حرکتون مین ہے وہ تو اسمین ضرور ہے
علاوہ اُس نقصان کے یہ بڑا بھاری نقصان ہے کہ صحبت کی وجہ سے منی کے فضلے گردون پر
گرتے ہین جنکی وجہ سے مرض مین ترقی ہوجائیگی اور قرص کاکنج کے بنانے کی یہ ترکیب ہے کھیرے کے
بیج گیرو گوند دم الاخوین سفید خشخاش بادام شیرین کی گری رب السوس نشاستہ کتیرا کندر ہر ایک
وزن مین دس درہم تخم کرفس دو درہم تخم کاکنج چھ درہم افیون ایک درہم پانی مین ان سب اجزا کے
قرص بنالیے جائین ویا خشک کوٹ چھان لین اور شربت بنفشہ کے ساتھ مریض کو پلائین **مؤلف**
کہتا ہے گردون مین ورم کبھی خون کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی صفرا کی وجہ سے اور کبھی
بلغم کی وجہ سے اور کبھی گردون کا ورم صلب سوداوی ہوتا ہے یا تو شروع ہی مین اُسمین صلابت
ہوتی ہے یا ورم دموی سے صلابت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور دموی حالت سے بہت
جلد منتقل ہوجاتا ہے اور ایسا کیون نہو حالانکہ گردے پتھری کا مقام ہے اور نیز کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ورم دونون
گردون مین ہوجایا کرتا ہے تو اُسوقت مین عام آفت ہوگی اور دونون گردون مین درد ہوگا اور
کبھی ایک ہی گردے مین درد ہوتا ہے پس اگر جگر کے نزدیک درد ہوگا تو وہ داہنے گردے مین ہوگا
اور بائین طرف ہوگا یا مثانے کے قریب تو درد بائین گردے مین ہوگا اور جسطرف کے گردے مین
ورم ہوگا اُسطرف کے گردے پر کروٹ سے لیٹنا دشوار ہوگا اور اُسوقت مین اگر تندرست گردے پر
سوئیگا تو دوسری طرف یعنی ماؤف گردے کی طرف لٹکا ہوا ثقل اور بوجھ محسوس ہوگا اور نیز کبھی ایسا
بھی ہوتا ہے کہ ورم گردے کے ہر جزء مین ہوتا ہے اور کبھی پشت کی طرف ہوتا ہے اور کبھی آنتون
کی طرف ورم ہوجاتا ہے اور اکثر اوقات ورم اس درجہ پر پہونچ جاتا ہے جو درد قولنج اور قبض کا
سبب ہوجاتا ہے اور کبھی غشا یعنی جھلی کے قریب ہوتا ہے اور گرم ورم کے ساتھ بخار لازم ہوا کرتا ہے

یا لازم نہو گا بلکہ قرحے بلا انتظام کے پڑینگے اور اُسکے اتنی سردی معلوم ہوگی کہ رونگٹے کھڑے ہونگے
اور اُسمین سوزش اور جلن ملی ہوئی ہوگی اور درد خوب زور سے ہوگا اور اکثر اوقات ایسے مرض مین
دماغ کی بھی شرکت ہوتی ہے تو اختلاط ذہن ہوجاتا ہے اور جبکہ ورم پھوڑا ہوجاتا ہے تو سخت
درد اور ثقل اور بخار ہوجاتا ہے اور پھوڑا جب پھوٹ جاتا ہے تو بخار جاتا رہتا ہے اور سوزش مادہ
کی وجہ سے جاڑا آجاتا ہے اور اکثر اوقات وہی مادہ اپنی حرارت کی وجہ سے کسی قدر بخار پیدا
کردیتا ہے اور جب قارورہ شروع بخار مین سفید رقیق ہو باوجودیکہ دماغ اور جگر اور حشا سالم ہون
اور دست بھی نہون تو بینک گردے مین ورم ہوگا (کیونکہ گردہ اُس مادے کو مائیت کے ساتھ
پی جاتا ہے جو اُسکی طرف آنے والا ہے) اور اگر گردے مین رقت ہمیشہ رہے تو وہ رقت ورم
کے جمع کرنے کی علامت ہے یعنی اسی حالت مین وہ پھوڑا بنے گا یا وہ مادہ سخت ہوتا جاتا ہے
اور ورم بلغمی کے اندر ثقل اور کھچاؤ ہوتا ہے اور اُسکے افعال مین اکثر قصور ہوجاتا ہے اور اس ورم
مین سوزش نہین ہوتی اور اکثر اوقات اس بلغمی مادے مین ترہل یعنی ڈھیلا پن ہوتا ہے اور سخت
ورم مین درد کم ہوا کرتا ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ یہ ورم اپنی برودت اور کثافت کی وجہ سے حس کو
بلید کردیتا ہے) باوجود خدر کے کولون مین اور سرینون مین اور دونون پنڈلیون مین ضعف
ہوجاتا ہے مین کہتا ہون دموی ورم صلابت کی طرف زیادتی حرارت کی وجہ سے منتقل
ہوجاتا ہے اور جو ورم امعاء کی طرف ہوتا ہے اُس سے اسلیے درد قولنج پیدا ہوجاتا ہے کہ اسوقت
جھٹکے اور مزاحمت کے سبب سے اخراج مادے کا نہین ہوتا ہے اور غشاء سے وہی غشاء مراد ہے
جو گردون کے چارون طرف سے لپٹی ہوئی ہے اور جو ورم غشاء کے قریب ہوتا ہے اُس سے
درد کی سختی بہت ہوتی ہے اور یہی کیفیت وہان ہے جب ورم غلاف گردے کے نزدیک ہو
اور اکثر اوقات اس درد کی وجہ سے اُٹھنا اور کھانسنا اور چھینک لینا دشوار ہوجاتا ہے اور
اختلاط ذہن کا یہی سبب ہے کہ اُسکو حجاب کے ساتھ مشارکت ہے اور بلغمی ورم مین جو ترہل
لازم ہے اس سے مطلق ترہل مراد نہین ہے یعنی چہرہ اور آنکھ اور کل بدن مین تو ترہل یعنے
ڈھیلا پن ہوتا ہے خصوصاً جو مقامات گردے کے قریب ہوتے ہین اُسمین تو ترہل ضرور ہی
ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے مثانہ کے ورمون کا بیان ہے

مثانہ مین ورم کم پیدا ہوتا ہے اور اکثر گرم خون یا صفرا یا دونون کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے
اور اسکی یہ علامت ہے کہ پیڑون مین ثقل اور نفخ یعنے پھولن ہو اور کانٹون کی سی چبھن معلوم ہو
اور رگون مین درد ہو اور پیاس کا غلبہ ہو اور دست و پا سرد ہون اور پیشاب بند ہو خصوصاً اُس وقت
جبکہ بیمار کروٹ سے لیٹا ہوا ہو یا پیشاب دشواری سے آئے یا کھڑے ہوتے وقت آسانی
کے ساتھ آوے اور کبھی ورم مثانہ اسقدر عظیم ہوتا ہے کہ طبیعت بستہ ہو جائے یعنی قبض ہو جائے
پھر اگر نہ پھوٹا اور نہ پکا تو یہ ورم مریض کو ایک ہی ہفتہ مین مار ڈالیگا (اور یہ جب ہے کہ ورم عظیم ہو
اور اعراض کثرت سے ردی ہون مثلاً ہذیان ہو اور زبان سیاہ ہو جائے اور کثرت کے ساتھ
حبس بول و براز ہو اور درد کی زیادتی ہو اور قارورے مین آثار نضج کے نہون) اور ورم کے
پک جانے کی شناخت قارورے کے نضج سے ہوتی ہے اسلیے کہ طبیعت ورم مین مشغول
رہتی ہے تو پیشاب مین اپنا کامل اثر نہین کرتی البتہ کچھ اجزاے نضج مین اپنا کام کرتی ہے
اور جب پیپ کا پیشاب آئیگا تو اُس سے معلوم ہو جائیگا کہ ورم پھوٹ گیا یہان سے
اُسکا علاج شروع ہوتا ہے گردے اور مثانہ کے ورمون مین سب سے پہلے یہ علاج
کیا جائیگا کہ فصد کرائین اور مادے کو حقنون کے ذریعہ سے نکالین اور قے کرائین اور طبیعت کا
نرم کرنا چاہیے اور ہر ایسی چیز سے بیمار کو پرہیز کرائین جو تیز اور گرم ہو اور نیز اُن مدر دواؤن سے جو
اپنے عمل مین قوی ہون پینے کی چیزین یہ ہین آنجو مصالحہ پڑے ہوے شکر کے ساتھ
یا شربت بنفشہ اور شربت نیلوفر کے ساتھ اور لعاب بہدانہ یا تخم باقلا اور خشخاش اور تخم ککڑی کا شیرہ
شربت آلو بخارا یا شربت قراصیا کے ساتھ اور جب شروع کے دنون سے تجاوز کر جائے تو
صرف آنجو ہمراہ شکر یا شربت لیمون کے استعمال کرائین اور جب یہ ورم پھوٹ جائے تو قوی مدرات
دین جیسے تخم خربزہ اور تخم خیارین ہمراہ شربت قراصیا کے اور کبھی تقطیع اور جلا کی غرض سے سکنجبین
کی حاجت ہوتی ہے اور اگر شدید بخار نہو تو شہد کے ساتھ آش جو دین تاکہ پیپ وغیرہ سے جلا دے
اور پاک کر دے اسکے بعد وہ تخم حار استعمال کرائین جو مدر ہون جیسے تخم سولف اور تخم اجمود اور
تخم خیارین اور تخم تربز کے ساتھ استعمال کیے جائین پھر انکے بعد وہ دوائین استعمال کی جائین جو
زخمون کو بھر دیتی ہین جیسے نشاستہ کتیرا گوند بھنا ہوا دم الاخوین تخم خرفہ ہمراہ شربت قراصیا

یہان سے دست آور ادویہ کا بیان ہے عرق کاسنی مغز املتاس ہمراہ
روغن بادام شیرین یا میٹھا جوشاندہ مغز املتاس کے ساتھ یا جوشاندہ سنامکی بسفائج گل بنفشہ
تخم ککڑی تخم کاسنی آلو بخارا عناب سپستان شاہترہ ہمراہ مغز املتاس روغن بادام روغن تخم کدو کے
ساتھ استعمال کرائین **یہان سے غذاؤن کا بیان ہے** ابتداء مرض مین آشجو ہمراہ
شکر یا شربت نیلوفر کے پھر جبکہ خوب بھوک لگنے لگے اور بخار خفیف ہو جائے تو پالک کا ساگ
یا کدو یا مونگ یا ملوخیہ روغن بادام کے ساتھ دیجائے **یہان سے لگانے کی
دواؤن کا بیان ہے** شروع مرض مین قطن یعنی مابین دونون سرینون کے یا پیڑو اور
کوکھ پر نطول کرین (ادویات مفصلۂ ذیل سے) تخم خبازی تخم خطمی آرد جو گل بنفشہ السی ان سب کو
پکایا جائے ان سب کے پانی کا نطول کیا جائے اور ان اجزاے جوش دادہ کے پھوک کا
لیپ کیا جائے اور چند روز کے بعد بابونہ اکلیل الملک میتھی کا اضافہ کر دیا جائے اور ہر روز
اجزاے باردہ مین سے گھٹاتے جائین یہانتک کہ تحلیل اور انحطاط کے وقت صرف گرم اجزاء
باقی رہجائین **مین کہتا ہون** مؤلف نے اورام مثانہ کے متعلق جتنی علامتین ذکر کی ہین وہ سب
ظاہر ہین مگر اسکا یہ حکم کرنا کہ اگر نضج نہوا تو ایک ہفتہ مین ہلاک کر ڈالیگا یہ اسکا حدس بلا دلیل ہے
جسکو اس بات سے کنایہ کیا گیا ہے کہ ایسی صورت مین مرض سخت ہو جائیگا ورنہ مدت کے
مقرر کرنے پر کوئی دلیل نہین ہے اور اس قسم کے حکم سے تمام امراض مین یہی مراد ہے علاوہ برین
سات روز کا ایسا زمانہ ہے کہ باعتبار بحران کے زیادہ سے زیادہ شدت مرض کی نہایت
یہی ہفتہ ہے اسکے بعد مرض کی زیادتی اور شدت ایسی نہوگی اور گردے اور مثانہ کے علاج
کے مشترک ہونے کی یہی وجہ ہے کہ دونون کے مرض علاج مین مشترک ہین اور دونون کے
علاج مین کوئی فرق نہین ہے اور مدرات قویہ سے اسلیے ممانعت کی گئی ہے کہ ادویات
مدرہ قویہ اول ہی مرتبہ مین اخلاط کے انصباب کو عضو کی طرف واجب کر دیتے ہین اور باقی
مضمون ظاہر و واضح ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے جرب مثانہ یعنی مثانہ
کی خارش کا بیان ہے** مثانہ کی خارش پر پیشاب کی جلن اور اسکی بدبو اور خارش
کے ساتھ سخت درد کا ہونا اور رسوب بھوسی دار دلالت کیا کرتے ہین اور اکثر اوقات پیشاب

کے ساتھ رطوبتین یا خون بہ نکلتا ہے اور اسکا علاج وہی ہے جو ہم مثانہ کے زخمون مین بیان کر آئے ہین (قفذکی) **مین کہتا ہون** اسکا مطلب ظاہر ہے اور کچھ ایسا مشکل نہین جسکے ایضاح کی ضرورت ہو **مؤلف کہتا ہے یہان سے مثانہ مین خون کے منجمد ہو جانے یعنی جم جانے کا بیان ہے** اس مرض سے مریض کو کرب اور غشی اور دست و پا کی برودت اور نبض کا چھوٹ جانا عارض ہوتا ہے **علاج** اس خون کو ان ادویہ سے نکالدینا چاہیے جنکو ہم پتھری کے بیان مین ذکر کر آئے ہین اور اکثر اوقات اس مرض مین صرف سکنجبین عنصلی ہی کافی ہو جاتی ہے (اسلیے کہ اسمین تقطیع اور ادرار اور تحلیل اور جلا کی شان ہے) اور بہ نسبت اور چیزون کے اپنی خاصیت کی وجہ سے گدھے کی کلیجی اور کچھوے کا پتا اور خرگوش کا شیردان نہایت درجہ کا مفید ہے خاصکر انگور کی لکڑی کی راکھ کے پانی مین یا قیصوم کی لکڑی کی راکھ کے پانی مین اور انجیر خشک کا دودھ نطول سے پاپچکاری کے ذریعہ سے مثل انجیر کی لکڑی کی راکھ یا انگور کی لکڑی کی راکھ یا قیصوم کی لکڑی کی راکھ کے پانیون مین سے کسی پانی مین یا تتلی کے جوشاندہ مین یا سیاہ چنون کے پانی مین **مین کہتا ہون** شیخ نے اس مرض کی یہ علامتین ذکر کی ہین سر دیسینہ جی متلانا جاڑا آنا اس مرض کے پہلے خون کے پیشاب کا ہونا مثانہ پر کسی چوٹ کا لگ جانا مثانہ پر کسی چیز کا گر پڑنا وغیرہ یہ اس مرض کے علامات ہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے خلع مثانہ کا بیان شروع ہوتا ہے** مثانہ چوٹ لگ جانے یا چت گر جانیکے بعد اپنی جگہ سے سرک جاتا ہے یا تو اس مرض مین سلس البول یعنی بلا ارادہ پیشاب کا آنا عارض ہوجاتا ہے (جبکہ مثانہ کو اپنی جگہ کے چھوڑ دینے سے لٹکاؤ ہوتا ہے تو اسکا دہانہ مفتوح ہوجاتا ہے اور اسمین سے ہر وقت پیشاب رستا رہتا ہے) یا اس مرض مین پیشاب بالکل بند ہوجاتا ہے (جب مثانہ کسی ایسے مقام کی طرف ہٹ جاتا ہے جس سے اسمین تمدد پیدا ہوجاتا ہے اور اسکی وجہ سے مثانہ کا مجرا اور اس کا دہانہ بند ہوجاتا ہے پھر اسمین سے پیشاب کا خارج ہونا دشوار ہوجاتا ہے) **علاج** خرگوش کے خشک خصیے شراب ریحانی مین پلائے جائین یا مرغ کا نرخرہ جلایا ہوا نیمگرم پانی مین پلایا جائے اور غالیہ بھی اس کے لیے عمدہ دوا ہے **مین کہتا ہون** اس مرض مین سلس البول اور اسکا محتبس ہوجانا اس لیے عارض ہوجاتا ہے کہ عضلہ کے اندر تمدد اور فراخی

اور کشادگی پیدا ہوجایا کرتی ہے اور جو دوائین اس مرض کے علاج مین ذکر کی گئی ہین وہ بالخاصہ
اس مرض مین مفید ہین یعنی نہین ہین کہ وہ اپنی کیفیت سے مؤثر ہوکر مفید ہین **مؤلف کہتا ہی**
یہان سے ریح مثانہ یعنی مثانہ کے پھولجانیکا بیان ہے یہ مرض ضعف ہضم
اور نفخ کے پیدا ہوجانے سے حادث ہوتا ہے یا نفاخ غذاؤن سے پیدا ہوتا ہے (اسکی وجہ یہ ہ
کہ ایسی غذاؤن مین رطوبات فضلیہ بکثرت ہوتی ہین اور اونسے عروق مین ریاح پیدا ہوجاتے ہین
اور معدے کی حرارت اونکے متغیر کرنے پر قدرت اور قوت نہین رکھتی) **علاج** گرم خوشبودار تیلون کی
پیڑو پر مالش کرنا اور شبث تلی وغیرہ کے پانی سے پیڑو پر نطول کرنا اور گیہون کی گرم بھوسی سے مثانہ کی
سینک کرنا **مین کہتا ہون** یہ بات ظاہر ہے کہ ریح مثانہ کی یہی شناخت ہے کہ ریح منتقل
اور متحرک ہوتی رہیگی اور اس مقام پر ثقل اور گرانی محسوس نہوگی اور مؤلف نے جو تیل خوشبودار مالش
کے لیے ذکر کیے ہین انہین سے روغن زعفران اور روغن خروع بھی ہے انمین کچھ مشک بھی شامل
کردیا جائے اور انکے علاوہ اور روغن بھی ہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے**
حرقۃ البول یعنی پیشاب کی جلن کا بیان شروع ہوتا ہے اس مرض کے
پیدا ہونے کا سبب یا تو پیشاب کی حدت اور کثرت شوریت ہے جو مزاج بدنی کی حرارت سے
ہوتی ہے یا اس مرض کا سبب صفرا کی زیادتی ہے اس وقت پیشاب مین زردی خوب ہوتی
ہے یا عضو تناسل کی نالیون مین زخم ہوجاتے ہین (اور جب ان نالیون مین ہوکر پیشاب کا گذر
ہوتا ہے تو سوزش اور لذع محسوس ہوا کرتا ہے) پھر پیشاب کے ساتھ پیپ خارج ہوتی ہے یا اسکا
سبب معدے کی رطوبت کا نہونا ہے جو عضو تناسل کی نالی مین پیشاب کی تیزی کی تعدیل
کرتی ہے اور اکثر اوقات اس رطوبت کے نہونے کا سبب جماع کی کثرت ہوتی ہے (اسلیے
کہ مباشرت بدن کی رطوبت کو تحلیل کرتی ہے خاصکر اس رطوبت کو زیادہ تر تحلیل کرتی ہے جو
منی کی نالیون مین اور تناسل کے اعضا مین ہوا کرتی ہے) اور رطوبت کے تحلیل ہونے
سے بدن مین خشکی بھی ہوگی اور نہ رنگت ہوگی نہ پیپ ہوگی پیشاب کی جلن کا علاج انھین دواؤن
سے ہوتا ہے جنکو ہم گردون اور مثانہ کے قرحون کے علاج مین بیان کرچکے ہین اور لڑکی کی
مان کے دودھ کی پچکاری روغن بنفشہ کے ساتھ مفید ہوتی ہے اور اسی طرح سے لعاب خطمی

اور شیاف یا مینا کی پچکاری روغن گل یا روغن بادام کے ساتھ مفید ہے مین کہتا ہون
کہ معدے کی رطوبت سے جو کہ مذکور ہوئی وہ رطوبت مراد ہے جو اُنکے عموم عندیہ مین ہوتی ہے
جو مثانہ کی گردن کے قریب ہوتے ہین اور یہ رطوبت اس فائدہ اور حکمت کے لیے موضوع ہو
کہ پیشاب کی جلن کی حفاظت کرے اور پیشاب کا مجرا شوریت اور لذع سے محفوظ رہے کہ
جسقدر مجامعت کی حرکت سے اُنمین خشکی پیدا ہوتی ہے اُتنی ہی پہونچ جائے شیخ بوعلی نے
قانون مین بھی لکھا ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے پیشاب کے دشواری
سے آنیکا بیان ہے اسکا سبب یا تو مثانہ ہے جو اپنی سوء مزاجی کی وجہ سے خواہ خارجی
ہو یا بدنی پیشاب کے نکلنے پر ضعیف ہوتا ہے اور بیشتر اسکا سبب مثانہ کی برودت ہوتی ہے
یا چوٹ کی وجہ سے یا پیشاب کے روکنے سے مثانہ مین یہ نقصان پیدا ہوتا ہے یا مثانہ مین
ورم پیدا ہو جاتا ہے یا اسکا سبب مجریٰ ہوتا ہے (اور یہ مجرے مثانہ کی گردن اور عضو تناسل کا سوراخ
ہے) اور یہ بند ہونا جو مجرے کے سبب سے ہوتا ہے یا تو وہ پہلے ہی پہل ہوتا ہے اور یا شرکت کی
وجہ سے ہوتا ہے اور سبب اول کا منشا ر یا تو سدہ ناقصہ ہے یا ورم ہے (جو اُسکی نالی مین پیدا
ہو جاتا ہے اور وہ نالی تنگ ہو جاتی ہے اور اس سبب سے پیشاب آسانی کے ساتھ نہین آتا)
یا اُس کا منشا قبض ہوتا ہے جو نالی کی خشکی سے ہو جاتا ہے یا اخلاط غلیظ یا پیپ یا خون کا لوتھڑا
یا پتھری مین کا کوئی جزو ہے جسنے آکر پیشاب کی نالی کو روکدیا ہے اور اس وجہ سے اکثر اوقات
پیشاب کے آنے مین دقت پڑجاتی ہے بخلاف بڑی پتھری کے کہ اُسکا سدہ واہنے یا بائین
سرک جانے سے جاتا رہتا ہے (اسلیے کہ بڑی پتھری نالی کے اندر کی طرف نہین جاتی بلکہ
اُسکے دہانہ پر رُک جاتی ہے اور پیشاب کے خارج ہونے کے لیے مزاحم ہوتی ہے) یا اُسکا
سبب قروح ہوتے ہین جو درد پہونچاتے رہتے ہین پس اسوجہ سے پیشاب کے آنے مین وقت
پیش آتی ہے پھر اگر مریض اسپر صبر کرے تو پیشاب آجائیگا اور جو بوجہ مشارکت کے ہوتا ہے
اُسکے چند سبب ہین ورم مجاور کی وجہ سے پیشاب کے آنے مین دقت ہوتی ہے یا خشک
اجابت اسکے مزاحم ہو یا ریح ہے یا خصیہ کہ غشائی مراق کی طرف چڑھ گیا ہے کہ وہ پیشاب کی
نالی کے مزاحم ہو گیا (اور پیشاب بند ہو گیا) علاج عسر البول اگر ضعف کی وجہ سے ہو تو اُسکا

علاج اُن ادویہ سے کرنا چاہیے جو مزاج عضو کو اعتدالی حالت پر لانے والے ہین تاکہ یہ دوائیان
پیشاب کے لانے پر اعانت کرین کہ پیشاب مثانہ مین بند نہو اور اگر ورم کے سبب سے پیشاب کا آنا دشوار
ہے تو اُسکا علاج یہ ہے ایک تو استفراغ تاکہ ورم کا مادہ مقام ورم وغیرہ بدن سے جہانتک ممکن ہو دفع
ہوجائے دوسرے نضج یعنی اس مادے کو پکانا چاہیے تاکہ مقام ورم سے اسمین نکلنے کی لیاقت اور
استعداد پیدا ہوجائے تیسرے استفراغ کے بعد ادرار سے اُس مادے کو نکالنا چاہیے اور پتھری والے
عسر البول اور انجماد خون کے عسر البول اور اُس عسر البول کا جو مشارکت کی وجہ سے ہو وہی علاج ہے
جو انکے اسباب کا علاج ہے اور جہان زخمون کے سبب سے اس مرض کا حدوث ہوتا ہے وہان پر
کاکنج وغیرہ کے قرصون سے اُس عضو کو مس کرنا چاہیے اُسکے بعد قرحہ کا علاج ہے اور وہ چیزین جو
حار ہین اور مدر جیسے اجمود جھیجھا اور سوئے کے اور تخم سوئے کے اور تخم مولی کے اور اُسکے عرق کے
اور عرق مولی پیشاب کو آسانی کے ساتھ لانے مین قوی التاثیر ہے اور آب نخود خاصکر نخود سیاہ کا
پانی اور سرد دوائیان مدرات نہایت مفید ہین مثلاً تربوز اور خیارین کے بیج اور نیولہ کا سکھایا ہوا مثانہ
شراب ریحانی کے ساتھ تین درہم پلایا جائے تو اپنی خاصیت سے اچھا کر دیتا ہے اسی طرح سے
اگر نہری کیکڑہ کو جلا کر شراب ریحانی مین بقدر دو درہم کے پلایا جائے تو مفید ہے اور گدھہ کا سنگدانہ
اور نمک ہندی بقدر چوتھائی درہم کے لیکر گرم پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے اور نمک طبرزد
جسوقت مقعد مین رکھا جائے تو اجابت بھی خوب کھلکر ہوگی اور پیشاب بھی خوب ہوگا اور جب
عضو تناسل کے سوراخ مین طاقہ زعفران یا جون یا چچڑ رکھا جائے تو فوراً ادرار کر دیتا ہے (زعفران
کا تو یہ سبب ہے کہ اسمین گرمی زیادہ ہوتی ہے اُسکی وجہ سے ادرار مین قوت ہوجاتی ہے اور جون اور چچڑ کا
یہ سبب ہے کہ یہ دونون مجرے مین لذع اور دغدغہ پیدا کرتے ہین پھر قوت دافعہ پیشاب کے پھرنے
پر حرکت دیتی ہے اور جبکہ پیشاب کے سوراخ مین اُس روغن زیتون کی پچکاری لیجائے جس مین
سفید بچھو ڈال کر دھوپ دیگئی ہو تو یہ پچکاری نہایت مفید ہوگی اور سدے کو کھولدیگی اور مریض کو جب
قروح سے امن ہوجائے تو مدر تخم پلائے جائین خواہ سکنجبین عنصلی کے ہمراہ یا شربت بزوری کے ساتھ
اور اگر قروح کا اندیشہ ہو تو شربت قراصیا کے ساتھ تخمون کو پلایا جائے مین کہتا ہون چونکہ
مثانہ ہر چہار طرف سے پیشاب اور اُسکے نچوڑنے پر مشتمل ہے یعنی اُسکا گھیرنے والا اور دبانیوالا ہوتا ہے

پس جبکہ کسی وجہ سے اُسمین ضعف پیدا ہو گیا اور اپنے اعتدالی مزاج پر قایم نہ رہا تو اُس کے اندر نہ اُشتمال کی قدرت رہی نہ عصر کی اور مثانہ مین ضعف اسلیے حادث ہو جاتا ہے کہ حرارت یا برودت کے سبب سے اُسکے مزاج مین اعتدال سے انحراف پیدا ہو جاتا ہے اور برودت کی وجہ سے بہ نسبت حرارت کے اُسمین زیادہ خرابی ہو جایا کرتی ہے اور اسی لیے جب پہاڑی ہواؤن کے چلنے کے زمانے مین بیشتر مثانہ مین ضعف کا اثر ہوتا ہے اور بیشتر اوقات حبس بول کے سبب سے بھی مثانہ مین ضعف آجاتا ہے اسلیے کہ اس صورت مین پیشاب کے نکلنے کے واسطے قوی مدافعت ہونا چاہیے اور وقت دفع کرنے کے قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اسلیے ورم کی حالت مین (چونکہ اسمین مدافعت قویہ درکار ہے لہذا وہ قوت) ضعیف ہوتی ہے اور پتھری کی حالت مین سدے سے وہ سدہ مراد نہین ہے جسکا تذکرہ ہو چکا ہے بلکہ اُسکے سوا اور سدہ مراد ہے جیسا کہ مؤلف کی عبارت سے سمجھا جاتا ہے اعنی کالخلط والورم والحصاة اور وہ سدہ مثل ثولول اور ترنج اور زخم کے بھر جانے سے جو ہو جاتا ہے اور مؤلف کے کلام مین جو لفظ مجری کا واقع ہے اُس سے مراد مثانہ کی گردن اور عضو تناسل کا سوراخ ہے اور مشارک سے امعاء یعنی آنتون اور رحم اور ناف کا ورم مراد ہے (کہ ان مقامات کا ورم اپنی مجاورت سے مثانہ تک عسر بول مین اپنا اثر پہونچا دیگا) اور زراقہ وہ نلکی ہے جس کے ذریعہ سے پیشاب کے سوراخ مین عرق اور روغن وغیرہ ڈالے جاتے ہین عام اس سے کہ چاندی کی بنائی جائے یا سونے کی مؤلف کہتا ہے **یہان سے بلا ارادہ پیشاب نکلجانیکا بیان ہے** بچھونے پر پیشاب کر دینے کی چند صورتین ہین اول یہ کہ مدر چیزون کا استعمال حد سے زاید کیا جائے مثل شراب اور خربزہ کے دوسرے مثانہ یا اُسکی مچھلی (جو پیشاب کو روکتی ہے اور وہ عنق مثانہ مین ہوا کرتی ہے) اپنے سوء مزاج کے سبب سے لٹک پڑے عام اس سے کہ سوء مزاج بدنی ہو یا خارجی اور اکثر اوقات اس سوء مزاجی کا سبب اُسکی برودت ہوتی ہے اور کبھی اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ مثانہ کی طرف حرارت اعتدال سے زائد پہونچ جائے اور کبھی اسکا باعث وہ دباؤ ہوتا ہے جو اُسکے قریب کے ورم سے پیدا ہوا ہے یا پائخانہ کی خشکی سے یہ مرض ہو جاتا ہے یا اس سبب سے یہ مرض ہوتا ہے کہ گر جانے یا پٹنے سے کوئی فقرہ اپنی جگہ قائم نہین رہا اور اپنی اصلی جگہ سے سرک گیا تو مثانہ بہت سے پیشاب کے جمع ہو جانیکی گنجایش نہین رکھتا اور جمع ہوتے ہی یکبارگی نکلنے لگتا ہے بلکہ تھوڑا سا

مثانہ مین جمع ہوتا ہے اور بسبب تنگی جگہ کے بلا ارادہ نکلنے لگتا ہے اسلیے کہ ان اسباب سے عضلہ یعنی مچھلی کو ضعف طاری ہوتا ہے لہذا نہ اعتدال جمع ہونے مین ہوتا ہے نہ خارج ہونے مین) اور پیشاب کے بلا ارادہ نکلنے پر سوتے مین اُسکا غافل ہونا معین ہوتا ہے (کیونکہ سوتے مین پیشاب کرنے والے کو نیند مین غافل ہونے سے پیشاب کے نکلجانے کی خبر نہین ہوتی لہذا وہ اسکے روکنے پر قدرت نہین پاتا) اور اسی لیے سوتے مین لڑکون کو پیشاب بکثرت آتا ہے (کیونکہ بچون مین چونکہ رطوبت حد سے زیادہ ہوتی ہے اسلیے اُنکی نیند بھی بہت غفلت کی ہوتی ہے پس اُنکی قوت ارادیہ سونے کی حالت مین پیشاب کی حدت سے اذیت ہونے کے وقت پیشاب کے روکنے پر کمزور ہو جاتی ہے پھر جبکہ وہ قوت مضبوط ہو جاتی ہے اور اُنکی نیند سبک ہو جاتی ہے اور اُنکے عضلات قوی ہو جاتے ہین تو سوتے مین پیشاب کے ضبط پر اُسکو قوت اور قدرت ہو جاتی ہے لہذا وہ بچے پیشاب کر رہنے سے محفوظ رہتے ہین) اور بسا اوقات قوت نفسانیہ پیشاب کی حدت سے اذیت پاکر ایسے خیال کا نقشہ جما لیتی ہے کہ وہ خیال قوت ارادیہ کو پیشاب کرنے پر تحریک کرتا ہے مثلا وہ خواب جو اس مرض کا مریض دیکھتا ہے **مین کہتا ہون** سلس البول کی بیماری مین بلا ارادہ پیشاب نکلتا رہتا ہے اور اُسکے اسباب وہی ہین جو مؤلف نے بیان کیے ہین اور مثانہ او عضلہ بیشتر مرضون کے اخیر مین ڈھیلے ہو جاتے ہین اور مثانہ مین جو حرارت منجذب ہونے والی ہے وہ اسلیے مثانہ کی طرف رطوبت کو جذب کرتی ہے کہ وہ بدن سے مترشح ہوتی ہے اور منجملہ اُن اسباب کے جو پیشاب کے دبانے والے اور نچوڑنے والے ہین ایک یہ ہے کہ حاملہ عورتون کو بلا ارادہ پیشاب آتا رہتا ہے اور سونے کی حالت مین جو قوت ارادیہ ہوتی ہے یہ منجملہ اُنھین قوائے ارادیہ خفیفہ کے ہوتی ہے جسکے ساتھ شعور نہین متعلق ہوتا جیسے نیند لفس کا ارادہ ہوتا ہے اور جو کچھ مؤلف نے بیان کر دیا ہے اُسکے بعد علامتون کا ذکر کر نا بیکار ہے **مؤلف کہتا ہے** یہان سے **سلس البول کے علاج کا بیان** ہے جو سلس البول حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے اُسکا علاج بارد قابض دوائین ہین جیسے گلاب کا زیرہ اور سماق اور خشک دھنیا اور کچا انگور اور بلوط اور تخم کاہو اور تخم خرفہ اور کافور خواہ ہر ایک انھین سے استعمال کیا جائے یا رب شربت انار ترش یا ترش انار کے ساتھ استعمال کیے جائین اور اگر یہ بیماری برودت کیوجہ سے ہو تو

گرم دوائین اسکا علاج ہین جسطرح مشک اور ناگرموتھا اور کُٹکی اور بول اور اسطوخودوس اور کندر اور زیرہ سب مفید ہین سب کو جمع کرکے خوب باریک پیسا جائے تاکہ رگون مین بیٹھ جائین اور خوب سرایت کرجائین اور شکر کے گلقند کے ہمراہ استعمال کیا جائے ہر روز صبح شام دو دو درہم اور غذا سماقیہ اور حصرمیہ گرم مزاج کے واسطے اور جو مریض برودت کی وجہ سے ہو اُسکے لیے گرم تخمون کا مصالحہ ڈالا جاتا ہے یا گوشت بھنا ہوا سوکھے دھینے کے ساتھ لیپ اور طلاء کی دوائین گرم مرض ہین روغن گل اور سرد مین روغن بان اور اگر سلس البول کسی دوسرے سبب سے ہو تو اُس سبب کے علاج سے اُسکا علاج کیا جائیگا اور جو شخص اپنے بستر پر پیشاب کرتا رہتا ہے تو وہ اسکی عادت ڈالے کہ سونے سے پیشتر پیشاب کرلیا کرے اور پیٹ بھر کے غذا نہ کھائے کہ پانی سے سیراب ہوجائے اور ایسی کوشش کرے کہ خواب مین جس مکان مین اپنے آپ کو پیشاب کرتے ہوے دیکھتا ہے اپنے خیال مین اُس مکان کو مسجد یا اور کوئی واجب الاحترام مکان تصور کرلے تو اسمین یہ ہوگا کہ جب اسکی قوت متخیلہ پیشاب کرنیکا خیال باندھیگی تو اُس مکان کی عزت اُسکو یاد آجائیگی اور مُر کا چوتھائی درہم شراب کے ساتھ نہار منہ استعمال کیا کرے کہ اس سے اُسکا مرض جاتا رہیگا اور اُسکے لیے آٹے کی روٹی جسمین کسی قدر کبوتر کی بیٹ پڑی ہو کھانا کہ وہ سرد پانی سے گندھا ہوا ہو اور خرگوش کا بھیجا کسی شربت کے ساتھ اور خرگوش کا گردہ بھی ایسے مریض کے نسخہ مین شامل کردینا چاہیے **مین کہتا ہون** اوپر کا مطلب صاف ظاہر ہے شرح کی ضرورت نہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے ذیابطیس کا بیان ہے** ذیابطیس اُس مرض کا نام ہے جسمین مریض ہمیشہ پیاسا رہتا ہے اور جب پانی پیتا ہے وہی پیشاب کردیتا ہے اور اس مرض کا سبب یہ ہوتا ہے کہ گردون مین برودت پیدا ہوجاتی ہے اور برودت کا منشاء یا تو گردون کا ضعیف ہوجانا ہوتا ہے یا گردون کی نالیان کشادہ ہوجانے کے سبب سے اسکا حدوث ہوتا ہے یا اُسکی حرارت جاذبہ کے قوی ہوجانے سے تو گردہ اُسقدر مائیت کو جذب کرلیتا ہے کہ جسکے اُٹھانے کی اُسمین تاب نہین رہتی اور فوراً ہی اُسکو دفع کردیتا ہے اور ہمیشہ یہی حالت رہتی ہے کہ ادھر جذب کیا اور اُدھر دفع کردیا اور ذیابطیس کبھی سردی سے ہوجاتا ہے اور اُسکے ساتھ پیاس ہوتی ہے مگر بہت کمی کے ساتھ اور یہ بہت نادر الوقوع ہے اور جب ذیابطیس ہمیشہ رہتا ہے تو جگر کو ضعیف کردیتا ہے اور نیز بدن کو بھی لاغر اور نحیف کردیتا ہے اور اکثر اوقات جبکہ مائیت بدن مین نہ پہونچ سکے

اور قوت کے ساتھ رطوبتین جذب ہون تو تپ دق کا موجب ہو جاتا ہے **علاج** تبرید اور ترطیب
اسکا علاج ہے (اسیلیے کہ بیشتر یہ مرض حرارت ناریہ سے حادث ہوا کرتا ہے اور ہر قسم کے ربوبات
اور سرد میوون سے اور قابض باردہ دواؤن سے اور تمام اُن دواؤن سے جنکو ہم سلس البول مین
ذکر کر چکے ہین اور جب ایسے تین انڈون کا حریرہ بنا لیا جائے جو ایک رات دن سرکے مین
بھیگے رہے ہون تو نہایت مفید ہے **مین کہتا ہون** دیابطیس وہ بیماری ہے جسمین پانی جیسا
پیا ہے تھوڑی دیر مین ویسا ہی نکلجائے جیسے کہ زلق معدہ اور زلق امعا مین جو کھانا انسان کھاتا
ہے وہ بجنسہ نکلجاتا ہے اسی طرح اس بیماری مین اعضاء موؤفہ کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ادھر
پانی پیتا ہے ادھر نکلجاتا ہے اور اس بیماری کے تین نام اور بھی ہین زلق الکلیہ دلابیہ برکاریہ اس
بیماری کا سبب گردے کا ضعیف ہو جانا یا اُسکی نالیون کا کشادہ اور وسیع ہو جانا ہے اور کشادہ
ہو جانے کی وجہ سے وہ نالیان اتنی دیر تک بند نہین رہسکتی ہین کہ گردے مین مائیت رُکی رہے
اور تیسرا سبب گردے کی حرارت ہوتی ہے وہ حرارت پانی کو جگر سے جذب کرتی ہے اور جگر اپنے
اعضاے عالیہ سے جذب کرتا رہتا ہے اور گردہ چونکہ اُسکے روکنے کا متحمل نہین ہوتا اسیلیے اُسکو
چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے پانی کو جذب کرتا ہے غرضکہ اسی طرح جذب و دفع کا تار لگا رہتا ہے اور
کبھی اُسکا سبب برودت ہوتی ہے جو جگر اور تمام بدن پر غالب آجاتی ہے مگر یہ سبب بہت ہی کم
اور بہت ہی بعید ہے شیخ نے لکھا ہے کہ ہمکو اسکے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہین ہوا اسیلیے مؤلف نے
اسکا علاج بھی نہین ذکر کیا اور واضح ہو کہ جب ذیابطیس کو زمانہ دراز گذرجاتا ہے تو اُس سے جگر
ضعیف ہو جاتا ہے اور اُسکے ضعیف ہونے سے تمام بدن لاغر ہو جاتا ہے اسیلیے کہ جسقدر بدن
کو غذا کی ضرورت ہے اُسی قدر غذا عمدگی کے ساتھ نہین تیار کر سکتا اور ربوب قابضہ یہ ہین
رب بہی رب سیب رب انگور وغیرہ اور قابض چیزین یہ ہین سماق انار کے چھلکے وغیرہ اور متن مین
جو بلیلہ کا لفظ ہے اُسکا تعلق نُقِعَت کے ساتھ ہے یعنی ایک رات وہ انڈے سرکے مین بھیگے رہین
اُسکے بعد اُن انڈون کا حریرہ بنا لیا جائے اس مرض کے لیے یہ ترکیب نہایت مفید ہے **مؤلف**
کہتا ہے یہان سے بوند بوند پیشاب آنے کا بیان ہے وہ عسر بول اور سلسل البول
کے درمیان ایک حالت ہے عسر بول دشواری سے پیشاب آنے اور سلسل بول دھار باندھ کر

پیشاب آنے کو کہتے ہین) اور تقطیر البول کا سبب یا تو پیشاب کی حدت ہوتی ہے پس اُسمین
اُسقدر مہلت نہین ہوسکتی کہ خوب جمع ہو جائے اور نہ اُسکے پورا دفع کرنے پر طبیعت صبر کرسکتی
ہے (کہ یکبارگی دھار باندھکر اُسکو دفع کردے کیونکہ اس مریض کا پیشاب اپنی حدت کی وجہ
سے تکلیف دیتا ہے) یا اس مرض کا سبب ضعف مثانہ ہوتا ہے یا اُسکا سبب یہ ہوتا ہے
کہ ورم مثانہ دبائے اور نچوڑے یا ثفل کے نچوڑنے سے کہ جو امعا مین محتبس ہوجاتا ہے یا قرحون
سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے یا مثانہ کی خارش اسکا سبب ہوتی ہے یا حس کے جاتے رہنے سے
اس مرض کا حدوث ہوجاتا ہے جیسا کہ سرسام والون کے لیے یہ مرض عارض ہوتا ہو (اسلیے
کہ ایسے مریضون کے حس وحرکت کے مبدء مین آفت آجاتی ہے) اور کبھی یہ مرض بوجہ اُس
ضعف کے بہت پیدا ہوجاتا ہے جو مثانہ کو اُسکے سوء مزاج کے بارد ہونے سے عارض
ہوتا ہے اور اسی سبب سے موسم سرما مین عارض ہوا کرتا ہے علاج پیشاب کی حدت کا علاج
ہونا چاہیے اور مثانہ کو قوی کرنا چاہیے اور نچوڑنے والے اور دبانے والے ورم اور قرحون اور خارش
کا علاج کیا جائے اور مثانہ کے مزاج کی تعدیل کیجائے (اُن ادویہ سے جو مزاج کے مضاد
ہون) مین کہتا ہون جب پیشاب مین حدت ہوگی تو اُسکو بوند بوند پیشاب کا آنا لازم
ہے بدو وجہ اول یہ کہ جب پیشاب کی حدت سے مثانہ کو اذیت پہونچیگی تو اُسکو اس قدر
مہلت نہوگی کہ پورے طور سے پیشاب مثانہ مین جمع ہوسکے تو خواہ مخواہ جتنا مثانہ مین
اکٹھا ہوگیا ہے اُسی قدر نکلجائیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ پیشاب کی حدت سے احلیل اذیت
پائیگی تو طبیعت پورے طور سے پیشاب کی دھار باندھنے پر قدرت نہ پائیگی اور اگر مثانہ مین
پورے طور سے جمع بھی ہوجائے اور مثانہ کمزور بھی ہوجائے تو مثانہ کی قوت ماسکہ ضعیف ہوجانیکے
سبب سے یہ مرض لازم ہے تو پھر پیشاب جمع کرنے کی اُسکو قدرت نہوگی یا اُسکی قوت دافعہ مین ضعف ہوگیا
تو اُسکے دفع کرنے پر وہ قادر نہین مگر تھوڑا تھوڑا نکلتا رہیگا اور نچوڑنے والے اور دبانے والے ورم سے
اس مرض کا لازم ہونا ظاہر ہے اور مثانہ کے قرحون اور اُسکی خارش سے اس بیماری کے لازم ہونے کی
یہ وجہ ہے کہ پیشاب کے جمع ہوجانے سے مثانہ کو تکلیف ہوگی اور دماغ مین آفت پیدا ہوجانے کی
وجہ سے جب حس جاتی رہیگی تو بیشک اس مرض کا ہوجانا ضروری اور ظاہر بات ہے اور ہر ایک قسم کی

علامت اور علاج وہی ہے جو پہلے اصول مین معلوم ہوچکا لہذا دوبارہ اُسکے ذکر کی کیا حاجت ہے

مؤلف کہتا ہے یہان سے اعضاے تناسل کے امراض کا بیان ہے

اُنکے مزاجون کی علامتین مفصلۂ ذیل ہین گرم مزاج کی یہ علامت ہے کثرت کے ساتھ مباشرت یعنے
عورت سے صحبت کرنا اور پیڑو اور رانون پر کثرت کے ساتھ بالون کا ہونا اور عضو تناسل کی رگون کا فراخ
اور ظاہر ہونا اور اُسکا دراز ہونا اور دونون خصیون کا بڑا ہونا اور منی مین حدت کا ہونا اور جلدی سے انزال
ہوجانا اور جسکا مزاج بارد ہوگا اُسکی علامتین ان علامتون کے برعکس ہونگی اور جسکے مزاج مین رطوبت
ہوگی اُسمین یہ علامتین ہونگی منی کا رقیق اور کثیر ہونا اور استادگی کمزوری کے ساتھ ہونا اور خشک مزاج
کی علامتین ان علامتون کی ضد ہونگی باوجودیکہ اس شخص کی منی مین حدت ہوگی **مین کہتا ہون**
چونکہ ہم اجزاے نظری کے جزو رابع کی علامتون کو بیان کرچکے ہین لہذا ان علامتون کی حقیقت
واضح ہوگئی **مؤلف کہتا ہے یہان سے منی کے متعلق کلام شروع ہوتا ہے**
منی چوتھے ہضم کے فضلہ سے پیدا ہوتی ہے اور اسی سبب سے اسمین سے جسقدر منی کا خارج ہوجانا
ضعف پیدا کردیتا ہے بہ نسبت اُسکے اگر کئی گنا خون نکل جائے تو ایسا ضعف نہین پیدا ہوتا (کیونکہ
خون نے تیسرے ہضم کو پورا نہین کیا ہے اور اُسکی جانب چوتھے ہضم نے ابھی سبقت نہین کی ہے) اور
مرد مین صرف قوت عاقدہ ہوتی ہے یعنی وہ قوت جو عقد صورت کا مبداء ہوتی ہے اور عورت کے اندر
قوت منعقدہ ہوتی ہے یعنی وہ قوت جو صورت کے منعقد ہونے کا مبداء ہوتی ہے اور جالینوس کا
یہ گمان ہے کہ مرد اور عورت دونون مین سے ہر ایک مین قوت عاقدہ اور منعقدہ ہوتی ہے البتہ اتنا فرق ہے
کہ مرد مین قوت عاقدہ بہ نسبت اُنکی قوت منعقدہ کے زیادہ ترقوی ہوتی ہے اور عورت مین بہ نسبت
قوت عاقدہ کے قوت منعقدہ زیادہ ترقوی ہوتی ہے آور جالینوس کا یہ گمان کرنا صحیح اور مطابق واقع
کے نہین ہے ورنہ ان دونون مین سے صرف ایک کی منی سے پیدائش کا سلسلہ ممکن ہو **مین کہتا
ہون** منی اُس چوتھے ہضم کا فضلہ ہے کہ جسوقت غذاء اعضاء مین مقابل ہوتی ہے اور عروق سے
وہ مترشح ہوتا ہے اور تیسرے ہضم کو اُسنے کامل کرلیا ہو اور یہ مادہ منجملہ اُن رطوبتون کے ہے جو عقد کے
لیے قریب العہد ہین اور منجملہ اُن رطوبات کے بعض ایسی رطوبتین ہین جو اعضاے صلبیہ کی غذاء ہوتی
ہین جیسے عروق اور شرائین وغیرہ ہین اور منی کے وصول کا یہ طریقہ ہے کہ اُسکا خمیر اور جوہر دماغ سے

اُن رگون مین اُترتا ہے جو دونون کانون کے پیچھے ہین اور چونکہ یہ مادہ انھین رگون مین اُترتا ہے
اسلیے اگر اُنکی فصد لیجائے تو اُسکی وجہ سے سلسلۂ نسل منقطع ہو جائیگا اور اُنکے خون مین لینت اور نرمی
ہوتی ہے اور وہی دونون اُترکر بھیجے مین ملجاتے ہین پھر اُسکے ساتھ ہر عضو رئیس مین سے کوئی چیز
ملجاتی ہے بلکہ ہر عضو مین سے کسی کا میل ہوتا ہے بلکہ تمام اعضار مین سے ہر ایک اُن رگون تک پہونچ
جاتا ہے جو خصیون مین آرہی ہین اور اِن دونون مین تمام اعضار کا مادہ پہونچکر خالص منی کی طرف
مستحیل ہوکر کامل منی بنجاتا ہے اور چونکہ یہ مادہ ہر عضو سے مترشح ہوتا ہے اسلیے آمین سے تھوڑا سا بھی
مستفرغ ہوکر بہت زیادہ ضعیف کردیگا بہ نسبت خون کے جو کئی گنے نکلجائے اور جالینوس اور تمام
طبیبون کے نزدیک مرد اور عورت دونون مین سے ہر ایک مین منی ہے اور یہی مذہب صحیح اور حق
ہے اور اُسکے حق ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اگر ایسا نہو تو خصیہ اور اُسکی نالیون کی پیدایش بیکار ہوجائے
البتہ اتنا ضرور ہے کہ خصیون مین آکر رقیق اور خون حیض کے مشابہ ہو جاتا ہے پھر یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے
کہ حکمار اور اطبار نے اس بات پر اتفاق کرلیا ہے کہ مرد کی منی مین قوت عاقدہ ہے اور عورت کی
منی مین قوت منعقدہ ہے اور علمار کا اس باب مین اختلاف ہے کہ آیا مرد کی منی مین قوت منعقدہ
بھی ہے حتی کہ جنین کا جزر ہو جاتی ہے اور عورت کے اندر سوائے قوت منعقدہ کے آیا قوت عاقدہ
ہے حتی کہ اس جزر سے بھی عقد مادہ کا ہو جاتا ہے یا آمین قوت عاقدہ نہین ہوتی ہے تو ترکیب جنین
کی صرف مان کی منی اور اُسکے دم حیض سے ہوتی ہے پس حکمار کو اس سے انکار ہے اور اطبار اسکو
ثابت کرتے ہین اور جالینوس کا بھی یہی گمان ہے اور اُسکا یہ زعم ہے کہ اگرچہ مرد و عورت دونون
مین سے ہر ایک مین دونون قوتین ہین مگر اتنا فرق ہے کہ مرد مین بہ نسبت قوت منعقدہ کے
قوت عاقدہ قوی تر ہے اور عورت مین بہ نسبت قوت عاقدہ کے قوت منعقدہ قوی تر ہے اور یہ
مسلک چونکہ حکمار کے خلاف تھا لہذا انھون نے اسکے بطلان پر یہ حجت پیش کی ہے کہ اگر ایک ہی
منی مین دونون قوتین پائی جائین تو ایک ہی شی بہ حیثیت قوت منعقدہ پائی جانے کے قابل ہوگی
اور بہ حیثیت قوت عاقدہ کے ہونے کے فاعل ہوگی اور یہ باطل ہے اور ان لوگون کی یہ دلیل
نہایت ہی پوچ اور لچر ہے اسلیے کہ یہ قوت عاقدہ بشرطیکہ صحیح ہو تو وہ صرف بسیط مین ہے نہ آلات متعدد
مین نہ قابل متعدد مین بخلاف منی کے کہ اُسکی مختلف جسمون سے ترکیب ہے زیادہ سے زیادہ اگر قباحت ہے

توصرف اسیقدر رکہ چونکہ اُسکے اجزا متشابہ ہین اسلیے وہ حس کے اعتبار سے بسیط معلوم ہوتی ہے ورنہ
واقع مین اُسمین ترکیب ہے اور مؤلف نے حکما ہی کا مذہب اختیار کیا ہے اور جالینوس کے زعم
کی توجیہ پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اگر اُسکا گمان صحیح ہو تو اُس سے یہ بات لازم آئیگی کہ پیدایش کیلیے
مرد وزن کی منی مین سے ایک ہی کی منی کافی ہوسکتی ہے اور تالی یعنی ایک ہی کی منی کا کافی ہونا باطل
ہے اور جملۂ شرطیہ کی تفصیل یہ ہے کہ قوت فاعلہ کے یہ معنی ہین کہ وہ ایک سے دوسرے مین اس حیثیت
سے کہ وہ دوسرا ہے مبدء تغیر ہو پھر جب کہ یہ قوت فاعلہ قوت منفعلہ کے ساتھ ملاقات کرے اور اُس سے
کچھ نتیجہ نہ مترتب ہو تو وہ تاثیر کا مبدء کیونکر ہوگی تو بالضرور یہ قوت قوت نہ رہیگی حالانکہ یہ خلاف فرض
ہے اور تالی کا باطل ہونا ایسا امر ہے کہ جسکو جالینوس نے بھی تسلیم کیا ہے اور کوئی معترض یون اعتراض
کرسکتا ہے کہ شرطیہ کے ہر جزو اور تالی کے بطلان مین کلام ہے شرطیہ مین تو اسطرح سے کہ قوت اگرچہ
مبدء تاثیر ہی مگر چونکہ قوت علت تامہ نہین ہے اسلیے یہ امر نہین ہوسکتا ہے کہ دونون منیون کا ملنا
واسطے تولد جنین کے شرط ہے اور تالی کا اسلیے انکار ہوسکتا ہے کہ اُسکی کوئی دلیل نہین بیش کی گئی
اور جالینوس کا اعتراف اس مسئلہ کے اندر کچھ بھی مفید نہین ہوسکتا کہ جسمین معترض حق کی خواہشگاری ہے

مؤلف کہتا ہے یہان سے انتشار یعنی استادگی آلۂ تناسل کا بیان شروع

ہوتا ہے اسکا سبب اُس عضو کے پٹھون کا درازی اور چوڑائی مین بڑھنا ہوتا ہے اسلیے کہ اُسکی طرف
بہت سی ریح کا انصباب یعنی ریزش ہوتی ہے اور اُس ریح کو بہت سی شہوت والی روحین آلۂ تناسل
کی جانب اپنے ہمراہ لاتی ہین ذکہ اُس آلہ کی طرف شریانون مین آتی ہین کہ اُس سے مباشرت کے
وقت لذت حاصل ہو) اور روحون کے ہمراہ بہت سا خون ہوتا ہے (کیونکہ روح حیوانی جب کسی
طرف حرکت کرتی ہے تو لازم ہے کہ اُسکے ہمراہ دم شریانی رہے تاکہ اُسکی غذا رہے اور اُسکی صحت کا
محافظ اور نگہبان رہے اور اسی سبب سے یعنی اسوجہ سے کہ وقت انتشار آلہ کے اُسکے ہمراہ بہت سا
خون لایا جاتا ہے) اور آلۂ تناسل سرخ اور بھاری پڑجاتا ہے اور آلۂ تناسل کی استادگی سونے کیحالت
مین شریانون کے اندر بسبب کثرت ریح اور روح کے اور بسبب اسکے کہ حالت بیداری مین تحلیل نہین
ہوتے ہین کثرت کے ساتھ ہوا کرتی ہے بلکہ یہ استادگی بوجہ ہضم کے کامل اور پورا ہوجانے کے خیر
نیند مین اور زیادہ ہوجاتی ہے پھر تو طبیعت اُسوقت فضلون کے دفع کرنے پر مشتاق ہوتی ہے

کہ منجملہ اُنکے ایک منی ہے اور وہ چیز جسمین ایسی غریب رطوبت ہوتی ہے کہ اُس سے رگون کے اندر غلیظ
رطوبت پیدا ہوتی ہے آلۂ تناسل کی استادگی پر معین ہوتی ہے اور اس عضو کو کثرت کے ساتھ استعمال مین
لانا اُسکو دراز کر دیتا ہے اور اُسکو استعمال مین نہ لانا لاغر اور پتلا کر دیتا ہے مین کہتا ہون شیخ نے لکھا
ہے کہ آلۂ تناسل مین جو خول دار پٹھا ہے اُسکے کھنچنے کی وجہ سے اسمین استادگی اور تناؤ ہوتا ہے اور نیز
اُس پٹھے کے کھنچنے سے جو پھیلا ہوا اور دراز ہے جسوقت اس پٹھے پر قوی ریح کا انصباب ہوتا ہے
جسکو روح شہوانی بتین سے چلایا ہے تو اسکے ساتھ ساتھ بہت سا خون بھی جو غلیظ اور متین ہوتا ہے
اس پٹھے کی طرف پہونچ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ سوتے وقت اور اُن شریانون کی گرمی کے وقت
جو منی کے اعضا مین ہین اور روح اور ریح اور خون کی اُسکی طرف حرکت کرنے کے وقت انتشار اور استادگی
پیدا ہو جاتی ہے اور اس انتشار پر ہر وہ رطوبت غریبہ بھی معاون ہوتی ہے جو ذرا دشواری سے ریح کی طرف
مستحیل ہو جانے کی مستعد ہوتی ہے پس پہلا ہضم یعنی ہضم معدی نہ تو اس رطوبت غریبہ کے ریح بنا دینے پر قادر
اور قوی ہوتا ہے اور نہ ریح کی طرف مستحیل ہو چکنے والی رطوبت کی تحلیل پر قادر ہوتا ہے بلکہ وہ تیسرے
ہضم تک ثابت اور برقرار رہتی ہے اور اسی وقت اُسمین نفخ بھی پیدا کرتی ہے اور مباشرت کرتے رہنا
عضو تناسل کو قوی کرتا ہے اور اُسکو فربہ کرتا ہے اور جماع کو چھوڑ دینا اُسکو گھلا دیتا اور لاغر کر دیتا ہے
مؤلف کہتا ہے یہان سے شہوت کا بیان ہے شہوت کا سبب منی کی کثرت
یا اُسکی حدت ہوتی ہے تو خواہ مخواہ طبیعت اُسکے دفع کرنے کی مشتاق ہوتی ہے اور یا اسکا سبب
ریح کا اس کثرت سے ہوتا ہے جسکی وجہ سے آلۂ تناسل مین نفخ پیدا ہو جائے پس نفس کو مباشرت کیلیے
متوجہ ہونا یاد آجاتا ہے جیسا کہ مراق کے بیمارون مین عارض ہوتا ہے یا تخیل حسین کا ہو جاتا ہے مین
کہتا ہون منی کی کثرت اور اُسکی حدت طبیعت مین اُسکے دفع کرنے کی خواہش لابدی پیدا کر دیتی ہے
تا کہ طبیعت پر سے گرانی جاتی رہے اسی واسطے یہ امر ہے کہ جب انسان جماع سے اپنے نفس کو روکتا
ہے تو اکثر اسکو احتلام ہوتا رہتا ہے اور ریاح نافخہ کثرت سے ہو جاتے ہین جیسے کہ مراق والے مریضون
کو یہ بات ضروری ہو جاتی ہے کہ وہ اسکی یاددہانی کرتے ہین اور اسبات سے شہوت کو حرکت ہوتی ہے
اور جب انسان خوبصورت لوگون کا خیال کرتا ہے تو اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ اُس سے شہوت
کی حرکت ہوتی ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے کمی باہ کا بیان ہے کبھی کمی باہ کا سبب

یا تو خاص منی کی طرف سے ہوتا ہے باین طور کہ خود منی ہی کی مقدار کم ہو جائے یا خود حقیقۃً منی مین تو کمی نہین ہوتی لیکن اُسکی حدت گھٹ گئی ہے یا منی کی طرف تو کمی نہین ہے بلکہ عضو کی طرف سے اُسمین نقصان پیدا ہو گیا ہے اور اُسکی یہ صورت ہے کہ عضو مین استرخا ہو جائے اور اُسمین استادگی اور قوی حرکت نہوتی ہو یا نقصان کا باعث ریح اور روح نافخہ یعنی پھلانے والی ہے اُن دونون کی کمی ہوتی ہے (جنکا زیادہ ہونا استادگی کے لیے لازمی اور ضروری امر ہے) یا باہ مین کا نقصان شہوت کے ضعیف ہو جانے سے ہوتا ہے اور کبھی جماع کرنے سے وہم مانع ہو جاتے ہین (کیونکہ وہمون کو باہ کے معاملہ مین بہت بڑی تاثیر ہوا کرتی ہے) مثلاً وہ عورت جس سے جماع کیا جاتا ہے اسکا دبدبہ شہوت باہ کے کم ہو جانے کا باعث ہو جاتا ہے یا اُسکا سبب وہ وہم ہو جاتا ہے جو کہ جماع کرنے سے پہلے اس بات کا وہم کرے کہ مین جماع سے عاجز رہونگا اور اُسمین کامیابی نہو گی یا اُسکا سبب مدت دراز تک جماع کو چھوڑے رکھنا ہوتا ہے پس طبیعت اُسکو ترک کر چکی ہو (اور نہ وہ مادۂ منی کے پیدا کرنے کا اہتمام کرتی ہے اور نہ استادگی کا خیال کرتی ہے) جیسے اُس عورت کے اندر دودھ پیدا کرنے کا خیال چھوڑ دیتی ہے جسنے دودھ پلانا چھوڑ دیا ہے **مین کہتا ہون** منی کی قلت یا تو اسلیے ہوتی ہے کہ غذائین اُسکے مناسب نہین ہوتی ہین یا غذائین تو اُسکے پیدا کرنے کے مناسب ہوتی ہین لیکن مادۂ منی کو کمی کے ساتھ پیدا کرتی ہین یا غذائین مناسب بھی ہون اور منی بھی کم نہین پیدا کرتین لیکن ہضم ناقص ہے اور اُسکی حدت اسلیے کم ہوا کرتی ہے کہ غذاؤن مین برودت غالب ہے (پس چونکہ یہ مزاج حدت کے ضد ہے تو خواہ نخواہ اُسمین کمی ہو گی) اور جبکہ آلۂ تناسل یا تمام بدن پر سردی کا غلبہ ہو گا تو عضو تناسل ڈھیلا ہو جائیگا اور بسبب کمزوری کے روح اور ریح کی کمی ہو جاتی ہے اور دماغ کے ضعیف ہو جانے سے شہوت اور خواہش باہ کمزور ہو جاتی ہے اور قوائے جسمانیہ کا منجمد ہو جانا اور ہر ایک قوت کی علامت ابواب سابقہ سے معلوم ہو چکی ہے (اسلیے اُنکے بیان کی کوئی حاجت نہین ہے) **مؤلف کہتا ہے یہان سے کمی باہ کا علاج شروع ہوتا ہے** اگر بدن ضعیف ہو تو ہلکی اور لطیف غذاؤن سے تمام بدن قوی کرنا لابدی امر ہے (مثل نیمبرشت انڈون کی زردی کے) اُسکو غذا دیجائے تاکہ جلد ہی سے ہضم ہو جائین اور تغذیہ کثرت سے ہو اور اُنسے عمدہ اور پختہ خون پیدا ہو جو منی کا مادہ ہو اسلیے کہ اسوقت تمام اعضا ضعیف ہوتے ہین اور منجملہ اُن کے

ایک عضو تناسل ہے اور دل کو مفرح اشیاء سے تقویت دینا چاہیے تاکہ روح اور ریح اُس سے
برانگیختہ ہو (تاکہ استادگی اور لذت ہو) اور جگر کو قوی کرنا ضرور ہے تاکہ منی کا مادہ کثرت سے پیدا ہو
اور دماغ کو قوت دیجائے تاکہ اعصاب قوی ہوجائین اور خواہش باہ کا تقویت دینا چاہیے
(کیونکہ یہی شہوت عضو تناسل کے حرکت کرنے پر باعث ہوتی ہے) اور اس باب مین خوشبودار
چیزون کو بڑا دخل ہے اسلیے کہ یہ چیزین دل اور دماغ کی تقویت دینے والی ہین اور اگر کمی شہوت کا
سبب ریح کی قلت ہے تو اُسکی چند صورتین ہین اگر یہ سردی کی زیادتی سے ہے (کیونکہ سردی نفخ کی
پیدایش کی مانع ہے) تو لطیف مالش کا استعمال کرنا چاہیے (کیونکہ یہ مالش تھوڑی سی گرمی کرنیسے
ریاح پیدا کردیتی ہے اور اپنی لطافت کے سبب سے ان ریاح کو تحلیل نہین کرتی) اور اُن تیلون کی
مالش جنکا ہم تذکرہ کرینگے اسکے بعد وہ گولیان استعمال کرائی جائین جو نفخ پیدا کرنے والی ہین جیسے
نخود اور پیاز اور سونٹھ اور دارچینی (کیونکہ انمین سے ہر ایک مین رطوبت فضلیہ ہوتی ہے اور اُنکے ہمراہ
حرارت ہوتی ہے پس یہ دونون ریاح کے متغیر کرنے پر اعانت کرتی ہین) اور اگر کمی ریح کی سبب افراط حرارت
ہے (اسلیے کہ افراط حرارت ریاح اور اُسکے مادے کو تحلیل کرڈالتی ہے) تو ٹھنڈے آبزنون اور ٹھنڈک
کے ساتھ نفخ کرنے والی چیزون کی طرف عدول کیا جائے مثلاً شفتالو اور باقلا اور دودھ ہے اور اگر کمی باہ
کا سبب سوء مزاج ہو تو اُس مزاج کی تعدیل باہ پیدا کرنے والی دواؤن سے کیجائیگی جنکو ہم بیان کرینگے
اور ایسے بیمار کو چاہیے کہ ہر ایسی چیز سے پرہیز کرے جو مادۂ باہ کے مضر ہو مثلاً تخمہ ہے (اس غرض سے
کہ اسکے ہمراہ منی کا مادہ جاتا رہتا ہے اور منی کا مادہ وہی پختہ خون ہوا کرتا ہے) اور حد سے زیادہ پانی
پینا (اسلیے کہ پانی سردی پیدا کرتا ہے اور خاص عضو تناسل اور اسکے اطراف کو تر کردیتا ہے کیونکہ پانی
مثانہ مین جمع ہوا کرتا ہے اسوجہ سے آلۂ تناسل کی استادگی کو ضعیف کردیتا ہے علاوہ اسکے پانی
کی کثرت ضعف ہضم کا بھی موجب ہوتی ہے) اور بہت زیادہ استفراغ اور فصد اور پچھنے لگانا (کیونکہ
یہ چیزین روح اور خون کو جو منی کا مادہ ہین کم کردیتی ہین) اور ایسے مریض کو ہر ایسی چیز سے پرہیز کرنا چاہیے
جو منی کو خشک کردیتی ہے اور ریاح کو تحلیل کردیتی ہے جیسے خشک تلی زیرہ نانخواہ کالادانہ خرنوب
پودینہ مسور وغیرہ اور ترش چیزون سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ترش چیزین منی کو خشک کرڈالتی ہین
اور خدر کرنے والی چیزون سے بھی اور قوی تبرید کرنے والی چیزون سے بھی (کیونکہ سرد چیزین

گردے اور مثانہ اور خصیون کو سرد کردیتی ہین اور منی کو جما دیتی ہین تو اُس سے لذع کم ہوجاتی ہے
اور تمدید گھٹ جاتی ہے) اور وہ یہ ہین کافور گلاب کے پھول نیلوفر کے پھول اسپغول وغیرہ اور اگر
باہ کی کمی کا سبب جماع کا بالکل ترک کردینا ہو تو بتدریج اُسکی طرف توجہ کرنا چاہیے اور اگر اُسکا سبب
وہم ہے تو اُسکے دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیے اور باہ کے قوی کرنے مین بہ نسبت دواؤن کے
غذاؤن پر زیادہ مدار کار رہے (کیونکہ منی غذاؤن سے پیدا ہوتی ہے) اور غذائین ہی منی کو بڑھاتی ہین
اور انھین غذاؤن سے کیلوس اور روحین پیدا ہوتی ہین اور انھین سے اعضاء اور اعصاب قوت پکڑتے
ہین برخلاف دواؤن کے کہ اُنکو بجز اصلاح مزاج کے اور کسی امر مین دخل نہین ہے) مین کہتا
ہون یہ کلام اپنے مقصود پر خوب واضح طور پر دلالت کررہا ہے اور مؤلف نے اُسکے اندر دواؤن
اور غذاؤن کو جو بیان کیا ہے اُنکو ہمنے پچھلے بابون مین کئی جگہ مفصلاً بیان کردیا ہے لہذا طوالت
مقام کا اندیشہ ہمکو اسکی اجازت نہین دیتا کہ مکرر اُنکا یہان اعادہ کیا جائے مؤلف کہتا ہے
یہان اُن دواؤن کا بیان ہوتا ہے جو باہ کو زیادہ کرتی ہین۔ گاجر
ناگرون تودری تخم مولی آسی بن اجمود تخم اجمود تخم کنجد حب الرمان باقلا نخود لوبیا تج
دارچینی جوتری حب صنوبر ریٹھا پستہ کتیرا بہینگ اور یہ گرم ہے منی کو گرم کرتی ہے اور ہمین سے
بقدر ۲م۔ ماشہ ہمراہ شراب کے سرد مزاج والون کے لیے خوب نفع پیدا کرتا ہے اور بہمن سرخ
اور بہمن سفید اور کٹ آور بالون اور زرنجورا اور خصیۃ الثعلب (یہ ایک سفید جڑ ہوتی ہے اور یہ جڑ رطوبت
فضلیہ کے سبب سے استادگی پیدا کرنے مین قوی الاثر ہے) اور شقاقل (یہ بھی ایک جڑ ہے کہ اپنی
رطوبت فضلیہ اور نیز اپنی حرارت کی وجہ سے باہ کو ہیجان مین لاتی ہے اور منی کو بڑھا دیتی ہے
اور استادگی لاتی ہے) اور سونٹھ خاصکر ان دونون کا مربے اور پانڑی (یہ پان کی جڑ ہے) اور
بوزیدان اور سورنجان اور مغاث اور گوہ اور ریگ ماہی (یہ گوہ پانی مین ہوتی ہے شیخ بوعلی سینا
لکھتے ہین کہ گوہ کا نمک باہ مین ہیجان لاتا ہے تو اسکا گوشت مؤثر ہو کر مادہ باہ کو ہیجان مین لائیگا)
خاصکر اسکی دم کی جڑ اور اُسکے دونون گردے اور اُسکی ناف اور اُسکا نمک اور کبوتر اور چڑیا اور چکور
اور مرغی کے نیمبرشت انڈے (کیونکہ نیمبرشت انڈے عمدہ اور پختہ اور بہت سا خون پیدا کرتے ہین
اور واقع مین یہ منی کے قائم مقام ہین اسلیے کہ جانورون کے پیدا ہونے کا مادہ ہین) خصوصاً

اُسوقت کہ بعض ادویہ کے ہمراہ کھائے جائین (جو یہی ہین مثل سونٹھ اور ریگ ماہی کے اوپر کا عضو تناسل خشک کرکے اور پیسکر نیمبرشت انڈے کی زردی پر بُرک دیا جائے (اور چاٹ لیا جائے) یا گوشت مین پکا لیا جائے اور سب جانورون کے بھیجے (اسلیے کہ اُنمین رطوبت فضلیہ غلیظہ دیر ہضم ہوتی ہے اور کثرت سے مولد ریاح ہے اور باوجود اسکے لسدار ہوتی ہے پھر اُنکے ریاح دیر مین جدا ہوتے ہین خاصکر یہ بھیجے نہایت درجہ مفید اور یہی ہین یعنی چڑیون اور مرغون اور یکسالہ بکری کے بچون اور بطون کے بھیجے (کیونکہ اُنمین فضلے کم ہوتے ہین) ریگ ماہی کے نمک کے ساتھ استعمال کیے جائین (کیونکہ یہ نمک باوجودیکہ باہ لاتا ہے فضلون کو بھی قطع کرتا ہے اور اُنکی اصلاح کرتا ہے پس یہ تمام حالتون مین اُن چیزون سے بدرجہا بہتر ہے جو کہ تنہا استعمال کیجاتی ہین اور اونٹنی کے بچہ کا شیردان برابر نخود کے (سکھایا ہوا استعمال کیا جائے نیمگرم تین رطل پانی کے ساتھ عظیم النفع ہے پھر اگر اپنے ہیجان لانے کی شدت سے تکلیف دے تو سرد پانی سے نہا ڈالے اور گائے کا دودھ رطل کا آٹھوان حصہ پانچ درہم ترنجبین کے ہمراہ معتدل مزاج والون کے لیے پکا کر جما لیا جائے اور ہر روز صبح کے وقت ایک پیالہ استعمال کیا جائے اور سرد مزاج والون کے لیے اس دودھ کو سونٹھ اور شقاقل سے قوت دی جائے اور شہد کا پانی عمدہ ہوتا ہے (اسلیے کہ یہ غلیظ ریاح کو پیدا کرتا ہے اسی وجہ سے اُس شخص کے قولنج پیدا کردیتا ہے جسکی آنتین ضعیف ہون) خاصکر اُس پانی کے ساتھ جسمین کثرت کے ساتھ لوہا بجھایا گیا ہو (کیونکہ اسمین اجزاے آہنی کا میل ہوتا ہے پس یہ پانی لوہے کے افعال کے مناسب اثر کریگا) اور نئی شراب (اسلیے کہ یہ شراب اپنی کثرت مائیت کے سبب سے نفخ پیدا کرتی ہے اور اُس سے خون عمدہ اور تر اور روح پیدا ہوتی ہے اسلیے کہ یہ شراب غذا ہونے مین شراب کہنہ سے بڑھکر ہوتی ہے) اور تر و تازہ انگور عمدہ اور جید ہوتے ہین (اسلیے کہ انسے گرم تر خون اور بکثرت ریاح پیدا ہوتے ہین) اور اگر عصارہ جرجیر کے ساتھ کھجور کے سخت شیرہ کے ساتھ یعنی گاڑھے قوام کے ساتھ ہو تو فوراً نفع ہوگا (اسلیے کہ ہالم کا عصارہ منی مین حدت پیدا کرتا ہے اور اسمین نفخ اور لذع پیدا کردیتا ہے اور کھجور کا گاڑھا شیرہ سنگین اور متین خون پیدا کرتا ہے کہ وہی منی کا مادہ بنجاتا ہے) اور جو شخص ہمیشہ چڑیان کھایا کرے اور بجاے کھانے پینے کے صرف دودھ پیا کرے تو منی ہمیشہ زیادہ رہیگی اور استادگی ہمیشہ ہوگی (دودھ کی وجہ تو ظاہر ہے اور چڑیون کا یہ سبب ہے کہ یہ سخن بدن ہین اور اپنی خاصیت سے استادگی زیادہ کرتی ہین

اور یہی وجہ ہے کہ یہ جانور بہ نسبت کل پرندون کی جفتی کرنے مین زیادہ قوی ہے) اور ادویۂ مرکبہ سے
مثرودیطوس اور دواء المسک اور جوارش بزوری تین مثقال بالم کے عرق مین اور دواء الاسقنقور اور معجون
فلاسفہ ہے غذائین یہ ہین مینڈھے کا گوشت (کیونکہ یہ گوشت چارپایون مین سب سے بہتر ہوتا ہے)
چنے اور پیاز کے ساتھ اور گیہون اور سویان اور باقلا تنہا یا دارچینی اور خولنجان اور مچھلی ریت کے نمک
اور سونٹھ مصالحہ پڑا ہوا یا جوذابہ اور حلوا اپن کیون فربہ ہین اور فربہ مرغیان اور فربہ مرغ کے چوزے
اور ہریسے اور حلوے اور چانول دودھ کے ہمراہ خاصکر گوشت کے ساتھ یعنی پلاؤ وغیرہ اور ناگرون
کا گوشت اور انڈے گندون کے ساتھ اور نیمبرشت انڈے اور مچھلی کے کباب اور کھیر اور کدو گھیا اور
گگڑی اور شفتالو اور دودھ یہ سب غذائین گرم مزاج والون کے لیے موافق پڑتی ہین اور اسی طرح
سے نہری کیکڑے اور تریوے مفید ہوتے ہین مثل انگور وغیرہ کے اور تیز ترشیون سے پرہیز کرنا چاہیے
جیسے سرکہ وغیرہ ہے اور جو چیزین اپنی تیزی سے زبان کو کاٹین اور نمکین چیزون سے اور نخدر چیزون سے
بھی پرہیز چاہیے مثل کاہو وغیرہ کے اور پودینہ ظروف منی کو قوی کرتا ہے اور شہوت کو ہیجان مین
لاتا ہے اور بکری کا گوشت نہایت مفید ہے اور پستے اور ریٹھے اور بالون اور قلب صنوبر اور ناریل
وغیرہ کا نقل کرنا نہایت مفید ہے (کیونکہ انمین رطوبت فضلیہ بکثرت ہوتی ہے جو منی کے لیے
نہایت مفید ہے) اور وہ چیزین جنکا ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہین پستہ اور قلب صنوبر کا حلوا ہے اور
تخم جرجیر اور گاجر گھی مین جوش دیجائین اور کافی مقدار انمین شہد اضافہ کیا جائے اور معجون گاجر کے
پانی کی باہ کے لیے نہایت مفید ہے پینے کی چیزین یہ ہین مویز منقے کا شیرہ اور شراب
ئنی شیرین اور گاجر پیجائے اور جرجیر اور انجیر اور شلجم پکایا جائے اور ایک جز لیا جائے اسکے پانی کا اور
شکر ڈالکر میٹھا کر لیا جائے اسکے بعد استعمال کیا جائے اور تیل اور سونگھنے اور پینے کی چیزین یہ ہین
بکائن کا تیل اور زیتون کا تیل اور زنبق کا تیل اور چنبیلی اور کٹ اور غالیہ ان سب سے تدہین کیجائے
اور انمین سے بعضے تیلون سے پائخانے کی جگہ اور پیڑو اور عضو تناسل پر تدہین کیجائے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ جو دوائین باہ لانے والی ہین انکے حقنے بنائے جاتے ہین تو وہ نفع دیتے ہین (اسلیے کہ دوائون
کا اثر اعضا تک بلا کمی قوت کے کامل طور سے پہونچ جاتا ہے) اور گدھے کی چربی کا فتیلہ لینا
عجیب نافع ہے سکلے اور پاسے اور کبوتر کے بچے اور گیہون ایک ایک جز اور جرجیر اور مغاث اور بوزیدان

شقاقل اور قلب صنوبر چوتھائی جزء تنور مین تمام رات پکائین یہان تک کہ گھل جائین اور
اسمین دودھ اور گھی اور مچھلی کے گردون کی چربی اور ناروین تیل یہ سب آٹھوان حصہ ان سب دواؤن کا
حقنہ اس مریض کو چت لٹا کر دیا جائے اور اگر باہ کی کمی عضو تناسل کے ڈھیلا ہو جانے اور لٹک
جانے سے ہو تو اُسکی دو صورتین ہین کہ اگر سرد پانی مین سمٹتا ہے تو وہان مذکورہ سے علاج کیا جائیگا
اور اگر سرد پانی مین نہ سکڑے تو اُسکی صحت کی کوئی امید نہین ہے **مین کہتا ہون مؤلف کا**
یہ کلام بھی اپنے مقصود پر دلالت کرنے مین ظاہر ہے لہذا اب ہمکو وہ امور بیان کرنا چاہیین جنکا سابق
مین کچھ حال نہین بیان ہوا لہذا واضح ہو کہ شقاقل اور زنجبیل کے مربے کرنے کی یہ ترکیب ہے
کہ ان دونون کی باریک باریک قاشین تراش کر شبانہ روز پانی مین بھگوئے رکھین اُسکے بعد پانی
پھینک کر اُنکو شہد مین ڈال دے اور اگر کوئی انمین مصالحہ ملانے کا ارادہ کرے مثل دارچینی وغیرہ
کے تب بھی اُنکے مربا بنانے کا یہی قاعدہ ہے ورل ورزغ اور چھپکلی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے
جسکی دم بڑی اور سر چھوٹا ہوتا ہے اور بعض اطبا کا یہ مقولہ ہے کہ وہ گوہ ہے مگر اُنکا یہ مقولہ صحیح نہین
ہے اسلیے کہ ورل کا سر اور جسم دونون گوہ کے سر اور جسم کے مخالف ہے اور اسکا گوشت نہایت
گرم ہوتا ہے اور سقنقور کا نام ورل مائی ہے یعنی پنیا گوہ اور سقنقور کے نمک لگانے کی یہ ترکیب ہے
کہ اُسپر نمک ملکر خشک کر لین اُسکے بعد جو اُسمین جھڑ پڑے وہی نمک ہے اور عجل بچھڑے کو کہتے ہین اور
فصیل اونٹنی کے بچہ کو کہتے ہین فنجم گاے کو کہتے ہین اور گاے کا دودھ جمانیسے یہ مراد ہے کہ اسکو خشک کر لیا
جائے اور شراب کا جدید یعنی نیا ہونا اسلیے معتبر ہے کہ وہ نفاخ ہوتی ہے اور باہ کے لیے نفخ مفید
ہے اور نبیذ کے معنی وہ شیرہ جو سخت اور شدید اور قومی اور گاڑھا ہوا اور گاجر کی معجون بنانے کی ترکیب
مشہور و معروف ہے اور زبیبی وہ شراب جو منقے سے بنائی جاتی ہے اور تقلص کے معنی ملجانے
اور سمٹ جانیکے ہین بولتے ہین تقلص الشئی اُسوقت جبکہ کوئی چیز اپنی ذات کیطرف حرکت کرے یعنے
سمٹ جائے **مؤلف کہتا ہے یہان سے کثرت کے ساتھ شہوت باہ
ہونے کا بیان ہے** اگر یہ بات باوجود قوت بدن اور جماع سے کسی قسم کی مضرت نہونیکے
ہے یعنی نہ قوے مین ضعف ہے نہ مزاج مین کچھ تغیر ہوا ہے تو یہی حالت مطلوب و مقصود ہے (اسلیے
کہ ایسی حالت مین نہایت لذت اور دل اور بدن کی قوت اور ذہن کی صحت ہوا کرتی ہے) اور صرف

وہ حالت قابل علاج ہوتی ہے جو آلات تناسل مین قرحون کے پڑ جانے سے ہوا کرتی ہے (اسلیے
کہ اُن قرحون سے آلات تناسل مین لذع اور دغدغہ پیدا ہوتا ہے جسطرح کہ منی کی لذع سے تحریک
ہوتی ہے) اور اُنمین خارش کے ہونے سے (کہ جب بلغم شور یا صفراے لذاعہ اُسمین لذع کرتا ہے
تو اس سے بھی وہی بات پیدا ہوتی ہے جو منی کے لذع سے پیدا ہوتی ہے) جسطرح عورتون کے
فم رحم مین خارش پیدا ہو جاتی ہے اور اُنکو بلا جماع کے سکون نہین ہوتا اور وہ حالت بھی قابل
علاج ہوتی ہے کہ منی کے اعضا رقوی ہون لیکن اعضاے رئیسہ ضعیف ہون مثلاً کسی کا دماغ اور
اُسکے اعصاب ضعیف ہون اور منی کے اعضا قوی ہون پس اگر ایسا شخص کچھ مدت تک جماع کو
چھوڑے رکھے تو اُسمین بہت سی منی جمع ہو جاتی ہے (کیونکہ بسبب قوی ہونے اعضاے منی
کے منی کی پیدایش بکثرت ہوتی ہے) اور یہ منی اپنی تبخیر اور کثرت سے دماغ مین فساد پیدا کرتی ہے
اور دماغ اپنی کمزوری کے سبب سے اُن ابخرون کو قبول کرلیتا ہے اور اگر جماع کو عمل مین لائیگا
تو اُسکے اعصاب اور دماغ کو ضرر پہونچیگا تو اس قسم کی بیماریون کے لیے یہ بات ضرور ہے کہ اُنکے
اعضاے منویہ آب کاہو وغیرہ کے پلانے سے اور نیلوفر کا تیل لگانے اور گل نیلوفر کا لیپ لگانے
اور اُسکے پانی سے نطول کرانے سے ٹھنڈے اور سست کردیے جائین اور جو غذائین قوت باہ
پیدا کرنے والی ہین وہ چھوڑا دی جائین اور جو دوائین منی کی خشک کرنے والی ہین اُنکا استعمال
کرانا چاہیے اور ان دواؤن کے ساتھ اُن ادویہ کو شامل کرلینا چاہیے جو مبہی ہین کہ ادویات مبہیہ
ادویات مجففہ کو اُنکے ظروف تک پہونچا دین (اسلیے کہ یہ اعضا بدن سے دور ہین پس اُنکے
ساتھ اُنکا ملا دینا ضروری ہے تاکہ یہ ادویہ وہین پہونچ جائین اور تمام بدن مین وہ منتشر نہو جائین)
مین کہتا ہون شہوت باہ کی زیادتی باوجود جماع سے مضرت نہونے کے کبھی ہوتی ہے جبکہ
اُسکا بدن اور خون زبردست ہو اور مزاج صحیح اور عمر مناسب ہو مثلاً جوان ہو اور فصل بھی فصل ربیع ہو
اور اُسکو جماع پر ایسی کامل قدرت ہو کہ جماع سے فارغ ہونے کے بعد کسی قسم کے ضعف کا کچھ اثر
اُسپر نہین طاری ہوتا تو اس قسم کی صورت مرض نہین ہوسکتی اور مؤلف نے جو اسکو اس باب مین شامل
کیا ہے تو وہ محض طرداللباب ہے اور جو شہوت باہ کہ مرض ہے اور اُسکا علاج ایک لابدی امر ہے
اُس سے مراد وہ کثرت شہوت ہے جسکی وجہ سے مریض کو نقصان لاحق ہو جیسے کہ وہ دونون قسمین ہین

جنکو مؤلف نے ذکر کیا ہے (۱) اعضائے تناسل کے اندر اس قسم کی خارش کا پیدا ہو جانا جسکا سکون
بغیر جماع کے ممکن نہو پس اس صورت مین طبیعت شہوت کو ہیجان مین لاتی ہے جسکی وجہ سے جماع کی
خواہش اُسمین پیدا ہوتی ہے اور ہدو کے معنی سکون کے ہین اور دوسری صورت شہوت باہ کے مضر
ہونے کی یہ ہے کہ جماع کے بعد وہ بعض اعضا ضعیف اور کمزور پڑجائین جو مولد منی نہین ہین یعنی اعضا منویہ
تو خوب قوی ہین لیکن قلب اور دماغ وغیرہ پر جماع کا وہ اثر پڑے جسکی وجہ سے اُنمین ضعف کا اثر معلوم ہو
پہلی قسم کی یہ علامت ہے کہ شہوت کی وجہ سے جماع کی کثرت ہو مگر جماع کے بعد اذیت اور الم لاحق ہو
اور دوسری قسم کی یہ علامتین ہین کہ وہ اعضائے غیر منویہ ضعیف ہون مثلاً حواس مین کلال اور سستی ہو
جو ضعف دماغ وغیرہ پر دلالت کرتے ہین اور جو چیزین منی کی خشک کرنے والی ہین یا تو وہ باردہوتی ہین
جیسے نیلوفر تخم باقلا اور نہایت ترش دہی کا پانی اور بلوط کا برادہ وغیرہ اور یا حار ہوتی ہین جیسے کلونجی
تخم تلی فرنجمشک افربیون اور زیرہ وغیرہ ہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے کثرت کے ساتھ
احتلام ہونے کا بیان ہے** (خواب مین نہانے کی حاجت ہو جانے کا نام احتلام ہے)
جماع کے وقت باوجود دیر مین انزال ہونے یا نہونے کے اور باوجود ضعیف ہونے شہوت باہ کے
اور باوجود جماع پر کم قادر ہونے کے (زیادہ احتلام ہونے کا سبب یا تو یہ ہوتا ہے) کہ اس قسم کے
آدمیون کی منی منجمد ہو جاتی ہے اور اس سبب سے اُنکی شہوت باہ مین ہیجان نہین رہتا ہے اور بسبب
بارد ہونے مادے کے منی مین نفخ کی شان نہین رہتی اور نہ جماع کے وقت انزال ہوگا منی کے منجمد
ہونے سے اور اگر ہوگا تو دیر مین ہوگا اور باینہمہ سونے کے وقت چونکہ منی مین گرمی ہوتی ہے اسیلیے
ایسے شخصون کو احتلام بکثرت ہوتا ہے **علاج** تمام گرم دوائین جو اس باب مین مذکور ہوئین اور جسقدر تیل
مذکور ہوے شہوت باہ کی کمی کے لیے اسمین نفع ہوتا ہے **مین کہتا ہون نیند کے وقت**
منی مین اسیلیے سخونت اور حرارت پیدا ہو جاتی ہے کہ نیند کی حالت مین حرارت عزیزی اندر کیطرف
متوجہ ہوتی ہے اور دوا یہ اور ادہان سے وہ دوائین اور تیل مراد ہین جو نقصان شہوت باہ کے علاج
مین باہ کے زیادہ کرنے والے مذکور ہوے **مؤلف کہتا ہے یہان سے سرعت
انزال کا بیان شروع ہوتا ہے** اسکا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کہ منی کا مادہ بکثرت ہو یا یہ ہوتا ہے
کہ جماع ایک عرصۂ دراز سے نہ کیا ہو (اسکی یہ وجہ ہے کہ اس صورت مین منی اپنے ظروف مین جمع ہو جاتی ہے

اور وہ بسبب کثرت مقدار کے کشش پیدا کرتی ہے پھر طبیعت جماع کے وقت بہت جلد اُسکو دفع کر دیتی ہے) اور کبھی سرعت انزال بسبب حدت منی کے ہوتا ہے تو اُسوقت منی ایک قسم کی جلن کے ساتھ خارج ہوتی ہے اور اس سرعت انزال کی معین نالیون کی فراخی ہوتی ہے (اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ اسوقت مین قوت ماسکہ کو اُسکا روکنا دشوار ہوجاتا ہے) **علاج** سرد تر غذائین استعمال کیجائین (کیونکہ ان غذاؤن سے منی کم پیدا ہوگی اور یہ غذائین منی کی لذع اور جلن کو تسکین دینگی) اور پانی ملی ہوئی شراب کی کثرت کرنا اور جماع کرتے رہنا (یہ پہلی قسم کا علاج ہے تاکہ مادۂ منی خارج ہوجائے اور اُسکی کشش کم ہوجائے) **مین کہتا ہون** منی کا کثرت سے پیدا ہونا اور مدت دراز کے جماع نکرنے سے منی کا اپنے ظروف مین جمع ہوجانا اور اُسکی حدت یہ سب باتین سرعت انزال کو اسیلیے موجب ہوتی ہین کہ طبیعت کو منی کی کثرت اور اجتماع اور حدت سے جو اذیت ہورہی ہے اُسکو وہ سرعت انزال سے دفع کرکے خفت کی طالب ہوتی ہے اور نالیون کی کشادگی جو اس پر مدد دیتی ہے اسکی وجہ ظاہر ہے اور منی کے زیادہ ہوجانے کی یہ علامت ہے کہ جماع کرنیکے بعد ضعف اور ضرر نہو اگرچہ بکثرت اُسکا مشغلہ رکھے اور سبب ثانی یعنی اجتماع کی علامت ظاہر ہے اور تیسرے سبب کی یہ علامت ہے کہ سوزش اور جلن کے ساتھ منی خارج ہو اور غذائین بارد رطب یعنی سرد تر یہی آش جو اور ملوخیہ وغیرہ ہین چنانچہ سابق مین بارہا انکا ذکر ہوچکا ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے بلا شہوت کے بکثرت استادگی کا بیان ہے** اسکے یہ دو سبب ہین زیادہ رطوبت کے سبب سے ریاح کا کثیر ہونا اور حرارت کا اُنکے تحلیل کرنے سے عاجز رہنا اسیلیے ابخرے سرد ہوجاتے ہین اور وہی غلیظ ریاح بنجاتے ہین **علاج** اس مرض کو کل ٹھرلگانے کی چیزین اور ٹھنڈک پہونچانے والے لیپ نفع کرتے ہین اور سیسے کا ٹکڑا پشت پر باندھ دیا جائے اور گلاب کے پھول اور نیلوفر اور بید کی پتی کا بستر کیا جائے اور کاہو اس مرض مین نہایت قوی الاثر ہے اور اکثر اوقات سنبھالو اور بابونہ وغیرہ کا پینا اور اُسکے پانی کا نطول کرنا بھی مفید ہوتا ہے یا اسکے علاوہ اور ایسی دوا جسمین بغیر زیادہ تسخین کے تحلیل لطیف کی شان ہوتی ہے **مین کہتا ہون** طلاؤن اور سرد ضمادون سے یہ مراد ہے کہ ریاح کے جوش کو اُنکے مواد سے بازرکھین اس سبب سے کہ اس مزاج کی دوا اُن ریاح کو غلیظ اور کثیف کردیگی مثلاً گلنار اور تخم کاہو

اور خرفہ اور کھیرا اور نیلوفر اور کدو وغیرہ اور ان ریاح کے تحلیل کرنے کے لیے ایسی چیز کا استعمال
کرنا چاہیے جو لطیف ہو اور اسکا بھی لحاظ رہے کہ زیادہ گرمی کرنے والی نہو اسلیے کہ اُسکی وجہ سے
ریاح مین خواہ مخواہ جوش پیدا ہوگا اور فنجنکشت پانچ پتیون دار ایک گھانس ہے اور فندقلون بھی
اُسکا نام ہے پہلے درجہ مین گرم اور تیسرے درجہ مین خشک ہوتی ہے یہ محلل ہے اور ملطف ہے اور
ریاح کو تخفیف دیتی ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے غدیوط کا بیان ہے**

(غدیوط اُس بیماری کا نام ہے جسمین مریض کو مباشرت کرنے کی بکثرت خواہش ہوا کرتی ہے)
اُسکے پائخانے کا مقام ڈھیلا اور نرم ہوجاتا ہے (اسلیے کہ یہان حد سے زیادہ مریض کو لذت ہوتی
ہے اسی لیے روحین تحلیل ہوجاتی ہین) پس ایسا بیمار جب مجامعت کرتا ہے تو افراط لذت سے
اُسکی مقعد لٹک پڑتی ہے اور پائخانہ کر رہتا ہے (اسلیے کہ اُسکی قوت ماسکہ اُسکو چھوڑ بیٹھتی ہے تو
وہ اپنے ثقل کی وجہ سے گر پڑتا ہے) اُسکا علاج یہ ہے کہ ایسا بیمار مجامعت سے پہلے اپنے
پائخانے کی فکر کرے یعنی پائخانے ہو آئے اور استرخاء مقعد کے باب مین جو قابض چیزین مذکور
ہوئی ہین اُنکے جوشاندے مین بیمار کو بٹھانا چاہیے اور مقعد کی قوت دینے والے قابض حقنون سے
حقنے کیے جائین **مین کہتا ہون** اس مرض کا نام غذیطہ ہے اور اس مرض کے مریض کو غذیوط
بکسر عین مہملہ و ذال معجمہ ساکن و یاے مفتوحہ و واو ساکن بروزن قرطعب کہتے ہین اس قسم کی بیماری
مین استرخاء مقعد کا سبب زیادتی لذت اور شدت شہوت کی وجہ سے روح کا تحلل زیادہ ہوجاتا
ہے اور عضو ڈھیلا اور لٹکتا ہوا استرخاء کے سبب مستعد ہوجاتا ہے جیسا کہ مؤلف نے ذکر کیا ہے
اور مقعد کی قوی کرنے والی یہ چیزین ہین ساق اور گلنار اور گلاب اور مازو وغیرہ **مؤلف کہتا ہے
یہان سے علت اُبنہ یعنی اغلام کرانے کی بیماری کا بیان ہے**

یہ بیماری اُس شخص کو ہوجایا کرتی ہے جسکو اغلام کرانے کی بچپن سے عادت رہی ہو (اور بچپنے
سے یہ فعل کراتے کراتے ہمیشہ کے لیے اسمین ملکہ ہوجاتا ہے اور پھر اُسکو ایسا اشتیاق ہوجاتا ہے
کہ اس فعل کے کرانے پر لوگون کو آمادہ اور برانگیختہ کرتا ہے العیاذ باللہ) اور باہمہ اُسکی منی بہت
ہوا کرتی ہے اور کم حرکت کرتی ہے اور اُسکا دل کمزور اور خود اُسکی ذات مین رذالت اور کمینہ پن
آجاتا ہے اور اُسکے آلۂ تناسل مین انتشار کم ہوا کرتا ہے پھر ان مریضون کی تین قسمین ہین ایک تو وہ

کہ دوسرے سے مجامعت کرنے پر بھی قادر ہو (اسلیے کہ اُسکی شہوت بادہ مین اس فعل سے حرکت ہوتی ہے اور حرکت مجامعت کے ساتھ اُسکے آلات منی کو بھی حرکت ہوتی ہے پھر اسکا عضو تناسل منتشر یعنی استادہ ہو جاتا ہے اور دوسرے سے مجامعت کرنے پر قادر ہو جاتا ہے) پھر یہ لوگ اس مجامعت کی وجہ سے ایسی لذت پاتے ہین جیسے وہ لوگ لذت پاتے ہین جنکو جماع کرنے پر قدرت ہوتی ہے دوسری قسم کے وہ لوگ ہین کہ اس فعل سے اُسکو انزال ہو جاتا ہے (اس سبب سے کہ اُنکی منی مین گرمی اور رقت ہوتی اور جب اس فعل سے اُسکو حرکت ہوتی ہے تو وہ انزال کی لذت پالیتے ہین) تیسری قسم کے وہ لوگ ہین جنکو ان دونون باتون مین سے کوئی بات نہین حاصل ہوتی (اسلیے کہ اُنکی منی مین برودت غالب آجاتی ہے اور اُنکے دلون پر ضعف) لیکن جماع کے سبب سے اُنکو لذت ہوتی ہے (اسلیے کہ جب اُنپر جماع کا اشتیاق غالب ہوتا ہے اور جماع پر اُنکو قدرت نہین ہوتی تو جماع کے دیکھنے سے وہ لذت حاصل کر لیتے ہین) خصوصًا اپنے ہی اوپر یہ فعل ہوتے ہوے دیکھکر بھی اُنکو لذت آتی ہے اور مین یہ کہتا ہون کہ یہ امر کچھ مستبعد نہین ہے کہ مردون کے امعاء اسفل مین خارش ہو اور بلا جماع کے دور نہو جیسے عورتون کے فم رحم مین خارش ہوتی ہے اور اُنکو بغیر جماع کے سکون نہین ہوتا اور اسی لیے اس قسم کے بعض مریض بڑے دل چلے اور بہادر اور جماع پر قدرت رکھنے والے ہوتے ہین اور جو شخص کثرت سے اپنی عورت کی مقعد مین جماع کرتا رہیگا تو اس سے اُسکو مطمئن نہ رہنا چاہیے کہ اس عورت سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُسکو علت اُبنہ ہوگی مین کہتا ہون علت اُبنہ والے سے جب کوئی اغلام کرتا ہے تو اس فعل سے اُسکو لذت حاصل ہونے کی کئی صورتین ہین اول یہ صورت ہے کہ اس فعل کی وجہ سے اُسکو صحبت کرنے پر قدرت ہو اور اسکو اس فعل سے وہی لذت حاصل ہو جو مجامعت کرنے والے کو حاصل ہوتی ہے دوسری صورت یہ ہے کہ اُسکو اس فعل کے سبب سے انزال ہو جائے تو اُسکو انزال کی ایسی لذت حاصل ہوتی ہے تیسری یہ صورت ہے کہ نہ اُسکو جماع کرنے پر قدرت ہو اور نہ اس فعل سے اسکو انزال ہو لیکن دو شخصون کے باہم نفس مجامعت سے اُسکو لذت ہو اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہین جنپر مزاج انوثی غالب ہوتا ہے اور جنپر یہ مزاج غالب ہوتا ہے اُنکے آلات تناسل پیٹ کے اندر ہوتے ہین جسطرح

عورتون کے آلات تناسل پیٹ کے اندر ہوتے ہین تو ایسے بیمار کو منی کی کثرت یا اُسکی حدت سے
دغدغہ عارض ہوتا ہے معا مستقیم کی جانب جسطرح سے یہ دغدغہ ان مریضون کے سواے اور لوگون کو
خصیون کی طرف ہوتا ہے جو عضو تناسل سے ملے ہوے ہین پس ان لوگون کو اس جگہ کے کھجانے
سے لذت ہوتی ہے جسطرح ناک اور کان کھجانے سے لذت ہوتی ہے تو اس صورت مین اُسکے
دغدغہ کو سکون ہوتا ہے اور یہ صورت قریب بقیاس ہے اور اسی لیے صاحب علت اُبنہ کا آلہ اور
دونون خصیے بہت چھوٹے ہوتے ہین اور مؤلف نے جو اس بات کو بیان کیا ہے کہ جو آنتون کے
اندر خارش ہوتی ہے اُسکا سکون منی سے ہوتا ہے سواے اس بات کے کہ بطریق مذکور اعضاء تناسل
کے نہو تو مؤلف کا یہ بیان کرنا ایک امر خفی ہے یہ صورت قریب قیاس نہین معلوم ہوتی **مؤلف**
کہتا ہے علت اُبنہ کا علاج اس شخص کو اس فعل پر مارا جائے اور قید کیا جائے اور ذلیل کیا جائے
اور لوگون کے سامنے اُسپر طعن و تشنیع کیجائے اور رنج و غم مین ڈالا جائے اور حاکمون کی طرف رجوع کیجائے اور اگر
اُس کا یہ مرض خارش کی وجہ سے ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین تو اُس خلط کو نکالدیا جائے جو خارش
کرتا ہے اور اکثر یہ خلط بلغم شور ہوا کرتا ہے اور جو تیل خارش کو تسکین دیتے ہین اُنسے حقنہ کیا جائے
جیسے روغن بنفشہ اور لعابات وغیرہ ہین اور اکثر اوقات یہ مرض اسوجہ سے کہ طبیعت پر مزاج انوثی غالب
ہوتا ہے (جسکا سریان دل کی طرف ہوتا ہے اور اعضاء مردون کے ایسے ہوتے ہین پس اُسکے
اعضاء اُسکے نفس کے مخالف ہوا کرتے ہین یعنی صورت مین مرد ہوتا ہے اور سیرتون مین عورت
اور اکثر اوقات اُسکے اعضاء مردون کے اعضاء سے کہین بڑھکر خوبصورت ہوتے ہین (یعنی سخت
سخت اور بڑے بڑے اور بال بھی اُسکے بدن پر بہت سے ہوتے ہین اور نبض اور سانس بھی قوی
ہوتے ہین اور اُسکے مفاصل اور جوڑ بھی ظاہر اور اُبھرے ہوے ہوتے ہین وغیر ذلک لیکن سیرت
عورتون کی ایسی ہوتی ہے) مین کہتا ہون اگر علت ابنہ کو کوئی علاج نفع کر سکتا ہے تو وہی علاج
نفع کر سکتا ہے جسکو مؤلف نے بیان کیا ہے اور یہ ہمنے اسلیے کہا کہ یہ مرض اکثر لاعلاج ہوتا ہے
کیونکہ یہ مرض وہم کے متعلق ہے نہ طبیعت کے اور وہ احتمال جسکو مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ مزاج انوثی
کا فیضان دل پر ہوتا ہے گویا کہ اسمین اسی امر کی طرف اشارہ ہے جسکو ہم ابھی بیان کر چکے ہین لیکن اسکی
تقریب کے لیے اُسکے اعضاے تناسل کی وضع کا بیان کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین

مؤلف کہتا ہے یہان سے اُس شخص کی تدبیر کا بیان ہے جسنے جماع
مین کثرت کی ہو اور اس کثرت سے اُسکو ضرر پہونچا ہو چاہیے کہ اُسکو گرمی اور
رطوبت پہونچانے مین مشغول ہون اور اُسکو آرام دینے کی فکر کرین اور اُسکو ایسے کھیلون مین مشغول کرین
جس سے اُسکی طبیعت محظوظ ہو اور بکری اور گاے کا دودھ اُسکے برانگیختہ کرنے اور قوت دینے پر معین
ہوا کرتا ہے اور جس شخص کو کثرت جماع سے رعشہ پیدا ہو جائے تو اُسکے پٹھون مین تیل لگایا جائے اور
اُن تیلون کی مالش کیجائے جنکو ہم رعشہ کے بیان مین ذکر کر آئے ہین اور جس شخص کی بینائی مین اس فعل
کی وجہ سے ضعف ہو جائے تو اُسکے دماغ کی تدہین کیجائے اور روغن بنفشہ کا سعوط کرایا جائے اور
حمام مین بھیجا جائے اور شیرین پانی کے اندر اسکی آنکھین کھلوائی جائین مین کہتا ہون رعشہ کیلیے
یہ تیل زیادہ مناسب ہین دہن بان اور دہن سعد اور دہن سوسن وغیرہ اور یہ عمل استفراغ کے بعد ہے
اگر کثرت جماع کے بعد مادۂ رطبہ زیادہ ہو گیا ہو اور اُس سے پٹھون کو ضرر پہونچا ہو اور یہ عمل تخفیف
کے بعد نہین ہے چنانچہ شیخ رحمہ اللہ نے اسکا تذکرہ کیا ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے
اُن چیزونکا بیان ہے جو عضو کی دراز کرنے والی ہین کھر کھرے کپڑے سے رگڑنا اور
گرم تیلون کا لگانا پھر اُسپر درخت صنوبر کا گوند مل دیا جائے تاکہ وہ اپنی گرمی سے خون کو جذب کرے
اور اپنی لزوجت سے اُسکو روکے رہے اور منجملہ دراز کرنے والی چیزون کے جونکین اور خراطین کیچوے
ہین اور لبلاب کی ایک خاص قسم بھی اُسکے لیے کار آمد ہے مین کہتا ہون شیخ نے جونکونکے استعمال
کی یہ صورت بیان کی ہے کہ جونکین ایک نارجیل دریائی کے اندر جسمین پانی بھرا ہوا ایک ہفتہ یا زیادہ دن
تک چھوڑ دی جائین اسکے بعد اُنکو خوب باریک پیسکر عضو پر طلا کر دیا جائے اور خراطین یعنی کیچوے یہ
سُرخ کیڑے ہوتے ہین جو زمین کے گڑھون مین دستیاب ہوتے ہین انکا مزاج گرم خشک ہے
اسکا طلا بعضی چربیون کے ساتھ عضو کو بہت دراز کر دیتا ہے اور مینڈھے کی چربی کے ساتھ اسکا
طلا، کان کے ورم کے لیے بہت نافع ہوتا ہے اور لبلاب کی وہ قسم جسکو مؤلف نے ذکر کیا ہے
وہ وہ لبلاب ہے جسکی پتی چوڑی ہوتی ہے اُسی کی ایک قسم حلبوب بھی ہے جسمین سے بکثرت دودھ
نکلتا ہے (ہمارے ملک مین اُسکو چاندنی کہتے ہین درختون پر پھیلی رہتی ہے) مؤلف کہتا ہے
یہان سے اُن امراض کا بیان ہے جو عورتون کے ساتھ مخصوص ہوا کرتے

ہاہین عورت کے عضو مخصوص کو تنگ کرنے والی دوائین یہ ہین اگر موٹھ آدھبرا لونگ رامک
اور کسیقدر مشک اُس کپڑے کے لتہ کے اندر کام مین لائین جسکو قابض شراب مین غوطہ دیا گیا
ہو اور اُن ادویہ مذکورہ مین سے زیادہ قوی جو فرج کو تنگ کرتی ہین یہانتک کہ اُنکے استعمال سے
بکارت عود کر آئے یہ دوائین ہین مازو خام دو جز اور گل آذخر ایک جز انکو خوب باریک پیس لیا جائے
اور ریشم کے کپڑے مین چھان لیا جائے اُسکے بعد چھنے ہوے کو ریحانی شراب مین تر کر لیا جائے
اور کتان کے کپڑے مین اُسکا حمول کیا جائے جو قابض شراب مین تر کیا گیا ہو اور فرج کی گرم
کرنے والی یہ دوائین ہین مشک موٹھ عود زعفران شراب ریحانی مین جوش دیجائین اور اُسمین پارچہ کتان
ترکیا جائے اُسکے بعد حمول کیا جائے اور یہ حمول خوشبودار بھی ہے اور گرمی بھی پیدا کرتا ہے
آور کرم دانہ فرج کے گرم کرنے مین عجیب چیز ہے آور لذت دینے والی چیزین یہ ہین اُس شخص
کا تھوک جسنے اپنے منھ مین کباب چینی یا ہینگ کو لیا ہو یا آملہ کے شہد کو یعنی اُس شہد کو جسمین
سقمونیا گوندھی گئی ہو اور مرچ سیاہ اور سونٹھ سب عضو تناسل پر یا اخیر کے نصف حصہ پر لگائی جائے
مین کہتا ہون کرم دانہ ایک سیاہ دانہ ہے دونون طرف سے قریب قریب گول ہوتا ہے
اور اُسپر سفیدی مائل چھلکا ہوتا ہے اور گرمی کرتا ہے اور مرۂ صفراء کے زرد پانی کا مسہل ہے
اور اُسکا پینا بُرا ہے اُس سے نہایت التہاب ہوتا ہے اور شکم مین لذع پیدا ہوتا ہے بلکہ اُسکے
لذع سے امعاء کے اندر زخم ہو جاتے ہین اور ہینگ اور آملہ کا شہد جسمین سقمونیا گوندھی گئی ہو
جیسا کہ مؤلف نے ذکر کیا ہو وہ دونون کباب پر معطوف ہین جیسا کہ شیخ کے کلام سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے
مؤلف کہتا ہے یہانسے رحم کی بیماریون اور اُسکے امزجہ کی علامتون کا
بیان ہے اگر رحم مین حرارت ہوگی تو اُسکی چند علامتین ہین خون حیض کا کم آنا اور اُس خون
مین رنگت کا ہونا اگر خون مین سرخی مائل رنگت ہے تو یہ خون پر دلالت کرتا ہے اور اگر وہ رنگت
زردی مائل ہے تو صفراء پر دلالت کرتا ہے اور اگر اس رنگت مین سیاہی ہو اور بو بھی ہو تو عفونت
کی دلیل ہے اور اگر سیاہی کے ساتھ بو نہین ہے تو وہ برودت اور سوداء پر دلالت کرتا ہے اور
اُسکی سفیدی بلغم پر دلالت کرتی ہے (یہان سے مؤلف اُن امراض کا ذکر کرتا ہے جو حرارت پر
دلالت کرتے ہین) پیڑو پر بکثرت بالون کا ہونا اور لبون کا خشک ہونا اور نبض کا تیز ہونا اور فاسد لگا

اکثر رنگین ہونا آور رحم کی برودت کی یہ علامتین ہین طہر کا طویل ہونا یعنی خون حیض سے ایک عرصۂ دراز تک پاک رہنا (اسلیے کہ برودت رحم کو کثیف کر دیتی ہے اور خون حیض کی نالیون کو تنگ کر دیتی ہے اور فضلون کو غلیظ اور قوت جاذبہ کو ضعیف کر دیتی ہے اسلیے خون حیض جاری نہین ہوتا مگر ہان اُسوقت جبکہ غالب ہو جاتا ہے اور اُسکی حرکت قوی ہو جاتی ہے اور یہ بات درازی احتباس ہی کے بعد ہی ہوتی ہے) اور خون حیض کا سفید ہونا اور اُسکا کم ہو جانا اور کم آنا اور اگر اسمین سیاہی ہے تو سوداء کی علامت ہے اور پیڑو پیر بالون کا کم ہونا اور پیشاب کا کم رنگدار ہونا (اسلیے کہ رحم کی حرارت کی وجہ سے قارورہ مین رنگت ہوتی ہے پھر جبکہ اُسکی رنگت مقدار طبعی سے کم ہوتی ہے تو یہ امر اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ پیشاب کے اعضا ٹھنڈے ہو گئے ہین اور جبکہ برودت اصلی نہین ہوتی تو اسپر دلالت کرتی ہے کہ یہ رحم کے بارد ہونیکی وجہ سے ہے) اور اُسکے رنگ کا فاسد ہونا آور رحم مین رطوبت پیدا ہو جانے کی یہ علامتین ہین خون حیض کا رقیق ہونا (اسلیے کہ خون کی رطوبت رحم کی رطوبت سے زیادہ ہو جاتی ہے) اور پیٹ کے بچے کا اسقاط ہو جانا جیسا کہ بڑا ہو رہا ہے (کیونکہ رحم کے اندر کی سطح کھر کھری ہوتی ہے اور اسمین سوراخ ہوتے ہین تاکہ مشیمہ کی جھلی لپٹی رہے پھر جبکہ اُن سوراخون مین بسبب کثرت رطوبات کے ہمواری اور چکناہٹ ہو جاتی ہے اور رطوبت سے سوراخ بھر جاتے ہین تو مشیمہ کا لپٹا رہنا ممکن نہین ہوتا) آور رحم کی یبوست کی یہ علامتین ہین رحم کا خشک ہونا آور رحم مین رطوبتون کا کم بہنا مین کہتا ہون کہ مؤلف کے اس قول مین وکثرۃ الشعرانی قولہ فی الاکثر کا ہر فقرہ قلت الطمث پر معطوف ہے (یعنی اگر رحم مین حرارت ہوگی تو سب معطوف اور معطوف علیہ اسکی علامتین ہین کہ انھین علامتون سے یہ بات معلوم ہوگی کہ رحم مین حرارت پیدا ہو گئی ہے) اور جفاف الشفتین سے یہ مراد ہے کہ اس حالت مین عورت کے دونون ہونٹھ خشک ہو جاتے ہین یہانتک کہ وہ اُنکو بُرفت تر کرتی رہتی ہے اور مؤلف نے جو یہ کہا ہے کہ حرارت رحم کے وقت اکثر عورت کا قارورہ رنگین ہوتا ہے اور اکثر کا لفظ اسلیے کہا کہ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ رحم کا مزاج بارد ہو اور پھر قارورہ رنگین ہو جیسا کہ درد کے سبب سے قارورہ سرخ ہو جاتا ہے چنانچہ اسکا بیان ہو چکا ہے آور طہر کا ایک عرصۂ دراز تک رہنا رحم کی برودت پر اسلیے دلالت کرتا ہے کہ جب رحم مین حرارت ہوگی تو وہ اس بات کو مستلزم ہوگی کہ ضرور ناقص خون سرعت کے ساتھ دفع ہو اور مؤلف نے اپنی عبارت مین

واسقاط جنین کما یعظم اسلیے کہا ہے کہ جنین مین جب ثقل زیادہ ہوجائیگا تو رحم اپنی رطوبت کی وجہ سے
اُسکو پھسلادیگا اور یہ بات اُسوقت ہوگی جبکہ جنین بڑھ جائے اور قلۃ السّیلان مین لام عہد کا ہے یعنے
سیلان رطوبت جسکے یہ معنی ہین کہ منجملہ علامات یبوست رحم کے ایک یہ علامت ہے کہ اسوقت مین
رطوبت رحم کی کم بہیگی **مؤلف کہتا ہے یہان سے عُقر یعنی عورت کے بانجھ
ہونیکا بیان ہے** (یہ مرض عورت کو بچہ پیدا ہونے سے باز رکھتا ہے) اسکے چند سبب ہین یا تو یہ
نقصان صرف منی کی طرف سے ہوتا ہے اسطرح پر کہ اسقدر کم ہے کہ بچہ کی پیدایش کے لیے کافی
نہین ہے یا کم تو نہین ہے مگر اُسمین فساد آگیا ہے اور اس درجہ حرارت پیدا ہوگئی ہے کہ احتراق کی
کیفیت ہوگئی ہے یا اس افراط سے برودت ہے کہ جم گئی ہے یا اسدرجہ رطوبت ہے کہ بہتی رہتی ہے
یا خشکی اسدرجہ ہوگئی ہے کہ بہت گاڑھی ہوگئی ہے نہ اسمین پھیلنے کی شان رہی نہ پھولکر بڑھنے کی یا اسکا
سبب یہ کہ بچہ کا مادۂ تولید ایسے مرد کی طرف سے ہوتا ہے جو صحیح اور تندرست نہین ہے (اسلیے کہ
منی ہر ایک عضو سے بہکر آتی ہے پھر تندرست عضو مین تندرست رہتی ہے اور بیمار عضو مین بیمار ہوتی ہے
اور جب کہ بدن بیمار ہوتا ہے تو منی حمل رہنے سے مانع ہوتی ہے کیونکہ وہ منی غذا اور نمو اور صورتون کے
قبول کرنے سے منافی ہوتی ہے) یا نشہ باز کی منی ہو (اسلیے کہ اُسکی منی مین شراب کی رطوبت کیوجہ سے
رطوبت بڑھ جاتی ہے اور اُسکے قوے کے ضعیف ہونے سے خام رہتی ہے جو کہ پیدایش کی صلاحیت
نہین رکھتی) یا وہ بوڑھے کی منی ہو (کیونکہ بوڑھے کی منی اُسکے قوے کے کمزور ہوجانے کی وجہ
سے اور اُسکے مواد کے کامل نضج نہ پانے سے اُسکی منی باردہ خام ہوتی ہے کیونکہ طبیعت کی توجہ
خاص شخص کی اصلاح مین اور اُسکے شخصی بقاے کے مفید امور مین زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اُسکے
مادۂ تولید کے جو فقط بقاے نوع مین مفید ہے پس اُسکی ضعیف قوتین اُسکے بدن کی اصلاح مین
تصرف اور انتظام کرینگی سواے مادۂ تولید کے) یا وہ منی لڑکے کی ہو (لڑکے سے وہ لڑکا مراد ہے
جسکے بالغ ہونے کا زمانہ قریب ہو) یا وہ منی بکثرت جماع کرنے والے کی ہو (کیونکہ ایسے شخص کے
دونون انثیین مین منی اتنی مدت تک نہین مقیم رہتی کہ اُسکا نضج کامل ہوجائے اور بچہ بنانیکی صلاحیت
پیدا ہوجائے) یا یہ منی اُس شخص کی ہو جسکے اعضا رمؤوف ہون (اسلیے کہ منی کا سیلان ہر عضو سے
ہوتا ہے پھر جو منی عضو بیمار سے آتی ہے وہ بھی بیمار ہی ہوتی ہے اور جب جید اور ردی دونون کا وصل

ہوتا ہے تو سب کا مزاج خراب ہوجاتا ہے لہٰذا اُسمین بھی صلاحیت بچے کی پیدایش کی نہین رہتی) اب اگر اُس عورت کے لیے ایسا شوہر بدل دیا جائے جسمین یہ باتین نہون تو وہ عورت حاملہ ہوجائیگی اور کبھی زن وشوہر دونون کی طرف معًا ایسی وجہ سے بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے کہ پھر کسی حالت مین دونون مین ملکر کسی طرح اعتدال نہین ہوتا اور کبھی اعتدال سے خارج ہوجاتے ہین آخر دونون مین موافقت ہوجاتی ہے (مثلاً عورت کی منی سردی کی جہت مین زیادہ خارج ہوئی اور مرد کی منی گرمی مین اعتدال سے خارج ہوئی تو وہ دونون ممتزج ہوکر معتدل بنجاوینگے اور وہ حاملہ ہوسکیگی) یا رحم کے سوء مزاج سے منی مین بگاڑ ہوجاتا ہے اور جو سوء مزاج کہ رحم کی وجہ سے ہوتا ہے وہ اکثر ٹھنڈک سے عارض ہوا کرتا ہے (اسلیے کہ رحم خود باعتبار طبیعت کے اس مزاج کی قابلیت رکھتا ہے کیونکہ رحم کی بناوٹ اور ساخت عصاب سے ہوئی ہے) یا برودت رحم سے تو یہ نقصان نہین ہوا ہے لیکن رحم کے سدون کی وجہ سے ہوگیا ہے اور اسکے چند اسباب ہین اوّل تو یہ کہ رحم کے دہانہ پر غیر طبعی گوشت پیدا ہوگیا ہو دوسرے یہ کہ اُسمین کوئی ایسا مسّہ نکل آیا ہو یا کوئی قرحہ پڑگیا ہو جسکی وجہ سے رحم مین منی کا نفوذ نہین ہوتا یا رحم کا منہ ملگیا ہو کسی بارد مادہ سے یا رحم خود متورم ہوگیا ہو اسلیے وہ منی کو نہین قبول کرتا اور نہ منی مین کچھ تصرف کرتا ہے اسلیے کہ یہ بات صرف اُسکی تندرستی سے ہوتی ہے اور ورم سے جب رحم مین تنگی ہو تو بجاے چوسنے کے وہ نچوڑیگا) یا رحم فرج کے سامنے سے پھر گیا ہو (جسکی وجہ سے منی اُسمین اچھلکر نہین جاتی ہے) یا رطوبت مزلقہ کی وجہ سے خود رحم مین پھسلن پیدا ہوگئی ہے (اسوجہ سے اُسمین منی نہین رہسکتی) یا ریح کی مزاحمت کی وجہ سے (کہ رحم اور منی کے درمیان حائل ہوجائے اور اسوجہ سے اُسپر رحم کا اشتمال نہوسکے) یا اسکا سبب ثرب کی چربی ہوتی ہے (اسلیے کہ یہ اپنی غلظت اور ثقل کی وجہ سے رحم اور اُسکے منہ پر جا پڑتی ہے اور اُسکے منہ کے اندر کسی چیز کے آنے کی مانع اور مزاحم ہوجاتی ہے لہٰذا منی رحم تک نہین پہونچ سکتی) یا یہ نقصان عضو تناسل کیجانب سے ہوتا ہے یا تو اسلیے کہ چھوٹا ہے کہ رحم تک نہین پہونچ سکتا یا یہ کہ مرد حد سے زیادہ فربہ پڑگیا ہے یا عورت ایسی فربہ ہوگئی ہے کہ غایت فربہی سے مرد کا عضو تناسل بہت کم پہونچتا ہے یا آلۂ تناسل حد سے زیادہ دراز ہے پس منی اس مسافت دراز مین سرد ہوکر رہجاتی ہے یا مبادی یعنی جن اعضا کو تولید منی سے تعلق ہے اُنمین کوئی آفت طاری ہوجائے مثلاً ضعف دماغ یا ضعف قلب یا ضعف ہضم وغیرہ

یا نطفہ اس وجہ سے نہین ٹھہرتا کہ کوئی غلطی واقع ہوجاتی ہے مثلاً عورت ورمرد دونون کے انزال مین اختلاف ہویا کوئی حرکت سخت واقع ہوگئی (مثلاً کودنے اُچھلنے یا جلدی سے کھڑے ہوجانیسے کہ اس سبب سے منی پھسل جائے اور رحم سے نکلجائے یا کوئی نفسانی چیز یکایک اُسوقت عارض ہو مثلاً غم اور خوف کہ رحم کے منی پر مشتمل ہوجانے کے بعد یکایک عارض ہونے سے وہ ساقط ہوجائے مین کہتا ہون منی کی قلت کے یہ معنی ہین کہ بچے کے بننے کے لیے کافی ووافی نہو خواہ یہ امر غذا کی کمی سے ہو یا جن اعضاء سے اسکی پیدایش ہے انمین ضعف ہو اور منی کے فاسد اور خراب ہوجانے کے یہ معنی ہین کہ منی مین حرارت یا برودت یا رطوبت یا یبوست خارج اعتدال عارض ہوجائے خواہ سبب سوء مزاج کے بدنی ہون یا دخانی ہون یا خارجی سوء مزاجی پیدا ہوجائے اور جو شخص مریض ہوتا ہے اُسکی منی مین اتنی صلاحیت اور لیاقت نہین ہوسکتی کہ ہر عضو یا تمام اعضائے صحیحہ اور غیر صحیحہ سے اُسکا سیلان ہو جو عضو کامل اور تندرست ہوگا اُسکی منی کامل اور تندرست ہوگی اور جو عضو ناقص ہوگا اُسکی منی ناقص اور غیر مکمل ہوگی جیسا کہ بقراط سے منقول ہے اور اسی اصل اور قاعدے کے بموجب بیمار اور شرابی اور بوڑھے اور قریب البلوغ لڑکے اور اُس شخص کی منی جو کثرت سے جماع کرتا ہو اور اُس شخص کی منی جسکے اعضاء آفت رسیدہ ہون ان سب کی منی جنین کے تکون اور پیدایش کے لیے صالح اور کافی نہین ہوتی اور اگر منی بدل جائے تو جنین بن سکتا ہے اور فساد کی ایک صورت یہ ہے کہ دونون کی منیون مین توافق نہو مثلاً مرد کی منی مین جو تاثیر ہے وہ اُس تاثیر کے مخالف ہو جو عورت کی منی مین ہے اور عورت کی منی مین قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے یا عورت کی منی بھی اس خرابی مین اسکے شریک ہو اور یہ کلام دونون مذہبون مین سے اُس مذہب کی بنیاد پر ہے کہ عورت کے منی ہوتی ہے پس ان دونون سے بچہ نہین پیدا ہوتا اور اگر ایک کو دوسرے سے بدل ڈالا جائے تو بچہ کا پیدا ہونا ممکن ہے اور اکثر اوقات دونون کی منیون مین اسلیے مخالفت ہوتی ہے کہ ہر ایک کا مزاج دوسرے کے ایسا مخالف ہے کہ ایک کو دوسرے سے اعتدال ہو ہی نہین سکتا بلکہ ملنے سے فساد اور زیادہ ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کا سوء مزاج دوسرے کے سوء مزاج کو بسبب ضد ہونیکے معتدل بنا لیتا ہے تو اس صورت مین ان دونون سے بچے کی پیدایش ممکن ہوجاتی ہے اور مؤلف نے یہ جو بیان کیا ہے کہ عقر کا سبب کبھی سوء مزاج ہوتا ہے اور اُسکی سوء مزاجی اکثر برودت سے

ہوا کرتی ہے (حالانکہ رحم کی سوء مزاجی جیسی برودت سے ہوتی ہے اسی طرح حرارت کے پیدا ہوجانے سے
بھی سوء مزاجی پیدا ہوجاتی ہے مگر اسکا یہ سبب ہے) کہ اگر رحم مین سوء مزاج حرارت کی وجہ سے ہوگا (تو وہ
ہمارے لیے مضر نہین ہے کیونکہ) وہ پیدائش کے لیے معین ہوگا نہ مضر البتہ اگر حرارت حد سے زیادہ
تجاوز کرجائیگی تو وہ پیدائش کے لیے ضرور مضر ہوگی بخلاف سوء مزاج بارد کے کہ وہ مضعف ہے اور
حرارت تقویت دینے والی ہے پس حرارت بالقوۃ ولادت کے مضر نہ ٹھہری مگر جبکہ حد سے گذر جائے
اور ایسا بہت کم ہوا کرتا ہے کہ حد سے بڑھ جائے آور میلان رحم سے یہ مراد ہے کہ منجملہ اُن اسباب کے
جنکی وجہ سے رحم منحرف ہوجاتا ہے کسی وجہ سے فم رحم فرج کے سامنے سے زائل ہوجائے اور
ہٹ جائے آور مؤلف کا یہ لفظ اولکثرۃ شحم الثرب اُسکے قول بالرطوبۃ المزلقۃ پر معطوف ہے اسلیے کہ جب
ثرب پر چربی حد سے زیادہ چھا جائیگی اور منی کے لیے اُس مکان مین تنگی ہوجائیگی پس وہ نچوڑ کر
منی کو نکالدیگا جسطرح ریح کے سبب سے منی کو رحم مین ٹھہرنے کی دشواری اور تنگی ہوتی ہے اور
آر تناسل کا چھوٹا ہونا اسباب عقر سے اسلیے شمار کیا گیا ہے کہ جسوقت وہ چھوٹا ہوگا تو بچہ دان تک
نہ پہونچ سکیگا آور مرد و زن مین سے دونون کا یا ایک کا فربہ ہونا اسلیے مانع توالد ہے کہ فربہی کے
سبب سے آلہ مرد مقام حمل تلک نہین پہونچیگا کیونکہ اکثر حصہ موٹائی کے گوشت مین رہجائیگا اور بہت کم
اندر جائیگا اور یہ بات منی کے پہونچنے کو مانع ہے آور دونون کے انزال کے مختلف ہونے کی یہ صورت
ہے کہ مرد کو پہلے انزال ہوچکا ہو اور ہنوز عورت کو انزال نہوا ہو یا مرد سے پہلے عورت کو انزال ہوچکے
اسلیے کہ ان دونون صورتون مین عورت کا رحم منی کے جذب کرنے سے باز رہیگا کیونکہ رحم یہ عمل
اُسوقت کرتا ہے جسوقت عورت کو انزال ہو اسی طرح شیخ نے فرمایا ہے کہ وہ حرکت سخت جو انتقال
رحم کے بعد ہو تو یہ جیسے کودنا یا گر پڑنا جس سے منی کا انزلاق ہوجائے اور مثل خوف اور غم کے جنسے
قوت ماسکہ اپنے عمل سے ضعیف ہوجائے اور بعض ایسے اسباب ہین جنکی شناخت کرنا غیر ممکن
ہے اور منی کی خاصیت اُس درخت کی سی ہے جو پھل نہین لاتا ہے پس کبھی اسکا سبب معلوم ہوجاتا
ہے اور کبھی نہین معلوم ہوتا مؤلف کہتا ہے رحم مین سدون کے ہونے کی یہ شناخت ہے
کہ اگر رحم کے نیچے سے خوشبودار چیزون کی دھونی دیجائے تو اُسکو اُسکی خوشبو نہ پہونچے (اسلیے کہ
عورت کے رحم مین جب نیچے سے خوشبودار چیزون کی دھونی دیجاتی ہے اور خوب اچھی طرح

کپڑے سے اُسکو ڈھانک دیا جاتا ہے کہ اُسکی خوشبو باہر نہ نکلنے پائے تو دو حال سے خالی نہین ہوتا
یا تو یہ کہ اُسکو خوشبو محسوس ہوگی یا نہین اگر محسوس ہوگی تو معلوم ہو جائیگا کہ اُسکا رحم سدون سے کھلا ہوا ہے
اور اگر اُسکو وہ خوشبو محسوس نہو تو ضرور وہان سدے ہین کہ خوشبو کے پہونچنے کے مانع ہوتے ہین اور
جب یہ سدے اُس خوشبودار ہوا کے مانع ہین تو منی کے نفوذ کرنے کے بطریق اولے مانع ہونگے)
اور نہ لہسن کے مزے کی حس ہوگی جبکو رحم مین رکھا ہے اور نہ لہسن کی بو کا ادراک ہوگا اور اخلاط کی
کثرت اور مزلق رطوبتون کی کثرت رحم کے اندر ثقل کے محسوس ہونے اور فرج مین رطوبت کے ہونے
سے شناسا کی جاتی ہے اور رحم کے مائل ہونے کی یہ شناخت ہے کہ فم رحم فرج کے مقابل
نہو گا اور درد سے بھی شناخت ہو جاتی ہے کہ مجامعت کے وقت ہوا کرتا ہے (اسلیے کہ رحم کی گردن
مین کشش ہوتی ہے اور سیدھا ہونے کے وقت جب اُسمین عضو تناسل داخل کیا جاتا ہے تو میلان
کر جاتی ہے اسیوجہ سے وہ اذیت پاتی ہے اور درد ہونے لگتا ہے) اور فم رحم کا ٹیڑھا ہونا تو حس سے
معلوم اور ظاہر ہو جاتا ہے اور ورم کے ساتھ کبھی تو یہ عوارض ہوتے ہین ثقل اور نفخ اور بخار اور ونگٹون کا
کھڑا ہونا (اسلیے کہ جب اجزاے اپنی حدت سے اعضا مین چبھن اور جلن پیدا کرتے ہین تو اس سے
قشعریرہ حادث ہو جاتا ہے) اور ورم کے ساتھ درد بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات رحم معدے کا شریک
ہو جاتا ہے (اسلیے کہ رحم معدے کے تلے اور قریب ہوتا ہے) تو اسلیے کرب اور غشی اور ہچکی عارض
ہو جاتی ہے (کیونکہ اس حالت مین معدے مین گرمی ہو جاتی ہے اور اُسمین رحم کی گرمی سے صفرا پیدا
ہو جاتا ہے) اور جس طرف کہ ورم ہوتا ہے تو اُسکے مخالف کی کروٹ پر نیند کا آنا دشوار ہوتا ہے اور
بانجھ عورت اکثر بیمار رہا کرتی ہے (اسلیے کہ خون حیض کے فضلے اُسکے بدن مین بکثرت بند رہا کرتے
ہین) اور اُسکی جوانی بہ نسبت جننے والی عورتون کے زیادہ طویل ہوا کرتی ہے (اسلیے کہ اُسکی روحین
اور حرارت عزیزی حمل اور دردزہ کی مشقتون سے محفوظ رہتی ہین اور یہی وجہ ہے کہ اُسکی غذا شکم مین بچہ
ہونے کے وقت اور شیرخواری کے وقت بچے کی غذا مین خرچ ہوتی رہتی ہے) اور جو عورت
بہت جننے والی ہوتی ہے اُسکی حالت اس حالت کے برعکس ہوتی ہے (یعنی وہ بہت کم
بیمار ہوتی ہے کیونکہ اُسکا بدن اور رحم فضلون سے پاک اور صاف ہوتا رہتا ہے اور وہ بہ نسبت
بانجھ عورت کے جلد بڑھیا ہو جاتی ہے اسلیے کہ اُسکی روحین تحلیل ہوتی رہتی ہین اور قوی کمزور ہو جاتے

ہین (اور چونکہ اُسکی غذا شکم کے بچے کی غذا مین صرف ہوتی رہتی ہے اسلیئے اُسکا جسم جلد ضعیف اور کمزور ہوجاتا ہے) مین کہتا ہون یہ بانجھ ہونے کے اسباب کی علامتین ہین اور بعض اسباب کی علامتین نہین ذکر کی گئی ہین یا تو اسلیئے کہ وہ ظاہر ہین اور یا اسلیئے کہ اوپر کے ابواب سے اُنکا علم ہوسکتا ہے اور منجملہ علامات اسباب عقر کے بو کا ناک مین نہ پہونچنا جو مؤلف نے بیان کیا ہے اُسکی وجہ یا تو رحم مین سدون کا ہونا یا اخلاط ردیہ کا جمع ہونا ہوتا ہے جو کہ بو کے پہونچنے سے مانع ہوتے ہین یا خوشبودار چیزونکی بو کو متغیر کر دیتے ہین اور رحم کا اصلی حالت سے پھر جانا دائی کے بیان سے معلوم ہوسکتا ہے اور بعض لوگون نے جو غیر صالح منی کی یہ شناخت بیان کی ہے کہ پانی پر تیرنے لگے یا یہ کہ کاہو کے درخت پر پیشاب کرنے سے وہ جلجائے یا اور اُسی قسم کی پہچانین یہ سب باتین بے دلیل ہین کسی دلیل سے اُن کا ثبوت نہین ہوتا اور نہ صحیح طور سے کسی سے منقول ہین مؤلف

کہتا ہے یہان سے بانجھ کے علاج کا بیان شروع ہوتا ہے

ہم جماع کی ہیئت کو فن اول مین بیان کرچکے ہین اور مرد کو یہ بات لازم ہے کہ جماع سے فارغ ہونے کے بعد ایک گھڑی بھر عورت سے چمٹا رہے تاکہ پورے طور پر منی رحم مین پہونچ جائے اور خوب قرار پکڑے اور جب مرد عورت سے جدا ہو تو عورت کو سزاوار ہے کہ وہ اپنی دونون رانون کو ملائے ہوئے کچھ دیر تک اُسی حالت پر لیٹی رہے (تاکہ فم رحم کا وصل ہوجائے اور رحم کی گردن تنگ ہوجائے اور منی رحم کے قعر مین پہونچ جائے کہ اگر وہ عورت اٹھ کھڑی ہو تو ٹپک نہ پڑے) اور اگر عورت اسی حالت پر سو جائے تو بہت بہتر ہے اور مناسب یہ ہے کہ حیض سے پاک ہوجانے کے بعد اُسوقت جماع کیا جائے جسوقت کو ہمنے اختیار کیا ہے اور اگر سوء مزاج (مرد یا عورت کا) بانجھ ہونیکا سبب ہو تو علاج بالضد کیا جائے اگر حرارت سوء مزاج کا سبب ہے تو سرد تیلون اور لعابون اور ضمادون سے علاج کیا جائے جو رحم پر یا قطن پر اور مرد کے عضو تناسل پر لگائے جائین اور اگر سوء مزاج بارد اور رطب مادے سے ہے اور اکثر یہی ہوا بھی کرتا ہے تو رطوبت کا استفراغ کیا جائے اور تریاق اور مثرودیطوس اور معجون فلاسفہ کا استعمال کرنا چاہیئے اور روغن بان اور روغن بلسان اور روغن سوسن کا بھی استعمال کرنا چاہیئے اور اسی قسم کی نافع چیزون کا اور اگر سوء مزاج کا سبب یبوست ہو تو لعاب اور اُن تیلون کا استعمال کرنا چاہیئے جو حرارت اور برودت مین معتدل ہون اور حمام کرنا اور دودھ

پینا چاہیے اور اگر سوء مزاج چربی کی کثرت سے ہو تو بدن کی تعدیل ریاضتون اور غذاؤن کے لطیف
کرنے اور اُن چیزون کے اجتناب سے کیجائے جو رطوبت پیدا کرنے والی ہین اور فربہ عورت کے
حاملہ کرنے کا سب سے عمدہ حیلہ یہ ہے کہ اُسکے ساتھ ایسی حالت مین جماع کیا جائے کہ وہ رکوع
یا سجدے کی ہیئت پر ہو (تاکہ منی قعر رحم مین پہونچ جائے) اور اگر سوء مزاج رحم کے ورم یا اُسکے
سدون یا اُسکے منحرف ہوجانے سے ہو تو ایسے مرض کا علاج ہم آیندہ چلکر بیان کرینگے اور
اگر سوء مزاج فم رحم کے وصل ہوجانے سے ہوتا ہے تو جو چیزین رحم کو ڈھیلا کرتی ہین اُنکا استعمال
کیا جاتا ہے اور وہ تیل اور لعاب اور نطول ہین اور رحم مین سیسہ کی سلائی بھی ڈالی جاتی ہے
اور بتدریج ہمیشہ اُسکو موٹا کرتے رہتے ہین اور زیرہ اور اجموداور انیسون اور جو دوا اسی کے قریب قریب
ہو اُسکا استعمال کیا جاتا ہے اور ایسی عورت سے بکثرت جماع کیا جائے (کیونکہ عضو تناسل کا داخل
کرنا فم رحم کو کشادہ کردیتا ہے) اور اگر ریاح کے سبب سے ہو تو کمونی اور شربت اصول کا اور اُنکے
عرق اور خالص شراب کا استعمال کرایا جائے (کیونکہ خالص شراب اپنی افراط حرارت سے ریاح
کو لطیف اور تحلیل کرڈالتی ہے) مین کہتا ہون مؤلف نے جس ہیئت جماع اور مختار وقت کو
فن اول کے دوسرے جملہ مین ذکر کیا ہے یہان اُسی کی طرف اشارہ کرنا منظور ہے اور جماع جو یاکی
کے بعد ہو اُس سے یہ مراد ہے کہ حیض کی حالت مین جماع نہ کیا جائے اور تیل اور لعاب اور لیپ
گرم و سرد کے نسخے چند مرتبے ابواب سابقہ مین گذر چکے ہین لہذا اب بیان کرنے کی کوئی ضرورت
نہین معلوم ہوتی اور مذاکیر خلاف قیاس ذکر کی جمع ہے اور جسوقت چربی بکثرت ہو تو اُسکی تعدیل
ریاضت اور تلطیف غذا اور فصد کے ساتھ استفراغ کرنے سے ہونا چاہیے اور حمام رطب اور سفید
اور پتلی شراب کو بھی چھوڑدینا چاہیے اور عورت کے ساتھ رکوع کی ہیئت پر جماع کرنا اس بات پر مدد
دیتا ہے کہ سر ذکر قعر رحم تک پہونچ جائے اور سلائی کے موٹا کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ پتلی سلائی کو
موٹی سلائی سے بدل ڈالین (تاکہ فم رحم کے کشادہ کرنے پر اچھی طرح سے اعانت کرے)
مؤلف کہتا ہے یہان سے اُن ادویہ کا بیان ہے جو حمل رہنے پر
مدد دیتی ہین ہاتھی دانت کا برادہ ایک مثقال حاضر النفع ہے (یعنی نہایت سریع الاثر ہے
اور بہت جلد فائدہ بخشتا ہے) اور ہاتھی کا پیشاب حمل کے رہنے مین ایک عجیب التاثیر چیز ہے

اور ہاتھی کا پیشاب جماع کے وقت یا اُسکے قریب پینا چاہیے اور اس مرض مین تخم سیسالیوس نہایت
مجرب چیز ہے اور خرگوش کے پنیر مایہ کا حمول لینا حیض سے پاک ہونے کے بعد حمل رہنے پر معین
ہوتا ہے اور یہی حال نر ہرن کے پتہ کے حمول کا بھی ہے اور اُسکی مینگنیون کے حمول لینے کا بھی
یہی فائدہ ہے اور شیر اور بھیڑیے کے پتہ کا حمول لینا بھی مفید ہے دو دانگ بھر اور نیز فرزجہ مشک اور
بانجھڑ اور خصیۃ الثعلب اور روغن بلسان اور روغن بکائن اور روغن سوسن کا بنایا ہوا بھی عمدہ ہے مین
کہتا ہون اگر ادویات مذکورہ بالا مین سے کوئی دوا مفید ہوگی تو باعتبار اپنی خاصیت کے نہ
اس اعتبار سے کہ اپنی حرارت یا برودت سے مفید ہوئی ہے (غرض یہ ہے کہ جو دوا اپنی کیفیت سے
اثر کرتی ہے اس اعتبار سے کوئی دوا اُنمین سے اس مرض کے لیے مفید نہین ہوتی ہان اگر ہوتی
ہے تو صرف اپنی خاصیت کے سبب سے) اور اس بات کا علم کہ فلان دوا مفید ہے اگر حاصل ہوگا
تو تجربہ کرنے سے یہ نہین ہے کہ خواہی نخواہی ہم حکم دیدین کہ یہ دوا مثلاً اس مرض کے لیے مفید ہے
اور سیسالیوس تخم انجدان کو کہتے ہین مؤلف کہتا ہے یہان سے اُس منی کا بیان
ہے جسمین بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے یہ وہ منی ہے جو سفید اور لسدار
اور چمکدار ہو اور وہ جسپر مکھی گرتی ہو اور اُسکو کھاتی ہو اور اُسکی بو کھجور کے شگوفہ یا چنبیلی کی سی ہو (اسلیے کہ
یہ بات عفونت اور احتراق اور جماؤ کے نہونے سے ہوتی ہے) مین کہتا ہون مؤلف نے
منی کے جو اوصاف بیان کیے ہین وہ مرد کی منی کے ہین اور عورت کی منی کو جو لوگ منی کہتے ہین
اُنکے قول کے موافق اُسکے یہ اوصاف ہین کہ خون حیض کی طرح رقیق ہو اور اُسمین غلظت اور قوی اجزا
کا التحام نہو اور عورت کی منی پر منی کا بولا جانا محض اشتراک لفظی ہے اور اسکے سوا اور کچھ بن نہین پڑتا
کہ اس مقام پر ایسے معنی مراد لیے جائین جو دونون کو شامل اور جامع ہون اور اُسکا نام منی ہو شیخ نے
ایسا ہی لکھا ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے حمل کے قائم ہو جانے اور
اُسکے مستحکم ہو جانے کی علامتین شروع ہوتی ہین دونون کا انزال برابر ہو اور
عضو تناسل مائل بہ خشکی باہر آئے گویا کہ اُسکو کسی نے چوس لیا ہے (اسلیے کہ خشکی مائل ہونا اسبات
پر دلالت کرتا ہے کہ رحم نے منی کو خوب چوس لیا ہے) اور فم رحم کا ایسا وصل ہو جائے کہ سلائی
کے گذرنے کی گنجایش نہ رہے (کیونکہ یہ اسکی دلیل ہے کہ رحم بہمہ جہت منی پر مشتمل ہوگیا ہے حتی کہ جو اجزا

فم رحم کے قریب ہین وہ بھی مل گئے ہین) اور فم رحم اوپر یا آگے کو اُٹھ آئے اور ناف اور فرج کے
بیچ مین کسی قدر درد محسوس ہو اور جماع سے عورت کو نفرت ہو جائے (اسلیے کہ جماع فم رحم کے
کھلنے کا موجب ہوتا ہے اور منی اور حیض کو حرکت دیتا ہے اور طبیعت فم رحم کے وصل کا ارادہ کرتی ہی
خاصکر جماع سے اُس عورت کو زیادہ نفرت ہو جاتی ہے جسکو لڑکے کا حمل ہو اور جماع کے وقت اُسکو
اذیت اور تکلیف پہونچتی ہے اور جماع سے اُسکو انزال نہین ہوتا اور حاملہ کو حیض بالکل نہین آیا کرتا
اور اگر آتا ہے تو بہت کم اور وقت پر نہین آتا بلکہ تاخیر سے آتا ہے اور جی مالش کیا کرتا ہے اور ہاتھ
پیرون مین گرانی اور سستی رہتی ہے (اسلیے کہ بدن مین فضلات بکثرت محتبس ہو جاتے ہین اور اُنسے
قوت پوشیدہ ہو جاتی ہے) اور سر مین درد رہتا ہے اور سر پھرا کرتا ہے اور آنکھون مین اندھیرا ہو جاتا ہے
(اور یہ سب باتین اسلیے ہوتی ہین کہ سر کی طرف اُن فضلات کے ابخرون کا صعود ہوتا رہتا ہے)
اور خفقان عارض ہو جاتا ہے اور ایک یا دو مہینے کے بعد بھوک خراب ہو جاتی ہے اور چہرے
کی رنگت بگڑ جاتی ہے اور آنکھ کی سفیدی زرد پڑ جاتی ہے (اسلیے کہ اُن فضلون سے جو سر کی طرف
چڑھتے ہین وہ زیادہ خفیف اور سبک ہوتے ہین اور وہی مرۂ صفرا ہین) اور یہ سب عوارض اُسوقت
زیادہ ہوتے ہین جبکہ عورت کو لڑکی کا حمل ہوتا ہے پھر جب جنین بڑھ جاتا ہے تو خون حیض سے وہ
اپنی غذا لیتا ہے اُسکے بعد یہ عوارض سب جاتے رہتے ہین اور حمل رہنے کی مجرب شناخت یہ ہے
کہ عورت کو ماء العسل پلایا جائے خصوصًا بارش کے پانی مین سوتے وقت اُسکے پینے سے اگر آنتون
مین مروڑ پیدا ہو جائے تب تو وہ عورت حاملہ ورنہ نہین اسی طرح ایک دن روزہ رکھا کر عورت کو
کپڑے مین لپیٹ کر نلکی یا سوراخدار کوزہ سے دھونی دین (یہ اسلیے ہے کہ دھونی کی بو باہر سے
اُسکی ناک مین نہ پہونچنے پائے بلکہ صرف اُسکی فرج ہی مین جائے اور پہلے سے روزہ رکھنے کی
قید اسلیے لگائی کہ بدن عام طور سے اور معدہ اور آنتین خاص طور سے رطوبات غذائیہ سے
پاک صاف ہو جائین اور بو بلا تکلف ناک مین پہونچ سکے) اب اگر عورت کو دھونی کی بو محسوس
ہو تو وہ حاملہ نہین ہے اور اسی طرح سے یہ عمل بھی مجرب ہے کہ خالی معدے مین لہسن اندر رکھے
اگر اُسکی بو اور مزا محسوس نہو تو حاملہ ہے اور اگر محسوس ہو تو حاملہ نہین ہے اور عورت کے حمل رہجانیکی
یہ بھی ایک علامت ہے کہ حاملہ عورتون کے قارورے مین کوئی چیز دھنی ہوئی روئی کی طرح دکھائی دیا

کرتی ہے اور کبھی حاملہ کا قارورہ صاف ہوتا ہے اور اُسمین بادل کے لیسے بخارات نظر آیا کرتے ہین اور کبھی قارورے مین دانے سے چڑھتے اُترتے نظر آتے ہین اور حاملہ کے ابتدائے حمل مین قارورے کی رنگت نیلگون ہوتی ہے اور اخیر مین سرخی مائل اور اگر کم عمر کی عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو اُس کے مرجانے کا خطرہ ہوتا ہے اور اُس حاملہ کے مرجانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے جسکو تپ حاد یا ورم رحم عارض ہو جائے (خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ تپ حاد کی صورت مین موت کا خطرہ اسلیے ہے کہ حاملہ کو سانس کے لینے مین دشواری ہوتی ہے خصوصًا اُسوقت اور زیادہ دقت ہوتی ہے جبکہ اُسکا پیٹ بڑھجائے اور وہ اپنے لیے اور اپنے بچے کے لیے سانس لینے کی محتاج ہوتی ہے اور بخار کی حرارت ان دونون کو اور زیادہ سانس لینے کی محتاج کر دیتی ہے اور جو سرد ہوا کہ حاملہ کے بدن کو لگتی ہے وہ کفایت نہین کرتی اور یہ بات دونون کی ہلاکت کا سبب ہوتی ہے اور ورم کی تقدیر پر موت کا خطرہ ظاہر ہے محتاج بیان نہین) **مین کہتا ہون** مرد اور عورت دونون کا ایک ہی وقت مین منزل ہونا حمل ہونے مین اسلیے معتبر ہے کہ رحم مرد کی منی کو اُسوقت جذب کرتا ہے کہ عورت کو انزال ہو اور سرِ ذکر کا خشک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ رحم نے کامل طور پر منی کو چوس لیا ہے اور فم رحم کا وصل ہو گیا ہے اور فم رحم اسلیے مرتفع ہو جاتا ہے کہ طبیعت جنین کی طرف پوری توجہ کرتی ہے اور جماع کے وقت عورت کے درد کا ہونا اور جماع سے عورت کا نفرت کرنا اسلیے ہوتا ہے کہ رحم مشغول ہوتا ہے اور اُسمین امتلا ہو جاتا ہے اور اس حالت مین حیض کے موقوف ہو جانے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ جو خون ماہواری بہا کرتا تھا وہ اب جنین کی غذا ہو جاتا ہے اور غثیان اور کرب وغیرہ اسلیے عارض ہوتا رہتا ہے کہ حیض کے منقطع ہو جانے سے یہ فضلے رُک جاتے ہین اور وہی ان عوارض کو پیدا کرتے رہتے ہین اور شہد کے پانی سے آنتون مین مروڑا پیدا ہو جانے کا سبب خاص کر جب کہ اُسکا استعمال مینہ کے پانی کے ساتھ کیا جائے یہ ہے کہ وہ بہت جلد اپنی لطافت کے سبب سے ہوا ہو کر آنتون مین نفخ پیدا کر دیتا ہے پس جبکہ رحم اُبھرا ہوا اور ملا ہوا ہو اور خالی نہو تو مزاحمت کے سبب سے آنتون مین خواہی نخواہی درد ہو گا اور مغص اسی درد سے عبارت ہے اور کم عمر عورت کی موت کا اسلیے اندیشہ ہوتا ہے کہ ہنوز اُسکا رحم چھوٹا ہے (اس سبب سے بچے کے محتبس ہو جانے کا اندیشہ ہے اور جب اُسکا احتباس ہوا

اور مکان مین اُسکی گنجایش نہین ہے تو لا محالہ مزاحمت کے سبب سے اُسکی ہلاکت کا خطرہ کھلا ہوا ہی)
اور جسوقت کہ حاملہ کو بخار آجائے یا اُسکے رحم مین ورم ہو جائے تو اس کے اس مرض سے
موت کا اندیشہ اسلیے ہے کہ بخار کی حالت مین خواہی نخواہی غذا ر چھوٹ جاتی ہے اور یہ بات
جنین اور اُسکی مان کے دونون کے لیے مضر ہے اور اگر غذا ر دیجائے تو مان کے مضر ہے اور نیز
مان کی غذا اپنی حرارت کی وجہ سے فاسد ہو جائیگی اور ورم رحم کی حالت مین موت کا اسلیے خطرہ
ہے کہ ورم کے سبب سے غذا ر خراب ہو جائیگی اور جب یہ بگڑ گئی تو اسکے فساد سے جنین کی غذا مین
فساد پیدا ہوگا اور خواہی نخواہی بہر صورت مان ہی پر اُسکا وبال ہوگا اور مان کا علاج اور اُسکو دوا
پلانا ایک دشوار امر ہے غرضکہ حاملہ اگر بیمار ہو جائے تو اُسکے لیے دشواری ہی دشواری ہے

مؤلف کہتا ہے یہان سے جنین کے نر ہونیکا سبب بیان ہوتا ہے

اُسکا سبب اور اُسکی علامتین یہ ہین مرد کی منی کا بکثرت ہونا اور اُسکا گرم ہونا اور اُسکا داہنی طرف
سے نکلنا اور پاک ہونے کے وقت جماع کا موافق پڑنا اور شہر اور فصل کا بارد ہونا (اسلیے کہ اس زمانہ
مین منی مین گرمی ہوتی ہے کیونکہ بیرونی خارجی برودت کی وجہ سے حرارت عزیزی اندر کو متوجہ
ہوتی ہے) اور پہاڑی ہوا کا چلنا اور جوان ہونا یعنی بڑھاپا اور لڑکپن نہونا اور وہ حاملہ عورت جس کو
لڑکے کا پیٹ ہوتا ہے وہ زیادہ خوش و خرم ہوتی ہے اور اُسکی رنگت مین حسن و جمال اور ملاحت
زیادہ ہوتی ہے اور بھوک اُسکی صحیح ہوتی ہے اور باعتبار عوارض کے اُسکو سکون زیادہ ہوتا ہے
(کیونکہ عوارض مذکورہ کو اُسوقت قوت ہوتی ہے جب حاملہ کے بدن مین فضلے بکثرت ہوتے
ہین اور جب یہ فضلات کم ہون تو انسے اعراض مذکورہ کی پیدایش بھی کم ہوگی) اور بہ نسبت
بائین طرف کے داہنی طرف ثقل محسوس ہوتا ہے (اسلیے کہ طفل کے مزاج مین زیادہ گرمی
ہوتی ہے اور رحم کے داہنی طرف کا حصہ بھی زیادہ گرم ہوتا ہے لہذا لڑکون کی پیدایش بھی اُسی
منی سے ہوتی ہے جو رحم کے اُس حصے مین گئی ہے) اور پہلے پہل داہنے پستان کا بڑا ہونا
اور ڈھٹنیون کا سرخ ہونا یہ بھی طفل کی علامت ہے اور جب عورت کو لڑکی کا حمل ہوگا اُس کے
دونون پستان سفید ہو جائینگے (اسلیے کہ لڑکی کی برودت خون کو کثیف اور غلیظ کر دیتی ہے
لہذا خون باہر کی جانب حرکت نہین کرتا مگر ہان جبکہ بہت ہو تو اُسوقت مین سیاہی یا نیلگونی

ظاہر ہونے لگتی ہے) اور ایسی حاملہ کا یعنی لڑکی والی کا دودھ گاڑھا اور نہایت سفید ہوا کرتا ہے
اور یہ جب چلتی ہے تو اولاً داہنے پیر کو اُٹھاتی ہے اور جب کھڑی ہوتی ہے تو داہنے ہاتھ کی ہتھیلی
کو زمین پر ٹیک کر اُٹھتی ہے اور اُسکی سیدھی آنکھ زیادہ سبک اور حرکت مین بہت تیز ہوا کرتی ہے
اور لڑکا تین مہینے کے بعد پیٹ مین حرکت کرنے لگتا ہے اور لڑکی چار مہینے کے بعد حرکت کرتی
ہے (کیونکہ لڑکا اپنی حرارت اور قوت کے سبب سے خلقت مین جلدی کرتا ہے اور لڑکی پر برودت
غالب ہوتی ہے اسلیے وہ خلقت اور حرکت مین دیر کرتی ہے) **مین کہتا ہون** رحم کی داہنی
جانب نہایت قوی اور بہ نسبت دوسری طرف کے بہت گرم ہوتی ہے کیونکہ یہ جانب جگر سے
قریب ہے اور طفل کی منی بھی ایسی ہی ہوتی ہے اور ان سب عوارض اور علامات کی صحت تجربے
سے ہوا کرتی ہے اور ان سب باتون کا مدار کار صرف ایک بات پر ہے اور وہ یہ کہ لڑکے کا
مزاج بہ نسبت لڑکی کے مزاج کے گرم ہوتا ہے اور اذکار کے یہ معنی ہین کہ عورت کو لڑکے کا
حمل ہو **مؤلف کہتا ہے** جنین کے پیٹ مین بیمار ہو جانے کی یہ علامتین ہین اُسکی مان
کا اکثر بیماریون مین مبتلا رہنا اور کثرت سے مواد کا خارج ہونا اور حمل کی حالت مین بھی حیض
کا جاری ہونا اور شروع حمل مین پستان سے دودھ کا بہنا اور جنین کا سُستی اور نقاہت کے ساتھ
حرکت کرنا یا بالکل حرکت نہ کرنا **مین کہتا ہون** حاملہ کے بیمار ہو جانے سے اُسکی قوت
جاتی رہتی ہے اور اُسکے اخلاط خراب ہو جاتے ہین اور جنین کی غذا انھین اخلاط سے
ہوتی ہے اور جب مان کو اکثر بیماریان لاحق حال ہونگی تو خود بخود ثابت ہو جائیگا کہ جنین کی حالت
اعتدال پر نہین ہے اسلیے کہ علت سے بھی معلول کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور علامت مین اسکی
قید نہین ہے کہ وہ علت نہو بلکہ علت بھی علامت ہو سکتی ہے جیسا کہ یہان موجود ہے اور
اس سے تمکو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسطرح مان کی حالت خراب ہونے یعنی مواد کے بکثرت بہنے
یا حیض اور دودھ کے جاری ہونے سے جنین کی حالت کے خراب ہونے کو معلوم کر سکتے
ہو اسیلے کہ جنین کو جیسا کہ چاہیے غذا بہم نہین پہونچتی **مؤلف کہتا ہے** یہان سے
اسقاط کا بیان شروع ہوتا ہے حمل کے گر پڑنے کا سبب یا تو خارجی ہوتا ہے جیسے چوٹ کا
لگ جانا یا گر پڑنا یا خوب زور زور سے کودنا اور پھاندنا خصوصاً پیچھے کی طرف کودنا اسلیے کہ اس سے

لڑکا یعنی جنین
منی کے طفل پیدا
ہونا جسے حمل ۱۲

جنین کو جنبش ہوتی ہے) اور یا اسکا سبب کوئی نفسانی حرکت ہوتی ہے جبکہ افراط کے ساتھ ہو جیسے غصہ یا رنج وغیرہ ہے یا حمام کے اندر دیر تک ٹھہرنا ہو (اسلیے کہ حمام مین دیر تک ٹھہرنا ترطیب کی کثرت کے سبب سے پیٹ کے بچے کو گرا دیتا ہے) یا ہوا کی گرمی یا سردی حد سے زیادہ پہونچی ہو یا اُس کھانے کی بو کو سونگھا ہو جسکو اُسنے نہین کھایا ہے یا اسکا سبب بدنی ہوتا ہے مثلاً بیماریان ہین کہ اُسکی مان کو لاحق ہو جاتی ہین پس اُنکے سبب سے جنین کا مزاج اور غذا ر فاسد ہو جاتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے) یا یہ کہ حد سے زیادہ شکم خالی ہے (اور اسکی چند صورتین ہین) ایک تو یہ کہ بھوک حد سے زیادہ لگی ہو (یہانتک کہ جنین کو اُسکی غذا ر تک نہ پہونچے خاصکر اُسوقت جبکہ اُس کا بڑا ہونا شروع ہوتا ہے اسلیے کہ ایسے وقت مین اُسکو غذا ر کی نہایت احتیاج ہوتی ہے اور وہ ایسی حالت مین ضائع ہو جاتا ہے یا ضعیف ہو جاتا ہے پھر رحم اُسکو اُسی طرح دفع کر دیتا ہے جسطرح کہ معدہ اپنے اندر سے فاسد غذا ر کو دفع کر دیتا ہے) یا یہ کہ معدہ کثرت استفراغ سے خالی ہو گیا ہے یا فصد کے سبب سے اسقاط ہو جاتا ہے (اسلیے کہ فصد سے وہی خون خارج ہوتا ہے جو جنین کا مادہ ہوتا ہے اور جس سے وہ بنتا ہے پھر یہ فصد تمام استفراغون سے اسقاط کے حق مین بڑھکر ہوتی ہے) یا بدنی امتلا ر کے سبب سے (اسلیے کہ جب بدن مین افراط سے امتلا ر ہوتا ہے تو وہ اخلاط کی عفونت اور اُنکے فساد کا موجب ہوتا ہے لہذا جنین کی غذا ر فاسد ہو جاتی ہے اور اُسکے سبب سے سدہ بھی بڑھجاتا ہے یہانتک کہ غذا ر بچہ تک نہین پہونچ سکتی کیونکہ سُدہ اُسکے منافذ کو روک دیتا ہے یا تخمون کا افراط سے ہونا (اسلیے کہ جب تخمے حد سے زیادہ ہوتے رہینگے تو ضرور غذا ر مین فساد ہو کے بچے کے لیے باعث ہلاکت ہوگا) یا خود جنین کی حالت خراب ہو جائے اسطرح کہ ضعیف ہو جائے یا مر جائے تو طبیعت بہ سبب کراہت کے اُسکو دفع کر دیتی ہے یا جنین کے اسقاط کا سبب رحم کی حالت ہوتی ہے (اور اسکے چند سبب ہین) ایک تو یہ کہ فم رحم کشادہ ہو گیا ہو (اسلیے کہ رحم جب تخم پر مشتمل ہوتا ہے تو اُسکو جمیع اطراف سے گھیر لیتا ہے یہانتک کہ اُسکے مُنھ مین نوک دار سلائی بھی نہین جا سکتی اور فم رحم کا اسقدر انضمام اسلیے ہوتا ہے کہ اُسمین سے منی اور جنین نہ نکل سکے پھر اگر رحم کا منھ اتنا وسیع ہو جائے جسمین امکان بھر کی کم چیز جا سکے تو یہ اسقاط کا سبب ہے اس سبب سے کہ اسوقت مین رحم کا اشتمال فاسد ٹھہریگا پھر کیا حال ہوگا جب رحم کا منھ

کشادہ ہوجائیگا اور اس سبب سے کہ رحم کی حرارت خارج ہوجائیگی اور پراگندہ ہوجائیگی اور اس سبب سے کہ رحم
مین خارجی سردی اور گرمی چلی آئیگی اور وہ منی اور جنین کے مزاج کو بگاڑ دیگی) دوسرے یہ کہ رحم مین
رطوبت بکثرت ہوگئی ہو تو وہ جنین کو پھسلا دیگی یا ریاح کی وجہ سے اسقاط ہوجاتا ہے یا رحم مین سوء مزاجی
پیدا ہوگئی ہو مثلاً تپ محرقہ یا جماد دینے والی برودت اور جب نہایت ضعیف و ناتوان عورت حاملہ ہوگی
تو اُسکے حمل کا اسقاط ہوجائیگا قبل اس سے کہ وہ فربہ ہو اور وہ عورت جسکا بدن فربہی اور لاغری مین
معتدل ہو مگر دوسرے تیسرے مہینے اُسکے حمل کا اسقاط ہوجاتا ہو تو اُسکے رحم کا نقر بھرا ہوا اور
مخلوط ہوگا (اسلیے کہ شکم کے بچے کی گرفت صرف رحم کی رگون کے منھ سے ہوتی ہے پھر جبکہ
گرفت اور پکڑ اُسکی کمزور ہوگی تو جبتک جنین چھوٹا رہیگا رحم اُسکی حفاظت پر قوی ہوگا اور جب وہ بڑا
ہوجائیگا تو رحم اُسکے پکڑنے اور روکے رہنے پر قوت اور قدرت نپائیگا پھر بچہ اُس رطوبت کے
سبب سے اپنے ثقل کے ساتھ رحم سے پھسلجائیگا اور اگر یہ رطوبت رقیق ہوگی تو خواہ مخواہ بہ نکلیگی پس وہی
رطوبت مثل رینٹھ کے غلیظ ہوگی تو اُسکو لڑکے کے روکنے پر قدرت نہوگی اور وہ اس رطوبت سے
گر پڑیگا) اور اسقاط کی یہ علامت ہے کہ دفعۃً دونون پستان لاغر ہوجائین اور اگر دونون پستانون
مین سے صرف ایک لاغر ہوجائے اور حمل دو بچون کا ہو تو جسطرف کی پستان لاغر ہوجائیگی اُسیطرف کا
بچہ ساقط ہوجائیگا (مگر یہ اس رطوبت سے اُسوقت گرجائیگا جبکہ بڑا ہوچکا ہو) **مین کہتا ہون**
ضربہ وغیرہ اُس منی کو پھسلا دیتا ہے جو ابھی متعلق ہوئی ہو اور حرکات نفسانیہ کی وجہ سے طبیعت
کو جنین کی حفاظت اور نگہبانی سے بے پروائی اور بے توجہی ہوجاتی ہے کیونکہ یہ حرکات قویٰ
کو ضعیف کردیتے ہین اور جنین سست پڑجاتا ہے اور حمام کی شان سے ازلاق ہے اور حمام
ارخا کرتا ہے اور کرب مین ڈالدیتا ہے اور جنین کو ٹھنڈی ہوا کے حاصل کرنے کا محتاج کردیتا ہے
اور حرارت اور برودت کی افراط قویٰ کو ضعیف کردیتی ہے اور بد کے سونگھنے سے نفس کو جنین کی
گرفت سے بے توجہی ہوجاتی ہے اور نیز اُس سے قویٰ ضعیف اور سست اور ڈھیلے ہوجاتے
ہین اور جنین کی مان کے امراض اور اُسکے بدن کے افراط سے خالی ہونے کا بھی یہی حال ہے
اور امتلا اور تخمہ کے سبب سے جنین کی غذا خراب ہوجاتی ہے اور نہایت لاغر اور کمزور عورتون کے
حمل گرجانے کی فربہی سے پہلے یہ وجہ ہے کہ بدن تمام غذا کو اعضا کے صرف مین لے آتا ہے

اور جنین کے لیے کچھ بھی غذا انہیں باقی رہتی جو اُسکو پائے تو وہ خواہ مخواہ ضعیف ہو جاتا ہے
اور نفخہ رحم رحم کی رگون کے منھ کو گھٹتے ہین اور انھین رگون سے مشیمہ کی رگون کی ساخت اور
بناوٹ ہوتی ہے پس جب رطوبت پیدا ہو جاتی ہے تو جتنے مشیمہ کی رگون کی بناوٹ ہوتی
ہے وہ ڈھیلی پڑ جاتی ہین تو اوسنے سبب سے جنین چھوٹ پڑتا ہے مؤلف کہتا ہے

یہان سے حاملہ عورتون کے علاج کی تدبیر کا بیان ہے

حاملہ کی حالت حمل مین نہ فصد کرائی جائے اور نہ انکو مسہل دیا جائے خاصکر حمل کے شروع سے
چار مہینے کے گذرنے تک اسلیے کہ وہ اول پیدایش ہے (کیونکہ رحم سے ابھی تک اُسکا تعلق مضبوط
نہین ہوا ہے کیونکہ علاقون کی خلقت ابھی تک نہ تو کامل ہوئی ہے اور نہ علاقے ہنوز سخت ہوئے
ہین اور یون بھی بچہ ابھی تک ناتوان ہے) اور ساتوین مہینے کے بعد بھی ان امور مذکورہ بالا سے حاملہ
کو روکا جائیگا اسلیے کہ اسوقت مین جنین کا تعلق نہایت ضعیف ہو جاتا ہے (کیونکہ جنین اب کامل
ہو چکا اور خوب وزنی ہو گیا اور اُسکے روکنے پر طبیعت کو پوری حاجت اور ضرورت نہین رہی)
اور جنین کا حال پھل کا سا ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے شروع برآمد ہونے اور انتہا کے وقت نہایت
کمزور ہوتا ہے پھر اگر بسبب کثرت اخلاط فاسدہ کے بلا استفراغ کے کوئی چارہ کار ہی نظر نہ آئے
تو اس عمل کے لیے التماس بہتر ہے اور اگر اسوقت کوئی ایسا سبب موجود ہو جو اسقاط حمل کا موجب ہو
مثل سوء مزاج اور ضعف کے تو اُسکے مزاج کی تعدیل کیجائیگی اور اُسکو صالح غذاؤن کے ساتھ
قوت دیجائیگی اور اگر اسقاط کا سبب رطوبت مزلقہ کا زیادہ ہونا ہو اور بیشتر اسقاط کا سبب یہی رطوبت
مزلقہ ہوا کرتی ہے تو شوربا اور میوہ جات تر و تازہ اور حمام کو چھوڑ دینا چاہیے اور حقنون مین مسہل کرلینے سے
پاک صاف کرادیجائیگی اور حقنون سے اور پیشاب لانے والی ادویہ سے اور پسینا لانے والی
چیزون سے بھی ان رطوبتون سے رحم کو پاک صاف کرینگے مگر بہ نسبت پیشاب لانے والی چیزون
کے پسینا لانے والی چیزین بہتر ہین (اسلیے کہ ادرار سے مواد کی تحریک پیشاب کے ساتھ بچے
کے رہنے کے مقام کے قریب سے ہوتی ہے پھر اس بات کا خوف کیا جاتا ہے کہ پیشاب کی مائیت سے
رحم تر ہو جائے اور بچے کو پھسلا دے) **یہان سے اُن ادویہ کا بیان ہے جو
جنین کی اسقاط سے نگہبانی کرتی ہین اور مقوی قلب بھی ہین** اور وہ یہ ہین

مفرح یاقوتی وغیرہ اور تریاق کبیر اور مثرودیطوس اور دواء المسک اور بہمن سرخ اور بہمن سفید اور درونج اور زرنجور اور انکی طبیعتون کے ملایم کرنے پر توجہ اور عنایت کیجائے تاکہ ایسے مریض کو قبض نہو جائے اور اگر قبض ہو جائیگا تو اجابت کے وقت جنین کے مزاحم ہوگا اور خفیف مشی یعنی ٹہلنے کی عادت ڈالی جائے تاکہ انکے فضلات تحلیل ہوتے رہین اسلیے کہ حاملہ عورت کے حیض کے بند ہو جانیسے فضلے بکثرت پیدا ہو جایا کرتے ہین اور حاملہ کو حمام کا کرنا اور کودنا اور پھاندنا نہایت برا ہے اور ہر ایسی چیز سے اجتناب ضروری اور لازمی ہے جو حیض کا ادرار کرے مثل لوبیے اور کبر اور جھالرا اور نخود اور کنجد اور اجمود کے اور یہ عورتین صرف خالص روٹی اور سال بھر کے بکری کے بچے کا گوشت کھائین اور شیرین بہی اور امرود بھوک بڑھاتی ہین اور سیب اور انار اور مویز منقے اور ریحانی شراب سے ہر ایک اس عمل کے لیے مفید اور نافع ہین **مین کہتا ہون** فصد لینا اور مسہل کرانا قوی کو ضعیف کر دیتا ہے اور دونون کی غذا مین تقلیل پیدا کر دیتا ہے اور شروع حمل مین توان دونون سے اسلیے اندیشہ اور خوف ہوتا ہے کہ بچے کا اتصال اور تعلق ضعیف ہے اور ساتوین مہینے کے بعد اسلیے کہ جنین خوب بڑا اور کلان اور بوجھل ہو گیا ہے اور تعریق ادرار سے اسلیے بہتر ہے کہ جہان جنین کا مقام ہے وہان سے تعریق کا عمل بعید ہے اور جو دوائین قلبی ہین انکا ذکر ہو چکا ہے جنکی طرف مؤلف نے اپنے قول وغیرہا سے اشارہ کیا ہے اور وشب اور طفرہ کے ایک ہی معنی ہین لہذا ایک کا ذکر کر دینا کافی تھا اور بہی اور امرود کے اختیار کرنے کی یہی وجہ ہے کہ انکے کھانے سے بھوک خوب لگتی ہے کیونکہ حاملہ عورتون کی بھوک اکثر کم ہو جایا کرتی ہے اور اسکی وجہ ہم بیشتر بیان کر چکے ہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے اُن اسباب کا بیان ہے جن سے بچہ بآسانی پیدا ہو** حاملہ عورت حمام مین بھیجی جائے اور اسپر گرم پانی سے نطول کیا جائے اور گرم پانی مین ناف تک بٹھائی جائے اور وہ روغن اسکی فرج پر ٹپکائے جائین جنین ازلاق ہوتا ہے اور اکثر فرج کے اندر حقنہ بھی کیا جاتا ہے **مین کہتا ہون** یہان پر حمام کی اجازت دینا اور بیشتر اس سے نہی کرنا ان دونون باتون مین کوئی منافات نہین ہے کیونکہ حکم نہی تو قبل از زمانۂ ولادت ہے اور حمام کی اجازت اسوقت ہے جب دردزہ شروع ہو جائے اور ولادت کا وقت قریب ہو **مؤلف کہتا ہے یہان سے اُن ادویہ کا بیان**

ہے جنسے بچہ کے پیدا ہونے مین آسانی ہو اور مشیمہ کے نکلنے مین
سہولت ہو اگر حاملہ کو پوست املتاس چار مثقال بھر پلادین تو اُسی جگہ جن دیگی آورد اپنی ولادت
اور درد کو آسان کردیتی ہے اور ہینگ جند بید ستر کے ہمراہ تو نہایت ہی نافع ہے اور اسی طرح ولادت
کے لیے یہ عمل نہایت مجرب ہے کہ عورت اپنے بائین ہاتھ مین مقناطیس کو تھام لے اور اسی طرح
گدھے اور گھوڑے کے سُم کی دھونی لینا یا شور پانی کی مچھلی کی آنکھ کی دھونی لینا اور بائین ران پر
مونگے کی جڑ کا لٹکانا ولادت کو سہل کردیتا ہے اور ولادت بہت جلد ہو جاتی ہے اور بعض اطباء
کا تجربہ یہ ہے کہ اگر اصطرک افریقی کو عورت داہنے زانو پر لٹکائے تو اُسکو دردزہ لاحق نہوگا اور بعض کا
تجربہ یہ ہے کہ اگر پیسی ہوئی زعفران سے بنایا ہوا مہرہ عورت اپنے زانو پر لٹکائے تو مشیمہ یعنے جھلی
نکل پڑیگی اور سانپ کی کیچلی یا کبوترون کی بیٹ کی دھونی بھی ولادت کو آسان کردیتی ہے مگر سانپ
کی کیچلی اکثر اوقات جنین کو مار ڈالتی ہے اور مشیمہ کے اسقاط کی ترکیب یہ ہے کہ عورت کی ناک مین
چھینک لانے والی دوائین ڈالین اور دونون نتھنے اور منھ بند کردین اور اگر چار روز متواتر دردزہ رہیگا
تو بلاشبہہ جنین مرچکا ہوگا پس اُسکے نکالنے کی تدبیر کرنا چاہیے تاکہ ماں کی جان بچے (اس لیے کہ
اسقاط کی تدبیر کا ترک کرنا ایسی چیز ہے جس سے اُسکی ماں کی موت لازم ہوتی ہے اسلیے کہ شکم مین
کا بچہ اپنے مرجانے کے بعد رحم مین متعفن ہو جاتا ہے اور اُسکی عفونت ماں کے دل تک سرایت
کرجاتی ہے پھر یہ عفونت دل کے مزاج مین فساد پیدا کردیتی ہے اور وہ روح جو ماں کے دل مین ہوتی
ہے اُسکا مزاج فاسد ہو جاتا ہے اُسکے بعد خواہ مخواہ ماں کی موت لازمی ہے) اور اکثر اوقات عورت
کی فرج کے اندر ہاتھ ڈالنے اور جنین کے تراشنے اور اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے نکالنے کی ضرورت
ہوتی ہے اور اگر درد بچے کی پیدایش سے قبل پیڑو اور پشت کی جانب میل کرے تو ولادت آسانی
سے ہوگی (اسلیے کہ اسطرف درد بھی مائل ہوتا ہے جب شکم مین کا بچہ اسطرف پھرتا ہے اور وہ مقدم
رحم اور اُسکے قریب مین کشش کرتا ہے اور رحم کا مقدم حصہ مؤخر سے زیادہ کشش کرتا ہے اسلیے کہ
شکم کی ہڈیان اسطرف زیادہ کشش سے منع کرتی ہین بخلاف اُن جھلیون کے جو دونون سرینون
کے مقام کے سامنے ہوتی ہین پھر جب بچہ مقدم کی طرف پھرتا ہے اور یہ طرف بسبب کشادگی
اور فراخی کی شدت سے قبول کرلیتی ہے تو ولادت ضرور آسان ہو جاتی ہے) اور اگر درد پیڑو کی طرف

یا پشت کی طرف سرکتا ہے تو ولادت مین دشواری ہوتی ہے **مین کہتا ہون** یہ دوائین بالخاصہ
مفید ہوتی ہین بشرطیکہ صحیح ہو اور اُسکی صحت کا علم تجربہ ہی سے ہوتا ہے اور مؤلف کا قول والطلق وولادۃ
پر معطوف ہے اور طلق اُس درد کا نام ہے جو بچہ پیدا ہوتے وقت ہوا کرتا ہے (یعنی دردزہ) اور
اصطرک ایک رومی درخت کا گوند ہے اور افریقی بلاد رومیہ کو کہتے ہین اور اس دوا کی نسبت اُسی کی
طرف ہوا کرتی ہے اور خرزہ سے مراد مہرہ ہے جو زعفران سے بنایا جاتا ہے یا پانی مین گوندھکر اور
سلخ الحیہ سانپ کی کینچلی کو کہتے ہین جو اُسپر سے اُترتی ہے حکیم ارسطاطالیس کہتا ہے کہ سانپ کی
کینچلی سب سے پہلے اُسکی آنکھ سے اُترنی شروع ہوتی ہے اور پورے ایک رات دن مین اتر چکتی ہے
اور اُسکے اوپر اُلٹتی ہوئی چلی جاتی ہے اور اسمین غایت درجہ کی خشکی ہوتی ہے اور اگر اسکو شہد مین
گھوٹ کر کوئی اپنی آنکھون مین لگائے تو اُسکی بینائی بہت تیز ہو جائیگی **مؤلف کہتا ہے**

یہان سے اس بات کا بیان ہے کہ حیض بکثرت کیون آیا کرتا ہے

یا تو اسکی یہ وجہ ہے کہ بدن خون سے بھرا ہوتا ہے اور طبیعت اُسکو دفع کرتی ہے اور امتلاء کی یہ علامت ہے
کہ چہرہ اور جسم خون سے بھرا ہوا معلوم ہو اور رگین ابھری ہوئی ہون اور باوجودیکہ حیض کی کثرت ہو مگر بدن مین
ضعف نہ پیدا ہوا اور نہ رنگ مین کچھ تغیر ہو اور اسکا دوسرا سبب خون کی رقت اور اُسکی تیزی ہوتی ہے
اُسکی علامت بدن کا ضعیف ہونا اور رنگ کا زرد ہونا اور اُس حیض کا رقیق ہونا اور جاری ہوتے وقت
سوزش کا محسوس ہونا اور جلدی کے ساتھ اُسکا نکلنا اور حیض کے رنگ کا زرد ہونا ہے اور تیسرا سبب
اسکا یہ ہوتا ہے کہ خون مین رطوبت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے جسکی وجہ سے رگون کے منھ ڈھیلے پڑجاتے
ہین اور اُسکی قوت ماسکہ جو خون کو روکے ہوے ہوتی ہے ضعیف ہو جاتی ہے چوتھا سبب اسکا یہ
ہوتا ہے کہ خلط سوداوی غالب آجاتا ہے اور اُسکے اندر جو ایک قسم کی حدت ہوتی ہے اسوجہ سے
رگون کے منھ کھلجاتے ہین جسطرح صفرا کی وجہ سے کھلجاتے ہین اور ہر ایک خلط کے غلبہ کی شناخت
اسطرح بخوبی ہوسکتی ہے کہ شب کے وقت عورت روئی کا ایک پھویا اپنے اندام مین رکھلے اور صبح کو
نکالکر جب روئی خشک ہو جائے تو دیکھے جیسا رنگ اُس روئی کا ہو سمجھ لے کہ اُسی قسم کا خلط غالب ہے
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دھونے سے بھی اُس خلط کا رنگ نہین چھوٹتا پانچوان سبب یہ ہوتا ہے کہ رحم مین
بواسیر ہو جاتی ہے چھٹا سبب یہ ہوتا ہے کہ رحم کے اندر قرحے پڑجاتے ہین ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ

دشواری سے بچہ جننے کے بعد یہ مرض لاحق ہوجاتا ہے اور بواسیر اور قروح اور اُنکے علاج کا بیان
وہین آئیگا جس جگہ ان دونون کا بیان آئیگا اب یہان سے ہر ایک کا علاج شروع
ہوتا ہے اگر خون کی کثرت امتلا کی وجہ سے ہو تو باسلیق کی فصد لیجائے اور دونون پستان
خوب مضبوط باندھ دیے جائین اور دونون پستانون کے نیچے بھری سنگیان لگائی جائین اور
اُن شربتون کے ہمراہ جنمین قبض کی قوت ہے اور جوش خون کے بیے مسکن اور مطفی ہین کہربا کے
قرص پلائے جائین اور وہ شربت یہ ہین شربت انار شربت آلو بخارا اور شربت فواکہ ہین انہین سے
جس شربت کے ساتھ چاہے قرص کا استعمال کرے اور اس مرض مین ان غذاؤن مین سے جو
غذا چاہے کھائے سماق بکری کے گوشت کے ہمراہ یا مسور عناب کے ہمراہ جسکو زرشک مین ترش
کرلیا ہو یا آب انار ترش مین یا ترش میوہ جات مین یا ترش سیب مین اور اس مرض کا فرزجہ یہ ہے
کہ مشک اور گلنار فارسی اور پھٹکری اور سہاگہ سنارون کا اور مازو اور پوست کندر اور اقاقیا اور
دم الاخوین اور گل ارمنی اور گوند ببول اور کہربائے شمعی اور برگ آس کو عرق گاؤزبان یا انڈون
کی زردی مین گوندھا جائے اور بار بار استعمال کیا جائے یہانتک کہ خدائے تعالیٰ کے
حکم سے یہ مرض جاتا رہے اور رقت خون اور اُسکی سوزش کا وہی علاج ہے جو ہم پہلی قسم مین بیان
کرچکے ہین البتہ فصد نہ لینا چاہیے اور اگر یہ مرض خلط کے غلبہ سے پیدا ہوا ہے تو اس خلط کا
نکالدینا چاہیے خواہ بلغم ہو یا سودا غرض اُنکے مسہلون سے انکو نکالدین اور اسکی تدبیر ہم بیان
کرچکے ہین اور اگر اس مرض کا حدوث جننے کی دشواری سے ہوا ہے تو اسکا علاج اور شربت اور غذا مین
اور شیاف مثل نوع اول کے ہین اور اسکے لیے وہ دوائین بھی مفید ہین جو قروح رحم اور شقاق رحم
کے لیے نافع ہین مین کہتا ہون فصد اسلیے مناسب ہے کہ خون کم ہوجائے اور دوسری طرف
کو کھنچ جائے اور یہ بات مناسب تر ہے کہ استفراغ اُن ادویہ سے ہو جنمین باوجود قوت استفراغ کے
پھر بھی قوت قبض ہو جسطرح کہ ہلیلہ جات ہین اور استفراغ کے بعد کسیقدر گوند اور کتیرا پلادیا جائے
تاکہ رگون کے منھ مین لزوجت پیدا ہوجائے اور شربت فواکہ کے بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ آب بہی
آب ناشپاتی آب انار میخوش گردہ سماق زعرور اور خربزہ کو شکر ڈالکر قوام کرکے شربت بنالین اور
فرزجہ اُسکا نام ہے جسکو عورتین اپنے اندام نہانی مین رکھتی ہین اور کٹوری کا سہاگہ وہ کہلاتا ہے

جسمین سونے کو ڈال کر سنار گھلایا کرتے ہین اور سہاگہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو کانی دوسرا مصنوعی
اور مصنوعی کے بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ نمک اور سجی اور نمک نطرون کو گاے کے دودھ مین پکائے
جائین اور فرزجہ کو عرق گاؤزبان مین گوندھنے کے لیے اسلیے پسند کیا کہ یہ ترکیب خون کے قطع
کرنے مین موافق ارشاد شیخ کے بے مثل ہے اور قروح رحم اور شقاق رحم کے ادویہ آگے چلکر
بیان ہونگے **مؤلف کہتا ہے یہان سے احتباس طمث یعنی حیض کے
بند ہوجانے کا بیان ہے** اسکے چند سبب ہوتے ہین یا تو اسلیے بند ہوجاتا ہے کہ
واقع مین خون ہی کم ہوتا ہے اور اسکی یہ علامتین ہین جسم کا لاغر ہونا جسم کی رنگت خاصکر
چہرے کا زرد ہونا اور بھوک اور تعب اور استفراغ خون کا بیشتر ہوچکنا مثلاً بواسیر اور نکسیر وغیرہ سے
خون کا بہنا اور یا اُسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ غلیظ خلطون کا خون کے ساتھ بکثرت خلط ملط ہوجاوے
اور اسکی یہ علامت ہے کہ بدن سست اور ڈھیلا ہوگا اور جلد کی رنگت سفید ہوگی اور عروق
اوردہ کی رنگت سبز ہوگی (اسلیے کہ یہ عروق اُن رطوبات باردہ کو گھیرے ہوے ہونگے جو
خون مین ملی ہوئی ہین اور برودت خون کو منجمد کردیگی جسکی وجہ سے خون کی رنگت سبز معلوم ہوگی)
اور پیشاب کثرت سے آئیگا (اسلیے کہ طبیعت ان رطوبتون کو ادرار کے ذریعے سے دفع کرتی رہیگی
کیونکہ اُنکی غلظت کے سبب سے پسینہ کے ذریعہ سے اُنکا خروج نہوگا) اور پائخانہ بلغمی ہوگا (کیونکہ
معدہ کا فعل کامل نہوگا اور جگر رقیق کیلوس کو خوب جذب نہ کریگا) اور نیند ثقیل ہوگی یعنی خواب گران
ہوگی اور یا اُسکا سبب رحم کے افواہ عروق مین سدون کا پڑجانا ہوتا ہے اور اسکی چند صورتین
ہین یا تو رحم کے افواہ عروق مین سدہ اُس حرارت کے سبب سے پڑگیا ہوگا جو خشکی اور قبض
کرنے والی ہوتی ہے اور اسکی یہ علامت ہے کہ التہاب یعنی بھڑک ہو اور رحم کے اندر خشکی ہو
اور یا برودت مجففہ کے سبب سے رحم کے افواہ عروق مین سدہ پڑجائے اور اُسکی یہ علامتین
ہین بدن کی رنگت کا سفید ہونا (اسلیے کہ برودت خامی اور خون کے نہ رنگنے کی موجب ہوتی
ہے اور نیز برودت خون اور روح کو غلیظ کردیتی ہے اور حرارت غریزیہ کا اُس سے جتقان ہوتا ہے
تو خواہ مخواہ جلد کا ظاہر سطح اُس سے خالی ہوگا اور بدن کی رنگت سفید ہوگی) اور نبض مین تفاوت
کا ہونا (کیونکہ برودت کی وجہ سے ترویح کی بہت کم حاجت ہوتی ہے) اور رگون کا سرد ہونا

(کیونکہ خون اور روح اور اُنکی غلظت کم ہوگی) اور علاوہ ان علامتون کے باقی علامتین برودت مزاج کی جو
اور ہین وہ بھی ہونگی (اسکا یہ سبب ہے کہ چونکہ رحم عضو شریف ہے اسوجہ سے اُسکا مزاج تمام بدن مین سرایت
کرگیا ہے) اور یا اسکا سبب خشکی ہوتی ہے جو بدن مین کثافت پیدا کردیتی ہے اور اُسکی یہ علامتین ہین رحم
مین خشکی کا ہونا اور بدن کا لاغر ہونا اور رگون کا خون سے خالی ہونا اور احتباس حیض رحم کے اندر ورم یا
مسّہ یا زخم کے پیدا ہوجانیسے بھی ہوجاتا ہے جو بھر گیا ہے پس اسوجہ سے عروق کے منھ بند ہوجاتے
ہین یا فربہی اس کثرت سے ہوجاتی ہے کہ اُسکی مزاحمت کی وجہ سے خون کے راستے تنگ ہوجاتے
ہین (اس مرض مین جو خون رحم کے اندر کھنچا کرتا تھا کسی راستے کے نہ پانے کے سبب سے ادھر اُدھر
چکر کھاتا پھرتا ہے اور بدن کے اندر منبسط ہوکر بہت سے امراض کا مورث ہوجاتا ہے) مین کہتا
ہون شیخ نے ان اسباب کو اسیطرح سے بیان کیا ہے اور مجھکو اس بات مین کلام اور نظر ہے کہ پہلی
صورت مین احتباس طمث مرض ہو کیونکہ مرض تو اُس ہیئت بدنیہ کا نام ہے جسکی وجہ سے افعال انسانی
مین نقصان آجائے اور قلتِ خون کی صورت مین حیض کے نہ آنے مین کیا ضرر ہے اور میرا یہ مقولہ نہین
ہے کہ قلتِ خون مین کوئی ضرر نہین ہے (بلکہ کمی خون کی وجہ سے حیض کے نہ آنے مین کوئی ضرر نہین ہے
اور اسکی وجہ سے افعال انسانی مین کوئی نقصان نہین آتا) اور ان دونون باتون مین فرق ظاہر ہے
(مترجم عرض کرتا ہے کہ شارح رحمہ اللہ نے ان دونون باتون مین یہ فرق کیا کہ اول مرض ہے اور
دوسری بات مرض نہین ہے حالانکہ جب قلتِ دم فی نفسہ مرض ٹھہرا تو جسکا یہ موجب ہوگا وہ بھی
بواسطہ اسکے مرض ہوگا اور مؤلف اور شیخ وغیرہ کی یہ غرض نہین ہے اور نہ اُنکے کلام مین کہین اسکی
تصریح ہے کہ یہ فی نفسہ مستقل مرض ہے بلکہ اگر اسکا مرض ہونا بالواسطہ بھی ثابت ہوجائے تب بھی
شیخ کے کلام مین کسی نوع کے مؤاخذہ کی گنجایش نہین ہے واللہ اعلم) **مؤلف کہتا ہے یہان**
سے احتباس طمث کا علاج بیان ہوتا ہے گو اُسکا کوئی سبب ہو
غذاؤن مین وسعت دینا اور مریضہ کو آرام دینا اور اُسکو سلانا اور مرطب حمام کرانا چاہیے یہان تک
کہ بدن اپنی طبعی حالت کی طرف عود کر آئے اور جسم کے اندر خوب خون پیدا ہوجائے اور احتباس طمث
اگر غلظت خون کی وجہ سے ہو تو اُن دواؤن سے علاج کیا جائے جو گرمی اور لطافت پیدا کرنیوالی
ہون جیسے تخم کرفس اور انیسون اور تخم سونف اور پودینہ وغیرہ انکو جوش دیکر چھان کر صاف کرکے

شکر ملا کے پلا دیا جائے اور ایسی مریضہ کو اُس پانی کے اندر بٹھائین جسمین یہی ادویہ جوش دیے جائین
اور ان ادویہ کی سینک کیجائے سنبل یعنی بالچھڑ اور دارچینی اور تج قلمی اور حب بلبسان اور عود بلبسان اور
جوزبوا اور الایچی اور کنگی ان سب کو خوب باریک پیسکر اور جوش دیکر ایک کپڑے کی تھیلی مین باندھکر
پیٹرو پر اسکے ٹھوکے دین اور صافن کی فصد لین اور پنڈلیون پر پچھنے لگائین یعنی باری سے دو دن
بیشتر اور اگر احتباس طمث اُس سدے کی وجہ سے ہوگیا ہو جو حرارت سے پیدا ہوگیا ہے تو اُس کا
علاج اُن مفتح ادویہ سے کرنا چاہیے جو بارد ہین جیسے تخم کاسنی اور ریوند چینی اور تخم خیارین شربت سکنجبین
کے ہمراہ جو شکر مین بنائی گئی ہو اور جسکا سبب برودت ہو اُسکا علاج اُن مفتح دواؤن سے کرنا چاہیے
جو گرم اور لطافت پیدا کرنے والی ہون جیسے تخم کرفس اور تخم سولف وغیرہ اور اسکو مُر کے قرص بھی
نفع بخشتے ہین اور جو احتباس خشکی کی وجہ سے ہو اُسکا علاج اُن اغذیہ اور اُن شربتون سے کرنا چاہیے
جو رطوبت پیدا کرین اور خشکی کو دفع کرین اور جو احتباس ورم رحم کی وجہ سے ہو اُسکا علاج عنقریب ہم
اُس جگہ بیان کرتے ہین جہان پر ورم کی دواؤن کو لکھینگے اور رتق یعنی بستگی رحم کو بھی ہم اپنے مقام پر
لکھینگے اور جو احتباس اُن قرحون کی وجہ سے ہو جنھون نے بھر کر رگون کے منھ کو بند کر دیا ہے
تو اسکا علاج فصد ہی سے کرنا چاہیے اور جس احتباس کا سبب غایت فربہی ہو اُسکا یہ علاج ہے
کہ عورت کو دُبلا کیا جائے اور ریاضت کی عادت ڈلوائی جائے اور اس قسم کی دوائین پلائی جائین
جو باری کے قریب حیض کا ادرار کرین مین کہتا ہون مشکطرامشیع ایک قسم کی گھانس ہوتی ہے
جسمین شاخین ہوتی ہین اور شاہسفرم کی ہمشکل ہوتی ہے جب اسکو بھیڑ بکری چر لیتی ہے تو بجائے دودھ
کے اسکو خون آنے لگتا ہے مزاج اسکا گرم خشک ہے سدا ار رطوبتون کو نکالدیتی ہے اور خون کو پیشاب
کی طرح بہادیتی ہے اور یہ اسلیے کہ یہ اعلیٰ درجہ کی مدر دوا ہے اور اسکی مقدار شربت ایک مثقال ہے
اور ہیل الایچی کو کہتے ہین اور ریوند چینی بارد ہے لیکن بعض لوگ اسکو حار بھی کہتے ہین اور مر کے قرصون کا
نسخہ مجھے کسی قرابادین مین نہین ملا مولف کہتا ہے۔ رتق رتقاء اُس عورت کو کہتے ہین جسکے
اندام پر کوئی زایدہ چیز خواہ عضلی خواہ غشائی اُٹھ آئے اور جماع نہ کرنے دے اور یہ یا تو پیدایشی ہوتی ہے
اگر پیدایشی ہو تو حمل اور حیض کے آنے سے مانع ہوتی ہے اور جس عورت کے ہوتی ہے وہ سخت
سخت دردون مین مبتلا رہتی ہے اور حیض کے وقت شدت درد سے ایک سخت بلا مین گرفتار رہتی ہے

علاج اگر ممکن ہو تو سوائے لو ہے کے اسکا کوئی اور علاج نہین ہو سکتا مین کہتا ہون عمل جدید
اس مرض کے متعلق شیخ کے کلام مین مذکور ہے جسکو اُسکے معلوم کرنے کا قصد ہو وہ وہان دیکھ لے

مؤلف کہتا ہے یہان سے رحم کے ورمون کا بیان ہے اگر رحم کے اندر
گرم ورم ہے تو ہم اُسکی علامتین عنقریب بیان کر چکے ہین اُسکا سبب یا تو خارجی ہوگا جیسے چوٹ ہے
یا گر پڑنا یا کثرت جماع یا دائی کا اُسکو پھاڑ ڈالنا ہے (اسلیے کہ خرق اذیت دیتا ہے اور ضعف پیدا
کر دیتا ہے اور اذیت کے سبب سے طبیعت خون اور روح کے ہمراہ اُسکی طرف توجہ کرتی ہے اور رحم اپنی
ناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے اُسکو قبول کر لیتا ہے لہذا متورم ہو جاتا ہے) یا حیض و نفاس کے خون کے
یا منی کے محتبس ہو جانے سے ورم ہو جاتا ہے (اسلیے کہ یہ چیزین امتلا کی افراط سے رحم کے اندر
ورم پیدا کر دیتی ہین کیونکہ انمین سے عضو کے سوراخون مین ریزش ہوا کرتی ہے اور ریزش اُنکو بھر دیتی ہے
اور انمین کشش پیدا کر دیتی ہے اور عضو کی مقدار کو بڑھا دیتی ہے) یا برودت کی کثرت ہو جاتی ہے
جو اسکو کثیف اور غلیظ کر دیتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عنق یعنی رحم کی گردن مین ورم ہو جاتا ہے
اور کبھی ورم فم رحم کے قریب ہوتا ہے اور اس اخیر ورم کا نظر آنا ممکن ہے اور جسوقت اس ورم سے
دبیلہ ہونے لگیگا تو اعراض اور بخار کی شدت ہو جائیگی اور درد شدت سے ہونے لگیگا اور اگر رحم مین
بلغمی ورم ہوگا تو اُس پر رحم مین کا ثقل اور انتفاخ دلالت کریگا اور درد ہوتا ہے مگر اتنا نہین ہوتا ہے
جو شمار مین آسکے (اسلیے کہ سردی عضو کے اندر خدر پیدا کر دیتی ہے اور روح کو غلیظ کر ڈالتی ہے
اور اعصاب مین استرخا پیدا کر دیتی ہے) اور چہرے پر تہبج اور ہاتھ پیر اور پیڑو مین بھاری پن ہوتا
ہے (ہاتھ پیرون مین تو اسلیے تہبج پیدا ہوتا ہے کہ بلغم کے سبب سے ابخرے بکثرت صعود کرتے
ہین اور اُن ابخرون مین سے جو ہاتھ پیرون کی طرف حرکت کرتے ہین وہ ینبوع یعنی منبع حرارت
کے بعید ہونے کے سبب سے اُنکی غلظت اور برودت زیادہ ہو جاتی ہے اسلیے اُنمین رخاوت
اور ڈھیلا پن ہو جاتا ہے اور پیڑو مین اسلیے تہبج ہو جاتا ہے کہ پیڑو کو ورم کی جگہ سے مجاورت
اور قربت ہوتی ہے خاصکر اُسوقت مین کہ ورم رحم کے مقدم حصہ مین ہو) اور اگر ورم مین صلابت
اور سختی ہوگی تو اُسکے پہچان کی یہ علامتین ہین ثقل کا ہونا اور دشواری کے ساتھ پیشاب کا آنا اور
بدن کا لاغر ہونا اور پنڈلیون کا ضعیف اور کمزور ہو جانا (دونون ساقون کا لاغر اور کمزور ہو جانا

یا دونون کی حرکتون کا ضعیف ہوجانا اسلیے ہوتا ہے کہ خون کی حرکت جوان دونون کی طرف ہوتی ہے اول تو وہ خود ہی خراب ہوتا ہے اسکے علاوہ رحم کی جگہ اور اُسکے اردگرد مین گذرتا ہوا آتا ہے اسلیے اس ورم کے سبب سے اُسمین رداءت اور سوء مزاجی زیادہ پیدا ہوجاتی ہے) اور بیشتر اوقات اُسکا شکم اسقدر بڑھ جاتا ہے کہ استسقار معلوم ہونے لگتا ہے مین کہتا ہون کہ ورم حار کی وہ علامتین جنکو مؤلف نے ذکر کیا ہے یہ ہین بخار اور رونگٹون کا کھڑا رہنا اور درد کا محسوس ہونا اور کرب اور جی کا مالش کرنا اور بسبب اسکے کہ رحم کو معدے کے ساتھ مشارکت ہے ہچکیون کا آنا اور خرق قابلہ یعنی دائی کے پھاڑ ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ چونکہ وہ اس کام مین دستکار نہین ہوتی اس وجہ سے بچہ اور مشیمہ کے نکالنے کے وقت وہ بدتمیزی کرتی ہے جس سے خرق ہوجاتا ہے اور اسکی طرف احتیاج پڑتی ہے کہ اُسکو چوٹ اور صدمہ پیش آئے اور شرق سخے کے پیش کے ساتھ رفق کے خلاف صورت کا نام ہے اور جسکو خرق عارض ہوتا ہے اُسکو خرقاء کہتے ہین اور ورم حار کے سبب سے برد اسلیے مکثف ہوتا ہے کہ وہ حار الجزرون کو تحلیل نہین ہونے دیتا تو خواہ مخواہ ورم ہوجاتا ہے اور زیر طبیعت کے لیے بغرض اُسکی اصلاح کے خون پہونچتا ہے تو ورم حار کا ورم عارض ہوتا ہے اور جو ورم فم رحم مین ہوتا ہے وہ سخت اور دشوار ہوتا ہے اسلیے کہ فم رحم کی ترکیب اور ساخت اعصاب سے ہوتی ہے اور اطراف اور پیڑو کا تہیج اور تمام شکم مین نفخ کا ہونا ایسا ہوتا ہے جسطرح استسقار لحمی مین ہوتا ہے اور بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ واقع مین ورم رحم سے استسقار ہوجایا کرتا ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے اُسکا علاج شروع ہوتا ہے** ورم حار کا علاج فصد اور استفراغ ہے (تاکہ بدن مواد فاسدہ سے پاک صاف ہوجائے) اور پہلے پہل باسلیق کی فصد لینا چاہیے اُسکے بعد صافن کی فصد لینا چاہیے خاصکر اگر ورم کا سبب رحم کے اندر حیض یا نفاس کا رُک رہنا ہو اور تین دن تک اُسکو غذار سے روکا جائے (تاکہ بدن مین خون کم ہوجائے اور اعضار کو شدت سے خون کی حاجت ہوجائے) اور پانی مین کمی کیجائے اور اگر پانی بالکل چھوڑ دینا ممکن ہو اور اُسکی برداشت ہوسکے تو یہ امر نہایت مناسب ہے (اسلیے کہ پانی کا پینا پیشاب زیادہ لاتا ہے اور پیشاب فضلون کو رحم اور اُسکے قریب کی طرف حرکت دیتا ہے) اور ایسی مریضہ کو جاگنے کی تکلیف اُسوقت تک دیجائیگی جسوقت تک اُسکو اُسکی برداشت ہوسکے (تاکہ مواد باہر کیطرف

حرکت کرین اور تحلیل ہو جائین بخلاف سونے کے کہ اسحالت مین مواد کی حرکت اندر کی طرف ہوتی
ہے اور مواد تحلیل نہین ہونے آتے) اور اوائل مین گرم شیرین پانی اور روغن گل مین بٹھلائی جائے یا اُس پانی
مین جسمین خفیف قبض رکھنے والی دوائین مثل پھول گلاب کے جوش کی گئی ہون اور روغن زیتون
اور خشخاش کا لیپ کیا جائے اور اُسکو خوب پکا لیا جائے پھر اُس کپڑے کا استعمال کیا جائے جو اُس
پانی مین تر کیا جائے جسمین کاہو اور خطمی اور اسی اور گلاب کا زیرہ اور بارتنگ اور ناخونہ جوش دیے گئے
ہون پھر قابض چیزین گھٹا دی جائین اور محللات اور ملینات پر حصر کر لیا جائے اور روغن حنا،
خوب چیز ہے اور یہی حال ہے تمر ہندی کا کہ بغیر چھلکے کے گلا کر جو اور روغن گل کے ساتھ پکائے گئے
ہون اور لیپ لگا کر زور سے نہ باندھا جائے کہ اُس سے ضرر ہوگا اور اگر دبیلہ فم رحم مین ہے تو اُسکو
چیر دینا چاہیے اور اگر قعر رحم مین ہو تو مدرات خفیفہ کا استعمال کرانا چاہیے جیسے دودھ اور تخم خربزہ
کسی لعاب دار چیز کے ساتھ تاکہ خود پک کر پھوٹ جائے اور بیشتر ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ اُس کو
چھوڑنے کے لیے انجیر اور رائی کی طرف حاجت پڑا کرتی ہے اور اس کارروائی کے بعد شہد وغیرہ
کا پانی اُسکو صاف کر کے دینا چاہیے اور چند مرتبہ اُسکے صاف کرنے کی حاجت پڑیگی
بعد ازان وہ علاج کیا جائیگا جو قرحون کا ہوتا ہے اور ورم بلغمی کی صورت مین ایسا رادع ہونا چاہیے
جو برودت کم رکھتا ہو (تاکہ مادے کو کچا نہ کر دے اور اُسمین غلظت نہ پیدا کر دے کہ آخر کار اسمین
سخت دشواری پیش آجائیگی) اور جو دوا اُسکی تحلیل کرنے والی ہو اُسکو تسخین مین قوی ہونا چاہیے
اور اگر ورم مین صلابت ہوگی تو جو روغن لینت اور نرمی پیدا کرنے والے ہوتے ہین وہ سب
مفید ہونگے اور وہ یہ ہین حنا، اور میتھی اور سوئے کا تیل اور بط کی چربی اور بابونہ کا تیل اور سرخ موم
کا تیل اور انڈے کی زردی اور اسکو مرہم رسل نہایت مفید ہوتا ہے اور خطمی اور خبازی اور میتھی
اور بابونہ کا نطول کیا جائیگا اور برگ خطمی کو بط کی چربی مین کوٹ کر لیپ کیا جائیگا مین کہتا
ہون صافن کی فصد باسلیق کی فصد سے اسلیے بہتر ہے کہ جو کچھ مضرت پہونچتی ہے وہ اُس ضرر
کا جبر مافات کر دیتی ہے (اسلیے کہ یہ فصد مادے کو جانب خلاف مین جذب کر دیتی ہے)
اور غذا کا چھوڑ دینا اور پانی کا کم کر دینا یا بالکل ترک کر دینا علاج کے اندر ایک ضروری اور لابدی
امر ہے اور خاصکر پہلے روز تو ان دونون کا ترک کر دینا نہایت ضروری امر ہے اور اس غرض مین

قے سے نہایت نفع ہوتا ہے کیونکہ غثیان اس مرض مین لازمی بات ہے اور اس مرض مین دل کا
یہ حال رہتا ہے کہ ہر وقت اُسکو اذیت سخت رہتی ہے خصوصًا سونے کی حالت مین تو اُسکو نہایت
ہی اذیت اور قلق ہوتا ہے اسلیے کہ نیند مین حرارت کی توجہ اندر کی طرف ہوتی ہے اور شروع مرض
مین قابض دواؤن کے استعمال کی اسلیے اجازت دی گئی ہے کہ ورم کا اُن قابضات سے
ردع ہو یعنی ورم دفع ہو جائے اور ان قوابض مین یہ شرط ہے کہ اپنے عمل مین قوی نہون بلکہ خفیف
اور ضعیف العمل ہون اسلیے کہ اگر اُنمین قوت ہوگی تو ورم کے سخت ہو جانے کا اندیشہ ہے اور
سنھدی کے تیل کی یہ ترکیب ہے کہ اُسکے پتے جوش دیے جائین اور مرہم رسل جسکو مرہم حواریین
اور مرہم اثنا عشری بھی کہتے ہین اسلیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارہ حواری تھے اور اُن مین
سے ہر ایک نے ایک ایک دوا بتائی اور اس نسخہ کے سب اجزا بھی بارہ ہو گئے اسکی ترکیب
یہ ہے کہ موم اور راتینج چودہ درہم اور جاؤشیر اور زنگار اور گندہ بہروزہ اور بول مین سے ہر ایک دو درہم
چھڑیلہ سات درہم اور زراوند اور کندر ہر ایک تین درہم اور گوگل اور مردار سنگ چار درہم ان سب کو
پیسکر روغن زیتون مین خمیر کرلیا جائے **مؤلف کہتا ہے یہان سے خصیون کے**
ورمون کا بیان ہے اور نیز اُنکے قریب کے حلقۂ مقعد کا اگر ورم کیسہ
مین ہوگا تو اسیر اور اُسکی نوع پر مشاہدے سے علم ہو جائیگا اور اگر خاص خصیین مین ہوگا تو اُس کی
شناخت مشکل ہوگی اور اگر ورم حار ہوگا تو اُسکے ساتھ یہ عوارض مفصلۂ ذیل ہونگے ورم کی جگہ
حرارت ہوگی اور اُس جگہ سرخی ہوگی اور بخار ہوگا اور یہ عوارض اسلیے ہونگے کہ وہ عضو رئیس ہے
(اور قلب کے ساتھ اُسکو مشارکت ہے اور اس جگہ سے دل کی طرف ابخرون کا بکثرت صعود ہوتا
ہے) اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کھانسی کے ساتھ خصیون سے مادہ سینہ کی طرف منتقل ہوتا ہے
(اسلیے کہ کھانسی مادے کو حرکت دیتی ہے اور اوپر کو لیجاتی ہے) اور اکثر اوقات کیسہ خراب ہو جاتا
ہے اور گر پڑتا ہے اور دونون خصیے معلق باقی رہجاتے ہین پھر بہ نسبت پہلے کیسے کے دوسرا
سخت کیسہ اُگ آتا ہے اور اگر ورم بلغمی ہوگا تو اُسمین خفت اور نرمی ہوگی **یہان سے اورام**
کا علاج شروع ہوتا ہے اگر ورم حار ہے تو فصد لینا چاہیے اور صفرا کا استفراغ اور
طبیعت کا نرم کرنا چاہیے (حقنون سے اور مسہلون سے اور جھولون سے) اور غذا کو کم کرنا چاہیے

اور گوشت کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے (تاکہ بدن مین خون کم ہو جائے) اور مزاج کی تعدیل کرنا چاہیے (سرد دواؤن سے) اور ورم حار پر اول گاروغن گل اور کسی قدر سرکہ آرد باقلا یا آرد جو کے ساتھ لیپ کرنا چاہیے یا سرکہ اور گلاب اور عصارۂ کاسنی یا عصارۂ کاہو یا سبز دھنیہ کا عصارہ (اسلیے کہ اِنمین سے ہرایک برودت پیدا کریگا اور مادے کو جذب کریگا اور درد کو تسکین دیگا) اور ان دواؤن مین سے جو تجربہ کی ہوئی اور قابل تعریف دوائین ہین وہ بنفشہ اور باقلا ہے کہ ان دونون کو خوب باریک پیسکر سب کی لبدی بنائی جائے اُسکے بعد ضماد کیا جائے پھر اُسکے پکانے کی طرف توجہ کیجائے بابونہ خطمی باقلا السی وغیرہ سے اور اُنکے پانیون کا نطول کیا جائے اور اُنکے پھوک اور پتون کا ضماد کیا جائے اور زیرہ مویز منقے کے ساتھ اُسکے بیج نکال کر عمدہ دوا ہے اور اگر ورم بلغمی ہو تو اُسکا علاج اُن دواؤن سے ہے جو مادے کی پکانیوالی ہین مثل میتھی اور آرد باقلا کے شراب کے ہمراہ اور یہی حال آرد باقلا اور آرد جو اور زیرہ اور بابونہ اور اکلیل الملک کا ہے اور ذکر کے سوراخ مین روغن زنبق کا ٹپکانا عجیب چیز ہے اور اگر ورم سخت ہے تو اُسکا یہ علاج ہے کہ سودا کا استفراغ کیا جائے اور زوفاے تر اور گاے کی چربی اور مغز اونٹ کی ساق کا اور روغن گل اور سوسن کے تیل کا لیپ کرنا چاہیے اور ورم ریحی کا یہ علاج ہے کہ باجرا اور گیہون کی بھوسی سے گرم کر کے سینک دینا چاہیے مین کہتا ہون مؤلف کا یہ سب کلام ظاہر المعنی ہے لہذا شرح کی ضرورت نہین ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے عضو تناسل کے زخمون کا بیان شروع ہوتا ہے اگر زخم عضو تناسل کے اندر ہین تو اُنکو ہمنے مثانہ کے زخمون مین بیان کر دیا ہے اور عضو تناسل کے اندر لڑکی کی مان کا دودھ روغن بنفشہ اور شیاف ابیض کے ساتھ ٹپکایا جائے اور وہ غذائین دیجائین جو شیرین اور لزج خون پیدا کرتی ہون جیسے گیہون اور سویان ہین اور اگر عضو تناسل مین باہر کی طرف زخم ہے تو مردار سنگ اور سفیدہ کاشغری اور سرکہ اور روغن گل کا مرہم اُسکا علاج ہے اور دوانہ انار ترش مین یہ وصف ہے کہ اس سے غدود کی اصلاح ہوتی ہے اور مزاج کی تعدیل اور خلط غالب کا استفراغ ہوتا ہے مین کہتا ہون جو شخص امراض سابقہ کے علاج اور اُنکی دواؤن کو جانتا ہوگا تو اُس پر اس مرض کا علاج نہایت آسان ہے (اسلیے یہان اُن کے بیان کرنیکی ضرورت نسمجھ کر ترک کر دیا گیا)

مؤلف کہتا ہے یہان سے فوطہ کے سوج جانے اور اتر آنے کا بیان

ہے فتق فوطہ یا تو جھلی کے پھٹ جانے سے ہوا کرتا ہے اور اُسمین کوئی ایسا جسم نفوذ کر جاتا ہی جو اُسکے اندر فتق فوطہ سے پیشتر محبوس تھا یا اُن مجرون کے وسیع ہو جانے سے ہوتا ہے جو دونون خصیون کے اوپر ہوتے ہین یا ان دونون مین شگاف کے ہو جانے سے ہوتا ہے پھر اُن دونون خصیون کے کیسے مین ثرب نفوذ کر جاتی ہے یا حجاب یا آنت اُتر آتی ہے خصوصاً اعور (اسلیے کہ اس آنت کا سر چھوٹا ہے اور کسی چیز سے اُسکی بندش نہین ہے جب یہ آنت ثفل سے بھر جاتی ہے اور اسمین ثقل پیدا ہو جاتا ہے اور اُسکے اُتر آنے سے کوئی چیز مانع بھی نہین ہوتی تو اپنے ثقل کے سبب سے اُتر آتی ہے) یا اُسکے اندر غلیظ ریح نفوذ کر جائے اور اُسکا نام قیلہ ہے یا اُسمین رطوبت کا نفوذ ہو جائے عام اس سے کہ وہ مائی ہو یا دموی یا ان دونون کے سوا کوئی اور رطوبت ہو اور اُسکا نام ادرہ ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کیسہ مین اُسکا نزول نہین ہوتا بلکہ پیڑو ہی مین محتبس ہو کر رہجاتا ہے اور یہ ادرہ ہر وہ چیز جو کیسہ مین نہین ہوتی ایک عام اسم کے ساتھ نامزد ہے اور وہ نام فتق ہے پھر جو فتق ناف سے اوپر ہوتا ہے وہ ردی ہوتا ہے اسلیے کہ اسوقت مین جو چیز نفوذ کرنے والی ہوتی ہے وہ عروق دقاق سے ہوا کرتی ہے اور اُسکی وجہ سے ایلاؤس یعنی منھ سے پاخانہ آنے کے بہت سے اعراض کا وجوب اور لزوم ہو جاتا ہے اور انشقاق اور اتساع کا سبب یا تو رطوبت مزلقہ ہوتی ہے یا رطوبت مرخیہ یعنی ڈھیلا کرنے والی اور اسکا سبب کودنا یا چیخین مارنا یا گر پڑنا یا سختی سے قی کا ہونا یا قوی ریح کا ہونا جسکا امتداد پیدا ہوا اور پیٹ بھرے پر جماع کرنا اور اس سے بھی فتق ہو جاتا ہے کہ عورت مرد کے اوپر ہو یا یہ کہ ریح اور ثفل محتبس ہو جائے **مین کہتا ہون** معلوم کرنا چاہیے کہ جلد کے بعد شکم پر دو جھلیان ہوتی ہین ایک کا نام طافی ہے اور دوسری کا نام باریطون ہے اور ان دونون کے بعد ثرب ہے بعد ازان انتین ہین جب یہ بات معلوم ہو گئی تو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ باریطون پھٹ جاتی ہے جسکا بیان اور اُسکے اسباب ہم آگے چلکر لکھینگے اور شکم کی کوئی چیز جو اس شگاف مین ہو اُتر آتی ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ انثیین کے اوپر کی دونون نالیان کشادہ ہو جاتی ہین یا پھٹ جاتی ہین جنکے اسباب ہم آیندہ چلکر لکھینگے اور اس سبب سے کوئی چیز

اُسمین ہوکر اتر آتی ہے اور اُسکا اُترنا دو طرح سے ہوتا ہے کبھی تو انثیین کے کیسے مین اُتر آتی ہے اور
کبھی کیسہ تک اُترنے نہین پاتی کہ پیڑو مین رُک رہتی ہے اور اسباب مذکورۂ بالا کا یہی سبب
ہوتا ہے اسلیے کہ اُترنے والی چیز شکم کی جھلّی ہوتی ہے یا حجاب یا کوئی آنت خصوصًا معا اعور اسلیے
کہ اسکو شکم سے بہت ہی کم ربط ہے یعنی مثل دیگر امعا کے اُسکی بندش کم ہوتی ہے یا ریح غلیظ
یا رطوبت مائیہ یا دمویہ یا سوداے غلیظ وغیرہ غرضکہ یہ پانچ قسمین ہین مؤلف نے ہر ایک کا نام
بیان کر دیا ہے ثربی کی علامت یہ ہے کہ دقت سے اوپر چڑھتی ہے اور آواز نہین ہوتی اور اُسمین
درم خفیف ہوتا ہے اور اس قسم کا ورم بتدریج پیدا ہوتا ہے اور حجابی کی یہ علامت ہے کہ چھونے
مین صلابت اور سختی محسوس ہوتی ہے اور معوی کی یہ علامت ہے کہ چڑھانے مین سب سے
زیادہ دقت اور اذیت ہوتی ہے اور قولنج کے قریب قریب اُسمین عوارض پیدا ہو جاتے ہین
اور ریحی کی یہ علامت ہے کہ چڑھانے مین آسانی ہوتی ہے اور بہت کچھ آواز ہوتی ہے اور
اس ورم مین بوجھ نہین معلوم ہوتا اور رطوبی کی یہ علامت ہے کہ پیشاب کے ہونے مین قلت
ہو جاتی ہے اور ثقل زاید معلوم ہوتا ہے اور چڑھانے سے ہرگز نہین چڑھتی اور یہ شق ہو جانا
اور پھیل جانا بھی درحقیقت پھٹ جانا ہی ہوتا ہے غرض اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شکم کی جھلی کے
اندر یا انثیین کی نالیون مین جو چکنی رطوبت موجود ہوتی ہے یا اسباب مذکورۂ بالا یعنی کودنے
اور چیخ مارنے وغیرہ سے پھٹنے والی یا کشادہ ہونے والی جگہ مین رطوبت کا غلبہ ہو جاتا ہے
اور چونکہ وہ رطوبت عضو کو ڈھیلا کرنے والی ہوتی ہے جب ایسے عضو مین پہونچتی ہے کہ وہ پھٹنے
یا پھیلنے کے قابل ہے اُسکو پھاڑ ڈالتی یا پھیلا دیتی ہے کما ہر مؤلف کہتا ہے یہان
سے فتق فوطہ کے علاج کا بیان ہے ایسے مریضون کو پر شکم ہو کر کہنا
اور حرکت قویہ کا کرنا حرام اور نہایت بُرا ہے یہان تک کہ کودنا پھاندنا اور چیخنا اور جماع کرنا
نہایت ہولناک فعل ہے اور یہ افعال اُسوقت اور بھی بدتر ہوتے ہین جبکہ پیٹ بھرے
پر ہون اور اگر جماع بغیر کوئی چارہ ہی نہو اور اُسکے کرنے پر مجبوری ہو تو مشہور پٹی سے باندھنے کے
بعد صحبت کرے اور ایسے مریض کو اُن غذاؤن سے پرہیز کرنا چاہیے جو نفاخ ہون اور زیادہ پانی پینے
سے بھی منع کیا جائے اسلیے کہ پانی باوجودیکہ امعا مین ثقل پیدا کرتا ہے اُسمین ایک قوت رطوبت پیدا

کرنے کی ہوتی ہے اور ازلاق پر بھی اعانت ہوتی ہے) اور ایسے مریضون کو اُن چیزون سے بچنا چاہیے
جو ڈھیلا کرنے والی ہین یہان تک کہ اُن لوگون کو حمام سے بھی روکا جائے اور یہ مریض جس وقت
کھانا کھائے تو اُسکو چت لیٹنا چاہیے اور اُٹھتے اور کھڑے ہوتے فتق کو باندھے رہنا چاہیے
اور اگر ممکن ہو تو شق کے بھرلانے مین سعی کرے اور اگر ممکن نہو تو اُسکی حفاظت کرتا رہے تاکہ زیادتی
نہ پکڑنے پائے اور حفاظت اور بھرلانے کے قبل وہ چیز روک کردیجائے جو نفوذ کرنے والی ہو
اگر وہ آنت یا ثرب ہو اور اگر وہ پانی یا ریح ہے تو تحلیل کردینا چاہیے اور تدبیر اور استفراغ جید سے
اُسکا مادہ روکا جائیگا اور جو چیزین ہم بیان کرچکے ہین اُنمین سے ہر ایک سے پرہیز کرنا چاہیے اور
ادویات ملحمہ جو قابض اور چکنی ہون وہ یہ ہین جیسے جوز سرو اور اُسکے چھلکے اور آس اور زرۂ گلاب اور
پھٹکری اور سماق اور مازو اور انار کے چھلکے یہ سب دوائین باریک پیسی جائین یا اُنمین سے بعض
دوائین بعض لسدار دواؤن کے ساتھ جیسے انزروت اور ایلوا اور کندر اور کاندر اور گوگل وغیرہ آس کے
پانی اور دباغی مچھلی کے سریش مین گوندھی جائین اور عضو ماؤف پر بیگرم لگائی جائین اور کبھی داغنے
سے بھی امداد لیجاتی ہے اسلیے کہ داغنے سے بسبب زیادہ خشکی پیدا کرنے کے جھلی مین سب طرف
سے تشنج کا عروض ہوجاتا ہے تو خواہ مخواہ سکڑ جاتی ہے اور نیز یہ بات ہے کہ جھلی جب جلجاتی ہے اور سمٹ جاتی
ہے تو اُسمین سختی پیدا ہوجاتی ہے اور اُسمین سے وہ رطوبت کہ ڈھیلا کرنے والی ہوتی ہے اور
پھٹنے اور کشادہ ہوجانے کی صلاحیت پیدا کرلیتی ہے وہ جاتی رہتی ہے اور ریح اور مائیت
کی تحلیل کرنے والی دوائین وہی ہین جو مادۂ استسقاء کے تحلیل کرنے کے لیے بیان ہوچکی ہین
اور اکثر اوقات داغنے کی طرف حاجت پڑتی ہے اور بسا اوقات ریحی اور مائی مین مثل تریاق اور
مثرودیطوس کی احتیاج پڑا کرتی ہے مین کہتا ہون امتلاء اور حرکت قویہ اور نفاخ اغذیہ اور
اُن چیزون مین سے جنمین استرخاء پیدا کرنے کی شان ہے اُنمین سے ہر ایک مین اس بات
کی صلاحیت ہے کہ انشقاق اور اتساع کے لیے سبب بن سکے جس وقت کہ قابل کی استعداد
کو اُسکے ساتھ مقاربت ہو تو ان دونون کے جاتے رہنے کی مانع اور اُنکے ازدیاد کی موجب
ہوسکتی ہے بطریق اولے کیونکہ جب وہ انشقاق کا سبب ہوسکی تو اسکے مانع اور اُسکے موجب
ہونیکے لیے بطریق اولے موجب ہوگی اور سوائے پانی اور ریح کے جو اور اجسام نافذہ ہین

اُنکا لوٹ جانا بہ نسبت بعض کے چت لیٹنے یا ہاتھ کے دبانے سے آسان ہوتا ہے اور جس قدر
پانی اور ریح اُتر آئی ہے گرم خشک اور کاسر ریاح دواؤن سے اُسکا تحلیل کرنا اور اُنکے مادے کا
قطع کرنا ضروری ہے جنکا بیان باب استسقار مین خصوصاً طبلی اور زقی استسقار مین تفصیل کے ساتھ
گذرچکا ہے اور گوشت بھرلانے والی دواؤن کا ذکر خود مؤلف ہی نے کردیا ہے اور دوا غنے
کی یہ وجہ ہے کہ مادہ خشک ہوجائے اور محل سخت ہوجائے تاکہ سبب پھر نہ لوٹ آئے

مؤلف کہتا ہے یہانسے حدبہ اور ریاح افرسہ کا بیان شروع ہوتا ہے

یہ مرض اکثر بچون کو لاحق ہوجاتا ہے جنکو قبل از وقت کھانا کھلاتے رہتے ہین چونکہ اُنکے مواد کچے
رہجاتے ہین (اسلیے کہ ہضم کرنے سے اُنکی قوتین ضعیف ہوتی ہین اور ہضم غذاء کا کامل نہین ہوتا)
اور اُن مواد سے غلیظ رطوبتین اور ریاح پیدا ہوجاتے ہین اور وہ فقرون کی طرف میل کر آتے ہین اور
بسبب بند ہوجانے غذاء کے بعض نالیون کے صاحب حدبہ کی دونون پنڈلیان پتلی پڑجاتی
ہین (اسکا یہ سبب ہے کہ فقرات کے ہٹ جانے کے وقت رگ کلان جو تمام پشت پر پھیلی ہوئی
ہے کشش کرتی ہے پس اُسکی تجویف تنگ ہوجاتی ہے اور جن اعضاء کی غذاء اُسمین سے آتی
ہے موافق مقدار اُنکی غذاء کے خون کے لیے گنجایش نہین رکھتی اور جب اُسمین غذاء کم ہوجاتی
ہے اور جو عضو کہ اُسکے اوپر ہوتا ہے وہ اپنے مزاج اور خواہش کے موافق اُسمین سے غذاء کو جذب
کرلیا کرتا ہے پس وہ دونون پنڈلیان اپنے بعید ہونے کی وجہ سے اُس سے کم غذاء رہجاتی
ہین اسلیے کہ اُس رگ کی وہ شاخین جو اُنکی طرف آتی ہین اُن اعضاء کی غذاء کو انھین سے جذب
اور اخذ کرلیتے ہین جو اُسکے اوپر ہین خالی رہجایا کرتے ہین) اور حدبہ یا ریاح افرسہ کا سبب یا تو
خارجی ہوا کرتا ہے مثل چوٹ کے لگجانے کے یا کہین سے گر پڑنے کے یا بدنی ہوتا ہے
مثل رطوبت بلغمیہ کے (کہ صفاقون اور رودون مین رخاوت پیدا کردیتی ہے) اور فقرہ جب
پشت کی طرف جھک جاتا ہے تو حصۂ مؤخر مین کُب ہوجاتا ہے اور اگر سامنے کو میل کرتا ہے
تو مقدم مین کب ہوجاتا ہے اور اسکو تقصع کے ساتھ نامزد کرتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک
طرف جھک جاتا ہے تو اُسکا نام التواء ہے **یہان سے اُس مرض کا علاج شروع
ہوتا ہے** رطوبت مزلقہ کا استفراغ کرنا چاہیے اور مزاج کی تعدیل اور فقرات کا اپنی جگہ پر لے آنا

(ہاتھ سے یا سینگیان لگاکر) اور اس مرض کا وہ علاج کیا جائیگا جو فلج کا علاج کیا جاتا ہے یعنی سینکنا چاہیے اور تیلون اور مالشون وغیرہ کا استعمال کرنا چاہیے **مین کہتا ہون** حدبہ اُسکو کہتے ہین کہ کسی سبب سے فقرہ سامنے کی طرف اور پیچھے کی طرف یا دونون جانبون مین سے کسی ایک جانب کو جھک جائے خواہ وہ سبب بادی یعنی خارجی ہو جیسے چوٹ یا گر پڑنا یا خاص بدنی ہو جیسے رطوبت یا ریح ہے اور یہ قسم اخیر یعنی زوال فقرے کے سبب ثانی کی دوسری قسم یعنی ریحی کا نام ریاح افرسہ ہے اور افرسہ فرسہ کی جمع ہے اور یہ وہ ریاح ہین جو گردن مین آجاتے ہین اور اسکو باریک کردیتے ہین صاحب صحاح نے اسکا تذکرہ کیا ہے اور مصنف تنقیح نے یہ بات بیان کی ہے کہ شیخ نے یہ فرمایا ہے کہ فرسہ کی جمع افرسہ نہین آتی بلکہ اُسکی جمع فرسات ہے اور افرسہ جو آگئی ہے یہ شاذ ہے اور رطوبت سے رطوبت فالجیہ مزلقہ مراد ہے جو رباطات کو دبالیتی ہے یا وہ رطوبت متشجہ ہوتی ہے اور حدبۂ التوائیہ کے لیے وہی سبب ہوتی ہے اور خاصکر وہ کہ جو اندر ہوتی ہے اور اُسکا نام تقصع ہے پھیپھڑے کی تنگی کے سبب سے سانس مین تنگی ہوجاتی ہے اور حدبہ والے کی پنڈلیان پتلی ہوجاتی ہین اس لیے کہ اُسکی غذا کی کچھ نالیان بند ہوجاتی ہین اور اُسکی علامتین ظاہر ہین اسلیے کہ اسباب بادیہ کی شناخت تو اُنکے واقع ہونے سے ہوجاتی ہے اور رطوبت کی شناخت اس تدبیر سے ہوجاتی ہے جو مقدم اور رطوبت پیدا کرنے والی ہوتی ہے اور نیز اسبات سے کہ جس تیل کی اُسپر مالش ہوتی ہے وہ عضو اپنی رطوبت کی وجہ سے اسکو خوب نہین چوستا اور جسم کے سطح ظاہر مین ترہل ہوتا ہے اور ریح کی پہچان خفت اور فی الجملہ منتقل ہونے سے ہوتی ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے درد پشت کا بیان ہے** یہ درد کبھی تو بلغم اور برودت کی وجہ سے ہوتا ہے (کہ پشت مین آجاتی ہے اسکو مزاج کے ٹھنڈا پڑجانے کے سبب سے اور یہ درد اکثر پائجامے کے باندھنے کی جگہ ہوتا ہے اسلیے کہ یہ جگہ دل اور جگر سے زیادہ بعید ہے) اور یہ درد شناخت کیا جاتا ہے خوب زور کے پکڑنے سے سکون کے وقت اور شب کے وقت اور جاڑے کے موسم مین اور لمس کے ٹھنڈا ہونے سے اور کبھی محنت و مشقت سے یہ درد ہونے لگتا ہے مثلا بوجھ اُٹھانے سے یا سخت حرکت سے یا جماع کرنیسے

یا گردون کے ضعف کے سبب سے (اسلیے کہ گردون کا ضعف مشارکت کی وجہ سے ضعف کمر کا
موجب ہو جایا کرتا ہے پھر ایک ادنے موذی سے پشت اذیت پاتی ہے) یا اس درد کا سبب
ورم ہو جاتا ہے یا اُسکا درد اسکا سبب ہو جاتا ہے یا کوئی دوسرا درد اس درد کا سبب ہوا کرتا ہے
اور یہ اپنی علامتون سے پہچانا جاتا ہے اور کبھی یہ درد اُس بڑی رگ کے امتلاء سے ہوتا ہے
جو پشت پر پھیلی ہوئی ہے جیسا کہ حیض یا نفاس کے خون بند ہونے کے وقت عارض ہوا کرتا ہے
یا منی کے رُک جانے کی وجہ سے جماع کو ایک مدت تک نکرنیسے (اسلیے کہ بیشتر منی کا مادہ وہی خون
ہوتا ہے جو جگر سے اجوف نازل کی طرف آتا ہے جو پشت پر پھیلی ہوئی ہے پھر وہ خون رگ اجوف
نازل مین سے دونون گردون مین آتا ہے اور وہان پہونچکر مائیت سے پاک صاف ہو جاتا ہے
پھر دونون گردون مین سے اُس نالی مین جاتا ہے جو ان دونون مین اور فوطون مین ہوا کرتی ہے اور
یہ خون دونون گردون مین اور اُس رگ مین اور دونون فوطون مین منی سے ملجاتا ہے اور اس کی
طبیعت اختیار کر لیتا ہے اور یہ سب منی ہو جاتا ہے اور وقت رُک جانے منی کے یہ رگ
اجوف جھک جاتی ہے اور کشش کرتی ہے اور اذیت پاتی ہے) اور یہ تمام درد مذکورہ بالا اپنے
سبب کے مقدم ہونے سے شناخت کر لیے جاتے ہین اور طول مین درد کے پھیلنے سے بھی اُنکی
شناخت ہوتی ہے اور امتلا کی علامتون سے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ درد قبض کی وجہ سے بسبب
مزاحمت کے ہونے لگتا ہے اور قبض کے جاتے رہنے سے اُسکا بھی زوال ہو جاتا ہے

یہان سے دردون کے علاج کا بیان شروع ہوتا ہے اگر درد بلغم کی وجہ
سے ہو تو مثل حب ایارج سے جو شحم حنظل سے قوی کی گئی ہو اُس بلغم کا استفراغ کرنا چاہیے اور
بلغمی دردون مین پینے کی چیزین یہ ہین سکنجبین بزوری اصل السوس کے عرق کے ساتھ یا سکنجبین عنصلی
اصول یعنی جڑون کے شربت کے ہمراہ یا اجمود کا پانی سکنجبین بزوری کے ساتھ یا نخود سیاہ کا خیساندہ
اور وج گرم پانی مین کہ اسکو سکنجبین عنصلی پر صاف کیا گیا ہو غذا مین مرغ کے چوزے اور کبوترون
کے وہ بچے جنکی کلیان نکل چکی ہون سو یہ یا نخود سیاہ کے ساتھ اور تیل یہ ہین کٹ کا تیل یا سوسن
کا تیل یا تلی کا تیل اور سخت کپڑے سے کمر کی مالش کی جائے (تاکہ پشت گرم ہو جائے اور اُسین
لطافت نرمی ہے اور مسامات کھل جائین اور مادہ رقیق ہو جائے) اور بعض چربیون سے اُسکی مالش

کیجا ٹنگی اور ان روغنون کی تدمین کیجا ٹنگی جو گرم ہون اور جو درد بڑی رگ کی امتلا سے ہوتا ہے
تو اسکو فصد کرنا فوراً اچھا کردیتا ہے اور اگر منی کے رک جانے سے درد ہوتا ہے تو جماع کرنا اُسکا
علاج ہے اور اگر محنت اور مشقت کے سبب سے یا افراط جماع سے ہونے لگتا ہے تو اُس کا
علاج وہ ہے جو ہمنے اُس شخص کی تدبیر مین بیان کیا ہے جسنے بکثرت جماع کیا ہو (تسخین اور
ترطیب اور آرام دینا اور تفریح کرنا اور تقویت دینا وغیرہ) اور اگر گردون کے مرضون سے اس درد
کا حدوث ہوا ہو تو اُسکا علاج وہی ہے جسکو ہم گردون کے علاج مین بیان کرچکے ہین مین
کہتا ہون پشت کا درد اُسکے عضلات اور اوتار داخلیہ اور خارجیہ مین ہوا کرتا ہے جو پشت
کو گھیرے ہوئے ہین اور اُسکے اسباب وہی ہوتے ہین جنکو مؤلف نے بیان کیا ہے اور بلغمی درد
کی علامت اور اُس درد کی جو برودت مزاج سے ہو یہ ہے کہ محلل چیزون سے اُسکا سکون ہوتا ہے
مثلاً چلنے سے اور گرم وقت سے جیسے دوپہر یا گرمی کے زمانے مین اور بخلاف ان امورکے
کے اُسمین شدت اور ترقی ہو جاتی ہے اور علامت اُس درد کی جو بوجھ کے اُٹھانے اور سخت حرکت
کرنے اور جماع کرنے سے ہو جاتا ہے تو اُسکی شناخت ظاہر ہے اسلیے کہ ان اسباب مین
سے جو پایا جائیگا اُس سے خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ یہی سبب ہے کہ جو درد ضعف گردہ سے ہوگا
وہ قطن کی جگہ پر ہوگا تو اُس سے باہ مین ضعف آ جائیگا اور ضعف گردہ کی علامتین اُسکے
مقام پر معلوم ہو چکی ہین اور اگر افراط حرارت سے ہوگا تو التہاب اور تیزی مادہ اور خفت بدن اور
تقدم ضربان سے اُسکی شناخت ہو سکتی ہے اور اگر اسباب مذکورۂ بالا کے کسی دیگر درد سے
یہ مرض لاحق ہو جائے تو اُس درد کے پائے جانے سے اُسکی پہچان ہو سکیگی اور نیز دیگر اُن
علامات سے کہ امراض کی جگہ اُنکے بیان اور ابواب مین معلوم ہو چکے ہین آور اگر یہ درد قبض
کی وجہ سے ہوگا تو اُسکی شناخت اسطرح ہو جائیگی کہ اُس سے پیشتر احتباس ہوگا ور اُسکے
قبل وہ غذائین کھائی ہونگی جو خشکی پیدا کرنے والی ہوتی ہین آور درد پشت کی یہ کیفیت ہے
کہ کبھی تو اُسکے اندر جھکنے کی حاجت ہوتی ہے اور کبھی نہین ہوتی اور جھکنے کی اُسوقت ضرورت
اور حاجت ہوتی ہے کہ وہ عضلات اور رباطات اندرونی مین ہو اور کبھی اس درد مین ایسا
ہوتا ہے کہ تنفس مین کچھ تکلیف معلوم ہوتی ہے تو یہ ورم ہوگا یا منجملہ اسباب حدبہ مؤخر کے کوئی

سبب ہوگا اور اس درد کا علاج ظاہر ہے خواہ کسی سبب سے ہو مولف کہتا ہے یہان
سے اعضاے طرفیہ کے مرض دوالی کا بیان ہے مرض دوالی کے
یہ معنی ہین کہ بسبب اس بات کے کہ پیرون کی رگون مین کثرت سے خون سوداوی یا بلغمی یا محض
خالص خون کا نزول ہوا کرتا ہے اسوجہ سے پیر کی رگین فراخ ہو جاتی ہین (اسلیے کہ یہ خون
اپنی دمویت کی وجہ سے بعید کے اطراف مین میل کرتا ہے اور سوداویت کی وجہ سے اسفل کو
حرکت کرتا ہے) لیکن صرف سودا، تو اسلیے کہ اسمین خشکی اور غلظت کی کثرت ہوتی ہے یہانتک
کہ اسمین سیلان کی قابلیت نہین ہوتی اور بلغمی کی یہ وجہ ہے کہ وہ خون جسمین بلغم کا امتزاج اور
اختلاط ہوتا ہے وہ اپنی غلظت کے سبب سے نیچے کو سیلان کرتا ہے حتے کہ وہ مادہ
جانب اسفل کے مجتمع ہو جاتا ہے اور جو خون سودا اور بلغم سے خالص ہے وہ بھی اپنی حقیقت
کے اعتبار سے غلظت سے خالی نہین ہوتا ورنہ نیچے کو کیون حرکت کرتا اور حاصل مطلب یہ
ہے کہ مرض دوالی کا مادہ عفونت سے خالی نہین ہوتا ورنہ ضرور قرحے کے پڑجانے اور
خفیف ورمون کے ہو جانے کا موجب ہو جاتا ہے) اور مادے کے اندر انکی علامتون اور رنگ اور تدبیر
سابق سے فرق معلوم ہو جاتا ہے یہان سے اُس مرض کا علاج شروع ہوتا ہے
جو شے اس بیماری مین غلیظ مادہ پیدا کرے اُس سے پرہیز کرنا چاہیے اور دونون ہاتھون کی فصد
لینا چاہیے (تاکہ بدن کا تنقیہ ہو جائے اور جانب مخالف کی طرف مادے کا استفراغ ہو جائے)
اور خوب قے کرنا چاہیے (اسلیے کہ قے مواد کو جہت مخالف کی طرف حرکت دیتی ہے اور خون کو
غلیظ فضلات سے پاک صاف کر دیتی ہے) اور ایارج فیقرا سے حجر ارمنی کے ہمراہ سودا اور
بلغم کا استفراغ چاہیے یہ بہت مفید پڑتا ہے اور یہی کیفیت افتیمون کے جوشاندے یا اُسکی
گولیون کی ماء الجبن کے ساتھ ہے یا صرف افیون کی ماء الجبن یا تازہ دودھ کے ہمراہ ہے پس اگر اس سے
ازالہ مرض کا ہو جائے تو فبہا ورنہ مزاج عروق کے خارج کرنے کی ضرورت پڑیگی اور طول مین
اُنکے نکالنے کی اور جو چیز اُن رگون مین ہوگی اُسکے بہانے کی حاجت ہوگی یا بالکل اُن رگون
کو تراش دیا جائیگا اور اُنکو داغ دینا ضرور ہوگا اسکے بعد اُن ادویہ کا استعمال کرائینگے جنمین قبض کی
قوت ہو تاکہ دوبارہ اس مرض دوالی کی پیدایش نہو اور بسا اوقات رگون کے قطع کرنے سے

مالیخولیا اور امراض سوداویہ کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے (اسلیے کہ اس سودا کا جو اس عضو کی جانب دفع ہوتا تھا سیلان قطع ہوجائیگا تو وہ ضرور اس عضو سے دوسری طرف متوجہ ہوجائیگا پس اگر دماغ کی طرف متوجہ ہوگیا تو مالیخولیا ہوجائیگا اور اگر دیگر اعضا کی طرف میلان کیا تو اور امراض سوداویہ کا مورث ہوجائیگا میں کہتا ہوں مرض دوالی میں عفونت نہیں ہوتی کیونکہ اگر عفونت ہو تو اس سے قرحے اور اورام خبیثہ کا حادث ہونا لازم آئے اور مرض دوالی کی شناخت یہ ہے کہ رگین خوب موٹی موٹی پنڈلیون پر لپٹی ہوئی ظاہر ہون اور فصد اسوقت مناسب ہے جبکہ اس مرض کا حدوث محض خون ہی سے ہو اور سودا اور بلغم کا اسمین اختلاط نہو اور اگر دم سوداوی یا دم بلغمی سے ہے تو اسوقت مین اسکا علاج قے ہے اور قابض دواؤن کے استعمال کرنے سے یہ مراد ہے کہ پیرون پر انکا استعمال کیا جائے) مؤلف کہتا ہے یہانسے داء الفیل یعنی فیل پا ہوجانے کا بیان ہے داء الفیل اس مرض کو کہتے ہین جسمین پیر اور پنڈلی اسقدر موٹی ہوجائے کہ ہاتھی کا سا پیر ہوجائے اور یہ مرض کثرت سودا سے حادث ہوتا ہے (جو رگون کے ذریعہ سے گوشت مین بیٹھ جاتا ہے اور گوشت اسکو ایسا جذب کرلیتا ہے جیسے غذا کو چوس لیتا ہے) اور اسکی دو قسمین ہین اگر اسکی پیدایش بلغم غلیظ سے ہوتی ہے تو متقرح نہین ہوتا اور اگر سودائے غلیظ محترق سے اسکی پیدایش ہوتی ہے تو متقرح ہوجاتا ہے اور قسم ثانی سے آکلہ کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عضو موؤف کے تراشنے کی حاجت ہوتی ہے اور داء الفیل بہ نسبت دوالی کے بدتر ہوتا ہے (اسلیے کہ اسکا مادہ زیادہ لطیف اور بہ نسبت اسکے زیادہ حاد اور تیز ہوا کرتا ہے اور اسی وجہ سے بذریعہ عروق کے گوشت مین نفوذ کرجاتا ہے پس اس مادے تک ادویہ کا اثر نہین پہونچ سکتا بخلاف دوالی کے کہ دواؤن کا اثر اس کے مادے تک پہونچ جاتا ہے) اور جب یہ مرض مستحکم ہوجاتا ہے تو اچھا نہین ہوتا اور یہ مرض اگر خفیف ہے تو اسکا وہی علاج ہے جو دوالی قوی کا علاج ہے یہان سے داء الفیل کا علاج مذکور ہوتا ہے اسکا علاج فصد اور استفراغ سے شروع کیا جائے اسکے بعد ادویۂ قابضہ کا استعمال کیا جائے اور پٹی کی بندش کیجائے اور بغیر پٹی باندھے نہ چلے اور نہ کھڑا ہو اور اکثر اوقات دوالی اور داء الفیل ان لوگون کو ہوجاتا ہے جو بوجھون کے اٹھانیوالے

اور سلاطین کی حضور مین کھڑے ہونے والے اور دوڑ دھوپ کرنے والے ہوتے ہین (اسلیے کہ ان لوگون کے مادے نیچے اُترتے رہتے ہین) **مین کہتا ہون** دوالی اور داءالفیل اگران دونون کا حدوث ایک ہی مادے سے ہو تو دونون مین یہ فرق ہے کہ دوالی مین پیر اُس مادۂ ردیہ کی غذا نہین قبول کرتا اور پیر مین بجز رگون کے پھول جانے کے اور کسی قسم کی زیادتی اور ورم نہین ہوتا اور لان المراد سے یغتذی بدالرجل تک ایک سوال مقدر کا جواب ہے یعنی کسی نے کہا تھا کہ داءالفیل کا حدوث جبکہ کثرت سودا سے ہوتا ہے اور دوالی کا حدوث کبھی دم سوداوی سے اور کبھی دم بلغمی سے اور کبھی خالص خون سے ہوتا ہے تو دونون ایک ہی مادے سے کیونکر پیدا ہو سکتے ہین تو اسکا یہ جواب دیا کہ کثرت سودا سے یہ مراد نہین ہے کہ محض سودا سے داءالفیل کی پیدایش ہوتی ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اُسکا حدوث اُس سودا سے ہوتا ہے جو اُس خون پر غالب ہو جو پیر کی غذا بنتا ہے اور کلہ عضو کے وقت اُسکے قطع کرنے سے یہ مراد ہے کہ جڑ سے پیر تراشدیا جائے گا کیونکہ جب انسان دو مصیبتون مین مبتلا ہوتا ہے تو دونون مین سے جو مصیبت آسان ہے اُسکو اختیار کیا کرتا ہے اور ربط کی یہ صورت ہے کہ دونون پیر نیچے سے اوپر تک پٹی سے باندھ دیے جائین اور مُعانٰہ سے وہ لوگ مراد ہین جو تیز چلتے ہین اور دوڑ دھوپ کرتے رہتے ہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے اوجاع مفاصل یعنی گٹھیا وغیرہ کا بیان ہے** اس مرض کا سبب وہی عضو ہوتا ہے جو درد کا قبول کرنے والا ہوتا ہے یا تو اسلیے کہ اُسکی خلقت مین ضعف ہوتا ہے جیسے غددی گوشت ہین (اور جوڑون کا یہی حال ہے کہ اُنکی خلقت بھی ضعیف ہے اسلیے کہ اُنکے اجزا کے بعید ہونے سے اُنکے مزاج مین مضبوطی نہین ہوتی پس ہر ایک جزو دوسرے جز مین اثر کرنے کی قوت نہین رکھتا اور اسی سبب سے یہ بات لازم آئی کہ اُنکے قوے ضعیف ہون اور جو چیز اُنپر وارد ہو اُسکو بیشتر قبول کرلین) یا اپنی سوء مزاجی سے اس مرض کو قبول کرلیتے ہین اور بیشتر سوء مزاج بارد ہوا کرتا ہے اسلیے کہ وہ تمام اجزا جنسے مفاصل کی ترکیب ہوتی ہے وہ سب کے سب بارد ہین کیونکہ برودت مین جیسے اسکی شان ہے کہ ضعف پیدا کرے اسبات کی بھی شان ہے کہ اپنے ہمراہ تحلیل ہونے والی چیز کے تحلیل ہونے کو کم کردے، اسی لیے وہ زیادہ ہوجاتی ہے اور مفاصل مین درد ہوجاتا ہے اور درد مین شدت ہوجاتی ہے) یا اُسکا سبب حرارت جاذبہ ہوتی ہے

(کیونکہ حرارت باوجود ضعف کے موجب ہونے کے جاذب مواد ہوا کرتی ہے) خاصکر جب گرمی اُسکی
امداد ورد یا حرارت کرے یا اس مرض کا سبب اُن اعضاء کا سب سے نیچا ہونا ہوتا ہے (اسلیے کہ
تمام جوڑ سب اعضاء کے نیچے ہوا کرتے ہین) اسطرحپر کہ مادہ بالطبع اُنکی طرف متحرک ہو (اسلیے کہ جو
مفصل مفاصل مین سے نیچے ہوا کرتا ہے تو وہ مفصل بہ نسبت اور مفاصل کے درد کو زیادہ قبول کیا کرتا ہے)
اور اس مرض کا سبب فاعلی سوء مزاج ہوتا ہے (اسکی چند قسمین ہین) یا تو تمام بدن کا سوء مزاج یا یہ
صورت ہے کہ اعضاء رئیسہ کا سوء مزاج وجع مفاصل کا سبب ہوتا ہے سادہ ہو یا مادی صاحب قوام
ہو جیسے خلط یا غیر صاحب قوام جیسے ریح غلیظ بسیط ہو یا مرکب (چند اخلاط سے) اور وجع المفاصل
اکثر اوقات مادۂ بلغم اور صفراء سے ہوتا ہے پھر بلغم خام سے پھر خون سے پھر صفراء سے اور بہت کم ایسا
ہوتا ہے کہ سوداء سے ہو (اسلیے کہ خلط سوداء اپنی غلظت اور ارضیت کے سبب سے جوڑون مین نفوذ
بدقت کرتا ہے بلکہ سوداء جب مفصلون کے قریب آتا ہے تو وہین رُک رہتا ہے اور اُسی جگہ ورم
پیدا کرتا ہے) اور سبب فاعلی یہ ہوتا ہے کہ نالیان وسیع اور کشادہ ہو جاتی ہین خواہ یہ وسعت خلقی ہو یا
کسی عارضی سبب سے اور یا وہ نالیان اب پیدا ہوگئی ہین پہلے سے نہ تھین اور اُنکو کسی حرکت نے
پیدا کر دیا ہے (اسلیے کہ حرکت عضو کو سبک کر دیتی ہے اور اُسمین سے قبض اور تکاثف کو دور کر دیتی
ہے) یا تخلخل نے اُسکو پیدا کر دیا ہے یا خود عضو کے ڈھیلا ہو جانے سے نالیان پیدا ہوگئی ہین یا عضو
کا نرم ہونا حدوث مجاری کا سبب ہوگیا ہے (اسلیے کہ اصلی اعضاء مین جب بعض کو بعض کے ساتھ
ترکیب ہوتی ہے تو اُنمین ایسے سوراخون کا ہونا ضروری ہے جنکو گوشت بھر لیا کرے اور جب عضو
نرم یعنی سخیف ہوگا تو اُسمین کے سوراخ گوشت سے خالی ہونگے اور اُنکی نالیان ظاہر ہونگی) اور بیشتر اوقات
یہ اخلاط جو وجع المفاصل کے مولد ہوتے ہین دوسرے ہضم یا تیسرے ہضم کے فضلون سے اُنکی پیدایش
ہوتی ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ پہلے ہضم کے فضلات امعاء مین جا کر نکل جایا کرتے ہین اور ہضم
رابع کے فضلات سے اس مرض کے نہ پیدا ہونے کا یہ سبب ہے کہ اسکے فضلے ہڈیون مین اور اُن
اعضاء مین جو مفاصل کے قریب ہوتے ہین بہت کم ہوتے ہین اُنسے اس مرض کا پیدا ہونا غیر ممکن ہے
اور جو اور اعضاء کے قریب ہوتے ہین اُنکا بہ نسبت مفاصل کی طرف جانے کے باہر کو جانا
نہایت آسان اور سہل ہے) اور وہ سبب کہ جسکے سبب سے مفاصل مین دردون کی کثرت اور زیادتی

ہوتی ہے مفاصل مین تجویف یعنی اُنکا خولدار ہونا ہے کہ وہ تجویف مواد کو روک لیتی ہے (اسلیے
کہ وہ دو ہڈیان جنکے ملنے سے جوڑ پیدا ہوتا ہے اُن دونون مین کچھ خلاء کا ہونا نہایت ضروری امر
ہے اگر جوڑ مضبوط نہین ہوتا ہے ورنہ حرکت غیر ممکن ہے اور یہی خلاء مواد کو قبول کر لیتا ہے جو
اُسمین آجاتا ہے اسلیے کہ اس خلاء مین اُسکے دور کرنے والی قوت نہین ہوتی اور نہ اُسمین کسی ایسے
جسم کا حجم ہوتا ہے کہ وہ اُسکے آنے سے روک ٹوک کیے) اور حرکت کا بہت ہونا (اسلیے کہ
حرکت مواد کو جذب کر لیتی ہے) اور مفاصل اپنی برودت کے سبب سے اور اس سبب سے کہ یہ کنارے ہین اور پہلے
مدبر سے دور واقع ہین اُنکا مزاج ضعیف ہوتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مفاصل کے اندر
خلط اسطرح محتبس ہوکر رہجاتا ہے کہ متحجر ہو جاتا ہے اور اُنمین گوشت جم آتا ہے خاصکر گرم مزاج والون
مین اور یہ مرض اُنھین امراض مین سے ہے جو ورثہ مین آتے ہین (اسلیے کہ منی باپ کے مزاج پر
ہوا کرتی ہے پس بیٹا اوجاع مفاصل کے مزاج مین فضلات کا پیدا کرنے والا ہوگا) اور مواد
کی کثرت کا سبب یا تو غذا ئین ہوتی ہین یا بدہضمی یا ترک ریاضت (اسلیے کہ اسوقت مین بہت سے
فضلے مجتمع ہو جاتے ہین پھر جبکہ اُنکا استفراغ نہین ہوتا تو اُنکی ریزش مفاصل پر ضرور ہوتی ہے)
اور یا کھانا کھانے پر ریاضت کا کرنا یا جماع کی کثرت یہ اُسکا سبب ہوتی ہے اور خاص کر کھانا
کھانے پر جماع کرنا اور بھی زیادہ اس مرض کا سبب قوی ہوتا ہے اور جس شخص کو استفراغ کی عادت
پڑی ہوتی ہے اور وہ اُسکو چھوڑ دے تب بھی یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے (مثل دم حیض اور بواسیر کے
اسلیے کہ جب فضلات اکھٹے ہو جاتے ہین تو خواہ مخواہ وہ مفاصل کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین
اور وجع مفاصل کا سبب پڑ جاتے ہین) اور نہار منھ پانی پینا بھی اس مرض کا سبب ہو جاتا ہے
(اسلیے کہ اسوقت مین پانی اس حالت مین اعضاء مین نفوذ کرتا ہے کہ اُسکی برودت باقی رہتی ہے
کیونکہ اُسکے نفوذ کرنے کو غذاء مانع نہین ہوتی اگر وہ ہوتی تو اُسکی برودت کو سلب کر دیتی کیونکہ
پانی کا ورود جب غذاء پر ہوتا ہے تو اُسمین اُسکا خلط ملط ہو جاتا ہے تو غذاء اُسکو نفوذ کرنے سے
منع کر دیتی ہے اور جبکہ اسوقت مین اُسکا نفوذ ہوتا ہے تو اعصاب اور دردون کے لیے مضر پڑتا
ہے اور مواد کو خام اور ناقابل کر دیتا ہے اور بیشتر یہ بات ہوتی ہے کہ جب یہ مرض لاحق ہوتا ہے
تو بیشتر اُسکو درد نقرس ہو لیتا ہے (اسلیے کہ جو مادے پیرون کی ہڈیون مین اور عشاؤن مین بہتے ہین تو

پہلے اُنمین سے رقیق نیچے کی طرف اُترآتے ہین اور پیر کے تلوے اور اُسکی اُنگلیون کی جھلیون مین
محتبس ہو جاتے ہین اور نقرس کو پیدا کر دیتے ہین اور اسکا یہ سبب ہے کہ یہان کا گوشت اور خاصکر
جلد نہایت سخت اور کثیف ہوتی ہے اور رگین بہت تنگ ہوا کرتی ہین اسلیے اُنمین جو چیز بند
ہو جاتی ہے اُسکا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے اور یہی چیز درد نقرس کا سبب ہو جاتی ہے) اور فصل بہار مین
اس سبب سے کہ اخلاط حرکت کرتے ہین تو مفاصل مین نہایت درد ہو جایا کرتا ہے (اسلیے کہ یہ فصل
جاڑون کے جمے اور ٹھہرے ہوے مواد کو ہیجان مین لاتی ہے اور اُنکو رقیق اور سیال کر دیتی ہے
یعنی اُنکو بہا دیتی ہے پھر ہی مواد اعضاے ضعیفہ پر گرنے لگتے ہین خاصکر اُسوقت مین اُن مواد
کی ریزش اور بھی زیادہ ہوتی ہے جبوقت مین جاڑے کی سردی سے ضعف کی زیادتی ہو گئی ہو اور
فصل خریف مین اُسکی برودت کی وجہ سے اور موسم گرما کے تخلخل کے سبب سے دردون کی شدت
ہوتی ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ بسبب گرمی کے چونکہ رطوبات تحلیل ہو چکے ہین اس وجہ سے
سوراخ اور مجاری کشادہ ہو جاتے ہین اور نیز اسلیے کہ ہڈیون کے اوپر کی جھلیان اپنی نرمی کیوجہ سے
ملی ہوئی رہتی ہین پھر مادے اُنمین سے نفوذ نہین کر سکتے پھر جبکہ گرمیون کی گرمی سے اُنکے رطوبات
تحلیل ہو جاتے اور خشک ہو جاتے ہین تو اُنکا ہڈیون سے جدا ہونا آسان ہو جاتا ہے اور مواد کا
اُنمین سے نفوذ کرنا سہل ہو جاتا ہے مین کہتا ہون کہ عضو کا اس مرض کو قبول کرنا یا تو بسبب
ضعف کے ہوتا ہے اور اسکی دو قسمین ہین پہلی صورت تو یہ ہے کہ جس عضو نے اس مرض کو قبول
کیا ہے تو پیدایش اسکی ضعیف اور کمزور ہو دوسری صورت یہ ہے کہ پیدایش کے وقت اُس مین
ضعف نہ تھا مگر بعد کو بسبب سوء مزاج کے اسمین ضعف پیدا ہو گیا ہے اور سوء مزاج بیشتر خلط بارد
سے ہوا کرتا ہے اسلیے کہ اگر حرارت حد سے زیادہ نہو گی تو اُسکا ضعیف کرنا کیا معنی بلکہ اُس عضو کو
قوت دیگی اور بیشتر اسکا بیان ہو چکا ہے اور یا سوء مزاج اُس عضو کی حرارت جاذبہ کی وجہ سے ہو گا
عام اس سے کہ درد یا حرکت اُسکی امداد کرین یا نہ کرین اور یا سوء مزاج اس سبب سے ہوتا ہے کہ اس
عضو کی وضع سب سے نیچے ہے اُسکا یہ سبب ہے کہ مواد کی حرکت بالطبع اُسکی طرف ہو گی اور یہ مرض
اکثر دونون پیرون اور دونون سرینون مین ہوا کرتا ہے اور جو مرکب مادے سے ہوتا ہے وہ بیشتر
بلغم سے مع صفرا کے ہوتا ہے یعنی دونون کی آمیزش سے اُسکی پیدایش ہوتی ہے یہ مادہ مرکب

کی مثال ہے اور ما بین بلغم اور رقیق کے جو حرف واؤ ہے وہ بمعنی مع کے ہے اور مؤلف کے
قول ثم خام مین جو لفظ خام واقع ہے اُسکا عطف بلغم پر ہے اور تہلہل کے معنی سخافت کے ہین
یعنی نرم اور ملائم ہوتے ہین ثوب متہلہل یعنی اس کپڑے کی بناوٹ مین زیادہ ٹھکاؤ اور کھچاؤ نہین ہے
(پس جو کپڑا ایسا ہوگا اسمین مس کرتے وقت سختی اور کرختگی نہو گی بلکہ نرمی معلوم ہوگی) اور تخیف کے
بھی معنی ہین اور تخلخل کے بعد تہلہل واسطے مزید توضیح اور انکشاف کے ہے ورنہ تخلخل اور
تہلہل کے درمیان کچھ برائے نام فرق ہے اور ہضم ثانی اور ثالث کے فضلات اُن کمزور جسمون
مین جمع ہوتے ہین جنکے اعراض مسکنات سے دفع کر دیے گئے ہون یا وہ مرض خوب خارج نہ
کیا گیا ہو اور مفاصل مین خنکی اور برودت بوجہ ہڈیون اور باریک اور غلیظ پٹھون کے ہوتی ہے جو
اُنکے گرداگرد ہوتے ہین اور اسیوجہ سے مفاصل حرکات کثیرہ کی برداشت کر لیا کرتے ہین اور دوسری
وجہ برودت مفاصل کی یہ ہے کہ دل جو مدبر اول اور معدن حرارت ہے اُس سے مفاصل دور ہوتے
ہین اسوجہ سے اُنمین حرارت کم ہوتی ہے اور مفاصل مین جو گوشت اُگ آتا ہے وہ بیشتر اُنگلیون مین
خاصکر پیر کی اُنگلیون مین اور خصوصاً دموی مزاج کے لوگون مین اُگ آتا ہے اور اس مرض کے
نسلاً بعد نسلٍ ہونے کا یہ سبب ہے کہ باپ کی منی کا مزاج موافق اُس مزاج کے ہوتا ہے جو اُسکے لیے
مقرر ہو چکا ہے پس اسی لیے والد اور مولود کا مزاج قابل اور فاعل مین جا کر یکسان ہو جاتا ہے
اور کثرت مواد کے جو اسباب ہین اور جنکا ذکر بیشتر ہو چکا ہے منجملہ اُنکے دو یہ ہین متواتر شراب پینا اور
کھانے پر حمام کرنا اور مستفرغات معتادہ سے یہ مراد ہے کہ حیض اور بواسیر کا خون اور فصد اور مسہل جسکی
اُسکو ہمیشہ سے عادت تھی اُنکا ترک ہو جائے اور یہ بات کہ موسم خریف مین اس مرض کی کثرت
ہو جاتی ہے اسکا ایک سبب تو یہ ہے کہ مذکور ہوا اور دوسرا سبب یہ ہے کہ اس فصل مین بدہضمیان
اور میوہ جات کی کثرت ہوتی ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے **عرق النساء کا**
بیان ہے عرق النساء اُس رگ کے درد کو کہتے ہین جسکی بدایت پشت سُرین سے ہوتی ہے
اور سرین سے ٹخنہ تک اترتا ہے اور کبھی ایڑی تک اُترتا ہے اور جبکہ اسکو عرصہ دراز ہو جاتا ہے تو اسکا
نزول زیادہ ہو جاتا ہے اور باعتبار کثرت اور قلت مادے کے اُنگلیون تک یہ درد ممتد ہوتا ہے
اور درد کے ساتھ پیر اور زانو لاغر پڑ جاتے ہین اور پیر کا موڑنا دشوار ہو جاتا ہے (اسلیے کہ موڑنیکے

وقت وہ بڑا عضلہ عرض مین پیچھے سے ہوکر اُس نسا رگ پر اُتر آتا ہے اور اسمین دباؤ پیدا کرتا ہے پس
خواہ مخواہ اسکی اذیت زیادہ ہوجاتی ہے جسطرح کسی خارجی سبب کے دبانے سے زیادہ ہوجاتی ہی)
اور اسمین قد کا سیدھا کرنا بھی دشوار ہوجاتا ہے اور اکثر اوقات درد کی وجہ سے ران کی ایک طرف
اپنی جگہ سے سرک جاتی ہے اور کل اوجاع مفاصل وغیرہ جبکہ اُنکے مادے کا استیصال ہوجائے
تو جلدی سے عود نہین کرتے بخلاف درد عرق النسار کے کہ یہ جلدی سے عود کر آتا ہے (ایک اور دنی
سبب کیوجہ سے اور یہی حال درد نقرس کا بھی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ عرق النسا وہ درد ہے
کہ ران مین پھیلتا ہے اور اکثر اوقات گٹے تک بڑھ آتا ہے اور اُس جگہ جوڑ نہین ہے اور یہ تمام
بدن کے نیچے ہے اسلیے بالطبع مواد کی اسکی طرف توجہ ہوتی ہے اور مرض سے مقابلہ کیوقت
ضعیف پڑجاتا ہے اور اوپر کی تمام اعضار سے اسکی طرف مواد گرتے ہین) اور بیشتر اسکا مادہ اولاً جوڑ
مین ہوتا ہے اُسکے بعد عریض عصبہ مین منتقل ہوتا ہے (یعنی اُس عریض وتر مین کہ جو گھٹنے کے غضروف
پر محیط ہے کہ وہ پنڈلی کے شروع کے قریب ہے خاصرہ یعنی کوک کی ہڈی سے اُگی ہوئی ہے)
اور کبھی ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ شروع ہی سے مادہ بیٹھ مین ہو مین کہتا ہون کہ عرق النسار اور
وجع الورک اور نقرس یہ چند قسمین ہین کہ یہ سب اوجاع مفاصل مین داخل ہین - عرق النسار تو اُس
درد کا نام ہے کہ اکثر بائین چوتڑ کیطرف سے شروع ہوکر زانو تک اُتر آتا ہے اور اکثر اوقات ٹخنے تک اترآتا ہی
اور کبھی انگلیون تک اُسکا نزول ہوتا ہے اور انگلیون کے دبانے سے لذت معلوم ہوتی ہے اور اخیر
حالت مین اُسپر چلنے سے آرام معلوم ہوتا ہے اور زیادہ دیر پا ہونے سے زیادتی پکڑتا ہے اور عرق النسار
اُن امراض مین سے ہے جنسے اس قسم کا مریض لنگڑا ہوجاتا ہے اسلیے کہ زانو کی ہڈی اپنے گڑھے سے جدا
ہوجاتی ہے اور یہ مرض اکثر نحیف آدمیون مین زیادہ ہوتا ہے اور یہ مرض اسلیے جلد عود کرآتا ہی کہ عضو کی وضع ہی
اسکے مناسب واقع ہوئی ہے اسلیے کہ مواد بالطبع اسکی طرف حرکت کرتے ہین (کیونکہ مواد مین لزوجت اور
رطوبت ہوتی ہے اسلیے وہ رطوبت اُسکی معاون پڑجاتی ہی) اور معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مرض بیشتر تو ایک ہی سرین
مین ہوتا ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ دونون سرینون مین اسکا حدوث ہو مگر یہ شاذ و نادر بات ہے) مؤلف
کہتا ہے یہان سے درد سرین کا بیان ہے یہ وہ درد ہے جو خاص چوتڑ ہی مین
قائم اور ثابت رہتا ہے اور عرق النسار کی طرف منتقل نہین ہوا کرتا اور یہ درد اکثر چوتڑ کے ضعف سے

ہوا کرتا ہے اور جوڑ کا ضعف کئی وجہ سے ہو جاتا ہے یا تو کسی سخت چیز پر بہت دیر تک بیٹھے رہنے سے یا اُسپر چوٹ لگ جانے سے یا بہت دیر تک سوار رہنے کی وجہ سے اور جوڑ کا درد بیشتر بلغم خام سے پیدا ہوتا ہے اسلیئے کہ اس درد کے مادے کو بشدت گاڑھا ہونا ضرور ہے اسلیئے کہ اگر یہ مادہ رقیق اور لطیف ہوگا تو ضرور وہ مریض کی جانب بہکر چلا جائیگا اور عرق النسا کا درد پیدا کردیگا اور اگر پیر کے جوڑون کی طرف بہ جائیگا تو درد نقرس پیدا کردیگا اور یہی درد کبھی رحم کے دردون سے منتقل ہوا کرتا ہے جبکہ رحم کے درد کو قریب دس مہینے کے امتداد ہو جائے میں کہتا ہون وجع الورک یعنی درد سرین اکثر بلغم خام سے پیدا ہوتا ہے بخلاف درد عرق النسا کے کہ اُسکی پیدایش جیسے دم بلغمی سے ہوتی ہے ایسیطرح بلغم صفراوی سے ہوتی ہے اور اوجاع رحم مین قریب دس مہینے کی مدت کا بیان کرنا اسطرف اشارہ ہے کہ یہ امراض مزمنہ مین سے ہوتا ہے مؤلف کہتا ہے یہان سے درد نقرس کا بیان ہے یہ درد پیر کی انگلیون مین خصوصًا انگوٹھے سے اُسکی بدایت ہوتی ہے اور کبھی ایڑی سے یا قدم کے نیچے سے یا اُسکے کسی طرف سے شروع ہوتا ہے پھر عام ہو جاتا ہے یعنی پھیل جاتا ہے اور اکثر اوقات زانو تک بڑھ جاتا ہے اور اس درد کی پیدایش صرف رباطات اور مفاصل کے محیط جسمون مین ہوا کرتی ہے اور اسی سبب ایسے مریضون کو تشنج نہین لاحق ہوتا اور خواجہ سراؤن کو نہ درد نقرس ہوتا ہے اور نہ انکو صلع کی بیماری ہوتی ہے اور جس شخص کے نقرس کا درد ہوتا ہے اُسکے خصیون کے کیسے طویل اور دراز ہوتے ہین اور درد نقرس نہ بچے کو عارض ہوتا ہے نہ عورت کو ہان عورت کو اس مرض کا لحوق اُسوقت ہوتا ہے جب اُسکا حیض منقطع ہو جائے میں کہتا ہون ابن ہبل نے بیان کیا ہے کہ پیر کے انگوٹھے کے جوڑ کا نام نقورس ہے اور نقرس کا لفظ اسی نقورس سے ماخوذ کیا گیا ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو نام محل کا ہوتا ہے وہی نام حال کا بھی رکھدیا کرتے ہین اور نقرس کا درد تمام جوڑون کے دردون سے زیادہ سخت ہوا کرتا ہے اسلیئے کہ یہ مرض بیشتر اوقات مادی ہوا کرتا ہے اسلیئے کہ نقرس سادہ تو شاذ و نادر ہے اور اگر اُس عضو کا قیاس کیا جائے تو اُسکے اعتبار سے جو مادہ اس عضو پر گرتا ہے تو وہ بہت ہے اور اُسکے جوڑ بہت تنگ ہین اور درد نقرس صرف ہڈون اور جوڑون مین اُن اجسام کے ہوتا ہے جو اُسکا احاطہ کیئے رہتے ہین

یعنی خارج سے اور یہ درد بند اور پٹھون مین نہین ہوا کرتا اسی لیے نقرس والون کو تشنج نہین عارض ہوتا
اور نقرس والون کے خصیون کی جلد طویل اور دراز ہوتی ہے اور خواجہ سراؤن کو نہ مرض نقرس ہوتا ہے
اور نہ اُنکو مرض صلع عارض ہوتا ہے مرض نقرس کے نہ عارض ہونے کا تو یہ سبب ہے کہ قدم کے
تنگ جوڑون مین اُن اخلاط کا انصباب ہوتا ہے جنمین حدت اور صفراویت ہوتی ہے اور وہ اسکے
لیے بدرقہ بنجاتے ہین اور خواجہ سراؤن مین رطوبت کے زیادہ اور وافر ہوجانے سے اس قسم کے
اخلاط حادہ کم ہوجایا کرتے ہین اور نیز اس مرض کے اسباب کا جالب یعنی جس چیز سے اس مرض کے
اسباب پیدا ہوتے ہین وہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد جماع ہوا اور خواجہ سرا مجامعت ہی نہین
کرتے اور صلع یعنی خواجہ سراؤن کی پیشانی کے اوپر کے بال گرجانے کے مرض کا نہونا اس سبب سے
ہوتا ہے کہ یہ مرض دماغ کی جلد مین خشکی کے غلبہ سے ہوا کرتا ہے اور خواجہ سراؤن مین رطوبت بکثرت
ہوا کرتی ہے اور اُنکی جلد مین لینت اور نرمی ہوتی ہے (اسیلئے کہ جس رطوبت مین منی بنجانے کی
لیاقت اور صلاحیت ہوتی ہے وہ رطوبت خصیون مین بدستور محتبس ہوا کرتی ہے اور نیز یہ وجہ ہے
کہ اُنکی اصلی حرارت بہت سی رطوبت سے پوشیدہ رہتی ہے اور اُسپر رطوبت کا تسلط رہتا ہے جو
صلع کے پیدا کرنے کی مانع ہے) اور بچون کو مرض نقرس اسیلئے نہین عارض ہوتا کہ اُنکا مادہ نشو و نما
مین صرف ہو رہا ہے تو اُسوقت مین بدن کے اندر وہ فضلات کیونکر جمع ہوسکتے ہین جو اس مرض کا
مادہ بنجائین اور دوسرا سبب اس بات کا کہ یہ مرض بچون کو کیون نہین ہوتا یہ ہے کہ اس مرض کا سبب
جماع کا کرنا ہوتا ہے اور بچون مین یہ سبب مفقود ہے اسیلئے کہ بچے جماع نہین کرسکتے اور عورتون کو
اس مرض کے نہونے کے یہ دو سبب ہین ایک تو یہ کہ حیض عورت کے بدن کو فضلون سے
پاک صاف کردیتا ہے (پس اُسکے بدن مین جو کچھ حاد اور تیز مادے ہوتے ہین جنسے یہ مرض
پیدا ہوتا ہے دم حیض کے ساتھ مندفع ہوجایا کرتے ہین اور دوسرا سبب عورت کو اس مرض کے
نہونے کا یہ ہے کہ عورت کے جماع مین وہ حرکت نہین ہوتی جو اخلاط کو جوڑون کی طرف جذب
کراۓ **مؤلف کہتا ہے** جو درد کہ مفاصل کے دردون مین سے سادہ سوء مزاج سے
ہوتا ہے تو تھوڑا تھوڑا بغیر ثقل اور ورم کے اور بغیر بدلنے رنگ عضو کے پیدا ہوتا ہے اور اگر مادی ہوتا ہے
تو اُسکی چند قسمین ہین اگر خون کا غلبہ ہے تو رنگت مین سرخی ہوتی ہے البتہ ہان اگر خون عضو کی بالکل تہ مین

ہو تو یہ علامت خوب ظاہر ہوگی اور اس صورت مین کھچاؤ اور ثقل اور لپک محسوس ہوگی اور اگر مادی
مین صفرا کا غلبہ ہے تو اسکی یہ علامتین ہین حد سے زیادہ حرارت کا ہونا اور عضو ماؤف کا زرد ہونا
اور شدت سے درد کا ہونا اور ثقل اور تمدد اور سرخی کا کم ہونا (ثقل کے کم ہونے کا تو یہ سبب ہے کہ صفرا
لطیف اور ہلکا ہوتا ہے اور کھنچاؤ مین کمی اور قلت اسلیے ہوتی ہے کہ صفرا ایک رقیق اور لطیف خلط ہی
اور سرخی کے کم ہونے کا یہ سبب ہے کہ خود اسکی رنگت اصلی زرد ہے جو سرخی کے خلاف ہے) اور اگر بلغم کا
غلبہ ہے تو درد ضرور بسبب غلظت مادے کے لازم ہوتا ہے مگر ہان اس مادے مین سوزش اور بھڑک
کم ہوتی ہے اور رنگت مین اول تو تغیر ہوتا ہی نہین اور اگر ہوتا بھی ہے تو نلاہٹ کی جانب اور اگر مادہ
سوداوی ہے تو اسکی یہ علامتین ہین اُس جگہ کا لاغر ہونا اور درد کا پوشیدہ ہونا اور بدن کی رنگت کا سیاہی
مائل ہونا (بشرطیکہ سودا کا ظاہر کی طرف میلان ہو) اور کبھی نوع مادے پر انہیا سے مفصلۂ ذیل دال ہوتی
ہین - تدبیر سابق - عمر مریض - شہر - عادت - پیشہ - فصل - اور جلد بدن خصوصاً چہرہ کی اور مزاج شخصی اور
قارورہ اور اجابت اور نبض اور وہ چیزین جو طبیعت کے مخالف یا موافق پڑنے والی ہون مین کہتا
ہون امراض مفاصل کی یہی علامتین ہین جو مؤلف نے بیان کین اور جو سوء مزاج کہ سادہ ہو مادی نہو
تو اسکا تحقق بہت کم بلکہ نادر الوجود ہے اور اگر اُسکا تحقق ہوگا تو ان امور مذکورہ ماتحت سے اُس کی شناخت
ہوجائیگی خفت کا ہونا اور مواد کی علامتون کا نہ پایا جانا اور جو درد خون کے غلبہ سے ہوا کرتا ہے اور وہ
درد کہ غلبۂ صفرا سے ہوا کرتا ہے ان دونون مین مابہ الفرق یہ ہے کہ درد دموی کا میلان اندر کیجانب کو
ہوتا ہے اور درد صفراوی کا میلان جلد کی طرف ہوتا ہے اور بلغم کے غلبہ کی صورت مین لزوم درد سے یہ
مراد ہے کہ ہر وقت ایک ہی حالت پر رہتا ہے یہ نہین کہ ایک وقت زیادہ ہوا اور دوسرے وقت اُسمین
خفت اور فترہ ہوجائے مگر موافق اور مخالف چیزون سے استدلال کرنے مین بہت احتیاط اور ہوشیاری
درکار ہے اسلیے کہ درد کے ساکن کرنے مین اکثر غلطی ہوجایا کرتی ہے اسلیے کہ اکثر اوقات بارد درد
کو مخدر چیزون سے سکون ہوجاتا ہے پس اُس سے اس بات کا گمان ہوتا ہے کہ شاید یہ درد حار تھا
اور اکثر اوقات وہ درد کہ حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے اُسکی تحلیل شئ حار سے ہوجاتی ہے تو اس سے
اس امر کا گمان ہوتا ہے کہ یہ درد بارد تھا اور بسا اوقات درد کے کثیف ہوجانے سے معلوم ہوجاتا ہے
کہ یہ بارد ہے جبکہ درد دوائے بارد سے کثیف ہوکر زیادہ محسوس ہوتا ہے مؤلف کہتا ہے

یہان سے اس مرض کا علاج شروع ہوتا ہے اگر سوء مزاج سادہ یعنی غیر مادی سبب ہے تو صرف تعدیل کافی ہے اور بسا اوقات حار کی صورت مین کچھ تھوڑے سے خون اور صفرا کے استفراغ کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور بارد کی صورت مین کسی قدر بلغم کے نکالنے کی حاجت ہوتی ہے اور اگر سوء مزاج مادی ہو تو مادے کا قطع کر دینا چاہیے بعد ازان بوجہ جذب مادے کے طرف خلاف اُس مادے کے جسکی ریزش ہوتی ہے روک دیا جائے اگرچہ کچھنون کے ساتھ ہو اور اِس مادے کو فی کرانے سے کم کر دیا جائے اور یہ قی بہ نسبت دستون کے ایسے مریضون کے لیے زیادہ تر مفید ہے اور عضو کو رادعات سے قوت دیجائے (رادع وہ دوائین جو مادے کے پھیر دینے والی ہون) تاکہ زیادتی کو نہ قبول کرنے پائے اور یہ اُسوقت ہے جبکہ مادہ کم ہو اور اگر مادہ بکثرت ہو تو وہ دوا جسمین ردع کی شان ہے دو امرون مین سے ایک کی موجب ہوتی ہے یا تو مادے کو عضو شریف کی طرف پھینکدیگی یا خاص اُسی عضو مین مادے کو روک دیگی تو خواہ مخواہ تکلیف اور زیادہ ہوگی اور عرق النساء کی بیماری مین تو رادعات کا ہرگز استعمال نہ کیا جائیگا اسلیے کہ عرق النساء مین مادہ اندر کی جانب بیٹھا ہوا ہوتا ہے پھر عضو مین جو مادہ موجود ہوتا ہے اُسکو رادعات تحلیل کر ڈالتے ہین اور شروع مرض مین گرم طلاء اسلیے ردی ہوتے ہین کہ اُنمین جذب کرنے کی قوت ہوتی ہے اور چونکہ مخدر چیزین مادے کو غلیظ کر ڈالتی ہین اسلیے وہ مضر ہوتی ہین اور اُنمین دوسرا نقصان یہ ہے کہ وہ بیماری کو مزمن اور دیرپا کر دیتی ہین اور سکنجبین اپنی افراط حموضت کے سبب سے ان امراض کو غیر موافق ہوا کرتی ہے اور شراب تو ان بیماریون کی دشمن ہے (اسلیے کہ اُسکا یہ خاصہ ہے کہ مواد کو حرکت مین لاتی ہے اور اُنکو بہا ڈالتی ہے اور اعصاب اور اوتار کو مضرت پہونچاتی ہے) اور ایسے مریضون کو شراب کا استعمال اُسوقت جائز ہے کہ اچھے ہو جانے کے بعد اُنیر چار فصلین گذر چکی ہون اور تمام ادویہ محللہ مین ملینات شامل کر دیے جائین جیسے چربیان تاکہ مادہ متحجر نہو جائے اور مادے مین کے لطیف اجزاء متحجر نہو جائین خصوصًا سوداویہ مین **مین کہتا ہون** مزاج حار کی تعدیل بارد کے ساتھ اور بارد کی تعدیل حار کے ساتھ اسکا طریقہ سابق مین بارہا معلوم ہو چکا ہے اور سوء مزاج سادہ مین خلط کے معمولی استفراغ کی اُسی وقت حاجت پڑتی ہے جبکہ مزاج سادہ کی اعانت سے اُس خلط مین ہیجان پیدا ہو جائے اور سودا کا اس مرض مین اسلیے تذکرہ نہین کیا کہ وہ بدن مین کم ہوتا ہے تو اسکی وجہ سے اُس سوء مزاج مین جو پیدا ہو گیا ہے ہیجان نہ پیدا ہوگا اور نیز وہ

چونکہ اپنی غلظت کے سبب سے عاصی ہوتا ہے اسلیے آسانی اور سہولت کے ساتھ جلد منفعل بھی نہوگا
اور قے بہ نسبت اسہال کے اسلیے مفید تر ہے کہ اسمین یہ خوبی ہے کہ اُسمین مواد کو مرض کی طرف تحریک
ہوتی ہے اور وہ یہ ہین۔ عرق النسار۔ نقرس۔ وجع الورک اور عرق النسار مین رادعات کا استعمال اسلیے
منع ہے کہ اس بیماری مین مادہ اندر کی جانب ہوتا ہے تو وہ مادہ اسپنے محبوس ہو جانے اور متحجر ہو جانیکے
سبب سے تحلیل نہوگا اور خواہ مخواہ عضو اپنی جگہ سے علحدہ ہو جائیگا اسکے سوا اور کوئی جواب ممکن ہو ہی
نہین سکتا کہ اُسمین مادہ قلت کے ساتھ اور رقیق ہوتا ہے درد پہونچانے والا اور اس مرض مین شراب کا
استعمال اسلیے منع ہے کہ شراب کچی پکی ہر قسم کی غذا کو نفوذ کر دیتی ہے اور یہ جو مبالغہ کیا گیا ہے کہ
اس مرض مین تا وقتیکہ پورا سال نہ گذر جائے اُسوقت تک شراب سے اجتناب اور پرہیز لازم ہے
اسکی یہ وجہ ہے کہ اس بات کا علم کہ یہ مرض بالکل جاتا رہا بلا چار فصلون کے گذرے ہوئے نہین ہو سکتا
اسلیے کہ ممکن ہے کہ اس مادے کا سکون ان فصلون مین ہو جائے جو مادے کی ضد ہون

مؤلف کہتا ہے یہان سے اُن چیزون کا بیان ہوتا ہے جو اس مرض
مین پی جاتی ہین گرم اور صفراوی مین تو وہ چیزین ہین جنکو ہم صفراوی بخار مین بیان کرینگے اور
بارد اور بلغمی مین جو شائدہ شیرین ہے یا نضج منضج جسمین شکر یا گلقند پڑا ہو یا منضج مین خمیرہ بنفشہ ڈال کر پلائین
یا شربت لیمون میٹھی کے پانی کے ساتھ یا جوش شدہ کے ساتھ اور اگر خشک اور سوداوی ہے تو
ٹھنڈا جلاب ہے یا گرم اگر پیاس نہو اور گرمی کا اندیشہ ہو اور اکثر اوقات عرق ملٹھی یا آش جو کو زیادہ
کر دیا کرتے ہین شکر کے ہمراہ اور ایسے مریضون کی غذا گوشت نہ مقرر کی جائیگی مگر جب ضرورت
دیکھین اور بوقت ضرورت بھی ہر قسم کے گوشت کے استعمال کی اجازت نہ دیجائیگی بلکہ صرف پرند
کے گوشت کی اجازت دیجائیگی اور جنگلی جانورون کا گوشت سب سے بہتر ہے اور پہلے ہفتہ مین دموی اور
صفراوی اور گرم کے واسطے آشجو شکر کے ہمراہ یا شربت نیلوفر کے ساتھ یا ستو شکر کے ہمراہ اور جب مادے
مین سے ہیجان جاتا رہے اور اسکو سکون ہو جائے اور بھوک کی خواہش ہو تو پالک کا ساگ یا
چولائی یا خرفہ کا ساگ یا ملوخیہ بہتر ہے اور اگر مادہ بارد اور بلغمی ہے تو چند روز تک آب نخود شکر یا شہد کے
ساتھ (استعمال کرے) یا آشجو شہد کے ساتھ یا صرف شہد کافی ہے اور جب بھوک کی خواہش قوی ہو
تو لبیون یا نیبو کا اور اگر شہد کے ہمراہ اُسکے بعد مرغ کا شوربا سوئے اور دارچینی اور مصطگی کے ہمراہ اور

شوربے چوزۂ مرغ کے بعد ازان چڑیون اور مرغ کے چوزون کا شوربا گرم مصالحہ پڑا ہوا اور اگر یہ مرض غلبۂ سودا سے ہو تو صفرا روالی غذائین باوجود گرمی کرنے کے مثل شہد کے اور کم گرم گرم مصالحہ یہان سے **استفراغات کا بیان شروع ہوتا ہے** یعنی وہ دوائین جنسے استفراغ ہوتا ہے اگر خون کا غلبہ ہے تو جانب مخالف سے فصد لیجائیگی اور فصد مین بہتر یہ ہے کہ دو یا تین روز کی تاخیر کی جائے تاکہ کسیقدر مادے کا نضج ہو جائے اور اگر مادہ بلغمی ہے تو اُس حالت مین نضج مادے کا انتظار کرنا ضروری بات ہے خاصکر اُسوقت جبکہ بلغم گاڑھا اور لزج ہو اُسکے بعد استفراغ کیا جائے حب مفاصل سے یعنی اُن گولیون سے جو اس مرض مین استعمال کی جاتی ہین یا اُسکے جوشاندے سے یا ایارج لوغاذیا یا حب منتن سے اور صرف بلغم کا استفراغ جائز نہین ہے (اسلیے کہ جتنی چیزین استفراغ کے لیے موضوع ہین وہ سب خلطون کو حرکت مین لاتی ہین اور یہ چیزین صفرا کو حرکت مین لاتی ہین اسلیے کہ صفرا بسبب اپنی لطافت اور حرارت کے بہت جلد حرکت کو قبول کرلیتا ہے) اسلیے کہ صفرا بلغم کو عضو ضعیف کی طرف حرکت دیتا ہے لہذا اُسکی رعایت ضروری ہے اور سورنجان دستون کے بعد قبض پیدا کرتی ہے اور عضو کا راستہ بند کردیتی ہے لیکن یہ معدے کے لیے مضر پڑتی ہے تو سیاہ مرچ اور سونٹھ اور زیرے سے اُسکی اصلاح کرلینا چاہیے اور وہ گھاس جسکو حب الغراب کہتے ہین وہ سورنجان کے قائم مقام اور بدل ہے اور معدے کو اُسکی طرح مضر نہین ہے اور مادہ اگر صفرا ہے تو اُسکے لیے میوہ کا جوشاندہ ہے اور گل ارمنی اوجاع مفاصل کے لیے مفید ہے یہان سے **اُن دواؤن کا بیان ہے جو قی لانے والی** ہین صفرا کی حالت مین خربزے کی جڑ دو درہم سکنجبین کے ساتھ اور تخم مولی اور اُسکے پتون کا عصارہ سکنجبین عنصلی کے ساتھ یا وہ مولی جو سکنجبین عنصلی مین بھگوئی گئی ہو یہ سب بلغمی مادے کے لیے ہین یہان سے **مدرات کا بیان ہے** مدر ادویہ سے بہت کچھ فائدہ ہوتا ہے خاصکر عرق النساء مین بلکہ اکثر اوقات مسہل سے بھی اُنکو نفع نہین حاصل ہوتا بلکہ پیشاب لانے والی دواؤن سے صحت پاتے ہین اور مدر چیزین یہ ہین تخم خربزہ اور تخم خیارین کا شیرہ اُس پانی مین نکالا ہوا جسمین پرسیاؤشان اور مجیٹھ جوش دیا گیا ہو اور صفراوی اور بلغمی کے لیے یہ سفوف ذیل ہے پکھان بید گکرونده کما ذریوس تخم خربزہ تخم تلی نہار منھ بقدر ایک ہتھیلی کے سرد پانی کے ہمراہ استعمال کیجائے

پس یہ سفوف ادرار کے ساتھ تنقیہ بھی کریگا لیپ کی دوائین نطولات ہین نطول حار کے لیے جو اور کاہو سرکہ مین اتنا جوش کیے جائین کہ خوب گلجائین اور خلط بارد کا نطول یہ ہے مرزنجوش ورق غار تلی زیرہ یہ سب دیے جائین اور اُس سے نطول کیا جائے اور نطول قریب اعتدال کے یہ ہے بابونہ اور ناخونہ اور گل بنفشہ اور خطمی اور خبازی یہ سب جوش دیے جائین اور اس سے نطول کیا جائے تیل اور مالش کی چیزین یہ ہین روغن حنظل اور روغن کٹکی اور روغن رائی اور مرکبات نافعہ مین سے روغن زیتون ہے جسمین سانپ پکائے گئے ہون اور یہ دوا بالکل اچھا کر دیتی ہے اور بعد حمام کرنیکے شہد کی مالش مفید ہے اور شیر کی چربی اور بلسون نامی جانور کی چربی بھی بہت نفع کرتی ہے **یہان سے لیپ کا بیان شروع ہوتا ہے** ہیتھی سرکہ اور شہد مین اتنی پکائی جائے کہ خوب گل جائے اور اُسکا لیپ کیا جائے اور دوسرا لیپ یہ ہے ہیتھی اور ناخونہ اور السی اور کندر اور صنوبر کا گوند ان سب کو خوب باریک پیسا جائے اور اس نسخہ مین سُرخ موم اضافہ کر دیا جائے اور یہ لیپ نیمگرم استعمال کیا جائے **یہان سے حمام کا بیان ہے** اس مرض کے لیے وہ حمام مضر ہوتا ہے جو تر اور شیرین پانی کا ہو (اسلیے کہ اس قسم کا حمام رطوبت زیادہ کرتا ہے اور خلطونکو بہاتا ہے اور نالیون کو کشادہ کرتا ہے اسوجہ سے بہت سے فضلات مفاصل پر گرتے ہین جو اس مرض کیلیے مضر ہین) اور جو حمام خشکی پیدا کرے وہ زیادہ پسینا لانے کی وجہ سے ان مریضون کو نفع کرتا ہے جبکہ اُسکے اندر نمک اور اشنان اور نطرون سے مالش کیجائے یا گندک اور نطرون اور نمک اور بورق اور ورق غار اور دونام ڈالکر جوش دیا جائے اور اس پانی سے بہت سا پسینا لانے کے بعد حمام کیا جائے (تو مفید ہوگا) اور آبزن ایسے مریضون کو بہت مفید ہوتے ہین اور آبزن اُس پانی سے تیار کیا جائے جسمین ادویہ مذکورہ جوش دیے گئے ہون یا روغن زیتون جسمین بجو یا خرگوش یا حمار وحشی یعنی جنگلی گدھا پکایا گیا ہو یا وہ پانی جسمین دہی پکایا گیا ہو اور روغن زیتون اپنے اثر مین زیادہ تر قوی ہوتا ہے پھر اگر اس تدبیر مذکور کے بعد بھی اُسمین درد باقی رہے تو اُسمین داغ دینا مفید ہوتا ہے (اسلیے کہ جو تخفیف اور تحلیل آگ سے ہوتی ہے وہ اور دواؤن سے ہرگز نہین ہوسکتی اور یہی داغ دینا باوجود تحلیل اور تخفیف کے مجاری کو بھی بند کر دیتا ہے اور عضو پر مواد کے گرنے کو بھی روکتا ہے) اور عرق النساء کے داغنے کی بہتر اور عمدہ ترکیب یہ ہے کہ کمر پر بہت سا نمک رکھین

اور اُسکے ارد گرد گوندھے ہوے آٹے سے گھیر بنادین اور اُسپر داغ دینے کا آلہ رکھین اور تریاق فاروقی اس مرض کے لیے عظیم النفع ہے اور یہی کیفیت تریاق اربعہ کی بھی ہے اور یہی حال اُن بڑے معجونون کا ہے جو قرابادینون مین مذکور ہین اور انسان کی جلی ہوئی ہڈیان مرض نقرس اور وجع المفاصل کو شفا دیتی ہین (اسلیے کہ انسان کی ہڈیون مین تحلیل اور تجفیف کی شان ہوتی ہے پس خواہ مخواہ اُنکے استعمال سے رطوبتین جذب ہونگی) **مین کہتا ہون** حار سے حار ساذج یعنی سادہ غیر مادی مراد ہے کیونکہ مؤلف نے دموی اور صفراوی کو جدا کر کے بیان کیا ہے اور یہی حال بارد او یابس کا بھی ہے (کہ اُس سے بھی ساذج غیر مادی ہی مراد ہے) اور اس مرض کے تمام اقسام مین گوشت کا چھوڑ دینا نہایت ضروری بات ہے حتی کہ اگر یہ مرض بارد مادے سے ہوگا تب بھی گوشت کا استعمال ممنوع ہے چنانچہ شیخ نے اسی طرح لکھا ہے اور یہی حال میوہ جات کا بھی ہے جالینوس نے اس مرض کے اُن مریضون کے علاج سے نہی کی ہے جو میوہ کھانے پر حریص ہون چنانچہ مصنف کتاب کامل نے اسکا تذکرہ کیا ہے اور شیخ نے منجملہ میوہ جات کے ناسپاتی او سیب اور انار کے کھانے کی اجازت دیدی ہے اور مؤلف نے اس مرض مین اگر مادۂ خون سے اُسکا حدوث ہو تو فصد اسلیے تجویز کی ہے کہ اُس سے فوراً نفع ہو جاتا ہے اور نیز وقت غلبۂ صفرا کے بھی فصد مفید ہوتی ہے اور بلغمی مین بھی فصد منع نہین ہے یہانتک کہ شیخ نے یہ حکم دیا ہے کہ اس صورت مین ایک مرتبہ کیا معنی بلکہ کئی مرتبے فصد لینا چاہیے اور حبوب مفاصل سے سورنجان کی گولیان مراد ہین (حبوب مفاصل سے وہ گولیان مراد ہین جو وجع مفاصل مین دیجاتی ہین) اور مطبوخ مفاصل سے یہ مراد ہے کہ سورنجان وغیرہ کا مطبوخ استعمال کیا جائے اور یہ جو مؤلف نے فرمایا ہے کہ صرف بلغم کے استفراغ مین یہ نقصان ہے کہ ایسی حالت مین عضو کے اندر جو کچھ بلغم رہگیا ہے اُسکو صفرا، حرکت مین لائیگا اور عضو اپنے ضعیف ہونے کے سبب سے صفرا کو قبول کر لیگا تو خواہ مخواہ شرارت مادے کی اور زیادہ ہوگی (جس سے مرض مین اور زیادتی ہوگی) تو جو بلغم حالت موجودہ پر ہے اُس کے استفراغ مین معتد بہ نفع ہوگا اور سورنجان کا استعمال مسہل کے بعد اس مرض مین اس صفت کے ساتھ نہایت عمدہ ہے اور اس مرض کے بیمارون کو مدر چیزین اسلیے مفید ہوتی ہین کہ اس مرض کا مادہ ہضم ثالث اور رگون کے فضلون سے پیدا ہوتا ہے اور فضلہ بذریعہ مدرات کے براہ بول بآسانی نکلسکتا ہے اسلیے کہ وہ

اُسکا طبعی مجرے اور سیدھا راستہ ہے اورخصوصًا عرق النسار مین مدرات کا استعمال بہت ہی مفید ہے
اسلیے کہ مدرات کا عمل موضع مرض کے قریب ہوتا ہے اور کمافیطوس تخم کرفس کو کہتے ہین اور
لکاذریوس ایک قسم کی گھانس ہے جسکے پتے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین اور اُسکا دوسرا نام
موط الارض ہے اسکا مزاج گرم خشک ہے اور ملسون مین اختلاف ہے بعض یون کہتے ہین کہ ایک
پرند جانور ہے اور بعض کے نزدیک چیتے کو ملسون کہتے ہین اور حقو وہ مقام ہے جہان پر انسان پائجامہ
باندھتا ہے یعنی کمر اور مؤلف نے مسکنات درد کا ذکر نہین کیا باوجودیکہ اُنکے بیان کرنے کی نہایت
ضرورت تھی اور مسکنات درد یہ چیزین ہین افیون اور بھنگ اور اسغول اور زعفران اور اقاقیا ان سب
کو تھوڑا تھوڑا لے کر اور گائے کے دودھ مین لت کر کے گوندھ لیا جائے اور پتلا پتلا لیپ
کر دیا جائے درد کو جلد تسکین ہو جائیگی واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم **مؤلف کہتا ہے**

یہ چوتھا فن ہے اور اس فن مین اُن امراض کا بیان ہے جنکا حدوث
کسی خاص عضو کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ یا تو تمام بدن سے
اُنکو تعلق ہوتا ہے (تو خواہ مخواہ اُنکا عروض تمام اعضار کو ہوتا ہے) جیسے بخار اور یا اُنکو
کسی عضو کے ساتھ تعلق ہوتا ہے عام اس سے کہ کوئی عضو ہو جیسے ورم
اور تفرق اتصال (کہ یہ ہوتا تو کسی عضو ہی مین ہے مگر کسی عضو خاص سے اسکو تعلق نہین کہ جب ہو
اُسی عضو مین ہو بلکہ جہان کہین مادہ نے جمع ہو کر اتصال کو متفرق کر دیا وہین ورم ہو گیا) اور اس فن
مین چھ باب ہین پہلا باب حمیات یعنی بخارون کے بیان مین ہے
دوسرا باب بحران اور ایام بحران کے بیان مین ہے تیسرا باب
ورم اور پھوڑے پھنسیون اور جذام اور اُس سے بچنے کے بیان مین
ہے چوتھا باب ہڈی کے ٹوٹ جانے اور اُسکے ٹیڑھے ہو جانے
اور اُسکے اپنے مقام طبعی سے اکھڑ جانے اور گر کر ٹوٹ جانے اور چوٹ
کھا جانے اور اُس کے پھٹ جانے کے بیان مین ہے پانچوان باب
زہر کے بیان مین ہے چھٹا باب زہرون اور اُن سے اجتناب
کرنیکے بیان مین ہے

مین کہتا ہون بعض بابون کو ترجمۂ فن مین داخل کرلیا گیا ہے اگرچہ واقع مین وہ داخل نہین ہین کیونکہ بحران اور وبا ران دونون مین سے کوئی بھی مرض نہین ہے لیکن اسمین چندان کوئی ہرج نہین ہے شارح نے اپنے حاشیۂ منہیہ مین لکھا ہے وانما لم یورد الزینة والسموم لان المراد بالبحث عنہما البحث عن الامراض المتعلقة بہما بخلاف البحران والوباء اما البحران فلان البحث عن اوقاتہ ووقت البحران لیس بمرض واما الوباء فلان البحث عن ماھیتہ وکیفیة الاحتراز عنہ ولیس شئ منہما مرضا واما علاج حماہ فہو للحمی الوبائیة فی الباب الاول انتہی یعنی کوئی اعتراض کرنے والا یہ نہ اعتراض کرے کہ جسطرح بحران اور وباء مرض نہین ہین اسی طرح زینت اور سموم بھی تو مرض نہین ہین پس اگر مؤلف پر بحران اور وباء سے ایراد وارد کیا گیا ہے زینت اور سموم سے کیون نہین وارد کیا گیا حالانکہ دونون مین علت جامعہ یہ موجود ہے کہ دونون مرض نہین ہین اور اس اعتراض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ زینت اور سموم سے جو بحث کی گئی ہے وہ اُنکی ماہیت اور ذات کے متعلق نہین ہے بلکہ اُنسے بحث کرنے سے یہ غرض ہے کہ اُنسے فلان فلان امراض کا حدوث ہوتا ہے گو تبعًا اُنکی ماہیت سے بھی بحث ہوجائے بخلاف بحران اور وباء کے کہ ان دونون سے بحث کرتے مین یہ قید ملحوظ نہین ہے کیونکہ بحران سے بحث کرتے وقت تو بحران کے اوقات سے بحث کرنا مقصود ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ وقت بحران کوئی مرض نہین ہے ہان اگر اس سے بحث کرنے مین یہ مقصود ہوتا کہ بحران فلان فلان امراض کو پیدا کرتا ہے تب البتہ اسکو امراض مین داخل کرسکتے تھے واذ لیس فلیس اسی طرح وباء سے جہان بحث کیجاتی ہے تو وہان بھی یہ مقصود نہین ہوتا کہ وباء فلان فلان امراض کو پیدا کرتی ہے بلکہ اُس سے اسطرح بحث کیجاتی ہے کہ وباء کی ماہیت کیا ہے اور اس سے کسطرح بچنا چاہیے اور ظاہر ہے کہ ان دونون مین سے کوئی بھی مرض نہین ہے رہا حمی وبائیہ کا علاج سو یہ فن کے پہلے باب سے متعلق ہے نہ کہ اُس باب سے جسمین وباء کے متعلق بحث کی گئی ہے غرضکہ زینت اور سموم مین اور بحران اور وباء مین فرق ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ جو فرق شارح نے ان دونون مین بیان کیا ہے اُسکی متانت مین کوئی شک نہین ہے لیکن معترض کو پھر عود کرکے یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ زینت اور سموم کو بحیثیت احداث امراض بحران اور وباء سے ممتاز ہین لیکن یہ حیثیت اُنکو مرض نہین بنادیتی ہان یہ اسباب امراض ہین اور سبب عین مسبب نہین ہوتا اس معنی کر مؤلف پر یہ شبہہ وارد ہوسکتا ہے کہ اُسنے زینت اور سموم کو امراض مین شمار کرنے مین مسامحت اور مساہلت سے کام لیا ہے جسطرح بحران اور وباء کے

امراض کے کہنے مین حالانکہ نہ بحران اور وبا امراض مین اور نہ زینت اور سموم یہ تو مؤلف پر کلام تھا اور
شارح پر یہ شبہہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر زینت اور سموم کو امراض سے یہ علاقہ ہے کہ وہ اسباب امراض
مین اور بایں علاقہ اُنکو امراض مین شمار کیا گیا ہے تو اسطرح بحران اور وبا مین بھی یہ علاقہ پیدا
ہو سکتا ہے کہ بحران بلا مرض کے نہین ہو سکتا تو گویا بحران جزو مرض ہے پس اگر بعلاقہ جزئیت بحران
کو مرض کہدیا جائے تو زینت اور سموم پر مرض کے اطلاق کہنے سے زیادہ عجیب تر نہوگا بلکہ بحران
اسکا زیادہ مستحق ہوگا کیونکہ علاقہ جزئیت علاقہ سببیت سے قوی تر ہوتا ہے اسی طرح وبا بھی حمی وبائیہ
وغیرہ کے پیدا کرنے کا سبب ہوتی ہے گو اُسکا علاج باب اول مین مذکور ہوا پس علاقہ سببیت
یہان بھی موجود ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال) اور اس فن مین ان سب کے داخل ہونے اور اس فن
کے اندر سب کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ ان دونون مین سے کوئی ایسا نہین ہے کہ اُسکو ایک ہی عضو
مین عارض ہونے کی خصوصیت ہو اور دوسرے مین نہ پایا جائے بلکہ یہ دونون تمام اعضا مین
پائے جاتے ہین **مؤلف کہتا ہے پہلا باب بخارون کے بیان مین ہے**
بخار ایک خارجی اور غریب حرارت ہے کہ دل سے اُٹھکر تمام اعضا مین پھیلجاتی ہے اور افعال
مین ضرر پیدا کر دیتی ہے **مین کہتا ہون** مؤلف کے کلام مین تعریف بخار مین جو لفظ حرارۃ واقع
ہوا ہے وہ بمنزلہ جنس کے ہے (جسکا اطلاق ہر حرارت پر ہو سکتا ہے) کیونکہ نفس حرارت امین
وہ حرارت اسطقسیہ بھی داخل ہے جو انسان کے بدن مین ہمیشہ رہتی ہے خواہ انسان زندہ ہو
یا مردہ اسی طرح اُسمین حرارت عزیزیہ یعنی حرارت اصلیہ بھی داخل ہے جو اُسمین تاحین حیات
باقی رہتی ہے اور اسکا فیضان ولادت کے وقت ہوتا ہے اور موت کے وقت وہ جسم کو خیرباد
کہتی ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اُسی کا فنا ہو جانا ہی موت کا سبب ہے) اور ان دونون حرارتون
یعنی حرارت اسطقسیہ اور حرارت عزیزیہ مین فرق ہے یعنی یہ اور ہے اور وہ اور ہے کیونکہ حرارت اسطقسیہ
کا فیضان بدن پر اُسوقت ہوتا ہے جسوقت کہ نفس ناطقہ کا فیضان بدن پر ہوتا ہے چنانچہ محققین
اطبا کا یہی مذہب ہے اور حرارت عزیزیہ وجود انسان کے پیچھے حاصل ہوتی ہے اور حرارت اسطقسیہ
ماہیت انسانی کی مقوم ہوتی ہے (پس حرارت اسطقسیہ بعد حیات کے بھی باقی رہیگی اور حرارت
عزیزیہ اُسکے حد وجود تک منتہی ہو جائیگی) اور مؤلف نے جو حرارۃ کے بعد غریبۃ کا لفظ بڑھایا ہے

اس سے یہی غرض ہے کہ ان دونون حرارتون سے احتراز ہو جائے اور حرارت غریبہ سے وہ
حرارت مراد ہے جسکا ورود زندہ بدن پر ہو (پس بدن مردہ کو جو حرارت غریبہ شامل ہو کر متعفن کر دیتی
ہے اسکو حمے نہین کہہ سکتے) اور یہ جو مؤلف نے بیان کیا ہے کہ وہ ایسی حرارت ہے کہ دل سے
اُٹھکر تمام بدن مین پھیل جائے اس قید سے وہ حرارت غریبہ بدن خارج ہو گئی جو قلب سے اُٹھ کر
اعضا رمین نہین پھیلتی (یعنی اُسکو بخار نہین کہہ سکتے) مثلاً وہ حرارت جو بدن مین دھوپ یا آگ سے
پیدا ہو جائے اور بخار نہ پیدا کر دے (اور اگر اُس سے بخار ہو جائیگا تو اُسکو بخار کا سبب کہینگے) اور
بخار کی حرارت جو قلب سے تمام بدن مین پھیلتی ہے اسکی یہ صورت ہے کہ قلب سے تمام اعضا ر کی طرف
روح اور شرائین کے ذریعہ سے پہونچ جاتی ہے اور مؤلف نے بخار کی تعریف مین جو یہ کہا ہے
ضار ہ تو بالافعال یعنی افعال مین ضرر پیدا کر دے تو ان افعال سے وہ افعال مراد ہین جو قوائے بدنیہ
سے سرزد ہوتے ہین (نہ کہ وہ جو قوائے نفسانیہ سے صادر ہوتے ہین) اور یہ امور طبعیہ کی ساتوین قسم
ہے جسکو تم شروع کتاب مین معلوم کر چکے ہو اور اس قول سے وہ حرارت خارج ہو گئی جس سے افعال
ہونیہ مین کوئی ضرر نہ پیدا ہو گو دل ہی سے اُٹھے اور تمام بدن مین پھیلجائے مثلاً وہ حرارت غریبہ جسکو انسان
غصہ کے وقت اپنے تمام بدن مین حس کرتا ہے بشرطیکہ یہ حرارت زیادہ نہو اور اُس حد تک نہ پہونچ جائے
کو بخار پیدا کر دے **مؤلف کہتا ہے یہان سے بخار کے اسباب کا بیان
شروع ہوتا ہے** اگر بخار کا سبب کوئی مرض ہو تو اس قسم کے بخار کو اطبا ء حمے عرض (بعین مہملہ)
کہتے ہین اور اگر اُسکا سبب کوئی مرض نہو تو اُسکا نام حمے مرض ہے **مین کہتا ہون** حمے عرض
یعنی اول کی مثال تو حمیات اورام اور ذات الجنب وغیرہ ہے اور حمی مرض کی مثال حمیات عفنہ وغیرہ
ہین (اگرچہ بظاہر دونون قسم کا بخار حمی مرض معلوم ہوتا ہے لیکن پہلے کو حمی عرض اور دوسرے کو
حمی مرض کہنے کی یہ وجہ ہے کہ جو بخار ورم کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور اُسمین ورم خود بذاتہ مرض ہے
اور جو بخار مرض پر مترتب ہو وہ حمی عرض کہلاتا ہے بخلاف عفونت مادّے کے کہ اسکو کوئی بھی
مرض نہین کہتا پس جو بخار بسبب تعفن مادّے کے پیدا ہوگا وہ مرض پر مترتب نہوگا اسی لیے وہ
حمی مرض کہلائیگا نہ حمی عرض اسی بنا ء پر شارح رحمہ اللہ تفصیل کرتا ہے) کیونکہ ورم مرض ہے
بخلاف عفونت کے کہ وہ مرض نہین ہے لیکن بخار کی یہ تقسیم یعنی حمی عرض اور حمی مرض کی طرف

بخار کا منقسم ہونا یہ باعتبار ظاہر امر کے ہے کیونکہ تحقیق سے اس بات کی رہنمائی ہوتی ہے کہ پہلی قسم کا
وجود ہی نہین ثابت ہوتا کیونکہ مثلاً جو بخار ورم سے پیدا ہوتا ہے وہ یا تو اُس عفونت کی وجہ سے
پیدا ہوتا ہے جو مادے کے اندر ہے یعنی جس سے ورم پیدا ہوا ہے تب تو یہ بخار حمی مرض ہوگا
نہ حمی عرض (کیونکہ عفونت مرض نہین ہے) اور اگر بخار کا حدوث اُس درد کے سبب سے ہوگا جو ورم
کی وجہ سے ہے تو بعض حمیات یومیہ ایسے نکلینگے کہ وہ حمی عرض نہین ہین لیکن حمی عرض ہو جائینگے
مثلاً وہ بخار جو کسی درد کی وجہ سے پیدا ہو جائے کہ وہ درد کسی مرض کی وجہ سے ہو اور خود مرض نہو مطلب
یہ کہ اگر تمھاری غرض حمی عرض سے یہ ہے کہ حمی عرض وہ بخار ہے جو کسی مرض کا مسبب ہو تب تو حمی
ورم مین اسکی ضرورت نہین اور اگر حمی عرض سے یہ مراد ہے کہ کسی مرض کے عرض کا جو بخار تابع ہو وہ
حمی عرض ہے تو بعض حمیات یومیہ بھی حمی عرض ہو جائینگے حالانکہ کوئی اُن کو حمی عرض نہین کہتا
فاضل گیلانی شرح قانون مین لکھتے ہین خلاصتہ ان حمی الورم تکون تارۃ من جنس الحمیات
الیومیۃ وتارۃ من جنس الحمیات الخلطیۃ والحکم علی الکل بانہا حمی عرض خارج عن التحصیل انتہے
یعنی خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کبھی تو حمی ورم حمی یومی کی جنس سے ہوتا ہے اور کبھی حمی خلطی کی جنس سے
اور جب ایسا ہے تو حمیات اورام کو مطلقاً حمی عرض کہدینا دلیل غفلت ہے) غرض کہ یہ بات بخوبی
منکشف ہوگئی کہ یہ تقسیم تحقیق کی نظر سے صحیح نہین ہے لیکن بحسب الظاہر اس تقسیم کی توجیہ یون ممکن ہے
کہ حمی عرض سے یہ مراد ہے کہ اس بخار کا سبب مرض کے ساتھ ہو یعنی زوال سبب سے بخار جاتا رہے
اور اُسکے پائے جانے سے بخار موجود ہو جائے اور چونکہ اطباء کی عادت اسکے ذکر کرنے کی پڑگئی
ہے اسی لیے مؤلف نے اُن لوگون کی خواہش کے موافق اُسکو یہان بیان کر دیا ہے مؤلف کہتا ہے
اس حرارت غریبہ کا تعلق اولاً وبالذات یا تو ارواح کے ساتھ ہوگا اگر ایسا ہے تو ایسے بخار کو
اطباء کی اصطلاح مین حمی یومی کہتے ہین اور یا اس حرارت کا تعلق اولاً اخلاط سے ہوگا اسطرح پر
کہ اُن اخلاط مین صرف گرمی پیدا ہو جائے نہ یہ کہ اُنمین عفونت آجائے تو ایسے بخار کو سونوخس کہتے
ہین (اسکا نام سونوخس اسلیے رکھا گیا ہے کہ یہ لفظ یونانی زبان مین دوام پر دلالت کرتا ہے اور
یہ بخار بہ نسبت بخار یومی کے زیادہ رہتا ہے اور اسمین صرف خون گرم ہو جاتا ہے) اور اگر اخلاط مین
عفونت پیدا ہو جائے یعنی بو آجائے تو اس بخار کا نام حمی عفنی ہے اور یا اس حرارت کا تعلق اعضا سے

ہوگا اگر ایسا ہے تو اسکو حمی دق کہتے ہین (اسکو حمی دق اسلیے کہتے ہین کہ اس بخار مین بہ نسبت اور بخارون کے اعضا نحیف اور لاغر زیادہ ہوجاتے ہین اور ناک اور کان اور دیگر اعضاے اس بخار مین دقیق اور باریک ہوجاتے ہین) مین کہتا ہون مؤلف کے کلام مین جو لفظ و تعلقہا ہے اسکی ضمیر کے مرجع مین دو احتمال ہین ایک تو یہ کہ اسکا مرجع حمی عرض ہو اور دوسرا احتمال یہ ہے اور یہی احتمال ظاہر بھی ہے کہ اسکا مرجع مطلق حمی ہو اور اسیوجہ سے یعنی چونکہ اسکا مرجع مطلق حمی ہے اسی لیے مؤلف کتاب نے جداگانہ حمی عرض کا معالجہ نہین بیان کیا اگرچہ اسکے ذکر کرنے کی بھی ضرورت تھی اور بخار کی یہ تقسیم باعتبار اسکے محل کے ہے اسلیے کہ بدن کی ترکیب اعضا اور اخلاط اور ارواح سے ہے پس ان تینون قسمون مین سے سب سے پہلے جو قسم گرم ہوجائیگی تو بخار کی نسبت اسی کی طرف کیجائیگی گو کہ اور باقی اقسام بھی اسی کے سبب سے گرم ہوجائینگے کیونکہ ان اقسام ثلثہ مذکورہ مین سے بعض اقسام بعض کو گھیرے ہوے ہین یعنی بعض حاوی ہین اور بعض محوی لہذا اگر ان حاوی اور محوی مین سے اولًا و بالذات کوئی بھی سخونت کے ساتھ متصف ہوگا تو اس نسبت اور تعلق کے سبب سے لامحالہ دوسرا بھی سخونت کے ساتھ متصف ہوجائیگا اور یہ تجاوز سخونت بعض سے بعض کی جانب ایک کھلی ہوئی بات ہے جسمین شبہہ کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہین اور مؤلف کے کلام مین جو یہ واقع ہے کہ اگر حرارت کا تعلق روح کے ساتھ ہوگا تو اسکو حمی یومیہ کہینگے پس اسکے اس سے نامزد ہونے کی یہ وجہ ہے کہ بیشتر ایسی حرارت ایک ہی دن مین جاتی رہتی ہے پس اگر کوئی شخص مؤلف کے کلام اور تقسیم پر یہ اعتراض کرے کہ اگر حرارت کا تعلق ایک ہی بار تمام اقسام کے ساتھ ہو تو یہ ایک شق ایسی متحقق ہوگی کہ اسکو اقسام ثلثہ مذکورہ سے کوئی تعلق نہوگا بلکہ تینون قسمون سے خارج ہوگی تو ہم اسکا یون جواب دینگے کہ اس صورت مین ان اجناس ثلثہ مین سے ہر ایک جنس مین دو حرارتین ہونگی ذاتی اور عرضی کیونکہ حرارت ہر ایک سے دوسرے کی طرف بھی تو پہونچیگی (اور یہی عرضی ہے) پس اسوقت مین تین بخار ہونگے اور اقسام ثلثہ مذکورہ سے اسکا خروج نہ لازم آئیگا (اور اعتراض نہ وارد ہوگا) ہان مؤلف کے کلام مین یہ مؤاخذہ ضرور ہو سکتا ہے کہ اسکے کلام کا یہ مقتضا ہے کہ سونوخس حمی غیر دموی مین پایا جاے حالانکہ ایسا نہین ہے اور اطبا اور مؤلف کے کلام سے بھی ایسا ہی نکلتا ہے چنانچہ آئندہ چلکر اس کی پوری پوری تحقیق آتی ہے ۔

مؤلف کہتا ہے بخار یومی کا حدوث اسباب بادیہ یعنی اسباب خارجیہ سے بھی ہوا کرتا ہے (کیونکہ بدنی اسباب کی تسخین اکثر صرف روح ہی کی تسخین تک منحصر نہین رہتی بلکہ اخلاط اور اعضاء تک تجاوز کرتی ہے یعنی وہ بھی اُسکی وجہ سے گرم ہو جاتے ہین اور اس قول سے یہ مراد نہین ہے کہ صرف اسباب خارجیہ ہی سے یہ بخار پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ یہ بخار اُن اسباب سے بھی پیدا ہوا کرتا ہے اور بخار یومی کے پیدا کرنے والے اسباب چار قسم کے ہوتے ہین ان چارون قسمون مین سے ایک قسم وہ اسباب ہین جنکا ورود خارج سے بدن پر ہوا کرتا ہے اور دوسری قسم وہ چیزین ہین جنکا ورود بدن پر اندر سے ہوا کرتا ہے مثل گرم چیزون کے اور تیسری قسم وہ اسباب ہین جو بدن کو افراط سے حرکت دیتے ہین مثل ریاضت وغیرہ کے اور چوتھی قسم اعراض بدنیہ ہین مثل درد اور اُن امراض کے جو اعضاے ظاہری مین پیدا ہوا کرتے ہین) اور اس بخار یومی کے بہت سے اقسام ہین فرحیہ اور غضبیہ اور نومیہ یہ گرم انجرون کے خفقان اور احتباس سے پیدا ہوتے ہین اور سہریہ روح کے مشتعل ہو جانے کی وجہ سے اور فکریہ اور غمیہ اور ہمیہ اور فزعیہ اور تعبیہ اور استفراغیہ اور امتلائیہ اور جوعیہ اور عطشیہ اور سددیہ انمین اسدرجہ تک حرارت نہین پہونچتی کہ رطوبتون مین سخونت اور گرمی پیدا ہو جائے اور اکثر اوقات بخار سددی کے اندر تین یا سات دورے پڑا کرتے ہین اور کبھی بخار تشفیہ اور بردیہ اور استحصافیہ اور حریہ ہوتا ہے **مین کہتا ہون** کہ مؤلف نے جو یہ کہا ہے کہ بخار سددی کے اندر اسدرجہ حرارت نہین ہوتی کہ رطوبتون مین سخونت پیدا کردے اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر سدہ اُس ہوا کو روک کر جو مانع تسخین ہے رطوبتون مین سخونت پیدا کردیگا تو یہ حمی یومی نہوگا (نفیسی مین ہے وذلك لان السدد المحدثة للحمى اما ان تكون فى العروق الكبار التى للبدن و ذلك اى كون السدة فى العروق الكبار يوجب الحمى العفينة لانها تمنع التنفس عن الاخلاط فتحدث فيها العفونة واما ان تكون فى مسام الجلد فيحتبس الابخرة الحارة وتسخن الروح وتحدث الحمى اليومية الاستحصافية واما ان تكون فيما بين هذين الموضعين وذلك فى فوهات العروق وحينئذ اما ان تكون ضعيفة او قوية فان كانت ضعيفة تحدث عنها الحمى اليومية المسماة بالسددية وان كانت قوية تحدث عنها الحمى الخلطية اما الغليانية ان لم تكن شديدة القوة او عفونية ان بلغت فى القوة الى ان تمنع النفس انتهى كلام النفيس يعنى بخار کے پیدا کرنیوالے

سدے یا تو بدن کی بڑی بڑی رگون مین ہوا کرتے ہین اور سدون کی بڑی رگون مین ہونے سے حمی
عفنیہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سدے اخلاط کو تنفس سے مزاحم ہو کر انمین عفونت پیدا کر دیتے
ہین یا سدے جلد کے مسامات مین ہوتے ہین پس انکی وجہ سے گرم ابخرے محتبس ہو جاتے ہین
اور روح مین سخونت آجاتی ہے اور یومیہ استحصافیہ بخار پیدا ہو جاتا ہے یا سدے ان دونون مقامون
کے درمیان یعنی رگون کے منہ مین ہوتے ہین اور انکی دو حالتین ہین یا تو یہ ضعیف ہونگے تو انسے
وہ حمی یومیہ پیدا ہو جائیگا جسکا نام سددیہ ہے اور یا یہ سدے قوی ہونگے تو انسے حمی خلطیہ پیدا
ہو جائیگا یا تو غلیانیہ اگر انکی قوت شدت سے نہو اور یا عفونیہ اگر انمین اتنی قوت ہو کہ تنفس کو روک دین
انتہی) اور حمی یومی مین علی العموم اور حمی سددی یومی مین علی الخصوص کبھی دورے بھی ہوا کرتے ہین اور
انکی تعداد چار دن سے سات روز تک ہوا کرتی ہے اور روح چونکہ نہایت لطیف چیز ہے لہذا منجملہ
اسباب مذکورۂ بالا کے ایک ادنی سبب سے اسمین تسخین پیدا ہو جاتی ہے پس فرح یعنی خوشی اور
غصے کی حالت مین حرکت کی وجہ سے روح مین گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور استفراغی بخار مین اضطراب
اخلاط کی وجہ سے اور استحصاف اور تقشف کی صورت مین ابخرے تحلیل ہی نہین ہو سکتے
ہین (اسوجہ سے بخار پیدا کر دیتے ہین) اور ابخرون سے یہ مراد ہے کہ دوا اور غذا اور ہوا سے جو حرارت
پیدا ہو جائے (فرحیہ اور غضبیہ مین روح حیوانی چونکہ باہر کی طرف افراط سے حرکت کرتی ہے اس
وجہ سے روح مین افراط کی سخونت پیدا ہو جاتی ہے اور نومیہ مین یہ ہوتا ہے کہ جو حاد ابخرے جاگنے
سے تحلیل ہوتے رہتے ہین وہ بند ہو کر روح کو گرم کر دیتے ہین اور سہریہ مین یہ ہوتا ہے کہ حرکت کی
کثرت کے سبب سے روح مین اشتعال پیدا ہو جاتا ہے اور فکریہ مین بھی بخار کا منشاء روح کی کثرت
حرکت ہوتی ہے لیکن یہ حرکت نہ تو اندر کو ہوتی ہے نہ باہر کو اور غمیہ مین یہ ہوتا ہے کہ روح کو
اندر کی طرف سخت حرکت ہوتی ہے پس روح اندر محتبس ہو کر حدت پکڑ جاتی ہے اور ہمیہ مین بخار
کا یہ سبب ہوتا ہے کہ روح کو گرم کر دینے والی حرکت کبھی اندر کو ہوتی ہے اور کبھی باہر کو کیونکہ ہم
ایسی بات کے لیے ہوتا ہے جسمین فائدہ کی کشش یا بدی کا انتظار متصور ہو اور فزعیہ مین ڈر کی وجہ سے
روح یکبارگی اندر کو شدت سے سخت حرکت کرتی ہے اور گرم ہو جاتی ہے اور تعبیہ مین تعب
یعنی مشقت کی وجہ سے روح مین شدت کی گرمی آجاتی ہے اور استفراغیہ کے ہونے کا یہ سبب ہے

کہ اسہال کے وقت خلطون کے اضطراب اور حرکت کرنے کے سبب سے روح مین اضطراب اور افراط کی مضطرب حرکتین عارض ہو جاتی ہین جنسے روح مین اشتعال پیدا ہو جاتا ہے اور امتلائیہ کا یہ سبب ہے کہ امتلاء کے وقت اجزے بند ہو جاتے ہین اور منافس سے کے بند ہونے کے سبب سے سانس کا لینا دشوار ہوتا ہے پس چونکہ اجزے محتبس ہو جاتے ہین اور باہر کی سرد ہوا آ نہین سکتی اسوجہ سے روح مین بافراط حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور جوعیہ کا یہ سبب ہے کہ بھوک کے ساتھ غذائیہ رطوبت کے گھٹ جانے اور حرارت کی تسکین دینے والی چیز کے نہ پائے جانے سے اجزون مین اور روح مین افراط سے حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور روح مشتعل ہو جاتی ہے اور عطشیہ کا بھی وہی سبب ہے جو جوعیہ مین مذکور ہوا بلکہ عطش حرارت کے پیدا کرنے مین جوع سے اولےٰ ہے اور سددیہ کا یہ سبب ہے کہ سددون کے سبب سے تحلیل کم ہو جاتی ہے اور فضلے گھٹے رہتے ہین اور بہت سے گرم اجزے مجتمع ہو جاتے ہین اور روح گرم پڑجاتی ہے) **مؤلف کہتا ہے یہان سے حمی عفینہ کا بیان شروع ہوتا ہے** حمی عفینہ کی دو قسمین ہین بسیطہ اور مرکب حمی عفینہ بسیطہ تو وہ ہے جو ایک ہی خلط کی عفونت سے پیدا ہو اور حمی عفینہ مرکبہ وہ ہے جو دو خلطون سے یا دو سے زیادہ کی عفونت سے پیدا ہو اور حمی عفینہ بسیطہ کی (اخلاط کی تعداد کے موافق) چار قسمین ہین ایک تو دمویہ (یعنی منسوب الی الدم یا حادث بسبب عفونۃ الدم واضح ہو کہ اگر خون کے بعض اجزا بھی متعفن ہوتے ہین تو اُنکی وجہ سے بعض آخر بھی متعفن ہو جایا کرتے ہین کیونکہ اُسکے اجزار مین اعتدال قوام کی وجہ سے غایت درجہ کا اتصال ہوتا ہے اور خون اپنی حرارت اور رطوبت کی وجہ سے تعفن کو بہت زیادہ اور جلد قبول کر لیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خون کی عفونت بہ نسبت اور اخلاط کی عفونت کے غایت درجہ کی ہوتی ہے) اور یہ بخار یا تو متزائد ہوتا ہے یعنی بڑھتا رہتا ہے اور یہ قسم بہ نسبت بقیہ اقسام کے نہایت ردی اور بہت بُری ہوتی ہے (کیونکہ اسوقت مین طبیعت کے فعل سے مرض زیادہ قوی ہوتا ہے) یا متناقص ہوتا ہے یعنی گھٹتا رہتا ہے اور یہ قسم بہ نسبت بقیہ اقسام کے اسلم ہوتی ہے یا یہ صورت ہے کہ نہ تو حرارت کم ہوتی ہے نہ زیادہ ہوتی ہے بلکہ ایک ہی حالت پر رہتی ہے اور اسی بخار کی دوسری قسم یہ ہے کہ مادہ صفراء سے اُس کا حدوث ہو اور اسکی چند قسمین ہین کیونکہ صفرا اگر رگون مین متعفن ہوگا تو اسکو اطبا رغب لازمہ کہتے ہین

(اسکو غب کہنے کی یہ وجہ ہے کہ اُسکی شدت ایک روز غائب ہوکر ہوتی ہے اور لازمہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ اس بخار کا مادہ متعفن ہوتا ہے کیونکہ اس بخار مین مادہ رگون مین ہوتا ہے اور ایک مدت تک عروق مین اُنکے جرمون کے کثیف ہونے کی وجہ سے اُن مین قائم رہتا ہے اور مادے کے باقی رہنے سے حرارت باقی رہتی ہے) پھر اگر عفونت اُن عروق مین ہوتی ہے جو دل یا جگر کے قریب ہین تو اس بخار صفراوی کا نام تپ محرقہ ہے علاوہ اِسکے یہ بات ہے کہ تپ محرقہ اُس تپ کو کہتے ہین جسکا حدوث اُس بلغم شور سے ہو جو قلب کے قریب متعفن ہوجاتا ہے (اسلیے کہ اس مادے کے اعراض اور شدائد اپنے مادے کی شوریت اور نمکینی کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ قریب دل کے یہ مادہ ہوتا ہے تپ محرقۂ صفراوی کے قریب ہوا کرتے ہین) اور اگر عفونت رگون کے باہر ہوتی ہے تو اس بخار کا نام غب دائرہ ہے (اسکا نام غب دائرہ اسلیے ہے کہ اسکا دورہ ایک دن ہوتا ہے اور ایک دن نہین ہوتا) اور بہر تقدیر خواہ صفرا اُن عروق مین ہو جو قریب دل یا جگر کے ہین خواہ اُنسے بعید عروق مین ہو خواہ وہ مادہ عفنہ بیرون عروق ہو پس صفرا یا تو محض رقیق ہوگا تو اس بخار کو غب خالص کہتے ہین یا مادۂ صفرا بلغم سے خوب مل گیا ہو گویا کہ دونون ایک ہوگئے ہون (پھر اسی وجہ سے اُسکے واسطے ایک ہی باری ہوگی بخلاف شطر الغب کے کیونکہ اُسمین دو مادے متمائز ہوتے ہین کہ اُنمین ایک بلغم اور دوسرا صفرا ہوتا ہے اسی سبب سے اُسکے لیے دو باریان ہوتی ہین ایک باری بلغم کی ہوتی ہے اور ایک صفرا کی ہوتی ہے) اور جب بلغم سے اُسکا امتزاج ہوتا ہے وہ گاڑھا ہوگا (اسلیے کہ اگرچہ بلغم فی نفسہ رقیق ہو مگر بہ نسبت صفرا کے ضرور غلیظ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ اُسکی مدت طولانی ہوتی ہے اسلیے کہ بلغم اپنے گاڑھے ہونے اور غلظت کی وجہ سے نہایت دشواری اور سختی سے تحلیل ہوا کرتا ہے اور تمام اخلاط مین سے بجز بلغم کے اور کوئی خلط نہین ملا کرتا ہے اسلیے کہ خون جب صفرا سے مل جاتا ہے اور اُسمین سخونت پیدا ہوجاتی ہے اور اُسکے بعد اُسمین عفونت آجاتی ہے تو وہ صفرا ہوجاتا ہے اور اسوقت مین بخار غب خالص ہوجاتا ہے) اور جو بخار ایسے مادے سے پیدا ہوتا ہے تو وہ غب غیر خالص کے ساتھ نامزد ہوتا ہے اور بخار کی تیسری قسم وہ ہے جو مادۂ بلغم سے پیدا ہو اور اسکی دو قسمین ہین اسلیے کہ اُسکی عفونت یا تو اندر عروق کے ہوتی ہے تو اسکا نام حمی بلغمیہ لازمہ ہے اور یا اُسکی عفونت عروق کے باہر اور اُنسے خارج ہوتی ہے تو

اسکا نام حمی بلغمیہ نائبہ ہے یعنی باری سے آتا ہے اور اسکو مواظبہ بھی کہتے ہین اور بخار کی چوتھی قسم یہ
ہے کہ مادہ سوداء سے اسکی پیدایش ہو اسکی بھی دو قسمین ہین کیونکہ اگر اُسکی عفونت عروق کے اندر ہوگی تو
اسکو ربع لازمہ کہینگے (ربع اسلیے کہتے ہین کہ اس مادہ کا بخار چوتھے روز اشتداد پکڑتا ہے) مگر یہ بخار
نادر الوجود ہے (اسلیے کہ سوداء کا وجود بدن مین بہت کم ہوا کرتا ہے اسلیے کہ سوداء ایسے خون کی ضد
ہوتا ہے جس سے تغذیہ مقصود ہوتا ہے) اور اگر اسکی عفونت رگون کے باہر ہوگی تو اسکو ربع دائرہ کہینگے
اور ان بخارون مین سے جنکی تولید مادے کی عفونت سے ہوا کرتی ہے ہر ایک بخار اپنے خلطون کے
صنفون کے مطابق منقسم ہوتا ہے **مین کہتا ہون** خلطون کے اندر اُن سدون کی وجہ سے
عفونت آجاتی ہے جو خلطون مین پیدا ہوجاتے ہین یا اسوجہ سے کہ سدون کی کثرت ہوتی ہے یا
اُنمین کثرت تو نہین ہوتی لیکن غلظت کیوجہ سے حرارت گھٹ جاتی ہے اور سدون مین بسبب گھٹ جانے
حرارت غریزیہ کے عفونت حادث ہوجاتی ہے یا سدے لزج اور پیچیدہ ہوتے ہین اسلیے کہ
جب سدے کا حدوث ہوگا تو خواہ مخواہ اُسمین عفونت ضرور پیدا ہوگی اسلیے کہ اُسمین اُس چیز کا سلسلہ
ٹوٹ جاتا رہتا ہے جسکی وجہ سے ترویح ہوتی تھی اور جو چیز کہ اُس سے تحلیل ہونے کے قابل تھی وہ سدون
کی وجہ سے محبوس ہوجاتی ہے علاوہ ان اسباب مذکورہ کے سدون سے عفونت کے پیدا
ہوجانے کے اور بھی اسباب ہین جنکو مؤلف آگے چلکر بیان کریگا اور خون کا حال اور اخلاط ثلٰثہ کا سا
نہین ہے وہ تو صرف رگون ہی کے اندر ہوتا ہے تو اُسکی عفونت رگون کے اندر ہی ہوتی ہے اور
سوداء اور صفراء اور بلغم کی یہ شان ہے کہ یہ تینون خلط جیسے اندرون عروق ہوتے ہین اسیطرح بیرون عروق
ہوتے ہین جیسے معدہ ہے اور جگر ہے اور تلی ہے اور مرارہ ہے کہ ان ظروف مین یہ اخلاط ثلٰثہ
قیام کرتے ہین لیکن یہ ظروف عروق نہین ہین تو یہ سب سات قسمین ہوئین (دو بلغم کی دو صفراء کی
دو سوداء کی اور ایک خون کی) چنانچہ کتاب حاوی مین ہے ان ساتون قسمون کو بیان کردیا ہے
اور جسوقت کہ مادہ داخل عروق ہوگا تو اسوقت مین بخار ہر وقت لازم و دائم رہیگا اسلیے کہ چونکہ رگون
کا جرم کثیف ہوتا ہے تو بسہولت و آسانی وہ مادہ تحلیل نہین ہوتا اور دوسری یہ وجہ ہے کہ چونکہ بعض رگون
کو بعض سے غایت اتصال ہے اسوجہ سے عفونت ایک رگ سے اُس کے قریب کی رگ کو
سرایت کرجاتی ہے اور اس سے اُسکے قریب کی رگ کو اور تیسری وجہ یہ ہے کہ رگین قلب سے

بہت زیادہ ملی ہوتی ہین غرضکہ ان وجوہ سے بخار اس حالت مین دائمی رہتا ہے اور ایسا نہین ہوتا
کہ باریون کی وجہ سے اُسکی سختی مین کسی قسم کی تخفیف ہو اور کمی آئے جیسا کہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ مادہ
عروق سے باہر ہو کہ اُسکی باریان ہوتی ہین اور باریون کی وجہ سے جو درمیان مین انقطاع ہوتا ہے
اُس سے اس بخار مین ایک نوع کی تخفیف ہوتی رہتی ہے اور اُسکو دوام اور اتصال نہین ہوتا) اور
وہ بخار جسمین مادہ عروق کے باہر ہوتا ہے وہ حمیات دائرہ یعنی وہ نوبت بہ نوبت آنے والے بخار
ہوتے ہین کیونکہ جو خلط عروق سے خارج ہے جب اُسکا بعض حصہ متعفن ہو جاتا ہے تو ایسا نہین ہوتا کہ
عفونت باقی کی طرف سرایت کر جائے اور متصلاً دوسرے حصہ مین بھی اُسی قسم کی عفونت ہو بلکہ ایسا
ہوتا ہے کہ جب بعض حصہ متعفن ہو جاتا ہے تو حرارت باری کی مدت مین اسکی رطوبت کو فنا کر دیتی ہے اور رطوبت
کے فنا ہو جانے کے بعد اُسمین صرف رمادیت باقی رہجاتی ہے جو بخار کا مرکب نہین بن سکتی (کیونکہ حرارت
کی سواری تو رطوبت ہے اور وہ فنا ہو چکی) پس فناء رطوبت سے بخار جاتا رہتا ہے یہان تک
کہ جب اور بعض حصہ موضع عفونت مین آتا ہے تو وہ بھی اُس حرارت کی وجہ سے جو پہلی عفونت مین سے
بچ رہی ہے متعفن ہو جاتا ہے اور یا یون کہو کہ پہلے مادے مین جو تعفن کا حصہ باقی رہگیا تھا اس کی
حرارت سے اُسمین بھی تعفن آجاتا ہے آور دموی بخار کو حمی مطبقہ کہتے ہین اسلیے کہ یہ بخار ہر لحظہ رہتا ہے
اور رات دن مین کسی وقت بدن سے جدا نہین ہوتا) اور جیسا کہ مؤلف نے لکھا ہے اسکی تین قسمین ہین
کیونکہ خون کا بعض حصہ تحلیل ہوتا ہے اور بعض حصہ متعفن ہوتا ہے اگر متعفن اور متحلل دونون حصے برابر ہون
تو اسکو متساویہ کہتے ہین اور اگر متحلل حصہ متعفن سے زاید ہو تو یہ متناقصہ ہے اور اگر متعفن حصہ متحلل سے
زیادہ ہو تو یہ متزائدہ ہے اور یہ تیسری قسم سب قسمون سے بدتر ہے اسمین مریض کے اعراض بھی تزاید مین رہتے
ہین آور حمی الغبیہ جو دل اور جگر کے قریب ہوتا ہے اُسکا نام محرقہ رکھنا حذاق اطباء کے نزدیک مشہور نہین ہے
بلکہ اُنکے نزدیک حمی محرقہ اُس بخار کو کہتے ہین جو صفراوی محض ہو آور محرقہ اور مطبقہ مین یہ فرق ہے
کہ یہ غالباً ایک دن چھوڑ کر شدت پکڑتا ہے بخلاف حمی مطبقہ کے آور غب غیر خالصہ مین جو یہ شرط لگائی ہے
کہ دونون خلط باہم مل جائین کیونکہ اگر دونون ممتزج نہو جائینگے تو یہ حمی مرکبات سے ہو جائیگا کیونکہ یہ
ایک خلط سے زائد سے پیدا ہوگا (اور جو حمی ایک خلط سے زائد سے حادث ہوگا وہ مرکب ہوگا) حالانکہ
مؤلف کی گفتگو اسوقت حمی بسیطہ مین ہو رہی ہے اور ممتزج کو ایک ہی خلط اسلیے قرار دیا گیا کہ جب

ان دونون کی یہ شان ہوگئی کہ دونون متحد ہوکر ایسے ہوگئے کہ علٰحدہ کوئی ظاہر نہین ہوتا تو گویا وہ دونون
ایک ہی ہین اسی لیے مؤلف نے مرکبات مین شطر الغب کے متعلق لکھا ہے کہ اسمین کسی باری
مین نہایت سخت پیاس لگتی ہے اور دوسری باری مین وہ پیاس نہین ہوتی (یعنی کبھی صفرا غالب
ہوجاتا ہے اور اُسکی علامتین ظاہر ہوجاتی ہین یعنی بلغم کی علامتون پر اُسکی علامتین غالب آجاتی ہین) اور اس
بخار والے کی نبض کسی باری مین تیز ہوجاتی ہے اور دوسری باری مین ویسی تیز نہین ہوتی (یعنی جب
بلغم کی باری ظاہر ہوتی ہے) اور نائبہ مرکبہ یعنی بلغمی بخار باری سے آنے والا جدا نہین ہوتا مگر اپنے
ساتھی کا بقیہ ایک زمانہ تک ضرور چھوڑ جاتا ہے اور اُس سوداوی بخار کو جو رگون کے اندر ہو ربع
کہنا مجاز ہے بلکہ اسکو چوتھیا اس راہ سے فی الحقیقت کہ سکتے ہین کہ چوتھے روز شدت پکڑ جاتا ہے
اور جو اقسام کہ ایک خلط کے اصناف کے اعتبار سے حاصل ہوتے ہین وہ کثیر ہین اور اسکے نام
علٰحدہ علٰحدہ نہین ہین اور اُنکے اعراض مین کچھ ایسا تفاوت بھی نہین ہے اور چونکہ انکی تحقیق مین
استقصاء اور کوشش کرنا ہمارے منصب کے مناسب نہین ہے اسلیے یہان اسکو ہم چھوڑے
دیتے ہین (شرح الاسباب والعلامات مین اسکی تفصیل موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے)

مؤلف کہتا ہے یہانسے حمی دقیہ کا بیان شروع ہوتا ہے

حمی دقیہ یعنی دق یہ وہ بخار ہے کہ پہلے ہی پہل اصلی اعضاء کو پکڑتا ہے اور جب اعضاے اصلیہ
سے متشبث ہوتا ہے تو اُسکی رطوبت کو تحلیل کرکے فنا کردیتا ہے اور بدن مین دو رطوبتین ہوتی
ہین (یعنی رطوبت کی دو قسمین ہین) پہلی رطوبت تو یہی اخلاط اربعہ ہین اور اُنکا ذکر تو پیشتر گذر چکا ہے
اور دوسری رطوبت کی دو قسمین ہین فضلی اور غیر فضلی (فضلی جیسے دودھ اور منی اور آب دہن وغیرہ) اور
غیر فضلی کی چار قسمین ہین ایک تو وہ رطوبت جو عروق شعریہ مین (یعنی نہایت باریک رگون مین)
محصور اور محبوس ہوتی ہے اور اعضاء کو سیراب کرتی رہتی ہے (یہ وہ رطوبت ہے جو خلطیہ صورت کو
چھوڑکر اب عضوی صورت کے قبول کرنے کی استعداد بہم پہونچا چکی ہے) اور دوسری رطوبت مثل
شبنم کے اعضاء پر پھیلی ہوئی ہے (اور یہ وہ پہلی رطوبت ہے جو کہ اُن رگون سے جدا ہوکر اعضاء
کے سوراخون مین آگئی ہے) اور تیسرے وہ رطوبت ہے جو جم جانے اور اعضاء سے مشابہ
ہوجانے کے قریب پہونچ چکی ہے (یہ وہ رطوبت ہے جو اعضاء کے جوہر مین سے ہوگئی ہے

لیکن ابھی اعضاء کی طرح سخت نہین ہوئی) اور چوتھی وہ رطوبت ہے جسکے ساتھ اعضاء باہم متصل ہین (یہ
وہ رطوبت ہے جو اعضاء مین اُس مادے سے حاصل ہوتی ہے جس سے اعضاء بنے ہین اور اُس
غذائی مادہ سے جو انھین بڑھاتا ہے) اور جب حرارت اعضاء اصلیہ سے متعلق ہوتی ہے تو ضرور ہے
کہ ان اعضاء کی رطوبتون کو فناء کر ڈالے) اب اگر حرارت رطوبت کی پہلی صنف کو فناء کر دے (اور یہ وہ رطوبت
ہے جو چھوٹی رگون کے اطراف مین ہوا کرتی ہے) اور دوسری رطوبت کے فناء کرنے مین شروع کر دے
تو اسکا نام حمی الدق ہے (یعنی مطلق بلا کسی قید کے) اور اگر دوسری صنف کو فنا کر ڈالے اور تیسری
رطوبت کا فناء کرنا شروع کر دے تو اسکا نام ذبول ہے اور جو کوئی اسکی انتہا پر پہونچ جاتا ہے وہ پھر
نجات نہین پاتا (کیونکہ حرارت عزیزی ضعیف پڑجاتی ہے اور ہضم بھی ضعیف ہو جاتا ہے اور اعضاء
بھی غذاء کے جذب کرنے اور اسمین تصرف کرنے سے کمزور پڑجاتے ہین) اور اگر تیسری صنف
کو فنا کر ڈالے اور چوتھی کا فناء کرنا شروع کر دے تو اسکا نام مفتت ہے اور یہ کل دق کے بخار
سے نامزد ہوتے ہین (لیکن جب اخیر کی دونون قسمین خاص خاص نامون سے مختص ہو چکین تو
پہلی قسم عام نام سے خاص کر لی گئی اور اس ترتیب کے بیان مین طبیبون نے کئی دلیلین بیان
کی ہین ایک دلیل تو یہ ہے کہ حرارت کا اُس رطوبت مین عمل کرنا جو چھوٹی رگون کے اطراف مین
ہوتی ہے اُس رطوبت مین عمل کرنے سے زیادہ آسان ہے جس سے اعضاء باہم متماسک ہوتے
ہین اور دوسری وجہ یہ ہے کہ طبیعت شریف کا بچاؤ دنے سے کیا کرتی ہے اور تیسری دلیل یہ ہے
کہ اگر پہلے پہل حرارت اُسی رطوبت سے متعلق ہوا کرتی جس سے اعضاء باہم متماسک ہوتے ہین تو
لامحالہ حمی دقیہ کی ایک ہی صنف ہوتی اور اُسکے بیان مین مؤلف نے یون لکھا ہے کہ جب حرارت
اعضاء سے متعلق ہوتی ہے تو اُنکی رطوبتون کو ضرور تحلیل کرتی ہے اور اسکی پہلی تحلیل اُس رطوبت مین
ہوتی ہے جو اعضاء کے قریب ہوتی ہے یعنی وہ رطوبت جسکی وجہ سے اجزاے اعضا باہم متصل ہین لیکن ہر
رطوبت جبھی فناء ہوتی ہے جبکہ اُسکا کوئی معاون اور مددگار نہو اور اسی طرح مددگار رطوبت کو بھی
اُسی وقت فناء ہوتی ہے جبکہ اُسکا کوئی مددگار نہو اور علی ہذا القیاس یہانتک کہ فناء کی انتہا اُس رطوبت پر
ہوتی ہے جو رگون کے اطراف مین محصور ہے اور یہ رطوبت بھی فقط خلطون ہی کے فناء سے فناء ہوتی ہے
لیکن اخلاط بھی سب کے سب اس رطوبت کی مدد نہین کرتے بلکہ وہی خلط اُس کی مدد کرتا ہے

جس کا نضج پورا ہو چکا ہو اسلیے کہ سارے اخلاط اسبات کی صلاحیت نہین رکھتے کہ اُس رطوبت
کی طرف مستحیل ہو جائین بلکہ اخلاط مین سے کچھ تو روح بنجانے کی صلاحیت رکھتے ہین اور بعضے اعضا کے
تر رکھنے کی اور اُنکو سوکھ جانے سے روکنے کی صلاحیت رکھتے ہین اور بعضے اور اور کام کے لیے
صلاحیت رکھتے ہین اب اگر اُن رطوبتون کے فناء ہو جانے سے جو اطراف عروق مین محصور رہین
اخلاط کی فناء لازم آئے تو لامحالہ اسکو موت لازم آئے اور یہ بھی ہے کہ خلطون کے جوہر قوام مین
زیادہ گاڑھے اور تحلیل ہونے مین اس رطوبت سے زیادہ دشوار ہوا کرتے ہین اسلیے کہ اس رطوبت
کا ہضم خلطون کے ہضم سے بڑھکر زیادہ پورا ہوتا ہے پھر یہ رطوبت خلطون سے بڑھکر تحلیل کو قبول
کرنے والی ہوتی ہے پس یہ رطوبت اسی سبب سے خلطون کے فناء ہونے سے پہلے فناء ہو جاتی ہے
لیکن یہ رطوبت جبھی فناء ہوتی ہے جب خلطون مین سے اس رطوبت کے مدد کرنے والے اجزاء
فنا ہو چکین) **مین کہتا ہون** حمی دقیہ یعنی دق وہ حرارت ہے جو اعضاے اصلیہ کو پکڑ لے اور
اعضاے اصلیہ سے وہ اعضاے مراد ہین جو متشابہ الاجزاء ہین اور اُنکی رطوبت کو فناء کر دے اور
بدن مین دو رطوبتین ہین کیونکہ جس چیز کی طرف غذاء مستحیل ہوئی ہے اُسمین اور غذاء مین یا تو کوئی واسطہ
نہو گا یا ہوگا اگر نہو تو وہی پہلی رطوبت ہے یعنی اخلاط اربعہ اور اگر ہو تو وہ دوسری رطوبت ہے اور دوسری
رطوبت کی دو قسمین ہین فضلی جیسے آنسو اور پسینہ اور منی وغیرہ اور غیر فضلی کیونکہ یا تو وہ جزء بدن ہونے کے
قریب ہوگی تب تو وہ غیر فضلی ہے ورنہ فضلی اور غیر فضلی رطوبت کی چار قسمین ہین (جیسا کہ مؤلف
نے بیان کیا) اور اُس رطوبت سے جو کہ عروق کے اطراف مین محصور ہو وہ رطوبت مراد ہے
جو خلطی صورت کو چھوڑ کر چھوٹی چھوٹی رگون مین آجائے لیکن ابھی خلطی صورت کے قریب ہی ہو
اور ہنوز عضو سے نہ ملی ہو اور طلی رطوبت یعنی وہ رطوبت ثانیہ جو اعضاء پر مثل شبنم کے بچھی ہوئی ہے
وہ عضو سے ملی ہوئی ہوتی ہے لیکن عضو مین نافذ نہین ہوتی بلکہ عضو کی سطح پر بچھی ہوئی ہوتی ہے
اور جو رطوبت ثالثہ ہے وہ بند ہو جانے کے قریب اور عضو مین نافذ بھی ہوتی ہے لیکن ہنوز نرم
ہوتی ہے اور عضو کی سی سختی اُسمین نہین آئی ہوتی لیکن عضو کے مزاج کو اختیار کر لیتی ہے اور اُسکے
مشابہ بھی ہو جاتی ہے لیکن اُسکو وہ عضو کا سا قوام نہین حاصل ہوتا جسکی وجہ سے وہ رطوبت ہونے
سے نکل کر عضو سے نامزد ہو جائے اور اس مقام پر بہت سے لطیف مباحث ہین جو اس قسم کے

مختصرات کے شایان شان نہین ہے اور دق کی جو اقسام مذکورہ کی طرف تقسیم کی گئی ہے اُس سب مین
اس بات کا لحاظ ہے کہ ایک رطوبت فنا ہو جائے اور دوسری رطوبت کے فنا مین حرارت شروع
کردے اور اس لحاظ کی وجہ یہ ہے کہ تغیر اُسی وقت معلوم ہو سکتا ہے جبکہ حرارت کا فعل بدلے ورنہ
جو زمانہ ایک ہی رطوبت مین حرارت کے عمل کرنے کا ہے وہ یکسان ہے اُس زمانہ سے کسی قسم کے
تغیر کا اندازہ نہین ہو سکتا اور خاص پہلی قسم کی حرارت کو دق کہنا یہ ایسا ہے جیسا کہ مقید کا نام وہ
رکھدیا جائے جو مطلق کا نام ہے کیونکہ جمیع اقسام دق ہی کے تحت مین داخل ہین پھر اسکو ہی دق کہنا
تسمیۂ مقید کا باسم مطلق ہے اور یہ بھی ایک ظاہر بات ہے کہ دق کی ہر قسم کے لیے ابتدار اور انتہار اور
وسط کا زمانہ نکلتا ہے (ابتدائے حقیقی تو صرف پہلی قسم کو حاصل ہے باقی نفس ابتدار اس معنی کر کہ ہر پہلی قسم
کی انتہار دوسری قسم کے لیے ابتدار ہے ہر ایک قسم مین موجود ہے اور جس چیز کے لیے ابتدا ہو اُسکے لیے
انتہار ضرور ہے اور ابتدار اور انتہار کے درمیان وسط کا ہونا ضروری ہے ورنہ ابتدار ابتدار اور
انتہار انتہار نہ رہیگی کما لا یخفی) **مؤلف کہتا ہے یہان سے حمی مرکب کا بیان**
ہے حمی مرکبہ کی ترکیب یا تو دور کی جنسون سے ہوتی ہے جیسے حمی دقیہ کی ترکیب حمی خلطیہ
کے ساتھ (یعنی کسی شخص کو یہ بخار بھی ہو اور وہ بھی تو ان دونون کا مجموعہ حمی مرکبہ کہلائیگا اور ان دونون
بخارون مین بُعد کی یہ وجہ ہے کہ حمی دقیہ اعضار سے متشبث ہوتا ہے اور حمی خلطیہ اخلاط سے
متشبث ہوتا ہے) اور یا اُسکی ترکیب قریب کی جنسون سے ہوتی ہے جیسے حمی صفراویہ کی ترکیب
حمی بلغمیہ کے ساتھ ہو (ان دونون مین قرب کی یہ وجہ ہے کہ یہ دونون حمی خلطیہ کی دو قریب
جنسین ہین) اور یا اُسکی ترکیب دو ہمجنسون سے ہو جیسے غب لازمہ کی ترکیب غب دائرہ کے
ساتھ ہو (کہ یہ دونون حمی صفراویہ کی دو نوعین ہین) اور یا اُسکی ترکیب ایک نوع کی دو صنفون سے
ہو جیسے دونون بخار غب دائرہ ہون مگر ایک اُن دونون مین سے خالص ہو (اور دوسری غیر خالص
ہو اور اسکی یہ پہچان ہے کہ ایک روز تو باوجود علامات حمی صفراویہ کے بلغم کے بھی علامات ہون
اور طول نوبت بھی ہو اور دوسرے دن ایسا نہو پس معلوم ہو جائیگا کہ پہلا بخار غیر خالص ہے
اور دوسرا خالص ہے) **مین کہتا ہون جو شخص پچھلے بخارون کی تفسیرون سے کماحقہ**
واقف ہو چکا ہے اُسکو تو اس تحقیق کے سمجھنے مین کوئی دشواری نہین ہان جو ابھی نہ سمجھا ہو وہ

پھر غور کرے **مؤلف کہتا ہے** اب ہمکو ان سب کی تفصیل بیان کرنا چاہیے لہذا ہم بخارون
کی قسمین اور انکی علامتین اور انکا طریقۂ علاج ذکر کرتے ہین حمی یومیہ اپنے اسباب کے مقدم ہونے
سے پہچانا جاتا ہے اور اسکی ابتدا بغیر لرزہ اور بغیر تکسر کے ہوتی ہے اور نہ اسمین نبض دبی ہوئی ہوتی
ہے بلکہ بسا اوقات حمی یومیہ کا آغاز خفیف سردی اور تھوڑے سے رونگٹے کھڑے ہونیسے
ہوا کرتا ہے اور اسکا سبب ابخرے ہوتے ہین (جنکی وجہ سے حرارت غریزی اندر کی طرف
میلان کرتی ہے پس ظاہر بدن مین سردی پیدا ہوجاتی ہے) اور بسا اوقات تھوڑی سی پھریری
قوت پاکر لرزہ بنجاتی ہے (یہ اسوقت ہے جبکہ عضلات کے ابخرے بکثرت خلش کرین)
مگر یہ صورت نادر الوجود ہے اور حمی یومیہ کے تمام اعراض خفیف ہوا کرتے ہین گویا کہ یہ حرارت
حمام کی حرارت ہے جسمین لذع نہو بلکہ یہ حرارت ساکن و برقرار ہے (اسلیے کہ اس بخار مین حرارت
کا تعلق صرف روح سے ہوا کرتا ہے اور روح چونکہ نہایت لطیف جسم ہے اسلیے اگر روح کی
حرارت قوی ہوجائے تو یقیناً روح تحلیل ہوجائے اور بیمار مرجائے) اور اس بخار والے
کی نبض بھی حسن ہوتی ہے اور یہی حال سانس کا بھی ہے اور قارورہ مین بھی مثل تندرست لوگون
کے قارورے کے نضج ہوتا ہے اور کچھ پسینہ کی بھی تری ہوتی ہے لیکن نہ زیادتی اور کثرت کے
ساتھ اور حمام کے اندر دیر تک ٹھہرنے سے اگر لرزہ محسوس ہونے لگے تو یہ حمی یومیہ نہوگا

یہان سے حمی یومیہ کا علاج شروع ہوتا ہے سبب کا مقابلہ ہونا چاہیے
مثلاً اگر حمی یومیہ غصہ یا حزن یا غم کے سبب سے ہو تو ایسے مریض کو خوش کرنا اور اطمینان اور دلاسا
دینا مفید پڑتا ہے اور اگر حمی یومیہ فرحت کی وجہ سے ہو تو اسکا علاج یہ ہے کہ خوشی کو اسکی
نظر مین سبک اور خفیف کردینا چاہیے اور اگر بھوک کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تو غذا کھلانا چاہیے
اور حمی یومیہ امتلائیہ مین استفراغ کرنا اسکا علاج ہے اور حمی یومیہ استحصافیہ اور سددیہ مین مسامات کو کھولدینا اسکا
علاج ہے اور مالش بھی ان دونون مین مفید ہے اور استحصافیہ اور سددیہ مین سکنجبین بھی مفید ہے (اسلیے کہ
اسمین تبرید اور تفتیح دونون کی شان ہے) اور ابسا اوقات سکنجبین کے ہمراہ شیرۂ تخم خیارزہ کی حاجت پڑتی ہے
اور غذاؤن اور پینے کی چیزون اور سونگھنے کی چیزون اور بادجگہ اور اسکے بعد حمام کی تبرید اور ترکیب مناسب کی حاجت
ہوا کرتی ہے (مگر حمام کرنیمین یہ شرط ہے کہ بخار کے اترنیکے بعد ہو اسلیے کہ اگر بخار کیحالت مین حمام کیا جائیگا تو گرمی کیوجہ سے

روح مین اور زیادہ گرمی پیدا ہوجائیگی) **مین کہتا ہون** اسباب سے وہی اسباب مراد ہین جنکو مؤلف نے بیان کیا ہے مثل فرح اور غضب اور غم اور ہم اور بھوک وغیرہ کے اور یہ وہ امور ہین کہ جنکا علم ہے اُنکے شناخت کی کیا حاجت ہے اور ناقص اور تکسر کی تعریف ہم عنقریب بیان کرتے ہین اور حمی یومیہ کے اعراض کے خفیف ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جس جسم کو اس حرارت سے تعلق ہے وہ ایک لطیف جسم ہے اور مؤلف نے بعد مقابلہ سبب کے صرف علاج کلی پر حصر کیا اُسکا یہ سبب ہے کہ لایق اور ذکی کے لیے اسیقدر کافی ہے اور جس کسی کو باعتبار اسباب کے تفصیل کا قصد ہو تو اُسکو طب کی بڑی بڑی کتابون کو دیکھنا چاہیے **مؤلف کہتا ہے یہان سے حمی سونوخس کا بیان ہے** حمی سونوخس اُس بخار کو کہتے ہین جو خون کے جوش سے پیدا ہوا اور اُسکے اعراض مثل دردسر اور حرارت لمس اور پیاس کے بہ نسبت حمی یومیہ کے بڑھکر ہوتے ہین مگر بہ نسبت حمی عفنیہ کے اسکے اعراض نہایت خفیف ہوتے ہین (اسلیے کہ خون کے جوش کھاجانے کی حرارت عفونت کی حرارت کو نہین پہونچسکتی ہے) **یہان سے حمی سونوخس کا علاج شروع ہوتا ہے** اس مرض مین فصد لینا چاہیے اور بسا اوقات صرف فصد ہی اس بخار کے جلتے رہنے کے لیے کافی ہوتی ہے (اسلیے کہ اس بخار کا سبب صرف خون ہوتا ہے اور خون کا استفراغ فصد ہے) اور بیشتر ایسا بھی اتفاق ہوجاتا ہے کہ بذریعہ فصد کے اسقدر خون خارج ہوتا ہے کہ غش آجاتا ہے اور فورًا بخار جاتا رہتا ہے اور اکثر اوقات خون نکلنے کے ساتھ ہی حرارت کے کم کرنے اور مزاج کے سرد کرنے اور گوشتون کے چھوڑ دینے اور ترش مزورات پر قناعت کرانیکی حاجت پڑا کرتی ہے اور اسکی کبھی ضرورت ہوتی ہے کہ اجابت خوب کھل کر ہو (تاکہ فضلات اور رقیق مادے جگر اور اُسکے اطراف سے مستفرغ ہوجائین اور خون کی گرانی موقوف ہوجائے) اور بسا اوقات خفیف سے صفرا کے بذریعہ دستون کے نکالنے کی مقوی خیساندہ یا آب انارین سے ہڑ وغیرہ کے ساتھ حاجت پڑا کرتی ہے (یہ اُسوقت تدبیر کارگر ہوگی جبکہ فصد سے صفرا کا خروج نہو یا فصد سے خون مین سخونت زیادہ آجائے اور فصد کے سبب سے صفرا کو حرکت ہو ورنہ بعد فصد کے کسی اور تدبیر کی حاجت نہین ہے) **مین کہتا ہون** کہ جب خون مین

کثرت ہوگی تو خواہ مخواہ اُسمین گرمی آجائیگی اور اسکی یہ وجہ ہے کہ اسوقت مین اسکے اندر حرارت کا احتقان ہوجائیگا اور اس بخار مین خون کے اندر عفونت نہین ہوا کرتی بلکہ جوش خون کی وجہ سے حرارت مین شان افراط آجاتی ہے اور اسی وجہ سے اس بخار مین چہرہ اور آنکھین سُرخ ہوجاتی ہین اور وہ رگین پھول جاتی ہین اور بدن مین (خاص کر سر مین) بھاری پن اور تمدد یعنی کھنچاؤ اور سستی پیدا ہوجاتی ہے اور نیند بڑھ جاتی ہے اور یہ وہی بات ہے جسکو مؤلف نے امتلاء دموی کے علامات کی طرف احالہ کیا ہے اور اس بخار مین سب سے عمدہ غذا مسور سرکہ کے ساتھ ہے **مؤلف کہتا ہے**۔

یہان سے حمی دمویہ عفنیہ کا بیان شروع ہوتا ہے جالینوس نے اس بخار کا انکار کیا ہے اُسکا یہ اعتقاد ہے کہ اگر خون مین عفونت پیدا ہوجائیگی تو وہ لطیف صفرا بنجائیگا اور بخار صفراوی ہوجائیگا نہ کہ حمی دمویہ (اسکا یہ سبب ہے کہ خون بالطبع بہت جلد استحالہ کو قبول کرلیتا ہے اسلیے کہ خون تمام اعضاء کی غذاء ہوا کرتا ہے پس ضرور ہے کہ خون اُن اعضاء کی طرف مستحیل ہوجائے اور اُن اعضاء کے مزاجون کی طرف جبھی مستحیل ہوگا جب کہ اُس خلط کی طرف مستحیل ہوگا جو اُن عضوون کے مزاج پر ہوتا ہے اور اسکے متعلق بہت سی بحثین ہین جو اس مختصر کے مناسب نہین ہین) اور چونکہ خون داخل عروق ہوتا ہے تو اُسکی عفونت جب ہوگی داخل عروق ہی ہوگی لہذا خواہ مخواہ اُس سے تینون صورتون پر حمی مطبقہ ہی ہوگا اور خون کی عفونت کا سبب یا تو غذائین ہوتی ہین اور اسکی چند قسمین ہین ایک تو یہ صورت ہے کہ غذائین اپنے ذاتی جوہر کے اعتبار سے بہت جلد فساد کو قبول کرلین جیسے مچھلی ہے یا اُنکے جوہر مین تو کوئی فساد نہو بلکہ اُنکا جوہر صالح ہو لیکن فساد اور عفونت کو بہت جلد قبول کرلین یا یہ کہ اُنکے اندر مائیت ہو جیسے خربزہ اور خوبانی وغیرہ (اسلیے کہ مائیت عفونت کا مادہ ہوا کرتی ہے کیونکہ اسوقت مین رطوبت بکثرت ہوا کرتی ہے پس اصلی حرارت پر غالب آجایا کرتی ہے اسی وجہ سے مائیت مین حرارت کا تصرف خوش اسلوبی اور قوت کے ساتھ نہین ہوتا پس خواہ مخواہ حرارت غریبہ اُسمین تصرف کرنے لگتی ہے) یا غذاء کا غلیظ ہونا فساد اور عفونت کا سبب ہوجاتا ہے اور حرارت غریزیہ کا تصرف اُسمین دشوار ہوجاتا ہے اور اُسکے غلیظ ہوجانے کی وجہ سے حرارت غریزیہ کو اُسمین تصرف کرنے کی توجہ کامل نہین رہتی پس اُسکے اندر حرارت غریبہ تصرف کرنے لگتی ہے جیسے کہ کھیرا اور ککڑی

وغیرہ ہے اور یا غذاء کے اندر فساد سدون کی وجہ سے ہوجاتا ہے اسلیئے کہ سدے ترویح کے مانع اور مزاحم ہوتے ہین اور سدون کی پیدائیش کئی وجہ سے ہوتی ہے یا تو اسوجہ سے کہ اخلاط کی کثرت ہوجائے یا یہ کہ اخلاط کثرت سے تو نہون لیکن اُنمین غلظت بکثرت ہو یا یہ کہ اُنمین لزوجت بکثرت ہو یا یہ کہ پیٹ بھرے ہونے پر حرکت عنیفہ کیجائے (کیونکہ جب امتلاء پر حرکت ہوتی ہے تو یہ حرکت فضلات مین حنر ورحرارت پیدا کردیتی ہے اور اُنکو اپنی جگہ سے ہٹا دیتی ہے اور اُنکے خام رہنے اور منضم نہونے سے اُنکے تحلیل کرنے پر قوت اور قدرت نہین پاتی اور اُنمین عفونت پیدا کردیتی ہے) یا عفونت کا سبب کوئی امر خارج ہوتا ہے جیسے وبائی ہوا کا سونگھنا یا متغیر اور بگڑے ہوے بدبودار پانی کا سونگھنا یا مردار چیز کا سونگھنا اور حمی عفنیہ پر حرارت کا لذع کرنا دلالت کیا کرتا ہے اور حمی دمویہ مین لذع کم ہوتا ہے اور حمی عفنیہ سے پیشتر ایک حالت ہوتی ہے جو ملیلہ کے ساتھ نامزد ہے اور یہ حالت بخار اور اعتدال مزاج کے درمیان ہوتی ہے اور اُسکی ابتدا ان عوارض ذیل سے ہوتی ہے تکسر اور کسل اور اختلاف نبض اور حمی غب مین مادے کے خفیف ہونے کی وجہ سے یہ سب عوارض بھی کم ہوتے ہین اور پہلی باری مین کبھی کبھی تنی بھی ہوجاتی ہے اور بعد باری کے ٹوٹ جانیکے پورے طور پر طبیعت صاف نہین ہوتی بلکہ کچھ دورہ بخار کا باقی رہتا ہے اور حمی سونوخس اور حمی یومی سے اسکے یہ اعراض شدید ہوتے ہین دردسر اور پیاس اور منھ کے مزے کا خراب ہونا اور زبان کی رنگت کا متغیر ہوجانا وغیرہ اور حمی دمویہ مین ان اعراض مذکورہ کے ساتھ یہ اعراض بھی ہوتے ہین تمدد اور شدہ رگون کا پھول جانا اور نبض کا بھرا ہونا اور جلد کی رنگت کا سرخ ہوجانا اور بدن اور سر کا بھاری ہونا اور اُسکی بدایت بغیر لرزہ اور بغیر پسینہ کے ہوتی ہے البتہ بحران کے وقت پسینہ کی کثرت ہوتی ہے اور چونکہ اس بخار مین مادہ داخل عروق ہوتا ہے اسلیئے یہ بخار لازمی طور سے رہتا ہے البتہ اس بخار مین لذع کی کیفیت نہین ہوتی بلکہ یہ بخار حمام کی حرارت کے قریب قریب ہوتا ہے اور اسکا بحران ساتوین روز پڑتا ہے اب یہان سے **حمی سونوخس کا علاج شروع ہوتا ہے** سبب علاجون سے پہلے اسمین فصد کی ہدایت کی جائیگی اور اس قسم کی دوا اُون کا استعمال کیا جائیگا جنسے خون کی حرارت کم ہو اور غذاء مین بھی تلطیف کیجائیگی بلکہ دو یا تین روز تک مطلق غذا ہی نہ دیجائیگی اور صفراء کے تلطیف اسہال کے لیے خیسانده مسہل یا میوون کے جوشانده یا آب انار مین

ہڑ کے ساتھ استعمال کیا جائیگا میں کہتا ہوں کہ جالینوس نے حمی دمویہ کا انکار کیا ہے اور وہ
اس بات کا معتقد ہے کہ جس وقت خون کے اندر عفونت آجاتی ہے تو وہ لطیف صفرا بنجاتا ہے
پس یہ بخار صفرادی ہوا نہ دموی اسی لیے ذات الجنب والا خون متعفن تھوکا کرتا ہے درباوجود اسکے
اُسکے دورے ایسے ہی ہوتے ہین جیسے صفرادی بخارون کے دورے ہوا کرتے ہین لیکن بقراط
نے جالینوس سے اس مسئلہ مین مخالفت کی ہے اور اپنی جگہ پر یہ بیان کیا ہے کہ خون متعفن ہوجانیکے
بعد اپنی دمویت سے باہر نہین ہوتا اور شیخ بوعلی سینا نے بقراط کے قول کو پسند کرکے جالینوس کے
اس قول پر (کہ خون مین جب عفونت آجاتی ہے تو وہ لطیف صفرا بنجاتا ہے) یہ اعتراض کیا ہے
کہ اس سے یا تو یہ مراد ہے کہ خون وقت عفونت کے صفرا بنجاتا ہے اور یا اُس سے یہ مراد ہے
کہ بعد عفونت کے وہ صفرا بنجاتا ہے اور یہ دونون صورتین شبہہ سے خالی نہین ہین اول تو اسلیے کہ
عفونت ایک حرکت ہے اور حرکت کے لیے زمانہ کا ہونا ضروری ہے اور جو چیز متحرک ہوتی ہے
اُسکا اُس زمانہ مین موجود ہونا ضروری امر ہے اور دوسری صورت پر یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ
جو صفرا متعفن خون سے پیدا ہوا ہے وہ بھی متعفن ہو اسلیے کہ جو چیز متعفن سے حاصل ہو اُسکا متعفن ہونا
لازم نہین ہے اور اگر یہ کلیہ صحیح ہو تو پاخانے کی راکھ متعفن ہوا کرے حالانکہ متعفن نہین ہوتی اسکے علاوہ
اگر متعفن خون کے اجزاے لطیفہ صفرا بنجائین تو جو اُسکے اجزاے کثیفہ ہین اور جو باقی رہگئے ہین
وہ سودا بنجائینگے تو اسوقت مین دو بخار ہونگے ایک صفراوی اور دوسرا سوداوی پھر کیا وجہ کہ تم
اس بخار کو صفرا کی طرف تو منسوب کرتے ہو اور سودا کی طرف منسوب نہین کرتے حالانکہ کوئی
وجہ ترجیح نہین ہے بلکہ جسوجہ سے تم اسکو صفراوی بخار کہتے ہو اسی وجہ سے اُسکو سوداوی بخار ہونا چاہیے
اور بعض اطبا متاخرین نے یہ بات بیان کی ہے کہ جالینوس کے اس مذہب کو مشاہدہ باطل کرتا ہے
کیونکہ ہم حمی مطبقہ کے اندر یہ بات دیکھتے ہین کہ نہ وہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ ہوتا ہے بخلاف
حمی صفراوی کے کہ اسمین کمی بھی ہوتی ہے اور زیادتی بھی ہوتی ہے اسی طرح حمی مطبقہ مین
نہ منھ کی تلخی ہوتی ہے اور نہ قارورہ مین حدت پائی جاتی ہے اور نہ جلد پر زردی ہوتی ہے بخلاف
حمی صفراوی کے کہ اسمین منھ کا مزا بھی تلخ ہوتا ہے اور قارورہ مین حدت بھی ہوتی ہے اور رنگت بھی
زرد ہوتی ہے اور مطبقہ مین منھ کا مزا شیرین ہوتا ہے اور بدن کی رنگت سرخ ہوتی ہے اور قارورہ کا رنگ

کھلا ہوا سُرخ ہوتا ہے اور یہ جو جالینوس اپنے دعوے مین ذات الجنب کی مثال لایا ہے یہ بالکل
ضعیف ہے کیونکہ ذات الجنب کا مادہ جسطرح خون ہوتا ہے اسی طرح صفرا بھی ہوتا ہے جو اسکو
غشاء کے اندر نفوذ کراتا ہے اور سُرخ تھوک سے یہ بات نہین لازم آتی کہ وہ خون ہی کی رنگت ہو
بلکہ صفراء من حیث ہی کی رنگت سُرخ ہوتی ہے اور مؤلف نے اپنے اس قول وعلی ہذا بحوث
سے انھین بحثون کی طرف اشارہ کیا ہے اور اقسام ثلثہ سے حمی مطبقہ کی تینون قسمین متزائدہ اور متناقصہ
اور متساویہ مراد ہین جنکو تم سابق مین معلوم کر چکے ہو اور سوء ترتیب کی یہ صورت ہے کہ پہلے غلیظ غذا
کھائے اسکے بعد لطیف کھائے (کیونکہ جب کوئی شخص لطیف اور جلد ہضم ہونے والی غذا کو غلیظ
اور دیر ہضم غذا کے بعد کھائیگا تو جلد ہضم ہو جانے والی غذا ہضم ہو جائیگی اور دیر ہضم غذا اُسکو نفوذ
کرنے سے روکیگی پس وہ لطیف غذا نافذ نہوگی اور حرارت غریبی اُسمین اپنا عمل کرکے اُسمین عفونت
پیدا کردیگی کیونکہ حرارت غریزی تو اُسکے اندر اپنا فعل پورا کر چکی اور بعد عمل کرنے کے وہ اُسکو چھوڑ چکی
لہذا اب حرارت غریبی کا ہی اُسمین تصرف ہوگا) اور حمی دمویہ مین لذع کم ہونیکا یہ سبب ہوتا ہے کہ
خون کی مائیت اُسکی حدت کو توڑتی رہتی ہے اور حمی عفنہ سے پہلے ایک حالت ملیلہ ہوتی ہے
اور ملیلہ حمی اور اعتدال مزاج کے درمیان ایک حالت ہوتی ہے جسکو انسان اپنے بدن مین پاتا ہے
اور اُسی سے تململ بھی ہے اور تململ کے معنی قلق اور بیقراری کے ہین اور ملیلہ ملہ سے ماخوذ ہے
جسکے معنی گرم راکھ کے ہین چنانچہ بولتے ہین فلان یتململ علی فراشہ یعنی فلان شخص اپنے بستر
پر لوٹتا ہے کہ درد کی وجہ سے اُسکو کسی پہلو قرار نہین ہے اور یتبدئ کا فاعل حمی عفن ہے اور حمی
عفن کے اندر اول باری مین پسینا کم آتا ہے اور دورہ کے بعد نقاء کامل اسلیے نہین ہوتا کہ
ابھی پہلی باری کے نضج کے نہونیسے مادہ غلیظ ہے اور اعراض کا عطف حرارت پر ہے اور
صداع وغیرہ یہ اُسکے قول واعراض اشد کا بیان ہے اور بحران دموی بلا ناقص کے شروع ہوتا ہی
اور حمی دموی کا علاج فصد ہے اور کثرت سے خون کا نکالنا اور اُسکے شربت یہ ہین شربت
عناب اور شربت ترش ربوب کے مثلاً رب حصرم اور رب ریباس اور پوست کا غذی لیمون
وغیرہ اور ایسے مریض کی غذا مسور اور سرکہ ہے اور لطیف صفرا کے اسہال کا مؤلف نے
اسلیے حکم دیا کہ خون صفرا سے خالی نہین ہوتا اور خون کی عفونت کی وجہ سے خواہ مخواہ صفرا

مین حدت اور گرمی پیدا ہوجاتی ہے پس اگر وہ بدن مین بدستور چھوڑ دیا جائے تو ضرور تپ صفراوی کا موروث ہوگا مؤلف کہتا ہے یہان سے حمی صفراوی اور اُسکے اقسام کا بیان شروع ہوتا ہے حمی صفراوی یا تو غب ہے یعنی باری سے آتا ہے اور یہ بخار ایک روز آتا ہے اور ایک روز نہین آتا (اسکا یہ سبب ہے کہ عفونت جب خارج عروق ہوتی ہے تو مادۂ عفنہ سے بخارات کا دل کی طرف جانا بعید ہوتا ہے البتہ اگر کثرت کے ساتھ ہونگے تو بیشک قلب کی طرف اُنکی حرکت ہوگی اور یہی وجہ ہے کہ باری سے قبل رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین اور لرزہ وغیرہ محسوس ہونے لگتا ہے اور جب کہ یہ مادہ متعفن ہوجاتا ہے اُسوقت مین کہ رگون کے اندرونی مادہ سے کم ہوتا ہے تو بہت جلد مثل خاکستر کے ہوجاتا ہے اور اُس خاکستر مین کسی قدر حرارت رہجاتی ہے حتی کہ بتدریج عفونت کے روشن ہونے کی جگہ مجتمع ہوجاتا ہے اور یہ مادہ اپنی ابتدائی آمد مین متعفن نہین ہوتا بلکہ وہان ایک مدت تک رہنا پڑتا ہے تاکہ اُس خاکستر کی حرارت سے اُسمین عفونت کی صلاحیت اور استعداد ہو اور مادہ جسقدر کثیر ہوگا اُسی قدر اُسکا جمع ہونا آسان ہوگا اور جسقدر اُس مادے مین رطوبت ہوگی اُسی قدر شان اور صلاحیت عفونت کی زیادہ ہوگی) اور اس بخار مین بہ نسبت بخار لازم کے پیاس اور درد سر اور بیداری اور کرب کم ہوا کرتا ہے (اسکا سبب ہے کہ بخار لازم مین مادہ اندرون عروق ہوا کرتا ہے لہذا اُسکی عفونت کا اثر ہمیشہ دل تک رہا کرتا ہے اور اُسمین کوئی زمانہ فترہ یعنی کمی یا اُترنے کا نہین ہوتا اور یہی اعراض تپ محرقہ مین سب سے زیادہ اور شدید ہوا کرتے ہین (اسکی یہ وجہ ہے کہ تپ محرقہ کا مادہ قلب اور اُسکے نزدیک کے اعضاے شریفہ کے قریب ہونے کے سبب سے نہایت حاد اور تیز ہوا کرتا ہے) اسکے علاوہ یہ اسباب بھی ہوتے ہین زبان کا زرد ہوجانے کے بعد سیاہ ہوجانا (زبان کے زرد ہوجانے کا تو یہ سبب ہے کہ صفرا اپنی خفت اور حرارت کی وجہ سے فم معدہ سے زبان کی طرف صعود کرتا ہے یا صعود تو نہین کرتا لیکن صفرا سے زبان کی طرف ابخرے چڑھتے ہین اور یہ ابخرے چونکہ شروع مین محترق نہین ہوتے اسلیے وہ زرد ہوتے ہین اور اُسکے سیاہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ صفرا تلی کے اوپر جمع ہوجاتا ہے یا جسوقت اُسمین حرارت کی شدت ہوتی ہے اور جسقدر اُسکے اندر رطوبتین ہین اُنکا احتراق ہوجاتا ہے) اور ہونٹھون کا پھٹ جانا (اسکی یہ وجہ ہے کہ اس صورت مین ابخرون مین حدت

پیدا ہوجاتی ہے اور ہونٹون کی رطوبت خشک ہوجاتی ہے اور جو چیز ہونٹون مین ملاست اور نرمی
پیدا کرنے والی تھی جب وہ فنا ہوگئی تو خواہ مخواہ لبون مین تشقق پیدا ہوگا) اور زبان کا خشک ہوجانا
اور منھ مین تلخی کا ہونا اور بسا اوقات دانتون پر اسوقت مین سیاہی آجاتی ہے اور بات چیت کرنے
سے اسکو تنغص ہونا اور روشنی سے نفرت کرنا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ یہ اعراض حمی غبی مین
پائے جاتے ہین اور غب کا دورہ جاڑے سے شروع ہوتا ہے اسکے بعد ناقص ہوجاتا ہے اور
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شروع مین قوت ہوتی ہے اُسکے بعد ضعف آجاتا ہے اور یہ اُسوقت ہی
جبکہ نضیج کی وجہ سے مادے کی حدت سمٹ جائے اور حمی ربع یعنی بخار سوداوی اسکے برعکس ہوا کرتا
ہے اور سردی باوجود قوی ہونے غب کے ہمیشہ نہین رہتی اور اسمین سردی مادے کے لذع کیوجہ
سے ہوتی ہے اور چونکہ حرارت غریزی حمایت قلب کے لیے اندر کو بھاگتی ہے اسیلیے برودت
محسوس ہوا کرتی ہے اور حمی غبی زیادہ پسینا آنے کے بعد اُترجاتا ہے اور غب لازم ایکدن چھوڑکر
شدت پکڑتا ہے اور تپ محرقہ کے فترات ظاہر نہین ہوتے اسکی یہ وجہ ہے کہ بخار مین عفونت کی
تاثیر دن مین ہوا کرتی ہے اور اس بخار مین اُس عفونت کے اجزے دلپہ بآسانی چڑھتے رہتے ہین
لہذا اوسنے اسی مقدار شدت کی تسخین کے لیے کافی ہوجایا کرتی ہے اور جسوقت حمی غب اور غب لازم
مرکب ہوجاتے ہین تو ہر روز اُنکی باری ہوا کرتی ہے تو اسوقت مین نوبتون پر نوع مرض کے دلالت
کرنے مین ہرگز اعتماد اور بھروسہ نہ کیا جائیگا اور اکثر اوقات ایسے مریض کو قبض رہا کرتا ہے اسلیے
کہ صفرا اپنی لطافت کی وجہ سے یا تو اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے یا جلد کی طرف اور قارورہ مین
اسوقت یعنی اس مرض مین ناریت ہوتی ہے ہان اگر صفرا کا صعود دماغ کی طرف کو ہوگا تو اسوقت
مین قارورہ سفید مثل پانی کے ہوگا اور اسوقت مین سرسام کا اندیشہ ہوگا اگر نکسیر نہ جاری ہوئی اور
اور خالص کی یہ علامت اور شناخت ہے کہ اسمین پسینا بہت آتا ہے اور اُسکی باری چار ساعت
سے بارہ ساعت تک ہوتی ہے اور اسپر اُسکی مقدار زیادتی کی وجہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہے
کہ اُسکو خالص سے کسقدر لگاؤ اور دوری ہے پس زیادہ سے زیادہ اسکی مدت سات باریون مین
پوری ہوجاتی ہے (اسکی یہ وجہ ہے کہ یہ مرض امراض حادۂ مطلقہ مین شمار کیا گیا ہے اور اسکا
بحران چودھوین روز ہوتا ہے اور ہر باری دو دن کی ہوتی ہے اور اس بخار کے امراض حادہ مین سے

ہونیکا یہ سبب ہے کہ اسکے مادے میں حدت ہوتی ہے اور وہ طول کا مقتضی نہین ہوتا اور نیز اسکی
یہ وجہ ہے کہ یہ مادہ رگون سے خارج ہوا کرتا ہے) مگر ہان اگر اس مرض مین کسی قسم کی خطا تدبیری
واقع ہوجائیگی تو اُس سے کچھ زیادہ بھی قائم رہسکتا ہے اور کبھی بخار لازمی قائم مقام باری کے بخار کے
ہوجاتا ہے اور اسوقت مین سات ہی دن مین جاتا رہتا ہے اور بخار غیر خالص کبھی چھ مہینے تک
باقی رہتا ہے اُسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ اس مادے مین غلظت ہوتی ہے اور چونکہ مادے مین
اختلاف ہوتا ہے اسلیے طبیعت اُسکے نضج کرنے اور دفع کرنے مین متحیر ہوجاتی ہے اور غب خالص
کے بخار مین قارورہ رقت مادے کی وجہ سے رقیق ہوا کرتا ہے اور غب غیر خالص مین اکثر اوقات
قارورہ غلیظ ہوتا ہے اور اگر غب کے اندر اول دن مین دردسر شروع ہوجائیگا تو چوتھے دن قوی ہوگا
اور ساتوین دن مفارقت کرجائیگا اور اگر تیسرے دن اُسکا عروج ہوگا تو پانچوین دن قوی ہوکر نوین
یا گیارھوین دن مفارقت کرجائیگا **مین کہتا ہون** قشعریرہ اور نافض اور جو اُسکے متعلق جو
قول محقق ہے ہم اُسکی تحقیق کرتے ہین لہذا واضح ہو کہ نافض بدن کی جھرجھری اور کپکپاہٹ سے
عبارت ہے جو حرکات غیر ارادیہ کے ساتھ بدن کو عارض ہوتی ہے اور نافض کے پیدا ہونے کے
بہت سے اسباب ہین مادے کی مقدار کا زیادہ ہونا یا اُسکے مزاج مین حدت کا ہونا اور جس عضو
مین اس مادے کا گذر ہوتا ہے اُسکا قوی الحس ہونا اور قوت سے اُسکا دفع کرنا پس جو خلط بخار کا
موجب ہے جبوقت وہان پر وہ جمع ہوگا اور عفونت کی جگہ اُسکا انصباب ہوگا اور اعضاے
قوی الحس پر اُسکا گذر ہوگا تو خواہ نخواہ وہ خلط اُن اعضاے مین لذع پیدا کریگا اور اُنکو ایذاے
پہونچائیگا پس اسوقت مین حرارت عزیزی بوجہ خوف موذی کے اندر کی جانب جائیگی تو
بیشک اعضاے ظاہرہ پر خاصکر اطراف پر سردی کا غلبہ ہوگا اور بخارون مین سردی کے ہونیکا
یہی سبب ہوتا ہے اور اسوقت مین اسکے دفع کرنے کے لیے اعضاء کپکپانیگے اور بخار والے
سے حرکات غیر ارادیہ سرزد ہونگے اسکے بعد اطبا نے بخار صفراوی اور بلغمی مین نافض کے ہونے
مین اختلاف کیا ہے یعنی آیا ان دونون مین سے نافض بخار صفراوی مین زیادہ ہوتا ہے یا
بلغمی مین اور شیخ کا اسمین یہ مذہب ہے کہ بلغمی بخار مین بہ نسبت صفراوی بخار کے نافض زیادہ
قوی اور شدید ہوتا ہے اسلیے کہ اسکا اُسکا زیادہ منفض ہے یعنی اگر منفض مین لذوحت زیادہ

ہوگی تو نافض بھی شدید ہوگا اسلیئے کہ عضو کے ساتھ اُسکا تشبث قوی ہوگا تو بالحرکت قویہ کے اُسکی مہمیت
ناممکن ہے اور اسمین کلام نہین کہ بلغم بہ نسبت صفراء کے زیادہ لزج اور لسدار ہوتا ہے اور صاحب کامل
کا اس باب مین یہ مذہب ہے کہ بہ نسبت بلغمی بخار کے صفراوی بخار مین اسکا ظہور اور اثر زیادہ ہوتا ہے
اسواسطے کہ صفراء اپنی حدت کی وجہ سے عضو حساس کے اندر تکلیف اور لذع زیادہ پہونچائیگا
تو خواہ مخواہ اُسکے دفع کے لیے حرکت قوی تر ہوگی اور یہی وجہ ہے کہ صفراوی بخار کی ابتدا مین
نافض زیادہ قوی ہوتا ہے پھر جبکہ مادہ مین نضج ہونے لگتا ہے اور اس کے قوام مین غلظت پیدا ہونا
شروع ہوتا ہے اور حدت مین کمی ہوتی جاتی ہے تو رفتہ رفتہ نافض کی شدت مین بھی ضعف
ہونے لگتا ہے اور سوداوی بخار مین اسکے بالعکس صورت ہوتی ہے اسلیے کہ اسمین مادہ پکنے
وقت جب قوام رقیق ہوتا ہے تو اُسمین حدت اور لذع اور نکایت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے اور اسی لیے
سوداوی بخار مین اُسکے اقلاع کیوقت نافض کی شدت اندیشہ ناک ہوتی ہے اور شیخ کی یہ دلیل ہے
کہ صفرا مین اگرچہ حدت ہوتی ہے لیکن اُسکا مرور اور گذر بھی بہت جلد ہو جاتا ہے بخلاف بلغم کے
کہ چونکہ اُسکا گذر دیر مین ہوتا ہے اسوجہ سے اُسکی ایذا بھی قوی ہوتی ہے پس نافض بھی اسمین قوی اور
شدید ہوگا علاوہ اسکے بہت سرد پانی بمقابلہ گرم پانی کے زیادہ بیدار اور متنبہ کرنیوالا ہوتا ہے
اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نکسیر اور نافض بہت کم جمع ہوتے ہین کیونکہ جو مادہ نکسیر
سے نکلتا ہے وہ داخل عروق ہوتا ہے اور جس مادے سے لرزہ آتا ہے وہ عروق سے باہر ہوتا ہے
اور یہ نوبت بہت کم پہونچتی ہے کہ مادے مین اتنی کثرت ہو کہ داخل اور خارج دونون کو شامل ہو جائے
اور قشعریرہ کی یہ تعریف ہے کہ انسان اپنی جلد اور عضلون مین سردی اور چبھن کے اعتبار سے اختلاف
کو محسوس کرے اور یہ اسوجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اعضائے حساسہ پر اخلاط کا گذر ہوتا ہے اور اخلاط
سردی اور گرمی کے سبب سے اعضائے حساسہ کو ایذا پہونچاتے ہین اور نافض اور قشعریرہ مین یہ فرق
ہے کہ نافض مین بہ نسبت قشعریرہ کے سردی زیادہ ہوتی ہے اور اُسکے حرارت کے بہ نسبت قشعریرہ
کی حرارت کم ہوتی ہے اور چونکہ نافض مین برودت زیادہ ہوتی ہے تو جسقدر برودت زیادہ ہوگی
اُسی قدر شدت زیادہ ہوگی اور اعضا بسبب کپکپاہٹ کے زیادہ ہونے کے اپنی حالت پر قائم
نہ رہ سکینگے اور تکسر یعنی اعضا شکنی یہ قشعریرہ کا مقدمہ ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے یہ خوب یونا

آہ اسکے یہ معنی کہ ایک دن ناغہ ہوگا اور یہ جو مؤلف نے کہا مع اسوداد اللسان اسکا یہ مطلب ہے
کہ تپ محرقہ مین زبان سیاہی مائل ہوجاتی ہے اور یہ جو مولف نے کہا وتفارق بعرق کثیر یعنے
دونون مین زیادہ پسینہ کے اعتبار سے تمیز ہوتی ہے کہ جسقدر پسینا اسمین آتا ہے اتنا غب مین
نہین آتا اور یہ جو مؤلف نے کہا فلا تعتمد علے النوبۃ اسکا یہ مطلب ہے کہ جب دو غبین جمع ہوجائینگی
تو بخار ہر روز آئیگا اور تمیز ذرا مشکل ہوگی کیونکہ یہ نہ معلوم ہوگا کہ یہان دو غبین جمع ہین یا یہ حمی نائبہ ہے
اسی لیے تعیین اور تشخیص مرض مین باری اور نوبت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے اور مؤلف نے یہ جو کہا
اما الی فوق واما الی ناحیۃ الجلد تو اسکا یہ مطلب ہے کہ صفرا یا اوپر کی جانب حرکت کرتا ہے
یا جلد کی جانب صفرا کا میلان اوپر کی جانب تو اسوقت ہوتا ہے جبکہ اجزاے ناریہ غالب ہون
اور جلد کی جانب اسوقت جبکہ علاوہ اجزاے ناریہ کے اور مواد عنصریہ غالب ہون اور ممکن ہے
کہ اوپر کی جانب تو حرکت اسوقت ہوتی ہے جبکہ قوت اصلیہ ضعیف ہو اور قوت اصلیہ کے قوی
ہونے کے وقت بجانب جلد حرکت ہوا کرتی ہو اور یہ جو مؤلف نے کہا دیکون نوبتھا من اربع
ساعات الی اثنی عشر ساعۃ اسکا یہ مطلب ہے کہ بارہ گھڑی سے اسکی نوبت آگے نہین بڑھتی
اور اکثر تو سات سے آگے نہین تجاوز کرتی (رقت مادہ اور سرعت تحلل کی وجہ سے) اور یہ جو مؤلف
نے کہا واطول ما یکون ینقضی فی سبعۃ ادوار اسکی یہ وجہ ہے کہ ساتوان دن امراض حادہ کا
بحران ہوتا ہے بشرطیکہ چار دن سے متجاوز ہوجائے اور یہ بخار بھی امراض حادہ مین سے ہے
دور (یعنی باری) اس زمانہ کا نام ہے جب سے بخار شروع ہوا اور جب اتر گیا تو درمیانی زمانہ دوریا
باری ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا الا لخطاء یعنی سات دورون سے تجاوز نہین ہوتا مگر اسوقت
جبکہ تدبیر اور معالجہ مین خطاء واقع ہوجائے عام اس سے کہ یہ خطاء مریض کی جانب سے ہو یا
طبیب کی طرف سے اور یہ جو مولف نے کہا فاذا عرض الصداع فی الیوم الاول قئ ہے
فی الرابع اسکی تحقیق عنقریب بحران کے مباحث مین آتی ہے فانتظرہ مفتشا مؤلف کہتا
ہے یہان سے اس بخار کا علاج شروع ہوتا ہے اگر خون مین کثرت ہو
تو فصد مین تھوڑا توقف کرنا چاہیے (تاکہ خون مین نضج ہوجائے اور فاسد خون غیر فاسد سے
ممتاز ہوجائے اسلیے کہ اعضاء خون صالح کو جذب کر لیتے ہین اور خون فاسد کو چھوڑ دیتے ہین

اور یہی وجہ ہے کہ ابتدا سے فصد مین جو خون خارج ہوا کرتا ہے وہ سیاہ اور دردی الدم ہوا کرتا ہے اسلیے
کہ اُسمین بکثرت فضلات ہوکرتے ہین بعد ازان خون سرخ رنگ کا خارج ہوتا ہے) مگر ہان کسی قدر تو
نکال ہی دینا چاہیے

یہان سے پینے کی دواؤن کا ذکر شروع ہوتا ہے

جو کہ ابتدائی ایام مین پی جاتی ہین سکنجبین اور شربت نیلوفر کا استعمال کرائین اور اگر پیاس زیادہ معلوم ہو تو
شربت نیلوفر کے ساتھ تخم کگڑی کا شیرہ پلانا چاہیے تاکہ سدون کی تفتیح ہو (کیونکہ حمی عفنیہ اکثر اوقات
سدون سے خالی نہین ہوتا) اور ادرار کرے اور سردی پہونچائے پھر جبکہ کسیقدر مادے کا نضج ہوجائے
اور تلیین کی حاجت پڑے تو شربت بنفشہ اور شربت نیلوفر یا ان دونون مین ایک شربت آلو بخارے
کے ساتھ پلایا جائے (کیونکہ یہ تلیین کرتا ہے اور صفراء کو لطیف اسہال کے ساتھ نکالدیتا ہے اور
شروع زمانہ مین مادے کی تخفیف اور مادے کی شناخت مقصود ہوا کرتی ہے یہ غرض نہین ہوا کرتی
کہ اُسکا استیصال کلی کردین کیونکہ اُسکا قلع قمع کرنا بعد از نضج ممکن ہے نہ قبل از نضج) اور اسپغول یا شربت نیلوفر
شربت لیمو یا شربت بنفشہ کے ساتھ یا شربت حماض اور شربت نیلوفر یا شربت سیب یا شربت لیمو یا
ترش خیسانده یا شیرین خیسانده شکر کے ساتھ یا شربت بنفشہ یا شربت نیلوفر اور مناسب یہ ہے کہ
کہ خیسانده دینے مین دو تین روز کا توقف کرین یا آب انارین شربت بنفشہ کے ساتھ یا گرم پانی مین شکر
یا املی ڈال کر استعمال کرنا چاہیے یا شربت بنفشہ اور تربوز کا پانی پلایا جائے یا سکنجبین کے ساتھ کہ یہ نہایت
نافع ہے کیونکہ سکنجبین ادرار کرتی ہے اور پسینا لاتی ہے اور حرارت کو اور پیاس کو تسکین دیتی ہے
اور طبیعت کی تلیین کرتی ہے اور بھنے ہوئے کدو کا پانی بھی بہت مفید ہے اور چھٹے دن کے بعد
تک میوہ جات کے پانیون سے بچنا اور طبیعت کو روکے رہنا نہایت اچھا ہے اور ہر روز بذریعہ
فتیلون اور نرم حقنون کے طبیعت کو اسطرح سے نرم کرنا چاہیے کہ جس سے دو تین مرتبہ اجابت
ہوجایا کرے اگر پینے کی اس قسم کی چیزون کا استعمال نہ کیا ہو جنسے طبیعت کی تلیین ہوتی ہے اور
دن کے اخیر مین اور رات مین پینے کی چیزون مین مدرات کا اضافہ کردیا جائے اور مدرات یہ ہین
شیرہ تخم خیارین وغیرہ اور خاصکر انکی اُسوقت اور ضرورت ہوگی جبکہ ایسے مریض کو پیاس بھی ہو اور
اُسوقت جبکہ پیاس کی شدت ہو تو صرف شیرہ خرفہ یا شیرہ تخم کدو کے ساتھ استعمال چاہیے یا شیرہ تخم کاہو
سکنجبین کے ہمراہ یا شربت آلو کے ساتھ اور زیادتی حرارت کے وقت کبھی قرص کافوری کی حاجت پڑا کرتی

ہے اور اگر اُسکے ساتھ متلی اور قے بھی ہو تو املی کا خیسانده صاف کیا ہوا بلا ملائے شکر کے مفید ہوتا ہے
یا یہ کہ شربت نیلوفر دیا جائے یا چالیس درہم بھر املی کا خیسانده بیس دانہ عناب کے ہمراہ معہ پانچ [illegible]
نیلوفر کے یا چھنی ہوئی املی کا شربت یا شربت قراصیا دے اور اگر طبیعت مین قبض ہو اور اجابت کم ہوتی
ہو تو چوکے کا شربت یا ترش انار کا شربت پودینہ کے ہمراہ یا شربت سکنجبین اناری مفید ہے اور کبھی
ان اشیاے مذکورۂ قابضہ کا استعمال قبض کے وقت ہوا کرتا ہے اور نرم حقنون اور مسہل فتیلون سے
طبیعت کو ملائم کیا جاتا ہے اور اگر قے اور جی کا مالش کرنا نہ بند ہو تو نمبلوچن اور سماق اور خشک پودینہ
اور گلاب کا زیرہ ان سب اجزا کو باریک پیسکر شربت سیب کے ساتھ استعمال کیا جائے اور
کبھی اس ترکیب مین تھوڑا سا کافور بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے **مین کہتا ہون** مؤلف نے جو
یہ فرمایا ہے کہ ابتدا مین تھوڑا سا خون نکال دینا چاہیے اور مناسب خون کے نکالنے کے پیچھے
فصد مین توقف کرنا چاہیے اسکا یہ سبب ہے کہ خون کے نہونے سے صفرا کے اندر التہاب
زیادہ ہو جائیگا کیونکہ خون کی مائیت اور رطوبت اُسکی سورت اور تیزی کا کاسر ہوا کرتی ہے (پس
جب خون نکلجائیگا تو صفرا کی سورت نہ ٹوٹیگی اور صفرا اپنی حدت اور تیزی کی وجہ سے ضرر
پہونچائیگا) اور ابتداے مرض مین سکنجبین دینے کی یہ وجہ ہے کہ اس مرض کے آخر مین یہ بات
مناسب ہے کہ طبیعت اطفاے مرض کی طرف مصروف ہو اور اخراج مادے کے ارادے سے
تبرید اور بھی بالاتر ہے اور یہ جو مؤلف نے فرمایا ہے کہ اس مرض مین خیسانده دینے مین دو چار روز کا
توقف کرنا چاہیے اسکی یہ وجہ ہے کہ رقیق صفرا کے پکنے سے پہلے منحدر ہو جانے کا اندیشہ
ہوتا ہے اسی لیے میوہ جات کے پانیون کے متعلق مؤلف نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُنکے
استعمال مین بھی تاخیر کرنا چاہیے (تاکہ وہی اندیشہ نہو کہ صفراے رقیق قبل از نضج منحدر ہو جاے) اور
مؤلف کی مراد نرم حقنون سے یہی ہے کہ جنکو مؤلف نے جملۂ ثانیہ کے دوسرے باب کے
شروع مین بیان کیا ہے اور مؤلف نے یہ جو فرمایا ہے کہ ان قابض چیزون کا استعمال وقت
اعتقال اور نرمی طبیعت کے کیا جاتا ہے اُس سے یہ مراد ہے کہ یہ قابض چیزین قے کے
بند کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہین خواہ طبیعت مجیب ہو خواہ معتقل ہو اگر طبیعت مجیبہ
ہو تو اس صورت مین تو کچھ اشکال نہین کیونکہ یہ قابض چیزین [illegible]

مگر قی کے لیے مفید ہونگی اور قبض کا جبر مافات حقنون اور مسہل فتیلون سے ہو جائیگا اور مؤلف نے یہ جو فرمایا ہے کہ کسی قدر کافور اسمین اضافہ کر دیا جائے گا اسکے یہ معنی ہین کہ وقت غلبۂ حرارت اور غلبۂ قی کے کافور بڑھا دیا جائیگا **مؤلف کہتا ہے یہان سے مسہلات کا بیان شروع ہوتا ہے** مقوی کیا ہوا خیسا ندہ یا آب انارین ہڑ اور چالیس درہم شربت ورد مکرر کے ساتھ معہ بیس درہم سکنجبین کے مفید اور مسہل ہے یا مغز املتاس شربت بنفشہ اور مغز بادام شیرین کے ساتھ مفید ہے یا املی گرم پانی مین ملی ہوئی مغز املتاس پر اور شکر اور روغن بادام شیرین اور شربت بنفشہ کی جگہ پر شکر ڈالدی جائے اور مادے کے پکنے تک مسہل مین تاخیر کرنا اولے ہے مگر ہان جب کہ صفرا مین قوت تحریک اور ہیجان کی ہو علاوہ اس بات کے یہ بات ہے کہ مواد کے پکنے سے پہلے غبی بخار مین بہ نسبت اور بخارون کے استفراغ کا خطرہ بہت ہی کم ہوتا ہے اور خاصکر باری کے دن استفراغ منع ہے اور خاصکر بحران کے دن اور بھی زیادہ منع ہے اور استفراغ کے لیے یہ دن زیادہ موزون اور مناسب ہین آٹھوان اور دسوان اور بارھوان اور سولھوان دن مگر چھٹا دن نہایت ہی نامناسب ہے کیونکہ اسمین کبھی چونکہ بحران کا اتفاق ہو جاتا ہے اسوجہ سے استفراغ سخت اندیشہ ناک چیز ہے جس طرح سے کہ آٹھوین دن بحران کا اتفاق ہو جایا کرتا ہے مگر چھٹے دن کا بحران نہایت برا اور ردی ہوا کرتا ہے اگر احیاناً اسی روز مسہل بھی ہوا ہو اور پھر بحران واقع ہو تو بیشتر ہلاک کر ڈالتا ہے **مین کہتا ہون** نقوع مقوی یعنے قوی خیسا ندے سے مؤلف کی مراد مسہل ہے اور جملۂ ثانیہ کے دوسرے باب کے شروع مین قوی خیسا ندہ کی تحقیق گذر چکی ہے اور ہڑ اگرچہ مسہل ہوتی ہے لیکن نہایت خشکی پیدا کرنے والی چیز ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ اس بخار کے اندر اسکو ترک ہی کیا جائے فاضل سمرقندی نے ایسا ہی لکھا ہے اور املتاس اور املی اور شیرخشت سے شربت بنفشہ کے ساتھ مسہلات مین کوئی دوا بہتر نہین معلوم ہوتی اور مؤلف نے یہ جو لکھا ہے کہ مادے کے نضج تک مسہل کا موخر کرنا بہتر ہے یہ اسلیے کہ قبل نضج کے اگر مسہل دیا جائیگا تو اس سے رقیق مادہ نکلجائیگا اور کثیف مادہ باقی رہجائیگا اور طبیعت پر اسکا دفع کرنا اور نکالنا گران ہو جائیگا اور غب غیر خالص کے اندر نضج کا انتظار کرنا نہایت ہی ضروری امر ہے اور جب مادے مین ہیجان ہوتا ہے اسکی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو

منتقل ہوتا رہتا ہے اور مریض کو اُسکی وجہ سے پریشانی اور اضطراب رہتا ہے اور اس قسم کا مادہ تپ
محرقہ مین بیشتر پایا جاتا ہے اور بحران اور باری کا دن ایسا دن ہوتا ہے کہ اُسمین طبیعت مرض کے
مقابلہ مین متوجہ ہوتی ہے پس اگر اس روز مسہل دیا جائیگا تو وہ اس شغل سے طبیعت کے مزاحم ہوگا اور
ایام بحران کے مباحث عنقریب آتے ہین جسکے بعد اُنکی تحقیق کی طرف عمدہ طور سے ہدایت ہوجائیگی
مولف کہتا ہے یہان سے غذاؤن کا بیان شروع ہوتا ہے اس مرض
مین یہ بات ضروری ہے کہ دو تین دن تک غذاؤن کو چھوڑ دیا جائے اُسکے بعد آش جو یا جو روٹی
سرد پانی مین بھیگی ہو اُسکے گودے کا شیرہ استعمال کیا جائے خاصکر اُسوقت جبکہ بخار کے ساتھ متلی بھی
ہو خواہ آش جو خواہ شیرۂ شکر یا شربت نیلوفر کے ہمراہ استعمال کرین مگر نبض مین اگر کچھ ضعف معلوم ہو تو
مرغ کے چوزون کا شوربا دینا لازم ہوگا اور کبھی ضعف نہین معلوم ہوتا تو آش جو ہی کا استعمال کافی
ہوتا ہے اب اگر استعمال کے بعد ضعف معلوم ہو اور بڑھ جائے تو اُسکا تدارک کرنا چاہیے اور کبھی مرض
انتہا کو یا قریب انتہا کے پہونچ جاتا ہے تو قوت دینے کے لیے مرغ کا شوربہ دیا جاتا ہے مگر چونکہ
طبیعت اسوقت مرض کے دفعیہ مین مصروف ہوتی ہے اور اسکو غذا کی خواہش نہین ہوتی اسوجہ سے
یہ غذا معدے مین بگڑ جاتی ہے اور کرب پیدا کردیتی ہے اور ہیجان پیدا کردیتی ہے اور ذہن کو تشویش
مین ڈال دیتی ہے پس اُس سے معتدبہ تقویت نہین حاصل ہوتی پس جب کہ بخار ضعیف ہوجائے
اور اشتہا بڑھ جائے تو انار کے دانون کا اوگرا یا آلو بخارے کا اوگرا یا یخنی یا لیمونیہ یا پالک کا اوگرا یا
خرفہ کا اوگرا یا ملوخیہ کا اوگرا یا چولائی کا اوگرا دیا جائے اور مناسب یہ ہے کہ ان سب اجزا کو روغن بادام
شیرین مین چرب کرلیا جائے اور سرکہ یا عرق لیمو مین ترش کرلیا جائے بشرطیکہ مریض کو کھانسی نہو اور
بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین جنکو ان اوگرون کی حاجت نہین ہوتی بلکہ شروع وقت ہی سے
مرغ کے چوزون کے محتاج ہوتے ہین یہ وہ مریض ہین جنکے جوڑ بند ڈھیلے ہوا کرتے ہین بلکہ باری
کے دن ہی انکو چوزے دیے جاتے ہین ورنہ ان لوگون کے سوا کسی کو باری کے دن کی غذا
نہ دینا چاہیے اور نہ اُسوقت غذا دینا چاہیے جبکہ مریض کو قبض ہو **مین کہتا ہون** اس مرض مین
آش جو نہایت لطیف غذا ہے اسلیے کہ اُسمین اتنی خوبیان ہین سرد تر ہے پھسلانے والی ہے
آنتون کو صاف کرتی ہے اور طبیعت کو ملائم کرتی ہے اور پیاس کو تسکین دیتی ہے ہر بخار کی ضد ہے

اور با اینہمہ سریع النفوذ ہے اور غسال ہے یعنی آنتون کو دھو ڈالتی ہے اور نہ اُسکے اندر قبض ہے اور نہ منافذ مین اُسکا تشبث ہوتا ہے اگرچہ اُنکے اندر تنگی ہو اور اگر آش جو کو عمدہ طور سے پکایا جاوے اور اُسکے پکانے مین خوب مبالغہ کیا جائے تو اُسکے اندر شان نفخ کی بھی نہین باقی رہتی اور اگر جو چھیل کر پکائے جائین تو نہایت عمدہ ہو جاتے ہین اور اگر پائخانہ نہ معلوم ہو اور قبض محسوس ہو تو حقنون اور فتیلون کے ذریعہ سے اُسکے اعتقال کو دور کر دیا جائے اُسکے بعد آش جو پلائے جائین اور اگر اسکا خوف ہو کہ معدے مین وہ ترش ہو جائیگا تو اُسمین تھوڑی شکر ڈالدی جائے اور آش جو اور سکنجبین کا ایک ساتھ پینا اور ان دونون مین جمع کرنا کرب پیدا کر دیتا ہے اور فساد پیدا کر دیتا ہے اور شروع مرض مین رقیق آش جو کا استعمال مناسب تر ہے اور اخیر زمانہ مرض مین غلیظ تر آش جو کا استعمال مناسب تر ہے اور آش جو کے استعمال کے بعد ہر اُس غذا کا استعمال مناسب ہے جسمین رطوبت زیادہ ہو بقراط نے لکھا ہے کہ جن غذاؤن مین رطوبت ہوتی ہے وہ ہر ایک بخار والے کے لیے موافق اور مفید پڑا کرتی ہین خاصکر بچون اور عورتون کو اور جن لوگون کے مزاج مین رطوبت بہت ہوا کرتی ہے اُنکو تو بہت ہی موافق ہوا کرتی ہین اور بچے اور عورتین اسکے لیے اسلیے مخصوص ہین کہ اُنکے مزاج اصلی ہی بہ نسبت مردون کے زیادہ مرطوب ہوا کرتے ہین اور مرد تو خود ہی مرطب کے زیادہ محتاج ہوتے ہین تاکہ اسکے ذریعہ سے اپنی طبیعی حالت پر لوٹ آئین اور قبض کی حالت مین طبیعت پر کرب کا بہت اثر ہوگا **مؤلف کہتا ہے یہان سے لگانے کی دواؤن کا ذکر شروع ہوتا ہے** وہ دوائین لگائی جائین جنسے درد کو تسکین ہوتی ہے اور وہ دوائین لگائی جائین جنسے ایسے مریض کو نیند آجائے اور ایسی دوائین وہ ہین جنکو ہم درد سر حار کے متعلق سابق مین بیان کر چکے ہین (اُن دواؤن سے جو درد سر کی مسکن ہین جیسے خشخاش اور بنفشہ اور نیلوفر وغیرہ) اور اُن ادویہ کا بھی تذکرہ ہو چکا ہے جو بیداری اور حرارت دونون کے لیے مفید ہین اور جو دوائین خشکی زبان کے متعلق بیان ہو چکی ہین اُنسے ایسے مریضون کی زبان تر رکھی جائینگی اور اُن کپڑون سے ان مریضون کے جگر تر اور ٹھنڈے کیے جائینگے جو گلاب یا آب کاسنی یا آب ککڑی سے تر کیا گیا ہو اور اُسمین کسی قدر سرکہ بھی شامل کر دیا گیا ہو اور اکثر اوقات اُسمین کافور اضافہ کر دیا جاتا ہے اسلیے کہ جگر کا مزاج تمام بدن مین سرایت کر جاتا ہے اور نیز یہ تجویز اسلیے کیجاتی ہے کہ جگر مین حرارت غالب ہو جانے کے

وقت صفرا نہ پیدا ہو) اور ایسے مریضون کے ہاتھ اور پانؤن کا گرم پانی اور بھوسی سے دھونا مفید ہے
تاکہ اس عمل سے اُنکے درد سر کو سکون ہو جائے اور اس عمل سے اُنکے دماغون کی طرف جو ابخرے
چڑھتے رہتے ہین اُنکو واپس کر دیا جاتا ہے اور ایسے مریضون کا ابتدائی نوبتون مین گرم پانی اور
سکنجبین سے قے کرانا نہایت ضروری امر ہے اور قوت حرارت کے وقت بزور کا استعمال کرانا
مناسب ہے جیسے ککڑی اور خربزہ اور کاسنی کے بیج انکا شیرہ نکال کر شربت آلو بخارا یا سکنجبین پر اور
پسینا شروع ہونے کے وقت اُنکے پسینون کا ادرار سکنجبین سے تربوز کے پانی کے ساتھ یا ٹھنڈے
پانی کے ساتھ یا تخم ککڑی کے شیرے کے ساتھ کیا جائے اور اُنکا پسینا پونچھ ڈالا جائے تاکہ اُسکا
ادرار اور زیادہ ہو (اسلیے کہ اگر پسینا نہ پونچھا جائے اور اُنکے بدنون پر پسینا بدستور چھوڑ دیا جائے تو
ہوا کی خنکی پاکر خواہ مخواہ غلظت پیدا ہو جائیگی اور وہ منافذ اور سوراخ بند ہو جائینگے جنسے پسینا نکلتا
رہتا ہے اور اگر وہان سے پسینا صاف کر لیا جائیگا تو اُنکے منافذ مین سے اُنکے پسینے کا نکلنا بدستور
جاری رہیگا) اور جس جگہ پر مریض کا بستر رہتا ہو وہان پر چھڑکاؤ کرا دینا چاہیے اور اُس جگہ پر فوارے
بھی ہون اور اُنکے قریب ترمیوے رکھدیے جائین جیسے سیب اور ناسپاتی اور بہی اور امرود اور
زعرور اور کھیرے اور ککڑی وغیرہ اور خوشبودار چیزین جیسے آس اور ریحان اور سیب وغیرہ کہ انپر بہت سا
پانی چھڑکا ہوا ہو اُسکے سامنے رکھدی جائین اور پھولون کے اقسام مین سے گلاب اور گل نیلوفر
اور گل بنفشہ اور تمام سرد لخلخے اور خوشبودار چیزین جو گلاب اور بید اور آس سے تیار کی گئی ہون اور
تھوڑا سا سرکہ اُنمین شامل کرکے مریض کو استعمال بھی کرا دی جائین اور اگر ان مریضون کو خشکی کی وجہ
سے بیداری رہتی ہو اور نیند نہ آتی ہو تو اُنکے پاس تک بھی سرکہ نہ لایا جائے اور ایسے مریضون
کے لیے تربوز یا کھیرے کے پانی وغیرہ سے عمل کرا دینا مفید پڑتا ہے **مین کہتا ہون** مؤلف
کی تمام عبارت مذکورۂ بالا شرح کرنے سے غنی ہے اور بیداری کی حالت مین سرکہ کے استعمال
کرنے سے مؤلف نے اسلیے منع کیا ہے کہ یہ اپنی خشکی کی وجہ سے دماغ کے اندر اور خشکی پیدا
کرکے بیداری کو بڑھا دیگا **مؤلف کہتا ہے یہان سے حمی بلغمی کا بیان**
شروع ہوتا ہے اُسکی بخاری حرارت کم ہوتی ہے کہ ہاتھ کے اندر لذع اور تیزی نہین پیدا
کرتی مگر ہان اُسوقت جبکہ عرصۂ دراز تک نبض یا عضو پر ہاتھ رکھا رہے تو اُسوقت بلاشبہہ اُسکا لذع

محسوس ہوگا اور یہ اسوجہ سے ہے کہ جو اجزاے اس بخار مین اوپر کو چڑھتے رہتے ہین وہ اکثر مائی ہوا کرتے ہین اور اگرچہ اُنمین سے کسی قدر کی تبخیر ہوتی ہے تو وہ اپنی کمی کی وجہ سے زیادہ رطوبت مائی سے منکسر ہوتے رہتے ہین اور اُنمین کی تری اپنی لطافت کی وجہ سے تحلیل ہوجاتی ہے اسوجہ سے جو اُنکی حدت اور تیزی پوشیدہ تھی اب ظاہر ہوجاتی ہے) اور اُسکی برودت طویل ہوا کرتی ہے (اسلیے کہ بلغم اپنے مزاج کی برودت اور اپنے قوام کے غلیظ ہونے کی وجہ سے حرارت عفونیہ سے بہت جلد گرم نہین ہوجایا کرتا) اور اس بخار کی ہر روزہ نوبت ہوتی رہتی ہے اور اس بخار کی بدایت کسل سے اور بکثرت نیند سے اور ثقل سے ہوتی ہے اور اُسکی ٹھنڈک دشواری سے زائل ہوتی ہے پھر اکثر اوقات گرمی ہوکر پھر سردی عود کر آتی ہے اور حمی بلغمیہ لازمہ حمی دقی کے مشابہ ہوتا ہے اگر نبض مین نرمی نہو (اسلیے کہ یہ بخار باوجود ہمیشہ رہنے کے شدید نہین ہوتا بلکہ خفیف ہوتا ہے اور غذا کی کمی کی وجہ سے جو ہضم ضعیف ہوجاتا ہے اسوجہ سے مریض لاغر اور ناتوان ہوجاتا ہے) اور کبھی نبض مین صلابت اور سختی بھی آجاتی ہے جیسے کہ تمددکی وجہ سے بحران مین ہوتا ہے اور اس بخار والی کی رنگت قارورہ تھوڑی سی سرخی لیے ہوتی ہے بلکہ اکثر تو کچاپن اور سفیدی کی طرف مائل ہوتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ عفونت کی وجہ سے اُسمین سرخی آجاتی ہے اور منجملہ حمی بلغمیہ کی علامات کے ایک یہ بھی علامت ہے کہ قارورے کی رنگت مین رصاصیت ہوتی ہے (رصاصی اُس رنگ کا نام جو سبزی اور زردی کے مابین ہو سبزی کا تو یہ سبب ہے کہ بلغم کی برودت سے خون جم جاتا ہے اور زردی کا یہ سبب ہے کہ جو چیز قارورے کی سرخ کرنے والی ہوتی ہے یعنی خون وہ کم ہوتی ہے) اور نبض کا ضعیف ہونا اور نبض کا صغیر ہونا اور بسبب شدت ضعف کے نبض کا مختلف ہونا اور پاخانہ کا پتلا اور بلغمی ہونا اور اس بخار مین پیاس کم ہوا کرتی ہے ہان اگر بلغم شور ہوگا تو بیشک اُسکے ساتھ جھوٹی پیاس بھی ہوگی اور چونکہ فم معدہ پر بلغم زیادہ ہوتا ہے لہذا وہ ضعف سے خالی نہین ہوتا اور بسبب ضعف فم معدہ کے یہ اعراض اُسکے تابع ہوتے ہین ابتدائی نوبتون مین غشی اور خفقان کا طاری ہونا اور کمی کی وجہ سے بھوک کا جاتے رہنا اور پسینہ کا کم آنا اور غلظت اور لزوجت کی وجہ سے پسینہ کا اثر تمام بدن پر نہونا مین کہتا ہون حرارت کا کم ہونا اور ہاتھ کو اُسکی حدت کا کم محسوس ہونا اسکی یہ وجہ ہے

کہ اس بخار کا مادہ بارد اور غلیظ ہوتا ہے اور دیر تک جلد پر ہاتھ رکھنے سے حرارت کے زیادہ محسوس ہونیکی
یہ وجہ ہے کہ ہاتھ کے نیچے اُسکے دیر تک رکھے رہنے سے بخارات حارہ کا اجتماع ہوجاتا ہے
اور ہر روز اس بخار مین باری کے ہونے کا سبب ہم آیندہ چلکر بیان کرینگے اور اس بخار مین سستی اور بیداری
اور بدن کا بوجھل ہونا ضعف دماغ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے کیونکہ دماغ کی طرف کو بلغمی بخارات چڑھکر
اپنے ثقل کی وجہ سے دماغ کو ثقیل کردیتے ہین اور اس بخار مین سردی دشواری سے اسوجہ سے
جاتی ہے کہ اُسکا مادہ غلیظ ہوتا ہے اور جو مریض ایسا ہو کہ اُسکے بدن کبھی سخونت آجائے اور کبھی
برودت پیدا ہوجائے تو اُسکا اکثری سبب یہ ہوگا کہ اُسکا مادہ رقت و غلظت کے اعتبار سے
مختلف ہوا کرتا ہے پس اُسکے اندر عفونت پیدا ہوجاتی ہے اور رفتہ رفتہ اُسکے اندر سخونت پیدا
ہوجاتی ہے اور بخار بلغمی لازمی اور دق کے بخار مین یہ فرق ہے کہ دق کے اندر نبض مین صلابت
اور سختی ہوا کرتی ہے اور اس بخار مین نبض کے اندر لینت اور نرمی ہوتی ہے اور لون رصاصی سبزی
اور سفیدی کے اندر اندر ہوتا ہے جیسے سیسہ کا رنگ اور اس بخار مین پسینہ اسلیے کم ہوتا ہے کہ
اسکے مادۂ بلغم مین لزوجت اور غلظت ہوتی ہے اور شائع کے معنی جو کہ مؤلف کے قول ولایکون
شائعا مین ہے تام اور شامل کے ہین یعنی اس بخار مین پسینے کا اثر بعض اجزاے جسم پر ہوتا ہے تمام
جسم مین اُسکا ظہور اور اثر نہین ہوتا **مؤلف کہتا ہے یہان سے اس بخار کا علاج**
شروع ہوتا ہے اولاً بلغم کا پکانا چاہیے اُسکے بعد اسکا نکالنا چاہیے اور فم معدہ کو قوی کرنا
ضروری امر ہے اور ہر نوبت کے اندر یا اکثر نوبتون مین قے کرانا ضروری بات ہے **یہان سے**
اُن چیزون کا بیان شروع ہوتا ہے جو اس بخار مین پلائی جاتی ہین
شربت لیمو یا شربت نیلوفر یا شربت بنفشہ یا سکنجبین اور نیلوفر یا سکنجبین بزوری یا سکنجبین عنصلی یا سکنجبین عسلی
گرم پانی کے ساتھ استعمال کرانا چاہیے یا تخم خیارین اور تخم کاسنی اور زرشک کا جوشاندہ سکنجبین سادہ یا
شربت بزوری کے ساتھ اور شربت بزوری مسکن ہے اور بخار کی حرارت کو بھی ٹھنڈا کرتا ہے اور اپنے
جلا کی وجہ سے بلغم کو پکاتا ہے اور کبھی مثل آب شہد کے یا گرم جلاب عرق ملٹھی کے ساتھ استعمال
کیا جاتا ہے جب کہ اُسکے اندر قوی حرارت نہو اور کبھی گلقند شربت بزوری یا سکنجبین بزوری یا عنصلی
کے ساتھ عرق بادیان اور عرق سوسن اور برگ کرفس اور پرسیاؤشان کے ہمراہ استعمال کرنا چاہیے

یا شربت ورد یا شربت افسنتین دیا جائے جبکہ فم معدہ ضعیف ہو اور اگر یہ بخار طول پکڑ جائے تو قرص زرشک
یا قرص ورد یا قرص غافث کی حاجت پڑیگی یا غافث اور شکاعی اور بادآورد اور شاہترہ اور کسوث اور
تخم خطمی کا جوشاندہ چاہیے جو صاف کر لیا گیا ہو یعنی چھان لیا گیا ہو شکر کے ساتھ یا صرف سکنجبین کے ساتھ یا گلقند کے
ساتھ اور اکثر اوقات انہیں ادویۂ مندرجہ بالا کو ان دواؤن سے مرکب کر لیتے ہین جو ملین طبیعت ہین
جیسے املی اور آلو بخارا اور سپستان کہ انکا شربت بنایا جائے اور اس بخار مین صرف آلو بخارا اور صرف
تمر ہندی کا استعمال منع ہے اسلیے کہ ان دونون مین سے ہر ایک کا جدا جدا استعمال ان مریضون کے لیے
مضر ہے کیونکہ تمر ہندی اور آلو بخارے مین لزوجت ہوتی ہے نیز جتنی چیزین بارد ہوتی ہین
اُنکے استعمال سے معدہ ضعیف ہو جایا کرتا ہے اور نیز یہ دونون رقیق مواد کو بذریعۂ اسہال کے
خارج کرتے ہین **استفراغی ادویہ یہ ہین** سپستان تین دانہ تخم ککڑی تخم کاسنی غاریقون اصل السوس
زرشک ہر ایک دو درہم بسفائج قنطوریون شاہترہ کابلی ہلیلہ زرد ہر ایک پانچ درہم ان سبکو
جوش دیکر مل کر چھان کر املتاس یا ترنجبین خراسانی کے ساتھ استعمال کرین یا قند سفید کے ساتھ
تربد اور ریوند چینی ہر ایک نصف درہم مقل ازرق اور کتیرا ہر ایک چار درہم اور شامل کر دین یا حب
ایارج یا ایارج فیقرا یا حب ریوند چینی اور ہلیلہ کابلی اور غاریقون اور مقل ازرق اور تربد اکبر آبادی
مجوف ہر ایک دو دانگ ان سب کو روغن بادام مین چرب کر لیا جائے اور مغز املتاس مین سبکو
مل کیا جائے یا لعوق املتاس مین کسیقدر غاریقون شامل کر کے معجون بنائی جائے اور تلیین
طبیعت کی غرض سے زراوند اور سکنجبین پلانا چاہیے یا فتیلات مسہلہ در حقنات لینہ کا استعمال
چاہیے کہ جسمین تخم کرڑہ اور بسفائج اور قنطوریون داخل ہون اور ہر بات ان مریضون کے ادرار پر
ان ادویۂ بالتحت سے اعتنا کیا جائیگا یعنی اس بابت توجہ کیجائیگی مثلاً تخم ککڑی اور تخم تربز کا
شیرہ نکال کر اور سکنجبین ڈال کر استعمال کرائین **یہان سے اُن ادویہ کا بیان شروع**
ہوتا ہے جنکے استعمال سے قی آتی ہے تخم مولی کو سکنجبین مین گرم پانی ڈال کر
استعمال کرائین یا سکنجبین عرق آب اصل السوس کے ساتھ یا خربزے کی جڑ اور ملٹھی جوش دیجائے
اور صاف کر کے اسمین سکنجبین ملا کر پلائی جائے **یہان سے اُن بخار والون کی غذا**
کا بیان شروع ہوتا ہے اگرچہ اس بخار کا مادہ بلغم غلیظ ہوتا ہے لیکن یہ مرض دیرپا ہوتا ہے

فلہذا بہ نسبت صفراوی بخار کے اس بخار مین کثرت غذار کی طرف زیادہ حاجت ہوتی ہے پس
پہلے تین روزون مین آب نخود شکر کے ساتھ یا آشجو شہد کے ساتھ استعمال کرایا جائے اور بیشتر اوقات
کسی قدر کالی مرچ یا بادیان یا مصطگی وغیرہ سے غذار کے زیادہ گرم کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے
اور مناسب ہے کہ سکنجبین بزوری یا سکنجبین سادہ کے ساتھ استعمال ہو تا کہ ان چیزون کے ذریعہ سے
غذار کا انحدار بآسانی ہو یعنی قعر معدہ مین بہ آسانی اتر جائے یا چوزون کے شوربے مصطگی اور دارچینی
اور تخم سویا یا گڑھا اور عرق لیمو اور شکر کے ساتھ اس مریض کی غذار بنائی جائے **یہان سے
لگانے کی دواؤن کا بیان شروع ہوتا ہے** فم معدہ کی روغن بہی یا روغن گل
سے تدہین کی جائیگی کہ اُسکے اندر بالچھڑ اور مصطگی جوش دیجائے اور فم معدہ پر گلاب کے ذریعہ اور
سنا اور کولونگ کے پانی مین پیس کر لیپ کیا جائیگا **مین کہتا ہون** مؤلف کی اس عبارت کے
شرح کرنے کی کوئی حاجت نہین اسلیے کہ اُسکے اندر وہی چیزین مذکور ہین مفردات اور مرکبات
اور ان دونون کا بیان پیچھے گذر چکا ہے اور تنہا آلو بخارا اور تمر ہندی کے استعمال مین مضرت کی
یہ وجہ ہے کہ یہ دونون فم معدہ کو ضعیف کردیتے ہین اور مولد بلغم ہین اور اس بخار کی خاصیت ہے
کہ کثرت بلغم سے فم معدہ ضعیف ہو جاتا ہے چنانچہ تمکو اُسکی شناخت ہو چکی ہے **مؤلف کہتا
ہے یہان سے سوداوی بخار کا بیان شروع ہوتا ہے** اُسکے شروع
مین خفیف سا لرزہ ہوتا ہے (اسکی یہ وجہ ہے کہ اسوقت مین یہ مادہ اپنی غلظت اور کثافت کی وجہ
سے ایک ہی دفعہ نہین حرکت کرتا بخلاف صفرا کے چونکہ اُسکے اندر لطافت ہوتی ہے لہذا
ایک ہی دفعہ مین حرکت کر بیٹھتا ہے اور شروع ہی سے لرزہ ترقی اور شدت کے ساتھ آنے لگتا ہے)
جبکہ اس بخار کے مادہ مین نضج شروع ہوتا ہے تو لرزہ بھی اپنا زور پکڑتا جاتا ہے درد کے ساتھ گویا کہ
وہ درد ہڈیون کو توڑے ڈالتا ہے (کیونکہ متعفن مادہ اپنی عفونت کی جگہ سے جب نکلتا ہے
اور اعضا مین مترشح ہوتا ہے تو اسمین سے کسی قدر ہڈیون اور اُنکے گردا گرد کی جھلیون مین اپنی
برودت اور کثافت کی حالت مین نفوذ بھی کر جاتا ہے پھر جھلیون مین پہونچکر تمدد اور کھنچاؤ پیدا
کر دیتا ہے اور اس تمدد اور کھنچاؤ سے ہڈیون کو ایسی اذیت پہونچتی ہے جیسے ٹوٹنے کے وقت
اُنکو اذیت اور تکلیف ہوا کرتی ہے اور اس بخار والے کو ایسی سردی محسوس ہوتی ہے جسکی وجہ سے

دانت کڑکڑانے لگتے ہین اور اسکی حرارت مین بہ نسبت صفراوی بخار کے حدت کم ہوتی ہے
اور یہ حرارت بلغم والی تری مین نہین ہوتی اپنی خشکی اور یبوست کی وجہ سے اور بیشتر اوقات یہ بخار اُن
بخارون کے بعد ہوا کرتا ہے جنکی مدت دیرپا ہوتی ہے اُسکے بعد اخلاط راکھ ہو جاتے ہین اور اس
بخار والے کی نبض صلابت کی طرف مائل ہوا کرتی ہے اور اس بخار والے کا دورہ چوبیس ساعت
تک بڑھتا ہے (اسلیے کہ اس بخار کا مادہ اپنی قوت برودت اور خشکی کی وجہ سے نہایت دشواری
کے ساتھ متعفن ہوا کرتا ہے اور اپنی غلظت اور کثافت کی وجہ سے نہایت دشواری سے تحلیل ہوا کرتا
ہے اور بہت سے پسینہ کے ساتھ اس بخار کی مفارقت ہوتی ہے پھر اگر سوداء جلے ہوے بلغم
سے پیدا ہوا ہے تو اُسکے دورے بہت طول طویل ہوا کرتے ہین اور اس مریض کا قارورہ زیادہ
تر غلیظ ہوتا ہے اور پسینہ بہت دیر مین آتا ہے اور نبض بہت عظیم ہوتی ہے اور جو سوداء کہ صفراء
سے پیدا ہوتا ہے تو اُسکی نبض سرعت اور تواتر مین بہت شدید ہوتی ہے (اسلیے کہ غلبۂ حرارت
سے سرد ہوا کی سخت مضادت ہوتی ہے اور یہ بخار مثل قشعریرہ کے لرزہ کے ساتھ ہوتا ہے تو
اُسکے سببون اور علامتون کا پہلے ہونا ضروری اور لازمی ہوتا ہے اور مادہ بخار پر کبھی سن اور شہر
اور فصل اور مزاج اور عادت اور تدبیر ماسبق بھی دلالت کیا کرتے ہین اور نوبتون کے جلد آنیکا
یہ سبب ہوتا ہے کہ مادۂ رطبہ بہت جلد عفونت کو قبول کر لیتا ہے پس اگر باوجود کثرت رطوبت
اور کثرت مادے کے حار ہوتا ہے تو اُسکی عفونت ہمیشہ باقی رہتی ہے اور اسی وجہ سے
بخار دموی مطبق ہوتا ہے حتی کہ اگر خون کے اندر خارج عروق عفونت فرض کر لیجائے اگرچہ مادہ کے
مخالف ہی ہو یعنی تھوڑا سا بارد یابس ہو تو عفونت مین دیر کریگا جیسا کہ حمی ربع یعنی چوتھیا مین
ہوتا ہے (اسلیے کہ سوداء اپنی برودت اور خشکی کی وجہ سے عفونت کو بدقت قبول کرتا ہے اور جب
متعفن ہو جاتا ہے اور خاکستر بنجاتا ہے تو اُس خاکستر کے اندر اسقدر حرارت نہین باقی رہتی جو عفونت
کے مقام مین مجتمع سوداء کو متغیر کر دینے پر دوبارہ جلدی سے قدرت پا سکے اور نیز یہ وجہ ہے
کہ بدن کے اندر سوداء کم ہوا کرتا ہے اور اُسکے اکٹھا ہونے مین عرصۂ دراز لگتا ہے) پس ایک دن
نوبت ہوتی ہے اور دو دن خالی یعنی چھوڑے رہتا ہے اور کبھی باری کم ہوتی ہے پھر ہر پانچوین روز
یا چھٹے روز نوبت ہوتی ہے اور ہم عنقریب اسکو بیان کرینگے لیکن اگر مادہ بارد ہوتا ہے مگر کثرت کے ساتھ

اُسکی رطوبت ہوتی ہے تو سردی دیر تک آنیکا موجب ہوتا ہے جسطرح کہ بلغمی بخار مین ہوتا ہے پس
بخار کی مفارقت تو ہوتی ہے لیکن ہر روز نوبت آیا کرتی ہے اور اگر مادہ بہت گرم اور یابس ہوگا تو اُسمین
درمیانی تاخیر ہوگی یعنی ایک دن باری آئیگی اور ایک دن نہ آئیگی اور گرمی کا چوتھیا بخار اکثر تھوڑی
دیر تک ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ طحال مین نقصان اور جگر مین تغیر ہوا کرتا ہے اور چوتھیا بخار سینہ کی
زیادتی اور لرزے کی قوت کے بہت سے امراض سے نجات دیتا ہے مثل مرگی اور نقرس اور
درد مفاصل اور دوالی اور تشنج اور خارش اور جرب اور پھنسیون وغیرہ کے **مین کہتا ہون**
بعض لوگ ایسے بھی ہین جنکا یہ گمان ہے کہ سوداوی بخار سوداے طبعی سے نہین پیدا ہوتا اسلیے
کہ اُسکے اندر عفونت نہین ہوتی اور اس دعوے اور اس ظن پر اُنکی دلیل یہ ہے کہ عفونت جسم رطب کے اندر
پیدا ہوتی ہے اور سوداے طبعی خشک چیز ہے پس اُنکا یہ ظن اور یہ استدلال ہرگز قابل سماعت نہین
ہے کیونکہ سوداے طبعی کے اندر رطوبت ہوتی ہے اسلیے کہ یہ خلط ہے اور ہر خلط کے اندر رطوبت
ہوتی ہے اور اسکی یبوست جو مشہور ہے وہ حقیقی نہین ہے (کیونکہ اُسکے یہ معنی ہین کہ اسمین وہ رطوبت
نہین ہے جو اور اخلاط مین ہے یہ معنی نہین ہین کہ بالکل خشک ہے ورنہ اسکے کوئی معنی نہونگے الخلط
جسم رطب سیال ہان اگر یبوست حقیقی ہوتی تو اُن بعض زاعمین کا زعم صحیح ہوتا والیس فلیس بلکہ
اُسکی یبوست اضافی ہے یعنی فی نفسہ تو اُسمین رطوبت ہے لیکن باعتبار خلط بلغم اور خون کے اسکے
اندر یبوست ہے اور اسکی تحقیق ماسبق مین مذکور ہوچکی ہے جس سے تمکو اسطرف ہدایت ہوسکتی ہے
اور اس امر کی طرف سابق مین اشارہ ہوچکا ہے کہ ابتداے مرض مین نبض کیون ضعیف ہوتا ہے
اور وقت نضج کے کیون قوی ہوتا ہے اور نضج مادے کے وقت ہڈیون کے ٹوٹنے کی طرح درد
اسلیے ہوتا ہے کہ مادے کے اندر غلظت ہوتی ہے اور بدن کی گہرائی مین اُسکا نفوذ ہوتا ہے اور اس
بخار مین نبض کے صلب ہونے کی یہ وجہ ہے کہ خلط مین یبوست ہوتی ہے اور یابس خلط رگ کو
اندر کیجانب کھینچا کرتا ہے اور اسکی غلظت مین اختلاف کی وجہ اور بخار کی مفارقت کیوقت پسینہ کے
زیادہ آنے کا یہ سبب ہے کہ چونکہ سوداء کے اندر لزوجت نہین ہوتی اسلیے اُسکا نکلنا آسان ہوتا ہے
بخلاف بلغم کے کہ اُسکے اندر لزوجت ہوتی ہے لہٰذا وہ بدشواری نکلتا ہے اور اس بخار مین پسینہ کی
کمی کے کم ہونے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ جس خلط سے اس بخار کا حدوث ہوا ہے وہ یابس اور خشک ہے

اور اگر اس سودا کی پیدائش کسی خلط سے ہوئی ہے تو جس خلط سوختہ سے اُسکا حصول ہوا اسکی
علامت سے اُسکی شناخت ہو جائیگی اور جس شخص کو مباحث سابقہ پر اطلاع ہے تو اس بخار پر سن اور
شہر اور فصل وغیرہ کی دلالت اُسکو ظاہر ہو سکتی ہے اور اس بخار کی نوبتون مین اختلاف ہونے کا یہ سبب ہے
کہ اسمین عفونت بتدریج حاصل ہوا کرتی ہے اسلیے کہ جب خلط کے کسی حصہ مین عفونت پیدا ہوگی
تو حرارت غالب آکر اُسکو فنا کر دیگی اور بسبب جاتے رہنے مادے کے بخار بھی گھٹ جائے گا
پس اُس جگہ پر جبکہ خلط کے بعض اجزا کا اتصال ہوگا تو اُنکے اندر عفونت پیدا ہو کر بخار شروع ہو جائیگا
اور بتدریج اُس حصے مین حرارت اپنا اثر کر کے اُس عفونت مین رمادیت پیدا کر دیگی اور بخار کم ہو جائیگا
اور حاصل کلام یہ ہے کہ آخر نوبت تک یہی کیفیت رہیگی اور جو کچھ مؤلف نے لکھا ہے اُسکی بنا
اسی مقدمہ پر ہے اور مؤلف نے یہ جو بیان کیا ہے کہ حرارت اس بات کو چاہتی ہے کہ عفونت ہمیشہ
باقی رہے اسپر اُسنے کوئی دلیل نہین لکھی لہذا اسپر وہی دلیل لانا بہتر ہے جسکو ہم بیان کر چکے ہین اور جو اطبا
مین مشہور ہے ہان یہ بات ظاہر ہے کہ رطوبت اور کثرت رطوبت سرعت عفونت کو ضرور چاہتی
ہے اور حمی سوداویہ مین تلی اور جگر مین بیشتر اوقات نقصان ہوا کرتا ہے جیسا کہ بلغمی بخار مین فم معدہ کے
اندر نقصان پیدا ہو جایا کرتا ہے اور سوداوی بخار اُن مرضون کے واسطے جنکو مؤلف نے ذکر کیا ہے
اسلیے نافع ہوتا ہے کہ وہ امراض اُن اخلاط لزجہ سے پیدا ہوتے ہین جو غلیظ اور مستحکم ہون اور اُنکا نہونا
زیادتی پسینہ اور نافض کی وجہ سے ہوا کرتا ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے سوداوی**
بخار کا علاج شروع ہوتا ہے اگر خون کے اندر کثرت ہو یا سودا دموی ہو تو اُسکا علاج
فصد لینا ہے اور اگر خون کی کثرت نہو یا سودا دموی نہو تو اس صورت مین بسبب ضعف کے اور بہ سبب
انائے ضد سوداء کے فصد مضر ہوگی (اسکی یہ وجہ ہے کہ ضد سوداء وہ خون ہے جو اپنی حرارت اور رطوبت کیوجہ
سے سوداء کا مقابلہ کرتا رہتا ہے پس اگر خون مین زیادتی نہوگی اور ایسے وقت مین فصد لیجائیگی تو خون کا اخراج ہوگا
اور مادہ سوداء اپنی غلظت اور کثافت کیوجہ سے رُک رہیگا) اسوقت مین دوسرا علاج یہ ہے کہ قوت کا لحاظ کر کے
خفیف استفراغ کے ساتھ ابتدا کیجائیگی پھر کامل نضج ہو جانیکے بعد سوداء کا استیصال کیا جائیگا **یہان سے**
پینے کی چیزون کا بیان شروع ہوتا ہے سادے آبجو لائے جائین یا مصالحہ دار شکر ڈال کر یا
شربت نیلوفر ڈال کر (اسلیے کہ اسکی تبرید اور ترطیب بخار کے غلبہ کا مقابلہ کرتی رہتی ہے اور دوسری

وجہ یہ ہے کہ یہ غذا اپنی جلاء کی وجہ سے معدے کا تنقیہ کرتی ہے) یا یہ کہ سرد جلاب پلایا جائے
یا گرم اور بعض اوقات سکنجبین بھی مناسب ہوتی ہے (تاکہ مجرون کو کھولدے اور فضلون کو قطع کرے)
یا شربت چوکا یا شربت نیلوفر یا شربت سیب عرق گاؤزبان کے ساتھ یا آب نیلوفر کے ساتھ اسپیر
تخم ریحان چھڑک کر یا تخم ککڑی اور تخم کاسنی اور تخم کھیرا اور کشوث ہر ایک تین درہم ہو اصل السوس زرشک
ہر ایک دو درہم گاؤزبان پانچ درہم ان سب کو جوش دیکر مل کر اور چھان کر سکنجبین یا شکر اسمین ڈال کر
پلائین اور استفراغ اور تنقیہ کے بعد تریاق فاروق نہایت مفید ہوتی ہے اسلیے کہ یہ تریاق انھین
امراض کے لیے موضوع ہے اور خلطون کے فساد کی اصلاح کرتا ہے لیکن قبل از نضج اسکا استعمال
نہایت مضر ہوتا ہے کیونکہ یہ تریاق اپنی تسخین کی وجہ سے مواد کو حرکت مین لاتا ہے پس جب کہ مادے
مین نضج نہین پیدا ہوتا تو اُسکے دفع کرنے اور تحلیل کرنے پر قدرت نہین پاتا تو خواہ مخواہ جید اور ردی
دونون کا خلط ملط ہو جاتا ہے اور سب ملکر ردی ہو جاتا ہے) اور اس مرض مین اکثر اوقات شربت
آلو بخارا یا اُسکے خیساندہ کی احتیاج ہوا کرتی ہے جبکہ سودا صفراوی ہوتا ہے یہان سے
مسہلات کا بیان شروع ہوتا ہے مسہل کا استعمال یوم الراحت کے دوسرے
دن واجب ہے اسلیے کہ پہلا دن حمام کے لیے مقرر ہے (تاکہ بدن مین ترطیب اور مادے مین
رقت پیدا ہو جائے اور تاکہ یہ مادہ حمام کی وجہ سے قابل استفراغ ہو جائے اور اس حمام سے یہ بھی
فائدہ ہوتا ہے کہ جلد مین نرمی اور مسام مین نمی اور رطوبت پیدا ہو جاتی ہے) اور مسہل کے اندر
اُس مادے کی بھی رعایت کی جائیگی جس سے سودا پیدا ہوا ہے پس جو سودا کہ صفرا سے پیدا ہوا ہے
اُسکے مسہل کے اندر شاہترہ اور ہلیلۂ زرد اور سقمونیا کا ڈالنا واجب اور ضروری ہے اور جو سودا کہ مادہ
بلغم سے پیدا ہوا ہے اُسکے مسہل کے اندر یہ اجزا ڈالنے چاہیین ہلیلہ کابلی تربد بسفائج غاریقون
بلکہ شحم حنظل عمدہ جوشاندہ (جو تمام انواع سودا کو مفید ہے اسمین کسی خاص نوع کی تخصیص
نہین ہے) عناب سپستان تمرہندی آلو بخارا ہر ایک دس درہم سناے مکی بسفائج فستقی شکاعی
بادآورد ترنجان یعنی بادرنجبویہ اور شاہترہ ہلیلۂ سیاہ ہلیلۂ کابلی گل بنفشہ گاؤزبان پانچ درہم تخم ککڑی
تخم کاسنی زرشک فتیمون ہر ایک تین درہم ان سب کو جوش دے لین اور پندرہ درہم مغز املتاس سے
ان ادویہ کو قوت دین اور ایک درہم روغن بادام اور حجر ارمنی لاجورد ریوند چینی مقل ازرق کتیرا سقمونیا

ہر ایک چوتھائی درہم اُمین شامل کرکے مریض کو استعمال کرائین اور افتیمون کا جوشاندہ اور اُسکی گولیان اس
مرض مین نہایت مفید پڑتی ہین اور افتیمون کا استعمال بکری کے دودھ کے ساتھ نہایت عمدہ ہے
اور ایارج لوغاذیا بھی اچھی چیز ہے اور استفراغ بار بار کرانا واجب ہے یہانتک کہ بدن کا تنقیہ ہوجائے
اور مادہ کا پورا استیصال ہوجائے (اسلیے کہ سوداء کی غلظت کثافت کی وجہ سے اور نیز اسوجہ سے
کہ سوداء دشواری سے اثر کو قبول کرتا ہے ایک ہی دفعہ مین مسہل اُسکے نکالنے پر قوت نہین پاتا)

یہان سے اُس مسہل کا بیان ہے جو بطور سفوف کے دیا جاتا ہے

سفوف مسہل ماء الجبن کے ساتھ بہت عمدہ ہے اور شروع بیماریون مین سکنجبین اور گوندہ بول و اصل السوس
کے ساتھ ان بیماریون مین قے کرانا نہایت ضروری امر ہے اور تخم خیارین اور تخم خربزہ اور تخم کاسنی کا شیرہ
نکال کر ان مریضون کے ادرار کی جانب توجہ کیجائیگی اور نوبت کے دوسرے دن حمام کرایا
جائیگا اور اُنکو آبزن شیرین مین بٹھایا جائیگا اور بہ نسبت ہوا کے ایسے مریضون کو پانی کا استعمال زیادہ
کرانا چاہیے **غذاؤن کا بیان** نوبت کے ایام مین تو غذاء سے روکنا ضروری امر ہے ہان
البتہ اگر باری دوپہر کے بعد آتی ہو تو غذاء دے دیجائیگی اور اگر بھوک زیادہ ہو تو شل ماء الشعیر کے
جسمین شکر یا شربت نیلوفر پڑا ہو یا خبازی یا پالک یا کاسنی یا خرفہ کے ساگ کے اوگرے کو روغن بادام
مین بریان کرکے صبح کو معدے کو مشغول کردیا جائیگا مگر راحت کے دنون مین یہ غذاء دینا چاہیے
مرغ کے چوزے یا فربہ مرغیان یا سال بھر کے ساہہ کا گوشت یعنی اُسکا شوربہ یا انار کے دانے اور
مویز منقے یا لیموسے معدے کو قوت دیجائے اور جسوقت تدبیر مین اصلاح ہوتی ہے اور علاج
معقول طور سے ہوجاتا ہے تو اکثر بخار کی مدت سال بھر سے آگے نہین بڑھتی (اسلیے کہ اس
بخار کا مادہ نہایت شدت سے غلیظ ہوتا ہے اور سخت دشواری سے اپنی جگہ سے حرکت کرتا ہے)
اور اگر اُسکی تدبیر مین اصلاح نہین ہوتی تو بارہ برس تک اُسکو انتظار رہتا ہے اور جس بخار چوتھیے کے
ساتھ تلی مین بھی ورم ہوتا ہے وہ بخار باعتبار مدت کے طویل تر اور باعتبار اعراض کے زیادہ
ردی ہوتا ہے اور اکثر اوقات وہ بخار جس کے اندر طحال مین ورم ہوتا ہے اُسکی انتہا استسقاء پر
ہوتی ہے **مین کہتا ہون** اگر خون غالب نہو تو فصد کئی وجہ سے ضرر کرتی ہے اول تو یہ کہ
خون کے نکلنے سے ضعف ہوجاتا ہے کیونکہ بدن مین جو کچھ جان ہے وہ خون ہی سے ہے

دوسرے جو چیز سوداء کی کاسر تھی اُسکے جاتے رہنے سے اور نکل جانے سے سوداء مین
ہیجان ہوگا اور سوداء کا کاسر خون ہے اسلیے کہ خون کا مزاج حار رطب ہے اور سوداء کا مزاج بارد یابس
تیسری یہ وجہ ہے کہ فصد کی یہ خاصیت ہے کہ مواد کو خارج کی طرف جذب کرتی ہے پس
اعراض مین جوش اور ہیجان آئیگا اور قلق اور کرب مین زیادتی ہوگی اور ابتدائی وقت مین خفیف
استفراغ کی اسلیے اجازت دی گئی ہے کہ یہ مرض مزمن یعنے دیرپا ہوتا ہے پس طبیعت پر
وقت استیصال مرض کے تمام مواد کا جبر مافات کرنا دشوار اور گران ہوجائیگا اور نضج تام کی شرط
اسلیے لگائی گئی ہے کہ اس بخار کا مادہ نہایت غلیظ ہوتا ہے اور مؤلف نے بعض اوقات
مین سکنجبین کے استعمال کی اجازت دی ہے تو اُسکی یہ وجہ ہے کہ سکنجبین سدے کو کھولتی ہے
اور حرارت بخار کو تسکین دیتی ہے اور ہمیشہ اُسکا استعمال منع ہے اسلیے کہ سکنجبین اپنے مزاج
کی وجہ سے اور حموضت کی وجہ سے مادے کو نہین پکا سکتی اسلیے نضج کے موافق نہین ہوتی
اور شیخ نے حمام کا دو جگہ ذکر کیا ہے پہلا حمام تو اسلیے ہے کہ مادے کو نکلنے کے لیے مستعد
اور مہیا کردے اور دوبارہ حمام کرانے کی یہ وجہ ہے کہ مسہل کے بعد جسقدر مادہ جلد کے نیچے
باقی رہگیا ہے اُسکو صاف کردے اور اُسکا بیان قابل مین گذر چکا ہے جس سے اسکی تفصیل
معلوم ہوسکتی ہے اور مسہل صفراء مین یہ اجزاء ڈالے جاینگے گل بنفشہ ترنجبین سناے مکی مغز املتاس
اور ترنجان سے مراد بادرنجبویہ ہے ابوریحان نے صیدنہ مین اسی طرح لکھا ہے جالینوس کا بیان
ہے کہ یہ مفرح قلب ہے **مؤلف کہتا ہے** مین نے پانچوین دن کی باری کے بخار کو
اور چھٹے اور ساتوین اور اس سے زیادہ دن کی باری کے بخار کو اکثر دیکھا ہے اور بچشم خود معاینہ کیا
ہے (مؤلف سے منقول ہے کہ مین نے پانچوین دن کی باری کے بخار کو بلاد مصر مین اکثر
دیکھا ہے اور مؤلف سے منقول ہے کہ مین نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا کہ اُسکو اٹھارہوین دن
بخار آیا کرتا تھا صاحب نفیسی کہتے ہین کہ مین نے دسوین دن کی باری کے بخار کو شہر کرمان
مین دیکھا ہے انتہی) اگرچہ جالینوس نے اس سے انکار کیا ہے (چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مین نے
اپنی تمام عمر مین ان بخارون مین سے کسی بخار کو نہین دیکھا) اور جو بخار نہایت غلیظ بلغمی سوداء سے پیدا
ہوتا ہے وہ بہت ہی نادر الوجود اور کم ہے اور اُسکا علاج چوتھیے علاج کے قریب ہوتا ہے

(البتہ صرف اتنا فرق ہے کہ غذا روز راحت کے دن بھی صحت کی سی ہونا ضرور ہے یا کچھ اُس سے لطیف اسلئے کہ راحت کے دن بدن کی حالت تندرست لوگون کے بدنون کی طرح ہوا کرتی ہے اور نیز یہ غذا اپنے رطوبت پہونچانے کی وجہ سے اس مادے کی اصلاح کرتی رہتی ہے)

مین کہتا ہون جالینوس نے یہ بات ذکر کی ہے کہ اُسنے بلا شبہہ اس قسم کے بخارون کو نہین دیکھا اور اُسنے یہ بھی کہا ہے کہ کیا بعید ہے کہ یہ بخار بیمار کی سوء تدبیری سے پیدا ہو جاتے ہون پس جس وقت بیمار تدبیر کی اصلاح کریگا اور سوء تدبیری کو چھوڑ دیگا تو یہ بخار بھی جاتا رہیگا اور پھر جب سوء تدبیری سے کام لیگا بخار لوٹ آئیگا پس بخار کا اعادہ سوء تدبیری کی وجہ سے ہوا نہ مادون کی وجہ سے جنکا مقام عفونت پر انصباب ہوا اور بخارون کو پیدا کر دین اور جالینوس کے اسی خیال کی وجہ سے انکار کی نسبت اُسکی جانب کیجاتی ہے اور بقراط ہمیشہ اسی بات کا قائل رہا کہ یہ بخار انہین مواد مخصوصہ سے پیدا ہوتے ہین اور یہ وہی سودا ہے جسپر نہایت غلظت غالب ہو جائے اگرچہ اُسکی مقدار کم ہو اور عامۂ اطبا کا بھی یہی مذہب اور مسلک ہے اور ان بخارون کے علاج مین اسکا لحاظ ضرور ہے کہ تلطیف کی جانب اُسکا میلان ہو کیونکہ ان بخارون کے اندر چونکہ راحت کا زمانہ طویل نکلتا ہے اسوجہ سے قوت مین کچھ ایسا معتدبہ ضعف نہین آنے پاتا اور باری کے دن قے کرانا سب علاجون سے زیادہ نافع ہے اور جن اجزا سے قے کرائی جائے وہ یہ ہین خربق اور اسی کی مثل وہ دوائین جو قے کرانے مین قوی تر ہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے تپ دق کا بیان شروع ہوتا ہے** تپ دق اکثر انتقالی ہوتی ہے (یعنی اُس سے قبل کوئی مرض وغیرہ ہوتا ہے جو تپ دق کا موجب ہو جاتا ہے ورنہ ابتدا ہی سے دق کا عارض ہو جانا بعید ہی کیونکہ یہ بات قرین قیاس نہین ہے کہ اعضائے اصلیہ مشتعل ہو جائین اور اس سے قبل کسی خلط یا روح مین اشتعال نہ ہوا ہو بلکہ سب سے پہلے خلط اور روح کا گرم ہونا واجب اور ضروری ہی پھر کچھ دن گذر جانے کے بعد اصلی اعضا کا گرم ہونا چاہیے) اب تپ دق کی دو قسمین ہین ایک تو مفرد دوسری وہ تپ دق جو حمی عفنیہ سے مرکب ہو اور سب سے بدتر وہ تپ دق ہے جسکی ترکیب پانچوین دن کی باری کے بخار سے ہو اور تپ دق کے اندر نبض باریک اور سخت اور متواتر

ہوتی ہے (نبض کے باریک ہونے کی تو یہ وجہ ہے کہ تمام اعضاء کی رطوبتین تحلیل ہوجاتی ہین اور نبض کے سخت ہونے کی یہ وجہ ہے کہ انپر رطوبت کے سلب ہوجانے سے یبوست اور خشکی کا غلبہ ہوجاتا ہے اور نبض کے متواتر ہونے کا یہ سبب ہے کہ خشکی اور یبوست اور حرارت کی وجہ سے نبض کو سرد ہوا کا نہایت اشتیاق ہوتا ہے تو نبض اس چھوٹے ہونے کا جبر مافات تواتر سے کرتی ہے) اور غذاء کھلا لینے پر قوی اور عظیم ہوجاتی ہے (قوی ہوجانے کا تو یہ سبب ہے کہ غذاء کی وجہ سے اُسکو قوت پہونچتی ہے اور عظیم ہوجانے کا یہ سبب ہے کہ غذاء کی رطوبت کی وجہ سے اُسکی سختی کم ہوجاتی ہے اسلیئے اُسکا عظیم ہونا زیادہ معلوم ہونے لگتا ہی) اور بدن کا لمس شروع امر مین نہایت درجہ کا گرم نہین ہوتا پھر جبکہ کچھ دیر تک لمس رہتا ہے تو قوت لامسہ کو بخار کا لذع محسوس ہوتا ہے (اسکی یہ وجہ ہے کہ ہاتھ رکھنے کی وجہ سے ابخرے تحلیل نہین ہونے پھر جب کہ حرارت ہاتھ کے نیچے محتبس ہوجاتی ہے اور سرد ہوا کو حرارت تک نہین پہونچنے دیتی تو اُسکی گرمی شدت پکڑجاتی ہے) اور اس بخار دق کے اندر بہ نسبت تمام بدن کے شریانون کے مقامات بہت زیادہ گرم ہوا کرتے ہین اور اس مرض مین غذاء کھانے کے بعد تمام بدن مین حرارت زیادہ ہوجاتی ہے خصوصاً چہرہ اور اعالی بدن پر اُس کا ظہور زیادہ ہوتا ہے (کیونکہ ابخردن کا صعود انھین مقامات کی طرف ہوتا ہے) اسی وجہ سے اکثر جاہل اطباء غلطی کھا کر اس مریض سے غذاء کو روک دیتے ہین لہذا حرارت اور یبوست کے زیادہ ہوجانے سے اس قسم کے مریض بہت جلد ہلاک ہوجاتے ہین پھر جب کہ یہ بخار اپنے پہلے درجہ سے تجاوز کرکے دوسرے درجہ تک پہونچتا ہے تو نبض نہایت چھوٹی اور سخت ہوجاتی ہے (اسلیے کہ اس درجہ مین پہونچکر درجہ سابقہ کے اعتبار سے یبوست اور خشکی بڑھ جاتی ہے) اور اس بخار مین رطوبتون کے فنا ہوجانے کی وجہ سے آنکھین اندر کو دھنس جاتی ہین اور اُنکے اندر خشک چیپڑون کی کثرت ہوجاتی ہے (اسکی یہ وجہ ہے کہ اس مرض مین رطوبتین تحلیل ہوجاتی ہین اور اُنکا غلیظ مادہ جسکو طبیعت بذریعۂ آنکھون کے دفع کرتی ہے باہر نکلتے ہی خشک ہوکر رہجاتا ہے اور نیز اسکی یہ وجہ ہے کہ آنکھون کی طرف جو غذاء پہونچتی ہے وہ ردی ہوتی ہے) اور اس بخار مین ہر عضو کے غضروفون یعنی کُرکریون کے اطراف اور کنارے نکل آتے ہین (اسلیے کہ ان مقامات پر

تندرستی مین بھی بہت کم گوشت ہوا کرتا ہے پھر جبکہ حرارت اور یبوست کی وجہ سے گوشت تحلیل
ہوجاتا ہے تو خواہ مخواہ غضروفون کے سرے کھڑے ہوجاتے ہین) اور دونون کنپٹیان
اندر کو بیٹھ جاتی ہین اور پیشانی کی جلد مین تمدد اور کھنچاؤ پیدا ہوجاتا ہے اور جلد کی جو حالت صحت
اور تندرستی مین رونق اور تازگی کی تھی وہ اس بخار مین اجزاے خون کے فنا ہوجانے سے
جاتی رہتی ہے اور کوئی چیز غبار کی طرح اسپر چھا جاتی ہے اور اس بخار مین بھوون کا اٹھانا
بار گران معلوم ہوتا ہے (اسکی بھی یہی وجہ ہے کہ جب اسکے اندر کی رطوبت فنا اور تحلیل ہوجاتی
ہے تو وہان کے عضلات مین خشکی دوڑ جاتی ہے) اور اسی طرح قارورے کے اندر دہنیت
یعنی چکناہٹ ظاہر ہونے لگتی ہے (اسکی یہ وجہ ہے کہ اس بخار مین جب کہ حرارت زیادہ اور
دیرپا ہوجاتی ہے تو گوشت اور چربی اور دماغ مین ذوبان یعنی گداز ہونے لگتا ہے) اور قارورے کے
اندر صفحے اور تہریان سی محسوس ہونے لگتی ہین اور اسی طرح ناک باریک ہوجاتی ہے (اسکی
بھی یہی وجہ ہے کہ ناک پر تھوڑا گوشت ہوا کرتا ہے پھر جب وہ گوشت حرارت کی وجہ سے
تحلیل ہوجاتا ہے تو ناک بہ نسبت اور عضوون کے زیادہ پتلی ہوجاتی ہے) اور بال دراز اور لانبے
ہوجاتے ہین اور جوئین کثرت سے پڑجاتی ہین اور پیٹ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا پشت کو لگ گیا
ہے اور اسکے ساتھ سینہ کی جلد کھنچ جاتی ہے اور ناخون بہ سبب تحلیل ہوجانے اس گوشت کے
جو انکے نیچے ہوتا ہے منجذب ہوجاتے ہین اسکے بعد اسہال ذوبانی شروع ہوجاتے ہین اور بال
گرنے لگتے ہین (اسکی یہ وجہ ہے کہ حرارت کے بڑھ جانے اور رطوبتون کے خشک ہوجانے
سے بالون کے مسامات کشادہ ہوجاتے ہین اور جن رطوبتون سے دخانی ابخرے اٹھا کرتے
تھے اور بالون کی غذا ہوا کرتی تھی وہ فنا ہوجاتی ہین پس جب کہ غذا کا سلسلہ مسدود ہونے لگا
تو انکے وجود کی رفتار مین سکون پیدا ہوگیا اور راہ فنا کی طرف انکی حرکت شروع ہوگئی) ان سب
قصون کے بعد یہ مریض مرجاتا ہے مین کہتا ہون غالبا یہ دق ابتداءً نہین ہوا کرتی
بلکہ کسی خلطی بخار سے منتقل ہوا کرتی ہے اسلیے کہ یہ بات بعید از عقل و قیاس ہے کہ اعضاء جو
سخت جسم ہین انمین تو سخونت پیدا ہوجائے اور جو اجسام نرم اور لطیف ہین یعنی خلط اور روح
انمین سخونت نہ آئے حالانکہ یہ لطیف اور سیال اور بہت جلد اثر قبول کرلینے والے جسم ہین

اور جسوقت تپ دق کی ترکیب حمی خمس سے ہو تو مجھپر اُسکے ردی ہونے اور بدتر ہونے کی
جو وجہ ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ حمی خمس کا مادہ نہایت غلیظ ہوتا ہے اور اُسمین یہانتک
غلظت اور کثافت ہوتی ہے کہ تپ دق مین باوجودیکہ حرارت زیادہ ہوتی ہے اور حمی خمس
مین فی نفسہ حرارت کم ہوتی ہے تاہم اُسکے فنا کرنے کی تپ دق مین قوت نہین ہوتی اور
اسوقت مین ایسے غلیظ اور کثیف مادہ کا نکالنا دشوار ہے اور اگر اسکا نکلنا ممکن بھی ہو تب بھی
دق کی وجہ سے مسہل دینا غیر مناسب ہے اسلیے کہ ایک تو دق کے اندر خود ہی یبوست اور خشکی ہے
دوسرے اگر مسہل کرایا جائے تو خشکی اور بھی زیادہ ہو جائیگی اور اس مرض مین نبض کے باریک ہونے
اور سخت ہونے اور متواتر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس مرض مین قوت ضعیف ہوتی ہے اور
آلہ قوت خشک ہو جاتا ہے اور ترویح کی شدید حاجت ہوتی ہے اور غذا کے استعمال کے بعد
نبض مین قوت کے زیادہ ہو جانے کا سبب ظاہر ہے اور شروع شروع مین حرارت کے
نہ محسوس کرنے کا یہ سبب ہے کہ حرارت بننے والے جسمون مین بہت سے ابخرون کو جوش مین لاتی
ہے اسوجہ سے ہاتھ کو اُن ابخرون کی لذع اور حدت معلوم ہوگی جیسا کہ عفنی بخارون مین ہوا کرتا
ہے بخلاف اس مرض کے کہ اسمین اعضاے اصلیہ کے ساتھ حرارت کا تشبث ہوا کرتا ہے
اور اس سے ابخرون کا ایسا جوش نہین ہوتا جیسا کہ سائل چیز سے ہوا کرتا ہے لیکن کچھ دیر کے بعد
وہ اسلیے شدید ہوتی ہے کہ وہ فی نفسہ قوی ہوتے ہین کیونکہ منجمد چیز کے اندر اثر کر رہے ہین اور مقامات
شریان کے گرم ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس حرارت کی غایت اور اس حرارت کا مرکز قلب کے
اندر ہے اسلیے اس حرارت کا تشبث بہ نسبت اور جگہ کے قلب کے ساتھ اور زیادہ ہوتا ہے
اور اس مرض کے اندر غذا کھانے کے بعد چونکہ حرارت کا جوش زیادہ ہوتا ہے اسلیے اطباء کو
اسکے سبب کے شناخت مین پریشانی اور اضطراب درپیش ہوا ہے لہذا اُنمین سے اکثر
اس بات کے قائل ہوگئے کہ غذا اپنی رطوبت کی وجہ سے اس بخار کی ضد ہوتی ہے پس
اس بخار مین جب غذا کا ورود ہوتا ہے تو شدید اور زیادہ ہو جاتا ہے جسطرح سے کہ چونہ مین پانی ڈالنے
سے چونے مین اشتعال پیدا ہو جاتا ہے لیکن اُنکا یہ مقولہ اور یہ خیال مثل خانۂ عنکبوت ہے
اسلیے کہ اُنکا یہ قیاس اس بات کو چاہتا ہے کہ اس مرض مین جب سرد پانی پیا جائے تو اسکی

حرارت اور سخونت مین بہت زیادتی ہوجائے اور قریب بصواب وہ سبب ہے جسکو بعض اطبا
نے بیان کیا ہے وہ یہہ کہتے ہین کہ طبیعت اپنے ضعف کی وجہ سے غذا کی محتاج رہتی ہے
پس جب غذا اسپر وارد ہوتا ہے تو طبیعت پر گرانی پیدا ہوجاتی ہے اسلیئے کہ وہ اسکے ہضم
کرنے سے عاجز ہے پس اسوجہ سے طبیعت پیچ و تاب کھاتی ہے اور مقاومت حرارت
سے عاجز ہوجاتی ہے تو خواہ مخواہ حرارت کا ظہور زیادہ معلوم ہوتا ہے اور شیخ بوعلی سینا نے
قانون مین اسکی کوئی وجہ نہین بیان کی اور ذبول کے وقت آنکھون مین چیپڑون کا زیادہ
ہوجانا ضعف دماغ کی وجہ سے ہوتا ہے اسلیئے جو چیز اسپر وارد ہوتی ہے وہ اسکے تغیر پر
قدرت نہین پاتا اور چیپڑون کے خشک ہونے کی یہ وجہ ہے کہ حرارت کے زیادہ ہونیسے
انکے اندر خشکی پیدا ہوجاتی ہے اور حروف غضاریف سے انکے اطراف اور سرے مراد ہین
اور جلد کی رونق مائیت کے جاتے رہنے سے جاتی رہتی ہے اور قارورے کے اندر
چکناہٹ ذوبان کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے یعنی بدن کے اندر کی چربی اور ہڈیون کا مغز
پگھل پگھل کر بذریعۂ پیشاب کے دفع ہوتا ہے اور جوؤن کے پیدا ہونے کی وجہ قلت غذا ہے
اور اجفان کا ثقیل ہوجانا قوت محرکہ کے ضعیف ہوجانے سے ہوتا ہے اور بالون کا طویل اور
دراز ہونا اسلیئے ہوتا ہے کہ رطوبتون کے زائل ہونے سے دخانیت غالب آجاتی ہے اور
اسکے بعد جسقدر احکام اور علامات باقی رہ گئے ہین انکا حال تمکو انپر غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا
جسکو ہم ذکر کرچکے ہین اور اس غور اور تامل کے بعد غالبًا تمہارے اوپر کچھ بھی مخفی اور پوشیدہ نرہیگا

مؤلف کہتا ہے یہانسے تپ دق کا علاج شروع ہوتا ہے

اسکا علاج ابتدا مین آسان ہوتا ہے اگرچہ اسکی معرفت مشکل ہے اور کیونکر اسکا علاج آسان
نہو حالانکہ اسکے اندر نہ نضج کی حاجت ہوتی ہے نہ استفراغ کی اور نہ غذا کے اندازہ کرنیکی
حاجت پڑتی ہے اسلیئے کہ غذا اسی قدر دیجائیگی جسقدر معدے کی قوت اسکے برداشت
کرسکے اور اسکے اندر دواؤن اور کھانے پینے کی چیزون سے تبرید اور ترطیب کافی ہوتی ہے
اسکی یہ وجہ ہے کہ یہ مرض گرم ہوتا ہے اور اسکے لیئے خشکی لازم ہے لہذا اس مرض مین
انھین چیزون کی ضرورت ہوتی ہے جنسے ٹھنڈک اور تری پہونچے عام ہے کہ وہ دوائیان ہون

یا غذائین ہون یا عرق وغیرہ ہون جسطرح سے کہ بخار غب کے اندر مبرد اور مرطب چیزون کی
حاجت ہوتی ہے لیکن ایسی چیزون سے ضرور احتراز کیا جائیگا جنسے معدہ ڈھیلا پڑجاتا ہے
خواہ وہ از قسم غذا ہون خواہ از قسم دوا اسلیے کہ اس مرض کے اندر ضعف معدے کی مضرت
عظیم ہوا کرتی ہے اور کیونکر نہو حالانکہ ہمکو اس بات کی احتیاج ہوتی ہے کہ ہم خلیفہ کو بڑھائین
تاکہ یہ خلیفہ افراط تحلل کا مقاوم ہوجائے (اسلیے کہ اس مرض کے اندر افراط تحلیل کے کئی
سبب جمع ہوجاتے ہین ایک تو بدن کے اندر طبعی حرارت کا ہونا دوسرے اس مرض دق
کی وجہ سے حرارت غریبہ کا بڑھ جانا تیسرے خارج سے حرارت کا جمع ہونا چوتھے بدنی اور
نفسانی حرکتون سے حرارت کا پیدا ہونا) اور جب تپ دق کے ساتھ حمی عفنیہ بھی ہوگا تو اس مریض
کا اُن دوائون سے علاج کیا جائیگا جنکا نفع ان دونون مین مشترک ہوگا (پھر اسکے بعد دق کا
علاج آسان ہوجائیگا تاکہ بخار عفنی بھی زایل ہوجائے اور دق کا علاج بھی سہل ہوجائے مگر
جبکہ دق درجۂ ذبول کے قریب پہونچ جائے تو اُسوقت مین قوی علاج کی ضرورت ہوتی ہے
(اسلیے کہ اس درجہ مین حرارت اور یبوست بہ نسبت درجات سافلہ کے کہین بڑھکر ہوجایا کرتی ہے
لہذا اس درجہ مین علاج کے اندر ایسی چیزین شامل کیجائینگی جو کہ تبرید اور ترطیب مین قوی
ہون ورنہ اُسکا علاج دشواری سے خالی نہین ہے) اور بہتر طریقہ علاج کا اسدرجہ مین یہ ہے
کہ رات کے آخر کے چوتھائی حصہ مین شیرۂ تخم خرفہ سکنجبین یا شکر کے ساتھ اور بقدر ایک حبّ کے
کافور اُسکے اندر ڈال کر پلایا جائے (شیرۂ تخم خرفہ کا استعمال تبرید اور ترطیب کی غرض سے
ہے اور سکنجبین اُسکا بدرقہ اسلیے مقرر کی گئی ہے کہ تخم خرفہ کے شیرہ کو صفرا کی طرف مستحیل
ہوجانے سے باز رکھے اور نیز سکنجبین کے دینے کا یہ بھی نفع ہے کہ اُس سے خوب تنقیہ
ہوجائیگا) پھر طلوع آفتاب کے وقت آش جو کا پیالہ جسکے اندر مصالحہ اور شکر تری ہو دیا جائے
اور دو گھنٹے کے بعد اُس پانی کے آبزن مین اس بیمار کو بٹھائین جسکے اندر لوکی اور کھیرا اور ککڑی اور
خرفہ اور کاہو اور تربوز اور نیلوفر اور گل بنفشہ اور چھلے ہوئے جو ان مین سے جو کچھ موجود ہو جوش
دیے گئے ہون اُسکے بعد بیمار کو گھڑی بھر تک بٹھایا جائے مگر اپنے سر کو وہ ٹھنڈی ہوا کیطرف
اُٹھائے رہے (سر کو ہوا کی طرف اُٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ آبزن مین بیٹھنے کیوقت اس مریض کو

کہ جب نہ پیدا کرے) اسکے بعد اسکو آبزن مین سے اُٹھا لیا جائے اور جب اُس سے نکلے
تو روغن بنفشہ اور روغن کدو سے اُسکی تدہین کیجائے اور انہین روغنون کی اُسکے کانون مین
تقطیر کیجائے (تاکہ دماغ مین رطوبت پہونچے اور بذریعہ دماغ کے تمام بدن مین اثر پہونچے) اور
پھر ناس دیجائے اور آبزن کے بعد اسکو ایک گھنٹہ بھر تک آرام دیا جائے تاکہ اُسکی قوت پھر
واپس آجائے اور بکری یا مینڈھے یا بکری کے بچہ یا موٹی مرغیون کا گوشت ان مریضون کی غذاء
مقرر کیجائے خواہ یخنی کرکے خواہ سویان یا گیہون کے ہمراہ یا تازہ دوہا ہوا دودھ انکی غذاء مقرر
کیجائے اور اگر ان بیمارون نے دودھ یا نیمبرشت انڈے کی زردی کا استعمال نہ کیا ہو تو بھُنی ہوئی
مچھلی کی غذاء دیجائے اور انکے کھانون مین نمک کم رہا کرے اور جب ہضم غذاء کا وقت قریب
آجائے تو سفید شراب زیادہ پانی ملی ہوئی چھ ساعت پہلے پی لین (شراب کا یہ سبب ہے
کہ غذاء کے ہضم کرنے مین یہ پانی کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور اپنی حرارت کی وجہ سے
ہضم پر اعانت کرتی ہے) اور اسپر قرص لیمو یا قرص کافور یا کھیرے اور ککڑی کے قرص کا نقل
کرین یا تخم خرفہ اور شکر یا شکر اور نشاستہ اور روغن بادام شیرین کا حلوا استعمال کرین جسمین آب کدو اور
آب تربز اور تخم خشخاش اور تخم خرفہ اور تخم کدو اور مغز بادام ڈالے گئے ہون اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ اسمین کسی قدر کافور بھی بڑھا دیا جاتا ہے اسکے بعد کتان کے نرم بستر پر اس بیمار کو سلا دیا جائے
جو بردی روئی سے بھرا گیا ہو (اسلیے کہ سونے سے ہضم اور ترطیب بدن پر اعانت ہوتی ہے
اور کتان کا بستر اسلیے مخصوص ہے کہ وہ خود سرد ہے اور سردی پہونچاتا ہے اور قطن بردی کا
نفع یہ ہے کہ اسپر زیادہ بیٹھنے سے نہ تو بہ دبیز ہوتا ہے نہ تو اسمین سختی آجاتی ہے اور نہ روئی کی
طرح اسمین گرمی ہوتی ہے) اور بیشتر اوقات اُنکے بستر اُن چمڑون سے بنائے جاتے ہین جو
پانی سے مملو اور پر ہون اور اکثر اُنکے بستر ایسی کسی جالدار چیز پر کیے جاتے ہین جو حوض پر رکھی جاین
بعد اسکے اغذیہ مذکورہ بالا سے اُنکو غذاء دین اور اُنکی نشست قریب پانی کے ہونا چاہیے
اور نیز اس جگہ جہان وسعت فضاء ہو اور خوب سرد ہوا آتی ہو اور ان مریضون کو خوش رکھا جائے
اور اُنکو حتی الامکان آرام دیا جائے اور اُنکے روبرو پھول اور سونگھنے کی چیزین اور رنگت کی چیزین
بچھا دی جاین اور اُنکے نزدیک مناسب غنا اور ساز کثرت سے ہون اور اُنکے پاس میوہ جات

مین سیب اور کھیرے اور ناسپاتی بکثرت پیش کیے جائین اور شفتالو اور خوبانی اور آلو بخارا اور عناب اور خربزہ اور انگور کا نقل کرائین اور سرد اور لذیذ خوشبوئین بکثرت سونگھا کرین اور ایسی چیزون سے انکو اجتناب اور پرہیز چاہیے جنمین خشکی اور کھاری پن اور حرارت اور تیزی ہے اور انکو اسکا بھی لحاظ چاہیے کہ بھوک اور غصہ اور رنج وغم سے بچتے رہین اور انکے سلانے مین ہر قسم کے حیلہ اور تدبیر سے کام کیا چاہیے **مین کہتا ہون** اس مرض کی شناخت شروع مین اسلیے دشوار ہوتی ہے کہ ابتداے مرض مین حرارت نرم اور ٹھہری ہوئی ہوتی ہے اور لمس کے اندر حرارت کا التہاب بالکل نہین محسوس ہوتا کیونکہ سوء مزاج اعضاے اصلیہ کے جوہر مین تمکن اور مستقر ہوکر سوء مزاج متفق ہوگیا ہے اور طبیعت کو اس سوء مزاج سے کسی قسم کی مخالفت اور مضادت نہین باقی رہی بلکہ وہ طبیعت کے ساتھ متفق اور منضم ہوگیا ہے اور مثل مزاج اصلی کے ہوگیا ہے اور حس اس چیز کی ہوا کرتی ہے جو وارد ہوکر طبیعت کی مخالفت کرے صاحب حاوی نے اسکو ذکر کیا ہے اور نمک چونکہ خشکی پیدا کرتا ہے اسلیے انکے کھانون مین کم دیا جائیگا اور شراب ان مریضون کے لیے ترطیب کیوجہ سے اگرچہ نافع ہے مگر چونکہ اسکے اندر شان تسخین کی ہے اسلیے وہ مضر ہے اور اسی سبب سے اسمین نفع اور ضرر دونون کی شان ہے اور اسی سے شیخ نے شراب ابیض کو ان لوگون کیلیے تجویز کیا ہے جسکے اندر مقدار پانی کی زیادہ ہو اور اس شراب کی تسخین کا تدارک استعمال مبردات سے کرلیا جائے یعنی جو چیزین مؤلف نے لکھی ہین انکا نقل کرلیا جائے اور یہ جو شروع مین مؤلف نے کہا ہے ولا الی تقدیر الغذاء الا بحسب احتمال قوة المعدة تو اسکے یہ معنی ہین کہ اس مرض مین کھانے کے لیے کسی تھوڑے سے اندازے کے مقرر کرنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ معدے کی قوت پر لحاظ رکھا جائے اگر معدہ مین زیادہ کے ہضم کرنے کی قوت دیکھین تو زیادہ دین یہ نہین کہ کھانا تول تول کھلائین یا روزہ اور فاقہ شروع کرادین اور آبزن کا انکے لیے تجویز کرنا یہ اسواسطے ہے کہ ترطیب پیدا ہو نہ یہ کہ تعریق اور پسینہ مقصود ہو بلکہ پسینہ لانے سے احتراز واجب اور لازم ہے اور بکری کے بچون کے گوشت پر لزج اور لسدار رطوبت غالب ہوتی ہے اسوجہ سے ان مریضون کے لیے یہ گوشت تجویز کیا گیا ہے اور بردی ایک گھاس ہوتی ہے روئی کیطرح اسمین تاگے نکلتے ہین جیسا کہ اپنے موقع پر مذکور ہے اور متن کا باقی مضمون سب ظاہر اور

اقول یعنی شرح — مؤلف کہتا ہے یہاں سے حمیات مرکبہ کا بیان شروع ہوتا ہے
بخاروں کی جو باہم ترکیب ہوتی ہے اسکی تین قسمیں ہیں یا تو ترکیب مداخلت ہوتی ہے اور ترکیب مداخلت
اسکا نام ہے کہ ایک بخار دوسرے بخار میں داخل ہو جائے یا ترکیب مبادلت ہے اور ترکیب مبادلت اسکا نام ہے
کہ ایک بخار اتر جانیکے بعد دوسرا بخار شروع ہو یا ترکیب مشارکت ہو اور ترکیب مشارکت اسکا نام ہے کہ دونوں معًا
شروع ہوں اور ساتھ ہی اتر بھی جایا کریں میں کہتا ہوں بعض اطبا نے ترکیب مشارکت کے اندر دونوں بخاروں
کے ساتھ اترنے کی شرط اور قید لگائی ہے اور یہ بات تمام اخلاط میں نہیں حاصل ہوتی اسلیے کہ
اگر صفراوی اور سوداوی بخاروں کی ترکیب ہو تو جسوقت یہ دونوں ساتھ ہی چڑھیں تو ساتھ نہیں
اتر سکتے اسلیے کہ سوداوی بخار کی باری چوبیس ساعت کی ہوتی ہے اور صفراوی بخار کی باری
بارہ ساعت کی ہوتی ہے پس ساتھ ہی اترنے کی شرط وہاں پر پائی جا سکتی ہے جہاں بخاروں کا
مواد ایک ہی قسم کا ہو مگر مناسب یہی ہے کہ اس قید کا اعتبار ہی نہ کیا جائے اور بعض لوگ بجائے
ترکیب مشارکت کے ترکیب مشابکت کہتے ہیں اس صورت میں فرق یہ ہو سکتا ہے کہ مداخلت
میں اجتماع مادہ باری کا متقارب ہے اور مشابکت میں مثلاً صفرا جو اپنی کبد میں ٹھیک اسی وقت
جمع ہوتا ہے جب معدے میں بلغم مجتمع ہوتا ہے فافہم مؤلف کہتا ہے منجملہ مرکب بخاروں
کے ایسے بخار بھی ہیں جنکے لیے خاص خاص اسما معین ہیں مثلاً ایک تو شطر الغب ہے کہ یہ اس
بخار کا نام ہے جو تپ صفراوی اور بلغمی سے مرکب ہوا تو یہ دونوں بخار باری سے آنے والے
ہوں اور یا یہ کہ دونوں لازمی ہوں کہ کسی وقت انکی مفارقت نہیں اور یا ایسا ہوگا کہ صفراوی
بخار تو دورہ کے ساتھ ہوگا اور بلغمی بخار لازمی ہوا اگر ایسا ہے تو اسکا نام غب خالص ہے اور یا
اس صورت کے برعکس ہوگا یعنی یہ کہ صفراوی تو لازمی ہو اور بلغمی بخار دائرہ ہو اور یہ تینوں قسمیں اطبا
کے نزدیک غب غیر خالص کے ساتھ نامزد ہیں اور اسکا یہ سبب ہے کہ تھوڑا سا صفرا بھی بلغم کثیر کا
مقابلہ کر لیتا ہے پھر جبکہ صفراوی بخار دائرہ ہوگا اور بلغمی بخار دائم اور لازم ہوگا تو ان دونوں کی قوتیں
اسی طرح برابر ہونگی جسطرح نصف نصف کے برابر ہوتا ہے پس یہ بخار شطر الغب الخالصہ ہوگا
اسلیے کہ شطر کے لغوی معنی نصف کے ہیں پس جب کہ دونوں بخار دائمی ہونگے یا دونوں غیر دائمی
یا صفراوی بخار دائمی اور بلغمی بخار مفارق ہوگا تو صفرا کی قوت بلغم کی قوت پر غالب ہوگی لہذا

یہ شطر الغب الغیر الخالصہ ٹھہریگا) اور کبھی صفرا غالب ہوتا ہے تو اُسکے علامات ظاہر ہوتے ہیں
(یعنی بلغم کی علامتوں پر صفرا کی علامتیں ظاہر ہونے میں غالب ہونگی) اور کبھی بلغم صفرا پر
غالب ہوتا ہے تو بلغم کی علامتیں صفرا کی علامتوں پر ظاہر اور غالب ہوتی ہیں اور کبھی ایسا
بھی ہوتا ہے کہ بلغم اور صفرا دونوں میں سے کسی کا کسی پر غلبہ نہیں ہوتا بلکہ دونوں قوت کے
اعتبار سے مساوی الوزن ہوتے ہیں اور ایسا بخار جسمیں صفرا اور بلغم دونوں کی قوتیں باہم برابر
ہوں دو روزوں میں سے ایک روز زیادہ قوی ہوتا ہے اور اسکا یہ سبب ہے کہ اس روز صفرا
اور بلغم دونوں کی نوبتیں جمع ہو جاتی ہیں (بخلاف دوسرے روز کے کہ اُسمیں خفیف سا دورہ
ہوتا ہے اور یہ اسلیے کہ اسمیں صرف بلغمی بخار کا دورہ ہوتا ہے) اور اس مرکب بخار کا علاج تبرید
اور تسخین اور ترطیب کے اعتبار سے تنہا صفراوی اور تنہا بلغمی بخار کے درمیان ہوتا ہے
اور علاج میں مادے کے نکالنے پر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے کیونکہ اخراج مادہ خواہ بذریعہ اسہال
ہو خواہ بذریعہ قی ہو یا بذریعہ ادرار اس سے مرض کا زائل ہونا آسان ہوتا ہے اور اسکے سوا
بقیہ صورتیں دشواری سے خالی نہیں) **میں کہتا ہوں** شطر الغب وہ بخار ہے جو دو بخاروں
سے مرکب ہوتا ہے ایک تو بخار بلغمی اور دوسرا بخار صفراوی اور اس مرکب بخار کی چار قسمیں
ہیں اسلیے کہ اگر یہ بلغم و صفرا خارج از عروق ہیں تو یہ بخار باری کے ساتھ ہونگے اور اگر یہ
دونوں داخل عروق ہونگے تو یہ دونوں لازم ہونگے اور اگر صفرا خارج از عروق ہے اور
بلغم داخل عروق ہے تو صفراوی بخار باری کے ساتھ ہوگا اور بلغمی بخار دائمی اور لازمی ہوگا
یہ تیسری قسم شطر الغب خالصہ کے ساتھ نامزد ہے اور یا اس قسم ثالث کے برعکس ہے یعنی
اُسکی یہ صورت ہے کہ مادۂ صفرا تو داخل عروق ہے اور بلغم خارج از عروق تو اس بخار کو باعتبار
مادۂ صفرا کے تپ لازمہ اور باعتبار مادۂ بلغمیہ کے دائرہ کہتے ہیں اور تینوں قسمیں سوا
قسم ثالث کے شطر الغب الغیر الخالصہ کے ساتھ نامزد ہیں اور ان چاروں قسموں کا نام شطر الغب
اسلیے ہے کہ صفرا چونکہ بلغم کا مجاور ہے اسلیے ان دونوں میں تمیز ہے یہانتک کہ درمیان
شطر الغب اور غب غیر خالصہ کے فرق ہے جیسا کہ اس سے قبل معلوم ہو چکا ہے پس چونکہ
بلغم کی وجہ سے اُسکے اعراض کی تیزی منکسر ہو جاتی ہے اسلیے جو بخار کہ صرف صفرا ہی سے

پیدا ہوتا ہے تو بمقابلۂ اُسکے یہ نصف بخار ہے اسلیے اسکا نام شطر الغب ہے پس اگر کوئی یہ اعتراض کرے
کہ جسطرح صفرا کے اعراض بلغم سے منکسر ہوجاتے ہین اسی طرح بلغم کے اعراض صفرا سے منکسر
ہوجاتے ہین تو اُسکا نام شطر النائبہ کیون نہ رکھا گیا تو ہم اسکا یہ جواب دینگے کہ ہر مرض کے اندر
بہ نسبت علامت بلغم کے صفرا کی علامت ظاہر تر ہوتی ہے خاصکر بخار کی حالت مین اسلیے
کہ ظاہر مین حرارت کے اعراض شدید ہوتے ہین اور باطن مین برودت کے آثار شدید ہوتے ہین
چنانچہ جو شخص اس مرض کے علاج مین مزاولت کرتا ہے اُسپر یہ بات خوب روشن ہے اور
صفرا کی طرف نسبت کرنا بہ نسبت بلغم کے اولے تر ہے اور شطر الغب کی چند صورتین ہین یعنی اگر
اُسکے اندر صفرا کا غلبہ ہوگا تو اُسکی علامتین باعتبار غلبۂ صفرا کے ظاہر ہونگی مثلاً تلخی دہن اور
پیاس کی شدت اور رنگ اور قارورے کی زردی وغیرہ اور اگر بہ نسبت صفرا کے بلغم کا زیادہ غلبہ
ہوگا تو باعتبار غلبۂ بلغم کے اُسکی علامتین ظاہر ہونگی جیسے سُستی اور نیند اور ثقل وغیرہ کا ہونا اور
اس بخار کے اندر کبھی دونون برابر ہوتے ہین لیکن دونون مین مساوات کا شناخت کرنا نہایت
دشوار ہے اور صفرا اور بلغم کی ترکیب تمام اقسام اور علامات تجھکو بغور معلوم کرنے چاہیئین اور شطر الغب
مین دورہ اگرچہ ہر روزہ ہوتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ایک دن بہت شدت سے ہوگا
اور ایک دن خفت سے ہوگا شدت کے ساتھ تو اُس باری کے اندر ہوگا کہ جس باری مین
صفرا اور بلغم دونون جمع ہونگے تو اس بخار کے اندر دونون مادون کی رعایت مین توسط اختیار
کرنا ضروری ہے اور اُسکی یہ صورت ہے کہ جو مقتضا صفرا کا ہے اور جو مقتضا بلغم کا ہے اور
جسوقت غلبہ ایک مادے کا ہو اُسیطرف رعایت مصروف کرنا چاہیے اور سب سے بہتر
ترکیب یہان علاج کے باب مین یہ ہے کہ دونون مادون کے استفراغ کا لحاظ زیادہ رکھا جائے
اسلیے کہ مبردات اور اُن چیزون کا استعمال کرنا جنسے حرارت کی حدت اور تیزی کم ہو اور جن ادویات
سے کہ ترطیب ہو اگرچہ ہر بخار کا علاج انسے ہوا کرتا ہے مگر اس بخار کا مادہ بلغم ہے اور وہ صفرا
جو بلغم کے مجاور ہے تو اس بخار کے اعراض ایسے قوی اور ازید نہونگے جنسے خوف کا زیادہ
اندیشہ اور خطرہ ہو تو خواہ مخواہ علاج کی تدابیر سے زیادہ تر توجہ استفراغ کی طرف کرنی چاہیے
اور سکنجبین بزوری کا پینا ایسے مریض کے لیے نہایت موافق پڑیگا اور جالینوس کا یہ دستور تھا

کہ ایسے بخاروالون کے لیے وہ غذا تجویز کیا کرتا تھا جسکے اندر آش جو اور کسی قدر سیاہ مرچ
ہوا کرتی تھی (اور نفع مین فلفل کے قائم مقام کرفس وغیرہ ہے **مؤلف کہتا ہے**
جسوقت دو غبون مین علی سبیل البدلیت ترکیب ہوگی تو ہر روز انکی باری ہوا کریگی (تو اس سے
اس بات کا گمان ہوتا ہے کہ یہ بخار ایک ہی باری کا ہے اور اس وجہ سے نوع بخار اور اسکی شمار
مین غلطی واقع ہوجاتی ہے اسی لیے موادمین سے ہر ایک کے مناسب اعراض کی رعایت
کرنا ضروریات سے ہے) اور بخار جو تھیون مین ترکیب ہوتی ہے تو دو دن انکی نوبت کے ہوتے
ہین اور ایک روز انکے ترک کا ہوگا اور اگر پانچوین دن کے دو بخارون مین ترکیب ہوگی تو انکے
عروض اور ترک کی یہ صورت ہے کہ دو دن انکی باری کے ہونگے اور دو دن ترک کے اور کبھی
ایک دن بیچ کرکے انکی نوبت پڑتی ہے اور جب چھٹے دن کے دو بخارون مین باہم ترکیب
ہوتی ہے تو دو دن انکی باری کے لیے ہوتے ہین اور تین روز ان دونون بخارون کے ترک
کا زمانہ نکلتا ہے اور اس باب مین بخارون کی تعداد معلوم کرنے کے لیے بیان مین قاعدۂ کلیہ
یہ ہے کہ راحت کے دنون مین بخار کے دن شامل کردیے جائین اور اسپر ایک کا عدد ہمیشہ
بڑھاتے رہین اور ان بخارونکے حاصل عدد سے ہر ایک کا نام بنالیا جائے اور بخارون کے
عدد مثل عدد نوبتون کے ہونگے مثال انکی یہ ہے کہ بخار پانچ روز رہتا ہے اور تین روز تک
اسکے ترک کا زمانہ رہتا ہے پس جیسا کہ ہم یہ کام کرینگے تو پانچوین دن کی باری کے بخار نو
ہوجائینگے اور اسکی لم یہ ہے کہ چوتھیا بخار وہ ہے جو پہلے روز آکر پھر چوتھے روز آئے (یعنی اس
بخار کے لیے ایام راحت دو دن ہوتے ہین اور ایک دن نوبت کا ہوتا ہے اور جب قاعدۂ
متذکرۂ بالا اسپر ایک عدد اور زیادہ کیا جائیگا تو کل مجموعہ چار کا ہوجائیگا اسی لیے اس بخار کو چوتھیا
کہتے ہین اور کبھی خمس یعنے پانچوین دن کا وہ بخار ہے جو ایک دن آئے اور پھر پانچوین دن آئے
پس اسکے لیے تین دن راحت کے اور ایک دن نوبت کا ہوتا ہے اور سب کا مجموعہ چار
ہوتے ہین اور جب اسپر ہمنے ایک کا عدد بڑھایا تو مجموعہ پانچ ہوجائیگا اسی لیے اسکو کبھی خمس
کہتے ہین **مین کہتا ہون** جب دو غبین علی سبیل البدلیت آئینگی تو ہر روز انکے اندر سلسلۂ نوبت
کا جاری رہیگا اسلیے کہ تیسرے دن مین غب اول کی نوبت پڑیگی اور چوتھے دن دوسرے

غب کی نوبت پڑیگی اور پانچوین دن پہلے غب کی نوبت ہوگی اور چھٹے دن دوسرے غب کی
نوبت ہوگی اور علی ہذا القیاس یہ سلسلہ برابر جاری رہیگا اور جب دو چوتھیے بخارون مین علے
سبیل البدلیت نوبت واقع ہوگی تو ایک روز ان دونون کے آنے کا ہوگا اور دوسرا دن اُن
دونون کے ترک کا ہوگا بخلاف حمی ربع مفردہ کے اسلیے کہ اُسمین تیسرا دن رحت کا ہوتا ہے
اور یہ ایک دو چوتھیون مین سے اول کی راحت کا دوسرا اور دوسری کی راحت کا پہلا ہوتا ہے
کیونکہ پہلا باری دوم ہے تو فقط تیسرا دن رہا وہ دوم کا پہلا ہے ۱۲
اور وہ دو بخار جو پانچوین دن کی باری سے آتے ہین وہ دو روز آتے ہین اور دو روز نہین آتے
اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونون پانچوین دن کے بخار ایک دن چھوڑ کر آئین کہ خمس ثانی کی باری
خمس اول کے لیے تیسرے دن واقع ہوا اور دو وہ بخار جو چھٹے دن آتے ہین وہ دو روز آتے
ہین اور تین روز نہین آتے بشرطیکہ سدس ثانی کی نوبت سدس اول ہو کیونکہ پانچوان دن
ان دونون مین سے کسی کی بھی نوبت کا دن نہین ہے اور یہ سب ظاہر ہے کہ جسوقت دو بخار دو
مین باہم ترکیب ہو تو نوع حمی اور عدد حمی کے معلوم کرنے کا یہ ضابطہ ہے کہ باری کے ایام
ترک کے ایام سے ملائے جائین اور دونون کو ملاکر اُن پر ایک کا عدد اور بڑھا دیا جائے اور
جو کچھ حاصل ہو اُسی سے اُن بخارون مین سے ہر ایک کا نام بنا لیا جائے اور ان بخارون کا عدد
وہی ہوگا جو باریون کا عدد ہوگا چنانچہ گذشتہ مثال مین پانچ دن تو بخار کے آنے کے ہین اور تین
دن اُسکے نہ آنے کے ہین اور جب اس آٹھ کے مجموعہ پر ایک کو بڑھایا تو نو حاصل ہوے اس سے
یہ نکلا کہ یہ بخار تسعہ کی نوع سے ہین اور انکا عدد پانچ ہے (اور باری کا بھی یہی عدد ہے) اور اسکی
لم یہ ہے کہ ربع یعنی چوتھیا وہ بخار ہے جو ایک دن آکر پھر چوتھے دن آئے اور خمس یعنی پانچ
دن کی باری کا وہ بخار ہے جو ایک دن آکر پھر اُسکے پانچوین دن آئے چنانچہ بولتے ہین
ربعت القوم یعنی مین نے تین آدمیونکی جماعت مین ملکر اُنکو چار بنا دیا اسی طرح خمست القوم یعنی
مین نے چار آدمیون کی جماعت مین ملکر اُنکو پانچ بنا دیا اور یون بھی بولتے ہین ربع فلان وترہ
او خمس فلان وترہ یعنی فلان شخص نے کمان کے وتر کو چار یا پانچ طاقون سے بٹ دیا اور ربع
یعنی چوتھیا کا ایک دن راحت کا ہے اور ایک دن باری کا اور جب اسپر ایک اور بڑھا دیا جائے
تو اُسکا مجموعہ چار ہو جائیگا اسی لیے اُسکا نام ربع رکھا گیا ہے اسی طرح خمس اور سدس اور سبع وغیرہ کا

بھی حال ہے فافہم فانہ دقیق **مؤلف کہتا ہے حمیات کی گفتگو کے بعد اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بحران اور ایام بحران میں کلام کیا جائے لہذا اب ہم کچھ اس بابت بھی لکھتے ہیں میں کہتا ہوں** بحران کے متعلق اسلئے بحث ہوتی ہے کہ بخار کا مبحث بدستور باقی رہے اسلئے کہ بحران اور بخار دونوں اس بات میں شریک ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کسی خاص عضو کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ جسطرح بخار بدن کے کسی خاص حصہ میں نہیں ہوتا اسی طرح بحران بھی کسی خاص عضو میں نہیں پایا جاتا اور حمیات کے اندر بحران کی معرفت نہایت ہی اہم اور بہت ہی نافع ہے کیونکہ بحران سوء مزاج ہی کے امراض میں ہوتا ہے نہ دیگر امراض میں اور وہ سوء مزاج جو کثیر الوجود اور عام ہو وہ یہی بخار ہے اور نیز بحران بیشتر امراض حادہ ہی میں ہوتا ہے اور امراض حادہ یا بخار ہوتے ہیں یا وہ امراض جو بخار سے خالی نہیں ہوتے **مؤلف کہتا ہے دوسرا باب بحران اور ایام بحران اور تفسیر بحران اور تحقیق بحران میں ہے** اور اسکی تحقیق باعتبار اسکے اقسام اور احکام کے یہ ہے کہ بحران یونانی زبان میں فصل خطاب کے معنی میں آتا ہے یعنی وہ خطاب جس سے دو نزاع کرنے والوں میں فصل ہوتا ہے اور اطباء کی اصطلاح میں بحران وہ تغیر عظیم ہے جو مرض میں یکبارگی واقع ہو کر صحت یا ہلاکت کی طرف مؤدی ہو **میں کہتا ہوں** مؤلف نے بحران کی دو تفسیریں بیان کیں ایک لغوی اور دوسری اصطلاحی - پس لغوی تفسیر تو یہ ہے کہ بحران فصل فی الخطاب کا نام ہے یعنی حاکم کے اس قطعی حکم سے عبارت ہے جسکے پاس دو جھگڑنے والے شخص حاضر ہوں اور جو لفظ ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف نقل ہوا کرتا ہے اسمیں درمیان منقول عنہ اور منقول کے کوئی وجہ مشابہت بھی ہوا کرتی ہے پس یہاں وجہ مشابہت یہ ہے کہ بحران کی وجہ سے صحت یا ہلاکت کی جانب مرض کا فیصلہ ہو جاتا ہے جسطرح سے کہ حاکم اپنے حکم کی وجہ سے دونوں میں فیصلہ کر دیا کرتا ہے اسطرح کہ یا تو ڈگری دیدیتا ہے یا خارج کر دیتا ہے پس غرضکہ اسکا مبنی تشبیہ پر ہے اور سب سے پہلا شخص جسنے اس لفظ کو اس مقام پر استعمال کیا ہے ایک یونانی طبیب تھا جسکے پاس ایک مریض حاضر ہوا جسکا مرض اشتداد

تھا تو اُس یونانی طبیب نے کہا کہ یہ مریض اپنے بحران مین ہے یعنی حاکم کے پاس حاضر ہے یا تو وہ
حاکم اسکی صحت کا حکم کرے یا موت کا اور علم المعانی کے اندر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لام
انتفاع کے لیے اور علی تضرر کے لیے آتا ہے تو مناسب اس مقام کے یہ معنی ہوے کہ طبیعت
جبکہ مرض پر غالب ہوگی تو بدن کو صحت اور زندگی حاصل ہوگی اور اگر بدن پر مرض کا غلبہ ہوا تو بدن کو
ضرر اور موت حاصل ہوگی اور بحران کے اصطلاحی معنی یہ ہین کہ بحران بڑا بھاری تغیر ہے جو مریض کو
دفعتہً حاصل ہوتا ہے جسکا لازمی نتیجہ صحت یا موت ہے اور جالینوس نے اس لفظ بحران کا خاص
مورد یہ متعین کیا ہے کہ مرض سے صحت کی طرف جو تغیر ہوتا ہے اُسکا نام بحران ہے پس اُسکے
نزدیک بحران کے یہ معنے اُس معنی کے اعتبار سے خاص ہوے جس معنی مین بحران کا
استعمال مصنف نے کیا ہے **مولف کہتا ہے** مرض کو تو اُس غنیم کے ساتھ مشابہت
دی گئی ہے جو کسی شہر پر چڑھکر جائے اور بدن کو اُسی شہر سے مشابہت دی گئی ہے جسپر غنیم
چڑھکر جائے اور طبیعت کو اُس شہر کے بادشاہ سے مشابہت ہے جسکے زیر نگرانی اور زیر حراست
یہ شہر ہے (کیونکہ طبیعت جسم کے اندر ایک قوت ہے جسکی شان سے یہ بات ہے کہ جو کمالات
اُس جسم کے یا اُس جسم کی نوع کے مناسب ہین اُنکی حفاظت اور نگرانی کرے اور اُسکے لیے
نہ ارادہ ہے نہ شعور بلکہ اس حفاظت اور اس انتظام کے لیے وہ خدا کی طرف سے مسخر ہے
اور چونکہ صحت بھی منجملہ اُنھین کمالات کے ہے جنکی حراست اُسکے ذمہ ہے اور مرض اُن کمالات
کا عدم اور اُنکے منافی ہے لہذا طبیعت پر بحکم تسخیر یہ بات لازمی اور ضروری ہے کہ مرض کو زائل اور
مقہور کر دے اور صحت کو اُسپر غالب اور مسلط بنا دے) اور یوم بحران کو اُس لڑائی کے دن سے
مشابہت ہے جسپر فیصلہ ہوتا ہے (یعنی جسطرح کہ لڑائی کا دن کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ کر دیتا
ہے اسی طرح یہ بھی) پھر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ دشمن کو غلبہ ہو جاتا ہے جس غلبہ کی وجہ سے اُسکو
شہر پر کامیابی اور فتحیابی ہوتی ہے اور کبھی باغی کے غالب آنے کی یہ صورت ہے کہ دوسری لڑائی
مین اُس شہر کے لینے کی قوت اور قدرت رکھتا ہے (اور یہ بحران ردی اور ناقص ہوتا ہے) اور کبھی
بادشاہ حامی دشمن پر غالب آجاتا ہے اور باغی بالکل پسپا ہو جاتا ہے اور یہ دفع کرنے والا بحران
نام ہے (جسکو صاحب کامل بحران سے نامزد کرتا ہے) اور کبھی اس حامی کو ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ اُس غلبہ

کیوجہ سے باغی کو بعض اطراف کی جانب بھگا دیتا ہے اور اس بحران کا نام بحران انتقالی ہے اور کبھی سلطان حامی باغی کو ایسا مقہور اور مغلوب کر دیتا ہے کہ اسکے بعد اگر پھر اس سے لڑائی ہو تو اُسکو ہزیمت دیکر خود قوت و قدرت پائے لیکن پہلی لڑائی مین فیصلہ نہین ہوتا اور اس بحران کا نام بحران ناقص ہے اور یہ بحران آگاہ کرتا ہے کہ عنقریب پورا ہوگا یعنی صحت حاصل ہوگی **مین کہتا ہون** مؤلف نے بحران کی یہ مثال دیکر ایک ذہنی اور معقول چیز کو ایک محسوس چیز سے مشابہت دی ہے تاکہ مبتدی شخص بحران کی حقیقت کو یہ مثال سمجھکر اچھی طرح ذہن نشین کرے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ بحران کی چارون قسمون کی تصویر اُسکے لوح دل پر منقش ہو جائے اور وہ چارون قسمین یہ ہین - بحران جید تام بحران جید ناقص بحران ردی تام بحران ردی ناقص کیونکہ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو پادشاہ غالب ہوگا یا غنیم اور ان دونون صورتون مین یا تو غلبہ کامل ہوگا یا غلبہ ناقص اگر پادشاہ کو کامل غلبہ حاصل ہو تو یہ بحران جید تام ہے اور اگر پادشاہ کو ناقص غلبہ ہو تو بحران جید ناقص ہے اور یہ وہ صورت ہے کہ اسکے اندر کبھی دوبارہ لڑائی کی حاجت ہوتی ہے اور کبھی نہین ہوتی اور اسی صورت مین سے ایک صورت بحران انتقالی کی بھی ہے اور غنیم نے کامل غلبہ کو بحران ردی تام سے تشبیہ دی ہے اور اگر اُسکا غلبہ ناقص ہے تو اس سے مشابہ بحران ردی ناقص ہے اور بحران ناقص خواہ جید ہو خواہ ردی ہر حالت مین اپنے پورے ہو جانیکی خبر دیتا ہے **مؤلف کہتا ہے** جتنے امراض ہین یا تو اُنکی یہ شان ہوتی ہے کہ بحران سے جاتے رہتے ہین (یعنی اس تغیر عظیم کے ہوتے ہی یکبارگی صحت ہو جاتی ہے اور یہ بات اکثر اُن امراض مین ہوا کرتی ہے جنکے مادون مین حدت ہوتی ہے کیونکہ جن مادون مین حدت ہوتی ہے اُنکی تحریک کے لیئے ادنیٰ محرک کافی ہوتا ہے اور اُنمین ایسا نہین ہوتا کہ بتدریج تحلیل ہون) یا ایک مدت دراز کے اندر اُنکا مادہ تھوڑا تھوڑا تحلیل ہوتا ہے اور یہ بات بیشتر اُن امراض مین ہوتی ہے جو کہنہ اور دیرپا ہوتے ہین اور اُنکے مادے بارد ہوتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرض کا مادہ ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہو جائے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بحران یا ذبول کی وجہ سے مریض ہلاک ہو جائے بطور یکہ حرارت عزیزیہ یعنی حرارت اصلیہ تھوڑی تھوڑی فنا ہو جائے اور قوت معدوم ہو جائے **مین کہتا ہون** یہ پانچ قسمین ہوئین پہلی قسم تو یہ کہ

ردی ناقص ہے
اور جید ہے
[illegible]

مریض کا حال دفعتہً صحت کی طرف منتقل ہو جائے اور یہ وہی قسم ہے جسکو مؤلف نے اپنے قول
فَاِمَّا اَنْ یَنقضی بحران سے تعبیر کیا ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ مریض کو صحت ہو تو جائے لیکن دفعتہً
نہین بلکہ بتدریج یعنے اسطرحپر کہ مادہ مرض درجہ بدرجہ تحلیل ہوتے ہوتے بالکل تحلیل ہو جائے اور
اُس سے بیشتر خطرناک علامتین اور سخت حرکتین بھی نہ واقع ہون اور یہ وہ قسم ہے جسکو مؤلف نے
اپنے قول او یتحلل مادتہ قلیلا قلیلا فی مدۃ طویلۃ سے تعبیر کیا ہے اور اس قسم کا بحران اکثر مزمن اور کہنہ امراض مین
ہوا کرتا ہے اور تیسری قسم یہ ہے کہ بذریعۂ انتقال مادہ کے مریض کا حال صحت کی طرف رجوع کرے
اسی کو مؤلف نے اپنے قول او ینتقل مادۃ المرض من عضو الی غیرہ سے تعبیر کیا ہے (اس قسم مین اور
دوسری قسم مین یہ فرق ہے کہ دوسری قسم مین رجوع الی الصحۃ بذریعۂ تحلیل مادے کے ہوتا ہے اور
اس قسم مین بذریعۂ انتقال کے اور بتدریج صحت کے حاصل ہونے مین دونون قسمین شریک ہین)
اور چوتھی قسم یہ ہے کہ بحران کلی کے ساتھ مریض ہلاک ہو جائے یہ بحران مہلک اسلیے ہے کہ دفعتہً
حرارت عزیزیہ کو مقہور اور مغلوب کر دیتا ہے اور مؤلف کے قول واما ان یقتل ببحران سے یہی قسم مراد ہے
اور پانچوین قسم یہ ہے کہ ذبول کی وجہ سے اُسکی ہلاکت ہو یعنی اسطرح کہ رفتہ رفتہ اُسکی قوت فنا
ہو جائے یعنی بتدریج حرارت عزیزیہ کے گھل جانے سے مریض کا فیصلہ ہو جائے اور مؤلف کے
قول او یذبل بان یتحلل الحرارۃ العزیزیۃ قلیلا قلیلا سے یہی پانچوین قسم مراد ہے (مترجم کہتا ہے کہ اس تفصیل کی
کوئی ایسی ضرورت تو نہ تھی اسلیے کہ مؤلف کے قول مین کچھ ایسا اجمال نہ تھا لیکن خیر یہ شارح کی
طرف سے تبرع ہے اور یہ حشو اُس اختصار کا عوض ہے جو ہر جگہ شارح کا وتیرہ ہے) مؤلف
کہتا ہے جن بدنون کے اندر بحران کی آمد آمد ہو (مثلاً نضج مادے کی علامتین اور زیادتی قوت
کی علامتین ظاہر ہونا شروع ہون جنکو دیکھکر طبیب اسکا یقین کرلے کہ آنے والا بحران تام اور محمود
ہوگا) یا پورے طور پر بحران کا ورود ہو رہا ہو تو ایسی صورت مین اُنکے بدنون کو حرکت دینا مناسب
نہین ہے یعنی اُنکے مواد کا کسی عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل کرنا یا اُنمین کسی نئی بات کا
پیدا کرنا ہرگز مناسب نہین ہے نہ تو بذریعۂ مسہل دواء کے اور نہ علاوہ مسہل کے کسی دوسرے طریقہ
سے جس سے کہ مادے کا ہیجان ہو مثلاً نکسیر کھولنا یا پسینہ لانا یا پیشاب جاری کرنا وغیرہ بلکہ
طبیعت کو بدستور اُسکے حال پر چھوڑ دینا چاہیے (دوسری قسم مین تو اپنی حالت پر چھوڑ دینے کی

یہ وجہ ہے کہ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ بدن مرض کے مادے کو دفع کرنے مین طبیعت کے
دفع کرنے کے ساتھ عمدہ طور سے کافی ووافی ہوتا ہے اور اسکے بعد کسی تحریک کی حاجت
نہین پڑتی اور تحریک یہی ہے کہ مادے کو ایک عضو سے دوسرے عضو کی جانب نقل
کیا جائے اور نہ اسہال کی حاجت ہوتی ہے اور نہ ہیجان مین لانے کی ضرورت پڑتی ہے
اور پہلی قسم کی یہ وجہ ہے کہ جب طبیعت کے قوی ہونے کا وثوق کامل حاصل ہو جائے
اور مرض پر طبیعت کا پورا استیلا ہو جائے تو ان امور مذکورہ مین سے کسی امر کی حاجت نہوگی
اسلیے کہ طبیعت کا دفع کرنا کافی ہے اور نیز یہ وجہ ہے کہ طبیعت کا فعل اگر طبیعت کے
موافق پڑیگا تو افراط پیدا کریگا اور مریض کے ضعف کو بڑھائیگا اور اگر طبیعت کے مخالف
پڑیگا تو طبیعت مین تشویش پیدا کریگا اور اسکے فعل کو ضعیف کردیگا اور اسی کی طرف مؤلف نے
اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے) کیونکہ بحران کامل بدن کو اپنے آنے کے بعد پاک
صاف کردیتا ہے پھر اسکے بعد نہ کسی محرک کی حاجت ہوتی ہے اور نہ اُسکے پہلے کسی
محرک کی حاجت ہوتی ہے کیونکہ یہ بحران ہر طرح کافی ہے (پھر طبیب کو معاونت کی
کیا ضرورت ہے اور اسکی کیا حاجت ہے کہ محرک کے ذریعہ سے مادے کا استیصال
کرے کیونکہ قوت خود ہی اس فعل پر قوی ہے) اور طبیعت کا فعل صناعت طب سے
بہر طور بہتر ہے (اسلیے کہ طبیعت اپنے خالق کے اذن سے جمیع اوقات مین سے اُس وقت
کو زیادہ اختیار کرتی ہے جو موافق ہو اور تمام طریقون مین سے اُسی طریقے کو پسند کرلیتی ہے
جو استفراغ کی جمیع مقدارون مین سے مناسب مقدار پر مشتمل ہو اور سہل الحصول ہو) کیونکہ فرضاً اگر
فعل طبی فعل طبیعت کے مخالف ہوگا تو حالات مریض کے اندر تشویش پیدا ہو جائیگی اور اگر اسکے
موافق پڑیگا تو استفراغ کے اندر زیادتی کردیگا یہ تو کامل بحران کے متعلق گفتگو تھی رہا بحران ناقص
تو اُسمین یہ مناسب ہے کہ طبیعت کی مدد اُس چیز سے کیجائے جو حرکت بحران کے موافق ہو
مین کہتا ہون مؤلف کے اس قول کی تشریح کرنے کی کچھ حاجت نہین (بالکل صاف ہے
اور جہان ضرورت ہوتی ہے وہان پر شارح علیہ الرحمہ بلا کسی تحریک کے خود ہی شرح اور بسط
کردیتے ہین جیسا کہ ابھی ابھی گذر چکا ہے) **مؤلف کہتا ہے یہان سے بحران**

کے علامات اور اقسام کا بیان شروع ہوتا ہے جسطرح لڑائی کے
دن لشکرون کے تصادم اور آمد وشد سے میدان کے گرد وغبار کا اڑنا اور چیخ پکار کا واقع ہونا
ایک لابدی امر ہے اسی طرح بحران کے دن کا مضطرب اور پریشان ہونا اور قلق اور کرب کا
پیدا ہونا اور نکسیر وغیرہ کا جاری ہونا بھی ضروری ہے اور سب سے پسندیدہ بحران نکسیر جاری ہونا ہے
اور اسکی وجہ سے مرض اور طبیعت مین بہت جلد فیصلہ ہو جاتا ہے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ نکسیر مادہ
مرض کا استیصال کر دیتا ہے (کیونکہ نکسیر کا بحران تمام بدن سے مادے کا استفراغ کر دیتا ہے
کیونکہ رگون کے اندر جو مادہ ہے اُسکا استفراغ نکسیر سے ہوتا ہے اور رگین باہم متصل ہین تو جبکہ
کسی رگ کے اندر سے کسی قدر مادہ مندفع ہوتا ہے تو اُسکے ذریعہ سے باقی رگون کا مادہ بھی
اُسکے ساتھ ساتھ دفع ہو جاتا ہے) اسکے بعد دست ہین پھر قے ہے پھر ادرار ہے پھر پسینہ ہے
پھر دنبل ہے (دنبل سب کے بعد اسلیے ہے کہ اُس سے بدن فضلات سے پاک نہین ہوتا
بلکہ یہ ہوتا ہے کہ فضلات ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہو جایا کرتے ہین) اور دنبل
کی وہان امید ہوتی ہے جبکہ مادہ غلیظ اور قوت ضعیف ہو اور پسینہ کی اُسوقت امید ہوتی ہے
جبکہ مادہ نہایت رقیق ہو اب اگر اس سے کم ہو اور مریض پر خون کا غلبہ ہو تو نکسیر پھوٹتی ہے اور اگر
مادہ رقیق حاد نہین ہوتا تو ادرار اور قے اور اسہال ہوتا ہے اور بعضے بحران ایسے بھی ہوتے ہین
جو بعض بعض اعضاء کے ساتھ مخصوص ہوتے ہین اور سوائے اُن اعضاء کے اور دیگر اعضاء مین
وہ بحران نہین پائے جاتے مثلاً سینہ کی بیماریون کا بحران تھوکنا ہے (کیونکہ سینے کی بیماریون
کا مواد اس راستے سے زیادہ آسانی اور خفت کے ساتھ نکلتا ہے اگرچہ انکا مواد کبھی پیشاب
اور کبھی دستون کے ذریعہ سے بھی مندفع ہوتا ہے مگر بہ نسبت تھوک کے یہ امر شاق اور دشوار پڑتا
ہے اسلیے کہ انہین اس بات کی ضرورت پڑتی ہے کہ پشت پر کی پھیلی ہوئی بڑی رگ کی طرف
اُس مادے کا اندفاع ہو اگرچہ یہ امر بہت بہتر ہے کیونکہ اسکے اندر پھیپھڑے اور قصبۂ ریہ کو کوئی
ضرر نہین پہونچتا) اور چیپڑ اور آنسو آنکھ کی بیماریون کا بحران ہے اور ناک بہنا اور کانون سے میل کا
نکلنا سر کی بیماریون کا بحران ہے اسی طرح کانون کے پیچھے دنبل کا نکلنا یہ بھی سر کی بیماریون
کا بحران ہے مین کہتا ہون نکسیر بہ نسبت سب بحرانون کے فیصلہ کرنے سے اسلیے زیادہ تر

قریب ہے کہ اکسیر مرض کے مادے کو مستاصل کر دیتی ہے یعنی ایک ہی مرتبہ مین باہر نکال کر پھینکدیتی ہے اُسکے بعد مادہ نکالنے مین دست ہین اسلیے کہ دستون مین یہ خوبی ہے کہ مجراے طبعی سے رقیق و غلیظ دونون مادون کو معًا نکالدیتے ہین اُسکے بعد قے ہے کیونکہ اس بات مین قے بھی دستون کے قریب قریب ہے یعنی اُسمین بھی قریب قریب اسی طرح اخراج مواد ہوتا ہے اور دست اور قے دونون سے بیشتر اوقات تنقیہ کامل ہو جاتا ہے بخلاف پیشاب اور پسینہ کے کہ اُنسے کامل تنقیہ نہین ہوا کرتا اور قے کے بعد ادرار ہے اسلیے کہ ادرار مادے کے نکالنے مین دستون کی طرح ہے یعنی جسطرح دستون سے غلیظ مادے کا اخراج ہوتا ہے اسی طرح ادرار بھی غلیظ مادہ کے نکالنے مین دستون کے قریب قریب ہے بخلاف پسینہ کے کہ اُس سے صرف رقیق مادے کا خروج ہوتا ہے اور دبیل سب بحرانون کے اعتبار سے ردی بحران ہے اسلیے کہ یہ بحران انتقالی ہوتا ہے اور نیز دبیل کا برآمد ہونا قوت کے ضعیف ہونے اور مادے کے غلیظ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور مؤلف نے جو یہ بیان کیا ہے کہ بحرانات مذکورہ اعضاے مذکورہ کے ساتھ خاص ہین اُسکی یہ وجہ ہے کہ طبیعت باذن پروردگار عالم مادے کو قصدًا آسان طریقہ سے دفع کرتی ہے اور بہ نسبت اعضاے مذکورہ کے یہ بحران سہل طریقہ سے مادے کو خارج کر دیتے ہین **مؤلف کہتا ہے** جسطرح شہر کے محافظ اور نگہبان پادشاہ پر جب کوئی حادثہ طاری ہوتا ہے تو لڑائی سے پہلے لشکر کے انتظام اور اُنکے شمار اور اُنکے سامان مہیا کرنے کے لیے مستعد ہو جاتا ہے پھر لڑائی کے قریب ہونے کے وقت ایک ایسا مکان تجویز کرتا ہے جس سے نکلکر دشمن کے مقابلے مین جاتا ہے اسی طرح بحران کے دن سے پہلے مادے کا نضج ہوتا ہے (یعنی مادے کا قوام معتدل اور قابل خروج ہو جاتا ہے تاکہ طبیعت کو اُسکا نکالنا آسان ہو جائے اسلیے کہ نہ رقیق مادہ بآسانی نکل سکتا ہے اور نہ غلیظ اپر جب کہ بحران ساتوین روز کا ہونے والا ہوتا ہے تو چوتھے روز پیشاب مین جھاگ اور اعتدال کے ساتھ غلظت ہونے لگتی ہے اور اُس دن سے پہلے اُسکی رنگت سفید ہو جاتی ہے اور اُس روز آتشی زرد ہو جاتا ہے اور یہی حال پاخانہ اور ریزش دہن وغیرہ کا بھی ہے کہ اُنمین بھی وہ بات ظاہر ہونے لگتی ہے جس سے نضج پر استدلال کیا جاتا ہے) اور جو اسباب اُسکے دفع کرنے کے ہین

اُن سب کو مہیا کر دیتا ہے مثلاً اگر اُس مادے کے اندر لزوجت ہے تو اُسکی لزوجت کو قطع کر دیتا ہے اور اگر رقیق ہوتا ہے تو اعتدال کے قریب اُسکو غلیظ کر دیتا ہے اور غلیظ کو ایسا رقیق کر دیتا ہے کہ بسہولت اُسکا خروج ہو سکے اور مواد کے نکلنے کے لیے مجاری کو کھول دیتا ہے پھر دفع کرنے کے لیے جہت اور عضو کو متعین کر دیتا ہے تاکہ اُس سے مادے کا خروج ہو جائے پھر جبکہ سانس تنگی کرے (کیونکہ جو آلات تنفس ہین اُنپر مادہ کا گذر ہوتا ہے اور مادہ تنفس کا مزاحم ہوتا ہے اور شکم کے پردون اور جھلیون اور عضلات کو اوپر کی جانب کشش کرتا ہے اسواسطے کہ مادے کی حرکت اسی طرف کو پائی جاتی ہے اور نیز یہ وجہ ہے کہ جب ابخرے اوپر کو چڑھ کر حجاب تک پہونچتے ہین تو اُس حجاب کو سمت عالی کی طرف اُٹھاتے ہین تاکہ اسمین درازی پیدا ہو اور اُسکے مسامات کشادہ ہو جائین تاکہ اُنکے اندر ابخرون کو نفوذ کرنے کی قدرت ملجائے اور اس صورت مین مراق اور جھلیون کا اوپر کو کھنچنا لازم ہے کیونکہ اس پردۂ مراق سے اور اُنسے اتصال ہے اور نیز اسلیے کہ اجوف ساعد جو رگ ہے جو وقت کہ مادہ اوپر کی طرف دفع ہوتا ہے تو اُسوقت اُسکے اندر امتلا ہوتا ہے لہذا وہ خواہ مخواہ آلات تنفس کے مزاحم ہوتی ہے) اور متلی ہونے لگتی ہے (متلی ہونے کا یہ سبب ہے کہ جو مادہ اذیت دہ ہے وہ فم معدہ مین آجاتا ہے اور معدے کے اُن سوراخون مین نفوذ کر جاتا ہے جو اُسکے پردے مین ہین پس معدہ بمقتضاے طبیعت اپنی حس کی وجہ سے اُسکے دفع کرنے کے لیے حرکت کرتا ہے اور چونکہ مادہ ابھی تک اسقدر قلیل ہے کہ اپنے دفع ہونے مین معدے کی اطاعت نہین کرتا اسوجہ سے جی متلانے لگتا ہے) اور نفس لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے (یہ اسلیے کہ جب یہ مادہ نفس کی اعتدالی حالت کا مزاحم ہوجاتا ہے تو نفس اپنی مزاحمت کی وجہ سے اپنے مجرائے طبعی پر اچھی طرح جاری نہین ہوتا بلکہ اسمین ایک قسم کا اضطراب اور لوٹ پوٹ پیدا ہو جاتا ہے) اور منھ مین تلخی ہو جاتی ہے (کیونکہ منھ کی سطح معدے کی سطح سے متصل ہے) اور فم معدہ مین درد ہوتا ہے (اسکی یہ وجہ ہے کہ مادہ کی لذع اور حدت کے سبب سے اور اُسکے اجزا مین تفریق کرنے کی وجہ سے معدے کو اذیت ہوتی ہے اسلیے کہ معدہ ایک ذکی الحس عضو ہے) اور نبض ساقط ہو جاتی ہے (اسلیے کہ فم معدہ کی طرف سے جب قلب کی جانب بخارات چڑھتے ہین تو اُنسے اذیت ہوتی ہے

اور دل ضعیف ہو جاتا ہے اور اسمین خفقان پیدا ہو جاتا ہے اسلیئے کہ ان دونون مین کامل مشارکت
ہے) اور آنکھون کے اندر تاریکی اور ظلمت ہو جاتی ہے (یہ بھی ابخرون کی وجہ سے) جو آنکھون کے
اندر اچھی طرح محسوس ہوتی ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ قوت باصرہ اپنے ارد گرد اُن جلے ہوے
ابخرون کا ادراک کرتی ہے جو معدے سے دماغ کی طرف چڑھتے ہین اور جب ان ابخرون کا
روح کے ساتھ اتصال ہو جاتا ہے تو اپنے ماسوا کی صورت اور روشنی پر پہونچنے سے مانع
ہوتے ہین پھر اسوقت مین نہ صورت کا ادراک ہوتا ہے اور نہ ضو کا اور تاریکی ہی تاریکی دکھائی
دیتی ہے) تو اسوقت مین مادہ بذریعۂ قے کے نکالا جائیگا پس اگر ثقل سماع اور کان کے اندر
بھنبھناہٹ اور آواز بھی محسوس ہو (کیونکہ ابخرۂ حادہ فضاے دماغ مین حرکت کرتے ہین
اور قوت سامعہ اُنکی آواز کا احساس کرتی ہے) اور سر مین شعلے سے بھڑکتے ہون (اس لیے کہ
دماغ اُن ابخرون کی وجہ سے گرم ہو جاتا ہے جو اُسکی طرف چڑھتے رہتے ہین اور اگر اسوقت مین
مادہ صفراوی ہوتا ہے تو اشتعال مین زیادتی اور شدت ہوتی ہے) اور آنکھون سے آنسو بہتے
ہون (یہ اسوجہ سے کہ گرم تر اور دموی ابخرون سے دماغ بھر جاتا ہے اور یہ ابخرے دماغ
کے غشاے غلیظ اور غشاے رقیق کے مضبوط ہونے کی وجہ سے اُنکے نیچے بند ہو جاتے ہین
اور بخرون کی کثرت کے وقت اُنسے اجزاے مائیہ دونون آنکھون کی طرف مندفع ہوتے ہین
کیونکہ ان دونون جھلیون کی انتہا دونون آنکھون پر ہوتی ہے کیونکہ انھین دونون جھلیون سے
دونون آنکھون کے طبقے بنے ہین پس اُنسے اجزاے مائیہ کا خروج ہوتا رہتا ہے اور
دونون آنکھین اپنے فطرتی ضعف کی وجہ سے اُنکو قبول کر لیتے ہین اور دونون آنکھون سے
اجزاے مائیہ بلا ارادہ نکلتے رہتے ہین) اور آنکھون کے سامنے سُرخ سُرخ بھنگے سے
اُڑتے ہوے معلوم ہون (یہ اسوجہ سے کہ دموی مادے سے اُسی رنگ مین رنگے ہوے
ابخرے جدا ہو کر روح باصرہ سے ملتے ہین اور روح باصرہ اس کیفیت سے متکیف ہو کر اُن کو
دیکھنے لگتی ہے اور وہ اُسکو متخیلہ صورتون مین اسی کیفیت اور اسی رنگ سے رنگے ہوے
نظر آتے ہین اور اگر مادہ بجاے دموی کے صفراوی ہوتا ہے تو وہ بخارات زرد زرد نظر آتے ہین
اور یہان پر زردی کی وہی وجہ ہے جو دموی مادہ مین سُرخی کی تھی اور یہانتک آنکھ کے سامنے

اُنکا تمثل ہوتا ہے کہ بیمار بمقتضاے عادت اُنکو موجود فی الخارج سمجھنے لگتا ہے بلکہ بعض بعض مریض اپنے ہاتھ سے اُنکو اُڑانے لگتا ہے کہ سامنے نہ رہین) اور چہرہ سُرخ ہو جائے (یہ اسوجہ سے کہ یہ حاد ابخرے سر کی طرف چڑھنے کے وقت اُس خون کو گرم کردیتے ہین جو اُس جگہ ہوتا ہے اور اُسکو رقیق کردیتے ہین اور اُسکے حجم کو بڑھا دیتے ہین پس خون باہر کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر ابخرے دموی ہوتے ہین تو خود بھی سُرخ ہو جاتے ہین اور سرخی کا سبب بھی بنجاتے ہین) اور ناک کے اندر خارش معلوم ہو (یہ اسوجہ سے کہ مادہ چونکہ کثرت سے جمع ہو جاتا ہے اسلیے باہر نکلنے کی خواہش مین تیزی اور لذع کرتا ہے اسواسطے طبیعت مادّے کو ناک کی طرف پھینکدیا کرتی ہے کیونکہ اس راہ سے مادہ بہت جلد نکلجاتا ہے اور طبیعت کا اثر صحیح ہو جاتا ہے) پس ان صورتون مین مادہ بذریعۂ نکسیر کے خارج ہوگا (یعنی یہ باتین بیشتر سے ہونا اس بات کی دلیل ہین کہ اسکا بحران نکسیر سے ہوگا) اور اگر نبض موجی ہو (یہ اسوجہ سے کہ جو باریک رگ مادّے کی تیز کرنے والی ظاہر بدن کی طرف توجہ کرتی ہے وہ نرم ہوتی ہے) اور جلد مین نمی اور تری ہو اور اُسمین نفخ ہو اور اُسکے اندر سرخی ہو (اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ جلد اپنی طرف حرارت پیدا کرنے والے مادہ کے آنے سے گرم ہو جاتی ہے تو خون ابخرون کی حرارت سے اُسکی طرف کشش کرکے رقیق پڑجاتا ہے اور خارج کی طرف توجہ کرتا ہے) تو یہ اسکی دلیل ہے کہ مادہ بذریعۂ پسینہ کے خارج ہوگا خصوصًا اُسوقت جبکہ قارورہ چوتھے دن رنگین ہو جائے (اسکی یہ وجہ ہے کہ قارورے کا رنگین ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت نے اُسکے اندر نضج کا عمل شروع کردیا ہے اور نیز قارورے کے رنگین ہونیسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مادے کے اندر نہایت لطافت پیدا ہوگئی ہے اور اُسکے اثر کا قبول کرلینا آسان ہوگیا ہے اور پیشاب کے ہمراہ یوم انذار کا خارج ہونا سہل ہوگیا ہے) اور ساتوین دن اُسکے اندر غلظت یعنی گاڑھاپن پیدا ہو جائے (یہ اسوجہ سے کہ جو چیز پیشاب کو رقیق کرنیوالی تھی وہ دوسری طرف متوجہ ہوگئی ہے) اور اگر آنتون کے اندر حدت کی وجہ سے مروڑ پیدا ہو جائے اور شکم بوجھل ہو جائے اور نیچے کی جانب پسلیون کی گڑیون مین تمدد پیدا ہو جائے اور معدے مین قراقر ہونے لگے (یہ اسوجہ سے کہ فضلات اپنے مندفع ہونے مین حرکت کرتے ہین اور اُن فضلون سے جو ریاح پیدا ہوتے ہین وہ جنبش کرتے ہین) اور پیٹ مین نفخ

ہوجائے (اسکی یہ وجہ ہے کہ شکم کے اندر ایسی کشش ہوتی ہے کہ چھونے والا اگر اسکو دبائے تو اچھی طرح نہ دب سکے اسکی وجہ یہ ہے کہ فضلات اور غلیظ ریاح شکم کے اندر بکثرت مجتمع ہوجاتے ہین) اور پشت کے اندر درد محسوس ہونے لگے (اسلیے کہ پشت امعاء کے قریب ہوتی ہے اور امعاء کے ممتلی ہونے کے وقت پشت دبتی ہے) اور پاخانے مین رنگت ہو اور جبکہ اس قسم کی علامتین نہون جیسے یہ پایا جائے کہ مادہ اوپر کی جانب حرکت کر رہا ہے تو یہ اسکی دلیل ہے کہ مادہ بذریعہ دستون کے خارج ہوگا خاصکر اسوقت جبکہ مرض صفراوی ہو اور خاصکر اس وقت جبکہ پیشاب سفید ہو حالانکہ مرض نہایت درجہ کا حار ہو (یہ اسوجہ سے کہ قارورے کا سفید ہونا باوجودیکہ مرض نہایت درجہ کا حار ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو مادہ قارورے کا رنگین کرنے والا ہے وہ رگون اور پیشاب کے عضوون سے کسی دوسری طرف متوجہ ہوگیا ہے) اور احشاء بالکل صحیح وسالم ہون یعنی انمین کسی قسم کی بیماری نہو اور اگر مثانہ کے اندر ثقل محسوس ہو اور پیشاب کے اندر تمام دنون مین غلظت اور کثرت پائی جائے اور اس قسم کی علامتین بھی نہون کہ مادہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوگیا ہے تو مادہ بذریعہ پیشاب کے اور پسینہ کے نکلیگا اور اس صورت مین صرف رقیق مادہ خارج ہوگا اسی وجہ سے اس صورت مین اکثر اوقات بحران کامل اور تام نہین ہوتا اور اگر مادہ کسی طرف مندفع ہوگا تو اس طرف کی مقابل سمت سے منقطع ہوگا یہی وجہ ہے کہ جس شخص کو پسینہ زیادہ آتا ہے اسکو پیشاب کم آتا ہے اور اسکے برعکس اور بیماری کے اعراض ہمیشہ شب کو شدت پکڑ جاتے ہین اسکی یہ وجہ ہے کہ شب کے وقت طبیعت سب کامون سے الگ ہوکر مادے کے پکانے اور پکا کر اسکے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے (کیونکہ شب کے وقت قوی اور ارواح اور حرارت غریزی بدن کے اندر متوجہ ہوتے ہین قوے کے اندر کو متوجہ ہونے کی تو یہ وجہ ہے کہ شب حواس ظاہری کے برتنے سے خالی ہوا کرتی ہے اور ارواح کے متوجہ ہونے کا سبب ظلمت اور تاریکی ہوتی ہے اور حرارت غریزیہ کا اندر کی طرف متوجہ ہونا اسکا یہ سبب ہے کہ ہوا سرد ہوتی ہے اور نیز یہ سبب ہے کہ طبیعت کا اتباع کرتی ہے اور نیز اسکا یہ سبب ہے کہ اسکا اصلی منشا یہ ہوتا ہے کہ انسان سو رہے اور آرام کرے اور دن کی تاب ومشقت کو رفع کرے پھر جبکہ مریض کو مرض کی تکلیف کیوجہ سے

اضطراب اور قلق ہوتا ہے تو خواہ مخواہ مرض کے اعراض شدت پکڑتے ہین اور اُنکی صعوبت اور سختی ظاہر ہوتی ہے اور نیز اُسکی یہ وجہ ہے کہ مریض رات کو تنہائی اور بیکسی کی وجہ سے جاگتا رہتا ہے اور اُسپر مرض کی تکالیف کا جھیلنا دشوار ہوجاتا ہے اور نیز اُسکا یہ سبب ہے کہ مواد شب کو بہ نسبت دن کے ہوا کی برودت کی وجہ سے کم تحلیل ہوا کرتے ہین تو خواہ مخواہ مرض کے اعراض شدت پکڑجاتے ہین) اور جس شخص کو بحران ہونے والا ہوتا ہے اُسپر اُسکا مرض اُس رات کو جو بحرانی بخار سے پہلے ہے دشوار اور صعب پڑجاتا ہے (یعنی بحران سے پہلی رات کو کبھی مرض مین صعوبت اور سختی پیدا ہوجاتی ہے یعنی مرض زور پکڑجاتا ہے اور یہ اسوجہ سے کہ بحران ایک حد فاصل ہے جو درمیان دو مقابل چیز دن کے واقع ہوتا ہے اور وہ دونون چیزین مقابل طبیعت اور مرض ہین) پھر اُس رات مین خفت ہوجاتی ہے جو اُسکے بعد آتی ہے (اسلیے کہ طبیعت بعد بحران کے محاربہ اور مقابلہ سے اعراض کرتی ہے خواہ بحران محمود ہو یا مذموم یعنی جید ہو یا ردی بحران محمود مین تو اعراض کرنے کا یہ سبب ہے کہ طبیعت مرض پر غالب آجاتی ہے اور اُسکو دفع کردیتی ہے مگر بحران مذموم مین اُسکے اعراض کرنے کا یہ سبب ہے کہ طبیعت کو بحران کے بعد محاربہ کرنے سے یاس اور ناامیدی ہوجاتی ہے اور اسیوجہ سے بیشتر اوقات موت قریب ہونے کے وقت یعنی افاقۃ الموت کی حالت مین بعض مریضون کی عقل درست اور صحیح ہوجاتی ہے اور اُنکے امراض کے اعراض کو سکون ہوجاتا ہے اور اُنکی قوت اور حرکت واپس آجاتی ہے) اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے گو کبھی اسکے خلاف بھی ہو **مین کہتا ہون** یہان سے مؤلف نے بحرانون کے متعلق جسقدر احکام بیان کیے ہین اُنکے متعلق جو کچھ کہ اسباب سابق ہین اُنپر وقوف پاکر سب کا احاطہ ہوسکتا ہے فلہذا اُنکی تعلیل کی کوئی حاجت نہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے بحران کے اقسام اور اوقات کا بیان شروع ہوتا ہے** بحران محمود کی یہ تعریف ہے کہ مادے کے کامل نضج کے بعد اُسکا تحقق ہو (اسلیے کہ جب مادے کا پورے طور سے نضج ہوجاتا ہے اُسوقت وہ استفراغ اور اخراج طبیعت کی مطاوعت کرتا ہے اور نضج سے پہلے مطاوعت نہین کرتا بلکہ حرکت مین آتا ہے اور ہرگز نہین برآمد ہوتا یا لطیف مادہ کا تو استفراغ ہوجاتا ہے اور کثیف مادہ بجنسہ باقی رہجاتا ہے پس وہ خواہ مخواہ طبیعت کی نافرمانی کرتا ہے) اور بحران کے ایام محمودہ

مین سے کسی دن مین واقع ہو (ایام محمودہ وہ دن ہین جنکے اندر طبیعت کو مرض کے برانگیختہ کرنے اور اُنکے اندر مادّے کی تحریک کی عادت ہے اور تجربہ سے اس بات کا علم ہوگیا ہے کہ یہ ایام طبیعت کے برانگیختہ ہونے کے ہین اور ان ایام مین جو بحران واقع ہوتا ہے وہ نہایت جید اور قوی ہوتا ہے) اور یہ بحران اُسی روز خوف بھی دلاتا ہے اور نیز یہ بحران محمود بذریعۂ استفراغ مادّے کے ہو نہ بذریعۂ انتقال مادے کے (جسطرح سے کہ حمی غب ہے کہ وہ یرقان کی طرف منتقل ہو جاتی ہے) اور بذریعۂ دبیل کے بھی نہو (اسلیے کہ دبیل کی صورت مین طبیعت دوسرے بحران کی محتاج رہتی ہے) اور اُس مادّے کا استفراغ جو مرض کا پیدا کرنے والا ہے بحسبت مناسب ہو (یعنی اگر مادہ غلیظ ہو تو اُسکا استفراغ بذریعۂ دستون کے ہو اور اگر مادہ رقیق ہے تو اُسکا استفراغ بذریعۂ پسینہ کے ہو اسلیے کہ اس طور پر مادے کا اخراج طبیعت پر زیادہ آسان اور سبک ہوتا ہے کیونکہ اگر غلیظ مادّے کا استفراغ بذریعۂ پسینہ کے ہوگا تو پورے طور سے اُسکا نکلنا غیر ممکن ہے) اور بیمار آسانی کے ساتھ استفراغ کی برداشت کرسکتا ہو (اسواسطے کہ حسب برداشت اور تحمل اس مریض کے مادے کا استفراغ ہوگا تو یہ اس بات پر دلالت کریگا کہ استفراغ فاسد اور موذی مادے کا ہے نہ سالم اور اچھے مادے کا ورنہ ضرر اور ضعف اُسکے بعد ضرور لاحق ہوتا) اور اسکے بعد مریض کو راحت اور آرام حاصل ہو اور جس شخص کے اخلاط محمود ہون اور وہ مریض ہو اور شروع مرض سے نضج کی علامتین قارورے وغیرہ مین ظاہر ہون تو یہ امن کی علامت ہے اور اگر مرض کے ساتھ خطرناک علامتین ظاہر ہون تو خوشی یعنی صحت اُنکے ساتھ کامل طور سے ہوگی اسلیے کہ اسوقت مین بحران بہت ہی جلد ہونے والا ہوگا کیونکہ یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت باوجود اپنی کمال قوت کے تمام کامون سے اعراض کرکے ہمہ تن مرض کی طرف مشغول ہے اور نیز مادہ نضج کو قبول کرنے والا ہے اور نہایت آسانی کے ساتھ دفع ہونے کے لیے مستعد ہے) اور بحران ردی وہ بحران ہے جو اپنے علامات کے اعتبار سے بحران محمود کے مخالف ہو مثلاً یہ صورت ہے کہ بحران نضج مادے کے پہلے اور منتہاے مرض سے پیشتر ہو (اس واسطے کہ امراض بلغمیہ کا بحران اس وجہ سے وقت انتہا تک دیر کرتا ہے کہ طبیعت ان امراض مذکورہ کے اندر مادّے کے پکانے اور جید کو ردی سے جدا کرنے کی قوت اور صلاحیت رکھتی ہے اور طبیعت کو

مادّے کے پکنے تک اور اُسکے دفع کرنے تک مرض کے ساتھ مقابلہ اور تاب لانا ممکن ہوتا ہے
بخلاف اُس بحران کے جو شروع مرض مین ہوتا ہے اور اُسکے ردی ہونے کا یہ سبب ہے
کہ یہ بحران اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ ردی مادہ طبیعت کو حقیر اور مقہور کردیتا ہے اور وقت مقررہ سے
پہلے اُسکو حرکت دینے کی احتیاج دلواتا ہے) اور بقراط اس بحران کو سابق سبل سے نامزد کرتا ہے
اور یہ بحران اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت مقہور ہوچکی اور مابعد زمانہ نضج تک طبیعت مرض
کی تاب مقاومت نہین لا سکتی جسطرح سے کہ بادشاہ استعداد پیدا کرنے سے پہلے لڑائی کے لیے
نکلے ایسی صورت مین وہ لامحالہ مغلوب ہوگا مین کہتا ہون جسوقت کامل طور سے مادّے کا
نضج ہوجائیگا تو مادّہ نکلنے کے لیے طبیعت کا مطیع اور فرمانبردار ہوگا اور جب یوم انذار کے بعد جس روز
بحران کا انذار تھا اُس یوم محمود مین بحران پڑے تو وہ اُسی قاعدے پر واقع ہوگا جسکو طبیعت چاہتی
ہے اور بحران انتقالی جو بذریعہ دبیل کے ہوتا ہے وہ اس بات پر دلالت کیا کرتا ہے کہ قوت ضعیف
اور مادّہ غلیظ ہے اور جو جہت مناسب ہوتی ہے وہ طبیعت پر آسان اور سہل ہوتی ہے اور
جس بحران کے بعد راحت حاصل ہو وہ اس بات پر دلالت کیا کرتا ہے کہ جسطرح چاہیے تھا
بحران واقع ہوا ہے اسی لیے مؤلف نے جو علامتین بیان کی ہین وہ اس بات پر دلالت کرتی
ہین کہ بحران محمود ہے اور بحران ردی کی یہ علامتین بخلاف ان علامات کے ہین جو بحران کے اندر
ذکر کی ہین مثلاً بحران قبل پکنے مادہ کے یا قبل وقت منتہی کے ہوا اسلیے کہ بحران کا قبل از نضج اور
قبل از منتہی ہونا قوت کے عاجز ہونے اور مریض کے ہلاک ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اسکا
نام بقراط نے سابق السبل اسلیے رکھا ہے کہ اُسکا ورود قبل از وقت ہوتا ہے اور انحفاز کے معنی
دفع ہونے کے ہین (جو مؤلف کے قول ویدل علی انحفاز الطبیعۃ وقلۃ صبرہا علی المرض الی ما بعد النضج
مین واقع ہے اور چونکہ یہان پر انحفاز کا مفعول طبیعت واقع ہوا ہے اسیلیے بمقتضائے مقام
اندفاع سے یہان وہ معنی مراد ہین جو اُسکو لازم ہین یعنی انقہار یعنی مغلوب ہوجانا ہان اگر اُسکی اضافت
مادّے کی جانب ہوتی تو اُسکے حقیقی معنی مراد ہوتے یعنی دفع ہوجانا) اور یہ لفظ عرب کے اس
قول حفزتہ سے ماخوذ ہے اور یہ لفظ اُس مقام پر بولتے ہین جب کہ متکلم کسی شخص کو
پیچھے سے آگے کو ڈھکیل دے **مؤلف کہتا ہے یہان سے بحران محمود**

اور بحران ردی کی علامتون کا بیان شروع ہوتا ہے بحران محمود کی

یہ علامتین ہین کہ مریض مرض کو بآسانی برداشت کرلے (یہ اسوجہ سے کہ اُسکا دل قوی ہے اور اُسکی حرارت زیادہ ہے اور دماغ کی قوت حس وحرکت کے متعلق خوب ہے) اور قوت بدستور ثابت رہے اور ظاہری جلد اور چہرہ اپنی طبعی حالت پر بدستور قائم وثابت رہے اور بھوک کی خواہش بھی بدستور ہو اور نیند سے فارغ ہونے کے بعد طبیعت ہلکی ہوجائے (کیونکہ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حرارت عزیزیہ بکثرت ہے اور طبیعت کا غلبہ ہے اور مادّے کے اندر بہت کم ردارت ہے یہانتک کہ طبیعت اُسکی اصلاح پر تھوڑی مدت مین قدرت پا سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب مریض کا اس قسم کا حال ہوگا تو طبیعت پورے طور سے اُسکے اصلاح کرنے پر اور اتنے عرصے مین اُسکے دفع کرنے پر جتنی مدت مین طبیعت کی شان سے اُسکا دفع کردینا ہی پوری قدرت رکھتی ہے) اور طبعی اور اعتدالی حالت پر سونا اور جاگنا ہو اور تمام بدن مین علی السویہ حرارت پائی جائے (اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اعضائے اصلیہ ورم سے صحیح وسالم ہین کیونکہ اگر اعضاء کے اندر مختلف طور سے حرارت ہوگی مثلاً دونون ہتھیلیان اور دونون پائون ٹھنڈے ہوجائین تو اس اختلاف سے یہ بات معلوم ہوگی کہ اعضائے شریفہ کے اندر ورم ہے اسواسطے کہ ایسی صورت مین طبیعت ورم کی طرف مقابلے کے لیے اور نضج مادّے کے لیے اندر کی طرف متوجہ ہوگئی ہے) اور نبض قوی اور عظیم اور منتظم ہو (اسلیے کہ اُسکے منتظم ہونے سے دل کی قوت اور اُسکے صحیح وسالم ہونے پر دلالت ہوگی) اور عقل درست ہو (یہ اسوجہ سے کہ اسوقت مین دماغ قوی ہے اور اُسکے سب افعال سلیم ہین اور حاصل یہ ہے کہ بحران کے علامات جیدہ یہی ہین کہ مریض اپنے سب حالات مین تندرستون کے مشابہ ہو پس جسقدر مشابہت زیادہ ہوگی اُسی قدر علامات بھی جید ہونگے کیونکہ یہ مشابہت جبھی ہوتی ہے جبکہ مریض کی صحت مین کچھ تغیر وتبدل نہین ہوتا اور مرض مین ضعف ہوتا ہے) اور اُسکو معالجہ سے نفع حاصل ہو (کیونکہ یہ اسکی دلیل ہوگی کہ طبیعت قوی ہے اور مقاومت کے وقت مرض پر غالب آئیگی) اور استفراغ سے بھی نفع حاصل ہو اور باوجود قوی ہونے قوت کے جید علامتین جلد صحت پانے پر دلالت کرتی ہین اور باوجود ضعف کے دیر مین صحت پانے پر دلالت کرتی ہین (اسلیے کہ قوت تو وہی چیز ہے

جسکی وجہ سے طبیعت مرض کا مقابلہ کر کے اسکو دفع کرتی ہے پھر اگر باوجود قوت کے قوی
ہونے کے عمدہ علامتین بھی پائی جائینگی تو مرض بہت جلد جاتا رہیگا اور اگر ان علامتون کے
ساتھ طبیعت ضعیف ہوگی تب بھی مرض تو جاتا رہیگا لیکن اُسکے جانے مین دیر لگے گی اور اگر
ردی علامتین یعنے وہ علامتین جو جید علامتون کے خلاف ہون غایت درجہ پر پہونچ جائینگی
تو وہ موت پر دلالت کرینگی پس اگر ردی علامتون کے ساتھ قوت قوی ہوگی تو مرض طول
پکڑ جائیگا اُسکے بعد وہ ہلاک ہوجائیگا (اسکی یہ وجہ ہے کہ حکماے سلف نے مریض کی قوت کو بوجھ
اُٹھانے والے مزدور سے تشبیہ دی ہے اور مرض کی قوت کو اُس بوجھ سے تشبیہ دی ہے جس کو
وہ مزدور اُٹھائے ہوے ہو اور مرض کی مدت کو اُس مسافت سے تشبیہ دی ہے جسکو وہ طے کرتا ہے
پس اگر مزدور مین زیادہ قوت ہوگی تو دور کی مسافت تک بھی وہ برابر بوجھ کو لیجا سکتا ہے اور اپنی
قوت کی وجہ سے وہ اپنے مقصد تک پہونچ جائیگا اور اگر قوت ضعیف ہوگی یا بوجھ قوت سے
زیادہ گران ہوگا تو صورت مذکورہ سے خلاف صورت واقع ہوگی) اور اکثر اوقات مہلک علامتین
عارض ہوتی ہین اُسکے بعد بحران صالح عارض ہوتا ہے اور مادہ مندفع ہوجاتا ہے تو بیمار بچیگا
اور تندرست ہوجاتا ہے لہذا قوت پر بھروسہ کرنا ضروری ٹھہرا اور اکثر اوقات مہلک علامتون
کے ساتھ ضعف قوت کی معیت ہوتی ہے تو اس وقت مین طبیعت کو مرض کے دفع
کرنے سے مایوسی ہوجاتی ہے اور قوتین شکست پاکر اپنے مبدء کی طرف توجہ کرتی ہین
تو اسوقت مین طبیعت کو اجتماع کی وجہ سے ایک قسم کی قوت حاصل ہوجاتی ہے اور وہ اسوقت
مرض پر غالب آکر اُسکو مقہور کر دیتی ہے اور کبھی موت کے قریب امراض کی شدتون مین خفت
آجاتی ہے اور اسکا یہ سبب ہوتا ہے کہ طبیعت اپنی حیات سے مایوس ہوکر مرض کے ساتھ مقابلہ
اور مجاہدہ چھوڑ دیتی ہے پھر مریض کو راحت معلوم ہوتی ہے اور جتنے زمانے تک اُس کی
زندگی باقی رہی ہے اُس زمانے تک سکون رہتا ہے اور اسکے بعد اُسکو موت آجاتی ہے اور
اکثر اس وقت نبض ساقط ہوجایا کرتی ہے اور اگر ہوتی بھی ہے تو نملی ہوتی ہے یعنی چیونٹی کی
سی حرکت ہوتی ہے مین کہتا ہون جو کچھ علامتین مؤلف نے ذکر کی ہین وہ تو ظاہر
ہین لیکن کچھ انھین کے اندر علامتون کا انحصار نہین ہے بلکہ بحران محمود کی علامتونکے منجملہ

یہ علامتین بھی ہین کہ سانس اپنی طبعی حالت پر رہے اور پرہیز چھوڑ دینے سے کسی قسم کا ضرر نہ محسوس ہوا اور مریض تمام چیزون پر نظر اور التفات اسی طرح کرے جسطرح تندرست لوگ دیکھا اور توجہ کیا کرتے ہین اور اُسکے اخلاق مین کسی قسم کی کجی اور خرابی نہو اور طبیعت بشاش اور خوش رہے اور لبون پر تازگی اور طراوت پائی جائے اور اچھے اچھے خواب نظر آئین اور رات کو اور شروع دن مین نیند بھی معمولی طورسے آئے اور ہر کسی کو زیادہ سخت سُست نہ کہے اور احوال قریبہ کو آسانی کے ساتھ برداشت کرتا ہو اور بحران ردی کی علامتین ان علامتون کے برخلاف ہوتی ہین اور طب کی کتابون مین جو بحران کی ردی علامتون کا ذکر متفرق طور پر پایا جاتا ہے اُن سب کو صاحب حاوی نے اپنی کتاب کے ایک ہی باب مین ذکر کر دیا ہے پس جسکا یہ جی چاہے کہ اُن کو معلوم کرے تو اُسکو چاہیے کہ اُس کی کتاب کے اس باب کو خوب غور سے دیکھ لے

مؤلف کہتا ہے یہان سے یہ بیان ہے کہ ایام بحران کا علم کیونکر ہوتا ہے ایام بحران پر واقف ہونے کا عمدہ اور بہتر طریقہ استقرا اور تجربہ ہے اور اُسکی لم یعنی حقیقت اور علت یہ ہے کہ چاند کو تغیرات لازم ہوتے ہین (اُسکے نور کی کمی بیشی کی وجہ سے) جس سے رطوبتون مین بھی تغیر ہوتا رہتا ہے کیونکہ رطوبتین دورے کے ختم ہونے کے وقت کم ہوجایا کرتی ہین اور دورے کا تمام ہونا چاند سورج کے اجتماع اور نور کے نہونے کے وقت ہوا کرتا ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ چاند کو سورج سے جسقدر بُعد ہوتا جاتا ہے اُسی قدر چاند کا نور زیادہ ہوتا جاتا ہے اور جسقدر بُعد گھٹتا ہے اُسی قدر نور گھٹتا ہے) اور رطوبتین اُسکے نصف دورے کے وقت بڑھتی ہین اور یہ بات وقت محاذات اور کمال نور کے ہوتی ہے پس اُن رطوبتون کے لیے اُسکے نصف حصہ مین نصف دورہ ہوتا ہے اور یہ وقت تربیع کا ہے اسمین ضرور تغیر ہوتا ہے (اور یہ تغیر دو قسم کا ہوتا ہے یا تو زیادتی کے ساتھ یہ تو پہلی تربیع ہے اور یا نقصان اور کمی کے ساتھ اور یہ دوسری تربیع ہے اور اسی طرح سے رطوبتون کے لیے بھی نصف تربیع تغیر ہوتا ہے اور اسپر چند دلیلین ہین جنمین سے ایک تو یہ ہے کہ ہر مہینے کے نصف اول مین ہر روز کھلی طور سے دریا اور چشمے بڑھا کرتے ہین جسکا نام مد ہے پھر چاند اور سورج کے جمع ہونے تک گھٹ جایا کرتے ہین اور اسکا نام جزر ہے اور اس امر کا اندازہ وہی لوگ

خوب کرسکتے ہین جو دریاؤن کی آمد و رفت اور اُنکی تلاش کرتے ہین اور دوسری دلیل یہ ہے کہ
جانورون کے دماغ چاند کے نور کے زیادہ ہونے کے وقت زیادہ ہوجاتے ہین اور اُسکے
گھٹنے کے وقت کم ہوجاتے ہین آور تیسری دلیل یہ ہے کہ درختون کے پھل نور کے زیادہ ہونیکے
وقت بڑھتے ہین اور خوب پکتے ہین اور ان امور کے اندر چاندنی کی اسیلئے تخصیص ہے کہ
بہ نسبت کل سیارون کے اس عالم سے زیادہ قریب چاند ہی ہے آور اسکی یہ وجہ ہو کہ بہ نسبت
تمام سیارون کے اسکی چال سریع ہے پس چاند اپنی تیزی رفتار سے دیگر سیارون کے انوار
سے نفع حاصل کرتا ہے اسی لیے اس سے امور عجیبہ پیدا ہوتے ہین آور نیز اسکا یہ سبب ہے
کہ چاند کے کامل النور اور ناقص النور ہونے کے مطابق شدت کے ساتھ تغیر رہتا ہے اگرچہ
اور سیارون کے اندر بھی تغیر کی شان ضرور ہے مگر بہ نسبت چاند کے بہت گھٹی ہوئی ہو اسی لیے
اس عالم کے رطوبتون کے تغیرات کو بہ نسبت کل سیارون کے چاند کی طرف منسوب کرنا
زیادہ انسب ہے) پھر جو تغیر کہ مادہ مرض کے اندر ان ایام مین ہوتا ہے وہی بحران کے ساتھ
نامزد ہے (اسیلئے کہ ان ایام مین اس مادے کے اندر کلی تغیر پیدا ہوتا ہے مگر جو تغیر دونون تربیعون
کی تضعیف مین واقع ہوتا ہے اُسکو اطبا نے بحران مین نہین شمار کیا اسیلئے کہ یہ تغیر بہ نسبت
تغیرات سابقہ کے ضعیف ہوتا ہے بلکہ اس تغیر کو ایام انذار مین شمار کرتے ہین لیکن جو بحران کہ
ان ایام مین واقع ہوتا ہے وہ یا توان اسباب سے ہوتا ہے کہ وہ طبیعت کو ان ایام کے
پہلے محاربہ اور مقابلہ کی احتیاج دلواتے ہین آور یا ان اسباب سے ہوتا ہے کہ جو طبیعت کو
محاربہ سے روک رکھتے ہین یہان تک کہ ان ایام سے طبیعت کو پیچھے کردیتے ہین) اور اجتماع
شمس و قمر سے دوسری مرتبہ اجتماع تک تقریباً انتیس دن اور دن کا خمس اور سدس حصہ ہوتا ہے
اور خمس و سدس کا مجموعہ تمام دن کے ثلث کے قریب ہوتا ہے کہ اُس سے زمانہ اجتماع کا اجتماع
تک ناقص و کم ہوتا ہے اور کمی کا زمانہ ڈھائی دن اور اُسکا تہائی حصہ تقریباً ہے پس بعد کمی زمانہ
کے مستثنیٰ ہوجانے کے مدت دودورے کی ساڑھے چھبیس روز باقی رہے پس بحران شروع
مرض سے ستائیسوین دن واقع ہوگا (شروع مرض وہی وقت ہے جسمین افعال صحیحہ کا ضرر
ہونے لگے اور وہ وقت مراد نہین ہے جسمین مریض اپنے آپکو بستر مرض پر ڈال دے اسیلئے کہ بعض لوگ

ایسے ہین جو اپنی ہمت کے سبب سے کئی کئی روز تک مرض کو ٹالتے رہتے ہین اور بستر مرض پر نہین گرتے) اور ستائیسوین دن کا نصف حصہ تیرہ ۱۳ دن اور ایک دن کا نصف حصہ ہوتا ہے تو چودھوین دن بحران ہوا قع ہوگا اور ستائیس دن کا ربع اور ساڑھے تیرہ دن کا نصف ساڑھے چھ دن اور دن کا ثمن حصہ ہے تو اسوقت مین ساتوین دن مین بحران ہوگا پس یہ ایام مذکورہ بحران کے دن ہین۔ (کیونکہ انھین ایام مذکورہ مین پورا تغیر واقع ہوتا ہے) **مین کہتا ہون** اس بات کا حکم کرنا کہ یہ بحران کا دن ہے اور یہ بحران کا دن نہین ہے اسکا مبنی چاند کے حالات کے مختلف ہونے پر ہے اور ایام بحران کا قمر کے حالات کے مختلف ہونے پر مبنی ہونا استقرار سے معلوم ہوتا ہے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ اطبا نے بذریعۂ استقرار کے اس بات کو جان لیا ہے کہ تمام عالم کی رطوبتین چاند کے تغیرات یعنی نور کی کمی بیشی کے موافق متغیر ہوتی ہین چنانچہ دریاؤن کے اندر اُسوقت زیادتی ہوتی ہے جبکہ قمر کے نور کی زیادتی ہوتی ہے اور جب اُسکے نور مین کمی ہوجاتی ہے تو دریا بھی گھٹنے لگتے ہین اور یہی حال پستان کے اندر کے دودھ کا ہے اور یہی حال موادکا ہے کہ جبوقت چاندکا نور زیادہ ہوتا ہے تو اُنکی حرکت ظاہر کی طرف ہوتی ہے یہانتک کہ بدنون مین فربہی معلوم ہوتی ہے اور جبوقت نور ماہتاب کا کم ہوجاتا ہے تو انکی بھی حرکت باطن کی طرف ہوتی ہے اور یہی حال پھلون کا ہے کہ اُسکے نور کے زیادہ ہونے کے وقت بڑھنا اور پکنا شروع ہوتے ہین اسی لیے جو لوگ وہان کے رہنے والے ہین اُنکے بڑھنے اور پھلنے کے وقت ایک قسم کی آواز سنتے ہین اور نیز اکثر اوقات یہ بات ہوتی ہے کہ عورتون کا جو حیض بند تھا وہ جاری ہوجاتا ہے اور جو لوگ کہ چاندنی مین سوتے ہین تو اُنکو بکثرت نزلون کی تحریک ہوتی رہتی ہے اور اُنکے دماغون مین ثقل اور اُنکے بدنون مین استرخا اور اُن کے حرکات مین فتور یعنی سستی محسوس ہوتی ہے اور نیز یہ بات بھی ضرور ہے کہ حیوانات کے گوشت اگر چاندنی مین رکھدیے جائین تو اُنکی خوشبو اور مزہ مین بد ہی تغیر پیدا ہوجائیگا بہ نسبت اس بات کے اگر اُنکو اندھیرے مین رکھدیا جائے تو اُنمین زیادہ تغیر نہ پیدا ہوگا اور نیز دریاؤن کی مچھلیان ہر مہینے کے نصف اول مین پانی کی تہ سے اوپر کو تیر آتی ہین اور اسی طرح شروع مہینے سے پندرھوین تاریخ تک مچھلیان فربہ رہتی ہین اور اس زمانے کے بعد اخیر چاند تک وہ فربہی نہین رہتی اور یہی حال ہے

درختون کا کہ جو مہینے کے نصف اول مین چھانٹے جائینگے اُنکے اندر خوب قوت ہوگی اور خوب
ثمریاب ہونگے بخلاف اُن درختون کے جو پچھلے مہینے مین چھانٹے جائین اُنکے اندر نہ تو ایسی قوت
ہوگی اور نہ خوب ثمریاب ہونگے اور یہی حال چشمون کا ہے کہ اُنکو شروع ماہ سے پندرھوین تاریخ
تک تو خوب جوش رہتا ہے اور بعد پندرہ دن کے اُنکے جوش مین کمی شروع ہو جاتی ہے اور
ان امور کو وہی شخص خوب معلوم کرسکتا ہے جو انکے اندر تامل کرے اور یہ سب باتین بحکمت الٰہی
ہوتی ہین انسانی عقل اُنکے ادراک سے عاجز ہے اور جب یہ بات استقراء سے معلوم ہو چکی
اور اسمین کبھی شک نہین کہ مادہ مرض بھی منجملہ رطوبات عالم کے ایک رطوبت ہے توجسطرح سے
دیگر رطوبات عالم کو قمری تغیر سے تغیر عارض ہوتا ہے اسی طرح سے مادہ مرض کو بھی کیونکہ جب اُسکا
رطوبت ہونا ثابت ہو چکا تو اسمین تغیر کا عارض ہونا بھی ایک لابدی امر ہوگا اور اگر کوئی شخص یہ
اعتراض کرے کہ جو تقریر ایام بحران کے متعلق تمنے کی ہے وہ اُسوقت صحیح اور تندرست ہوسکتی
ہے جب کوئی شخص شروع مہینے مین بیمار ہو تا کہ چودھوین تاریخ اُسکے ابتداے مرض سے چودھوین
دن واقع ہو اور یہ بات کچھ ضروری اور لازمی نہین ہے بلکہ جسطرح شروع ماہ مین مرض کی بدایت
ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی تو ممکن ہے کہ کوئی درمیان مہینے کے بیمار ہو جائے اور چودھوان دن
اُسکے شروع مرض سے مہینے کی چودھوین تاریخ نہ پڑے (بلکہ اخیر ماہ مین اُسکا چودھوان دن
ہوگا پس اس صورت مین تمھارا قاعدہ غلط ہوا پس کس طرح تمنے مطلقاً یہ حکم مذکور لگا دیا) تو ہم
اسکے جواب مین یون کہینگے کہ اس نے یہ مراد ہے کہ جس روز مرض کا بدایت اور حدوث ہوتا ہے
اُس روز چاند ایک خاص حالت پر ہوتا ہے اور جس مرض کا وقوع اول مرض سے لیکر چودھوین دن
ہوتا ہے اُسروز بھی چاند پہلی حالت سے متغیر ہو کر دوسری حالت کے اختیار کرنے مین بلا شک
مستقل ہوتا ہے پس خواہ مخواہ اُسکی تاثیر متغیر ہوتی ہے اور اسی طرح سے ساتوین دن کے اندر
کلام ہے کہ وہ یوم تربیع ہے اور یہ بات جمیع امراض کے اندر جاری ہے خواہ اس مرض کا حدوث
شروع ماہ مین ہو یا درمیان ماہ مین یا اخیر ماہ مین مگر ہان اتنا فرق ضرور ہے کہ اگر مرض کا حدوث
اخیر ماہ مین ہوگا تو اُسکے اندر تغیر و انقلاب کا واقع ہونا ظاہر تر اور روشن ہوگا اور جب تم ہماری
تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کر چکے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ چاند کا کامل دورہ یعنی چاند سورج کے

اجتماع سے دوسرے اجتماع تک کا زمانہ قریب قریب انتیس دن اور ایک دن کا سدس و خمس حصہ یعنی تہائی دن ہوا یعنی انتیس دن اور تہائی دن اور تقریبًا اسلیے کہا ہے کہ خمس و سدس کا مجموعہ کسی قدر ثلث سے زیادہ ہوتا ہے اسلیے کہ تیس کے اعتبار سے یہ گیارھوان حصہ ہے اور تیرھوان حصہ پس خمس اور سدس ایک ثلث اور ثلث کا دسوان حصہ ہوا کیونکہ اس مدت کے اندر چونکہ چاند نور سے خالی ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ اُسکا اثر اور فعل نہو اور اُسکا اثر جو کسی چیز کے اندر ہوتا ہے تو اُسکا سبب اور منشاء اُسکا نور ہی ہوتا ہے پس جبکہ وہ اس سے گم ہو گیا تو اُسکے دورے کی مدت ساڑھے چھبیس روز باقی رہے لہذا ستائیسوان روز یوم البحران ہوا اسلیے کہ یہ وہ دن ہے جسکے اندر چاند کو تغیر عارض ہوتا ہے اور تغیر کیا ہے تغیر اجتماع اور ستائیس روز کا نصف زمانہ بھی یوم بحران ہوا اسلیے کہ یہ تغیر تغیر تربیعی ہے جسکی وجہ سے وہ ایک ضد سے دوسری ضد کی طرف منتقل ہوتا ہے اور وہ دو ضدین اجتماع اور مقابلہ ہین **مؤلف کہتا ہے** ہر بحران کے لیے یوم انذار ضرور ہوتا ہے جسمین ایک قسم کا تغیر ہوتا ہے (جبطرح لڑائی کے دن کے لیے ایک دن ایسا ضرور ہوتا ہے جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہان لڑائی ہونے والی ہے) اور کوئی دن کسی دن سے اولیٰ اور بہتر نہین ہے پس ضرور ہے کہ اولیٰ اور بہتر دن وہی نصف دن ہو اور اس کا نصف تین روز اور ایک دن کا چوتھائی حصہ اور سولھوان حصہ ہے پس یوم انذار چوتھے روز ٹھہرتا ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ اس روز مین ایک قسم کا تغیر ہوا کرتا ہے مگر چونکہ اس روز ضعیف تغیر ہوتا ہے اسلیے اس کو یوم بحران مین نہین شمار کیا گیا اور اسکا یہ سبب ہے کہ چاند کی دو شکلین ہوتی ہین (۱) واضح (۲) خفی اور واضح اشکال آٹھ ہین چار قوی ہین اور چار ضعیف) الا اگر یہ مرض مثل بخار غب کے ہوا سلیے کہ بحران اور انذار بیشتر یوم نوبت کے اندر واقع ہوتا ہے پس باعتبار جلدی کرنے طبیعت کے تیسرے یا پانچوین دن انذار ہوتا ہے اسوجہ سے کہ طبیعت مادے سے مقہور اور مغلوب ہو جاتی ہے اور یا اسلیے کہ اُسکو کامل نضج کے انتظار مین تاخیر ہو جاتی ہے **مین کہتا ہون** یوم انذار وہ دن ہے جسکے اندر کسیقدر تغیر اور انقلاب واقع ہو جس سے اُس بحران پر استدلال کیا جاتا ہے جو اُسکے بعد آنے والا ہوتا ہے اور یوم انذار مین کوئی فصل نہین واقع ہوتا استقرار سے یہی معلوم ہوا ہے اور یوم رابع ساتوین دن کا خوف دلانے والا ہے اسلیے کہ چوتھا دن

سانوین دن کا نصف زمانہ ہے اور نصف دن سے بہتر کوئی دن انذار کے لیے نہین ہے
اسلیے نصف دن انذار کے لیے مقرر کیا گیا اور بحار غب وغیرہ کو اسلیے مستثنیٰ کیا گیا کہ استقراء
سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اسکا انذار اور بحران بیشتر اوقات نوبت ہی کے دن واقع ہوتا ہے
مؤلف کہتا ہے اطباء نے تین ربع کو گیارہ دن اور تین ہفتہ کو بیس دن مقرر کیا ہے
اور اسکے متعلق اُنکا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ جب حساب دن سے زیادہ بڑھکر شامل اور مستغرق
ہوتا ہے تو جدا کر دیتے ہین اور اگر مستغرق نہین ہوتا تو اُن ربعون کا وصل کر دیتے ہین تو اُنھون نے
دو رابعون کو متصل اور تیسرے کو منفصل یعنی جدا مقرر کیا ہے اور پہلے اور دوسرے ہفتہ کو منفصل کر دیا
ہے اور تیسرے ہفتہ کو دوسرے ہفتہ کے ساتھ متصل کر دیا ہے اور اسکا یہ سبب ہے کہ پہلا رابوع
تین دن اور دن کا چوتھائی حصہ اور اُسکا سولھوان حصہ ہوتا ہے اور یہ نصف دن سے کم تر
پس اسوجہ سے اطباء نے دوسرے رابوع کو ملا لیا پس دو رابوع ساڑھے چھ روز اور اُسکا آٹھوان حصہ
ہوتے ہین اور مجموعہ نصف دن سے زیادہ ہو گیا پس اُنھون نے اسکو پورا دن مقرر کر لیا اور رابوع
ثالث یعنی تیسرے رابوع کی بدایت آٹھوین دن سے ہے اور یہی حال ہفتون کا بھی ہے اسلیے کہ پہلا
ہفتہ ساڑھے چھ روز اور دن کا آٹھوان حصہ ہے پس اُنھون نے اُسکو پورا دن مقرر کر لیا اسلیے کہ وہ
نصف سے زیادہ ہے پس دوسرے ہفتہ کا شروع آٹھوان دن ہوگا اور دونون ہفتون کا مجموعہ
سوا تیرہ روز کا ہوتا ہے اور ربع حصہ نصف روز سے کم ہے پس اُنھون نے تیسرے ہفتے کو
اس سے ملا دیا پس تیسرے ہفتہ کی بدایت تو چودھوین سے ہوئی اور اُسکا اخیر بیسوان دن ہے
مین کہتا ہون جتنے بحرانی تغیرات ہین وہ بیشتر اوقات ایام مرض کے رابوع اور سابوع پر
جاری ہوتے ہین پھر اُنکے اربعینات پر اور اطباء نے جب اسکا تجربہ کر لیا ہے تب اسپر عمل کیا ہے
اور انھون نے تین رابوع گیارہ روز کے مقرر کیے ہین اور تین سابوع یعنی تین ہفتہ بیس روز کے
مقرر کیے ہین اور ان دونون حسابون کے اعتبار سے اُنھون نے یہ سلسلہ ایک چلہ تک جاری
رکھا ہے اگرچہ ظاہر امر اس بات کا مقتضی ہے کہ تین رابوع بارہ دن کے اور تین سابوع اکیس دن
کے ہون اور اُنکا یہ ضابطہ صرف ایک بات پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر رابوع اور سابوع کی کسر
نصف دن سے کم ہوتی ہے تو وہ اُسکو کامل نہین کرتے یعنی اُسکا پورا دن نہین بناتے بلکہ اُس کسر کو

گرا دیتے ہین اور اگر وہ نصف سے زاید ہوتی ہے تو اُسکو کامل پورا دن شمار کر لیتے ہین اور پہلی
تقدیر پر ان لوگون نے رابوع اور سابوع دونون کا مبدء وہ دن مقرر کیا ہے جو دن اسکے بعد
آئیگا نہ کہ وہ خاص دن جسمین مرض کی بدایت ہوئی ہے کیونکہ وہ کسر نصف سے کم ہے لہذا ان دونون
یعنی رابوع اور سابوع کے درمیان ایک دن مشترک رہیگا اور یہی معنی وصل کے ہین (جو
مؤلف کے کلام مین واقع ہے) اور بر تقدیر ثانی اُنھون نے اس دن کے مابعد کو مبدء مقرر
کیا ہے اور اس صورت مین رابوع اور سابوع کے درمیان کوئی دن مشترک نہ نکلیگا اور یہی
معنی فصل کے ہین اور اس تقدیر پر مطابق اُس وجہ کے جسکو مؤلف نے ذکر کیا ہے حساب
ظاہر ہوگیا اور ہماری اس تحقیق کے بعد اب اس حساب مین کسی قسم کا خفاء اور پوشیدگی نہین ہے

مؤلف کہتا ہے یہان سے ایام منذرہ کا بیان شروع ہوتا ہے

گیارھوان دن چودھوین دن کا منذر یعنی خوف دلانے والا ہے اسلیے کہ گیارھوان دن دوسرے
ہفتہ کا چوتھا دن ہے اور سترھوان دن یوم انذار ہے اسلیے کہ یہ دن چوتھے دن سے چوتھے
نمبر پر ہے اور ساتوان دن باعتبار گیارھوین دن کے منذر ہے **مین کہتا ہون** جسطرح
پہلے ہفتہ کے اندر ساتوین دن کے اعتبار سے جو کہ ہفتہ کا اخیر دن ہے چوتھا دن منذر ہے اسیطرح
سے دوسرے ہفتہ کا چوتھا دن باعتبار چودھوین دن کے منذر ہے اور چودھوان دن دوسرے
ہفتہ کا اخیر دن ہے اسلیے کہ ایام انذار بمقابلۂ ایام بحران کے ہوتے ہین اور سترھوان دن بیسوین
دن کیلیے منذر ہے اسلیے کہ سترھوان دن تیسرے ہفتہ کا چوتھا روز ہے اور نیز یہ وجہ ہے کہ یہ بمقابلۂ
گیارھوین روز کے ساتوان روز ہے پس اسکے اندر تغیر ظاہر ہوگیا پس یہ بیس کے مقابلہ مین
منذر ہے جسطرح کہ گیارھوان دن بمقابلۂ چودھوین دن کے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ ان
احکام کے اندر بہتر یہ ہے کہ جو بات بہت سے تجربون سے معلوم ہو اُسی پر حوالہ کیا جائے
جیساکہ جالینوس نے شرح فصول مین اسپر عمل درآمد کیا ہے **مؤلف کہتا ہے
یہان سے امراض کے اقسام اور اُن کے بحرانون کا بیان شروع
ہوتا ہے** مطلقًا امراض حادہ کا بحران چودھوین روز ہوا کرتا ہے (اسکا یہ سبب ہے
کہ ان بیماریون کے مواد بیشتر قوام مین اور بہ اعتبار مزاج کے حاد ہوا کرتے ہین پس یہ مواد

مہتاب کی حرکت سے منفعل اور متاثر ہوا کرتے ہین اور اُسکی تاثیر مین اُسکے نور کے متغیر ہونیکے
مطابق متغیر اور منقلب ہوا کرتے ہین اور اسی وجہ سے طبیعت ان مواد کے مقابلے پر ہمیشہ مستعد
رہا کرتی ہے اور ان بیماریون کا بحران چودھوین روز سے زیادہ تجاوز نہین کیا کرتا اسیلیے کہ طبیعت
ان بیماریون کی سختی جھیلنے اور اُنکی حدت اور لگاتار مقابلہ کی اذیت کے برداشت کی اس مدت
مذکورہ سے زیادہ تاب نہین رکھتی) اور جو امراض حدّت کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہین اُنکا بحران
ساتوین دن واقع ہوا کرتا ہے اور جن بیماریون کی حدّت درجۂ کمال پر اور انتہا پر پہونچ چکی ہو
کہ اُس سے زیادہ حدت متصور نہو اُنکے بحران کا زمانہ چوتھے دن تک ہوا کرتا ہے اور جن
امراض مین حدت کم ہوا کرتی ہے اُنکا بحران سترھوین اور بیسوین اور چوبیسوین روز تک ہوا کرتا ہے
مین کہتا ہون یہ ایام متذکرہ بالا بحرانون کے ایام ہین جیسا کہ تم اس سے قبل معلوم کر چکے
ہو اور جس مرض پر حدّت کا اطلاق ہوتا ہے یا تو یہ اطلاق باعتبار اطلاق کے ہوتا ہے
(امراض حادہ مطلق وہ امراض ہین جو حدّت سے دوسرے مرتبہ پر ہون اور دیگر امراض پر
اُنکے مقدم کرنے کا یہ سبب ہے کہ یہ مرض بہ نسبت دیگر امراض حادہ اور حادہ فی الغایۃ القصویٰ
کے زیادہ واقع ہوتا رہتا ہے) یا باعتبار قوت حدت کے یا باعتبار ضعف حدت کے
کہ اُس سے تجاوز نہ کرے اور جو کچھ ظاہر ہونا ہو انھین ایام مین ظاہر ہوجائے اور اس کا یہ
سبب ہے کہ بیشتر طبیعت اُس زمانے سے زیادہ مرض حاد کے مقابلے کی تاب نہین
لا سکتی تو خواہ مخواہ اس زمانے مین غالب آکر کامیابی پائیگی یا مغلوب ہو کر ہلاک ہو جائیگی۔
مؤلف کہتا ہے جو بیماریان امراض حادہ اور امراض مزمنہ کے مابین ہون اُن کا بحران
ستائیسوین روز اور اکتیسوین روز اور چونتیسوین روز اور سینتیسوین روز واقع ہوا کرتا ہے پھر دیرپا
بیماریون کا بحران چالیس روز سے ساٹھ اور اسی اور ایک سو بیس یعنی چار مہینے تک ہوا ہے (اسلیے
کہ انکے مواد باعتبار حرکت کے غلیظ اور اپنے نکلنے مین بسبب لزوجت کے سست ہوا کرتے
ہین پس یہ امراض بسبب تغیر چاند کے متغیر نہین ہوتے بلکہ یہ امراض امراض مذکورۂ بالا کے خلاف
ہوتے ہین اسیلیے کہ امراض مذکورۂ بالا کا تغیر چاند کے تغیر کے تابع ہے بخلاف ان امراض مزمنہ
کے کہ اُنکا تغیر آفتاب کے تغیر کے تابع ہے مگر آفتاب اپنے نور وغیرہ مین ایسا متغیر نہین ہوتا

جو اسکو اُسکے دورے کی تمامی مین لازم ہوا کرے پس اسی وجہ سے ان بیماریون کے بحران کال
دورے کی مدت کے ساتھ مقدر کر لیے گئے ہین کہ اُس سے نہین گھٹتے ہین بخلاف چاند کے
کہ اُسکو دورے کے تمام ہونے کے وقت تغیر عارض ہوتا ہے اور وہی اجتماع ہے) اور چالیس
روز کے بعد بیس بیس روز کی زیادتی کا اُنھون نے اسی لحاظ سے اعتبار کیا ہے کہ رابوع اور سابوع
کا حکم ان امراض مین ضعیف ہوگیا ہے اسلیے کہ ان دونون کے لیے اس مدت مین کوئی تاثیر
نہین رہی پس اطباء نے ایک ایسی مدت زیادہ کرلی ہے جسمین بحران کی قوت کے اعتبار سے
رابوع اور سابوع دونون کا اجتماع ہوگیا اور انتی روز کے بعد چالیس چالیس روز اسلیے بڑھائے
ہین تاکہ امراض اپنے طویل اور دیرپا ہونے کی وجہ سے اور بوجہ غلظت مادے کے قریب مدت
مین متغیر نہون اور امراض مزمنہ کا سب سے پہلا بحران چالیسوان روز ہے (بخلاف امراض حادہ
کے کہ اُنکا اخیر بحران یہی دن ہوتا ہے) اور اُس روز کو امراض مزمنہ کے ساتھ وہ نسبت ہوا کرتی
ہے جو نسبت چوتھے روز کو امراض حادہ کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے
کہ بحران سات مہینہ مین ہوا کرتا ہے بلکہ سات سال اور چودہ سال مین اور اکیس سال مین
مین کہتا ہون جب مریض کے مرض کا حال چوبیس روز تک منکشف نہو تو اطبار کی
اصطلاح مین اُس کو مرض مزمن یعنی دیرپا کہا جاتا ہے اور اگر چالیس روز تک اُس کی
کیفیت ظاہر ہوگئی تو وہ اگرچہ مرض حاد نہین ہے مگر مرض حاد کے مشابہ ہے اور مجازاً اُسپر
مرض حاد کا اطلاق کیا جائیگا اور جبکہ چالیس دن سے تجاوز کر جائیگا تو اُسکو مرض مزمن کہینگے
اور ایسے مرض کو ہرگز حاد نہین کہہ سکتے اور وہ عدد جسکے اندر رابوع اور سابوع بحرانیت پر
جمع ہو جاتے ہین وہ عدد بیس کا ہے اسلیے کہ اس عدد مین چند رابوع اور سابوع ہین جیسا کہ
تمکو پیشتر معلوم ہوچکا ہے اور جن بحرانون کا مدت طویلہ کے اندر وقوع ہوتا ہے اطباء نے اُنکی
نسبت آفتاب اور دیگر سیارات کی طرف کی ہے (چاند کے تغیرات کو ایسے بحرانون کے اندر
کچھ دخل نہین ہے) اور اسکا یہ سبب ہے کہ چاند بہ نسبت تمام سیارون کے سریع الحرکت
ہے لہذا چاند کی طرف انہین بحرانون کی ہوسکتی ہے جو مدت قصیرہ کے اندر واقع ہوتے
ہین اس مضمون مختصر کی زیادہ شرح کرنا لایق اور مناسب نہین ہے واللہ اعلم۔

مؤلف کہتا ہے تیسرا باب اورام اور پھنسیون اور جذام اور وباء اور اُس سے بچنے کے بیان مین ہے (اورام اور بثور سے وہ ورم اور پھنسیان مراد ہین جنکا حدوث ظاہر عضو پر ہو اسلیے کہ جو اورام اور بثور سطح ظاہر مین نہون بلکہ اندرونی اعضاء کے اندر اُنکا حدوث ہو تو اُنمین سے ہر ایک کا بیان اون اعضاء کے امراض مین گذر چکا ہے جسجگہ اُنکا حدوث ہوتا ہے) **مین کہتا ہون** جذام کا اورام مین داخل نہونا ایک خفی اور پوشیدہ بات ہے اور اسکا یہ سبب ہے کہ اطباء نے اسکی تعریف یہ بیان کی ہے کہ جذام تمام بدن کا سرطان ہے اور اُنھون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جذام کی وجہ سے شکل وصورت بدل جاتی ہے پس اسکے اندر بالضرورت تمدد اعضاء اور ازدیاد حجم ہوتا ہے اسواسطے کہ اس مرض مین مادہ تمام بدن کے اندر بیٹھ جاتا ہے اور سرایت کرجاتا ہے چنانچہ اُسکے مقام پر ہم اسکو بیان کرینگے اور شیخ اور سمرقندی اور اکثر اطباء نے جذام کو اورام کے باب مین بیان کیا ہے اور ترجمۂ باب پر بھی اُنھون نے یہی لکھا ہے اسلیے کہ وہ بھی اورام کے اقسام سے ایک ورم ہے پھر منجملہ مقالات اس فن کے تیسرے مقالے مین جذام کا بیان کیا ہے اور بثور بھی منجملہ اورام کے ورم ہین اور مؤلف نے جو ان دونون کو مستقل طور سے جدا بیان کیا ہے شاید کہ طریقۂ ذکر الخاص بعد العام ہے (اسلیے کہ اورام عام ہین اور یہ دونون خاص ورم سے نامزد ہین اسلیے کہ اسم خاص یا حکم خاص کے ساتھ مخصوص ہین) اور ہمنے اپنی اُس کتاب مین جو علم معانی وبیان کے اندر ہے اسکا بیان خوب محقق طور سے کردیا ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے ورمون کی تقسیم شروع کی جاتی ہے** ہر ورم کے لیے مادے کی ضرورت اور مادے کی دو قسمین ہین ایک تو وہ مادہ جو صاحب قوام ہو اور ایسا مادہ اخلاط اربعہ صفراء سوداء دم بلغم ہین اور دوسرا وہ مادہ جسکا کوئی قوام نہو اس قسم کا مادہ مائیت اور ریحیت ہے اور دموی ورم کا نام اطباء کے نزدیک فلغمونیا ہے (اسلیے کہ یونانی زبان مین فلغمونی کے معنی حدت اور سوزش کے ہین مگر اطباء نے اسکو شروع ہی سے ورم حار کے لیے نقل کرلیا ہے کیونکہ ایسے ورمون کو حرارت کا ہونا لازم ہے پس چونکہ اس قسم کے ورم کو حرارت لازم تھی لہذا جو نام لازم کا تھا وہ نام

ملزوم کا رکھدیا گیا اور منجملہ مجازکے جو بیس علاقون کے ایک علاقہ یہ بھی ہے جسکو علماء معانی و بیان کی اصطلاح مین تسمیۃ الملزوم باسم اللازم بولتے ہین) اور ورم صفراوی حمرۃ کے ساتھ نامزد ہے (اسلیے کہ اس ورم کو سرخی لازم ہوتی ہے پس یہان بھی جو نام لازم کا تھا وہی نام ملزوم کا رکھدیا گیا اور اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ دموی ورم کو بھی حمرت لازم ہے پس اُسکا نام حمرت کیون نہین رکھا گیا تو اسکا یون جواب دینا چاہیے کہ وجہ تسمیہ مطرد نہین ہوتی مثلاً انسان کو انسان اسلیے کہتے ہین کہ اُسمین اپنے ابنائے نوع کے ساتھ انس رکھنے کا مادہ ہوتا ہے اور ایک فرد کو دوسرے فرد سے وحشت نہین ہوتی اب اگر انسان کے سوائے کسی جانور مین بھی یہی مادہ پایا جائے تو یہ ضرور نہین کہ اسکو بھی انسان کہدیا جاوے یا مثلاً اسم کو اسم اسلیے کہتے ہین کہ اُسکو اپنے اخوین یعنی فعل و حرف پر ایک قسم کا علو اور سمو پایا جاتا ہے اب اگر فعل مین بہ نسبت حرف کے بحیثیت استقلال اور بہ نسبت اسم کے بحیثیت اشتقاق کسی قسم کا علو مرتبت پایا جائے تو یہ ضرور نہین کہ فعل کو بھی اسم کہا جائے یا یہ کہ اسم کو اسم اسلیے کہتے ہین کہ یہ اپنے مسمے پر علامت ہوتا ہے اب اگر فعل مین یا حرف مین بھی یہی بات پائی جائے تو اسکو اسم کہنا ضرور نہین ہے) اور جو ورم صفرا اور دم دونون سے مرکب ہو تو اُسکو فلغمونیا حمرۃ یا حمرۃ فلغمونیا کہتے ہین اور تقدیم و تاخیر حمرہ باعتبار غلبہ کے ہے اگر دم کا غلبہ ہوگا تو فلغمونیا کے لفظ کو مقدم کرینگے اور اگر صفراء کا غلبہ ہوگا تو لفظ حمرۃ کو مقدم کرینگے (اور اگر ورم کی دونون سے ترکیب ہوگی لیکن وہ دونون بوزن مساوی ہونگے اور ایک کا دوسرے پر غلبہ نہوگا تو ایسے ورم کو فلغمونیا اور حمرۃ دونون نامون کے مجموعہ سے یاد کرینگے) اور بلغمی ورم اگر عضو کے جرم سے ملا ہوا ہوگا تو یہ ورم رخو یعنی ڈھیلا ہوگا (اسلیے کہ بلغم تو عضو کے اندر اُسی وقت نفوذ کرتا ہے جبکہ وہ رقیق ہو پس اُس سے جو ورم پیدا ہوگا اُسمین ضرور رخاوت ہوگی کہ دبانے سے اندر کو دھنس جائیگا) اور اگر عضو سے ملا ہوا نہوگا بلکہ اپنی غلظت اور کثافت کی وجہ سے اُس سے متمیز اور جدا ہوگا تو اسکا نام سلع لینہ ہے اور سوداوی ورم یا تو جرم عضو مین ہوگا یا جرم عضو مین نہوگا اور عضو کے جرم مین مداخل ہوگا اسکی بھی دو قسمین ہین یا تو اذیت اور تکلیف پہونچانے والا اور عضو کے اندر شعبون اور ریشون وار پھیلنے والا ہوگا (اسکی یہ وجہ ہوتی ہے کہ اُسکی رگین مادہ سے ممتلی ہوتی ہین اور

جو اس عضو کے ارد گرد ہوتی ہین کیونکہ یہ مادہ اپنی رقت کی وجہ سے بآسانی تمام رگون مین نفوذ کرجاتا
ہے اور وہ سب ممتلی ہوجاتی ہین) اور اس ورم کا نام سرطان ہے (اسکو سرطان کہنے کی
یہ وجہ ہے کہ اس ورم کا درمیانی حصہ تو شکم سرطان کے مشابہ ہوتا ہے اور جو بھری ہوئی رگین
اُسکے آس پاس ہین وہ سرطان کے پیر کے مشابہ ہوتی ہین یا یہ وجہ ہے کہ یہ مرض جس
عضو مین پیدا ہوتا ہے اُس سے لپٹ جاتا ہے جسطرح سے کہ سرطان اُس شخص کو لپٹ جاتا
ہے جو اُسکو پکڑتا ہے) اور یا یہ مداخل مولم اور موذی نہین ہوتا بلکہ ساکن اور ملائم ہوتا ہے یعنی
اس ورم مین درد محسوس نہین ہوتا اور یہ ورم صلابت یعنی سختی کے ساتھ نامزد ہوتا ہے (اسکی
یہ وجہ ہے کہ اس مرض مین سختی لازم ہوا کرتی ہے اور اسپر کسی نے یون اعتراض کیا ہے کہ
سختی تمام اورام سوداویہ کے لیے لازم ہوا کرتی ہے تو پھر یہ قسم سختی کے ساتھ کس لیے نامزد
ہوئی تو اسکا یون جواب دیا گیا ہے کہ جب باقی قسمون مین سے ہر ایک قسم ایک خاص نام
سے مختص ہوچکی تو اس قسم کا عام نام رکھدیا گیا اور امتیاز بین الاقسام کے لیے اسیقدر کافی ہی)
اور جو ورم سوداوی عضو کے اندر نہین ہوتا اُسکی بھی چند قسمین ہین یا تو ظاہر عضو کے ساتھ متشبث
ہوتا ہے یعنی چمٹا ہوا ہوتا ہے اس قسم کا نام سلع رکھا گیا ہے اور یا عضو سے متشبث یعنے
چمٹا ہوا نہین ہوتا اس قسم کے ورم کا نام غدہ ہے اور ورم مائی (یعنی وہ ورم جسکا مادہ ذی قوام نہو)
کی دو قسمین ہین یا تو عام ہوتا ہے یعنی تمام اعضا کو شامل ہوتا ہے جیسے استسقا زقی ہے اور یا کسی
خاص عضو مین اُسکا حدوث ہوتا ہے جیسے قیلۂ مائیہ کہ اُسکا حدوث قحف کے اوپر یا نیچے ہوتا ہے
اور ورم ریحی بھی دو حال سے خالی نہین ہے یا تو وہ ہر عضو سے ملا ہوا ہوتا ہے اور چھونے کے
وقت بہت نرم معلوم ہوتا ہے اسکا نام تو تہیج ہے اور یا عضو کے اندر اُسکا اجتماع ہوتا ہے اور
چھونے مین سخت ہوتا ہے اس ورم کا نام نفخہ ہے **مین کہتا ہون** خلط کے رُک جانے
یا ریح یا مائیت کے جسم کے اندر محتبس ہوجانے کے سبب سے تمدد پیدا ہوجانے اور
اس جسم کے بڑھ جانے کا نام ورم ہے اور مؤلف نے جو ورم کی تقسیم کی ہے وہ واضح اور
ظاہر ہے اور بعض ورمون کا خاص نامون سے مختص ہوجانا مثلاً پانوئن کے ورم کا نام داء الفیل
ہونا وغیرہ وغیرہ اس بات کے منافی نہین ہے کہ وہ جنس ورم کے نیچے داخل ہون اور ان اقسام

مین سے کسی قسم مین مندرج ہون (یعنی باوجودان مخصوص اسمار کے بھی یہ ورم کے نیچے داخل ہین
اور ورم کے اقسام مین داخل ہین اور اس اندراج اور دخول سے کوئی چیز مانع نہین ہے) اور
چونکہ یہ تقسیم نفی اور اثبات کے اندر دائر نہین ہے اسیلیے مفید حصر عقلی نہین ہے اور لفظ فلغمونی
یونانیون کی زبان مین حرارت اور التہاب کے معنی مین آتا ہے اب اطباء کی اصطلاح مین اُس
ورم دموی پر اُسکا اطلاق ہوتا ہے اسیلیے کہ اس ورم مین بہ سبب احتقان خون اور بند ہو جانے
منافس کے التہاب اور حرارت ضرور ہوتی ہے اور جو ورم خون اور صفرار سے مرکب ہوتا ہے
اُسمین فلغمونی اور حمرۃ مین سے ایک لفظ کو مقدم کرتے ہین یعنی اگر خون کی زیادتی ہوتی ہے تو
فلغمونیا حمرۃ بولتے ہین اور اگر صفرار کی خون پر زیادتی ہوتی ہے تو حمرۃ فلغمونیا بولتے ہین جسطرح
سے کہ سبات سہری مین لفظ سبات کو سہری پر مقدم کرتے ہین اور سہر سباتی کے اندر
لفظ سہر کو مقدم کرتے ہین جیسا کہ سابقًا تمکو اس امر کی شناخت ہو چکی ہے پس اطبار کے
نزدیک مرکب کے تسمیہ کا سبب اُسکا جزر غالب ہوتا ہے اور اُنھون نے دوسرے لفظ سے
جزر مغلوب پر تنبیہ کر دی ہے اور ورم بلغمی لفظ رخو کے ساتھ اسیلیے نامزد ہے کہ اورام سوداویہ کے
اندر صلابت ہی صلابت ہوتی ہے اور اُنمین ورم بلغمی کی طرح کسی قسم کی نرمی نہین ہوتی اور یہ بات
ظاہر ہے کہ مؤلف نے استسقار سے عام استسقار نہین مراد لیا بلکہ اُس سے خاص قسم استسقاء کی
مراد لی ہے یعنی استسقار زقی اور قیلہ کو مائیت کے ساتھ متصف کرنے کا یہ سبب ہے کہ اُسکے
باقی اقسام سے احتراز ہو جائے (قیلہ بیاے معروف فتق کی ایک قسم ہے یعنی خصیتین کا
بڑا ہو جانا) اور گذشتہ مباحث مین اسکا ذکر گذر بھی چکا ہے **مؤلف کہتا ہے یہاں سے**
بثور یعنی چھوٹی پھنسیون کا بیان شروع ہوتا ہے پھنسیان چھوٹے ورم
ہوتے ہین اور ورمون کی طرح یہ بھی دموی اور صفراوی وغیرہ کی طرف منقسم ہوتی ہین اور خون
اور صفرار مختلط کی طرف بھی یعنی ایک قسم بثور کی وہ بھی ہوتی ہے جو دم اور صفرار دونون سے
مرکب ہو **مین کہتا ہون** بثور دمویہ تو یہی ہین جسکو پتی کہتے ہین مگر جو دموی ہو اور صفراوی بثور
کی مثال نملہ ہے (یہ چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہین جنمین سخت سوزش ہوتی ہے) اور سوداوی
بثور کی مثال مسے ہین اور بلغمی بثور کی مثال بلغمی پتی ہے اور بثور مائیہ کی مثال پھپولا ہے اور

رنجی بثور کی مثال نفاخہ ہے اور ان سب کا بیان عنقریب آتا ہے **مؤلف کہتا ہے**
یہان سے ورم دموی اور ورم صفراوی کا بیان اور اُنکی علامتین
شروع ہوتی ہین ورم کے دموی ہونے پر یہ علامتین دلالت کرتی ہین جہان یہ ورم ہو
وہان تمدد اور کھنچاؤ کا ہونا (اسکی یہ وجہ ہے کہ مادہ اپنا مکان تلاش کرنے کے لیے عضو کے اندر
کھنچاؤ پیدا کرتا ہے اور یہ علامت تمام اورام کے اندر پائی جایا کرتی ہے اور یہ اسواسطے کہ جو وجہ
یہان بیان کی ہے وہ سب ورمون مین موجود ہے مگر ہان ورم دموی مین بہ نسبت اور اورام
کے زیادہ کشش ہوتی ہے اسلیے کہ خون بسبب غلظت اور کثرت مقدار کے کشادہ اور فراخ
مکان کو طلب کیا کرتا ہے لہذا خواہ مخواہ اُسکے اندر کھنچاؤ بھی اُسکے موافق ہونا چاہیے) اور خون
کی سرخی کے سبب سے رنگ کا سرخ ہونا اور بھولا ہوا ہونا (یہان پر اس سے یہ مراد ہے کہ
بہ نسبت صفراوی ورم کے عضو کا حجم زیادہ ہوجاتا ہے اسلیے کہ خون اپنی غلظت کے سبب سے
منافذ مین مسدود ہوجاتا ہے اور ورم کی ابتداے پیدایش مین جلد تحلیل نہین ہوتا بخلاف صفرا کے
کہ وہ منافذ مین نہین رُکتا بلکہ ورم کے شروع حدوث مین تحلیل ہوجاتا ہے) اور ضربان یعنے
درد مین لپک ہونا بشرطیکہ عضو کے اندر حس ہو اور اُسمین شرائین بھی ہون (کیونکہ موذی کے
دفع کرنے کے لیے شرائین کا سخت اور کریہ حرکت کرنا اسی کا نام ضربان ہے) اور ورم اندر کی
طرف بیٹھا ہوا ہو (یہ اسلیے کہ اگرچہ ظاہر اعضا مین شرائین بکثرت ہوتے ہین اسلیے کہ یہ اعضاء
جب دل سے دور ہوا کرتے ہین تو اُنکو بکثرت شریانون سے تر ہونے کی حاجت پڑا کرتی
ہے تاکہ وہ شرائین اُنکے اندر روح اور حرارت خوب پہونچایا کرین مگر جو شریانین اُنمین ہوا کرتی
ہین وہ باریک ہوتی ہین اور شریانون کے اُچھلنے کودنے سے اُنمین زیادہ درد نہین ہوتا
بخلاف اُس صورت کے کہ جب ورم اندر کی طرف ہوتا ہے تو اُسوقت مین بڑے شعبہ کو
حرکت دیتا ہے اور زیادہ لپک کی وجہ سے بشدت درد ہونے لگتا ہے) اور اسکا مآل کار
یہ ہوتا ہے کہ یا تو ورم کا مادہ اندر کی طرف جمع ہوجاتا ہے (تو اسوقت مین لازمی اور ضروری طور
سے پیپ پڑجاتی ہے اسلیے کہ اجتماع تو اسی وقت ہوتا ہے جبکہ طبیعت پورے طور سے
مادے پر قوی قوت نہین پاتی تاکہ اُسکو بالکل دور کردے اسطرح پر کہ اگر غلیظ ہوگا تو تحجیر سے

تحلیل ہونے کو قبول نہ کریگا اور اگر ردی ہوگا تو نضج کو قبول نہ کریگا ورنہ ایسی اصلاح کو قبول کریگا جس سے
عضو کی غذا ء بنجائے بلکہ طبیعت عضو کے خولون مین نرم ہونے کے بعد ایک جگہہ پر اُسکے
اکھٹا کرنے پر قوت پاتی ہے اور مادے کا اجتماع اس جگہہ فضاء مین آسانی کے ساتھ ہوجاتا ہے
یا اس طرح تحلیل ہوجاتا ہے (کہ طبیعت مادے کو لطیف کرکے اُسکو اوپر کو اُٹھائے اور اُسمین سے
کسی قدر مادے کو تو بذریعۂ تبخیر کے اُڑائے اور کسی قدر مادے مین ایسی صلاحیت پیدا کردے
کہ وہ عضو کی غذاء بنجائے اور جو کچھ مادہ رہگیا ہے اُسکو عضو مین سے باہر کو یا کسی عضو کی طرف دفع
کردے یا سختی پر متغیر ہوجاتا ہے اور یہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ طبیعت کو پورے طور سے اُسکے
تحلیل کرنے پر قوت نہو اور نہ کامل طور سے اُس مادے کے پکانے پر اُسکو قدرت حاصل ہو
اس صورت مین طبیعت صرف یہی انتظام کرلیتی ہے کہ اُس مادے مین سے لطیف اجزاء کو
تحلیل کرڈالتی ہے اور اجزاے کثیفہ علی حالہا باقی رہکر دن بدن کثافت مین ترقی پاکر بالآخر سخت
ہوجاتے ہین) یا عضو کو ہلاک یعنی بیجان کرڈالتا ہے (یہ اُسوقت ہے جبکہ خون اپنی غلظت
اور کثرت کی وجہ سے بآسانی مندفع نہین ہوتا اسواسطے طبیعت اُسمین تصرف کرنے کی قوت
نہین پاتی پھر عضو متورم کی شرائین بگڑتی ہین تو کل منافذ اور سرد ہوا کے تمام راستون کو بند کردیتی ہین
پھر حرارت غریزی ترویح کے نہونے سے منجمد ہوجاتی ہے بعد ازان اُسکو خمود ہوجاتا ہے جس کا
انجام یہ ہوتا ہے کہ عضو بیجان ہوکر فاسد ہوجاتا ہے اور حرارت غریبہ کے تسلط اور تغلب سے وہ عضو
سیاہ رنگ ہوجاتا ہے) اور وہ ورم جبکہ مجتمع ہوتا ہے تو درد زیادہ ہوجاتا ہے (اسکا یہ سبب ہے
کہ جب مادہ اکھٹا ہوکر سمٹتا ہے تو اُسکے اتصال مین نہایت درجہ کا تفرق ہوجاتا ہے اور دوسری
وجہ یہ ہے کہ وقت پکنے مادے کے تخلخل کی وجہ سے مادے کا حجم زیادہ ہوجاتا ہے) اور
شریانون مین ضربان یعنی لپک اور ٹیس بڑھ جاتی ہے اور اُس عضو مین حرارت زیادہ محسوس ہونے
لگتی ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ جسوقت مادۂ مجتمعہ کی وجہ سے وہ عضو پکنے لگتا ہے تو اُسکی حرارت
حرارت مادہ کے ساتھ اور عفونت جو مادے کے پکانے پر طبیعت کو اعانت دے رہی ہے
اُس حرارت کے ساتھ مجتمع ہوجاتی ہے) اور جسوقت وہ پھوٹ جاتا ہے تو اُسکی حرارت مین سکون
ہوجاتا ہے اور ٹیس مین اور درد مین خفت آجاتی ہے اور ورم صفراوی کی یہ علامت ہے کہ

اُسکی سرخی خالص ہوتی ہے (یہ اسوجہ سے کہ جب اجزاے ورم مجتمع ہوتے ہین تو اُنکی وجہ سے
صفرا مین تکاثف پیدا ہوجاتا ہے اسوجہ سے اُسکا رنگ خالص ہوجاتا ہے بخلاف خون کے
کہ جب اُسمین تکاثف ہوتا ہے تو سرخی سیاہی کی طرف منتقل ہوجاتی ہے) اور اس ورم مین تمدد
بہت کم ہوتا ہے (اسکے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ صفرا مین چونکہ لطافت ہوتی ہے لہذا اُسکی
لائق عضو کے مسام کشادہ ہوتے ہین اسوجہ سے صفرا اپنے واسطے مکان تلاش کرنے مین زیادہ
تمدد کا محتاج نہین ہوتا اور دوسرا سبب یہ ہے کہ خود صفرا کی مقدار ہی کم ہے بخلاف خون کے
کہ اُسکی مقدار بہ نسبت تمام اخلاط کے بدن مین زیادہ ہے اسوجہ سے خون مین خواہ مخواہ کشش
زیادہ ہوتی ہے) مگر بہ نسبت ورم دموی کے اسکے اندر شان لذع کی بہت زیادہ ہوتی ہے اور
یہ مادہ جلد سے قریب تر ہوتا ہے (اسکا یہ سبب ہے کہ صفرا اپنی رقت اور لطافت کی وجہ سے
خارج جلد کی طرف متوجہ ہوتا ہے بخلاف خون کے کہ وہ اپنی غلظت اور کثافت کی وجہ سے
گوشت کے منافذ مین محبوس رہتا ہے اسی سبب سے اسکا ورم اندر کی جانب کو ہوا کرتا ہے
ہان اگر وہ صفرا غلیظ ہوگا تو اُسکا بھی میلان اندر کی طرف کو ہوگا) اور ان ورمون کا سبب مادے
کی کثرت ہوتی ہے اور عضو قابل کا ضعیف ہونا یا فی نفسہ عضو تو صحیح و سالم ہو مگر اسباب خارجیہ
ان اورام کے حدوث کے سبب ہوجاتے ہین مثلاً چوٹ کا لگ جانا یا کہین گر پڑنا اسکا یہ
سبب ہے کہ ان دونون باتون سے ہر ایک کئی وجہ سے سبب ورم ہوتا ہے منجملہ اُسکے ایک وجہ
تو یہ ہے کہ یہ اذیت کو پیدا کرتا ہے اور اذیت خواہ مخواہ حرارت کو ہیجان مین لاتی ہے اور حرارت
کا خاصہ ہے کہ مواد کو جذب کرتی ہے منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ طبیعت عضو کی اصلاح کا ارادہ
کرتی ہے تو اُس کی طرف کو مواد روانہ کرتی ہے اور اُسکی طرف خود متوجہ ہوجاتی ہے اور اُسکے
ساتھ ساتھ خون بھی متوجہ ہوجاتا ہے پس وہان پر مادہ بکثرت جمع ہوجاتا ہے اور وہ عضو خود
بھی اپنے ضعف کے سبب سے مواد کو قبول کرلیتا ہے) اور ورم کا کثرت ہونا دنبلون کا اندیشہ
دلاتا ہے اور دنبلون کا زیادہ ہونا اخراج کا منذر ہے پس کہتا ہون عضو کا حساس ہونا اور
اُس عضو کے اندر شرائین کا ہونا ضربان کے محسوس ہونے کی شرط ہے اور اُس عضو مین جتنے
شریان بڑی زیادہ ہوگی اُسی قدر اُس عضو مین ضربان کی شدت ہوگی اور یہ بات لامحالہ لازم ہوگی

کہ اُسکی چھوٹی چھوٹی رگین ظاہر ہون اور عضو کی موت سے یہ مراد ہے کہ اُسمین فساد پیدا ہو جائے
اور اس طریقہ کے ساتھ اُسمین عفونت ہو جائے جس سے اُس عضو کا تراشنا ضروری ہوتا کہ
باقی حصئہ بدن مین اُس عفونت کا اثر نہ پہونچے اور یہ بات دو وجہ سے ہوتی ہے یا تو یہ صورت
ہے کہ اگرچہ مادے کی مقدار کم ہے مگر اس بات کی اُسمین لیاقت ہے یا خود مادے ہی کی
مقدار بکثرت ہے اور ورم دموی اور ورم صفراوی مین یہ فرق ہے کہ ورم دموی مین درد اندر کی
طرف ہوتا ہے اور صفراوی مین اُسکی لطافت کے سبب سے جلد کے قریب ہوتا ہے اسلیے
کہ صفرا بہت زیادہ حار اور نہایت رقیق اور ظاہر جلد کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہونے والا ہے
اور ورم دموی کے اندر وہ سرخی ہوتی ہے جسکا میلان سیاہی کی طرف یا سبزی کی طرف ہوتا ہے
اور ورم صفراوی کے اندر زعفرانی سرخی ہوتی ہے اور کچھ جھلک زردی کی معلوم ہوتی ہے
اور ورم دموی جلد کے قریب محسوس ہوتا ہے اور ورم دموی گوشت کے اندر بیٹھا ہوا معلوم ہوتا ہے
اور جسوقت کہ مادہ ورم کا خون اور صفرا سے مرکب ہوگا تو وہان پر اُن دونون مین سے ہر ایک
کا غلبہ دوسرے پر ہر ایک کی علامتون سے معلوم ہو جائیگا یعنی جو غالب ہوگا اُسکی علامتین بھی
غالب ہونگی اور دوسرے اسطرح سے شناخت ہو جائیگی کہ جس جگہ خون کا غلبہ ہوگا تو وہان پر
تمدد کی وجہ سے درد زیادہ معلوم ہوگا اور جہان صفرا کا غلبہ ہوگا تو وہان اُس حرارت کی کثرت
سے جسکی وجہ سے اُنکی جلد جل جائیگی درد زیادہ معلوم ہوگا اور قروح کا بکثرت ہونا دنبلون کی
علامت ہے اور دنبلون کا بکثرت نکلنا خراج کی علامت ہے دنبل بڑی پھنسیان ہین جنکو
ہمارے عرف مین پھوڑا کہتے ہین اُنکی پیدایش حاد مادون سے ہوا کرتی ہے اور قروحون کی کثرت
دنبلون کی منذر اسلیے ہے کہ مواد ردیہ کے بکثرت جلد کی طرف دفع ہونے کے سبب سے
قروحون کی کثرت ہو جاتی ہے اور ان مواد کا کثرت کے ساتھ مندفع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ بدن کے اندر اُنکی کثرت اور زیادتی ہے اور جبکہ بدن مین اُنکی کثرت ہے اور قروحون کے مقامات
ضعیف ہو چکے ہین تو ان موادون سے مقدار غالب ایک جگہ سے مندفع ہوگی اسی کا نام
دنبل ہے اور دنبلون کا کثرت سے برآمد ہونا خراج کی علامت اسلیے ہے کہ اُنکا نکلنا صرف بدن
کے اندر مادے کے بکثرت ہونے کے سبب سے ہوا کرتا ہے پھر جب اُس مادہ مین سے

بہت سا ایک جگہ پر ریزش کرتا رہتا ہے تو خواہ مخواہ وہ ایک جگہ پر جمع ہو جائیگا اسلیے کہ یہ مادہ ردی اور غلیظ ہے اُسمین تحلیل ہونے کی لیاقت اور استعداد نہین ہوتی ورنہ کیون اسقدر اُسکا جماؤ ہوتا اور خراج ایک بہت بڑا وسیع ورم ہوتا ہے اور اُسمین حدت ہوتی ہے اور اُسکے سطح باطن مین ایک جگہ ہوتی ہے کہ وہان پر مادے کی ریزش ہوتی رہتی ہے اور وہ مادہ پیپ اور کچلہو ہوجاتا ہے

مؤلف کہتا ہے یہان سے اورام کا علاج شروع ہوتا ہے

جس مادے کو عضو رئیس دفع کرے اُسکا ردع اور پھیر دینا مناسب نہین ہے اس خوف کی وجہ سے کہ پھیر دینے مین مبادا مادہ عضو رئیس کی طرف متوجہ ہو جائے مثلاً دماغ اپنے مادے کو دونون کانون کے پیچھے اور دل دونون بغلون کی طرف اور جگر دونون چڈھون کی طرف دفع کرتا ہے (نہ پھیرنے کی یہ وجہ ہے کہ جس عضو کی طرف مادہ دفع ہوتا ہے جب رادعات سے اُسمین تکاثف پیدا ہو جاتا ہے اور وہ مادے کے قبول کرنے سے باز رہتا ہے تو اُس سے اُس مکان کی خواہش کرتا ہے کہ جو اُسکی گنجایش کے قابل ہو پھر عضو رئیس کی طرف عود کر آتا ہے جسطرح سے کہ گیند زور سے کسی دیوار پر لگائین تو وہ زور سے واپس آتی ہے) اور یہ مادہ حرکت کی وجہ سے کبھی فساد اور بُرائی کو زیادہ کر دیتا ہے تو اس صورت مین یہ مادہ مریض کو ہلاک کر دیتا ہے بلکہ اس مرض مین اُن چیزون کا استعمال کرنا چاہیے جنکے اندر شان عضو کے ڈھیلا کرنے کی ہو اسکی یہ وجہ ہے کہ اس مادے کا نفوذ زیادہ آسان ہو جائے جسنے اُس عضو کے اندر ریزش کی تھی تاکہ جذب کرنا بکثرت ہو تاکہ عضو رئیس پاک صاف ہو جائے اور اجزاے مرخیہ مثل گھی اور مسکہ وغیرہ کے ہین اور بیشتر اوقات گرم پانی کے ساتھ نطول کرنا کافی ہوتا ہے پھر اگر وہ مادہ اس عضو سے تحلیل نہو بلکہ اُسکے اندر اکٹھا ہو جائے تو اُسوقت مین بذریعہ دواؤن کے یا نشتر کے شگاف دیدینا ضروری ہے اور اگر ایسا نہو تو اُسکا سبب اگر بادی یعنی خارجی ہے مثل چوٹ اور ضربہ کے اور بدن بھی اس سے ممتلی ہے تو بدن کا استفراغ کیا جائے اُسکے بعد اُن چیزون سے یہ ورم تحلیل کیا جائے جنسے تحلیل ہوا کرتی ہے اور اگر بدن ممتلی نہین ہے تو بلا استفراغ کے اُسکو تحلیل کر دینا ضروری ہے اور اس مرض مین رادعات کا استعمال جائز نہین ہے کہ کہین درد مین زیادتی نہو جائے (اسکی یہ وجہ ہے کہ جو چیزین رادع ہین یعنی مادے کو پھیرنے والی

ہین وہ اپنی برودت سے مادے کو غلیظ کر دینگی اور اُنکی برودت سے جلد مین بھی غلظت اور کثافت پیدا ہوگی تو خواہ مخواہ مادہ عضو کے اندر محبوس ہوجائیگا اور وہان سے تحلیل نہوگا اور اس صورت مین خواہ مخواہ عضو مین تمدد ہوگا اور شدت سے درد ہونے لگیگا) اور اس وقت مین ورم کی زیادتی ہوجائیگی ہان اگر رادعات ضعیف ہون مثل نیمگرم روغن گل کے تو کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر اسکا سبب خارجی ہو تو اُسوقت مین رادعات کا استعمال نہایت ضروری ہے اور ان رادعات مین اس بات کا بھی لحاظ ہونا چاہیے کہ وہ درد کے لیے مسکن ہون مثل قیروطی کے کہ سفید موم اور ہرے دھنیے کے پانی سے بنائی گئی ہو اور نیمگرم استعمال کیجائے اور قوی ہونے کے وقت اور سوزش ہونے کے وقت اکثر اوقات اس قیروطی مین کسی قدر زعفران زیادہ کر دی جاتی ہے اور اکثر اوقات صرف دھنیے کے پانی یا کاسنی کے پانی یا مکوہ کے پانی یا بارتنگ یا خرفہ کے پانی پر کفایت کی جاتی ہے اور بیشتر اوقات اسکے اندر جسوقت کہ درد نہو گلاب اور سرکہ اضافہ کر دیا جاتا ہے پھر ان رادع دواؤن کے ساتھ اُن دواؤن کو ملا لیا جائے جنمین نضج مادہ اور تحلیل مادہ اور تلیین مادہ کی قوت ہو جیسے میتھی اور بابونہ اور ناخونہ اور خطمی اور السی وغیرہ انکے آٹے سے تو سینکا جائے اور انکے پانیون سے نطول کیا جائے اور انکے ثفل یعنی پھوک سے لیپ کیا جائے اور مرہم داخلیون مرہم سرکہ کے ساتھ یا صرف مرہم داخلیون ابتدا ابتدا مین نہایت عمدہ اور مفید ہے (اسلیے کہ اس مرہم کے اندر یہ خوبی ہے کہ یہ پکاتا ہے اور نرم کرتا ہے اور تحلیل کرتا ہے اور آسانی کے ساتھ مادے کا اخراج کرتا ہے) اور اگر بدن کے اندر امتلا ہوگا اور خون غالب ہوگا تو بذریعۂ فصد کے استفراغ کرینگے اور اگر ورم صفراوی ہوگا تو بذریعۂ اسہال صفرا کے اور تزاید کے بعد اور انحطاط کے قریب اُن ادویہ پر قناعت کی جائیگی جنکے اندر ارخا اور تحریک کی شان ہوگی اور اگر اس امر کا اندیشہ ہو کہ مادہ سختی کی طرف متغیر ہوجائیگا تو صرف اُن ادویہ پر اقتصار کرنا چاہیے جو مرخی اور ملین ہون اور اگر عضو کے فاسد ہوجانے کا خوف ہو اس طرح کہ وہ عضو سیاہ معلوم ہو یا سبزی کی طرف مائل ہو تو اس وقت مین پچھنون کا لگانا ضروری ہے اور عضو کا گرم پانی اور نمک سے دھونا چاہیے اور ورم صفراوی کے اند

بہتر تبرید مناسب ہوتی ہے (اسلیے کہ ورم صفراوی نہایت حاد اور گرم ہوتا ہے) اور ورم
دموی مین بہتر تخفیف ہی کافی ہوتی ہے **مین کہتا ہون** مادے مین حرکت کی وجہ
سے اسلیے فساد بڑھ جاتا ہے کہ حرکت کی وجہ سے اس ورم مین سخونت یعنی گرمی بڑھ جائیگی
اور گرمی کی وجہ سے عفونت بڑھ جائیگی اور ادویہ مفجرہ (تفجیر کے معنی شق کرنے کے ہین)
یہ ہین بیخ نرگس شہد اور زفت کے ساتھ اور راتینج کہنہ اور بھیٹون کا تیل اور زنگار اور جابُفل اور
شراب ادرکی ہوئی پیاز وغیرہ اور امتلاے بدن کے وقت استفراغ مادے کا اس لیے
حکم دیا گیا ہے کہ کہین مادے کی ریزش زیادہ نہو جائے اور روع درد کو اسلیے زیادہ کر دیتا
ہے کہ ردع کی وجہ سے مادے کا اختناق ہو جاتا ہے اور عضو کے اندر بیٹھ جاتا ہے
اور درد سے ورم اس لیے زیادہ ہو جاتا ہے کہ درد کے اندر شان جذب کی ہوتی ہے
تو اس وقت مین طبیعت اُسکی اصلاح کرتی ہے اور جو چیز کہ مادۂ ورم کے اندر مل گئی
ہے اُسکو دفع کرتی ہے اس سے خواہ نخواہ ورم بڑھ جاتا ہے اور بقیہ مضمون بالکل واضح
ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے اورام بلغمیہ کا بیان شروع ہوتا**
ہے اگر بلغمی ورم نرم ہوگا تو اُسمین جسقدر نرمی زیادہ ہوگی معلوم ہوگا کہ وہ رقیق مادہ سے ہے
(اسلیے کہ زیادہ رخاوت کا ہونا زیادتی مائیت کی وجہ سے ہوتا ہے اور مائیت کی کثرت
خواہ مخواہ رقت مادہ کو مستلزم ہے) اسی لیے اُسمین اُنگلی با آسانی گڑ سکتی ہے (کیونکہ یہ ورم
بسبب رقت مادہ کے ہوتا ہے اور ایسی حالت مین انگلی کا گڑنا لامحالہ بسہولت ہوگا) اور
سلع کا بلغم بہت غلیظ ہوا کرتا ہے (اسی لیے جرم عضو کے اندر اُسکا حدوث نہین ہوتا) اور اُسکی
رنگت ایسی ہی ہوتی ہے جیسی بدن کی رنگت ہے (اسواسطے کہ اعضاے صلبہ کا رنگ
مثل بلغم کے سفیدی مائل ہوتا ہے) اور اس ورم مین درد نہین محسوس ہوتا (اسکا یہ سبب ہے
کہ بلغم کا شدت سے بارد ہوتا حس عضو کو ضعیف کر دیتا ہے اور اُس عضو مین تخدر آجاتا ہے
اور نیز اسلیے کہ بلغم اپنی رطوبت کی وجہ سے عضو مین تمدد کم پیدا کرتا ہے بلکہ بلغم کی یہ شان ہے
کہ عضو مین انتشار پیدا کرے) **یہان سے اس ورم کا علاج شروع ہوتا**
ہے بدن سے بلغم کو نکالنا چاہیے اور ہر اُس چیز سے پرہیز کرنا چاہیے جو بلغم کو پیدا کرے

اور شروع مین اُن رادع دواؤن کا استعمال کرنا چاہیئے جنمین برودت کم ہو (یہ اسلیئے کہ مادے
کی برودت اور غلظت مین زیادتی نہو جائے اور وہ اپنی غلظت کی وجہ سے ارضیت کی طرف
متغیر نہو جائے) اور اُنکے اندر شان تخفیف کی ہو مثل ابر مردہ کے جو کہ اُس سرکہ کہنہ مین ڈبویا
گیا ہو جسکو پاڑھی لون کے پانی مین ملایا گیا ہو (کیونکہ اول تو ابر مردہ ہی مین خشکی اور تحلیل کی شان
ہوتی ہے دوسرے جب نمک اور سرکہ مل جائیگا تو اور زیادہ خشکی کی امداد ہو گی غرض کہ یہ
چیزین رطوبت کو جذب کرینگی) اور عصارۂ آس اس مرض مین مضر ہے اور کبھی اسمین کسیقدر
نمک اور سرکہ شامل کر لیا جاتا ہے اسکے بعد نطول اور مالش اور ضمادات محللہ کا استعمال کرنا
چاہیے جیسے پاچک دشتی اور مرہم باسلیقون سے **مین کہتا ہون** شیخ بوعلی سینا نے
یہ بیان کیا ہے کہ ابر مردہ کی ذات مین تخفیف اور تحلیل کی شان ہے اور جسقدر مرض ورم
زیادہ ہوگا اُسی کے مناسب ابر مردہ تھوڑے سرکے مین غوطہ دیکر اور منتہاے مرض کے
وقت نہایت ترش اور تیز سرکے کا استعمال کرنا چاہیے اور اگر ابر مردہ دستیاب نہو تو اُسکی جگہ
ایک ایسی پٹی لینی چاہیے جسپر خاکستر کے پانی کو لیپ کر کے اُسکو لپیٹ لین اور اگر اس مرض کے
اندر آب کبریت کے ساتھ نخود کا استعمال کیا جائے تو نہایت ہی عجیب الاثر ہے اور مرہم
باسلیقون کے بنانے کا قاعدہ پہلے بیان ہو چکا ہے **مؤلف کہتا ہے یہان
سے اورام سوداویہ کا بیان شروع ہوتا ہے** اس ورم کی دو قسمین ہین
صلابت اور سرطان اور ارضیت کی وجہ سے ان دونون کا لمس سخت ہوتا ہے اور ورم
سرطان کی دو قسمین ہین متقرح یعنی قرحہ دار اور غیر متقرح (قرحہ دار تو وہ ورم ہے جسکا حدوث
اُس سودا سے ہو جو صفراے محترقہ سے پیدا ہوا ہے اور غیر متقرح وہ ورم ہے جس کا
حدوث اُس سودا سے ہو جسکی پیدایش سواے صفرا کے اور کسی خلط محترق سے ہوئی ہو)
یہان سے اس ورم کا علاج شروع ہوتا ہے سودا کا استفراغ کرنا
چاہیے اور ان ادویہ کا لیپ کرنا چاہیے جو نرم کرنے والی ہون (تاکہ کل مادہ قابل تحلیل ہو جائے
مگر جو چیزین تحلیل کرنے والی ہوتی ہین اُنکے اندر یہ بات ہے کہ لطیف و رقیق مادے کو تحلیل
کر ڈالتی ہین اور غلیظ و کثیف مادے کو خشک کر دیتی اور سکھا دیتی ہین کیونکہ اس قسم کی دوائین

تجفیف سے خالی نہین ہوتین اور یہ امر مورث حصاۃ ہے) جیسے کہ چربیان اور روغن سوسن اور روغن منھدی اور روغن زیتون وغیرہ (کیونکہ یہ چیزین نرمی اور ملایمت پیدا کرتی ہین جن مین ایک قسم کی شان تحلیل ہے) اور وہ مرہم جو کہ ہفتہ بھر بلکہ اس سے بھی کم مین سختی کو تحلیل کرکے گھلادے اُسکے یہ اجزا ہین رائی تخم اتنگن کف دریا زراوند اشق گندھک عل ارزق موم سُرخ روغن زیتون کہنہ **مین کہتا ہون** ورم سوداوی کی پہلی قسم یعنی صلابت کی تو یہ صورت ہوتی ہے کہ چھونے مین تو بارد معلوم ہو اور بھدیلا رنگ ہو اور سختی کے مارے چھونے نہ دے اور سرطان کی یہ صفت ہے کہ چھونے مین کچھ تو نہین سی حرارت محسوس ہو اور اول اول بادام کے برابر معلوم ہو بلکہ اُس سے بھی کم پھر چند روز کے بعد بڑھنا شروع ہوتا ہے گولائی لیے ہوے اور جب پورا ہو جاتا ہے تو اُسمین سُرخ اور سبز رگین ظاہر ہوتی ہین جنکی تشبیہ سرطان کے پیرون سے دیجاتی ہے اور اس ورم کی رنگت سرطان یعنی کیکڑے سے زیادہ بھدیلی ہوتی ہے اور سرطان متقرح سیاہ ہوتا ہے اور اُسکے کنارے بہت موٹے اور دبیز ہوتے ہین اور اُسکے کنارے باہر کیطرف اُلٹے ہوے ہوتے ہین اور اُسمین سے بدبودار اور بری پیپ خارج ہوتی ہے غرضکہ سرطان ایک خبیث مرض ہے جس سے صحت کلی کی امید بہت کم ہے اور اُسکا علاج صرف اس غرض سے کیا جاتا ہے کہ وہ بڑھنے نہ پائے اور اُسمین زخم نہ پڑجائے اور جسمین زخم ہو جاتا ہے اُسکا اندمال تخم اتنگن سے کیا جاتا ہے جسکو فارسی مین کرنہ کہتے ہین یہ گرم خشک ہے اور تحلیل کرتی ہے اور ورمون کو لطیف اور نرم کرتی ہے اور تخم اسکا تخم گندنا کے مشابہ ہوتا ہے مگر کچھ اس سے چھوٹا **مولف کہتا ہے یہان سے دبیلہ اور خراج کا بیان شروع ہوتا ہے** دبیلہ تو ہر ایسے ورم کو کہتے ہین جسکے اندر ایک ایسا مقام ہو جہان مادے کی ریزش ہوتی ہو اور خراج مین باوجود ان سب باتون کے اسکی بھی قید ہے کہ گرم ہو اور اگر تمکو ورم کے ساتھ نہایت تپک معلوم ہو اور اُنگلی گڑانے سے وہ ورم دب بھی جائے تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خراج ہی ہے اور پیپ کی جگہ اسطرح متعین ہوتی ہے کہ جب پیپ نچوڑ دیا جائے تو اسکے نیچے دوسری اُنگلی لگائے رہین تو کوئی چیز نیچے کی جانب چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے (کیونکہ پیپ کا یہی قاعدہ ہے کہ جب وہ کامل النضج ہو جاتی ہے

تو نرم اور رقیق ہو جاتی ہے اور جب اُسپر کوئی دباؤ پڑتا ہے تو نیچے کی طرف بہتی ہے) اور پہچان
ہے کہ اُس ورم کی رنگت سفید یا زرد ہو یا وہ سبز ہو جبکہ پیپ جید اور عمدہ نہو اور جید مدہ کی صفت ہے
کہ چکنی اور سفید اور یکسان ہو اور درمیانی بو رکھتی ہو۔ **مین کہتا ہون** مدہ مین مؤلف نے
اسکی تعریف کی کہ وہ چکنی اور یکسان ہو یہ بات مدہ مین قابل مدح اسلیے ہے کہ یہ دونون باتین
اسپر دلالت کیا کرتی ہین کہ قوت ہاضمہ سے اسکے تمام اجزاء نے برابر اثر قبول کیا ہے اور
ایسا نہین ہوا کہ اُسکے بعض اجزاء تو اثر قبول کرنے مین فرمانبردار رہے ہون اور بعض نے
نافرمانی کی ہو اور اُسمین سفیدی کا ہونا قابل مدح اسلیے ہے کہ جسقدر اعضاے اصلیہ ہین
اُنکی رنگت سفید ہی ہوتی ہے تو اسکی رنگت سفید نہین ہوئی مگر جبھی کہ طبیعت ہی اسکی مقتضی ہوئی
ہے خلاصہ یہ کہ وہ بمقتضاے طبیعت ہے اور درمیانی بو ہونے کو قابل مدح اسلیے شمار
کیا کہ اگر بدبو تیز ہو تو یہ اسکی دلیل ہے کہ عفونت کی شدت ہے اور عفونت کی شدت حرارت غریبہ
کی شدت کی دلیل ہے کیونکہ شدت عفونت اسی سے پیدا ہوتی ہے اور اگر بدبو مین بہت کمی
ہو تو یہ اسکی دلیل ہے کہ ہنوز وہ خام ہے اور اسی تعریف سے مدہ ردیہ کے اوصاف بھی
معلوم ہو سکتے ہین **مؤلف کہتا ہے یہان سے علاج شروع ہوتا ہے**
مادے سے بدن کا استفراغ کیا جائے اور اُن چیزون سے پرہیز رکھا جائے جن سے یہ
مادہ پیدا ہوا اور قوت دیکھا ئے تاکہ درد کی وجہ سے اور اُسکے پھوٹ جانے سے ضعف نہو جائے
اسکے بعد ہلکے وہ ادویہ استعمال کیے جائین جو اُسکو پکائین مثلاً گرم پانی سے نطول کیا جائے
اور جوا ور انجیر کا ضماد کیا جائے یا گیہون کو چبا کر اُسکا لیپ کیا جائے یا موم اور روغن زیتون
اور کندر کا لیپ کیا جائے یا زعفران اور خطمی اور اجوائن خراسانی کا لیپ کرین اسکے بعد
اگر جلد نرم پڑ جائے اور پھوڑنے والے ادویہ سے وہ پھوٹ جائے تو بہت ہی اچھا ہے
اور نرگس کی جڑ کا ضماد ہر سخت پھوڑے کو پھوڑ دیتا ہے جا ہے کیسا ہی سخت ہو خصوصاً
گرم پانی اور شہد کے ہمراہ اور اسی طرح دخلیون رائی کے لعاب کے ساتھ بھی پھوڑ دیتا ہے
اور ان سب چیزون کو روغن سوسن مین جوش دیا جائے اور اگر ان سب اعمال سے بھی نہ پھوٹے
تو نشتر دیدیا جائے اور اسکا خیال رکھا جائے کہ نشتر نیچے سے دیا جائے اور جب کل پیپ اور

گھلو ہو خارج ہو جائے تو اُسکو آب شہد وغیرہ سے دھو ڈالا جائے اسکے بعد جو زخم کا علاج
کیا جاتا ہے وہ یہان بھی کیا جائے اور جو ورم اوپر کو اُبھرا ہوا ہو اور اسمین ٹیس نہو تو بسا اوقات
اسمین پیپ نہین پڑتی اور اکثر اوقات ورم تنہا ایک ہی مادے سے نہین ہوتا مین کہتا ہون
استفراغ بدن کا اسلیے حکم دیا گیا ہے کہ اگر مادے کا استفراغ بدن سے نہ کیا جائیگا تو مادہ
اُسی طرف کو متوجہ ہو جائیگا جہان دبیلہ یا خراج ہے یہ اسلیے کہ وہی مقام سارے بدن
مین ضعیف ہے اور طبیعت نے مادے کے انصباب کی جگہ وہی متعین کر بھی لی ہے اور مؤلف
نے پرہیز کا اسلیے حکم دیا کہ بدپرہیزی ہر مرض کی دوست ہے اور قوت دینے کا اسلیے حکم دیا کہ درد
اور ورم کا پھوٹ جانا یہ دونون ضعف پیدا ہو جانے کے موجب ہین (درد تو اسلیے کہ روح
کو تحلیل کرتا ہے اور روح قوت کا مرکب اور محل ہے اور روح کے تحلیل کرنے کا سبب اسلیے
ہے کہ طبیعت کو اسمین بہت زیادہ حرکت کرنا پڑتی ہے اور مرض کے ساتھ بہت کچھ مجاہدہ
کرنا پڑتا ہے اور جو غذائے مقوی استعمال کی جاتی ہے وہ اعضاء کے اوپر وارد بھی کم ہوتی ہے
کیونکہ طبیعت تو مرض کی مقاومت مین مشغول ہے پھر غذا مین کون چیز تصرف کرے اور
ورم کا پھوٹ جانا اسلیے مضعف ہے کہ اسمین جو پیپ نکلتی ہے اُسکے ساتھ روح اور حرارت
غریزیہ کا بھی استفراغ ہوتا ہے چنانچہ اس سے پیشتر معلوم ہو چکا ہے کہ طبیعت مع قوے
اور ارواح اور حرارت غریزیہ کے بدن کی تمام رطوبتون کے ساتھ متعلق ہوتی ہے عام
اس سے کہ وہ رطوبتین صالح ہون یا فاسد پس اسوقت مین قوے اور ارواح اور حرارت غریزیہ
سب کا استفراغ ہوگا) شیخ نے لکھا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ ورم کے پھوٹتے ہی
بیہوش ہو کر مرجاتے ہین (اس سے یہ نکلا کہ انفجار ورم بجید مضعف ہے) اور قوت جو دی جائے
تو اُن مقوی چیزون سے دیجائے جو لطیف اور سریع الہضم ہون جیسے پرندون کا گوشت ہے
اور قوت دینے والے میوے ہین مثلاً سیب اور امرود وغیرہ اور جیسے دماغ کو قوی کرنیوالی
سونگھنے کی چیزین ہین لیکن یہ واضح رہے کہ اگر مرض غذا کے راستے ہی مین ہو تو اسوقت
مین غذا کو کم کر دینا لازم اور واجب ہے اور یہ خود ظاہر ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا
ثم یستعمل المنضجات الخفیفۃ یعنی اسکے بعد ہلکی پکانیوالی دوائین استعمال کیجائین تو مؤلف نے یہ

قیدا سلیے لگائی کہ قوی منضجات مضر پڑتے ہین ایک تو اسوجہ سے کہ درد کو زیادہ کردیتے
ہین دوسرے گرمی زیادہ پیدا کردیتے ہین تیسرے مادے کو اپنی جانب جذب کرلیتے ہین
(اور منضجات خفیفہ طبیعت کو انضاج پر مدد دیتے ہین اور خفیف سے یہ مراد ہے کہ جن مین
صرف اسقدر حرارت ہو کہ نہ جلادے اور نہ خشک کردے یعنی متوسط حرارت ہو اور باانہمہ تھوڑا
سا تغریہ اور لسداربھی ہو کہ مسامات کو روک کر ان اجزے کو تحلیل نہونے دیگی جو گرمی پہونچاتے
ہین ایسی صورت مین وہ پکانے پر ضرور مدد دینگے اور نیز وہ لسدار ہونے سے حرارت غریزیہ
کو ٹھیر لیگی اور اسکو ہر طرف منتشر نہونے دیگی کیونکہ اصل پکانے والی چیز تو حرارت غریزیہ ہی
ہے لیکن اسمین اتنا تغریہ نہو کہ مسامات کو اسقدر روک دے کہ تنفس ہی مشکل ہوجائے اور
حرارت غریزیہ کو کسی قسم کی ترویح نہ حاصل ہو اور منضج خفیف کی مثال یہ ہے کہ گرم پانی سے
نطول کیا جائے کیونکہ طبیعت جو پکانے کا عمل کرتی ہے تو اسکے دو آلے ہوتے ہین ایک تو حرارت
دوسرا رطوبت اور گرم پانی مین قریب قریب بدن کی حرارت کے حرارت ہوتی ہے اور اتنی
رطوبت بھی ہوتی ہے جو مادے مین نضج کی استعداد پیدا کردے) اور مولف نے جو یہ کہا کہ
ورم مین نیچے سے شگاف دیا جائے یہ اسلیے کہ اسوقت مین پیپ کا نکلنا آسان ہوگا۔
(کیونکہ پیپ کی طبعی حرکت یہی ہے کہ نیچے کو سیلان کرے) اور شگاف کی کیفیت بیان
کرنے کے لیے ذرا طول کلام کی ضرورت ہے کیونکہ باختلاف اعضاء اسکی کیفیت مین بھی
اختلاف ہے لہذا یہان اسکو نہین بیان کیا جاتا جو شخص اسپر اطلاع حاصل کرنا چاہیے
اسکو چاہیے کہ قانون شیخ کا مطالعہ کرے (اسمین نہایت بسط کے ساتھ اسکو لکھا ہے)
مؤلف کہتا ہے دنبلون کا بیان سب سے بڑا دنبل وہ ہے جو گہرا ہوا اور
دنبل بھی خراج کی ایک جنس ہے (کیونکہ یہ بھی ایک ورم حار ہے کہ اسکے اندر ایک
ایسا مقام ہوتا ہے کہ وہان مادے کا انصباب ہوتا ہے مگر دنبل ان بڑے بڑے
پھوڑون کا نام ہے جنمین حرارت ہو اور اکھٹا ہوکر زور کریں) اور دنبل اکثر حرکات عنیفہ سے
اور پیٹ بھرے ہونے کی حالت مین زیادہ حمام کرنے سے پیدا ہوتے ہین یہان سے
انکا علاج شروع ہوتا ہے جس شخص کے زیادہ دنبل نکل رہے ہون اسکی

فصد لیجائے یعنی بذریعہ فصد کے مادے کا استفراغ کیا جائے اور زیادہ حمام کرکے اُسکے بدن کو ہلکا کیا جائے اور شروع شروع ایام مین اُنکا وہی علاج کیا جائے جو گرم ورمون کا کیا جاتا ہے اسکے بعد صرف پکانے پر اقتصار کیا جائے اور دنبلون کی پکانے والی بہت چیزین ہین منجملہ اُنکے انجیر ہے اور شہد اور تخم مرد اور چبایا ہوا گیہون اور انجیر رائی کے ساتھ اب اگر پک جائے اور پک کر خود نہ پھوٹ جائے تو اس قسم کی دواؤن سے اُسکو پھوڑ دیا جائے اور اکثر اوقات شگاف کی ضرورت پڑتی ہے **مین کہتا ہون دنبل** صنوبری شکل اور سرخ رنگ کے ورم کا نام ہے شروع شروع مین یہ نہایت درد اور الم پیدا کرتا ہے اور یہ خراج ہی کی ایک قسم ہے اسکے پیدا ہونے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ کھانا کھائے پر سخت حرکتین واقع ہون جو ہضم کو فاسد کردین اور فاسد خون کو بکثرت پیدا کرین اور اسی کے معنے مین یہ بھی ہے کہ امتلاء پر حمام زیادہ کیا جائے (کیونکہ حمام بھی حرکت نفسیہ ہے) اور دنبل کا علاج شروع شروع مین یعنی تین دن تک وہی ہے جو اورام حارہ کا علاج ہے یعنی رادع دواؤن کا اُسپر لیپ کرنا جسکا ذکر پیشتر گذر چکا ہے اسکے بعد پکانے والی دواؤن کا لیپ کیا جائے اسکے بعد اگر وہ خود ہی نہ پھوٹ جائین تو پھوڑنے والی ادویہ کا لیپ کرنا چاہیے اور ان دواؤن کو تم جان چکے ہو اور پھوٹ جانے کے بعد اس مقام کا علاج اُن ادویہ سے کیا جائے جو گوشت پیدا کرتی ہین بشرطیکہ ضرورت ہو جیسے دم الاخوین وغیرہ ہے اور درحقیقت دنبل کا علاج دبیلہ اور خراج کے علاج سے مستفاد ہو چنانچہ خراج وغیرہ کا علاج اس سے پیشتر معلوم ہو چکا ہے وہان پر اسکو دیکھو **مؤلف کہتا ہے بثور یعنی پھوڑے پھنسیون کا بیان** جیسے اورام کی چھ قسمین ہین اسطرح بثور کی بھی چھ قسمین ہین ایک تو بثور دمویہ جیسے شری یعنی پتی دوسرے بثور صفراویہ جیسے نملہ اور جمرہ اور آتشک تیسرے بثور سوداویہ جیسے سوداوی خارش اور پکے ہوئے مستے اور مسمار چوتھے بثور بلغمیہ جیسے بلغمی پتی پانچوین بثور مائیہ جیسے پھولے چھٹے بثور ریحیہ جیسے نفاخات **مین کہتا ہون** یہ جو مؤلف نے کہا ہے بھی ایضاً علی عدد الاورام یعنے بثور بھی اورام کی گنتی پر ہین اس سے اسکی یہ مراد ہے کہ بثور بھی مواد کی جہت سے اُتنی ہی قسمون کی طرف منقسم ہوتے ہین جس طرح ورم مواد کی جہت سے اقسام ستہ کی طرف منقسم ہوتے ہین

اور ثولول مشہور و معروف ہے (ھی بثور صغار شدیدۃ الصلابۃ مستدیرۃ یعنی یہ چھوٹی چھوٹی پھنسیاں ہین نہایت سخت اور گول گول) آور مسمار یہ ایک گول گرہ ہے سفید جیسے رائی کا سرا ہوتا ہے اور اکثر مسمار پانؤن مین پیدا ہوتا ہے یا پانؤن کی اُنگلیون مین کہ چلنے سے روک دیتا ہے اور سمرقندی نے اسکو ثولول ہی کی ایک نوع قرار دیا ہے اور اسکے گرا دینے کی یہ ترکیب ہے کہ کبر کی پتّی اور نمک اور سرکہ یا لونجی اور سرکے کی مالش کیجائے **مؤلف کہتا ہے شری کا بیان** یہ پھنسیاں ہین جو مسطح ہوتی ہین (کیونکہ ابخرے کا مادہ جلد کے نیچے پھیلکر ایسے مقام کو ڈھونڈھا کرتا ہے جس سے خارج ہو جائے) اور نہایت کرب پیدا کرتی ہین (کیونکہ اس دھوئین کا کچھ حصہ قلب کے نزدیک محتبس ہو جاتا ہے) اور انمین نہایت کھجلی ہوتی ہے (کیونکہ تبخیر پیدا کرنے والی حرارت کی وجہ سے اس ابخرے مین ایک قسم کا خراش پیدا ہوتا ہے دوسرے اس مادے مین کچھ بورقیت اور پیپ بھی ہوتی ہے) بسا اوقات تو دفعتًہ انکی پیدایش ہو جاتی ہے (اور جلد کے اکثر حصے مین کیونکہ اسکا مادہ لطیف اور بہت سا اور نہایت سریع الحرکۃ ہوتا ہے پس وہ تمام بدن مین پھیل جاتا ہے اور ایسا اُسوقت ہوتا ہے جبکہ خون یا بلغم بورقی کثرت سے ہو اور اُنکو تبخیر پیدا کرنے والی حرارت بھی عارض ہو) اور یہ خود اور انکا کرب اور تکلیف یہ سب رات کو زیادہ ہو جاتے ہین اور انکے پیدا ہونے کا سبب بسا اوقات وہ دموی ابخرے ہوتے ہین جسمین حدت ہو اور کبھی انکا سبب بلغمی ابخرے بھی ہوتے ہین اور اسوقت مین اُسکا اشتداد اور اُسکے اعراض کا اشتداد رات کے وقت بہ نسبت دموی کے زیادہ ہوتا ہے اور دموی بخار کی حالت مین حدت اور سرخی زیادہ ہوتی ہے اگر دموی ہو تو **اُسکا علاج یہ ہے** کہ فصد لیجائے اور صفرا کو بہ نرمی خارج کیا جائے یعنی مسہل خیسانده یا آب انارین ہڑ کے ساتھ دیا جائے اور اگر بلغمی ہو تو اُسکا یہ **علاج ہے** کہ بلغم کا استفراغ کیا جائے اس طرح پر کہ ہلیلہ کابلی کا زیادہ استعمال کیا جائے اور کبھی اسمین تربد اکبرابادی مجوف بھی بڑھا دیتے ہین اسکے بعد تبرید کا استعمال کیا جائے یعنی بخار کی تدبیر شروع کی جائے اور گوشت قطعًا ترک کر دیا جائے اور سرکے کے ساتھ مسور کا استعمال نہایت نافع ہوتا ہے اور انار دانہ یا سماق کا مزوّرہ بھی اسکے لیے اچھا ہوتا ہے اور کھانے ہین اور خیساندہ ان مین

خشک دہنے کا زیادہ استعمال رکھا جائے **مین کہتا ہون** شیخ نے ذکر کیا ہے کہ شرای
چھوٹی چھوٹی پھنسیون کا نام ہے اور سمرقندی نے یہ لکھا ہے کہ شری پھنسیون کا نام ہے کہ بعض
چھوٹی اور بعض بڑی ہون لیکن مؤلف نے اُنکے چھوٹے بڑے ہونے کے متعلق کوئی گفتگو
نہین کی اور اس کا تعرض نکرنا ممکن ہے کہ اسلیے ہو کہ اُسنے شیخ کا مذہب اختیار کیا اور
صرف لفظ بثور اسکی تعریف مین لکھدیا کیونکہ اطبا کی اصطلاح مین بثور چھوٹی پھنسیون ہی کو
کہا جاتا ہے اسکے علاوہ سمرقندی نے بھی جو لفظ کبیر کہا ہے اُس سے اتنی بڑی پھنسی
نہین مراد لی جسپر بثرہ کا اطلاق نہو سکے بلکہ اُسکی غرض یہ ہے کہ بعض پھنسیان بعض سے
بڑی ہون اور یہ تو ظاہر ہے کہ شری مین سب پھنسیان برابر نہین ہوتین بلکہ چھوٹی بڑی
ضرور ہوتی ہین اور اس تاویل کے بعد شیخ اور سمرقندی کے کلام مین کوئی اختلاف نہین رہتا
(کیونکہ شیخ کی بھی یہ غرض نہین ہے کہ چھوٹی ہونے مین سب پھنسیان برابر ہون بلکہ اُسکی
یہی غرض ہے کہ بہ نسبت پھوڑے کے وہ چھوٹی ہون) اور مؤلف نے جو یہ لکھا ہے
کہ وتشتد معہ وکربہا وغمہا لیلا یعنی خود وہ اور اُنکا کرب اور غم رات کو بڑھتے ہین تو اس
قول مین کرب اور غم دونون ہم معنے ہین اور غم کے معنے کوئی دوسرے نہین ہین اسی طرح
لفظ غمہ بھی کرب ہی کے معنے مین آتا ہے اور شری بلغمی کا اشتداد رات ہی کو اسلیے زیادہ
بڑھتا ہے کہ حرارت رات کے وقت باطن کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور حرارت کے
چھپنے ہی بلغم کا غلبہ ہوتا ہے اسلیے کہ اول تو وہ بدن کے باہر کھال کے نیچے ہے اور
دوم وہ اپنے مغلوب کرنے والی اور توڑنے والی حرارت کے پہنچنے سے رات مین چھوٹ گیا
ہے بخلاف دموی شری کے کیونکہ جسطرح بلغمی پر برودت غالب ہوتی ہے اسی طرح دموی
پر حرارت غالب ہوتی ہے اور بخار کی تدبیر کا ایسی حالت مین اسلیے حکم دیا گیا کہ دونون کا
علاج ایک ہی ہے یعنی برودت پہونچانا اور حرارت کا بجھانا شیخ نے لکھا ہے کہ اگر شری
مین فصد لیجائے تو باری سے بخار شروع ہو جانے کا اندیشہ ہے (لہذا فصد نلینا چاہیے)
مؤلف کہتا ہے نملہ کا بیان یہ چھوٹی چھوٹی پھنسیان ہین جنکے پیدا ہونے کا
سبب تیز اور لطیف صفرا ہوتا ہے اب اگر یہ صفرا کیفیت کے اعتبار سے ردی بھی ہوتا ہے

(یعنی شدید الاحتراق ہوتا ہے) تو اسوقت مین جو نملہ یعنی پھنسیان پیدا ہوئی ہین وہ دوڑ جانیوالی
اور عضو کو کھا جانے والی اور فاسد کردینے والی ہوتی ہین اور اگر شدید الاحتراق نہین ہوتا تو یا رقیق
ہوتا ہے یا غلیظ اگر رقیق ہوتا ہے تو صرف دوڑ جانے والی پھنسیان پیدا کردیتا ہے اور اگر
غلیظ ہوتا ہے کہ جلد مین بیٹھ گیا ہو تو نملۂ جاورسیہ کے پیدا ہو جانے کا موجب ہوتا ہے
(جاورس کے معنی باجرے کے ہین چونکہ یہ پھنسیان قریب باجرے کے برابر ہوتی
ہین اسلیے اُنکا نام نملۂ جاورسیہ رکھا گیا) اُنمین سوزش کم ہوتی ہے لیکن دیر مین تحلیل ہوتی ہین -
نملہ کا علاج اول اول تو صفرا کا استفراغ ضروری اور لازمی ہے اور اگر خون بھی زیادہ ہو
تو فصد بھی ہونا چاہیے اور مزاج کی تعدیل کرنا چاہیے اور اُسپر مسور اور انار کے چھلکے اور جو کے
ستو اور بارتنگ خوب باریک کرکے لگائین اور اگر عضو کی خوردگی اور فساد اور زخم بھی معلوم
ہو تو اقراص اندرون کا استعمال کسی قابض شربت کے ساتھ کرنا چاہیے اور نملۂ جاورسیہ کے
مسہل مین تھوڑا تربد اکبر آبادی اور افتیمون ولائتی بھی شامل کیا جائے اور نملۂ جاورسیہ
کے لیے تازہ دوا پیوا دو دونم بہت عمدہ ہے اور انار کے چھلکے اور گل ارمنی سرکۂ خالص اور
گلاب کے ساتھ دینا بھی اسکو مفید ہے **مین کہتا ہون** اقراص اندرون کا نسخہ بعض
قرابادینون مین اسطرح لکھا ہے انار کی کلی دس درہم شب یمانی یعنی پھٹکری چار درہم قلقدیس
یہ ایک قسم کی پھٹکری ہے بارہ درہم کتیرا چار درہم کندر آٹھ درہم زراوند بارہ درہم ان سب کو
آب شہد مین گوندھ کر قرص بنا لین **مؤلف کہتا ہے جمرہ اور نار فارسی یعنی**
آتشک کا بیان جمرہ اور نار فارسی ہر اس پھنسی کا نام ہے جو خورندہ عضو ہو اور پھپولا
ڈالے اور جلن پیدا کرے اور خشکریشہ کو پیدا کرے اور بسا اوقات نار فارسی خاص ایسی پھنسی کو
کہا جاتا ہے جو نملہ کی جنس سے ہو اور پھپولے ڈالے اور دوڑے اور ایسے مادۂ صفراویہ
سے ہو جسمین کم تعفن اور کم سودا ہو (اسی لیے وہ اندر گھسی نہین ہوتی اور اُسمین رطوبت ہوتی
ہے) اور جمرہ خاص ایسی پھنسی کو کہا جاتا ہے جو جلد کو سیاہ کردے بلا رطوبت کے اور
اُس کے مادہ مین سودا کا میل بہت زیادہ ہوتا ہے اور اُسکا مادہ غلیظ ہوتا ہے اور گوشت
مین بیٹھا ہوا ہوتا ہے اور اُس سے گنتی مین (تو) پھنسیان کم پیدا ہوتی ہین (لیکن جو ہوتی ہین

وہ حجم مین بڑی ہوتی ہین اور اس کے مادہ مین جو غلظت ہوتی ہے وہ بلغم کی مخالطت سے
نہین ہوتی ورنہ اُنمین حدت اور حرارت کم ہوتی ہے حالانکہ نہایت حدت ہوتی ہے
اور جمرہ کا وجہ تسمیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ لغت مین جمرہ کے معنے انگارے کے ہین
یعنی وہ کوئلہ جسمین حرارت ہو اور چونکہ اُنمین بھی جلد سیاہ ہوجاتی ہے اور رطوبت نہین ہوتی
اسلیے اسکو اس معنے مین لکڑی کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جس طرح وہ جب تک تر
اور رطب رہتی ہے تو جلتی رہتی ہے اور جب اُسکی رطوبت فنا ہوجاتی ہے تو وہ جمرہ
ہوجاتی ہے اسی طرح اسکی بھی حالت ہے **مین کہتا ہون** پہلی اصطلاح کے موافق
تو دونون لفظ یعنی جمرہ اور نار فارسی مترادف یعنی ہم معنی ہونگے اور دوسری اصطلاح
کے موافق دونون لفظ متبائن ہونگے (کیونکہ نار فارسی تو وہ ہے جسمین سودا کی آمیزش
کم ہو اور جمرہ وہ ہے جسمین سودا کی آمیزش زیادہ ہو) اور دوسری تفسیر یعنے دوسری
اصطلاح کے موافق جمرہ مین زیادہ پھنسیان نہ ہونگی) اور چونکہ یہ جلد کو جلاکر سیاہ کردیتا ہی
اس معنے مین اسکو انگارے کے ساتھ مشابہت حاصل ہے **مؤلف کہتا ہے**
یہان سے اُسکا علاج بیان ہوتا ہے فصد لینا اور سودا اور صفرا کا
بدن سے نکالنا نہایت ضروری کام ہے خصوصًا جمرہ مین اور اکثر اوقات جب ادویہ
سے مادہ کا اخراج نہین ہوتا تو نشتر کے ذریعہ سے مادہ کو نکالنا پڑتا ہے خصوصًا
جمرہ مین اور **لگانے کی دواؤن کو** زیادہ بارد ہونا چاہیے ورنہ مادہ محبوس
ہوجائیگا یا اندر کو دفع ہوجائیگا اور یہ مادہ نہایت خبیث اور سمی یعنی زہریلا ہوتا ہے اسیطرح
اُن دواؤن کو زیادہ قابض بھی نہونا چاہیے اور اسکی بھی وہی وجہ ہے جو زیادہ بارد ہونیکی
ہے اور نہایت محلل بھی نہ ہونا چاہیے ورنہ مادہ کی کیفیت کو اور بڑھادینگی اور اس
مرض کے لیے عمدہ دوا یہ ہے کہ ترش انار لیا جائے اور اسکو شق کرکے سرکہ مین یہانتک
پکایا جائے کہ وہ بھرتا ہوجائے اُس کے بعد اُسکو پیسکر کتان کے کپڑے پر لیپ کرکے
جمرہ پر باندھدین اور اسی طرح مازو سرکے کے ساتھ لگانا بھی مفید چیز ہے اور بارتنگ
اور مسور اور زیادہ بھوسی دار روٹی کا ضماد بھی نافع ہے **مین کہتا ہون** مؤلف نے اول تو

تو استفراغ مادے مین جمرہ کی تخصیص کی ہے دوسرے نشتر دینے مین جمرہ کی تخصیص کی ہے
لیکن یہ تخصیص اُسی وقت بن سکتی ہے جبکہ دوسری اصطلاح کو اختیار کرکے اُن دونون مین
فرق کیا جائے ورنہ پہلی اصطلاح یعنی دونون کے مترادف ہونے کی صورت مین تخصیص کی
کوئی وجہ نہین ہوسکتی کیونکہ اس حالت مین ایک کی تخصیص بعینہٖ دوسرے کی تخصیص ہے
وبالعکس) اور تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جمرہ کا مادہ بہ نسبت نار فارسی کے مادے کے زیادہ
غلیظ ہے اور جو زیادہ غلیظ ہے وہی استفراغ کی طرف زیادہ محتاج ہے اسی طرح نشتر سے
نکالنے کا بھی وہی زیادہ محتاج ہے اور نشتر سے نکالنے کی وہین ضرورت پڑتی ہے
جبکہ اسہال اور فصد سے نہ خارج ہو اور یہ اسہال اور فصد ان دونون مرضون کے
مادے کا اکثر استیصال کردیتے ہین کیونکہ بذریعۂ فصد کے تو سوداوی اور صفراوی خون
نکل جاتا ہے اور اسہال کے ذریعہ سے بقیۂ صفرا اور سودا نکل جاتا ہے یعنی جسکا نکلنا
فصد سے باقی رہگیا ہے وہ اسہال سے نکل جاتا ہے لیکن فصد اور اسہال مین مبالغہ سے
کام لینا چاہیے یہان تک کہ فصد مین قریب غشی کی نوبت پہونچ جائے اور یہ بھی
لازم اور ضروری امر ہے کہ اس قسم کے ادویہ کا استعمال نہ کیا جائے جنمین تبرید اور قبض اور تحلیل
کی قوت بہت زیادہ ہو جسکی دلیل مؤلف نے خود ہی لکھدی ہے بلکہ اُن ادویہ کا استعمال
رہے جو خشکی پیدا کرین اور اُنمین کچھ تھوڑی سی تبرید اور قبض کی قوت ہو جیسا کہ ضماد مؤلف نے
لکھا ہے (یعنی بارتنگ اور مسور اور بھوسی دار روٹی کا ضماد) اور روٹی مین زیادہ بھوسی
ہونے کا اسلیے اعتبار کیا کہ اس قسم کی روٹی اپنے جوہر کے اعتبار سے نہایت لطیف
ہوتی ہے شیخ کا یہی بیان ہے **مؤلف کہتا ہے نفاطات اور نفاخات**
کا بیان ان کا حدوث یا تو اس جوش کی وجہ سے ہوتا ہے جو مائیت کو جلد کی طرف
چڑھاتا ہے اور وہ جلد کی کثافت کی وجہ سے جلد کے نیچے محتبس ہو جاتی اور گھر جاتی ہے
(اور اُس سے آبلے پیدا ہو جاتے ہین) اور یہان اُنکے پیدا ہونے کا سبب رقیق خون ہوتا
ہے **علاج** بدن کا خوب تنقیہ کیا جائے اور مزاج کی تعدیل کی جائے اور گوشت کا
استعمال قطعاً ترک کردیا جائے اور جس وقت آبلہ ظاہر ہو تو اُسکے ظاہر ہوتے ہی مسوزحوب

باریک پیس کر اور سرکہ مین لت کر کے اُس پر لیپ کر دی جائے اور اگر ظاہر ہو کر بڑا ہو جائے تو اُسکو سوئی سے چھید دیا جائے اُسکے بعد خشک کرنے والی چیزین استعمال کی جائین اور اُسکے لیے سفیدہ کاشغری کا مرہم نہایت عمدہ اور جید ہے **مین کہتا ہون** یہ جو مؤلف نے کہا ہے تحدث اما لغلیان تصعد المائیۃ الی الجلد فتحتبس تحتہ لکثافۃ یعنی آبلے یا تو اس جوش کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین جو مائیت کو جلد کی طرف چڑھاتا ہے اور مائیت جلد کی کثافت کی وجہ سے جلد کے نیچے گھر جاتی ہے غرضکہ کبھی تو نفاخات کے پیدا ہونیکا منشا غلیان ہوتا ہے اور غلیان سے کسی خاص خلط کا غلیان اور جوش مراد نہین ہے بلکہ تمام اخلاط مین غلیان ہو سکتا ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ خون اور بلغم سے بہ نسبت اور اخلاط کے غلیان زیادہ ہوگا اور دوسری قسم یعنی وہ نفاطہ جو رقیق خون کے احتباس سے پیدا ہو وہ نفاطہ سے خارج نہین ہے جیسا کہ پیشتر گذرا اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ نفاطہ کا مادہ تو مائیت ہوتی ہے اور اسکا مادہ دم رقیق ہے اسواسطے کہ چونکہ دم رقیق پر بھی مائیت کا غلبہ ہوتا ہے اسلیے دم رقیق بھی مائیت ہی کے حکم مین شمار ہے یہی وجہ ہے کہ مؤلف نے نفاطہ کا مادہ مائیت کو قرار دیا ہے بغیر کسی خاص قسم کی تخصیص کے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے فاذا ظہرت وکانت کبیرۃ فقئت تو فقئت کے معنے ہین شقت بالابرۃ یعنی اگر بڑا ہو جائے تو ابرہ یعنی سوئی سے اسکو چھید دیا جائے بولا جاتا ہے تفقأ الدمل یعنے پھوٹ گیا دنبل اور سوئی چھید کر اُسکے توڑنے کی ضرورت اسوقت ہوتی ہے جبکہ وہ خود نہ ٹوٹ جائے اور سوئی سے چھیدنے کی یہی ضرورت ہے کہ اُسمین جو کچھ رطوبت ہے وہ اس چھید دینے سے خارج ہو جائے **مؤلف کہتا ہے حصبا ور جدری یعنے خسرہ چیچک کھسرا اور موتیا کا بیان** ان دونون قسمون مین بُری وہ ہے جو سیاہ رنگ ہو اسکے بعد وہ جو بنفشئی ہو اسکے بعد وہ جو سُرخ ہو اسکے بعد وہ جو زرد ہو اور سب کے بعد وہ جو سفید ہو اور سب سے زیادہ اسلم وہ ہے جو سفید رنگ اور کبیر الحجم اور شمار مین کم ہو اور آسانی سے نکل آئے نہ اُسمین کسی قسم کا کرب ہو نہ بخار ہو اسکے بعد سلامت مین وہ ہے جو گنتی مین تو زیادہ ہو لیکن اور جسقدر صفات ہین وہ سب ہون (یعنی سفید بھی ہو حجم مین بھی بڑی ہو آسانی

سے بھی نکل آئے کرب اور بخار بھی آہین نہو) اور جو چیچک مختلط اور بالکل ملی ہوئی ہو یہان تک
کہ جلد کے ایک حصے کو گھیرلے گول ہو یا اُسکے ضلع نکلے ہوے ہون پس یہ بہت بری ہے
اسی طرح وہ چیچک بھی بُری ہے جو مضاعف ہو اور بڑی ہو یہان تک کہ اُسکے دانے تلے اوپر
ہون اور موتیا اور کھسرا کا بخار کے بعد نکلنا اس سے بہتر ہے کہ اُنکے بعد بخار آئے اور یہ بات
اچھی علامت ہے کہ سانس اور آواز دونون طبعی حالت پر رہین اور اُنمین کسی قسم کا تغیر نہ آئے
اور اگر چیچک والے کی سانس متتابع یعنے متواتر اور پے در پے آتی ہو تو یا تو اُسکے حجاب مین ورم
ہوگا یا قوت ساقط ہوگئی ہوگی اور اگر پیاس کی شدت ہو اور کرب سخت ہو اور ظاہر جلد سرد
ہو اور چیچک کے دانے سبز یا سیاہ ہوجائین تو موت کا وقت قریب ہے اور اکثر فصل ربیع
اور گرم تر شہرون مین چیچک ہوتی ہے اور اکثر بچون اور جوانون کے نکلتی ہے اور اگر بڈھون کے
نکلتی ہے تو وہ اندیشہ ناک ہوتی ہے اور کھسرا اور موتیا مین یہ فرق ہے کہ کھسرا صفراوی ہوتی
ہے اور موتیا کے اعتبار سے اُسکے دانے چھوٹے ہوتے ہین اور ظاہر بدن ہی پر ہوتی ہے
اور اُسپر سے فلس نہین اُترتے **مین کہتا ہون** چیچک یعنی موتیا سرخ پھنسیان ہوتی
ہین سفیدی مائل اُنمین بائیت ہوتی ہے تمام بدن یا بدن کے اکثر حصے مین پھیل جاتی ہے
اور بہت جلد اُسمین پیپ پڑ جاتی ہے اور اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ خون جوش کھا جائے
اور چاہے کہ جو رقیق فضلے سن طفولیت مین پیدا ہوتے ہین اور خون سے ملے ہوتے ہین
اُنکو پھینکے اسی لیے بچون کے چیچک زیادہ نکلتی ہے اور کھسرا سُرخ سُرخ پھنسیان ہوتی
ہین اور اُنکے دانے چھوٹے چھوٹے باجرے کے قریب قریب ہوتے ہین اور جب نکلنا
شروع ہوتے ہین تو مچھرون کے کاٹنے کے مانند سرخ داغ ہوتے ہین اسکے بعد بڑھ جاتے
ہین لیکن اُنمین پیپ نہین پڑتی بلکہ وہ خشک ریشے بنجاتے ہین اور اسکا سبب وہ صفرا ہوتا ہے
جو حاد اور رقیق ہو اور لبا اوقات خون کے جوش کھانے اور اُسکی گرمی اور حدت کی وجہ
سے بھی اسیطرح پیدا ہوجاتی ہین اسی لیے یہ مشہور ہے کہ کھسرا بھی گویا کہ صفراوی جدری ہے
جیسا کہ یہ مشہور ہے کہ جدری گویا کہ دموی حصبہ ہے اور حصبہ یعنی کھسرا کی یہ علامتین ہین لازمی
یعنی ہر وقت کا بخار اور چہرے کا پھول جانا اور کنپٹیون کا سوج جانا اور ناک کی کھجلی اور یہ بات

جدری مین زیادہ ہوتی ہے اور سوزش اور کرب اور کرید ہ مین بدلنا اور حلق کی کھراکھراہٹ اور سوء خلقی
اور ضجر و غم پیدا سبب اور رنگتون کے اعتبار سے ان دونون مین روأت حکم لگانا اور یہ کہنا
کہ فلان قسم بہ نسبت فلان قسم کے زیادہ ردی ہے اسکا معلوم کرنا یون ظاہر ہے کہ رنگت خود بتا دیتی
ہے کہ فلان قسم کے مادے مین زیادہ سمیت ہے اور یہ جو مولف نے کہا ہے فلذلک المتضاعف
الکبیر حتے یکون واحد انی اخر یعنی اسیطرح وہ چیچک بھی ردی ہے جو متضاعف ہو اور بڑی ہو
یہانتک کہ ایک دانہ دوسرے دانے مین ہو تو متضاعف کی یہ تفسیر ہے کہ ہر دانے کے جوف
مین دوسرا دانہ ہو اور یہ اسلیے ردی ہوتی ہے کہ مادے کی کثرت پر دلالت کرتی ہے اسی طرح وہ
چیچک بھی ردی ہوتی ہے جو مختلط ہو کیونکہ یہ بھی مادے کی کثرت پر دلالت کیا کرتی ہے اور جسکے
دانے گنتی مین کم ہون اور آسانی سے نکل آئے وہ مادے کی کمی اور طبیعت کے قوی ہونے پر
دلالت کیا کرتی ہے اور جو چیچک بخار کے بعد ہو وہ اس چیچک سے بہتر ہوتی ہے جس کے
نکلنے پر بخار آئے کیونکہ اول چیچک اس امر پر دلالت کیا کرتی ہے کہ جو مادہ موجب حمی تھا
وہ باطن سے ظاہر کی طرف مندفع ہو گیا اور دوسری چیچک اس بات پر دلالت
کرتی ہے کہ مادہ ظاہر اور باطن سب کو شامل ہے اور اکثر یہ دونون بیماریان فصل ربیع مین ہوا کرتی
ہین کیونکہ ہمنے پیشتر لکھدیا ہے کہ اس موسم مین مادون کا سیلان ہوا کرتا ہے اور ان شہرون
مین زیادہ تر چیچک نکلتی ہے جو گرم تر ہوتے ہین کیونکہ ان ملکون کے بدن نرم ہوتے ہین اور
ان بدنون کے مواد بہنے والے اور رقیق ہوتے ہین اور لڑکون اور جوانون کے چیچک زیادہ
نکلتی ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ موتیا تو بچون کے زیادہ نکلتی ہے اور کھسرا جوانون کے زیادہ
نکلتی ہے پہلی بات یعنی بچون کے موتیا کیون زیادہ نکلتی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ دودھ کی وجہ
سے انکین جو کثرت سے فضلے پیدا ہوتے ہین وہ جوش کھا جانے کے زیادہ مستعد اور قابل
ہوتے ہین جیسے تر و تازہ عصارون کی حالت ہے اور دوسری بات یعنی جوانون کے کھسرا
کیون زیادہ نکلتی ہے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ انکی حرارت مین حدت ہوتی ہے اور بوڑھون کی
چیچک اسلیے اندیشناک ہوتی ہے کہ برودت انکے مزاجون پر غالب آجاتی ہے اور کھسرا
جلد سے اسلیے متجاوز نہین ہوتی کہ اسکا مادہ جدری کے مادے کے اعتبار سے زیادہ

لطیف

لطیف ہوتا ہے (یہ اس لیے کہ حصبہ کا مادہ صفرا ہوتا ہے اور جدرے کا مادہ خون اور ظاہر ہے کہ صفرا بہ نسبت خون کے زیادہ لطیف ہے) **مؤلف کہتا ہے چیچک کا علاج** خون کے نکالنے مین جلدی کرنا چاہیے اور ناک کی رگ کی فصد لینا نکسیر کے قائم مقام اور تمام اوپر کے اعضا کو شامل ہے **پینے کی چیزین** خیساندے جو شکر یا شربت عناب یا شربت نیلوفر سے میٹھے کیے جائین اور شربت کادی اسکے لیے بہت نافع چیز ہے اسی طرح شربت خوشۂ انگور اور بسا اوقات شیرۂ تخم خرفہ کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ کافور کی (یہ جب کہ حدت اور حرارت زیادہ ہو) **غذائین یہ ہین** چھلی ہوئی مسور یا مزورۂ کدو اور کبھی عناب اور خوشۂ انگور کا مزورہ بنایا جاتا ہے اور نافع بھی بہت ہوتا ہے پس اگر جدرے اور حصبہ نکلنے مین دیر کرے یا انکے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو سونف کا پانی یا کرفس کا پانی شکر کے ساتھ استعمال کرایا جائے **مین کہتا ہون** اسمین اطبا کا اختلاف ہے کہ ان دونون بیماریون مین فصد اور اسہال ہو یا نہو جو محقق طبیب ہین وہ تو اسہال کو نہین تجویز کرتے اس اندیشے سے کہ مبادا اخلاط باطن کیجانب حرکت کر بیٹھین اور فسادات باطنی پیدا ہو جائین رہی فصد تو میرا گمان اُسکی بابت یہ ہے کہ اگر حصبہ کا مادہ سمی ہو تو اسمین فصد لینا ہرگز جائز نہین جیسا کہ اُس شخص کی فصد نہین لی جاتی جسپر زہر کا اثر ہو اور یہ اس اندیشے سے کہ کہین یہ سمی کیفیت تمام بدن مین پھیل نہ جائے اور اگر حصبہ کے مادے مین سمیت نہو اور خون بھی کثرت سے ہو تو فصد مین کوئی مضایقہ نہین ہے اور جدرے مین بہ نسبت حصبہ کے فصد لینا زیادہ مناسب ہے اور خیساندہ تلیین کی غرض سے دیا جاتا ہے بشرطیکہ اسکی ضرورت دیکھی جائے اور عمان کے نواح مین جو بلاد عربیہ ہین وہان ایک گھانس ہوتی ہے جو منھ کو خوشبودار کرتی ہے اُسی کا نام کادی ہے اور اُسکو کدر بھی کہتے ہین **مؤلف کہتا ہے حکہ یعنی خشک کھجلی اور جرب یعنی مادی داد وغیرہ مرض خارش کا بیان** بعضی خارش تو خشک ہوتی ہے یہ تو اُس صفرا سے پیدا ہوتی ہے جو جل جائے اور جلکر خون سے مل جائے پس وہ کبھی تو اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ سودا بنجائے اور کبھی اس حدت کو نہین پہونچتا اور بعضی خارش تر ہوتی ہے یہ اس سے پیدا ہوتی ہے کہ بلغم شور خون سے مل جائے اور کھجلی بھی مثل خارش ہی کے ہوتی ہے لیکن کھجلی کے ساتھ

پھنسیان نہین ہوتین (کیونکہ کھجلی کا مادہ لطیف اور رقیق ہوتا ہے پس وہ جلد کے نیچے محتبس ہی
نہین ہوتا کہ جس سے بثور یا قروح پیدا ہون) اور اکثر جرب اور حکہ کی پیدائش نمکین اور چربی اور
میٹھی چیزون اور گرم مصالحون کے استعمال سے ہوتی ہے **علاج** طبیخ فاکہہ یا طبیخ افتیمون
یا سفوف مسہل کے ذریعہ سے مادے کا استفراغ کیا جائے خواہ ماء الجبن کے ساتھ خواہ
دودھ اور افتیمون اور شکر اور آب شاہترہ کے ساتھ اور اس مرض مین ہلیلۂ زرد اور ہلیلۂ سیاہ اور ہلیلۂ کابلی
بہت نافع ہین ان سب کو چار چار درہم لیا جائے اور روزانہ آش جو کا استعمال شکر یا ماء الجبن کے
ساتھ رکھا جائے اور سفوف مبدل اور شکر کا استعمال بھی رہے یا آب شاہترہ سکنجبین کے ساتھ
یا خیساندہ شکر کے ساتھ **غذائین یہ ہین** ہر اس غذا کا استعمال رکھا جائے جو پھیکی ہو جیسے
کاسنی اور بقلۂ یمانیہ اور خرفہ اور پالک اور بکری کا بچہ کا گوشت آب انار ترش آمیختہ کا بھی
استعمال مفید ہے اور جہان تک ہو سکے گوشت کا استعمال کم کیا جائے (تاکہ گوشت سے
پیدا ہوا خون مرار کی طرف مستحیل نہو جائے) **لگانے کی دوائین** گندھک اور مرا ہوا پارہ
اور کھکنی اور چھریلہ اور زنگار اور نوسادر یہ سب دوائین لیکر انکے نصف کی برابر مرتک اور سفیدا
اور برابر نمک اندرانی اور سب کے برابر انار دانۂ محمض لیا جائے اور اسمین روغن گل اور روغن بنفشہ
اور گلاب اور ہرے دھنیے کا پانی اور سرکۂ خالص اضافہ کیا جائے اور اکثر کافور کی بھی ضرورت
پڑتی ہے اور اس مرض کے لیے **منجملہ مشروبات قویہ کے ایک یہ ہے** کہ
تین دن تک برابر ہر روز ایک سو تیس درہم تلی کا تیل اور ۶۵ درہم سکنجبین کے ساتھ ملا کر پیا جائے
مگر اتنی بات ہے کہ اسکے استعمال سے معدہ ضعیف ہو جاتا ہے اور متلی ہونے لگتی ہے اور ایلوا
خارش کے مادہ کا خوب قلع قمع کرتا ہے اور حمام زیادہ کرتے رہنا حکہ اور جرب کے واسطے
عجیب النفع چیز ہے (اسمین بہت سی خوبیان ہین مرطب ہے اور فضلون کو رقیق اور لطیف کرتا
ہے اور جلد کو نرم کرتا ہے اور مسامات کو کھولتا ہے اور جلد کو اور اُن اعضا کو جو جلد کے قریب
ہین تحلیل کرتا ہے اور ارخا پیدا کرتا ہے اور لذع اور حدت کو تسکین دیتا ہے) **مین کہتا ہون**
حکہ کے پیدا ہونے کا سبب وہ بخارات ہوتے ہین جو تیز اور حاد اور لذع کرنے والے ہون
اور وہ اخلاط جو رقیق اور لطیف اور مقدار کے اعتبار سے کم ہون اور یہ بخارات اور اخلاط

نمک سودا اور نمکین مچھلی اور پنیر وغیرہ کے استعمال سے عارض ہوتے ہین اور حکہ اور جرب مین
یہ فرق ہے کہ جرب مین تو بثورات ہوتے ہین اور حکہ مین کوئی پھنسی نہین ہوتی اور اکثر
اُسکا حدوث ہاتھ پیرون مین ہوتا ہے اور یہ اسلیے کہ یہ اطراف ضعیف ہوتے ہین اور حکہ
اور جرب کی حالت مین جماع کرنا نہایت ہی مضر ہے اور یہ اسوجہ سے کہ جماع مواد کو
خارج کی طرف حرکت دیتا ہے اور اس قسم کے بخارات حادہ کو ہیجان مین لاتا ہے
جو سطح جلد کے کنارے آکر متعفن ہو جاتے ہین یہی وجہ ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے ہم لوگون کو یہ حکم دیا ہے کہ غسل جنابت مین خوب مَل مَل کر نہائین اسکا انکار نہین
کیا جا سکتا کہ شارع علیہ السلام کے احکام عین حکمت ہین مؤلف کہتا ہے

جذام کا بیان

جب سودا ء تمام بدن مین پھیل جاتا ہے (اور اعضاء کے گوشون مین قرار پکڑ لیتا ہے) پس
یا تو وہ متعفن ہو جاتا ہے ایسی حالت مین تو چوتھیا بخار شروع ہو جاتا ہے اور اگر متعفن نہین
ہوتا لیکن جلد کی طرف مندفع ہو جاتا ہے تو یرقان اسود کے پیدا ہو جانے کا موجب ہو جاتا
ہے اور اگر تمام ظاہر بدن مین متراکم اور مجتمع ہو جاتا ہے تو جذام پیدا کر دیتا ہے (پہلی صورت
مین چوتھیا بخار آنے کی تو یہ وجہ ہوتی ہے کہ مادہ آکر معدہ اور جگر وغیرہ مین جمع ہوتا ہے اور
اُسکو حرارت غریبہ شعلہ زن ہو کر سڑا دیتی ہے اور متعفن کر دیتی ہے اور اسی کا نام بخار ہے یہ بھی
یاد رکھنا چاہیے کہ بخار کے واسطے اعضاے باطنیہ مین تعفن مادہ کا ضروری ہے اگر مادہ جلد یا
اطراف جلد مین متعفن ہو جائے تو بخار آنا ضرور نہین ہے اور اگر سودا ء اپنے مجرے طبعی سے جلد
کی طرف ہٹ آوے تو یرقان اسود ہو جائیگا سوداء کے مجرے طبعی دو ہین ایک تو جگر سے طحال
تک اور ایک طحال سے معدہ تک اگر ان دونون مجرون مین سے کسی جگہ بھی سدہ پڑ جائیگا تو
سوداء تمام بدن مین منتشر ہو جائیگا اور مؤلف نے جو یہ کہا ہے کہ اگر سوداء جلد کی طرف حرکت
کرے تو یرقان اسود کا ہونا ضروری ہے اس سے یہی مراد ہے جو ہمنے بیان کیا اور یہ جو کہا
ہے فان تراکمت اوجبت الجذام یعنی اگر سوداء تہ بتہ جمع ہوتا رہے تو جذام پیدا کر دیگا اس سے
یہ غرض ہے کہ سوداء کا باہم مجتمع ہو جانا اور ایک ہی جگہ پر جگہ کر لینا اور قرار پکڑ لینا مورث جذام ہے

جس سے اعضا اور چہرہ کی صورتین اپنی حالت پر نہ رہینگی اور آخر کار اعضا کا باہمی ارتباط بھی جاتا رہیگا
اور یہ اسوجہ سے کہ یہ مادہ اپنی ردأت کیفیت اور ردأت کمیت یعنی کثرت کی وجہ سے روح حیوانی
کو اصلاح سے روک دیتا ہے اسی لیے بوجہ فساد اور خشکی کے ہر عضو دوسرے سے جدا ہونے لگتا
ہے یہانتک کہ جب اعضاے رئیسہ پر نوبت پہونچتی ہے تو مریض کا خاتمہ ہو جاتا ہے) اور اسکا
سبب فاعلی یا تو یہ ہوتا ہے کہ جگر مین بہت زیادہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور یا یہ کہ تمام بدن
مین حرارت پھیل جاتی ہے یا یہ کہ دونون پر سخت خشکی غالب آجاتی ہے پس یہ حرارت اور یبوست
خون کو جلا ڈالتی ہین (اسوجہ سے وہ خون سوداء محترقہ بنجاتا ہے) اور یا بدن اور جگر کی زیادتی
برودت اسکا سبب فاعلی ہوتی ہے کہ وہ خون کو جما کر سوداء بنا دیتی ہے (یعنی خون مین جبتک
حرارت باقی رہیگی تو وہ اپنی طبعی حالت پر برابر بہتا رہیگا اور جب وہ حرارت کسی وجہ سے زائل
ہو جائے تو ظاہر بات ہے کہ ایک ہی جگہ ٹھہر کر اُسکا مزاج فاسد ہو جائیگا اور بعد مدت معتدبہ
کے وہ خون سوداء بنجائیگا) اور جذام کا مادی سبب وہ غذائین ہوتی ہین جو سوداء کو پیدا
کرتی ہین (مثلاً مسور کی دال اور گاے کا گوشت اور خشک گوشت اور آلو اور بیگن وغیرہ) اور
کبھی اس سبب مادی کی اعانت مسامات کے بند ہو جانے سے بھی ہوتی ہے پس حرارت
غریزی گھٹ جاتی ہے اور خون گاڑھا ہو جاتا ہے اسی طرح جب طحال کا مزاج فاسد ہو جاتا
ہے تب بھی جذام پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اسوقت مین سوداء کو نہین جذب کرتی اور اس سے
صاف خون نہین پیدا ہوتا اور یا اسکا سبب مادی یہ ہوتا ہے کہ ہواء کا مزاج بگڑ جائے (کہ اسمین
افراط کی حرارت پیدا ہو جائے اور وہ اخلاط کے لطیف حصہ کو تحلیل کردے اور کثیف حصہ کو
جلا دے اور گاڑھا کردے یا یہ کہ اُسمین افراط کی برودت آجائے کہ وہ خون کو کثیف کردے
اور جما دے) اور تخمون کا زائد ہونا یہ بھی سوداء پر اعانت کرتے ہین اور جب سوداء زاید ہوگا تو
اپنی برودت کی وجہ سے خون کو گاڑھا کرکے کثرت سے سوداء کو پیدا کریگا اور سوداء موجودہ
دم دار د اور جدید کو اپنا سا کریگا یعنی اُن خون کو بھی سوداء بنا دیگا اور **جذام دو طرح کا**
ہوتا ہے **متقرح اور غیر متقرح** (جہان صفراے محترقہ سے سوداء بنتا ہے وہ زخم
ڈالدیتا ہے اور اُسی کو متقرح کہتے ہین اور جہان بلغم محترقہ سے بنتا ہے وہ قرحہ نہین پیدا کرتا

اور یہ جذام غیر متقرح ہے) اور جذام کا مرض نسلی ہوتا ہے یعنی باپ سے بیٹے کی طرف منتقل ہوتا ہے
اور متعدی بھی ہوتا ہے یعنی دوسرے شخص پر بھی اسکا اثر پہونچتا ہے (حدیث شریف مین وارد
ہوا ہے فرمن المجذوم فرارک من الاسد یعنی بھاگو جذامی آدمی سے جیسے شیر سے بھاگتے
ہو اور دوسری حدیث مین وارد ہے لاعدوی ولاطیرۃ یعنی نہ کسی بیماری کا اثر دوسرے شخص پر
پہونچتا ہے اور نہ وہ اُڑکر دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے اس حدیث کو ایک اعرابی نے سنکر
حضرت سے عرض کیا کہ یارسول اللہ جب اونٹون کی جماعت مین ایک اونٹ خارشتی ہوتا
ہے تو اُسکی وجہ سے سب اونٹون کو خارشت ہوجاتی ہے حضور نے جواب مین ارشاد فرمایا
فمن اجرب البعیر الاول یعنی اگر ایسا ہے تو پہلے اونٹ کو کسنے خارشتی بنادیا یعنی یہ تمھارا
صرف خیال ہے ورنہ پہلے اونٹ کو جسطرح منجانب اللہ خارشت ہوئی ہے اسیطرح جو اونٹ
اسمین مبتلا ہون اُنکو بھی سمجھ لینا چاہیے اور اسی مضمون کے بہت سے احادیث ہین جنسے
یہ نکلتا ہے کہ امراض مین تعدیہ اور طیران نہین ہوتا بلکہ خود مجذوم ہی کے متعلق آنحضرت صلعم
اور صحابہ کرامؓ کے برتاؤ اس قسم کے موجود ہین جنسے یہ نکلتا ہے کہ جذام کے متعدی ہونیکے
کوئی معنی نہین البتہ جو حدیث مجذوم کے بارہ مین ابھی لکھی گئی اُسکا صریحی مفاد یہی ہے کہ جذام
متعدی مرض ہے ورنہ اُس سے مجتنب اور محترز ہونے کی اسقدر تاکید نہ کی جاتی اور حدیث
کے صحیح ہونے مین بھی کسی نے کلام نہین کیا اور جو حدیثین اسکی متعارض ہین وہ بھی اکثر صحیح ہین
پس ہمارے علماء نے ان دونون حدیثون مین یہ وجہ توفیق کی بیان کی ہے کہ اصل شریعت کا
منشاء تو یہی ہے کہ تمام چیزون اور تمام بیماریون کا خالق ابتداءً خدائے پاک ہے اور جو چیز بظاہر
متعدی معلوم ہوتی ہے وہ درحقیقت متعدی نہین ہوتی باانہمہ جو بعض امراض مین بچنے اور
بھاگنے کی وصیت کی جاتی ہے وہ صرف عوام کے واہی خیالات سے بچنے کی غرض
سے ہے کیونکہ ان لوگون کے اوہام کا تخیل یہی ہے کہ بیماریان اُڑتی ہین گویا کہ وہ پرند جانور
ہین کہ ایک جگہ سے اُڑکر دوسری جگہ جا بیٹھتے ہین اسی وجہ سے شارع نے یہ حکم دیدیا ہے کہ
تم ملابست اور معاشرت سے بچتے رہو مبادا تمکو بھی اگر منجانب اللہ وہ بیماری ہوگئی تو شاید
تمھارا یہ خیال ہو کہ ہمین اس سے اُڑکر یہ بیماری لگ گئی ہے اسلیے جہانتک ہوسکے تو کنارہ رہو

رہا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضؓ الباب مجذومون سے نہایت عمدہ طور
سے معاشرت رکھتے تھے سو اسکی یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی حالت ہماری ایسی نہ تھی بلکہ
وہ لوگ قوی الاعتقاد اور راسخ الایمان اور محکم الاذعان تھے وہ اسکو کامل یقین سے جانتے
تھے کہ جو کچھ ہوگا خدا کی جانب سے ہوگا پھر ہم کسی مظلوم کے اوپر سے اپنے دست شفقت کو
کیون اُٹھائین اور کیون نہ اسکو جان و مال سے مدد دین اور اس حدیث فر من المجذوم فرارک
من الاسد مین یہ کیا خوب نکتہ ہے کہ جذام کی ایک قسم داء الاسد بھی ہے جسمین چہرہ کی حالت
بالکل شیر کے چہرہ کی ایسی ہوجاتی ہے) اور جب جذام جگہ پکڑ لیتا ہے تو پھر اُسکے اچھے ہونے
کی امید نہ کرنا چاہیے اور شروع شروع مین بھی بہت کم اچھا ہوسکتا ہے اور جب جذام
شروع ہوتا ہے تو چہرہ کی رنگت نہایت سرخ سیاہی مائل ہوجاتی ہے اور سوداوی اخلاق
مثلاً حسد اور حقد اور کینہ اور بدنیتی وغیرہ ظاہر ہونے لگتے ہین اور آنکھ مین کچھ مٹیالا پن تھوڑی
سرخی لیے ہوے دکھائی دیتا ہے اور سانس مین تنگی آجاتی ہے اور آواز مین کچھ بھاری پن پیدا
ہوجاتا ہے (یہ اسلیے کہ خون پر سودا غالب آجاتا ہے اب جو خون پھیپھڑے کی غذا کے لیے
پھیپھڑے مین جاتا ہے اسمین بھی سودا کثرت سے ملا ہوا ہوتا ہے اور ایسا خون چونکہ صالح التغذیہ
نہین ہوتا اسوجہ سے اُس سے بہت سے سوداوی اور غلیظ فضلے پیدا ہوجاتے ہین اور روح کے
منافس کو بند کردیتے ہین اور ان فضلون سے بہت سے دخانی اجزے چڑھکر پھیپھڑے کی
نلکی یعنی حنجرہ کی جانب جاتے ہین اور یہ اسلیے کہ پھیپھڑے اور قلب پر حرارت غریبہ غالب
آجاتی ہے پھیپھڑے پر غالب آنے کی وجہ تو ظاہر ہے اور قلب پر اسلیے کہ تنفس کے منافس
بند ہوجاتے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوا وہان تک کم پہونچتی ہے اور اسوجہ سے آواز مین ایک قسم
کی گرانی اور خشونت یعنی کھرکھراہٹ پیدا ہوجاتی ہے) اور پسینہ مین بدبو آنے لگتی ہے کیونکہ
سودا جب ظاہر بدن کی طرف مندفع ہوتا ہے تو جلد کے مسامات کو روک دیتا ہے اب جو
فضلے جلد کے نیچے محتبس ہوتے ہین وہ متعفن ہوجاتے ہین اور جب پسینہ اور بخار کے ذریعہ
سے دفع ہوتے ہین تو بدبودار ہوتے ہین اسی وجہ سے بدن مین اور پسینہ مین بدبو آنے لگتی ہے)
اسکے بعد بال باریک ہو ہوکر گرنے لگتے ہین اور بعض اوقات بالون کا مقام (چھلکے اکھڑکر بضلع

ہوجاتا ہے اور سوتے مین بوجھ سا معلوم ہوا کرتا ہے اور ناک کی قوت شامہ جاتی رہتی ہے اور ناخن پھٹنے لگتے ہین اور آواز مین بھاری پن بڑھ جاتا ہے اور ہونٹھ موٹے پڑجاتے ہین اور رنگ کالا ہوجاتا ہے پھر ناک اور ہاتھ پیر گرنے لگتے ہین اور بدبودار پیپ بہنے لگتی ہے

مین کہتا ہون جذام ایک مرض ہے جو سوداے غیر طبیعی غیر متعفن کے تمام بدن مین پھیل جانے سے پیدا ہوتا ہے (اور یہ سودا یا تو غیر طبیعی احتراقی ہوتا ہے اور یا سوداے جمودیہ اور ثفلیہ ہوتا ہے جسمین کچھ تغیر اور بدبو اور احتراق آجائے اور تمام بدن مین پھیل جانے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ اپنی کثرت کی وجہ سے خون پر غالب آجاتا ہے اور اعضاء کی غذا بننے کا صالح ہوتا نہین اور طبیعت اُسکو دفع کرتی نہین اول تو اُسکی خباثت کی وجہ سے دوسرے اُسکی نافرمانی اور زیادتی کی وجہ سے پس لامحالہ تمام بدن مین پھیل جاتا ہے) اور اعضاء کا مزاج اور اُنکی شکل وصورت کو بگاڑ دیتا ہے (اپنی رداءت اور غلبۂ یبس اور خشکی کی وجہ سے) اور ہمنے غیر متعفن ہونے کی قید اسلیے لگائی کہ سوداے متعفنہ چوتھیا بخار کا موجب ہوتا ہے (نہ کہ جذام کا) اور ہمنے تمام بدن کی قید اسلیے لگائی کہ اگر یہ مادہ ایک یا دو ہی عضو ون مین ہوگا تو موجب سرطان یا محدث اورامراض سوداویہ کا ہوگا (نہ کہ جذام کا) اور اگر صرف جلد ہی مین ہوگا اور تمام اعضا مین سرایت نہ کریگا تو یرقان اسود کو پیدا کردیگا (نہ کہ جذام کو) اور جذام کا سبب فاعلی یا تو جگر کا سوء مزاج ہوتا ہے یا تمام بدن کا سوء مزاج مگر وہ سوء مزاج جو حرارت اور یبوست دونون کے غلبہ سے ہو پس یہ دونون خون کو جلا کر سودا بنا دیتے ہین اور یا اسکا سبب فاعلی ان دونون کا وہ سوء مزاج ہوتا ہے جو برودت کی وجہ سے ہو پس اس سے یہ ہوگا کہ خون سرد ہوجائیگا اور جمکر سودا بنجائیگا اور جذام کا سبب مادی وہ غذائین ہین جنکو مؤلف نے ذکر کیا اور مؤلف کا یہ کہنا کہ خون بسبب مسامات کے بند ہوجانے کے گاڑھا ہوجاتا ہے اس سے یہ غرض ہے کہ سودا بنجاتا ہے کیونکہ حرارت غریزیہ کا گھٹ جانا اسکا موجب ہوتا ہے کہ برودت غالب آجائے اور مؤلف کا یہ کہنا کہ کبھی اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ ہوا کا مزاج بگڑ جائے اس سے یہ مطلب ہے کہ ہوا مثلاً اپنی شدت حرارت کی وجہ سے خون کو جلا دے اور وہ جلکر سودا بنجائے یا یہ کہ مثلاً اپنی شدت برودت کی وجہ سے خون کو جما دے اور وہ جمکر سودا بنجائے

یا یہ کہ مثلاً اپنی عفونت کی وجہ سے خون کو متعفن کردے اور اس سے یہ ہو کہ خون کا لطیف حصہ بخارات بنکر اُڑجائے اور رمادیت اور ثفل باقی رہجائے اور وہ سوداء بنجائے اور مؤلف کا یہ کہنا کہ کبھی اسکا سبب تخموں کی کثرت ہوتی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ جب تخمے پے درپے واقع ہوتے ہین تو حرارت غریبہ کے اثر سے اخلاط لطیفہ تحلیل ہوجاتے ہین اور کثیف سوداء بنجاتا ہے اور جذام کے موروثی ہونے کا یہ سبب ہے کہ نطفہ کا مزاج اس ردی کیفیت سے متکیف ہوجاتا ہے کیونکہ سوداء تمام اعضا مین جابجا موجود ہے (اور منی ہر عضو کا عصارہ ہوتی ہے) اور جو جذام اُس سوداء سے ہوتا ہے جو صفراء سوختہ سے بنے وہ زیادہ جوش زن اور نہایت تکلیف دہ اور عوارض کے اعتبار سے نہایت سخت اور سوزش پیدا کرنے اور زخم ڈالنے مین نہایت شدید ہوتا ہے مگر علاج پذیری سب سے زیادہ ہوتا ہے اور جو جذام اُس سوداء کی وجہ سے ہو جو خون کی تلچھٹ اور ثفل سے ہے اُسمین سلامتی اور سکون زیادہ ہوتا ہے اور زخم نہین ڈالتا اور اس بیماری مین آواز کے بھاری ہوجانے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ پھیپھڑے اور پھیپھڑے کی نلی کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے ویبح الصوت اسکے یہ معنی ہین کہ اخیر مین آواز بمشکل نکلتی ہے کیونکہ بحۃ الصوت کے معنی ہین آواز کا بدشواری خارج ہونا اور بقیہ مضمون ظاہر و واضح ہے محتاج شرح و بیان نہین ہے **مؤلف کہتا ہے یہان سے جذام کا علاج لکھا جاتا ہے** اگر خون زیادہ ہو تو فصد لینا چاہیے (یعنی ہفت اندام اور رگ پیشانی اور رگہاے پس گوش کی فصد لین) اور شاہرگ کی فصد نہایت نافع ہے اور قبل از فصد سوداء کو قوت کے ساتھ نکالنے کی کوشش کرین (کیونکہ اول تو وہ غلیظ ہے دوسرے حرکت بدشواری کرتا ہے تیسرے ادویہ کے اثر اور فعل سے دور ہے کیونکہ ظاہر بدن ہے اور باوجود ان سب باتون کے گوشت اور جلد مین بالکل سمایا ہوا ہے اگر اسکے استفراغ کی کوئی صورت ہے تو یہی کہ اعضاے ظاہرہ سے اسکو ہٹائین اور افواہ عروق اور تجاویف عروق مین اُسکا نفوذ کرائین اور وہان سے آنتون مین پہونچائین اور ظاہر بات ہے کہ یہ نہایت دشوار کام ہے اسی لیے اُس کے استیصال کے لیے نہایت قوی دواء کی ضرورت ہے اسی لیے مؤلف نے کہا ویخرج السوداء بقوۃ یعنے سوداء کو قوت کے ساتھ نکالین) **مسہلات یہ ہین** —

ایارج لوغاذیا جوشاندۂ افتیمون حب افتیمون حب ایارج حجرارمنی مغسول کے ساتھ اور سفوف مسہل ماء الجبن شیر بز کے ساتھ اور اگر سودا احتراقیہ ہو تو سفوف مبدل بھی ماء الجبن کے ساتھ دینا نافع ہوگا **پینے کی چیزین** ہر روز صبح کے وقت نر آش جو یا وہ آش جو جسمین بزور بڑے ہون قند سفید یا شیدہ یا شربت نیلوفر آمیختہ یا جلاب بارد (جو شکر سے تیار کیا گیا ہو) یا عرق گاؤزبان اور قند سفید (کا دینا چاہیے) **غذا یہ ہونا چاہیے** گوشت بزغالہ یا مرغ فربہ یا جوان بھیڑ کا شوربہ فقط یا مع حلیم گندم اور جو دوائین ہمنے خلط غلیظ کے لیے بیان کی ہین (مثل جوشاندہ سویا یا تخم مولی وغیرہ) اُنسے قی کرانا چاہیے (کیونکہ قی مواد کو اعالی اور اسافل دونون سے نکالتی ہے اعالی سے تو جذب کے ساتھ اور اسافل سے جذب اور قلع کے ساتھ) اور انکے دماغون کو سعوطات کے ذریعہ سے صاف کیا جائے (سعوطات وہ دوائین ہین جو ناک سے سُڑکی جاتی ہین) اور انکو حمام اکثر کرایا جائے اور حمام کے بعد روغن کدو یا روغن بنفشہ یا روغن بادام کی مالش کیجائے (تاکہ ترطیب کامل ہو) اور نیم گرم پانی مین روغن گوسفند ملا کر بٹھائین (تاکہ اعصاب مین ملائمت آجائے) اور ان لوگون سے ایسی مشقتین لیجائین جنسے انکو پسینہ آئے اور منجملہ عمدہ اور افضل ادویہ کے ان لوگون کے واسطے مثیتی اور برزجلی ہے (یہ دونون مرکب دوائین ہین چنانچہ شرح مین ان دونون کے اجزاء لکھے جائینگے) اور ان دونون دواؤن سے بھی بہتر یہ عمل ہے کہ سانپ کے گوشت کا شوربہ میدہ کی روٹی کے ساتھ ہمیشہ کھلایا جائے اور اتنا کھلایا جائے کہ مریض کا پیٹ پھول جائے اور عقل جاتی رہے جب یہ نوبت پہونچ جائے تو موقوف کر دیا جائے اطباء نے یہ بھی لکھا ہے کہ کینچلی سے نکلا ہوا کالا سانپ مار کر زمین مین دفن کر دیا جائے اور جب اُسمین کیڑے پڑ جائین تو اُسکو مع کیڑون کے نکال لیا جائے اور جسکا جذام حد سے متجاوز ہو چکا ہو اُسکو روزانہ صبح کو ۲ ماشہ شہد مین ملا کر پلا دین بالکل اچھا ہو جائیگا (سانپ فضلات خبیثہ کے نکالنے مین نہایت ہی عجیب الاثر ہے لیکن اُس کی کینچلی نہایت ہی خشک ہے اسی لیے مؤلف نے اُسمین سالخ کی قید لگائی ہے یعنی وہ کالا سانپ جو اپنی کینچلی کو اتار چکا ہو) اور جب جذام جگہ پکڑلے اور پرانا ہو جائے تو بذریعہ فصد یا بطریق دیگر اخراج مادہ جائز

نہین ہے کیونکہ یہ دونون مادۂ خبیثہ کو حرکت دینگے اور طبیعت اُسکے دفع کرنے پر قوت نہ رکھتی
ہوگی تو بیمار مرجائیگا **مین کہتا ہون** یہ جو مؤلف نے کہا ہے ان کان فی الدم کثرۃ فالفصد
یعنی اگر خون زیادہ ہو تو فصد لیجائے یہ اُسوقت ہے جبکہ مرض کی ابتدا ہو اور ضرورت فصد کی
بہت زیادہ ہو ان لوگون کو چھوٹی چھوٹی رگون کی فصد زیادہ مفید ہوتی ہے کیونکہ ان رگون کے
ذریعہ سے ظاہر بدن کے فضلے مندفع ہوتے ہین اور سودا بھی اس مرض مین ظاہر بدن ہی مین
ہوتا ہے اور غلیظ غلیظ فضلے بھی اس سے مندفع ہوجاتے ہین غرضکہ چھوٹی رگون کی فصد زیادہ بہتر ہے
اور بڑی رگون کی فصد گو کہ غلیظ فضلون اور غلیظ خون کو نکالتی ہے لیکن عمق بدن سے نہ کہ ظاہر
بدن سے اور سودا اس مرض مین ظاہر بدن مین ہوتا ہے تو اندفاع اُس مقام سے ہوگا جہان
مرض نہین اور یہ امر نامناسب ہے) اور شہ رگ کی فصد چہرے اور اُسکے اطراف کو زیادہ تر نافع ہوتی
ہے (اسکے علاوہ وہ اعالی بدن مین سے اور اسی کی زیادہ ضرورت ہے کما عرفت) اور فقدان
شم کے واسطے خصوصًا تنگی نفس اور آواز کی گرانی کو جو کہ اس مرض کو لازم ہین بہت ہی نافع اور
مفید ہوتی ہے آدربیثی ایک مرکب دوا ہے جسکا نسخہ یہ ہے ہلیلہ سیاہ شیطرج ہندی ہر ایک
دس درہم دار فلفل پانچ درہم سفید سنکھیا (جسکی عربی بیش ابیض ہے یہ ایک زہریلی جڑ ہے جو ملک
چین اور سندھ مین پیدا ہوتی ہے) ڈھائی درہم ان سب کو خوب باریک کوٹ کر روغن گاؤ
مین چرب کرلین اور شہد مین قوام دیکر معجون تیار کرلین مقدار خوراک ۴ ماشہ آدربزرجلی بھی ایک
مرکب دوا ہے اُسکا یہ نسخہ ہے ہلیلہ سیاہ شیطرج ہندی جائپھل خیربوا (ایک گجراتی پھل ہے)
پوست کندر کی مجیٹھ مرچ سیاہ دار فلفل ناگ کیسر نکھکنی جنگلی پیاز کا پانی تیز پات ہر ایک آٹھ
مثقال بیش چار مثقال شکر سرخ مین قوام دیکر معجون تیار کرلین مقدار خوراک ۴ ماشہ اہل ہند
نے ان دونون معجونون کی ترکیب دی ہے آدرہ سفید باج سے یہ مراد ہے کہ سانپ کے
گوشت مین قدرے گندنا اور سویا اور چنے اور نمک ڈالکر شوربا کرلیا جائے یہانتک کہ گلجائے اور اسود سالخ
وہ کالا سانپ ہے جو اپنی کینچلی اتار چکا ہو کیونکہ سانپ ہر سال کینچلی اتارتا ہے کینچلی وہ پوست
ہے جو اُسپر ہوتا ہے **مؤلف کہتا ہے وباء کا بیان اور اُس سے محفوظ رہنے کی تدابیر کا ذکر** وباء ایک فساد اور خرابی ہے جو جوہر ہوا کو عارض ہوتی ہے

اکہ اُسکی مائیت ردائت کی طرف مستحیل ہو جائے اور جس کام کے لیے وہ موضوع ہے مثلاً
اصلاح جوہر روح اور تعدیل مزاج قلب وغیرہ اپنے فسادِ جوہر کی وجہ سے اُسکی صالح نہ رہے)
اور یہ فساد یا تو آسمانی اسباب کی وجہ سے عارض ہوتا ہے اور یا ارضی اسباب کی وجہ سے ہے
مثلاً گندا اور گدلا پانی بکثرت جمع ہو جائے اور مُردے میدانون مین بلا دفن کیے اور بلا جلائے
پڑے رہجائین جیسا کہ میدان جنگ مین لڑائیون کے زمانہ مین جمع ہو جاتے ہین یا یہ کہ سڑی ہوئی
بدبودار کیچڑ اکثر مقامات مین پائی جائے (کہ ان سب باتون کی وجہ سے ہوا مین خرابی اور ردائت
آجاتی ہے) اور جب اُترتی ہوئی گرمی اور آتے ہوے جاڑون مین کثرت کے ساتھ شہاب
ٹوٹتے نظر آئین تو وبا کا اندیشہ ہے اور ایسی ہی جبکہ دکھنی یا پروائی ہوائین ان دونون موسمون
مین زیادہ چلین (تب بھی وبا کا اندیشہ ہے) اور جب کہ بار بار مینھ کا خوب سامان ہو ہو کر
رہجائے اور نہ برسے تو جاڑے کا حال خراب سمجھنا چاہیے (یعنی اس سے یہ اندیشہ ہوگا
کہ کہین جاڑون مین وبا کا ظہور نہو کیونکہ جب فساد ہوا کی وجہ سے بارش فنا ہوگئی تو حیات
کی کیا حقیقت ہے) اور اگر موسم بہار مین باوجود کمی بارش کے خشکی اور سردی ہوا اور دکھنی ہوا زیادہ
چلتی نظر آئے اور چند دن خوب خاک اُڑے اور ایک ہفتہ کو صاف ہو جائے پھر دن مین
خوب روشنی اور اندھیاؤ اور کدورت اور رات مین سردی ہونے لگے تو جان لو کہ وبا آپہونچی
اور اگر گرمی کے موسم مین گرمی کم ہو اور ریت جھاڑ شروع ہو گیا ہو اور فصل خریف یعنی شروع
جاڑون مین نیزے اور شعلے آسمان پر پیدا ہو چکے ہون تو وبا کے منتظر رہو یہ جو مذکور ہوے
یہ تو سماوی اسباب تھے اور اسباب ارضیہ یہ ہین کہ زمین مین رہنے والے جانور اور مینڈک
زیادہ پیدا ہو جائین اور قوی الحس جانور جیسے کہ لک لک ہے آبادی سے بھاگ جائین
اور چوہے سوراخون سے نکل نکل کر زمین پر گر پڑین تو وبا کا زمانہ نزدیک آپہونچا اور وبا سے
بچنے کی یہ تدبیر ہے کہ بدن کو خوب پاک صاف رکھا جائے (یا یہ کہ اُسکا تنقیہ کر دیا جائے
اور اُسکے مزاج کی تعدیل کر دیجائے اور میوون اور شراب اور شوربون کا استعمال ترک کر دیا
جائے اور صرف خشک چیزون اور بھنے ہوے گوشت پر اکتفا کیا جائے (تاکہ رطوبات فضلیہ
نہ پیدا ہون) اور صحناۃ شامیہ (یعنی مچھلی ترشی مین بھنی ہوئی) نافع ہوتی ہے اور بالعموم سب ترشیان

مفید اور عمدہ ہین اور مکانون مین اُن چیزون کی دھونی دیجائے جو ہوا کے مزاج کو درست کرتی اور اُسکے فساد کی اصلاح کرتی ہین اور اُنکا یہ فعل بالخاصیتہ ہوتا ہے مثلاً کافور اور ناگرموتھا اور صندل اور مشک اور اگر اور عنبر اور مشک (خوشبوے مرکب) اور چکوترہ اور جھاؤ اور بنگ وغیرہ اور مکانات مین گلاب اور عرق بید سادہ چھڑکا جائے اور خوشبودار میوے جیسے سیب اور ناسپاتی اور امرود اور زعرور اور ٹھنڈے درختون کی شاخین اور کلیان پاس رکھی جائین اور اُنسے خوشبو لیجائے۔

مین کہتا ہون جوہر ہوا مین فساد عارض ہو جانے کے یہ معنی ہین کہ ماہیت ہوا اُس کام کے قابل نہ رہے جس کیلیے وہ مہیا کی گئی ہے یعنی اصلاح جوہر روح اور ابخرۂ عفنہ کا دفعیہ اور بدنون کی تعدیل (اور اصلاح مزاج قلب) اور یہ فسادِ ہوا ایک قسم کا تعفن ہے جو اُس پانی کے تعفن کے ساتھ مشابہ ہوتا ہے جو کہین رُک کر بگڑ جائے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہوا تو بسیط چیز ہے یعنی مختلف اجزا سے مرکب نہین ہے اور جو مرکب نہین ہوتا وہ متعفن نہین ہو سکتا تو اسکا یہ جواب ہے کہ اس ہوا سے وہ بسیط ہوا مراد نہین ہے جو اصل عنصر ہے) بلکہ وہ ہوا مراد ہے جو آسمان زمین کے فضا مین پھیلی ہوئی اور بدنون کو گھیرے ہوے ہے اور یہ ہوا ہوا حقیقی اور اجزاے مائیہ اور اُن اجزاے ارضیہ سے جو اوپر کو چڑھتے ہین یعنی بخار اور دخان اور اجزاے ناریہ سے جو کہ کون وفساد کے طریقے پر کواکب کی شعاعون سے حاصل ہوتے ہین مرکب ہے (یعنی ہم متعفن ہوا سے ہواے بسیط نہین مراد لیتے تاکہ یہ شبہہ وارد ہو کہ ہواے بسیط متعفن کیونکر ہو سکتی ہے بلکہ ہم ہوا سے وہ ہوا مراد لیتے ہین جو حقیقی بسیط ہوا اور اجزاے مائیہ اور اجزاے ارضیہ اور اجزاے ناریہ سے مرکب ہے اور جو ہمارے ابدان کو محیط ہے یہ بات بھی قابل سمجھنے کے ہے کہ حکما عناصر مین کون وفساد ہونے کے قائل ہین یعنی یہ کہتے ہین کہ ایک عنصر فاسد ہو کر دوسرا عنصر بن سکتا ہے چنانچہ ہمارے آپ کے مشاہدہ مین پانی ہوا اور ہوا پانی ہو جاتا ہے اور یہ ایک بسیط اور مفصل مسئلہ ہے جسکی تفصیل اپنے مقام پر مختصرات اور مطولات سب مین موجود ہے البتہ یہان ہمکو صرف اسقدر بتانا ہے کہ یہی حکما جو کون وفساد کے قائل ہین اس بات کے بھی معترف ہین کہ انقلاب حقائق محال ہے یعنی ایک حقیقت کا دوسری حقیقت بنجانا محال ہے اور کون وفساد اور انقلاب حقائق مین بظاہر صرف تعبیر اور الفاظ کا فرق معلوم

ہوتا ہے ورنہ دونون ایک ہی ہین یہی اشتباہ اکثر ناواقف لوگون کو ہو جاتا ہے اور وہ ان دونون
کو ایک سمجھکر حکماء پر یہی اعتراض مذکور کر بیٹھتے ہین لہذا یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہان پر دو مفہوم ہین ایک
فساد دوسرا بطلان ۔ بطلان کے معنی تو یہ ہین کہ کسی چیز کی صورت نوعیہ بالکل جاتی رہے اور اُسکا
کوئی اثر نہ باقی رہے اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین کسی دوسری حقیقت کی بناء اُس پر کیونکر
ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ انقلاب حقائق کو محال کہتے ہین کیونکہ اسکے یہ معنی
ہین کہ ایک حقیقت باطل ہو کر دوسری حقیقت ہو جائے اور یہ قطعًا ناممکن ہے اور فساد مین
صورت نوعیہ جاتی نہین رہتی البتہ بگڑ جاتی ہے اور بگڑ جانے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً بڑے
اجزاء چھوٹے ہو جائین یا مجتمع اجزاء متفرق ہو جائین اور صورت مین کسی دوسری حقیقت کی بناء
اُسپر ممکن ہے اور پانی جو ہوا ہوتا ہے اُسمین یہی ہوتا ہے کہ پانی کے اجزاء متصغر اور چھوٹے ہوتے
ہوتے ہوا ہو جاتے ہین اور ظاہر ہے کہ اسمین کوئی استحالہ نہین ہے پس معترض ناواقف
نے فساد اور بطلان مین چونکہ کوئی فرق نہین کیا اور ان دونون کو ایک سمجھ لیا اسی وجہ
سے اُسکو یہ دقت پیش آئی ورنہ اصل مسئلہ مین کوئی دقت نہین ہے) اور اس ہوا کو ہوا کہنا
ایسا ہے جیسا کہ دریا اور جھیلون کے پانی کو پانی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ محض خالص پانی
نہین ہے بلکہ ہوا اور اجزاء ارضیہ اور اجزاء مائیہ سے مرکب ہے لیکن ان سب اجزاء مین
سے چونکہ جزء مائی غالب ہے اسی لیے اسکو پانی کہدیا جاتا ہے (رہی دوسری بات کہ بسیط
متعفن نہین ہوتا ہم اسکو نہین مانتے (آپ اس دعوے پر دلیل پیش کیجیے کہ اُسکے متعفن
نہونے کی کیا وجہ ہے اور اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ البسیط لا یتعفن وہ
مانع ہے یعنی وہ تعفن کا انکار کر رہا ہے اور آپ جب اسکو تسلیم نہ کرینگے تو گویا آپ کا یہ دعوے
ہوگا کہ البسیط یتعفن اور مانع کے ذمہ دلیل نہین ہے بلکہ دلیل لانا مدعی کے ذمہ ہے پس
متعفن ہونے کی دلیل آپ لائیے اس مانع سے کس قاعدہ سے آپ دلیل طلب کرتے ہین
تو اسکا یہ جواب ہے کہ جو شخص آپ کے نزدیک مانع ہے وہ درحقیقت مانع نہین ہے بلکہ مدعی
ہے کیونکہ اُسکا یہ قول البسیط لا یتعفن کسی کے قول یتعفن کا انکار نہین ہے بلکہ ہوا کے
متعفن ہونے کو جو اُسنے شکل اول سے ثابت کیا ہے اُس [illegible]

یہ ہے کہ صورۃً یہ دعوے سلبی ہے تو اُسکے سلبی ہونے سے اُسکا مانع ہونا لازم نہین آتا اسیطرح
سے یہ شبہہ بھی اُٹھ گیا کہ البسیط لا یتعفن منع ہے اور شارح کا یہ کہنا انا لا نسلم ان البسیط لا یتعفن
اُس منع کا منع ہے اور از روے مناظرہ مقابلہ منع کا بالمنع جائز نہین ہے پس شارح کا یہ منع
وارد کرنا خلاف داب مناظرہ ہے اور اس شبہہ کے مندفع ہونے کی بھی یہی وجہ ہے کہ
البسیط لا یتعفن منع نہین ہے بلکہ ایک دعوے سلبی ہے جو پہلے دعوے کے لیے بمنزلہ دلیل
کے ہے اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر اُسکو منع کر سکتے ہین واللہ اعلم) اور اگر بسیط کے متعفن ہونیکی
کوئی شخص یہ وجہ بیان کرے کہ اگر کسی عنصر بسیط کا متعفن ہونا جائز ہو جائے تو جتنے عناصر
ہین سبھی کا متعفن ہونا جائز ہو جائیگا (کیونکہ ترجیح عنصر دون عنصر کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ
سب عناصر کا بحیثیت بساطت ایک ہی حکم اور ایک ہی حال ہے) اور تمام عناصر کے
متعفن ہو جانے سے تکون اور پیدایش قطعاً موقوف ہو جائیگی کیونکہ تکون اور تعفن یہ دونون
باہم اضداد ہین (اور اجتماع ضدین مستحیل ہے لیکن یہ دلیل کچھ ٹھیک نہین ہے) اسلیے کہ اگر
کسی عنصر کا کسی وجہ سے متعفن ہونا جائز ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جتنے عناصر
ہین سب کا تعفن جائز ہو جائے (جبتک کہ وہی وجہ تعفن کی یہان بھی نہ موجود ہو جائے
غرضکہ ان دونون باتون مین باہم کوئی ملازمہ نہین ہے والمدعی مطالب بالبیان)
اور یہ تو ایک کھلی ہوئی بات ہے دیکھر نہ معلوم دلیل لانے والے نے ان دونون باتون
مین کیونکر ملازمہ سمجھ لیا) جبکہ تعفن کی تحقیق سے فارغ ہو چکے تو اب ہم اصل مقصود کیطرف
رجوع کرتے اور کہتے ہین کہ جب ہوا متعفن ہوتی ہے تو قلب کی طرف متوجہ ہو کر روح قلبی کو
فاسد کر دیتی ہے کیونکہ بہ نسبت اور اعضاء کے دل مین ہوا جلد پہونچتی ہے اور قلب مین حرارت
غریبہ پیدا کر کے قلب کے گرداگرد کی رطوبتون کو سڑا دیتی ہے اور پھر یہی تعفن تمام بدن مین
پھیل جاتا ہے اور اسی کا نام وبائی بخار ہے اور یہ مرض اُن لوگون مین بہت پھیلتا ہے جو
بسبب ردارت اخلاط اور کشادگی مسام اور کثرت حمام کے اس قابل ہوتے ہین ورنہ جو ابدان
اس قسم کے ردی اخلاط سے پاک صاف ہوتے ہین وہ وبا سے اثر پذیر ہوتے ہی نہین
ہین اور وبائی بخار کی یہ علامتین ہین دل کی گھبراہٹ اور سانس کا پے در پے بلا فاصلہ چلنا (بعض نسخون

مین بجاے تواتر النفس کے تواتر النبض واقع ہوا ہے اور اسکے معنی بھی ظاہر ہین یعنے نبض مین بلا فاصلہ قرعہ پر قرعہ پڑنا) اور پیاس اور زبان کی خشکی اور جی کا متلانا اور بھوک کا جاتے رہنا اور فم معدہ پر درد کا ہونا (ان سب علامتون کی وجہ بخارات ردیہ ہین) اور طحال کا بڑھ جانا (کیونکہ وہ بوجہ حرارت کے مواد کو زیادہ جذب کریگی) اور بدبودار پسینہ کا آنا اور یہ علامت ایسی ہے کہ ادھر بدبودار پسینہ آیا نہین اور ادھر مریض مرا نہین اور وبائی بخار سے بڑے بڑے حاذق طبیب وحشت کھاتے ہین (کیونکہ اول تو یہ مریض ایسی حالت کے بعد علاج پذیر نہین رہتا دوسرے ہواے مستنشق سے حکیم بیچارے کو اپنی جان کا اندیشہ ہوتا ہے) اور اسکا علاج یہ ہے کہ فضلے اور ردی اخلاط کے بدن کے نکالنے کی کوشش کی جائے اور سکنجبین اور ترشیات کا عرق نکالکر اور آگ پر گاڑھا کرکے پلایا جائے اور غذا مین وہ مزورات یعنی اوگیرے رکھے جائین جو سرد خشک ہون جیسے کہ وہ غذائین جنمین آب انگور خام یا گرد سماق یا زرشک بیدانہ پڑا ہوا ہو اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے کالماء الآسن والجیف الخ یہ اسباب ارضیہ کی مثالین ہین اور ملاحم لڑائی کے میدانون کے معنے مین ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے هذا اذا کانت الاسباب سماویة اس سے یہ مطلب ہے کہ کثرۃ الشہب سے لیکر آخر تک جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ اس وبا کے علامات ہین جو سماوی اسباب سے واقع ہون اور ان اسباب سماویہ کے بعد جو اسباب بیان کیے ہین وہ وہ اسباب ارضیہ ہین جو موجب وبا ہوتے ہین (اور ان سب کی تفصیل کما حقہ معلوم ہو چکی) مؤلف کہتا ہے

چوتھا باب ہڈی کے ٹوٹ جانے یا عضو کے سرک جانے یا اُکھڑ جانے یا اوپر سے گر جانے یا صدمہ اور چوٹ کے پہونچ جانے اور تالو کے ٹوٹ جانے اور پھٹ جانے اور چھل جانے کے بیان مین ہے

مین کہتا ہون عضو کے اپنی پیدائشی جگہ سے کچھ سرک جانے کو عربی مین وثی کہتے ہین اور خوب کھلے طور پر اپنی جگہ سے اُکھڑ جانے کو خلع کہتے ہین اور عضو پر کسی ایذا رسان چیز مثل دیوار وغیرہ کے لگ جانے کو صدمہ کہتے ہین اور شجاج شجہ کی جمع ہے سر کی ہڈی ٹوٹ جانیکو

شجہ کہتے ہین اور کسی سخت چیز کے سخت رگڑ سے عضو کی جلد کی سطح پر خراش آجانے کو سحج کہتے ہین مثلاً یہ کہ لکڑی وغیرہ لگ جائے اور عضو کی جلد چھل جائے **مؤلف کہتا ہے۔ ان سب مین جو علاج مشترک ہے اُسکا بیان** مخالف جہت یعنی دوسری طرف سے بذریعۂ فصد یا پچھنے لگا کر خون نکالا جائے گو کہ بدن مین زیادتی خون کی نہو تاکہ ورم کا اندیشہ نہ رہے مگر جسوقت کہ اُس جگہ سے خود ہی خون بہنے لگے تو یہی کافی ہے (فصد اور پچھنے کی حاجت نہین) اور شافہ اور حقنہ کے ذریعہ سے اجابت کو ملین کرنا چاہیے اور ریوند چینی عمدہ دست آور ہے اور کبھی اسمین مسہل کی بھی ضرورت دیکھی جاتی ہے اگر ایسا ہو تو لعوق المتاس مین ریوند چینی ملا کر پہلے کھلا دین اُسکے بعد روغن بادام عرق کاسنی مین ڈال کر اور شکر سفید حل کر کے پلا دین یہ بے مثل مسہل ہے اور وہ چیزین کھلائی پلائی جائین جو مقوی اعضاء ہون اور آب برگ عنب الثعلب سبز شکر کے ساتھ نہایت نافع چیز ہے اور اسی طرح شربت عرق بارتنگ کے ساتھ دینا اور عرق بارتنگ مین شہد کا جلاب ملا کر دینا نہایت مفید چیز ہے اور غذا مین مونگ کا مزورہ یا انڈون کی نیمبرشت زردی ہونا چاہیے اور بحالت ضعف چوزون کا شوربا مونگ کے ساتھ پینا چاہیے اور جہانتک ہوسکے گوشت سے پرہیز رہے اور شراب تو بالکل ہی ترک کر دی جائے اور اگر ضعف کے ساتھ بدن مین درد بھی ہو تو معمولی حقنہ کرا دیا جائے (کیونکہ زیادہ دستون مین ضعف بڑھیگا) اُسکے بعد زرورد ۲ ماشہ کہربائے شمعی اکلیل الملک سنبل الطیب مصطگی رومی کندر زعفران تم سرد بالنصف لیکر اور باریک کر کے عرق بارتنگ مین قرص بنائین مقدار خوراک ساڑھے چار ماشہ اور اگر پیاس اور جلن ہو تو گلقند آفتابی مین بیخ مرجان اور کہربائے شمعی ملا کر استعمال کرایا جائے **لگانے کی دوائین** سحج یعنی خراش اور شجہ یعنے سر کی ہڈی ٹوٹ جانے کی حالت مین تو یہ دوائین ہین مسور اور زرورد اور آس خواہ انکو تنہا استعمال کیا جائے یا نیمگرم روغن گل مین ملا کر لگائی جائین اور ضربہ اور سقطہ کی دو حالتین ہین یا تو ان دونون کے ساتھ درد بھی ہوگا یا درد نہ ہوگا اگر درد ہو تو نیمگرم روغن گل کی مالش کیجائے (کیونکہ اول تو روغن گل مین تھوڑی سی قوت قابضہ ہوتی ہے اسکے علاوہ عضو کو قوت قابضہ ہوتی ہے اسکے علاوہ وہ عضو کو

قوت دیتا ہے اور درد کو تسکین دیتا ہے خاصکر جب کہ نیمگرم ہو کیونکہ ہلکی گرمی اُسکی قوت ارخاء اور تلیین کو اور بڑھا دیتی ہے اور درد کو بھی فوری تسکین ہو جاتی ہے) اور اگر درد نہو تو سبج کی مذکورہ دواؤن مین تھوڑے پسے مونگ اور گل ارمنی اور مشک اور زعفران گلاب مین پیسکر نیمگرم لگائین (اس ملانے کی یہ وجہ ہے کہ مذکورہ دوائین جلد کو کثیف کر دینگی اور جو مادہ جلد پر گرا ہے اُسکو غلیظ کر دینگی اور اُسکو تحلیل نہونے دینگی اور عضو کو قبض کرینگی اور جمع کرینگی اور یہ سب باتین درد کی بڑھانے والی ہین اور درد کو جذّاب کہا جاتا ہے یعنی وہ سب طرف سے مادہ کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور وہ کیا جذب کر لیتا ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ طبیعت کو درد دیکھکر ضبط کی تاب نہین رہتی اور وہ گھبراکر بے تحاشا سب مواد کو بنظر اصلاح موضع وجع کی طرف کھینچ لاتی ہے اور اس سے ورم آجانے کا خوف ہے لہذا اُن ادویۂ مذکورہ کے ساتھ یہ دوائین بھی ملادی جائین تاکہ اُنکے آثار کی اصلاح کرین) آور دثی یعنے عضو کے اپنی جگہ سے کچھ سرک جانے کے ساتھ تیز بخار بھی ہو تو ضماد ذیل بہت نافع پڑیگا صندل زرد اور بنفشۂ خشک جو مقشر زعفران اور قدرے کافور ان سب کو گلاب اور روغن گل مین پیسکر لگائین اور پھر ہلکے سے باندھ دینا چاہیے (تاکہ عضو اپنی جگہ پر آجائے اور دوبارہ نہ سرک جائے) آور خلع یعنی خوب اچھی طرح عضو کے اپنے مقام سے اُکھڑ جانے مین اس بات کی حاجت ہوتی ہے کہ عضو کو نرمی کے ساتھ کھینچکر اصلی مقام پر لوٹایا جائے کیونکہ سخت کارروائی مین درد ہو جائیگا اور ورم آجانے کا خوف ہوگا اور اسی طرح کسی ہڈی کے ٹوٹ جانے مین بھی اس بات کی حاجت ہوتی ہے کہ پٹی باندھکر اور کھینچکر عضو کو اُسکی طبعی صورت پر رکھا جائے اور جو ہڈی کی کرچین پیوند ہونے اور ٹھیک ہو جانے کے قابل نہون بلکہ بجائے اسکے کہ وہ خود ٹھیک ہون اسکا خدشہ ہو کہ وہ آفت زدہ عضو کو بگاڑ دینگی تو اُنکو نکالدینا چاہیے پھر اُن دواؤن کا استعمال کیا جائے جنکو ہمنے وثی مین ذکر کیا اور اس قسم کی غذائین استعمال کیجائین جو لس پیدا کرین یا ورسدہ پیدا کرین جیسے گھٹی ہوئی چیزین یا سری پائے اور چاول اور گائے کی آنتین اور اوجھڑی اور بکری اور بھیڑ کے بھنے ہوئے بچون کی کھالین غرضکہ لزج اور مسدد غذاؤن کا استعمال رہے آور اگر بندش کے تلے چل پیدا ہو تو پٹی کھولکر گرم پانی سے دھارین (تاکہ روح حیوانی کی آمد وشد

باسانی ہو اور زخم پر ہاتھ نہ پھیرا جائے اور پٹی پر گلاب اور تھوڑا سرکہ چھڑک کر ہلکے سے باندھدیا جائے
اور اگر بندش سے ورم پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پٹی کو ڈھیلا کر دیا جائے اور جس ضماد کا ذکر
ہمنے ابھی ابھی دقی مع الحرارۃ مین کیا ہے اسکا لیپ اس عضو پر کردیا جائے **مین کہتا ہون**
فصد اور پچھنے مین دوسری جانب یعنی مخالف جہت کا اعتبار خون کے مائل ہونے کے
واسطے کیا گیا ہے کیونکہ طبیعت کا یہی کام ہے کہ ضعف اور درد اور تکلیف کی جگہ خون کو
بقصد اصلاح روانہ کرے لہذا خون کا نکال دینا ضروری ہے خواہ وہ بدن مین زائد ہو یا کم
اور نزف کے معنے عضو سے خون کا بہنا ہے اور حقنون اور فتیلون کے نسخے بیان ہو چکے
اور مؤلف نے المتاس کی تعریف اسلیے کی ہے کہ وہ بآسانی دست لاتا ہے اور اُسکے
عمل مین کچھ سختی نہین ہوتی اور اسمین لزوجت اور رطوبت بھی ہوتی ہے اسی وجہ سے مؤلف نے
اُسکو پسند کیا ہے اور شربت ورد اور شربت سیب اور شربت ناشپاتی اور ضرورت کے وقت
پرندون کا شوربا اعضاء کو قوت دیتا ہے اور حتی الامکان گوشت سے بچنا چاہیے ایک تو اسلیے
کہ تکلیف کی وجہ سے بدن خود گرم ہو رہا ہے اور گوشت کی وجہ سے اور بھی گرمی زیادہ ہو جائیگی
نیز بوجہ ضعف کے بدن اُسکو ہضم نہ کر سکے گا اور اس سے بہت سی دقتین پیدا ہو جائینگی
اور شراب کا استعمال بھی ہرگز نہ چاہیے کیونکہ وہ نفوذ کرنے والی اور گرمی لانے والی اور خون
کی پیدا کرنے والی اور اُسکو بہانے والی چیز ہے اور ابھی تمکو معلوم ہو چکا ہے کہ ایسی حالت مین
جہانتک ہو سکے خون کو کم ہی کرنا چاہیے اور مؤلف نے جس مرکب کی تعریف کی ہے اسکی
وجہ یہ ہے کہ اسمین وہ دوائین ہین جو اعضاء کو قوت دیتی ہین اور لس اور چپک پیدا کر دیتی
ہین اور خون کو روانگی سے روکتی ہین اور اس مرض مین اسی قسم کے مرکب کی ضرورت بھی
ہے لہذا مرکب مذکور قابل تعریف ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے کہ اگر پیاس اور جلن نہو تو
گلقند آفتابی مین بیخ مرجان اور کہربائے شمعی ملا کر کھلائین تو پیاس اور جلن نہونے کی قید گلقند
کے متعلق ہے نہ کہ بیخ مرجان اور کہربائے شمعی کے ملانے کی اور لگانے کی دوائین جو
مذکور ہوئین وہ اعضاء کی قوت دینے والی اور حرارت اور درد کی تسکین دینے والی اور خون
کی روکنے والی ہین اور سرکہ کا اسلیے حکم دیا کہ اُس جگہ بدبو نہ آنے پائے دوسرے یہ کہ

دوبارہ کھجلی نہ پیدا ہو کیونکہ کھجلی فاسد مادہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور سرکہ اسکو قطع کریگا تیسرے
یہ کہ بندش کی تکلیف سے امن رہے اور حتی المقدور سرکہ کا استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے اور مؤلف
نے جولیپ صندلی اور زرورد وغیرہ کا دفع الحرارت مین بیان کیا ہے وہ اعلی درجہ
کا نافع ہے **واضح ہو** کہ اس باب کے متعلق بہت سے مباحث ہین کیونکہ طب کے دو ہی جزو
ہین اور دونون مین سے عمل بالید جزو اعظم ہے اور اسی وجہ سے ہر ہر عضو کے متعلق جو جو آفتین
ہین انکے علیحدہ علیحدہ مباحث بہت کثرت کے ساتھ ہین مثلاً کندھا اتر جانے کے متعلق
جو جو بحثین ہین وہ اور ہین اور گھٹنا اترنے کے متعلق جو بحثین ہین وہ اور ہین مگر جب مؤلف ہی نے
اس بابت اختصار سے کام لیا ہے تو ہم بھی اسی راستے چلتے ہین اور اس مبحث کو طول
نہین دیتے **مؤلف کہتا ہے**

پانچوان باب زینت اور اُن دواؤن کے بیان مین جنسے زینت کی حفاظت ہو

بالون کی حفاظت کرنے والی دوائین یہ ہین آس اور تخم آس اور عرق آس اور روغن آس
اور ہڑ اور آملہ اور کنوچہ اور ایلوا اور روغن مصطگی اور پرسیاؤشان اور خاکستر چوب السی اور اگر
روغن آس لگا کر لالہ کی پتی ایک دن رات لگائے رکھین تو بال سیاہ اور مضبوط ہوجائینگے
اور ابرو کی حفاظت کے واسطے فاشرا کی جڑ (ایک گھانس ہے مشابہ انگور کے) اور بیخ اسراش
اور خاکستر درخت صنوبر ہر ایک ایک حصہ پاپڑی لون دو حصے روغن آس مین استعمال کرین
اور غرب کی جڑ کا پوست زیتون کے تیل کے ساتھ استعمال کرنا بالون کی حفاظت اور سیاہ
کرنے مین عجیب الاثر ہے **مین کہتا ہون** بیخ اسراش سے خود اسراش ہی مراد ہے
کیونکہ اسکی پتی کو خنثی کہتے ہین اور اسکی پتی گندنے کی سی پتی ہوتی ہے اور اسکی ڈال چکنی ہوتی
ہے اور اسکے سرے پر کلی آتی ہے اور اس درخت کی جڑ کا نام اسراش ہے نہایت تیز گرم
گرم خشک محلل چیز ہے اور غرب ایک درخت ہے جسکو فارسی مین سپیدار کہتے ہین دبید کی
قسم ہے) اور بقیہ دوائین کئی دفعہ ذکر ہو چکی ہین **مؤلف کہتا ہے** سر کے **بالون
کی کمی اور داڑھی کے نہ جمنے کا بیان** بخارات جب اُن سے تار سا اٹھتا ہو

اور اُنمین اجزاے دخانی بھی شامل ہون جب معتدل اور متوسط منافذ اور راستے پاتے ہین
تو اُنسے بال پیدا ہوتے ہین اور بالون کی کمی یا نابودگی یا کوتاہی بچند وجوہ ہوتی ہے اول یہ کہ
حرارت غریزیہ کی کمی کی وجہ سے بخار دخانی مین کمی آگئی ہو چنانچہ اسی وجہ سے عورتون
اور خوجون کے داڑھی نہین نکلتی ہے دوسرے یہ کہ زیادتی رطوبت کی وجہ سے دخانیت
کم ہو جیسا کہ بچون مین ہوتا ہے تیسرے یہ کہ بوجہ زیادتی برودت مزاج یا زیادتی یبوست
کی وجہ سے جو کہ غلظت اور کثافت پیدا کردے منافذ اور مسامات اتنے تنگ ہوجائین
کہ بال برابر اُنمین وسعت اور کشادگی نہ رہے چوتھے یہ کہ حرارت کے تخلخل اور رطوبت کی وجہ
سے مسامات مین بہت زیادہ استرخا پیدا ہوجائے کہ مسامات مین بالون کا مادہ نہ جمسکے
پانچوین یہ کہ خون جس سے گویا بخار دخانی پیدا ہوتا ہے وہی کم ہو جیسا کہ نقیہ لوگون مین
ایسا ہوا کرتا ہے چھٹے یہ کہ مسامات مین کوئی خلط ردی ایسا رک جانے جو بال نہ پیدا
ہونے دے جیسا کہ داءالثعلب اور داءالحیہ مین ہوتا ہے (ان دونون بیماریون مین سر کے
بال گر جاتے ہین) مین کہتا ہون بخارات مین دخانیت کی قید اسلیے لگائی ہے کہ جبتک
بخارات مین یبوست نہ پیدا ہوگی اُسوقت تک اُنمین بستگی نہین آسکتی اور دخانیت سے
یبوست ہی مراد ہے اور بخار مین لس اور لزوجت کی قید اسلیے معتبر ہے کہ جس بخار مین لس
نہوگا بلکہ چکناہٹ ہوگی وہ چپک نہ رہیگا اور فوراً بھاپ ہوکر اڑ جائیگا اور منافذ یعنے
مسامات مین اعتدال کی قید اسلیے اعتبار کی کہ نہایت تنگ مسام اور نہایت کشادہ مسام
مادہ کو بال بننے کے قابل نہ رکھینگے اور عورتون مین حرارت کے کم ہونے کی وجہ یہ
ہوتی ہے کہ اُنمین رطوبات بکثرت ہوتے ہین اسلیے اُن کو حیض آتا ہے (اور رطوبت
کے ساتھ حرارت مین اشتداد آہی نہین سکتا اور یہ طب کا ایک مسلمہ مسئلہ ہے) اور خوجون
مین حرارت کی کمی اس سے معلوم ہوئی کہ اُنمین چونکہ عضو رئیس نہین ہوتا اسوجہ سے
اُنپر برودت کا غلبہ ہوتا ہے اسکے علاوہ رطوبات موجودہ کی وجہ سے اعضاے رئیسہ
کیا معنے اُنکے تمام اعضا تک برودت پہونچ جاتی ہے (عضو رئیس وہ ہے جس پر
بقاے شخصی یا نوعی موقوف ہو) اور جو قسمین مؤلف نے ذکر کی ہین اُن سب کی علامتین

علحٰدہ علحٰدہ ہین کمی حرارت اور زیادتی رطوبت کی علامت تو ظاہر بھی ہے اور کئی دفعہ معلوم بھی ہو چکی ہے اور منافذ اور مسامات کے تنگ ہونے کی یہ علامت ہے کہ بال باریک ہون اور زور کرنے سے اُکھڑین اور مزاج مین برودت یا خشکی کی علامتین بھی پائی جائین اور مسامات کے کشادہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ ہر بال جلدی سے گر جائے اور خون کی کمی کی یہ علامت ہے کہ بدن مین خشکی ہو اور لاغری ہو اور اس قسم کے امراض پیشتر ہو چکے ہون جنمین حدت اور تجفیف ہو جیسے مرض دق وغیرہ اور مواد ردیہ کے مسامات مین محتبس ہو جانے اور رُک رہنے کی علامتین بدن کی رنگت اور کیفیت مزاج کے تلاش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہین جیسی رنگت ہو اُسی رنگت کا خلط محتبس ہوگا اور مزاج پر جس قسم کا اثر ہوگا اُسی اثر کا مؤثر محتبس ہوگا اور یہ سب پیشتر معلوم ہو چکا ہے) **مؤلف کہتا ہے علاج** بال جمانے والی دوائین یہ ہین گدھے کا جلا ہوا سُم اور جلا ہوا بیل یا بھینس کا سینگ ان دونون کو تلی کے تیل کے ساتھ مالش کرنا نہایت نافع ہے اور لادن بھی بہت عمدہ دوا ہے (انار کی برابر ایک درخت ہے) اور عظامہ (چھپکلی) جو گھرون مین رہتی ہے اسکو خشک کر کے باریک پیس لین اور تیل کے ساتھ طلا کرین اور جو ڈاڑھی دیر مین نکلے اُسکے واسطے برنجاسف کی راکھ تیل کے ساتھ لگانا مفید ہے اور ایسے ہی جلی ہوئی کلونجی بالخصوص ابرو کے واسطے بہت زیادہ نافع ہے اور کبھی تعدیل مزاج کی ضرورت پڑتی ہے اور اگر مسامات بوجہ حرارت کے کچھ پھیل گئے ہون تو اُن کی تعدیل کثرت حمام سے چاہیئے اور آس کے پانی سے دھار نا خاص تخلخل کے واسطے بہت مفید ہے اور کبھی بدن کی اصلاح اور خلط ردی کے نکالنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ **مین کہتا ہون** عظامہ مشہور جانور ہے اسکو فارسی مین گرباسوا اور ہندی مین چھپکلی کہتے ہین اور کلونجی کی خاکستر کو تیل کے ساتھ ملنا ابرو کے ساتھ اسلیے مخصوص ہے کہ کلونجی نہایت تیز اور گھُپ جانے والی چیز ہے اور درحقیقت ابرو کے منابت غضروفی ہین اُسمین ایسی ہی تیز چیز نفوذ کر سکتی ہے اور سوء مزاج گرم کی تعدیل سرد چیزون سے اور سوء مزاج سرد کی تعدیل گرم چیزون سے یہ بیان چند دفعہ گزر چکا ہے **مؤلف کہتا ہے داء الحیہ اور داء الثعلب کا بیان** جو خلط بالون کے اُگنے کی جگہ کو فاسد کر دیتا ہے اُسکی نوعیت جلد کے رنگ سے

معلوم ہوسکتی ہے خصوصًا اسوقت جبکہ رگڑ دی جاوے پس خلط دموی کی حالت مین تو سرخی اور
اور بلغمی مین سفیدی اور صفراوی مین زردی اور سوداوی مین مٹیالاپن ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات
کہ یہ جلد علاج کو قبول کرسکتا ہے یا دیر مین اسکے معلوم کرنے کی یہ صورت ہے کہ سخت کپڑے
سے جلد کو رگڑا جائے اگر جلد سرخ ہوجائے تو جلد آرام ہوجائیگا ورنہ دیر مین اور ان دونون مین
فرق یہ ہے کہ داء الحیہ مین سیلن اور کھال اترتی ہے جیسے سانپ کینچلی اتارتا ہے (اور داء الثعلب
مین ایسا نہین ہوتا) **علاج** فصد سے علاج شروع کیا جائے اور خلط غالب کو نکالا جائے
اور بالون کے اُگنے کی جگہ زخم ڈالنے والی دوائین لگائی جائین جیسے رائی اور لہسن وغیرہ تاکہ
کھال اُتر جائے اور مادہ ردیہ نکلے پھر بال جمانے والی دوائین رکھی جائین جنکا ذکر اوپر ہوچکا
مین کہتا ہون خلط دو طرح پر بالون کی جگہ کو خراب کرتا ہے ایک تو یہ کہ وہان کا گوشت
کھا جائے اور بال اُگنے کی قابلیت وہان نہ باقی رہے دوسرے یہ کہ عمدہ غذا کو روکدے
اور چونکہ شتابی سے سرخی کا آجانا مادہ کی کمی اور خون صالح کے قریب ہونے پر دلالت کرتا
ہے اسلیئے صحت کے جلد ہونے پر دلیل قرار دیا گیا اور ثافسیا جنگلی تتلی کا گوند ہے شیخ نے
لکھا ہے کہ رفع تخلخل مین یہی اصل ہے معتدل تیلون کے ساتھ اسکا استعمال حرارت کا کاسر
ہے یعنی اُسپر غالب آکر اُسکو دفع کردیتا ہے اور یہ گوند پانی مین گھل جاتا ہے **مؤلف**
کہتا ہے بالون مین زیادہ گھونگر ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا
بیان اسکا سبب یا تو مزاج کی گرمی اور خشکی ہوتی ہے اور مزاج کی شناخت کے بعد
تعدیل مزاج کردینے سے بال سیدھے نکلینگے یا اسکا سبب روزنون اور مسامون کی
کجی ہوتی ہے اور اسکو مزاج سے کچھ تعلق نہین ہے۔ بالون کی سیدھا کرنے والی دوائین
تمام وہ چیزین ہین جو لعاب دار اور لسدار ہون جیسے خطمی اور اسپغول اور بہدانہ انکو روغن بنفشہ مین
استعمال کیا جائے اور غذا مین گیہون کی روٹی سری پائے کے ساتھ رہے اور ہمیشہ چھاگ
بالون مین گھونگر ڈال دیتا ہے اور باریک بال نکالنے کی یہ دوا ہے کہ پاپڑی لون بالون
پر پتلا پتلا چھڑکا جائے اسیطرح اکھڑے ہوے بالون پہ چھڑکنا بھی باریک بال اُگا دیتا ہے
اور بالون کی مونڈنے والی دوائین یہ ہین چونا اور ہرتال ایلوے کے ساتھ استعمال کرنا یہ فوراً بالونکو

گرا دیتا ہے اور اکثر اوقات ایسا بھی کرتے ہین کہ ان ادویہ کو پانی مین کئی بار پکاتے ہین اور اُسکو تیل مین پکاتے ہین جب پانی جل جاتا ہے تو روغن نکال کر استعمال کرتے ہین لیکن چونکہ چونے کا کام جلا دینا ہے اسلیے آگے پیچھے روغن گل کا استعمال ضرور چاہیے اور بال مونڈنے کی دوسری ترکیب یہ ہے کہ اول گرم پانی مین بیٹھین اُسکے بعد ٹھنڈے پانی مین بیٹھین اُسکے بعد مسور اور زردہ اور صندل کا گلاب مین لیپ کرین اور کبھی مرہم کاشغری کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور گلاب اور سرکہ مین برگ شفتالو اور مٹی کا لگانا چونہ کی بو کو کھو دیتا ہے اور جتنی مخدر دوائین ہین جیسے افیون اور شوکران اور بھنگ وغیرہ انکا سرکہ کے ساتھ لگانا (یعنی اول بال اکھاڑ لیے جائین اُسکے بعد انکا استعمال کیا جائے) اور ندی کے کچھوے اور جنگلی مینڈک کا خون اور چمگادڑ کا خون اور جگر اور دماغ لگانا بال نہین جمنے دیتا (یعنی یہ دونون ترکیبین بال نہ جمنے کی ہین) **مین کہتا ہون** جتنی دواؤن مین نمین اور لس ہوگا جیسے لعاب اور تیل وغیرہ یہ سب بالون کو سیدھا کرتی ہین اور جتنی دواؤن مین سمیٹنے اور قبض اور یبوست کی شان ہوگی جیسے سمندر جھاگ اور برگ سرو اور کنوچہ اور مازو وغیرہ تو یہ دوائین بالون مین گھونگر پیدا کر دیتی ہین اور جو شے مادہ کا قطع اور اُس کو لطیف کر دے اُس سے بال باریک نکلتے ہین اور جس دوا مین تیزی اور صفائی اور قطع کی شان ہوگی وہ بالون کو مونڈیگی اور جس دوا مین ٹھنڈک اور سن پیدا کرنے کی شان ہوگی وہ بالون کو نہین جمنے دیگی **مؤلف کہتا ہے بالون کے پھٹنے اور ٹوٹنے کو** وہ دوائین نفع بخشتی ہین جو بالون کو سیدھا نکالتی ہین اور کبھی سودا اور بلغم شور کے نکالنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اسکا سبب یا تو مزاج کی خشکی ہوتی ہے اور یا خشک غذائین اسکا سبب ہوتی ہین (کیونکہ بالون کا پھٹنا خشکی بغیر نہین ہو سکتا اب عام اس سے کہ وہ مزاج کی خشکی ہو یا غذاؤن کی) **مین کہتا ہون** تقصف کے معنی ٹوٹنے کے ہین (اور تشقق کے معنی پھٹنے کے ہین) اور یہ دونون مرض یا تو بدن پر خشکی کے غالب آجانے سے پیدا ہوتے ہین یا جو غذا کہ بالون کا مادہ ہوتی ہے اُسکی خشکی سے یہ دونون مرض پیش آتے ہین اول صورت مین مزاج کی ترطیب چاہیے اور اگر اخراج مادہ کی ضرورت پیش آئے تو اخراج مادہ ضروری ہے اور دوسری صورت مین غذاؤن کی تعدیل چاہیے (تاکہ بالون کا مادہ خشک نہ پیدا ہو سکے) اور بالون کی

سیدھا کرنے والی دوائین اس مرض مین اسلیے مفید پڑتی ہین کہ وہ تری پیدا کرتی ہین اور علاج بالضد ہونا چاہیے (اور یبوست کی ضد رطوبت ہے) **مؤلف کہتا ہے بالون کو وہ دوائین بڑھاتی ہین** جو لسدار ہون اور بالون کی غذا رہ سکین (کیونکہ ان لسدار اشیاء مین اسی طرح جوہر ارضی غالب ہوتا ہے جسطرح بالون مین لیکن ان چیزون کو باوجود لسدار ہونیکے لطیف اور نفاذ بھی ہونا چاہیے تاکہ بالون مین نفوذ کر سکین اور بال اُنسے غذا رے سکین) بال بڑھانے کا ایک مرکب نسخہ یہ ہے جو مقشر تیس درہم آملہ پانچ درہم ان دونون کو پانی مین جوش دیا جائے یہانتک کہ پانی مین ان دونون کی قوت آجائے اسکے بعد اسکا نصف حصہ روغن بنفشہ اور تین درہم لادن اور دس درہم برگ خطمی اور دس درہم تل کی پتی اور دس درہم برگ کبیدو اسمین بڑھائین اور سب کو یہانتک پکائین کہ پانی جلجائے اور روغن رہجائے پھر اسکا استعمال کرین اور بال بڑھانے کے لیے چنبیلی کا تیل بھی اچھا ہے اور روغن آس بالون کو قوت دیتا ہے اور بڑھاتا ہے اور برابر کر دیتا ہے **مین کہتا ہون** اس قول کی شرح کی کوئی ضرورت نہین ہے **مؤلف کہتا ہے بالون کے سفید ہوجانے کی دو وجہین ہوتی ہین** کبھی بالون کی سفیدی طبعی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو غذا رہ بالون کا مادہ ہو اُسین (بوجہ برودت مزاج مسام) گرہ پڑجائے یہ توشیب طبعی مین جالینوس کی راے ہے اور ارسطو یہ کہتا ہے کہ اُس غذا رہ کا رنگ بلغم کے رنگ کی طرف بدل جاتا ہے اور غیر طبعی شیب کا یہ سبب ہوتا ہے کہ خشکی غالب آجاتی ہے اور غلبۂ یبوست سے بالون مین سفیدی آجاتی ہے جیسے کہ ہری کھیتی خشکی دوڑ جانے سے سفید پڑجاتی ہے اور یہ خشکی اُن امراض کے بعد ہوتی ہے جنمین حدت اور احراق اور تجفیف کی شان ہو **مین کہتا ہون** بال بننے والی غذا رہ پھپھوند جانے کا یہ مطلب ہے کہ جب اجزاے مائیہ بوجہ کثرت کے اس غذا رہ پر غالب آجائین اور حرارت کسی وجہ سے اُنکو فنا نہ کر سکے تو یہ غذا رہ مسامات تک دیر مین پہونچینگے پس یہ اجزاے مائیہ برودت کیوجہ سے ظاہر بدن کے نزدیک منجمد ہوجائینگے اور جتنے ہی سفیدی دوڑ آئیگی چنانچہ یہ حال ہم اُن دیوارون مین دیکھتے ہین جن پر تازہ کہگل کی گئی ہو اور اُس مقام مین خشکی اور تری بھی ہو کہ اُن دیوارون پر سفیدی آجاتی ہے) یا جسطرح کہ سردی مین سرکہ پر سفیدی آجاتی ہے یا جسطرح کہ جب خمیر

سڑجاتا ہے تو سفید ہوجاتا ہے (اور حسب راے ارسطاطالیس) بلغم کی طرف مستحیل اور متغیر ہوجانے کے یہ معنے ہین کہ جب بلغم بدن پر غالب ہوگا تو اُسکی سفیدی سے بال کی غذا بھی سفید ہوجائیگی اور مؤلف سے منقول ہے کہ اُسنے جالینوس کی راے کو بہتر اور اصوب لکھا ہے اور یہ وجہ بیان کی ہے کہ بڈھون کے بدنون مین جو غذا بال بنتی ہے اُسپر بلغم نہین غالب ہوتا بلکہ اُسپر سوداء غالب آجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ انکا خون جوانون کے خون سے زیادہ سیاہ ہوتا ہے اور اسپر کسی نے یون اعتراض کیا ہے کہ بڈھون کے بدنون مین حرارت عزیزیہ کے ضعف کی وجہ سے ہضم مین قصور ہوجاتا ہے اور قصور ہضم کی وجہ سے فضلے اور بیکار رطوبتین کثرت سے پیدا ہوجاتی ہین اسوجہ سے اُن کے خون پر بلغم کا غلبہ ہوجاتا ہے رہا یہ کہ اُنکا خون سیاہ ہوتا ہے تو یہ سیاہی اسوجہ سے نہین ہے کہ اسپر سوداء کا غلبہ ہے بلکہ یہ سیاہی برودت کی وجہ سے ہے جسنے اُسکو جما دیا ہے اور غلیظ کرکے بہنے سے روک دیا ہے اور اُسکی رونق اور چمک کو کھو دیا ہے شیخ نے لکھا ہے کہ جب مین ان دونون قولون مین غور کرتا ہون تو قریب قریب پاتا ہون کیونکہ بلغم کی سفیدی اور گرہ شدہ غذاء کی سفیدی ان دونون کی علت ایک ہی ہے اور وہ حرارت عزیزی کا کم ہونا یہ گفتگو تو شیب طبعی کے متعلق تھی رہا شیب غیر طبعی یعنے بے وقت بالون کا سفید ہوجانا سو اسکا سبب افراط یبوست ہوتا ہے جیسے کہ سوکھی گھانس سفید ہوجاتی ہے کیونکہ جب اُسمین رطوبت کم ہوگی تو مداخلت ہوا کی وجہ سے اُسمین سفیدی لامحالہ آجائیگی جیسے کہ جھاگ اور پسے ہوے شیشے مین سفیدی معلوم ہوا کرتی ہے کیونکہ جتنے شفاف جسم ہوتے ہین جب اُنمین ہوا کا اختلاط ہوتا ہے تو اُنمین سفیدی آجاتی ہے اسواسطے جب سوکھے اور زرد کھیت کو پانی دیا جاتا ہے تو اُسکی سبزی پھر لوٹ آتی ہے اور بالون کی اس قسم کی سفیدی اُن کمزور لوگون مین اکثر پائی جاتی ہے جو حاد اور تیز اور خشکی لانے والے امراض جھیل کر اُٹھے ہون ان لوگون کا اگر معقول طور پر علاج ہوتا ہے اور تدبیر ماکول و مشروب کما ینبغی کی جاتی ہے تو یہ بال ٹوٹ ٹوٹ کر گرجاتے ہین اور بجاے اُنکے نئے سیاہ بال نکل آتے ہین۔

مؤلف کہتا ہے اُن چیزون کا بیان جنکے استعمال سے بال دیر مین سفید ہوتے ہین

اطریفل کبیر اور اطریفل صغیر اور مربا ے ہلیلہ ہر روز کھانا آخر عمر تک جوانی رکھتا ہے اور دیر مین بوڑھا ہونے دیتا ہے بشرطیکہ شوربون اور ثرید اور میوون اور کثرت شراب اور

ہمبستری اور حمام آب شیرین سے پرہیز رہے اور اگر میٹھے پانی سے حمام کیا بھی جائے تو فوراً کپڑے
سے پونچھ ڈالا جائے اور اپنے ذمہ یہ بات فرض کر لیجائے کہ کھانے کے بعد مولی یا تخم مولی کو پانی
مین جوش دیکر اور سکنجبین ملا کرقی کرڈالی جائے (کھانے کے بعد کی قید اسلیے لگائی کہ بھوک کی حالت
مین قی کرنے سے رطوبات اصلیہ کے کم ہونے کا اندیشہ ہے) اور اُن دواؤن کا استعمال کرتا رہے
جو بلغم کا استفراغ کرین اور مجفف دواؤن کا استعمال کرتا رہے اور چار گھڑی تک روغن قطران بالون مین
لگا رکھکر حمام کیا کرے اور روغن کٹ اور روغن کلونجی اور روغن حنظل اور رائی کا تیل یہ سب بھی دیر
مین بال سفید ہونے دیتے ہین **مین کہتا ہون** یہ سارا بیان شرح سے مستغنی یعنی بالکل ظاہر ہے
اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بلغم اور مائیت کو حتی الامکان کم کیا جائے تاکہ اُس خون مین غلظت اور
سخونت آئے جو بالون کی غذا رہتا ہے اور سب سے بہتر اور عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ہضم کو جہانتک ہوسکے
درست رکھا جائے اور اس قسم کی غذاؤن کا استعمال رکھا جائے جو صالح الکیموس ہون یعنی جو خون
اُنسے پیدا ہو وہ عمدہ ہو اور متین ہو اور بلغم کا میل اُسمین نہو (اور مؤلف نے جو کچھ بیان کیا گو وہ تدابیر
تو عمدہ ہین لیکن تکلف سے خالی ہین اور فیصدی ایک شخص بھی شاید اس احتیاط سے کام نہین
لے سکتا) **مؤلف کہتا ہے بالون کی سیاہ کرنے والی چیزین** مہندی اور وسمہ
اس کام کے لیے بہت عمدہ چیز ہے اور لوگ اسکے عادی بھی ہین اور ان دونون کو کبھی تو ملا کر
لگاتے ہین اور کبھی منہدی پیشتر لگا لیتے ہین اُسکے بعد وسمہ لگاتے ہین اور منہدی کو گرد سماق یا دہی
کے توڑ یا اخروٹ کے پانی سے قوی کر لیتے ہین اور یہ سب چیزین رنگ مین مدد اور قوت دیتی
ہین اور اکثر منہدی مین لونگ ملا دیتے ہین تاکہ منہدی کا ضرر دماغ تک نہ پہونچے اور بالون کو خوب
کالا کر دے اسکے علاوہ ایک اور نسخہ ہے جس سے بالون مین سیاہی قائم اور ثابت رہتی ہے
مازو بیس درہم کو تیل مین چرب کرکے کسی مٹی کے پیالہ مین کوئلہ کر لین جلا ہوا تانبا دس درہم پھٹکری دو درہم
لاہوری نمک ایک درہم (ان سب کو وسمہ مین شامل کرکے استعمال کرین) **مین کہتا ہون**
مؤلف کے قول ورسہما قدم الحناء الخ کے یہ معنی ہین کہ پہلے منہدی لگا کر بعد کو وسمہ کا خضاب
کرتے ہین اور اخروٹ کے پانی سے اُسکے سبز چھلکے کا پانی مراد ہے اور مؤلف کے قول
فی کوزہ فخار مین جو لفظ فخار ہے اُسکے معنی ٹھیکرے کے ہین جیسا کہ صحاح مین موجود ہے

مؤلف کہتا ہے مقدم سر سے بالون کے گر جانے کا بیان

اسکا سبب یا تو یبوست کی افراط اور خشکی کی زیادتی ہوتی ہے کہ اُسکی وجہ سے بالون کو غذا
نہین پہونچ سکتی یا بھیجے کا نیچا ہو جانا اسکا سبب ہوتا ہے کہ اُسکی وجہ سے قحف تک غذا
نہین جا سکتی (یس کھوپری اور اُسکے اوپر کی جلد مین خشکی آجاتی ہے اور مسامات رک جاتے
ہین اور اجزا مجتمع ہو جاتے ہین) یا اسکا سبب مسامات کی کشادگی اور اُنکا تخلخل ہوتا ہے کہ
کہ مسام مین وہ مادہ رک نہین سکتا جس سے بالون کی تولید ہوتی ہے اور یا اسکا سبب مسامات
کا بند ہو جانا اور رک جانا ہوتا ہے کہ جسکی وجہ سے مادہ اوپر نہین آسکتا جیسے کہ پرانے زخمون
سے مسامات بند ہو جایا کرتے ہین اور خاصکر مقدم دماغ ہی سے اسلیے بال گر جاتے ہین
کہ یہی حصہ نہایت متخلخل ہوتا ہے جو صلع پیشی ہوتا ہے اگلے حصے سے سر کے بالون کا
خشکی کی وجہ سے گر جانا یہ لاعلاج ہے اور جو صلع مسامات کے بند ہو جانے سے عارض
ہوا ہے تو اُسکا یہ علاج ہے کہ حمام سے بدن کو متخلخل اور نرم کر کے سر پر وہ دوائین لگائی جائین
جنسے بال اُگ آتے ہین یعنی یہ صلع علاج پذیر ہے) **مین کہتا ہون** مزاج دماغ
یا کل بدن کے مزاج کی خشکی کو یہ امر لازم ہے کہ بال کو غذا کم پہونچے اور اسی وجہ سے صلع
عارض ہوتا ہے اور بھیجے کا کسی وجہ سے کاسہ سر سے نیچا ہو جانا اس بات کو مستلزم ہے
کہ کاسہ سر کو اسوقت وہ سیرابی نہ پہونچے جو بحالت اتصال اور بوقت ملاقات پہونچتی تھی
اسلیے وہ غذا نہین پہونچ سکتی جس سے بال پیدا ہوتے ہین اور قروح سالفہ سے وہ پرانے زخم مراد
ہین جنکے سخت نشان مسامات کے بند کرنے والے باقی رہ گئے ہون ورنہ وہ پرانے زخم جنکا
کوئی اثر نہ باقی رہا ہو بمنزلہ عدم کے ہین جنکو وجود سبب مین کوئی دخل نہین ہوسکتا) **مؤلف کہتا ہے**

جلد کے حالات

پہلے اُسکی رنگت کا بیان ہوتا ہے جو چیزین خون کو پتلا کرتی اور ظاہر جلد کی
طرف حرکت دیتی ہین وہ رنگت مین رونق اور صفائی اور تازگی پیدا کرتی ہین یا تو اسطرح کہ اس
قسم کا خون پیدا کرتی ہین جسمین یہ سب باتین ہون جیسے کہ شیر شت انڈا اور شراب اور حنا اور انجیر کہ
یہ چیزین وہ خون پیدا کرتی ہین جو خارج کی طرف حرکت کرتا ہے اسی طرح گدر چھوارا بھی ہے کہ

یہ حرارت غریزی کو بڑھاتا ہے (اور یا رنگ مین اسوجہ سے صفائی اور تازگی پیدا کرتی ہین کہ) وہ چیزین خون کو صاف کرتی ہین جیسے کہ اطریفل صغیر وکبیر اور مربائے ہلیلہ ہے یا وہ اشیاء خون کو جلد کی طرف متحرک اور منبسط کرتی ہین جیسے کہ پیاز اور لہسن اور مرچ اور زعفران اور مولی اور گندنا ہے کہ انمین یہ خاصیت ہے کہ خون کو ظاہر کی طرف منتشر کرتی ہین اور یہی حال غصہ اور لڑائی اور خوشی اور اشیائے پسندیدہ کے دیکھنے اور نظارہ بازی کرنے اور گھوڑ دوڑ اور کشتی اور کتے لڑانے اور مجرا سننے کا بھی ہے اور اگر یہ اسباب مذکورہ اُن ادویہ سے ملا لیے جائین جو جلد کو صاف اور نازک کرتی ہین تو بہت ہی اچھا ہو اور وہ ادویہ یہ ہین باقلائے مصری اور باقلائے دیسی اور جو اور پاپڑی لون اور چانول اور انڈے کے جلے ہوے چھلکے اور جلی ہوئی سیپ اور مرداسنگ اور سفیدۂ کاشغری اور برادۂ دندان فیل اور بوسیدہ ہڈیان اور تخم خیار اور تخم خیارزہ اور تخم کدو اور مولی کے بیجون کا آٹا اور نشاستہ اور بادام شیرین اور تلخ کل ادویہ کا استعمال مفرد اور مرکب دونون طرح ہوتا ہے اور اشنان کو تربوز کے پانی مین گوندھ کر اُس سے منہ دھونا بھی نافع ہوتا ہے ۔

مین کہتا ہون اس قول کے شرح کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے (درحقیقت اسمین کوئی بات دقت طلب بھی نہین ہے) **مؤلف کہتا ہے**

جھائین اور سیاہ نقطون اور بھورے نقطون اور مردہ خون کا بیان

یہ سب مرض اسطرح پیدا ہوتے ہین کہ (جب خون زیادہ بھر جاتا ہے یا کوئی صدمہ واقع ہوتا ہے تو) رگ کا منہ کھل جاتا ہے تاکہ خون کو اُگل دے اور اسی مین خون جلد کے نیچے گھٹ جاتا ہے اور اُسی کی رنگت اور شکل جلد مین معلوم ہوا کرتی ہے پس جبکا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے اُسکو نمش کہتے ہین اور سیاہی مائل کو برش اور جو زیادہ جگہ مین گھس جائے اُسکا نام کلف ہے اور صاحب نمش کی جلد اور ہونٹ خشکی کی وجہ سے بہت زیادہ پھٹتے رہتے ہین اور اسکے علاج مین بہت جلدی کرنا چاہیے ورنہ ایسا نہو کہ خون گاڑھا ہو جائے اور مردہ ہو جائے پھر اُسکا نکالنا مشکل ہو جائے ۔

علاج فصد لینا چاہیے اور خلط سوداوی کو نکالنا چاہیے اور تعدیل مزاج کرنا چاہیے اور غلیظ مادہ کی قطع کرنے والی دوائین جو صفائی رنگ مین مذکور ہوئین اُنکا استعمال کرنا چاہیے **مین کہتا ہون** معلوم کرنا چاہیے کہ جو مرض جلد کو سیاہ کر دے اور تمام جلد مین گھس جائے اُس کا نام

کلف ہے اور جو سرخی مائل ہو وہ نمش ہے اور یہ اکثر چہرہ پر ہوتا ہے اور برش چھوٹے چھوٹے سیاہ
سیاہ نقطون کا نام ہے اور ان سب کا سبب یہ ہوتا ہے کہ سوداوی خون باریک رگون کے منھ سے
نکلکر جلد کے نیچے کسی ایسی جگہ رک جاتا ہے جہان سے انکی رنگت اور صورت جھلکا کرتی ہے
یہ سوداوی خون بعضا تو نہایت غلیظ اور گاڑھا ہوتا ہے اور یہ سیاہی مائل ہوتا ہے اور بعضا خون
رقیق اور پتلا ہوتا ہے اور یہ سرخی مائل ہوتا ہے (اور یہی وجہ ہے کہ نمش کی رنگت سرخ اور کلف
اور برش کی رنگت سیاہ ہوتی ہے اور اسی سے یہ بھی نکل آیا کہ نمش کا مادہ رقیق ہوتا ہے اور اسی لیے
مؤلف نے کہا کہ نمش کا علاج جلد کرنا چاہیے کہیں ایسا نہو کہ خون رقیق ہو کر مردہ ہو جائے اور
پھر مشکل سے نکلے اور کلف اور برش کا مادہ غلیظ ہوتا ہے) اور ان امراض مین کھرکھراپن نہین ہوتا
اور اگر یہ امراض تھوڑے دنون کے ہوتے ہین تو غلیظ خون سے جو سوداوی اخلاط پیدا ہوے
ہین انکے نکالنے کے بعد خفیف لیپ سے بھی جاتے رہتے ہین اور پرانے ہونے کے بعد پھر
انکا جانا مشکل ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے یکون ذالک لانفتاح فوھۃ عرق یعنی یہ امراض
رگ کا منھ کھل جانے سے پیدا ہوتے ہین تو رگ کا منھ کھل جانے کا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کہ
خون زیادہ بھر جاتا ہے اور یا مارپیٹ اور چوٹ کھانے سے ایسا ہوتا ہے اور رگ کو کھولنے والی
اور صاف کرنے والی چیزون کو مؤلف اس سے پیشتر ذکر کر چکا ہے (بہفنہ نیمبرشت اور شراب اور
لہسن پیاز اور باقلا اور جو اور تخم کدو اور تخم خیارہ وغیرہ وغیرہ) **مؤلف کہتا ہے رنگت کو**
بگاڑنے والی چیزین یہ ہین بیماریان اور رنج وغم اور کثرت مباشرت اور درد اور
زیادہ بھوک اور ہوا کا زیادہ گرم ہونا (بوجہ تحلیل کے) اور رکے ہوے بند پانی کا پینا (یہ سب
چیزین رنگ کو خراب کر دیتی ہین وعلی ہذا) کھانے کی چیزون مین سے (یہ مذکور چیزین ایسی ہین
کہ رنگ کو خراب کر دیتی ہین) سرکہ اور مٹی کھانا اور زیرہ کو سرکہ کے ساتھ کھانا اور لگانا اور جس گھر مین
زیرہ زیادہ ہو وہان رہنے سے بھی رنگ زرد پڑ جاتا ہے (یہ زیرہ کی خاصیت ہے) اور اجوائن کے
زیادہ سونگھنے سے بلکہ بعض کے نزدیک اسکی طرف دیکھنے سے بھی جلد کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے
مین کہتا ہون یہ چیزین جو مذکور ہوئین انمین سے کچھ تو ایسی ہین جو عمدہ خون کو کم کر دیتی ہین
اور کچھ ایسی ہین جو اسکو غلیظ اور گاڑھا کر دیتی ہین اور کچھ ایسی ہین جو اسکو رقیق اور پتلا کر دیتی ہین

باظاہر جلد سے باطن کی جانب لیجاتی ہین یا اُسکے لطیف حصہ کو جلاکر صفرا یا سوداء بنادیتی ہین اور کچھ
ایسی ہین جو اُس قوت کو باطل کر دیتی ہین جو خون کو حاصل کرتی ہے یا سدے پیدا کرکے عمدہ خون کو جلد
کے نیچے چلنے پھرنے سے روک دیتی ہین اور یہ سب باتین رنگ کو نقصان پہونچانے والی ہین
اور غور کرنے سے سب کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے اور مؤلف نے جو یہ کہا ہے وناشخواہ وکثرۃ شمہا
بل النظر الیہ فیما قیل یعنے بلکہ جیسا کہ کہا گیا ہے نانخواہ کی طرف دیکھنے سے بھی رنگت زرد ہوجاتی
ہے تو فیما قیل اسلیے کہا ہے کہ اُسکے نزدیک یہ قول ضعیف ہے (اور ضعیف قول کی طرف قیل
ہی سے اشارہ کیا جاتا ہے اور یہ اسوجہ سے کہ ماضی مجہول کا فاعل غیر معلوم ہوتا ہے تو گویا کہ اس
قول کا قائل ضعف قول کی وجہ سے اس قابل نہین ہے کہ اُسکا نام بھی لیا جائے) **مؤلف
کہتا ہے** چربی مین مرداسنگ کے استعمال سے چوٹ کے نشان اور سیاہ نشان جاتے رہتے
ہین **مین کہتا ہون** سیاہ نشانون سے (وہی نشان مراد نہین ہین جنمین سیاہی ہو بلکہ) وہ
نشان مراد ہین جو بعد زخم اور ورم اور دیگر امراض کے باقی رہجاتے ہین اور وہ جیسے کالے ہوتے
ہین اسی طرح زرد اور سبز اور بنفشی بھی ہوتے ہین (بادنجان بیگن کو کہتے ہین اور جو رنگ بیگن کا
ہمرنگ ہو اسکو بنفشی کہتے ہین جسکی اصل بنگنی ہے) **مؤلف کہتا ہے**

سفید اور سیاہ چھیپ اور سفید اور سیاہ برص کا بیان

سفید چھیپ اور سفید برص مین یہ فرق ہے کہ چھیپ جلد کے اوپر ہی اوپر ہوتی ہے اندر تک اُسکی
نشست نہین ہوتی اور قوت دافعہ اُسمین قوی ہوتی ہے (بخلاف سفید برص کے کہ وہ جلد اور
گوشت مین گھسی ہوئی ہوتی ہے اور قوت دافعہ اُسمین قریب قریب بیکار ہوجاتی ہے) اور یہ
دونون مرض قوت ہاضمہ کے ضعیف ہوجانے سے پیدا ہوتے ہین اور جب جگہ کپڑ لیتے ہین
تو غذاے صالح کو اپنی طرف مستحیل کر لیتے ہین اور اُسکا بھی وہی رنگ ہوجاتا ہے جو اُنکا ہے
اور سیاہ برص کو سیاہ چھیپ کے ساتھ وہ نسبت نہین ہے جو سفید برص کو سفید چھیپ کے ساتھ ہے
کیونکہ سیاہ برص مین مچھلی کے سے فلس اور کھرا کھراپن اور کچھ ابھار ہوتا ہے جسکا نام توباے مقشر
ہے (اور سیاہ چھیپ مین ان باتون مین سے کوئی بھی بات نہین ہوتی) اور سفید چھیپ اور سفید برص کا
مادہ بلغم ہے اور سیاہ چھیپ اور سیاہ برص کا مادہ سوداء ہے **مین کہتا ہون**

چھیپ فقط جلد ہی پر ہوتی ہے اور اندر تک اُسکا نفوذ نہین ہوتا آور برص جلد اور گوشت اور ہڈی تک
مین پیٹھ جاتی ہے اور دونون کا سبب ہضم ثالث کا ضعف ہے کیونکہ جب قوت ہاضمہ ضعیف ہوجاتی
ہے تو غذاے وارد بعینہ ہمشکل عضو کیونکر ہوسکتی ہے لیکن چھیپ کا مادہ پتلا ہوتا ہے اور قوت دافعہ
خوب قوی ہوتی ہے یہان تک کہ بہق کو جلد کی طرف پھینکہ تی ہے اور اندر تک نفوذ نہین ہونے
دیتی اور برص مین مادہ گاڑھا ہوتا ہے اور قوت دافعہ کمزور ہوجاتی ہے اسی لیے برص کا مادہ
باطن مین حلول کرگیا اور اُسنے عضو کے مزاج کو بگاڑ دیا اب مادہ پر مادہ جیسا ہوتا رہیگا اور اعضا
کے ساتھ مشابہت ہی کی نوبت نہ آئیگی اور جب یہ مادہ جگہ کرلیتا ہے تو کیسی ہی غذا ہو کیون نہو اُسکو
آپ سا کرلیتا ہے چاہے اچھی ہو چاہے بُری۔ آور سیاہ برص کی نسبت سیاہ چھیپ کے ساتھ
ایسی نہین ہے جیسی سفید برص اور سفید چھیپ مین ہے کیونکہ سفید برص اور سفید چھیپ مین مادہ کے
اعتبار سے تو کوئی مخالفت نہین اگر کچھ مخالفت ہے تو صرف اس امر مین کہ برص کا نفوذ اندر تک
یعنی گوشت پوست ہڈی سب مین ہوتا ہے اور سفید چھیپ کا اثر فقط جلد ہی تک ہوتا ہے آگے
نہین بڑھتا بخلاف سیاہ برص اور سیاہ چھیپ کے کہ ان دونون مین اور قسم کا فرق ہے اور وہ
یہ کہ سیاہ برص مین تو جلد کے چھلکے اُترتے ہین اور جلد مین کھرکھراپن ہوتا ہے اور مچھلی کی طرح جلد
پر فلوس ہوتے ہین اور اسکا حدوث ردی اور خراب سوداء سے ہوتا ہے جسکو عضو پی لیتا ہے اور
چوس لیتا ہے اور رنگ بدل دینے سے زیادہ اُسکے اثر مین قوت ہوتی ہے (مثلاً یہ کہ بہت
زیادہ سوداوی مادہ جلد مین تلے اوپر جمع ہوجاتا ہے اسوجہ سے اُس مقام کا حجم خواہ مخواہ بڑھ جاتا
ہے اور اُس جگہ تکاثف اور کھنچاؤ پیدا ہوجاتا ہے اور جس جگہ سے مادہ کھنچکر گیا ہے وہ مقام
پھٹ جاتا ہے کیونکہ مادہ کے علٰحدہ ہوتے ہی اُسمین یبوست اور ارضیت آجاتی ہے
اور ظاہر ہے کہ صرف رنگت کے بدل دینے سے یہ باتین زیادہ قوی ہین) اور اسکو جذام کا
پیش خیمہ سمجھنا چاہیے اور مؤلف نے جو یہ کہا ہے ومادۃ الابیض من البلغم ومادۃ الاسود
من السوداء تو اسکا یہ مطلب ہے ومادۃ البرص الابیض والبہق الابیض ھی البلغم ومادۃ البرص
الاسود والبہق الاسود ھی السوداء یعنی سفید برص اور سفید چھیپ کا مادہ تو بلغم ہے اور سیاہ برص
اور سیاہ چھیپ کا مادہ سوداء ہے (شارح کے قول اے فی المرضین کی یہی تفصیل ہے جو ہمنے لکھی)

مؤلف کہتا ہے برص اور بہق کا علاج یہ ہے کہ ایارج لوغاذیا وغیرہ
قوی دواؤن کے ذریعہ سے مادہ کو نکالنا چاہیے اور بعد استفراغ مادہ کے بہق مین اُن جالی
دواؤن کا استعمال کرنا چاہیے جو رنگت صاف کرنے کے بیان مین مذکور ہوئین اور مزاج کی
تعدیل کرنا چاہیے اور ہضم کو درست کرنا چاہیے اور بیگن کا تیل ایک سال تک کے لیے سفید برص
کو کھو دیتا ہے (مؤلف نے ایک یمنی رئیس سے یون حکایت کی ہے کہ مین نے بہت سے
لوگون کو دیکھا کہ برص پر اُنھون نے بیگن کا تیل لگایا اُسکے استعمال سے اُسکی رنگت بالکل بدن
کی سی ہوگئی اور ایسا ایک سال تک رہا بعد کو پھر ویسی ہی رنگت ہوگئی جیسی تھی اور بیگن کا تیل
یون لگاتے ہین کہ بیگن کو پانی اور تھوڑے نمک مین ہلکی آنچ پر جوش دین یہانتک کہ وہ پکجائے
اُسکے بعد اُس سے پانی نتھار لین اور اُسی قدر زیتون کا تیل اُسمین ڈالدین اور پکائین یہانتک
کہ پانی جل جائے اور تیل رہجائے اُسی کو داغون پر لگائین) اور یہ اِسکی ایک بڑی خاصیت ہے
اور سیاہ برص مین رنگ کی صاف کرنے والی قوی تر دوائین لگائی جائین یہانتک کہ اُن کا
استعمال کرتے کرتے آبلہ پڑجائے جب آبلہ پڑجائے تو اُسکو چھوڑدین اور آبلہ خشک ہونے پر
پھر لگائین یہان تک کہ برص نہ رہے اور یہ قوی دوائین یہ ہین حرف اور رائی اور حرمل اور مولی
کے بیج اور بوسیدہ ہڈیان وغیرہ اور وہ اغذیہ اور اشربہ استعمال کیجائین جو سوداوی امراض
مین دیے جاتے ہین **مین کہتا ہون** جالی سے مؤلف نے وہ دوائیں مراد لیے ہین جو
رنگت کی جلا کرتے اور اُسکو صاف کرتے ہین جیسے ترمس اور باقلا اور شعیر اور بورق وغیرہ
یعنی وہی دوائین جو رنگت کے صاف کرنے مین مؤلف نے بیان کی ہین اور مؤلف کا قول
وتعدیل المزاج اسکا عطف اُسکے قول استفراغ المادۃ پر ہے یعنی تعدیل مزاج کرنا چاہیے (شارح
نے یہ اسلیے بیان کردیا کہ تعدیل المزاج کا لفظ تحسین اللون کے بعد واقع ہوا ہے جس سے
بظاہر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ شاید تعدیل المزاج کا عطف اسی پر ہے حالانکہ اس سے معنی خبط ہوے
جاتے ہین کیونکہ یہ معنی ہونگے کہ اُن جالی دواؤن کا استعمال کرنا چاہیے جو تحسین لون اور تعدیل المزاج
کی بحث مین مذکور ہوچکی ہین اور ظاہر ہے کہ اسکی کوئی معنے نہین اسلیے ضرورت پڑی کہ اِسکو
یہان سے علٰحدہ کرکے استفراغ پر معطوف کیاجائے) اور یہ جو مؤلف نے نقوع ایارج ایاما کے بعد

ثم یعاد کہا ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ ثم یعاد الی الجوالی القویۃ یعنی بعد پھوٹ جانے پھپھولے کے
کچھ دن بعد پھر جالی دواؤن کا استعمال کیا جائیگا اور مؤلف کا قول وتدبیر السوداوین لئے اس کا
عطف جوالی قویہ پر ہے (اور تقدیر عبارت اسطرح ہے فیستعمل فیہ الجوالی القویۃ ویستعمل فیہ تدبیر
السوداوین) اور حرمل ایک تخم ہے جسکی پتی بید کی ایسی پتی ہوتی ہے اسکا پھول سفید ہوتا ہے جیسے
چنبیلی کا پھول اور خوشبودار بھی ہوتا ہے فارسی مین اسکو سپند کہتے ہین **مؤلف کہتا ہے**
رنگت کو آفتاب اور ہوا کی گرمی اور سردی سے بچانے کی ترکیب
یہ ہے کہ چہرہ پر یا تو انڈے کی سفیدی کا لیپ کرلیا جائے یا میدہ کی روٹی کو انڈے کی
سپیدی مین گوندھ کر اُسکے لعاب کا لیپ کردیا جائے (اسی طرح اگر کوئی عضو آگ سے جل جائے
تو اسکا بھی یہی علاج ہے کئی بار تجربہ کیا گیا ہے) **مین کہتا ہون** اسکی کیا شرح کی جائے یہ تو
بالکل ہی آسان ہے **مؤلف کہتا ہے صُنان یعنی بوے بغل** اسکا سبب یا تو یہ
ہوتا ہے کہ کوئی خلط متعفن ہو جائے اور یا یہ کہ پسینہ بدبودار ہو جائے اور حیض اور جنابت کے غسل
مین دیر کرنا اسپر اور معین ہوتا ہے **اسکا علاج یہ ہے** کہ متعفن خلط سے بدن کو پاک کیا جائے
اور مزاج کی تعدیل کی جائے اور اُن چیزون سے پرہیز رکھا جائے جنکے استعمال سے پسینہ مین بدبو
آجاتی ہے جیسے میتھی ہے اور خوبانی کا خیسانده بھی اس امر مین بہت نافع چیز ہے اور سعد کوفی اور
سوسن کی پتی اور اُسکی جڑ اور جلی ہوئی یا پسی ہوئی آس کی مالش اور اسی طرح توتیا اور مرداسنگ اور
پھٹکری اور ایلوے اور مرکی وغیرہ کو گلاب اور مشک اور کافور مین ملاکر ایک خوشبو تیار کرلیجائے
اگر بدبوے بغل کے ساتھ افراط کی حرارت بھی ہو اور یہی حال مشک اور عنبر اور بالچھڑ اور مازو اور گلاب
کے پھول اور سیب کی پتی کا بھی ہے انکو تنہا اور ملاکر دونون طرح استعمال کیا جاتا ہے۔
مؤلف کہتا ہے قمل یعنی جون (جو بدن مین پڑجاتی ہے) یہ اُس رطوبت سے پیدا
ہوتی ہے جسمین اتنی حرارت اثر کرے جس سے جون زندہ پیدا ہو سکے پس وہ رطوبت ذی حیات
ہو جاتی ہے کیونکہ خلاق صور کے یہان کسی قسم کا بخل نہین ہے مادہ مین استعداد آئی نہین اور وہان
سے صورت کا فیضان ہوا نہین اور جوئین جلد کے قریب ہی بنتی اور پیدا ہوتی ہین پس حرکت کرکے
باہر نکل آتی ہین اور کبھی انکی اتنی کثرت ہو جاتی ہے کہ بھوک بالکل جاتی رہتی ہے کیونکہ وہ شخص

یہ سمجھ لیتا ہے کہ جو کچھ کھائیگا وہ جوئون کی غذا بنجائیگا اور بدن کا تغذیہ اُس سے نہوگا اس وجہ سے وہ کھانے کی خواہش ہی نہین کرتا اسکے علاوہ بدن مین خون کم ہو جاتا ہے اور سب قوتین ضعیف پڑ جاتی ہین) اور رنگ زرد پڑ جاتا ہے (خون کے کم ہو جانے کے سبب سے) اور کبھی یکبارگی جوئین پڑ جاتی ہین (انکی پیدایش اسطرح نہین ہوتی کہ اول اول لیکھین ہون اور پھر بڑھتے بڑھتے جوئین بنین بلکہ اکثر بڑی ہی ہوتی ہین) اسکا علاج یہ ہے کہ اگر جوئین بکثرت ہون تو بدن کا تنقیہ ضروری امر ہے (یعنی بدن سے وہ مادہ بالکل نکال دیا جائے جس سے جوئون کی پیدایش ہو رہی ہے کیونکہ جوئون کی کثرت مادہ ہی کی کثرت سے ہے لہذا اس مادہ کو نکال ہی ڈالنا چاہیے) اور ہمیشہ بدن کو پاک صاف رکھا جائے اور کھاری پانی سے حمام کرکے پھر شیرین پانی سے حمام کیا جائے (کھاری پانی کی تو یہ ضرورت ہے کہ یہ پانی باوجود نظافت کے اُن مادون کو تحلیل کر ڈالتا اور فنا کر ڈالتا ہے اور مسام سے باہر کی طرف جذب کر لاتا ہے جنسے جوئین پیدا ہوتی ہین اور اُن فضلیہ رطوبتونکو بالکل سکھا ڈالتا ہے جو جلد کے نیچے اور مسام مین ہوا کرتی ہین اور کھاری پانی کے بعد میٹھے پانی کی یہ ضرورت ہے کہ کہین نمک سے مسام بند نہ ہو جائین اور نمک کی سوزش بدن کو تکلیف نہ دے) اور ہر تیسرے چوتھے روز کپڑے بدلتے رہنا چاہیے اور ریشمی کرتے پہنے رہنا چاہیے (کیونکہ ریشم بالخاصہ جوئون کی پیدایش کو مانع ہوتا ہے) اور جبکہ لہسن پودینہ کے جوشاندہ کے ساتھ نہایا جاتا ہے تو جوئین مر جاتی ہین لگانے کی دوائین اندرائن کی پتی اور خطمی کی جڑ اور بنام اور رافیسون اور زراوند طویل اور السی کی پتی اور کڑوے کا تیل یا تو انکا استعمال علیحدہ علیحدہ کیا جاتا ہے اور پارہ روغن زیتون کے ساتھ اور اکثر پارے کی بھی ضرورت پڑتی ہے (کیونکہ پارہ بالخاصہ جوئون کو مار ڈالتا ہے) لیکن ضرر سے خالی نہین ہے (کیونکہ رعشہ اور فالج بہرے پن اور فتور عقل اور ظلمت بصر کا مورث ہوتا ہے) اسی لیے اگر اسکا استعمال کیا بھی جائے تو اعضائے رئیسہ بچے رہین مین کہتا ہون اکثر لوگون کا یہ گمان ہے کہ جوئین بچی کھچی منی سے پیدا ہوتی ہین جسطرح اُس سے انسان کی پیدایش ہوتی ہے اور یہ بقیہ تغل کے اسطرف اُسطرف دفع ہو کر جلد کے مسامات مین نفوذ کر جاتا ہے (اور جوئین پیدا ہو جاتی ہین) لیکن یہ خیال قابل اعتماد نہین ہے کیونکہ ہم جوئون کی پیدایش کثرت کے ساتھ اُنھین لوگون مین دیکھتے ہین جو کہ پاک صاف نہین رہتے اور میلے کچیلے رہتے ہین اور

حمام نہین کرتے (اور اگر انکی پیدایش بقیہ آثار منی سے ہوتی تو کسی شخص کے مستثنے رہنے کی کوئی وجہ نہتھی بلکہ سب لوگون مین انکی پیدایش یکسان ہوتی عام اس سے کہ وہ میلے کچیلے رہین یا پاک صاف رہین وا ذلیس فلیس) لہذا مؤلف نے جو انکی وجہ بیان کی ہے وہی قابل اعتماد ہو سکتی ہے اور جوئون کے قریب قریب لیکھین وغیرہ بھی ہین اور سب کا وہی علاج ہے جو مؤلف نے لکھا اور انکی پیدایش کے روکنے مین فصد کو بہت بڑا دخل ہے (یعنی یہ اس کام کے لیے نہایت باا‌ثر ہے **مؤلف کہتا ہے قوبا یعنے داد کا بیان** تیز اور رقیق مائیت اور سوداوی غلیظ خلط سے اسکی پیدایش ہوتی ہے (یعنی ان دونون کی آمیزش مستحکم ہو جانے کے بعد اسکی پیدایش ہوتی ہے غلیظ مادہ تو غلظت کے سبب سے جلد مین محتبس ہو جاتا ہے اور اس سے لپٹا رہتا ہے اور رقیق اور حاد مادہ اسکو جلد کے مسامات مین نفوذ کرا دیتا ہے اور اسے جلا ڈالتا ہے) **علاج** اگر داد زیادہ ہون تو تنقیہ اور ترطیب سے مزاج کی اصلاح کرنا چاہیے اور **لگانے کی دوائین یہ ہین** کھٹے کا چوک اور گیہون کا تیل اور کڑوے بادام کا تیل وغیرہ اور دادون کی زیادتی جذام کا خوف دلاتی ہے (کیونکہ جذام اسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ سوداء تہ بتہ تمام جلد مین پھیل جاے اور داد اسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ سودا بعض بعض مقامات مین اکٹھا ہو جائے اور جب داد زیادہ ہو جائینگے اور سارے بدن مین مادہ پھیل جائیگا اور اعضاء کے مسامات مین نفوذ کر جائیگا تو یقیناً جذام ہو جائیگا **مین کہتا ہون** داد ایک قسم کا کھر کھراپن اور ابھار ہے جو ظاہر جلد مین پیدا ہو جاتا ہے (اور اسمین خارش ہوتی ہے اور چھیل جانے سے پانی بہتا ہے) اور جسمین جلد چھل جاتی ہے اور اسپر سے پوست اترتے ہین اور مچھلی کے سے فلس ہو جاتے ہین تو وہ سیاہ برص ہے چنانچہ اسکا ذکر بھی گذر چکا ہے اس مقام پر قوبا سے وہی مراد ہے جو اس حد تک نہ پہونچے اور داد کی پیدایش یا تو رقیق اور تیز دموی مائیت سے ہوتی ہے جسمین تھوڑا سا سودا ملا ہوتا ہے اسوقت تو اسکی رنگت سرخی مائل ہوتی ہے اور یا اسکی پیدایش سوداوی خلط سے ہوتی ہے اور اسوقت اسکی رنگت سیاہی مائل ہوتی ہے اور مزاج کی اصلاح اسطرح ہوتی ہے کہ فصد لیجائے اور ان دواؤن سے بدن کا تنقیہ کیا جائے جنسے سودا دستون کی راہ خارج ہوتا ہے جیسے افتیمون کا جوشاندہ اور معجون النجاح وغیرہ

اور لگانے کی دوائین وہی ہین جنکو مؤلف نے ذکر کیا مؤلف کہتا ہے

یہان سے بدن کے حالات کے متعلق لکھا جاتا ہے

بجد لاغری کے متعلق گفتگو

بجد لاغری کا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ بدن مین خون ہی کم ہو (یعنے تحلیل کے اعتبار سے بدل کم پہونچے) یا یہ ہوتا ہے کہ طبیعت خون کو ناپسند کرتی ہو کہ اسکو استعمال ہی مین نہ لائے (یعنے چونکہ اس خون مین بدن کے جزبننے کی صلاحیت ہی نہین ہوتی اسلیئے طبیعت اُسکو اپنے بدن کا جزو نہین بناتی) مثلا یہ کہ وہ خون حریف یعنی تیز اور چرپرا ہو (کہ یہ طبیعت کی توجہ کے قابل نہین ہے) اسی لیئے دُبلے آدمی کے بدن مین خون بہت ہوا کرتا ہے اور اُسکو مباشرت کرنے پر بہت کچھ قوت اور قدرت ہوا کرتی ہے (کیونکہ ایسے شخص مین منی کثرت سے پیدا ہوتی ہے اسلیئے کہ اُسکا خون جب اُسکے بدن کا جز نہین بنتا تو چوتھے ہضم مین فضلون کی کثرت ہوجاتی ہے اور اس منی مین حدت اور لذع شدت کا ہوتا ہے) اور یا لاغری بجد کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُسکی قوت متصرفہ ضعیف ہے (یعنی جو قوت غذا مین تصرف کرتی ہے وہ ضعیف ہے) اور یا یہ کہ قوت ہاضمہ ضعیف ہے (پس وہ اسقدر ہضم نہین کرسکتی جو بدن کے غذا بننے مین کفایت کرے) اور یا یہ کہ قوت جاذبہ ضعیف ہے (پس اعضا کے پاس اسقدر غذا نہین پہونچتی کہ اُنھین کفایت کرے خصوصًا جبکہ قوت متصرفہ ضعیف ہو) اور یہ ضعف یا تو خود قوت ہی مین کسی خرابی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور یا خون کی نہایت درجہ کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے پس قوت متصرفہ اُسمین تصرف کرنے کی قوت نہین رکھتی ہے (اگرچہ اپنی ذات مین ضعیف نہین ہے) اور یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ طحال جگر کے مزاحم ہو کر بہت سا خون اُس سے چھین لیجاتی ہے (پس جگر کی قوتین سُست ہوجاتی ہین اور اسکا مزاج فاسد ہوجاتا ہے جیسا کہ تلی بڑھ جانے کے وقت ہوتا ہے) اور یا اسکا سبب کیڑے ہوتے ہین جو آئی ہوئی غذا کو اُچک لیجاتے ہین پس اعضا تک جو کچھ غذا پہونچتی ہے وہ بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے (کہ اُنکو کافی نہین ہوتی) اور یا اس کا سبب ہوتا ہے کہ غذا کے راستے تنگ پڑجائین (یعنے وہ راستے جو اعضا تک پہونچے کے ہین) جیسا کہ مٹی کھانے سے ہوتا ہے (کیونکہ مٹی خون کے ساتھ ملکر رگون مین چلی جاتی ہے

اور اُنہین محتبس ہو جاتی ہے اور چونکہ اس سے اعضاء غذا نہین لیتے اسوجہ سے وہ وہین رہکر اُنکو بند کر دیتی ہے) اور یا اسکا سبب یہ ہوتا ہے کہ بدن زیادہ تحلیل ہو جائے جیسا کہ تکان اور محنت اور رنج و غم اور اُن اُن بیماریون مین ہوتا ہے جو بدن کو تحلیل کر ڈالتی ہین مین کہتا ہون بدن کی زیادہ لاغری بہت سی خرابیون کی موجب ہوتی ہے مثلاً یہ کہ بدن ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے اور سردی گرمی سے بدن بہت زیادہ متاثر اور منفعل ہوتا ہے اور صدمہ اور چوٹ کا بہت اثر پڑتا ہے اور نفسانی انفعالات سے بھی بہت زیادہ منفعل ہوتا ہے اور غصہ کرنیسے زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور تکان بہت جلد عارض ہوتا ہے اور بیداری اور تنقیہ اور جماع کا بھی اُسپر بہت اثر پڑتا ہے اور بیحد فربہی کی بھی بہت سی مضرتین اور خرابیان ہین جنکا ذکر اسکے بعد ہی آتا ہے اور درمیانی بدن کا کیا کہنا اُسکے برابر تو کوئی چیز نہین اور مؤلف رحمۃ اللہ نے لاغری کے اسباب کو شمار کرا دیا ہے منجملہ اُنکے ایک سبب خون کی کمی بھی ہے اور یہ یعنی خون کی کمی ایک تو اسوجہ سے ہوتی ہے کہ بدن کو غذا ہی کم پہونچے دوسرے اسوجہ سے کہ اس قسم کی لطیف غذاؤن کا استعمال رہے جنسے نہ پیدا ہو مگر رقیق اور پتلا خون جو بدن کی غذا نہو سکے اور منجملہ اُن اسباب کے ایک سبب یہ بھی ہے کہ طبیعت خون کو ناپسند رکھتی ہو اور یہ یعنی خون کو ناپسند کرنا خون کے خراب ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً یہ کہ اُسمین تیزی اور چرپراہٹ ہو کہ قوت جاذبہ اُسکو نہایت ناپسند اور ناگوار سمجھتی ہے اور اُسکو بالکل نہین قبول کرتی اسی لیے بعضے لاغرون کے بدن مین خون کثرت سے ہوتا ہے اور جماع اور مباشرت پر اُسکو بدرجۂ اتم قدرت اور قوت ہوتی ہے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ اُسکا خون اعضاء کی غذا مین تو صرف ہوتا نہین ہے (اور بنتا ضرور ہے لہذا جمع رہتا ہے) ہضم مین فضلون کی کثرت ہو جاتی ہے اور منجملہ اُن اسباب کے ایک سبب یہ بھی ہے کہ قوت متصرفہ یعنی قوت ہاضمہ یا اعضاء کی طرف غذا کی جذب کرنے والی قوت ضعیف ہو جائے اور یہ ضعف یا تو اسوجہ سے ہوتا ہے کہ خود اُسی قوت کا مزاج فاسد ہو جائے یا کثرت سے بارد چیز کے استعمال سے ضعف آجائے یا یہ کہ وہ چیز کسی وجہ سے چھوٹ جائے جو قوت متصرفہ کے فعل پر مدد دیا کرتی تھی مثلاً یہ کہ کسی کی عادت ہو گئی ہو کہ وہ کھانے کو ریاضت اور ورزش سے ہضم کرتا ہو اور وہ کسی وجہ سے چھوٹ جائے

اور یا یہ ضعف خون کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے پس قوت متصرفہ کثرت کمیت کی وجہ سے اُسمین تصرف نہ کر سکے اور اُسکا فعل مختل یعنے خلل پذیر ہو جائے اور طحال کی مزاحمت بھی لاغری کا ایک سبب ہوا کرتی ہے لیکن یہ مزاحمت اُسوقت ہوتی ہے جبکہ وہ بڑھ جائے کیونکہ طحال بڑھ جانے کے بعد بہت سا خون جگر سے کھینچتی ہے اور جگر کی قوت کو سست کر دیتی ہے کیونکہ دونون کے مزاجون مین باہم تضاد ہے اور جملہ اسباب لاغری کے ایک سبب کیڑون کا ضرر اور غذا کے راستون کا تنگ ہو جانا بھی ہے اور یہ بھی غذا کے راستون کی تنگی اُسوقت ہوتی ہے جبکہ مٹی وغیرہ کھانے سے اُن راستون مین سدے پڑ جائین اور منجملہ اسباب لاغری کے ایک سبب یہ بھی ہے کہ بدن زیادہ تحلیل ہو جائے اور بدن کی تحلیل قوی محلّلات سے ہوتی ہے جیسے سخت ریاضت اور رنج و غم اور مشقت کے کام اور تحلیل کر ڈالنے والے امراض ہین کہ یہ سب اعضا سے غذا کو ملنے نہین دیتے کیڑے تو اسلیے نہین ملنے دیتے کہ وہ غذا کو خود ہی کھا جاتے ہین اور راستون کی تنگی اسلیے کہ اُنمین زیادہ غذا کی گنجایش ہی نہین رہتی اور زیادتی تحلیل اسلیے کہ جو غذا اعضا کی طرف کھنچکر جاتی ہے وہ بحالت تحلیل ثابت نہین رہتی بلکہ متفرق اور پریشان ہو جاتی ہے پھر کس طرح بحالت تحلیل اعضا کو غذا پہونچ سکتی ہے **مؤلف کہتا ہے ایسی لاغری کا علاج** یہ ہے کہ مزاج کی تعدیل کی جائے (جبکہ سوء مزاج اسکا سبب ہو) اور تیز خلطون کا استفراغ اور تنقیہ کیا جائے (جبکہ اسکا سبب طبیعت کی کراہت ہو) اور جو جو اسباب ہون اُنکا مقابلہ (ادویہ سے) کیا جائے اور نیند کے بعد مالش کی جائے تاکہ قوت جاذبہ قوی ہو (مالش کی تو یہ وجہ ہے کہ مالش حرارت کو اعضا مین ہیجان دیتی ہے اور حرارت جذب کرنے والی چیز ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ مالش مجرون کو کشادہ کرتی ہے اور مواد کو رقیق کرتی ہے اور فضلون کو تحلیل کر ڈالتی ہے اور سونے کے بعد کی قید اسلیے لگائی کہ سو رہنے سے ہضم کامل ہو جائیگا اور ہضم کامل کے بعد مالش زیادہ مفید ہوگی) خصوصًا تیل کی مالش ہو کیونکہ تیل اعضا مین استرخا پیدا کرتا ہے جس سے وہ غذا کے ساتھ کے کھنچاؤ کے قابل ہو جاتے ہین اور تیل مسام کو اپنی لزوجت کے سبب سے بند کر دیتا ہے اور غذا سے رطوبتون کے تحلیل ہو جانے سے مانع آتا ہے) اور کبھی زفت کا طلا کیا جاتا ہے اگر سارے بدن کا فربہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو سارے بدن پر ورنہ کسی خاص عضو پر اُسکا طلا کیا جاتا ہے (کیونکہ

روغن زفت خون کو خوب جذب کرتا ہے اور باوجود اسکے مسام کو بند کرتا ہے اسوجہ سے زیادہ تحلیل
نہین ہونے پاتی) اور کبھی جب کسی عضو کو فربہ کرنا چاہتے ہین تو جو جہت اُسکے مخالف ہے اسکی بندش
کردیتے ہین (مگر اسطرح کہ بندش کی ابتدا ر نیچے سے ہو اور یہ کہ اُس سے کسی قسم کی اذیت نہو بلکہ صرف
اتنی بندش ہو کہ مجرے تنگ ہوجائین اور انہین غذا ر نفوذ نہ کرسکے) تاکہ وہ مخالف جہت غذا ر وارد کو
نہ قبول کرے (بندش کے سبب سے) اور وہ غذا ر اسی عضو کی طرف عود کر آئے لیکن یہ بندش قوت جاذبہ کے
قوی کرنے کے بعد ہو اور بندش کے بعد اُس کو آسایش دیجائے (کیونکہ حرکت اور مشقت سے تحلیل
ہوتی ہے) اور تفریح دیجائے (کیونکہ حرارت مین تفریح کی وجہ سے انتعاش آتا ہے اور قوتین
اور روحین قوی ہوتی ہین اور خون کو ظاہر عضو کی طرف حرکت ہوتی ہے) اور حرکت اور سکون اعتدال
کے ساتھ ہو (کیونکہ حرکت کی افراط تحلیل زیادہ کرتی ہے اور تحلیل سے لاغری آتی ہے اور افراط
کے سکون سے بھی لاغری آتی ہے کیونکہ سکون مزاج کو سرد کردیتا ہے اور ہضم کو ضعیف کردیتا ہے اور
فضلون کو بڑھا دیتا ہے) اور زیادہ تر قیام سایہ مین رکھا جائے (کیونکہ دھوپ مین قیام کرنا بدن کو متخلخل
کرتا ہے اور خلطون کو رقیق کرتا ہے اور تحلیل بہت کرتا ہے) اور ٹھنڈا پانی اور نئی شراب پلائی جائے
(ٹھنڈا پانی تو اسلیے کہ ٹھنڈا پانی چونکہ حرارت کو جمع کرتا ہے اسوجہ سے قوتون کی تقویت کرتا ہے پھر
ہضم وغیرہ یعنی طبعی افعال بھی قوی ہوجاتے ہین اور نئی شراب اپنی کثرت رطوبت اور سرعت نفوذ
سے فربہی بہت جلد لاتی ہے) اور اُسکے بچھونے کو نرم رکھا جائے (کیونکہ سخت بچھونا تحلیل بہت
کرتا ہے اور تحلیل کی وجہ سے بدن مین کثافت اور سختی پیدا ہوتی ہے اور جب بدن سخت پڑجاتا ہے
تو درازی قد اور نمو اسکی مطاوعت نہین کرتا) اور اُسکو جو غذائین دیجائین وہ قوی ہون (اور یہ وہ غذائین
ہین جنسے متین اور لزج خون پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس قسم کا خون جواہر اعضار کی طرف بہت جلد مستحیل
ہوتا ہے اور اعضار کے ساتھ اسکو بہت زیادہ تشبث ہوتا ہے اسی وجہ سے نمو کے وقت نہ تو
جدا ہوتا ہے اور نہ جلدی سے تحلیل ہوجاتا ہے) جیسے ہریسے اور حلوے اور بھنا ہوا گوشت اور کباب
وغیرہ کہ یہ غذائین متین اور سنگین خون پیدا کرتی ہین (بھنا ہوا گوشت اسلیے کہ چکنائی اگرچہ ترطیب کرتی
ہے مگر اسکی مائیت کم ہوا کرتی ہے اور گوشت کے اندر کم نفوذ کرتی ہے اسی وجہ سے اسمین وہ ارخار
نہین ہوتا جیسے پانی مین پکے ہوئے گوشت مین ہوتا ہے اور لزوجت کی وجہ سے اسکی غذا ر جلد ہضم

نہین ہو جاتی) برخلاف اُ بلے ہوے گوشت کے (کیونکہ اسمین مائیت بہت ہوتی ہے لہذا جو خون
اس سے پیدا ہوتا ہے وہ رقیق ہوتا ہے اور اُن اعضا کی طرف مستحیل ہونے کی قابلیت کم رکھتا ہے
جن پر جوہر ارضی غالب ہے) اور جیسے دودھ چانول ہین (کہ اسنے جو خون پیدا ہوتا ہے وہ نہایت
متین اور لسدار ہوتا ہے) اور کل اُن چیزون پر حصر نہ کرلیا جائے جو اچھا خون پیدا کرین کیونکہ اکثر اوقات
یہ چیزین پتلا اور متخلخل خون بھی پیدا کرتی ہین (بلکہ واجب ہے کہ اسکی غذا ر وہ چیز ہو جو غلیظ خون
پیدا کرے تاکہ جو غذا ر پڑے وہ تحلیل شدہ جز سے کہین بڑھکر ہو) اور بط کا گوشت فربہی لاتا ہے
کیونکہ اس گوشت مین مائیت کم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اُسکا انعقاد جلد ہو جاتا ہے اور کھانے
کے بعد حمام کرنے سے گو خوب فربہی آتی ہے لیکن اُس سے سدون کا خوف ہوتا ہے لہذا حمام
کرکے سکنجبین سادہ یا سکنجبین بزوری ضرور استعمال کرلینا چاہیے (تاکہ سدون کا اندیشہ نہ رہے)
اور جو لوگ خواہان فربہی ہین اُنکو وہی غذائین فربہ کرتی ہین جو غلیظ الجوہر ہون (اور اس قسم کی غذائین
پتھری بھی پیدا کردیتی ہین) اسی لیے ان لوگون کے پتھریان پیدا ہو جاتی ہین اور ہضم معدی کے
بعد حمام کرنا اور حمام کے بعد کھانا اعتدال کے ساتھ فربہی لاتا ہے (یعنی اسمین سدے پڑنے کا
اندیشہ بھی نہین ہوتا اور فربہی بھی زیادہ نہین آتی) **مین کہتا ہون** مؤلف نے جو لاغری کے
علاج مین لکھا ہے یعدّل المزاج یعنی مزاج کی تعدیل کیجائے تو اسکا یہ مطلب ہے کہ اگر تعدیل
مزاج کی ضرورت دیکھی جائے تو تعدیل کرنا چاہیے مثلاً یہ کہ خون مین کسی قسم کی رداءت آجائے
یا اُسکی وجہ سے قوی مین ضعف آجائے یا اُسکی وجہ سے تپ بڑھ جائے اور تعدیل مزاج کا طریقہ
کئی بار مذکور ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ سوء مزاج بارد مین گرمی پہونچائی جائے اور سوء مزاج حار مین سردی
اور جو خلط مثلاً صفرا یا سودا کہ خون کو حریف بنا دیتا ہے (اور طبیعت اُس خون سے کراہت کرنے لگتی
ہے) اُسکے استفراغ کا طریقہ بھی معلوم ہو چکا ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے ویقابل الاسباب کلھا
یعنی سب اسباب کا مقابلہ کیا جائے تو اسباب کے مقابلہ سے یہ غرض ہے کہ فرضاً اگر لاغری کا
سبب غذا کی قلت ہو تو غذا زیادہ کردی جائے اور اگر لاغری کا سبب یہ ہو کہ طبیعت کو خون کی
طرف التفات نہو تو خون کی کیفیت کی اصلاح کردی جائے اور اگر تپ اُسکا سبب ہو تو تپ کا علاج
کیا جائے اُن تدابیر سے جو اپنے اپنے مقام پر مذکور ہو چکی ہین اور اگر لاغری کا سبب یہ ہو کہ مجردون مین

سدے پڑ گئے ہین تو سدے کھول دیے جائین اور اگر تحلیل کی کثرت اُسکا سبب ہو تو اُسکو کم کر دیا جائے اور جس مالش کا مؤلف نے ذکر کیا ہے خاصکر سونے کے بعد تو یہ مالش قوت جاذبہ کو متنبہ کرتی ہے اور اُسکو نہایت حرکت دیتی ہے اور روغن زفت کا عضو پر ملنا غذا کو اُسکی طرف کھینچ اور اُسکو روک لیتا ہے اور برودت کو دور کر دیتا ہے اور اگر برودت ضعف قوت کا سبب ہو اور اگر وہان سدے ہوتے ہین تو اُن کو بھی کھول دیتا ہے اور باندھنے کی یہ صورت ہے کہ اگر ایک ہاتھ مثلاً لاغر ہو اور دوسرا ہاتھ تیار ہو تو جو تیار ہے اُسکو باندھ دیا جائے تاکہ دبلے ہاتھ کی طرف غذا جذب ہو کر آئے کیونکہ جب دہنی طرف سے غذا کو روکا جائیگا تو وہ بائین جانب کو متوجہ ہوگی اور اگر بائین جانب سے روکا جائیگا تو وہ دہنی طرف کو متوجہ ہوگی لیکن ایسا اُس وقت کرنا چاہیے جبکہ دبلے ہاتھ کی قوت کو قوی کر لیا جائے ورنہ ممکن ہے کہ وہ بوجہ اپنے ضعف کے غذا کو نہ قبول کرے اور خرابی اور بڑھ جائے اور آرام طلبی اور خوشی اور حرکت و سکون کا اعتدال کے ساتھ ہونا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتین بلاشبہہ بدن کو تیار کرنے والی ہین (کیونکہ لاغری تحلیل سے ہوتی ہے اور ان سب باتون مین تحلیل سے بہین لہذا خواہ مخواہ فربہی آئیگی) اور مؤلف نے بخلاف المطبوخ کے بعد جو والارز باللبن کہا ہے تو آئین جو لفظ ارز ہے اس کا عطف (مطبوخ پر نہین ہے تاکہ یہ معنی ہو جائین کہ بخلاف جوش کیے ہوے گوشت اور بخلاف دودھ چاول کے اور معنی خبط ہو جائین بلکہ اسکا عطف) ہرائس پر ہے جو کالہرائس کا مجرور ہے (اور معنی یہ ہین ویغذی بالاغذیۃ القویۃ کالهرائس والجوذابات واللحم المقلی والمشوی والارز باللبن یعنے قوی قوی غذائین دیجائین جیسے ہریسے ہین اور حلوے اور بھنا ہوا گوشت اور کباب اور دودھ چاول بخلاف اُبلے ہوے گوشت کے کہ اسکا یہ حکم نہین ہے جو ان سب کا ہے) اور اُسکے ماورا جو کچھ مؤلف نے لکھا ہے وہ سب ظاہر ہے اور پچھلے ابواب مین وہ باتین گذر چکی ہین جنسے حقیقت حال معلوم ہو سکتی ہے واللہ اعلم **مؤلف کہتا ہے فربہی لانے والی دوائین وہی ہین** جنمین یہ اثر ہوتا ہے کہ غذا کو معدہ اور آنتون مین روکے رہتی (اُس وقت تک کہ اُسکا ہضم کامل ہو جائے کیونکہ غذا جب ہضم نہین ہوتی تو قوت مغیرۂ ثانیہ کے اثر کے قابل نہین رہتی اور اس قسم کی دوائین غذا کو اُن اعضا مین روکے رہتی ہین جو غذا کے

ہضم کرنے والے ہین اور مؤلف نے معدہ اور آنتون کی تخصیص صرف اسلیے کی ہے کہ انکے منافذ کے کشادہ ہونے کے سبب سے انسے غذاء کا نکلجانا زیادہ آسان ہوا کرتا ہے برخلاف جگر اور عروق اور غذاء پانے والے اعضاء کے کہ انکے منافذ نہایت درجہ تنگ ہوا کرتے ہین) اور غذاء کو رگون مین نفوذ کرادین (یعنی معدہ اور آنتون کا ہضم پورا ہوجانے کے بعد کیونکہ ہضم ہوجانے کے بعد معدہ اور آنتون مین غذاء کا باقی رہنا غذاء کے فساد اور عفونت کا موجب ہوتا ہے جیسا کہ پیشتر اسکی بحث گذر چکی ہے اور ایسی حالت مین ان دونون مین سے پائخانے کے ساتھ غذاء مندفع ہوجائیگی اور اعضاء تک نہ پہنچیگی) اور یہ نفوذ کرادینے کا فعل اُسوقت ہوتا ہے جبکہ غذاؤن کے ساتھ اس قسم کی دوائین ملائی جائین جنمین ادرار لطیف کی شان ہو جیسے زیرہ ہے (کیونکہ ایسی دوائین غذاء کو جگر کے محدب کی جانب حرکت دیتی ہین اور اگر یہ دوائین ادرار کے اعتبار سے قوی ہوتی ہین تو زیادہ تحریک کرتی ہین یہانتک کہ غذاء کو آلات بول سے نکال دیتی ہین اور اگر ضعیف ہوتی ہین تو فعل تحریک نہین کر سکتین لیکن مناسب یہ ہے کہ قابض چیزین کھانے مین مقدم کیجائین یا کچھ تھوڑی سی مؤخر کی جائین اور مدر چیزون مین اتنے عرصہ تک تاخیر کی جائے کہ یہ گمان ہوجائے کہ ان چیزون کی قوتین ہضم کے تمام ہونے کے وقت اثر کرنے کے لیے نہوض کرینگی تاکہ روکنے والی اور نفوذ کرانے والی چیزون مین سے ہر ایک دوسرے کے فعل کی مبطل نہوجائے) اسکے بعد اس بات کی ضرورت ہے کہ اس قسم کے ادویہ استعمال کیے جائین جو غذاء کو اعضا مین جمادین (تاکہ تحلیل نہوجائے) اور یہ کام اُن دواؤن کا ہے جو مخدر ہین جیسے بھنگ ہے اور لفاح ہے (لُفّاح بضم اللام وتشدید الفاء ایک قسم کے سونگھنے کی چیز ہے بیگن کی ہمشکل اسکی رنگت زرد ہوتی ہے صراح اور منتخب مین اسی طرح مرقوم ہے اور تحفۃ المومنین مین لکھا ہے کہ لفاح یبروح کے پھل کو کہتے ہین اور یبروح بحاء مہملہ ایک گھانس ہے جسکی صورت انسان کی سی ہوتی ہے فارسی مین اسکو مردم گیاہ کہتے ہین) اور بعض دوائین بالخاصہ یہ فعل کرتی ہین **مین کہتا ہون** بعض فربہی لانے والی دوائین تو ایسی ہین جو فعل اسوجہ سے کرتی ہین کہ انمین ایک قوت ماسکہ ہوتی ہے جس سے وہ غذاء کو معدہ اور آنتون مین اُسوقت تک روک لیتی ہین کہ ہضم پورا ہوجائے اور طبیعت اُسمین سے اتنا حصہ لے لے جو جگر تک جا سکے اُسوقت وہ اسکو جگر اور رگون مین نفوذ کرادیتی ہین اور اسکے بعد

اعضاء مین پہونچا کر ٹھہرا دیتی ہین اور معدہ اور آنتون مین غذاء کا روکنا تو قابض دواؤن سے حاصل
ہوتا ہے اور نفوذ کرا دینا اُن معتدل مدرات کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے جو کھانے کے
درمیان یا کچھ بعد پی جائین اور اعضاء مین غذاء کا جما دینا یہ اُن دواؤن سے حاصل ہوتا ہے جو
مخدر ہون اور برودت پیدا کرین جیسے بھنگ وغیرہ ہے اور بعضی فربہی لانے والی دوائین ایسی
ہین جو یہ فعل اپنی خاصیت کی وجہ سے کرتی ہین اور خاصیت بہت بڑی قوت ہے **مؤلف**
کہتا ہے ذیل مین معتدل مزاج والون کے لیے ایک دواء لکھی جاتی ہے مغز بادام شیرین
مغز ریٹھا مغز چلغوزہ مغز پستہ بن تنکوب شہدانہ ان سب کو لیکر شہد مین خمیر کرلین اور اخروٹ
کے برابر گولیان بنالین اور ہر روز پانچ گولیون سے دس تک استعمال کرین اس سے بدن
مین فربہی آئیگی اور رنگ نکھریگا (فربہی لانے کی تو یہ وجہ ہے کہ ان مغزون سے چکنا اور لسدار
خون پیدا ہوگا اور شہد مین اول تو یہ بات ہوتی ہے کہ اس سے خون بہت پیدا ہوتا ہے دوسرے
یہ ہے کہ خون کو اعضاء مین نفوذ کرا دیتا ہے اور رنگ نکھارنے کی یہ وجہ ہے کہ جو خون ان
مغزیات سے پیدا ہوتا ہے اُسکو باہر کی طرف حرکت ہوتی ہے) **دیگر** گاے کے دودھ مین
چنون کو بھگو دیا جائے یہان تک کہ وہ نرم ہو جائین اور جو اور گیہون اور مونگ چھلکے اترے
ہوے بہت سے پانی مین پکائے جائین یہانتک کہ گل جائین اور انپر اضافہ کیا جائے
انکے برابر دودھ اور جوش دیا جائے اور خرفہ کے بیج اور خربزہ کے بیج اور خشخاش کے بیج
ہر ایک نصف جزء اور بھنگ کے بیج اور زیرہ اور بہمن سفید اور حب الزلم ہر ایک پاؤ جزء اور روغن بادام
اور گاے کا گھی سبکی چوتھائی بھر اور ہر روز اسمین سے بقدر ایک اسکرجہ کے استعمال کرین (یعنی
دو تولہ) اور فربہی لانے کے لیے دودھ مین خمیر کی ہوئی روٹی بھی اچھی ہے اور جلد فربہی لانیوالی
دواء یہ ہے کہ لفاح کی جڑون کو ایک پتیلی مین جوش دین اسطرح پر کہ اس پتیلی کے اوپر ایک پتیلی
اور رکھی ہو جسکی پینڈی مین سوراخ کرکے بڑی بڑی منقائین اُنکی گٹھلی دور کرکے اُسمین رکھدی
جائین اور جب یہ منقائین اُسکی طرف چڑھکر آنے والے بخار کی وجہ سے گل جائین تو عصیدہ یا
ہریسہ یا حسیدہ یا خطیبہ مین پکائے جائین اور اُنکا استعمال کیا جائے اس سے یہ ہوگا کہ سات
دن مین فربہی آجائیگی مگر جلدی سے جاتی بھی رہیگی اور جو بدن تھوڑے زمانے مین دبلے ہوجاتے

ہین وہ تھوڑے زمانہ مین تیاری پر بھی آسکتے ہین اور جو عرصۂ دراز مین دبلے ہوتے ہین اُنہین تیاری
بھی عرصۂ دراز مین آتی ہے اور فربہی کے زیادہ ترقابل وہ بدن ہوتے ہین جو جلد ڈھیلے
ہون اور درازی کے قابل اور صالح ہون (کیونکہ فربہی اُسوقت آتی ہے جبکہ اعضا مین تمدید ہو اور
اُنکے اندر غذا کا نفوذ ہوجائے اور ظاہر ہے کہ اعضا جسقدر نرم ہونگے اُسی قدر وہ تمدد کو آسانی سے
اور جلدی سے قبول کرینگے) **مین کہتا ہون** یہ دو مرکب جو مؤلف نے لکھے ہین یہ اُن لوگون کے
مناسب ہین جنکے مزاج معتدل ہون ان لوگون کے بدنون کو یہ مرکب فربہ کرتے ہین اور رنگ
کو نکھارتے ہین اور باہ کو قوت دیتے ہین اور جن لوگون کے مزاج گرم ہون یا سرد ہون تو اُنکے
واسطے اور مرکب نسخے اور معجونین جو بڑی بڑی قرابادینون مین مذکور ہین اور یہ جو مؤلف نے لکھا
ہے ویستعمل کل یوم اسکرجۃ یعنی ہر روز بقدر سکرجہ استعمال کیا جائے تو سکرجہ بقدر چھ استار ہوتا
ہے اور استار چھ درہم اور درہم کے تین سبع بھر ہوتا ہے (اور درہم ۲ ماشہ ہوتا ہے) اور جو لوگ تھوڑے
زمانہ مین دبلے ہوگئے ہین وہ جلد تیار ہوجاتے ہین اور جو لوگ عرصۂ دراز مین دبلے ہوتے ہین
وہ دیر مین تیار ہوتے ہین سو اسکی یہ وجہ ہے کہ پہلے آدمی کی قوت ابھی بالکل ضعیف نہین ہوئی
ہے اور دوسرے شخص کی قوت زیادہ ضعیف ہوچکی ہے اسلیے پہلے پر جلد اثر ہوتا ہے اور دوسرے
پر دیر مین **مؤلف کہتا ہے۔ افراط کی فربہی** زیادہ موٹاپا (بڑی بڑی خرابیون اور
دشواریون کا موجب ہوتا ہے مثلاً یہ کہ) بدن کے تمام تصرفات اور افعال سے بدن کو روک دیتا
اور قید کردیتا ہے (کیونکہ اُسکا بوجھ بہت ہوا کرتا ہے پس تمام قوتین اُسکے اُٹھانے اور آسانی سے
حرکت دینے مین عاجز ہوجاتی ہین اسکے علاوہ بجید رطوبتین پٹھون اور وترون مین استرخا پیدا
کردیتی ہین) اور روح کے چلنے پھرنے کے مقامات کو تنگ کردیتا ہے (اس سبب سے کہ گوشت
اور چربی کی کثرت سے شریانون پر دباؤ پڑتا ہے اور روح اپنی لطافت کے سبب سے اس دباؤ
اور ضغطہ کو قبول کرلیتی ہے کیونکہ روح کو اتنی تاب کہان کہ دبانے والی چیز کے کھنچاؤ کا مقابلہ کرسکے
اور اپنے لیے مکان لے لے) پس کبھی ایسا ہوتا ہے کہ (تحلیل کی کثرت کے سبب سے) بالکل
بجھ جاتی ہے (کیونکہ دخانی ابخرہ کی کثرت احتباس سے دل مین سخونت پیدا ہوجاتی ہے) اور
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس تک ٹھنڈی ہوا نہین پہونچتی (شریانون اور مسامات جلد کی تنگی کے سبب)

اسوجہ سے اُنکا مزاج فاسد پڑجاتا ہے (بسبب احتراق کے) اور یہ لوگ بڑے خطرہ اور بڑے اندیشہ کی حالت مین رہتے ہین اس بات سے کہ فرض کرو کہ کوئی رگ ہی ٹوٹ جائے (یہ اسلیے کہ ان لوگون کی رگین تنگ اور دبی ہوئی ہوتی ہین اور اس سے خون کا کھنچاؤ ہوتا ہے کیونکہ طبیعت ہر وقت انکی طرف خون کھینچتی رہتی ہے اور اسی وقت مین اکثر اوقات کوئی انکی رگ ٹوٹ جاتی ہے) اور رگ کا پھٹ جانا دفعتہً اور یکایک ہلاک کر ڈالتا ہے یا یہ کہ مثلاً خون دماغ یا قلب کی تجویف مین ریزش کر آئے (یعنی رگون مین سے کیونکہ ظاہر ہے کہ رگین جب بھر جائینگی اور خون فرضاً زیادہ ہوگا تو لامحالہ رگین اُسکو کسی تجویف کی طرف پھینکین گی اور بدن مین ان دونون تجویفون کے سوائے اور کوئی تجویف نہین ہے اسلیے خون انہین ریزش کریگا) اور یہ بھی اچانک مار ڈالتا ہے (پہلی صورت مین تو نہایت قوی سکتہ پیدا ہوتا ہے اور دوسری صورت مین نہایت قوی غشی کہ یہ دونون جان کے خواہان ہین) اور بسا اوقات ان لوگون کو ضیق النفس اور خفقان عارض ہوجاتا ہے (ضیق النفس تو اسلیے کہ چربی اور گوشت حجاب سے مزاحمت کرتا ہے اور اُسکی انبساطی حرکت نہایت درجہ دشوار ہوجاتی ہے اسکے علاوہ پیٹھ پر کی ٹیک رکھنے والی شریان اور ورید بھری ہوتی ہے اور اس سے انبساط کے وقت پھیپھڑے کی مزاحمت پیدا ہوجاتی ہے اور خفقان اسلیے کہ دل کی حالت بگڑجاتی ہے اور جو روح دل مین ہوتی ہے اُسکا مزاج بھی بگڑجاتا ہے اور یہ سب اسوجہ سے کہ تنگی نفس کے سبب سے دل کی طرف ہوا کم پہونچتی ہے) اور جو لوگ پیدایشی فربہ ہوتے ہین اُنکا مزاج اکثر بارد ہوتا ہے (کیونکہ رطوبت کی کثرت حرارت کو چھپا لیتی ہے) اور اُنکی رگین باریک ہوتی ہین (کیونکہ انہین اصلی حرارت کمزور پڑجاتی ہے اور خون اور روح کی بھی کمی ہوتی ہے اسکے علاوہ گوشت اور چربی کی کثرت رگون پر دباؤ ڈالتی ہے اور اُنھین کشادگی سے مانع آتی ہے) اور اُنکی نسل بھی کم ہوتی ہے (اسلیے کہ اُن لوگون کے اعضا اپنے بڑے ہونے کے سبب سے بہت سی غذا کے محتاج ہوتے ہین اور رگین اپنی تنگی اور باریکی کے سبب سے اپنے مین اسقدر خون کی گنجایش نہین رکھتین کہ وہ اعضا کی غذا سے بچ رہا کرے اور منی کے لیے فضلہ بچا یا کرے اور چونکہ ان لوگون کا مزاج سرد ہوتا ہے اسلیے انکو شہوت بھی کم ہوا کرتی ہے) اور ان لوگون کو نہ بھوک کی تاب ہوتی ہے نہ پیاس کی

(بھوک پر تو اسلیے صبر نہین ہوتا کہ انکے اعضاء پر چونکہ چربی اور گوشت کثرت سے ہوتا ہے اسلیے
اعضاء غذا کو بہت جذب کر لیتے ہین اور یہ جذب ہونا معدے سے قریب ہوتا ہے اسلیے انکی
بھوک سخت ہوتی ہے اور پیاس پر صبر نہ کرنے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ان لوگون کو ایسی چیز کی
احتیاج بہت زیادہ ہوتی ہے جو غذا کو نفوذ کرادے کیونکہ انکی رگین تنگ ہوتی ہین اور اُن کا
خون گاڑھا ہوتا ہے) اور اُن لوگون کے اعضاء اصلیہ تک دواؤن کا پہونچنا دقت سے
خالی نہین ہوتا کیونکہ (دواؤن کے منافذ تنگ ہونے کی وجہ سے) اُسمین بڑی زحمت
اُٹھانا پڑتی ہے اور عرصہ دراز صرف ہوتا ہے (غرض زیادہ موٹاپا اور زیادہ لاغری دونون خدا
کے قہر ہین اور عمدہ چیز بدن کی اعتدالی حالت ہے) **مین کہتا ہون** زیادہ موٹاپا حرکت کرنے
اور اُٹھنے بیٹھنے اور تمام تصرفات سے بدن کے لیے بمنزلہ قید کے ہوتا ہے اور رگون کو دباتا ہے
اور روح کے چلنے پھرنے کے مقامات کو تنگ کر دیتا ہے جس سے کبھی تو روح بالکل بجھ جاتی ہے
اور کبھی اُس تک ٹھنڈی ہوا کے نہ پہونچنے سے اُسکا مزاج فاسد ہو جاتا ہے اور اس فساد مزاج کی وجہ
سے ردی تپین اور غشی اور سوء تنفس اور خفقان وغیرہ امراض پیدا ہو جاتے ہین اور ان لوگون کو رگ
کے دفعتہً پھٹ جانے یا خون کے کسی تجویف مین ریزش کر آنے کا بہت بڑا اندیشہ ہوتا ہے جس سے
اُنکو دفعتہً موت آجاتی ہے اسی لیے اُن لوگون کو چاہیے کہ فصد وغیرہ سے اپنی حالت کا تدارک
کرتے رہین لیکن یہ بھی تو بڑی مشکل چیز ہے کہ اُنکی رگ کا مل جانا سخت دشوار ہے (اور بغیر رگ ملے
فصد ممکن نہین) اور جو لوگ پیدایشی موٹے ہوتے ہین اُنکے مزاج مین برودت ہوتی ہے اور اُنکی
رگین باریک ہوتی ہین اور اُنکی نسل بھی کم ہوتی ہے ایک تو اسلیے کہ اُنکے مزاج پر رطوبت غالب
ہوتی ہے دوسرے اسلیے کہ اس رطوبت کی وجہ سے اُنکے مزاج پر برودت بھی غالب آجاتی
ہے اور یہ برودت پیدایشی برودت کو مدد دیتی ہے اور برودت بڑھ جاتی ہے اور ان لوگون مین بلغم
کے زیادہ ہونے سے بہت سے امراض پیدا ہو جاتے ہین جیسے سکتہ ہے اور فالج ہے اور اکثر
غلبۂ رطوبت کی وجہ سے انکو اسہال معدی عارض ہو جاتا ہے جو دشواری سے جاتا ہے کیونکہ
اُس سے اُنکے اخلاط کو تحریک ہوتی ہے اور بسا اوقات جوش اخلاط سے اُنکی رگون مین ارواح کا نفوذ
غیر ممکن ہو جاتا ہے کیونکہ اُنکی رگین تنگ ہوتی ہین اور اخلاط کی کثرت ہوتی ہے اور اس سے اُنکی جان جاتی رہتی ہے

اور یہ لوگ بھوک اور پیاس پر مطلق صبر نہین کر سکتے اور اُنکے مریض اعضاے تک دواؤن کا بھی پہونچنا
دشوار ہوتا ہے غرضکہ زیادہ موٹاپے مین کوئی بھلائی نہین ہے **مؤلف کہتا ہے۔**
اسکا علاج یہ ہے کہ غذا کم کی جائے اور اُس چیز کو غذا مین رکھا جائے جس سے بدن
کا تغذیہ کم ہو اور بھوک کی حالت مین حمام اور ورزش کی جائے (کیونکہ پیٹ بھرے پر حمام کرنے سے
فربہی آتی ہے اور یہی حالت پیٹ بھرے پر ریاضت کرنے کا بھی ہے کیونکہ ریاضت غذا کو
اعضا کی طرف جذب کر لیتی ہے) اور زمین پر سونا چاہیے (کیونکہ زمین پر سونے سے عضا سخت
ہو جاتے ہین اور غذا سے تمدید کو نہین قبول کرتے) اور غذا مین اشیاے ذیل رکھی جائین کوامیخ
(یہ کومہ کی جمع ہے یہ ایک قسم کا سالن ہوتے ہین جسمین بودینہ زیادہ ہوتا ہے اور اسکے استعمال کی
یہ ضرورت ہے کہ یہ غذا کو جلدی سے اتار دیتے ہین جسکی وجہ سے غذا اعضا تک نہین
پہونچنے پاتی) اور پرانا پنیر (کیونکہ پرانا پنیر نہایت تیز اور نہایت جالی ہوتا ہے اور اس سے
صفرا زیادہ پیدا ہوتا ہے جو غذا پڑنے کا صالح نہین ہوتا اور اسی وجہ سے یہ پنیر لاغری لاتا ہے
اسکے علاوہ جو خون موجود ہوتا ہے وہ اس سے ملکر فاسد ہو جاتا ہے) اور مسور (کیونکہ مسور خون کو
گاڑھا کر دیتی ہے پھر وہ خون رگون مین سے اعضا کی طرف بہکر نہین آتا اور اسی وجہ سے مسور
لاغری لاتی ہے) اور وہ چیزین جنمین سرکہ پڑا ہو (کیونکہ سرکہ خون کا قلع قمع کرتا ہے) اور بے چھنے آٹے
کی روٹی (کیونکہ یہ روٹی غذا کم پڑتی ہے) اور جو کی روٹی (یہ بھی غذا کم پڑتی ہے) اور ان لوگون کی
غذاؤن مین گرم مصالحے زیادہ ہون (کیونکہ گرم مصالحے خون کو رقیق کرتے ہین اور اُسکو جمنے نہین
دیتے اور تحلیل ہو جانے کے قابل بنا دیتے ہین اور علاوہ برین ادرار کرتے ہین اور علاوہ رگون
کی جہت کے اور طرف خلطون کو حرکت دیتے ہین اور اسکے علاوہ گرم مصالحون سے خون مین
ایسی حدت آجاتی ہے جسکی وجہ سے وہ غذا پڑنے کا صالح نہین رہتا) اور ان لوگون کا لباس موٹا اور
کھرکھرا ہونا چاہیے (تاکہ اسکی رگڑ سے اور گرمی سے اعضا تحلیل ہون) اور سردی کے موسم مین اُن لوگون
کو ہلکا کپڑا پہننا چاہیے گویا کہ برہنہ رہین (تاکہ سردی اعضا کے گہراؤ تک پہونچے اور رگون کو کثیف
کر دے اور جمع کر دے اور اس امر سے مانع آئے کہ غذا ظاہر اعضا مین نفوذ کرے اور اعضا مین
کثافت آجائے اور وہ غذا اور غذا کے تمدد کو نہ قبول کرین) اور یہ لوگ استفراغ اور تنقیہ کرتے رہین

(تاکہ اخلاط رگون سے نکلکر اور طرف کو متوجہ ہون) اور تلیین کی عادت ڈالین تاکہ غذا پھسل جایا کرے
اور جنو بدن نہو اور مدر چیزون کا استعمال کرین (جو کہ غذاء کو ظاہر بدن سے آلات بول کی طرف حرکت
دین) مگر وہ مدرات نہین جو معدہ اور آنتون سے غذاء کو صرف جگر کے محدب ہی تک پہونچا دین
اور اس سے زیادہ کی اُنمین قوت نہو (کیونکہ ایسی چیزین فربہی لائینگی نہ کہ لاغری) بلکہ وہ مدر چیزین جو
غذاء کو پیشاب کے ذریعہ سے بالکل باہر نکال دین (اور یہ وہ چیزین ہین جو اخلاط کو رقیق کرتی اور اُنکو
نہایت لطیف کردیتی ہین) جیسے فطراسالیون (تخم کرفس جبلی) اور زراوند وغیرہ سے آدر سند روس
اور لاکھ اور ودنا مروا اُنکو تو دبلا کرنے مین ایک خاص قوت اور اثر ہے (یعنی یہ بالخاصہ موٹون کو
دبلا کردیتے ہین) **مین کہتا ہون** تقلیل غذاء سے یہ مراد ہے کہ اُسکی مقدار کم کی جائے اور یہ
جو مؤلف نے کہا ہے وجعلہ مما یقل غذاؤہ یعنی اُن چیزون کو غذاء مین رکھا جائے جنکا تغذیہ کم ہو
اس سے یہ مراد ہے کہ اس قسم کی چیزین کھائی جائین جو دیکھنے مین تو زیادہ معلوم ہون لیکن بدن کا
تغذیہ اُن سے کم ہو جیسے مسور اور اکثر فواکہات اور ترکاریان ہین اور حمام اور ریاضت بدن کو تحلیل
کرتی ہے اور کوامیخ وغیرہ رطوبت کو چوس لیتے ہین اور غذاء بھی کم پڑتے ہین اور اسی طرح گرم مصالحے
بھی اور کوامیخ اور محللات باوجود اسکے کہ غذاء کم پڑتے ہین بھوک خوب لاتے ہین اور ظاہر ہے
کہ جب باوجود شدت بھوک کے اِن لوگون کی غذاء کم کردیجائیگی تو کثرت سے جو رطوبتین اُنمین
ہین وہ خواہ مخواہ کم ہونگی اور سردی کے وقت بدن کا برہنہ کرنا مسامات کو بند کرتا ہے اسوجہ سے
بدن غذاء کو نہین قبول کرتا کیونکہ جب معتدل اور معتاد تحلل ہی نہوگا تو اور غذاء کیونکر جذب ہوگی اور
فطراسالیون کرفس جبلی کا تخم ہے (اور یہ کرفس کرفس بستانی کے خلاف ہے یعنی یہ اور ہے اور وہ
اور ہے اور اُسکی ہندی اجمود ہے) **مؤلف کہتا ہے**

چھٹا باب زہرون کے بیان اور اُنسے بچنے کی تدابیر مین

جسطرح سے استعمال کرنے کے لیے نافع چیز معلوم کی جاتی ہے اُسی طرح بچنے کی غرض سے مضر
چیز کو بھی معلوم کیا جاتا ہے اور اس معلوم کرنے مین صرف اسقدر کافی نہین ہے کہ اپنے دشمن کے
کھانے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ خود اپنے ہی کھانے مین اس قسم کے زہریلے جانور پڑجاتے
ہین جنکا استعمال فوراً مار ڈالتا ہے جیسے سانپ بچھو اور کھنکھجورا وغیرہ اسی لیے جو چیزین بڑے درختون

کے نیچے ہون اُنکے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے (کیونکہ حشرات الارض اور سانپ بچھو اور زہریلے کیڑے
درختون کے نیچے کثرت سے رہتے ہین کیونکہ دھوپ کی گرمی اور مینھ اور برف وغیرہ اُن تک یہان کم
پہونچتا ہے) اسی طرح چھتون کے نیچے کی چیزون سے بھی (اسمین بھی وہی وجہ ہے کہ چھتون مین وہ
زیادہ رہتے ہین کیونکہ آدمی کا ہاتھ وہان تک کم پہونچتا ہے اور کوئی موذی چیز اُنکو نہین ستاتی) اور شراب
مین بھی اکثر جانور پڑجاتے ہین کیونکہ جانورون کو شراب سے ایک قسم کی الفت ہوتی ہے) شراب
کی بو پاتے ہی اُسکی طرف دوڑ آتے ہین پھر اُسمین گر کر مر جاتے ہین اور کبھی شراب کو پی بھی جاتے ہین اور
پھر اُسی مین قے کر مارتے ہین) جب کہ زہر سے بچنے والا کسی متہم مکان مین آئے تو اُسکو چاہیے کہ
وہان کی اُن غذاؤن کو ہرگز نہ چھوئے جنکا ذائقہ اور بو تیز ہو کیونکہ اکثر اوقات اس قسم کی غذاؤن مین زہر
ملا دیا جاتا ہے تاکہ زہر کا ذائقہ اور بو چھپ جائے (زہر کا ذائقہ اور بو اکثر تیز ہوا کرتی ہے کیونکہ زہرون
مین یہ بات ضروری ہے کہ انکی کیفیتین افراط کی حالت مین ہون ورنہ مہلک نہونگے اور جب
سب کیفیتین افراط کی حالت مین ہوئین تو اُنکے ذائقے اور بو لامحالہ قوی ہوجائینگے اسی وجہ سے
اُنکا ادراک آسانی سے ہوجاتا ہے لیکن اُن کھانون مین اُنکی بو چھپ جاتی ہے جو ذائقہ اور بو
مین غایت درجہ کے تیز ہون اور جب ایسا ہے تو اس قسم کے کھانے خصوصًا متہم مکان مین
ضرور قابل اجتناب ہین) اور اس شخص کو چاہیے کہ نہایت بھوک اور پیاس کی بیتابی کی حالت مین
وہ ایسے مقام مین نہ جائے ورنہ حرص اور خواہش اس کو اس قسم کے مشتبہ کھانون سے بچنے
نہ دیگی اور مجاری کے خالی ہونے کی وجہ سے زہر کا ضرر بھی نہایت تیزی کے ساتھ اور جلد ہوگا
ہان اگر زہر کا استعمال غذاؤن پر ہوگا تو غذا مین اُسے نفوذ نہونے دیگی (کیونکہ مجاری غذا سے
بھرے ہونگے پھر اُنمین زہر کا نفوذ کرنے کا موقع نہ ملیگا) اور غذا مین اُسکی قوت کو چھپا لینگی اور بسا اوقات
غذاؤن مین اس قسم کا اثر ہوتا ہے جو زہر کے مضاد اور مخالف ہوتا ہے (اسوجہ سے بھی زہر کی قوت
ٹوٹ جاتی ہے) **مین کہتا ہون** اس مقام پر زہر سے وہ چیز مراد ہے جو بدن مین آکر اپنی
کیفیت یا اپنی صورت نوعیہ سے بدن کو فاسد کردے اور زہریلی دوا اور خود زہر کی تعریف مین جو جو
کچھ بحثین تھین وہ پیشتر معلوم ہوچکی ہین اور زہر کے پہچاننے کی یہی ضرورت ہے کہ اُس سے
اجتناب کیا جائے جیسا کہ خود مولف نے ذکر کیا ہے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف یہ

قول منسوب کرتے ہین عرفتُ الشرَّ لا للشر لکن لتوقیہ ومن لم یعرف الشر من الناس یقع فیہ یعنے مین نے بُری باتون کو خوب پہچان لیا لیکن نہ اسلیے کہ اُنکے ذریعہ سے کسی کو برائی پہونچاؤن یا اُنکو کرون بلکہ اُنسے بچنے کے لیے اور جو لوگ بُری بات کو پہچاننے کی کوشش نہین کرتے وہ اُسمین مبتلا ہو جاتے ہین انتہیٰ کلامہ الشریف اور ریتیلا مشہور زہریلا جانور ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے واکثرہا یُدَسُّ السم فیہا یعنی اکثر اس قسم کی غذاؤن مین زہرون کو چھپایا جاتا ہے تو اُسمین لفظ یُدَسُّ ہے وہ دَسّ سے مشتق ہے جسکے معنی چھپانے کے ہین (قرآن پاک مین ہے اَمْ یَدُسُّہٗ فِي التُّرَابِ) اور مؤلف نے یہ جو کہا ہے فیمنعہ النہم عن الاحتراز یعنے کھانے کی حرص اُسکو زہر سے نہ بچنے دیگی تو نَہَم بفتح نون کھانے کی حرص کو کہتے ہین اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے وغمرت قوتہ یعنی غذا مین زہر کی قوت کو چھپا لیتی ہین تو اُسمین جو لفظ غمر ہے وہ بفتح غین معجمہ چھپانے اور دبانے کے معنے مین ہے **مؤلف کہتا ہے** زہرون کی تین قسمین ہین معدنی نباتی حیوانی معدنی زہر تو یہ ہین پارہ کا کشتہ کیونکہ پارہ کا کشتہ اول تو بالطبع دماغ اور روحون کو ضرر پہونچاتا ہے دوسرے اُسمین اعضاء کے خولون اور مسامات مین نفوذ کر جانے کی قوت ہوا کرتی ہے اسی طرح اُڑایا ہوا پارہ بھی ہے کیونکہ پارہ کے اُڑانے مین یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ اُسکے اجزا چھوٹے چھوٹے ہو جائین اور اُڑانے کے بعد گو یہ اجزا پھر مجتمع ہو جاتے ہین لیکن بدن پر وارد ہوتے ہی آسانی سے بکھر بھی جاتے ہین اور بکھر جانے اور جدا ہو جانے کے بعد خوب اچھی طرح سے نفوذ کرتے ہین اسی لیے ان دونون پارون کے استعمال سے آنتون مین مروڑ اور پیچیدگی اور اسہال دموی عارض ہو جاتا ہے اور آنتون کا اتصال تفرق ہو جاتا ہے اور آنتون کے جرم مین پارہ گھس جاتا ہے اور چونکہ پارہ ثقیل اور بوجھل اور ارضی چیز ہے اسوجہ سے آنتون مین عرصہ تک باقی رہتا ہے اور اس ٹھہرنے مین آنتون اور معدہ اور جگر کا مزاج مجاورت کی وجہ سے اور نفوذ کر جانے کی وجہ سے بالکل فاسد ہو جاتا ہے اور اس سے ہضم خراب ہو جاتا ہے اور جگر فساد مزاج کی وجہ سے مائیت کو خون سے ممتاز نہین کر سکتا اور اسی وجہ سے پیشاب بھی کم آتا ہے اور استسقا لحمی عارض ہو جاتا ہے اور پارہ کا دھوان جو اُسمین سے اُٹھتا ہے وہ دماغ کو نہایت ہی مضر ہوتا ہے اور بینائی اور سماعت اور عقل کو زایل کر دیتا ہے

اور فالج اور رعشہ اور مرگی اور سکتہ پیدا کر دیتا ہے کیونکہ یہ دھوان باطن دماغ مین بہت ہی آسانی سے
نفوذ کر جاتا ہے غرضکہ پارہ کا کشتہ بہر حال قابل اجتناب ہے مترجم کہتا ہے ایک سیاح لکھنؤ مین تشریف
لائے تھے اُنکے پاس ہر قسم کے کشتے اُنھین کے ہاتھ کے پھونکے ہوے تیار تھے مین نے بھی اُنسے
ملاقات کی اُنسے ملکر یہ بات معلوم ہوئی کہ جب اُنکو دست آنے لگتے ہین وہ تھوڑا سا پارہ کا کشتہ کھا لیتے
ہین اور دست بند ہو جاتے ہین اور وہ اسکو اپنا بارہا کا تجربہ بتلاتے تھے مجکو یہ امر سنکر نہایت حیرت ہوئی
کہ یہ خلاف اثر کیسا حالانکہ لوگون کا تجربہ اور کتابی تصریحات سے اسکا مسہل ہونا معلوم ہوتا ہے
مین نے اُنپر اپنی حیرت کو پیش بھی کیا مگر وہ اسکو قابض ہی کہتے رہے واللہ اعلم اور زندہ پارہ کچھ
ایسا زیادہ مضر نہین ہوتا کیونکہ اسمین جرم اعضاء کے اندر نفوذ کرنے کی قوت نہین ہوتی بلکہ بجنسہ
نیچے سے نکل جاتا ہے) اور مرداسنگ (یہ قلعی کو جلا کر بنایا جاتا ہے اور اسکا فعل بھی قریب قریب
ہوتا ہے کیونکہ اس سے بھی گرانی اور بوجھ اور ارواح کا ضرر اُسی طرح ہوتا ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ
یہ بہ نسبت زندہ پارہ کے چھوٹے چھوٹے اجزاء پر آسانی سے منقسم ہو جاتا ہے اور اس سے وہی
باتین پیدا ہوتی ہین جو پارہ کے کشتہ سے ہوتی ہین یعنے پیشاب کا بند ہو جانا اور اعضاء کا ورم کر آنا
اور معدہ اور آنتون کا بوجھل ہو جانا وغیرہ) اور سفیدہ (یہ بھی قلعی جلا کر بنایا جاتا ہے لیکن اسمین مرداسنگ
سے بڑھکر احراق ہوتا ہے اسی سبب سے راکھ ہو جاتا ہے اور اسی سبب سے زیادہ غواص ہوا کرتا
ہے کیونکہ اسکے اجزاء بہت چھوٹے چھوٹے ہو جاتے ہین اور اس سے بھی وہی فسادات عارض
ہوتے ہین جو مرداسنگ سے) اور قلعی کا برادہ (کیونکہ یہ قلعی کے چھوٹے چھوٹے اجزاء ہین خوب نفوذ
کرتے ہین) اور شنگرف (اسکا بھی وہی اثر ہے جو پارہ کشتہ کا) اور سیسا (یہ ایک پتھر ہے اور اس کی دو
قسمین ہین ایک تو وہ جسکے ورق ورق سفید اور ایک ورق دوسرے پر جما ہوا ہوتا ہے اور دوسری
قسم باقی پتھرون کے مشابہ ہوتی ہے اور انھین دونون کے جلا ڈالنے سے سیسا حاصل ہوتا ہے اور
اس سے خناق عارض ہو جاتا ہے کیونکہ اسمین افراط کی یبوست کے ساتھ قبض ہوتا ہے) اور زنگار
(یہ تانبون کی کھانون مین پیدا ہوتی ہے اور کبھی تانبے یا لوہے سے سرکہ کے ساتھ بنائی جاتی
ہے اور یہ حاد اور لذاع اور مقطع نہایت قوت کے ساتھ ہوتی ہے) اور تراب ہالک یعنی سم الفار
یعنی سنکھیا (یہ ایک چیز ہے کہ چاندی کے دھوئین سے بنائی جاتی ہے اور اسکا وہی اثر ہے جو پارہ کے

کشتہ کا) اور لوہے کا برادہ اور اسکا میل (ان دونوں کا وہ اثر ہے جو لوہے کے بخار کا) اور ہڑتال
(اسکی بہت سی قسمیں ہیں اور یہ نہایت ہی گرم خشک ہے اور یہ چونکہ مفرق الاتصال ہے اس لیے
آنتوں میں درد اور قرحے پیدا کر دیتی ہے اور اسکے استعمال سے خون کے دست آنے لگتے ہیں)
اور نورہ یعنی چونہ (یعنی وہ چونہ جو پتھر جلا کر بنایا جاتا ہے اور اسکا اثر بھی وہی ہے جو ہڑتال کا) اور
پھٹکری (یہ کئی قسم کی ہوتی ہے اور سب کی سب قسمیں شدت سے خشکی کرتی ہیں اسیوجہ سے
اسکے پینے سے ایسی کھدالسی ہو جاتی ہے جو حد سل تک پہونچا دیتی ہے) اور سفید پھٹکری (یہ بھی
کئی قسم کی ہوتی ہے اور اسکا بھی وہی اثر ہے جو اور پھٹکریوں کا) ہے صابون کا پانی (اسکا اثر قریب
قریب چونہ کا سا ہے کیونکہ صابون چونہ اور سجی سے بنایا جاتا ہے) یہ تو معدنی زہر تھے
اور نباتی یہ ہیں مثلاً بیش (یہ کل نباتی زہروں سے بڑھ کر ردی ہوتا ہے اسمیں سے
نصف درم کی مقدار گھڑی بھر میں مار ڈالتی ہے) اور قرون السنبل (اس زہر میں بعید حرارت ہوتی ہے)
اور شیردار درختوں کے دودھ (یتوع ہر اس نبات کو کہتے ہیں جسمیں سے دودھ نکلے جو حاد ہو اور
دست آور ہو اور مقطع ہو اور نباتات میں شیردار سات مشہور ہیں ایک تو مدار دوسرے شبرم یہ نبات مسور
سے مشابہ ہے تیسری لاعیہ چوتھی اشنان کی لکڑی) پنجگا فرزبان پانچویں مازریون چھٹی قنطافلون ساتویں
ماہودانہ) اور سقمونیا اور مازریون اور کنیر اور بھلانوان (بعضے آدمی اکیلے اسکے پھل کو نچوڑتے ہیں اور
کچھ ضرر نہیں پاتے) اور دونوں کنگیاں (یعنی سفید اور کالی اور ان دونوں میں مخالفت فقط رنگ
کی نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت یہ دونوں مخالف ہیں اور باوجود اسکے دونوں کا ایک ہی نقطا فعال
کی مشابہت سے ہو گیا ہے اور یہ نہایت قی لانے والی چیز ہے) اور خانق النمر اور خانق الذئب
(یہ دونوں عفونت پیدا کر کے قتل کر ڈالتی ہیں اور ان دونوں کے لفظی معنے یہ ہیں گلا گھونٹ دینے والی
چیتے کی اور گلا گھونٹ دینے والی بھیڑیے کی اور شاید یہ تخصیص اسوجہ سے ہو کہ ان دونوں زہروں کو
چیتے اور بھیڑیے کے ہلاک کر ڈالنے میں ایک خاص اثر ہو جیسا کہ شرح میں آتا ہے واللہ اعلم)
اور چانول کے چھلکے اور زرد اور سیاہ تربد اور سیاہ غاریقون (انکا اثر بھی وہی ہے جو کنگنی کا) اور پرانے
مغز (کیونکہ پرانا ہو جانے کے بعد انکو ایک عفینہ حرارت عارض ہوتی ہے اور اس سے انکی دہنیت
کو ایک سمی اور زہریلی کیفیت عارض ہو جاتی ہے) اور افیون (یہ وہ چیز ہے جسکو مولف نے نباتی زہریلی

ٹھنڈی دواؤن کے بعد بیان کیا ہے اور یہ کالی خشخاش کا گوند ہے جو خشخاش کی ٹہنیان کو پچ کر
نکالا جاتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ درخت خشخاش کا عصارہ یعنی نچوڑا ہوا پانی ہے اور یہ اصلی حرارت
کو بجھا کر مار ڈالتی ہے) اور افربیون اور بھنگ اور دھتورا اور شوکران اور کھنبی اور فطر کہ یہ دونون ردی ہون
(فطر بھی کھنبی کی قسم مین سے ہے اور یہ دونون کالے اور سبز ہوتے ہین زہر دار کیڑون کے بلون
اور ردی مقامات مین اُگتے ہین) **یہ تو نباتی زہر تھے اور حیوانی زہر یہ ہین** ذراریح
(یہ ذروح کی جمع ہے اور ذروح ایک جانور مکھی سے بڑا ہوتا ہے اور سیاہ اور سفید رنگ کا سیاہی
مارتا ہوتا ہے اور یہ نہایت تیز ذائقہ اور حاد اور جلا دینے والا اور نہایت درجہ مدر ہوتا ہے اور اُسکے
اوپر نقطے بھی ہوتے ہین) اور دریائی خرگوش (یہ ایک صدفی جانور ہے اسکے خون مین نہایت شدت
کی حرارت ہوتی ہے بالخاصہ پھیپھڑے مین زخم ڈالدیتا ہے) اور چھپکلی اور باھمنی اور مینڈک اور
سانپ کا پتہ اور چیتے کا پتہ اور دریائی کتے کا پتہ (یہان پر پتہ سے مشہور عضو مراد نہین ہے بلکہ
پتہ سے اُسکا پانی مراد ہے کیونکہ یہ پانی جاندارون کی ساری رطوبتون سے بڑھکر احد اور احر ہوا کرتا
ہے اور جبکہ اُن جانورون کے زہر مین سمیت ہوتی ہے تو اُنکے فضلو نمین زیادہ کی سمیت ہوگی خصوصًا وہ فضلہ جو سب
فضلون سے بڑھکر حاد اور حار ہوتا ہے یعنی پتہ) اور پاڑھے کی دم کا سر (پاڑھا زہریلا جانور نہین ہے لیکن سانپ وغیرہ
زہریلے جانورون کو کھاجایا کرتا ہے اور طبیعت اُن ردی زہریلے فضلون کو جو اُسکی غذا مین ہوتے ہین اُسکی
دم کی طرف دفع کر دیتی ہے کیونکہ وہی بیکار اور ادنے درجہ کا عضو ہے) اور چوپایون کا پسینہ (کیونکہ
پسینہ اُن مائی فضلون سے پیدا ہوتا ہے جنمین صفراوی فضلے ملجاتے ہین اور اُنکو طبیعت بدن مین سے
دفع کر دیتی ہے لہذا یہ پسینہ ضرور ردی اور مضر ہوگا خصوصًا جبکہ اُس حیوان کا پسینہ ہو جو اعتدال سے
خارج ہے) اور گرگٹ کے انڈے (یہ جانور چھپکلی سے بڑا ہوتا ہے سورج کے سامنے منہ کیے
رہتا ہے اور اُسی کے ساتھ ساتھ پھرتا ہے اور سورج کی گرمی سے طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے
اور جبکہ خود گرگٹ زہر قاتل ہوتا ہے تو اُسکے فضلے اور اُسکی پیدایش کا مادہ بھی اُسکے مشابہ اور مناسب
ہوگا بلکہ اُس سے بڑھکر ردی اور زہریلا ہوگا اسی سبب سے اُسکے انڈے گھنٹہ بھر کے بعد زہر ہو جاتے
ہین اور اُسی وقت مار ڈالتے ہین) اور بگڑا ہوا دودھ (جبکہ اچھا دودھ جلدی سے فساد کو قبول کر لیتا
ہے تو بگڑے ہوئے دودھ مین کسقدر فساد کی استعداد ہوگی) اور جما ہوا خون (کیونکہ خون جب معدہ اور

مثانہ مین جمع ہوجاتا ہے تو اُسمین ایک زہریلی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ خون بھی بجھا کرتا ہے
جبکہ حرارت عزیزی بجھ جاتی ہے اور جب حرارت عزیزی بجھ جاتی ہے تو حرارت غریبہ غالب آجاتی
ہے اور یہ بات ایسی ہے جس سے خون مین ردی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور خلیج کا جما ہوا خون
تو اور بھی ردی اور خراب ہوتا ہے) اور ڈھکا ہوا گوشت (کیونکہ بھنا ہوا گوشت جب ڈھانک دیا جاتا ہے
تو اُسمین وہ ابخرے محتبس ہوجایا کرتے ہین جو منتشر ہوجاتے اور تحلیل ہوجایا کرتے ہین پھر
اُسمین عفونت اور ردی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ اُسکی حرارت ضعیف ہوجاتی ہے اور شوربا
ایک ترجسم ہے اسمین یہ کیفیت بہت جلد پیدا ہوجاتی ہے) **مین کہتا ہون** مؤلف نے
جو سمی زہرون مین پارہ کو گنایا ہے تو اُس سے زندہ پارہ مراد نہین ہے بلکہ پارہ کا کشتہ مراد ہے
کیونکہ زندہ پارہ بدن مین رہ نہین سکتا نکل جاتا ہے اسی لیے اُس سے بدن کو کوئی مضرت نہین پہونچتی
اور جصین سفیدے کو کہتے ہین اور یہ ایک پتھر ہے ورق دار سفید شفاف ہوتا ہے اور تراب ہالک
چاندی سونے کا دھوان ہے خراسان سے آتا ہے قاتل ہے اور قرون السنبل ایک نبات ہے
قتال قریب قریب بیس کے ہوتی ہے اور مازریون شیر دار درخت ہے اسکی دو قسمین ہین چھوٹا اور بڑا
اور دفلی ایک نبات ہے جسکی پتی بید کی سی ہوتی ہے لیکن اُسکا کانٹا بید کے کانٹے سے زیادہ
باریک ہوتا ہے اسکی دو قسمین ہین نہری اور جنگلی اور خانق النمر اور خانق الذئب یہ دونون گھانس کے
نام ہین جو چیتے اور بھیڑیے کو مار ڈالتی ہین اور خنزیر اور پلنگ کو بھی مار ڈالتی ہین اور بعض لوگ کہتے
ہین کہ کتے کو بھی مار ڈالتی ہین اور کہنہ اور پرانے مغزون سے اخروٹ اور فندق اور تخم خوبانی اور
پستہ وغیرہ مراد ہے اور لبوب زنخہ مین جو لفظ زنخہ ہے اُس سے مراد ہے بگڑجانے والے اور متغیر
ہوجانے والے کیونکہ جب کوئی چیز بگڑ جاتی ہے تو یون بولا کرتے ہین زنخ الشئے یعنی یہ چیز فساد کی
طرف متغیر ہوگئی اور کھنبی اور فطر کی صفت جو ردی ہین لکھی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ یہ دونون غیر ردی بھی
ہوتے ہین (لیکن یہان پر وہی مراد ہین جو ردی ہون) اور چھپکلی سے جنگلی چھپکلی مراد ہے (نہ وہ جو گھر
مین رہتی ہے کہ وہ زہر نہین ہے) اور حرذون بحاے مہملہ ایک جانور ہے جو گوہ کے مشابہ ہوتا
ہے یونانی لوگ اُسکو لسان منذر کہتے ہین اور مینڈک سے وہ مینڈک مراد ہے جو ٹیلون پر
رہتا ہے اور سبز ہوتا ہے یا وہ جو دریائی ہوتا ہے اور سرخ ہوتا ہے اور حربا وہ جانور ہے جو آفتاب کے

ہے

سامنے منھ کر کے بیٹھتا ہے اور جیسے جیسے وہ گھومتا جاتا ہے یہ بھی گھومتا جاتا ہے اور آفتاب کی گرمی سے طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے (یعنی گرگٹ) اور بگڑے ہوے دودھ سے وہ دودھ مراد ہے جو کھٹا ہو کر سڑ جائے اُسکے پینے سے گھومنی اور متلی اور مروڑ ہونے لگتا ہے اور اکثر ہیضہ ہو جاتا ہے اور وہ قطعی مہلک ہوتا ہے اور جمے ہوے خون سے یہ مراد ہے کہ بدن کے اندر جم جائے کیونکہ یہ زہر ہوتا ہے اگرچہ سمیت خارج بدن سے نہ حاصل کرے کیونکہ بدن مین جہان کہین بھی جم جائیگا اُسکے موافق ردی عوارض پیدا ہو جائینگے چاہے سینہ مین جمے چاہے معدہ مین چاہے آنتون مین چاہے مثانہ مین پس جب سینہ مین جم جاتا ہے تو رنگت جاتی رہتی ہے اور نبض چھوٹی پڑ جاتی ہے اور غشی کی نوبت ہو جاتی ہے اور جب معدہ مین جم جاتا ہے تو بدن ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور خناق اور غشی عارض ہو جاتی ہے اور جب مثانہ اور آنتون مین جم جاتا ہے تو اسی قسم کے اعراض اُسمین بھی پیدا ہو جاتے ہین اور شواء مغموم سے یہ مراد ہے کہ گوشت بھونا جائے اور بھونتے ہی بلا توقف کسی چیز سے اسکو ڈھانک دیا جائے اس سے اُسکی ہوا رک جاتی ہے اور زہر ہو جاتا ہے اور اُسکے کھانے سے پیٹ چلنے لگتا ہے اور قلق اور بیچینی عارض ہو جاتی ہے اور اکثر اوقات مہلک نیند عارض ہو جاتی ہے (اکثر گھرون مین اس قسم کی بے احتیاطیان کی جاتی ہین جسکی وجہ غالبًا ناواقفیت ہوتی ہے حالانکہ اسکا نتیجہ بُرا ہے) **مؤلف کہتا ہے** زہر کی تاثیر یا تو اسطرح ہوتی ہے کہ اُسکے پینے سے اعضاے باطنی جل جائین اور اُنمین سوزش پیدا ہو جائے جیسے افربیون (یعنی سینڈھ کا دودھ) اور یا یہ اثر ہوتا ہے کہ جما دے اور خدر پیدا کر دے جیسے افیون اور یا یہ اثر ہوتا ہے کہ سانس کے آنے جانے کے رستون کو بند کر دے جیسے مرداسنگ اور یا یہ اثر ہوتا ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دے جیسے زنگار اور یا یہ اثر ہوتا ہے کہ سڑا دے اور متعفن کر دے جیسے بیش اور وہ پتے جو مذکور ہوے اور یہ قسم (یعنی جسکا اثر سڑا دینا اور متعفن کر دینا ہو) سب سے بڑھکر ردی ہوتی ہے (کیونکہ یہ قسم روح کے مزاج کو ایسا فاسد کر دیتی ہے جسکے بعد وہ اصلاح کو قبول ہی نہین کرتا اِلّا نادرًا) **مین کہتا ہون** مؤلف نے جو قسمین بیان کی ہین یہ اُن زہرون کی ہین جو اپنی کیفیت سے اثر کرتے ہین اور جو زہر اپنے جوہر اور صورت نوعیہ سے قتل کرتے ہین وہ بہ نسبت ان اقسام کے بدن کو بہت زیادہ اذیت پہونچاتے ہین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی زہر ایسا ہو جو اپنی کیفیت اور اپنی خاصیت دونون سے اثر کرے

اور ضرر پہونچائے جیسے بیش ہے اور جو زہر اپنی کیفیت سے اثر کرتا ہے ممکن ہے کہ اُسکا اثر کچھ دیر ٹھہر کر
ہو (یعنی معاً اُسکے استعمال کرتے ہی اثر نہو جیسا کہ اُن زہرون مین ہوتا ہے جو بالخاصہ اثر کرتے ہین)
مؤلف کہتا ہے اور زہر کے پینے پر کئی طرح استدلال کیا جاتا ہے (یعنی اس بات پر کہ اس
شخص نے فلان زہر پیا ہے کئی طرح سے استدلال کیا جاتا ہے اول تو) منھ کی بو سے اور دوسرے
اُس چیز سے جو زہر پینے والے کی قے مین خارج ہو تیسرے اُن اعراض خاصہ سے جو ہر زہر کے لیے
لازم ہوتے ہین (کیونکہ ہر ایک زہر کے لیے خاص خاص اعراض ہوتے ہین جنسے اُس زہر پر
استدلال کیا جاتا ہے) **مین کہتا ہون** اس بات کی شناخت کہ اس شخص نے کون زہر پیا ہی
کئی طرح سے ہوتی ہے ایک تو منھ کی بدبو سے اسکی شناخت ہوتی ہے مثلاً اگر پینے والے کے منھ
(بلکہ سارے بدن) سے افیون کی بو آئیگی تو معلوم ہو جائیگا کہ اس شخص نے افیون پی ہے اور یہی حال
اور زہرون کا بھی ہے اور شناخت کا دوسرا طریقہ دیکھنا اور مشاہدہ کرنا ہے یعنی جو چیز قے مین نکلے
اُسکو دیکھکر یہ پہچانا جا سکتا ہے کہ اس شخص نے فلان زہر کا استعمال کیا ہے مثلاً یہ کہ قے مین مرداسنگ
نکلے یا جما ہوا خون نکلے تو معلوم ہوگا کہ اسنے مرداسنگ کھا لیا ہے اور قے کی بو سے بھی شناخت
ہو سکتی ہے اور شناخت کا تیسرا طریقہ وہ عوارض ہین جو ہر ہر زہر کو لازم ہوتے ہین مثلاً یہ کہ اگر لذع
اور قطع اور مروڑ کی سی کیفیت ہو تو یہ معلوم ہوگا کہ شنگرف یا پارہ کا کشتہ استعمال کیا ہے اور اگر غنودگی
اور خدر عارض ہو جائے یعنی ہاتھ پیرون مین سن بہری کی سی کیفیت پیدا ہو جائے تو معلوم ہوگا
کہ افیون وغیرہ کوئی مخدر چیز کھلا دی گئی ہے اور یہ تیسرا طریقہ اسپر موقوف ہے کہ جو زہر مذکور ہوے
ہین اُن سب کے آثار اور اعراض معلوم ہون جنکے بیان کرنیکی جگہ بڑی بڑی کتابین ہین اس شرح مین
وہ بیان نہین ہو سکتے (جسکو اُنپر اطلاع حاصل کرنا مد نظر ہو وہ بڑی بڑی کتابون کے دیکھنے کی
تکلیف گوارا کرے) **مؤلف کہتا ہے** جو زہر کھا لے اُسکی یہ تدبیر ہے
کہ (بدن مین زہر کے سرایت کرنے سے پہلے) بہت سے گرم پانی اور تلی کے تیل اور روغن زیتون
سے یا ڈھنگن کے بیجون سے گھی ڈال کر خوب قے کرائی جائے ڈھنگن کے بیج نہایت جالی اور جاذب
ہوتے ہین کہ زہر کو قے اور دستون کے ذریعہ سے بالکل نکال دیتے ہین اور گھی مین چونکہ ارخاء اور ازلاق
کی شان ہوتی ہے اس سے وہ اُنکے فعل پر مدد دیتا ہے اسکے علاوہ گھی دل مین زہر کو نفوذ نہین

ہونے دیتا) اور جہان تک ہوسکے قی کرائی جائے اور اسی طرح خوب کھانا کھلایا جائے امید تو
ہے کہ اگر اس سے زہر نہ نکلے گا تو اتنا تو ہوگا کہ اُسکی بلا اور فساد جاتا رہیگا اور وہ ترکیب جو قی
مین زہر کو نکال دیتی ہے یہ ہے کہ تریاق طین مختوم بدن مین زہر کے پھیلنے سے پہلے پلا دیجائے
(اس تریاق کا نسخہ شرح مین آتا ہے) اور جب انتہاء سے قی کر چکے تو خوب سا دودھ پیے
اور پھر قی کرے اور اگر زہر کی اذیت نیچے کو اترتی محسوس ہو (یعنے معدہ کے نیچے) تو عمل دینا
مناسب ہے (تاکہ دستون کے آجانے سے وہ اذیت جاتی رہے) اور بیمار کو رحت دیجائے
(کیونکہ حرکت زہر کی تحریک کرتی ہے اور اُسے سارے بدن مین پھیلاتی ہے) اور خوشبوئین
سونگھائی جائین اور خوشبودار کپڑے پہنائے جائین (دل کی تقویت کے لیے) اور چھینکین
لائی جائین (قوتون کے متنبہ کرنے کے لیے) اور اُسکے منھ مین اس قسم کی دوائین پھونکی جائین
جو چھینک لانیوالی ہون اور اُسکے بال اُکھاڑے جائین (تاکہ نیند نہ آئے کیونکہ سونے مین روحین
اور رطوبتین اندر کو چلی جاتی ہین اور زہر بھی اُنکے ساتھ ساتھ تمام بدن مین پھیل جاتا ہے اسکے علاوہ
سونے سے خارجی تدبیرین موقوف ہوجائینگی اور اتنی دیر مین کام تمام ہوجائیگا) پھر جبکہ معلوم
ہوجائے کہ فلان زہر کھایا گیا ہے تو بڑی بڑی کتابون مین اُسکی جو جو تدبیرین لکھی ہون اُنسے
علاج کیا جائے اور سب زہرون کا مشترک علاج یہ ہے کہ مفرح یاقوتی وغیرہ اور تریاق کبیر اور
طین مختوم اور طین مختوم کا تریاق اور تریاق اربعہ کا استعمال کرایا جائے (کیونکہ یہ سب بالخاصہ
زہر کا مقابلہ کرتی ہین اور اُسکو قلب تک نہین پہونچنے دیتین) اور ایک عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ہینگ
کے درخت کی شاخ اور پتی اور اُس کی جڑ ایک درہم لین اور درمنہ دو درہم لین اور انکو شہد مین خمیر
کرین اور سیب کے پانی مین ملاکر پلائین اور جنگلی نیولے کی آلایش نکال کر اور پوست کھینچکر اُس کے
کباب زہرون کے دفع کرنے مین عجیب اور قوی الاثر ہوتے ہین (خواہ زہر معدنی ہون یا
حیوانی ہون یا نباتی اور یہ اسلیے کہ نیولا خود بھی سانپ کا دشمن ہوتا ہے) **مین کہتا ہون**
جو شخص کوئی زہر کھالے تو جسوقت اُسکا احساس ہو پہلے اس سے کہ زہر تمام بدن مین پھیلے یہ کرنا
چاہیے کہ نیمگرم پانی اور تیل اور روغن زیتون خوب پلایا جائے اور جہان تک ہوسکے قی کرائی جائے
اور قی کرنے مین خوب مبالغہ سے کام لینا چاہیے اور پانی اور کھانا خوب تناول کیا جائے اگر اس تدبیر سے

قی مین زہر نکل جائے تو خیر اور اگر نہ نکلے تو اتنا ضرور ہوگا کہ زہر کا فساد اور اثر جاتا رہیگا غرضکہ متاقی کرانا
یا دست لانا نہایت ہی ضروری کام ہے اور اُشنگن کے بیجون اور گھی کا جو شاندہ قی اور دستون مین
زہر کو نکال دیتا ہے اور ہر حیثیت سے زہر کی قوی دوا تریاق طین مختوم ہے جن کا یہ نسخہ ہے۔
حب الغار اور طین مختوم دو دو مثقال ان دونون کو روغن زیتون مین خمیر کرکے گولیان بنالین مقدار
شربت ایک گولی آور اکثر لوگ یہ کہتے ہین کہ اگر اسی وقت مرغ کی بیٹ کھلا دیجائے تو زہر دفع
ہوجائیگا آور اگر قی کرنے سے سخت سوزش پیدا ہوجائے تو برف کا پانی اور روغن گل پلا کر قی
کرائی جائے اور سونے نہ دینا چاہیئے اب اگر یہ معلوم ہوجائے کہ فلان زہر کا استعمال کیا ہے
تو اُن دواؤن سے علاج کیا جائے جو بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین اور اگر یہ بات نہ معلوم ہو
کہ فلان زہر ہے بلکہ صرف اتنا معلوم ہو کہ فلان قسم کا زہر ہے تو زہرون کا جو مشترک علاج ہے
وہی کیا جائے مثلاً یہ کہ اگر یہ معلوم ہو کہ سوزش پیدا کرنیوالا زہر ہے تو کافور اور گلاب اور دھنیے وغیرہ سے
علاج کیا جائے اور اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی مخدر زہر ہے تو شراب خالص اور ہینگ اور لہسن وغیرہ سے
علاج کیا جائے اور اگر اتنا بھی نہ معلوم ہو کہ اسکی کیا نوع ہے تو وہی مشترک علاج کیا جائے جسکو
مؤلف نے لکھا ہے (یعنی تریاق وغیرہ کا استعمال کرایا جائے) کیونکہ یہ علاج زہر کی تمام انواع مین برابر
کیا جاسکتا ہے اور یہ اسلیئے کہ تریاق وغیرہ زہر کا معارضہ کرتی ہے اور اسکو قلب تک پہونچنے کی مہلت
نہین دیتی اور بعض لوگ کہتے ہین کہ تخم عرعر اس کام کے لیے عجیب چیز ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے
ومما هو جيد ان يوخذ انجدان واصله درهم یعنی اسکی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ہینگ کے درخت کی شاخ
اور جڑ ایک درہم لیجائے اس سے یہ مطلب نہین ہے کہ ایک درہم یہ لیجائے اور ایک درہم وہ بلکہ دونون
صرف ایک درہم لیجائین یعنی برابر برابر نصف درہم یہ اور نصف درہم وہ مؤلف کہتا ہے
ردی اور زہریلے جانورون سے بچنے اور انکو گھرون سے نکالنے
کی یہ تدبیر ہے کہ جو شخص خطمی کو (یا اسکی پتی کو یا اسکے بیجون کو تر ہو یا خشک) یا خبازی کے
عصارہ کو یا روغن زیتون کو بدن پر مل لیگا تو اسکے قریب زنبور یعنے بھڑ نہ آئیگی اور اگر کوئی شخص بھڑ کے
کاٹنے کے وقت اپنی زبان کو دانتون کے نیچے دبا لیگا تو بھڑ کے کاٹنے سے اسے کوئی اثر نہو گا
(مؤلف نے لکھا ہے کہ چند بھڑین مین نے اپنی مٹھی مین دبالی تھین اور اپنی زبان دانت کے تلے

دبائے ہوئے تھا پس وہ بھڑین میرے نہایت زور سے کاٹ رہی تھین کہ اُنکا ڈنک میری
اُنگلیون اور ہتھیلی تک مین گڑتا معلوم ہوتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھڑین ہتھیلی کے اندر گھسی
جاتی تھین یہان تک کہ اُنکے ڈنک ٹوٹ گئے اور میرے ہاتھون مین رہگئے مگر مجھپر اُن کے
زہر کا کوئی اثر نہوا) اور جو شخص لوف کی جڑ اپنے بدن پر مل لیگا اُسے سانپ نہ کاٹیگا (لوف
ایک قسم کی گھانس ہے اُسکو فیل گوش کہتے ہین اُسکی جڑ باریکی مین سانپ کی کیچلی کے مشابہ
ہوتی ہے) اسی طرح اگر خرگوش کا بھیجا سرکہ اور روغن زیتون کے ساتھ مل لیا جائے تب بھی سانپ
نہ کاٹیگا اسی طرح سلارش کی مالش روغن زیتون کے ساتھ اور اسی طرح وہ روغن زیتون جسمین
صنوبر کی تازہ کٹی ہوئی پتی بھگوئی گئی ہو یا سرو کا پھل یا فنجنکشت کی پتی یا ہینگ کے درخت
کی جڑ یا جنگلی گاجر کے بیج یا حب بلبسان یا بالون کی جڑ اور یہ سب روغن زیتون کے ساتھ
لگائے جائین اور جو شخص انھین اپنے بدن پر مل لیگا اُسکے پاس زہریلے جانور نہ آئینگے اور زہریلے
جانورون کو گھر سے بھگانے کی یہ تدبیر ہے کہ انار کی جڑ یا انار کی شاخون اور سوسن کی جڑ اور گینڈے
کے سینگون اور کھرون اور سُمون (کھر اور سُم مین یہ فرق ہے کہ کھر گائے اور بکری اور ہرن وغیرہ کے
ہوتے ہین اور سُم گھوڑے اور گدھے اور خچر وغیرہ کے ہوتے ہین اور اصل فرق یہ ہے کہ جن جانورون
کے پیرون کے کنارے الگ الگ ہون یعنی سامنے سے دوپارہ ہون اُنکے لیے کھر کا لفظ
بولتے ہین اور جنکے پیر آگے سے یکسان اور برابر ہون اُنکے لیے سم کا لفظ بولا جاتا ہے) اور پودینہ
اور ہینگ اور غار کی پتی اور غار کے بیجون اور کندل کی دھونی دیجائے اسی طرح فنجنکشت کی دھونی
دینا اور اُسکا بچھونا کرنا یہ بھی جانورون کو بھگا دیتا ہے اور اسی طرح صنوبر کی راکھ کی دھونی دینا خصوصًا
گندہ بیروزہ اور کلونجی کے ساتھ کہ اسکا بھی یہی اثر ہے اور اس کام کے لیے جو مرکبات استعمال
کیے جاتے ہین اُنھین بھی یہی مذکورہ ادویہ ہوتے ہین **مین کہتا ہون** چھوٹی زنبور سے مؤلف
نے ادنے درجہ کی بھڑ مراد لی ہے کیونکہ اُسکے کاٹنے سے وہ ضرر نہین ہوتا جو بڑی بھڑ کے
کاٹنے سے ہوتا ہے اور بڑی ہی بھڑ خراب اور زہریلی بھی ہوتی ہے اور بعضی بھڑ وہ ہوتی ہے جسکا
سر کالا ہوتا ہے اور اُسکا ڈنک بھی بہت تیز ہوتا ہے یہ قسم تو نہایت ہی بُری ہوتی ہے کہ اسکے کاٹنے
سے آدمی مرجاتا ہے اور لوف ایک شامی گھانس ہے اور اسی نام کے ساتھ مشہور ہے صیدنہ مین

اسی طرح لکھا ہے اور انار کی جڑ سے اُسکے درخت کی جڑ مراد ہے اور گھر گائے بکری ہرن وغیرہ کے
ہوتے ہین جیسے کہ سُم گدھے وغیرہ کے سیلے اور صنوبر کی راکھ سے اُسکے درخت کی راکھ مراد ہے
مؤلف کہتا ہے بعضے جانور بھی اس قسم کے ہین کہ اگر اُنکو گھر مین رکھا جائے تو حشرات الارض
بھاگ جاتے ہین جیسے لک لک اور مور اور سیاہی اور نیولا کیونکہ زہریلے کیڑے اُنسے ڈرکر بھاگ
جاتے ہین اور اگر کہین اُنکو مل جاتے ہین تو یہ اُنکو مار ڈالتے ہین اور یہی حال قازون اور مرغابیون
کا ہے کہ اُنسے بھی یہ جانور بھاگتے ہین اور اسی طرح ابابیلون سے بھی۔ اور یہ بھی سُنا ہے کہ چیتے
کی کھال کے قریب سانپ نہین پھٹکتا (لیکن شیخ بو علی سینا نے اس قول کی تکذیب کی ہے)
مین کہتا ہون یہ سب ظاہر ہے اسکی شرح کی ضرورت نہین ہے اور بیضائیات بیضائی کی
جمع ہے اور بیض اَبیَض کی جمع ہے اس سے قاز اور مرغابی وغیرہ مراد ہین کہ وہ سفید ہوتی ہین جیسے
کہ ایک قسم کے پرندون کو سودائیات کہتے ہین یہان بھی اُسی قسم کی نسبت ہے جیسی کہ بیضائیات
مین ہے **مؤلف کہتا ہے اُن دواؤن کا ذکر جنسے درندے ہلاک
ہوتے ہین** کالی کٹکی بھیڑیون اور کتون کو مار ڈالتی ہے اور خانق النمر سے چیتا مر جاتا ہے
اور خانق الذئب سے بھیڑیا اور کتا اور گیدڑ مر جاتا ہے اور کڑوے بادام سے لومڑی مر جاتی ہے
اور کنیر اور آناد درخت کی پتی سے چوپائے مر جاتے ہین اور سُنا ہے کہ روغن گل سے بلی بھاگتی
ہے مگر مین نے اسکی آزمائش نہین کی (مترجم کہتا ہے کہ مین نے روغن گل بلی کے سامنے رکھا
مگر وہ اپنی جگہ بدستور بیٹھی رہی یا تو وہ روغن گل خراب تھا یا بلی خراب تھی یا یہ قول غلط ہے)
مین کہتا ہون شیخ نے لکھا ہے کہ یہ سب احکام مشہور و معروف ہین مین کہتا ہون کہ ان
احکام مین سے کسی کی صحت کا حکم لگانا اسپر موقوف ہے کہ اسکا تجربہ کیا جائے اور دو چار بار دیکھا جائے
اور تجربہ کی یہ حالت ہے کہ اسکا بہت ہی کم اتفاق پڑتا ہے علاوہ اسکے یہ بحث ہے بھی کچھ فضول
سی اسلیے ہم کیون اسمین اپنا وقت ضائع کرین اور کتاب کو طول دین **مؤلف کہتا ہے
سانپون کے ہنکانے کی ترکیب** گندھک اور نوشادر سرکہ کے ساتھ سانپون کو
بھگا دیتے ہین (یہان تک کہ اگر ان دونون کو پانی مین ملا کر کسی مقام پر چھڑک دیا جائے تو اُس مقام
کے قریب تک سانپ نہ آئے) اور رائی سانپ کو مار ڈالتی ہے اور جبکہ رائی سانپ کی بانبی مین

ڈالدی جاتی ہے تو وہ بانبی چھوڑکر بھاگ جاتا ہے **بچھو بھگانے کی ترکیب** پھانکین
کی ہوئی مولی یا مولی کا پانی یا مولی کے پتے اگر بچھو کو چھوا دیے جائین تو وہ مرجائے (رازی
نے لکھا ہے کہ میرے ایک دوست نے مولی کے پتون کا پانی ایک بچھو پر نچوڑدیا تو وہ وہین
ٹھہر گیا اور ۵ امنٹ مین وہین پھول کر مرگیا) اور جنگلی تلسی کی پتی اور روزہ دار کا آب دہن (خصوصًا
جبکہ روزہ دار گرم مزاج ہو) اگر سانپ یا بچھو کے مُنھ مین ڈالدیا جائے تو وہ مرجائے اور اگر مولی کا ٹکڑا
سانپ یا بچھو کے بلون پر رکھدیا جائے تو وہ سوراخ کے اندر سے نہین نکلتے اور بچھوؤن کی دھونی بچھوؤن
کو بھگا دیتی ہے اسی طرح شنجرف کی دھونی بھی بچھوؤن کو دفع کردیتی ہے **پسوؤن کو بھگانے
کی ترکیب** اگر گھر مین اندراین کے جوشاندے یا خیساندے کا چھڑکاؤ کردیا جائے تو پسو
مرجاتے ہین یا بھاگ جاتے ہین اسی طرح جونکون کا جوشاندہ اور خرنوب نبطی کا جوشاندہ اگر کسی گھر پر
چھڑک دیا جائے تو پسو بھاگ جاینگے اور اگر کسی گڑھے مین بکرے کا خون ڈالدیا جائے تو سارے
گھر کے پسو وہین اکٹھا ہوجائین گے اسی طرح اُس لکڑی پر بھی جمع ہوجاتے ہین جسمین ساہی کی
چربی لگی ہوتی ہے اور گندھک اور کنیر کی بو سے بھی پسو بھاگ جاتے ہین اور حشیشۃ البراغیث اگر
بچھونے پر رکھلی جائے تو وہ مبہوت ہوجاتے ہین اور اُنکے ہاتھ پاؤن سُن ہوجاتے ہین یہانتک
کہ مرجاتے ہین (حشیشۃ البراغیث ایک گھانس ہے دو قسم کے اقسام مین سے اسکے بیج نمبون
کے برابر ہوتے ہین اور باریک اور تیز مزہ بیت المقدس اور اُسکے اطراف مین یہ نبات اسی نام سے
مشہور ہے وہان کے لوگ اسکے بیج لیکر اور روغن زیتون سے چکنا کرکے اپنے بچھونون پر سوتے
وقت ڈال لیا کرتے ہین پس یہ بیج اپنی بو سے پسوؤن مین خدر پیدا کردیتے ہین اور اُنھین اتنی طاقت
نہین رہتی کہ کاٹ سکین) **چھوٹے بڑے مچھرون کے دفع کرنے کی تدبیر** اگر
صنوبر کی لکڑی یا قلقدیس (یعنی پھٹکری کی پتی) یا کلونجی کی دھونی کیجائے تو مچھر بھاگ جاتے
ہین اور اگر ان سب کی دھونی کیجائے تو اور بھی اچھا ہے یا خشک ادھیرے یا گندگ یا گائے کے
گوبر یا کانے دانے یا سرو کی پتی یا اُسکے پھل کی دھونی کیجائے اور انھین چیزون کے جوشاندے
سے گھر مین چھڑکاؤ کرنا یا مصری باقلا کے جوشاندے سے یا ستادر کے جوشاندے سے یا فنتین
کے جوشاندے سے چھڑکاؤ کرنا بھی انکو بھگا دیتا ہے **نیولے کو بھگانے کی ترکیب**

تتلی کی بونیوے کو بھگا دیتی ہے **چوہون کے بھگانے کی ترکیب اور اُن کے مارنے کی تدبیر** چوہون کو مرداسنگ اور کنگنی اور بھنگ اور کرم کلے کی جڑ اور کندری مار ڈالتی ہے (اس تدبیر سے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز لیکر اور آٹے مین ملاکر گولیان بنالی جائین اور گھر مین مختلف جگہ ڈال دی جائین اور یہی اثر سنکھیا اور بغیر بجھے ہوے چونہ کا بھی ہے) جب چوہے ان گولیون کو کھا لیتے ہین تو اُسکا یہ علاج کرتے ہین کہ پانی مین تیرتے ہین اگر پانی نہ ملے تو مرجاتے ہین اور یہی حال تراب ہالک اور خبث الحدید کا بھی ہے اور اگر نر چوہے کی کھال کھینچ لیجائے یا اُسکی دُم کاٹ لیجائے یا اُسے خصی کرڈالا جائے یا ڈوری مین باندھ رکھا جائے تو سارے گھر کے چوہے بھاگ جاتے ہین مگر ان سب تدبیرون مین کھال کھینچنے کی تدبیر بہت اچھی اور پر اثر ہے (کیونکہ ڈرانے اور خوف دلانے مین یہ تدبیر سب تدبیرون سے بڑھکر ہے) **چیونٹیون کے بھگانے کی تدبیر** خود چیونٹیون کی دھونی سے چیونٹیان بھاگ جاتی ہین اور مقناطیس اور گاے کے پتے اور زفت اور ہینگ سے بھی بھاگ جاتی ہین (اگر رسی پر ہینگ ملکر مکان کے گرد وہ رسی گھیر دی جائے تو اُس مکان کے پاس تک چیونٹیان نہ آئینگی) اور قطران نامے روغن اگر ان کے سوراخون مین ڈال دیا جائے تو بھاگ جاتی ہین **مکھیون کے بھگانے کی ترکیب** زرد ہرتال انکو مار ڈالتی ہے خواہ صرف ہرتال جوش دی جائے یا دودھ کے ساتھ اور جہان جہان اسکا دھوان پہونچیگا مکھیان مرجاینگی اور کندر کا دھوان بھی یہی حکم رکھتا ہے اور کالی کٹکی کا جوشاندہ بھی اُنکو بھگا دیتا ہے **بھڑون کے بھگانے کی تدبیر** کرم کلے اور لہسن کے دھوئین سے بھڑین بھاگ جاتی ہین **گبریلے کیڑون کے بھگانے کی تدبیر** خیار اور اُسکی پتی کے دھوئین سے یہ کیڑے بھاگ جاتے ہین **دیمک کے بھگانے کی تدبیر** جس گھر مین ہُدہُد ہوتا ہے وہان دیمک نہین رہتی اور اسکے اعضا اور اسکے پرون کی دھونی بھی دیمک کو بھگا دیتی ہے **کپڑے وغیرہ کے کیڑون کے بھگانے کی تدبیر** ستاور اور پودینہ اور کھٹے کے چھلکے اور ہری اندراین کے پانی سے یہ کیڑے کپڑون مین نہین رہتے **چھپکلی اور گرگٹ کے بھگانے کی تدبیر** جس گھر مین زعفران ہوگی وہان یہ جانور نہ رہیگا (اور **کھٹملون کے بھگانے کی یہ تدبیر ہے** کہ آگ کے درخت کے پھل لیکر چارپائی مین

مختلف جگہ گھڑس دیے جائین ایک کھٹمل سارے گھر مین نہ باقی رہیگا یہ مجرب ترکیب ہے اور کھٹملون
کے مارنے کی یہ تدبیر ہے کہ مٹی کا تیل چارپائی کی چولون مین چھوڑ دیا جائے اُسی وقت مر جاینگے
مگر اس اخیر تدبیر مین تھوڑا سا یہ نقصان ہے کہ اُٹھنے بیٹھنے مین چارپائی چرچر بولنے لگیگی اتنا ضرور
ہے کہ جسوقت تک اُس تیل کا اثر چارپائی مین رہیگا وہان کھٹمل بالکل نہ آئینگے اور اکثر لوگ چولون
مین گرم پانی اور صابون بھی چھوڑتے ہین مگر اس سے بالکل استیصال نہین ہوتا) مین کہتا ہون
یہ جتنے احکام مؤلف نے لکھے ہین سب تجربون سے ثابت ہوے ہین اب اگر کوئی اسکی وجہ
پوچھنا چاہے تو یہ غیر ممکن بات ہے اسی لیے اس بابت بات کو طول دینا بھی لاحاصل ہے (جو شخص
ان احکام پر مطلع ہونا چاہے وہ تجربہ کرے اگر اُسکے تجربہ مین ایسا ہی آئے تو ان احکام کو صحیح سمجھ لے
ورنہ دور مارے اور خواہ مخواہ مؤلف کو اسکا دعوی نہین کہ یہ جو کچھ ہمنے لکھا ہے سب حدیث و قرآن ہی)
اور یہ جو مؤلف نے لکھا ہے ودم التیس اذا جعل فی حفرۃ اوت الیھا البراغیث یعنی اگر بکرے کا خون
کسی گڑھے مین ڈالدیا جائے تو سب پسّو وہین اکھٹا ہو جاینگے تو اس قول مین جو لفظ اوت ہے
اُسکے معنی اجتمعت کے ہین یعنی جمع ہو کر آجاینگے اور اُتر آینگے اس گڑھے کی طرف سب پسّو
اور حشیشۃ البراغیث منجملہ نباتات کے ایک نبات ہے اور یہ جو مؤلف نے کہا ہے یقتلھا
الزرنیخ وحدہ او باللبن یعنی مار ڈالتی ہے مکھیون کو ہرتال صرف یعنی بغیر دودھ کے یا دودھ مین جوش
دی گئی ہوئی ہرتال (تو وحدہ سے بقرینہ باللبن بلا لبن مراد ہے) **مؤلف کہتا ہے**
سانپون کی قسمین اپنے زہر کے قوی اور ضعیف ہونے کے موافق سانپ کی تین قسمین
ہین ایک تو وہ جسمین نہایت ہی قوی زہر ہوتا ہے کہ کاٹنے کے بعد تین ساعت سے زیادہ کی
مہلت نہین دیتا اس سانپ کے کاٹے کا کوئی علاج نہین سوا اسکے کہ اوپر اس کے اعضاء
تک زہر پھیلنے سے پہلے اُس عضو مسموم کو فورًا کاٹ ڈالا جائے اور بسا اوقات عضو کے کاٹ
دینے سے بھی کچھ نفع نہین ہوتا جیسا کہ مکللہ سانپ کے کاٹے کا اثر ہے (کہ کاٹتے ہی کام تمام کر دیتا
ہے) اور اسکو مکللہ اسلیے کہتے ہین کہ اسکے سر پر تاج کی طرح چوٹی ہوتی ہے (اسکے سر پر بالون کے
تین گچھے ہوتے ہین) اور بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ گنجا ہوتا ہے (کہ حدت اور حرارت کی وجہ سے
اسکے سر کے بال اڑ جاتے ہین) اور یہ نہایت ہی بُرا سانپ ہے جس چیز پر ہو کر گذر جاتا ہے جل جاتی ہے

اور اسکی بانبی کے گرد کوئی گھانس نہین اُگتی اور اگر اسکے سوراخ کے سامنے سے ہوکر کوئی پرند اڑ جاتا
ہے فوراً گر کر مر جاتا ہے اور اگر کسی جانور کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہان پر وہ سانپ ہے تو پھر وہ
جانور اُس جگہ نہین ٹھہرتا بھاگ جاتا ہے اور اگر اسکو اسکی حس نہ ہوئی تو اُسکے نزدیک ہوتے ہی
تمام ہاتھ پانون سن ہو جاتے ہین اور پھر وہان سے ہلنے نہین پاتا مر جاتا ہے اور یہ سانپ پانچ
آواز سے تیر کی پرتاب بھر تک مار ڈالتا ہے (یعنی اتنی مسافت تک جہان تک کمان سے
چھوٹ کر تیر جاتا ہے) اور اس شخص پر اسکی نظر پڑتی ہے اگرچہ دور ہی سے پڑے فوراً مر جاتا ہے
اور جب کسی کو کاٹ کھاتا ہے اسکا بدن گھل جاتا ہے اور پھول اُٹھتا ہے اور اُسکے بدن سے
پیپ بہنے لگتی ہے اور اسی وقت مر جاتا ہے اور جو جانور اسکے پاس ہوکر نکل جاتا ہے مر جاتا ہے
اور ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ وہان ہوکر کوئی شخص گذرے اور بچ جائے چنانچہ ایک سوار نے
اس سانپ کے اپنی برچھی چھوا دی تھی تو وہ سوار اور اُسکا گھوڑا دونون فوراً مر گئے (سوار برچھی
کے اثر سے اور گھوڑا سوار کے اثر سے) اس سانپ نے ایک گھوڑے کے ہونٹ مین کاٹ لیا
تھا وہ گھوڑا اور سوار دونون مر گئے اس قسم کا سانپ بلاد ترک مین بکثرت ہے اور سانپون کی دوسری
قسم وہ ہے جسمین شمار کے قابل زہر نہین ہوتا اسکا اتنا ضرر ہوتا ہے کہ زخم ڈال دیتا ہے جیسے تنین
وغیرہ بڑے بڑے سانپ ہوتے ہین (جنکی لمبان تین ہاتھ اور پانچ ہاتھ تک اور اس سے زیادہ
تک ہوتی ہے) اس قسم کے سانپ کے کاٹنے سے جو زخم پڑ جاتا ہے صرف اُسی کا علاج کیا جاتا ہے
اور اسمین درد اور ٹیس بھی اُسی قسم کی ہوتی ہے جیسی زخم مین ہوتی ہے اور سانپون کی تیسری قسم وہ
ہے جسمین متوسط درجہ کا زہر ہوتا ہے (یعنی نہ اتنا جتنا کہ پہلی قسم مین کم جیسا کہ دوسری قسم مین)
اور یہ تیسری قسم مختلف الحال ہوتی ہے انہین سے بعضے سانپ تو ایسے ہوتے ہین جو سات گھڑی
مین مار ڈالتے ہین (بعض نسخون مین بجائے سات گھڑی کے نو گھڑی ہین اور بعض نسخون مین سات
دن ہین اور یہی نسخہ ٹھیک معلوم ہوتا ہے) اور بعضے کم زہر کے ہوتے ہین اُسکے کاٹنے کے بعد ایسا
بھی ہوتا ہے کہ آدمی زندہ رہے اور نہ مرے (سانپون کے متعلق تفصیلی حالات جسقدر تریاق مسموم
مین دیکھنے مین آئے اسقدر اور کسی کتاب مین نہین مل سکتے اسی ضرورت سے اگر کچھ اسمین سے نقل
کر دیا جائے تو فائدہ سے خالی نہوگا (اگرچہ سانپ ایک موذی جانور ہے مگر اطبا کے نزدیک

اس سے بہت فائدے متصور ہین چنانچہ صاحب عجائب المخلوقات بحوالۂ شیخ سرگرم خبر ہین کہ پوست افعی
کی خاک داء الثعلب کو نافع ہے اور اسکا پوست یا صرف سر اگر حاملہ عورت باندھ لے تو اسقاط حمل سے
محفوظ رہے اور وقت وضع وضع بآسانی ہو اور اگر دو ٹکڑے کر کے سانپ کے کاٹے ہوے کے زخم پر
رکھدین درد جاتا رہے اور اسکا گوشت مقوی ہے اور حافظ حواس و جوانی اور جذام اور داء الثعلب کو نفع
بخشتا ہے اور اسکی چربی دافع بواسیر ہے اور اگر اسکی چربی کو سرکہ مین پکا کر منھ مین رکھین دانتون کے
درد کے لیے اکسیر ہے اور اگر پوست پتلی مین جلا کر لگائین تو درد چشم کو فائدہ پہونچائے اور سبزی چشم
سیاہی سے بدل جائے اور اگر اسکا فلس کھائے ایک سال آنکھون مین درد ہونے پائے اور اگر
دو کھائے دو برس درد نہو اور اگر اسکا جسم جلا کر خاک کو آنکھون مین لگائین مرض سبل کا نشان نہ رہے
بلکہ آب نزلہ بھی جاتا رہے اور حکیم بلیناس کہتا ہے کہ اسکا شوربا مقوی بصر ہے اور اسکا انڈا برص
کے واسطے نافع تر اور اگر افعی کا خون آنکھ مین لگائین تو روشنی بڑھ جائے اور شبکوری جاتی رہے اور اگر
بال اکھاڑ کر کوئی اسکی چربی لگائے تو پھر بال نہ پیدا ہون اور اسکا دل خشک کیا ہوا صاحب تپ ربع
کو مفید ہے اور بقراط کے نزدیک اسکا گوشت بعض صعب امراض کو نفع دیتا ہے اور اس کے
استعمال سے بڑھاپا دیر مین آتا ہے اور مرض استسقاء کے لیے بہت مفید ہے اور بلیناس کہتا ہے
کہ جذام اور تاریکی چشم اور سانپ کے کاٹے کو مفید ہے اور محرک شہوت جماع ہے اور اسکو روغن زیتون
مین پکا کر لگائین تو بال نہ پیدا ہون اور پتہ اور سر زہر قاتل ہوگا اسی طرح اس سے اور بھی فوائد ہین
چنانچہ کمال الدین دمیری لکھتا ہے کہ اگر زندہ سانپ کا دانت اکھاڑ کر صاحب تپ کے بازو یا
گلے مین باندھدین تپ جاتی رہے اور دانتون کے درد کو فائدہ ہو اور اگر جلا کر روغن کنجد مین ملا کر
جس ڈاڑھ مین کیڑا ہو اسپر رکھین فوراً شفا حاصل ہو اور اگر اسکا سر دانتون سمیت بیکر داء الثعلب والیکے
سر مین باندھدین اسی وقت بال نکل آئین اور یحیی بن ماسویہ کہتے ہین کہ اگر سانپ کی کینچلی کے ساتھ
پوست بیخ کبر اور زراوند طویل اور بلادر مساوی الاجزاء ملا کر صاحب بواسیر کو بخور دین فائدہ بخشے
اور بعضے کہتے ہین کہ صرف کینچلی اور مقل ازرق کا دھوان کافی ہے اور سانپ کے انڈے بورق
سرکہ مین ملے ہوے بصورت طلا صاحب برص کو بہت فائدہ بخشتے ہین اور اگر کینچلی کو تین چھوارون
مین گوندھ کر صاحب تاٹیل کو کھلائین تو شفا ہو اور اسکا دل اگر صاحب تپ ربع کے بازو پر باندھدین

تو تپ دفع ہو اور جب گوشت سانپ کا پانی اور نمک اور سوے اور روغن زیتون مین میٹھی آنچ پر
پکا کر یعنے گلا لین اور گندنے کے ساتھ کھائین تو مواد غلیظ کو جلد سے دفع کر دیتا ہے اور
مجذوم کے واسطے مجرب ہے چنانچہ بعد کھانے کے چندروز مین بدن سے چھلکے اُتار کر صاف
کر دیتا ہے اور بہت کھانے سے مچھلی کی طرح پوست جدا ہونے لگتا ہے اور اسکا گوشت پختہ
جسطرح تریاق کے لیے پکاتے ہین دفع سم مشروبہ اور ملذوعہ اور ضعف بصر اور درد عصب اور خنازیر
اور حفظ جوانی اور تقویت روح حیوانی و نفسانی و خوبی ذہن و فکر و لقوہ و رعشہ و امراض باردۂ عصبانی
و حفظ صحت کے لیے بہت موثر ہے بشرطیکہ سال بھر مین ایک مرتبہ کھائین کیونکہ اسکی کثرت سے
خلط جل جاتے ہین اور بہت نقصان ظاہر ہو جاتے ہین اور بعد تقویت بدن کے گوشت
کے پیدا ہونے کی محافظت کرین اور اعضاے خارجہ کو مرہم اور موم روغن اور مسکہ کی مالش
سے مدد پہونچائین اور ماء اللحم پلائین اور گوشت لطیف کھلائین اور تازہ دودھ اور آب فواکہ
و نخود وقت جوش کے اگر اُسمین ڈال دیے جائین تو تاثیر مین قرصون کے قریب ہونگے اور
نمک فعل مین ضعیف تر اور ضماد سانپ کے کچے گوشت کٹے ہوے کا سانپ کے کاٹے
کو نہایت نافع ہے اسی طرح اسکا پیٹ چاک کر کے گرما گرم زخم پر لگانا بھی ہے اور کہتے ہین
کہ اگر سات ہفتے سرخ ریشم کے تاگے سے گلا گھونٹ کر مارین اور ہر دفعہ گرہ لگاتے جائین
اور صاحب خناق کے گلے مین بندھوائین تو خناق زائل ہو جائے اور اسکے خون کا اکتحال
رشتگی اور منع نزلات کے واسطے نافع ہے اور اسکا پتہ اخلاط اور اعضا کو فوراً گھلا دیتا ہے
اور حرارت غریزی اور ارواح کو تباہ کرتا ہے اسلیے اسکا استعمال ہر طرح ناجائز رکھا گیا
ہے اور اسکا پوست امراض سینہ اور استسقاء اور یرقان اور نزلات اور ادرار بول اور تفتیت حصاۃ اور
امراض مقعد کو جسطرح استعمال کرین مفید ہے اور اسکا بخور دفع ہوام کے واسطے مجرب ہے اور صاحب خناق
کو اسکا گوشت جلا کر کھلائین اور جلانے کا طریقہ یہ ہے کہ نمک اور سویا اور انجیر ایک رطل اور نیم اوقیہ
پیسکر اُسپر چھڑکین اور نو اوقیہ شہد اُسپر ڈال کر منھ بند کر کے تنور یا حمام مین جلائین جب کوئلے کیطرح
جلکر سیاہ ہو جائے تو نرم نرم پیسکر شیشہ یا چینی کے برتن مین اُٹھا رکھین اور ضرورت کے وقت
کام مین لائین اور کبھی خوشبو اور ذائقہ کے لیے اسمین سنبل الطیب اور ساذج ہندی بھی نرم پیسکر

ملا دیتے ہین) **مین کہتا ہون** جن حکیمون کو سانپون اور اُنکی طبیعتون کی تحقیق اور تنقیح سے
زیادہ دلچسپی تھی اُنھون نے اُنکے زہر کی کمی بیشی کے اعتبار سے تین قسمین کی ہین پہلی قسم کے
سانپ تو وہ ہین جنمین نہایت حدت اور سخت زہر ہوتا ہے کہ اپنے کاٹنے کے بعد تین گھڑی سے
زیادہ کی مہلت نہین دیتے اور انکے کاٹے کا کوئی علاج نہین اگر کچھ نفع ہوتا ہے تو اس سے کہ
اُس عضو کو اُسی وقت یا تو کاٹ ڈالا جائے اور یا ایسا سخت داغ دیا جائے جسکی آگ اندر گھس جائے
اور زہر کو جلا ڈالے اور مجاری کو تنگ کر دے اس قسم کا داغ دینا بھی عضو کے کاٹنے ہی کے قائم مقام
ہے اور اس قسم کے سانپ بہت ہوتے ہین چنانچہ اسی قسم کا ایک سانپ ظفارہ ہے جو اکثر کاٹتا
ہے اور جو کوئی سامنے ہو کر گذرتا ہے اُسپر جست کر کے آتا ہے اور اسی طرح کا ایک سانپ ساسہ
ہے یہ سانپ ریتی مین گھس جاتا ہے اور جسطرح مچھلی پانی مین تیرتی ہے یہ ریتی مین تیرتا ہے اور
اور اسی قسم کا ایک سانپ وہ بھی ہے جسکے زہر سے کوئی علاج نفع نہین دے سکتا مثلاً جیسے
مکللہ نامے سانپ ہے اور اسکو مکللہ اسلیے کہتے ہین کہ اسکے سر پر تاج ہوتا ہے اور بعض لوگ کہتے
کہ یہ وہی سانپ ہے جسکا نام صل ہے جسکا طول دو یا تین بالشت ہوتا ہے اور اسکا پھن نہایت باریک
ہوتا ہے اور آنکھین سُرخ ہوتی ہین اور اسکا رنگ سیاہ زردی مائل ہوتا ہے یہ نہایت ہی خبیث
سانپ ہے کہ جس گھانس پر گذرتا ہے اُسکو جلا دیتا ہے اور اسکی بانبی کے گرد کوئی گھانس نہین
اُگتی اگر اسکے سوراخ کے محاذی کوئی پرند آجاتا ہے تو فوراً گر جاتا ہے اور جس جانور کو اسکا کہین
ہونا معلوم ہو جاتا ہے تو وہ وہان نہین ٹھہرتا بھاگ جاتا ہے جو جانور اسکے پاس ہو کر گذرے
سُن ہو جاتا ہے اور پھر وہان سے نہین ہل سکتا وہین مر جاتا ہے اور اسکی پھنکار سے ایک تیر کے
فاصلہ کا جاندار مر جاتا ہے اور جسپر اسکی نگاہ پڑ جاتی ہے مر جاتا ہے اور جسکو یہ کاٹ لیتا ہے
اس کا بدن پگھل جاتا ہے اور پھول جاتا ہے اور پیپ ہو کر بہہ جاتا ہے یا یہ کہ
اُسی وقت مر جاتا ہے اور پھر اس مردار کے قریب جو جانور آتا ہے مر جاتا ہے اور ایسا بہت ہی
کم ہوتا ہے کہ کوئی اُسطرف ہو کر گذرے جہان یہ سانپ ہو اور پھر زندہ رہے اور یہ بواسطہ نیزے کی
اسی طرح مار ڈالتا ہے جیسا کہ مولف نے سوار اور نیزہ کا قصہ لکھا ہے اور جنجنہ گھوڑے کے ہونٹ
کو کہتے ہین اور اس سانپ کے کاٹنے کی یہ علامت ہے کہ جس مقام پر اس قسم کے سانپ مونتے ہین

وہان پر بلا کسی ظاہری سبب کے آدمی بیٹھے بیٹھے اچانک مرجائے اور دوسری قسم کے وہ سانپ
ہوتے ہین جنمین کچھ قابل شمار زہر نہین ہوتا اور اُنکے کاٹے کا صرف یہی ضرر ہوتا ہے کہ جہان یہ
کاٹتے ہین وہان زخم پڑ جاتا ہے اور وہان پر درد بھی ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ زخم مین ہوتا ہے اور
اسکا علاج (وہ نہین ہے جو زہرون کا کیا جاتا ہے) جو زخمون کا علاج ہوتا ہے جیسے تنین ہے
(یہ بڑا سانپ ہے اسکی کنیت ابو مرداس ہے بجلی نیزہ کی نوک سے زیادہ تیز بدن موٹا قد کھجور کے
درخت کی برابر آنکھین سُرخ بڑا منہ بڑا پیٹ جانورون کو زندہ نگل جاتا ہے ہر جانور اُس سے خوف
کھاتا ہے جسوقت چارپایہ وغیرہ کو کھانے لگتا ہے اور جنگل کو خالی کرنا چاہتا ہے تو خدا کی طرف سے
اُسکے دل مین یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ دریا کی طرف چلا جاتا ہے یہان قد وقامت اور بڑھ جاتا
ہے چنانچہ بعضے کہتے ہین کہ ہمنے قریب دو فرسخ کے بڑا اژدہا دیکھا ہے جسکا رنگ چیتے کا
سا تھا اور بدن فلس دار مچھلی کی طرح کا اور کبھی دو بازو مچھلی کی طرح کے اور سر مانند انسان کے
اور لمبے کان اور گول آنکھین دیکھین نہایت سیاہ ہوتا ہے بجلی اُسپر نہین پڑتی اور جب اُسکی دم کسی
درخت پر پڑ جاتی ہے گر جاتا ہے اور جسوقت کسی درخت پر لپیٹ جاتا ہے اُسکو جلا دیتا ہے) اور
اسی طرح کے جو بڑے بڑے سانپ ہین کیونکہ سانپ کا زہر نہایت تیز گرم ہوتا ہے لیکن جسقدر بڑا
ہوتا جاتا ہے اسی قدر اُسکی سمی کیفیت گھٹتی جاتی ہے اور جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ سانپ
کا زہر سرد ہوتا ہے وہ اپنے خیال مین غلطی پر ہے اور یہ جو سانپ کے کاٹنے سے سردی معلوم
ہونے لگتی ہے اور بدن سرد ہو جاتا ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ زہر اپنی مضادت سے حرارت عزیزی
کو فنا کر دیتا ہے کیونکہ حرارت عزیزیہ ہی سے بدن کی گرمی ہے وہی تمام بدن مین پھیلی رہتی ہے
اور وہی اُسکو گرم رکھتی ہے اور جسوقت حرارت عزیزیہ نہو اور قلب مین آگ کے سے شعلے بلند
ہوتے ہین تو اُسوقت یہ ضرور نہین کہ ہاتھ پانون گرم ہون اگر کوئی یہ شبہہ کرے کہ سانپ کے
بارد المزاج ہونے کی یہ دلیل ہے کہ جاڑون مین سانپ مرجاتے اور بھاگ جاتے ہین تو
اسکا یہ جواب ہے کہ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکا مزاج بارد ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ بات اس لیے ہو کہ
جاڑا اُنکے طبعی مزاج کے مخالف اور مضاد ہو یا اسکی کوئی اور وجہ ہو اور اسی وجہ سے بھڑ جو نہایت
گرم مزاج جانور ہے جاڑون مین مرجاتی ہین اور باہر نہین نکلتین اور تیسری قسم کے وہ سانپ ہین

جنگلی زہر کی حالت درمیانی ہوتی ہے اور اس قسم کے سانپ افعی ہین جو بیچ مین سے موٹے اور
گردن کے پاس سے باریک ہوتے ہین انکی بھی بہت سی قسمین ہوتی ہین انمین سے بعضے تو
ایسے ہوتے ہین جو ساٹ گھڑی کے اندر اندر مار ڈالتے ہین اور بعضے ایسے ہین جنمین زیادہ زمانہ
صرف ہوتا ہے اور بعضے ایسے بھی ہین جو ضعف زہر کی وجہ سے ہلاک نہین کرتے اور سانپ کے
تمام انواع کا احاطہ کرنا سخت دشوار کام ہے (ولا یعلم جنود ربک الا ھو) اور عقلمند آدمی
وہی ہے جو سب سے بچے اور کسی کے مارنے پر دلیری اور جرأت نہ کر بیٹھے بلکہ سانپ کی کیا تخصیص ہر
جس جانور کو نہ پہچانتا ہو اُسکے مارنے کا اور اُسکے پاس جانے کا قصد ہی نہ کرے بلکہ جہانتک
ہوسکے اس سے بھاگے اور اپنی جان کو اُس سے بچائے (اور سب سے بڑھکر نادان وہ ہے
جو زہریلے جانور کے مارنے پر دلیری سے کام لے اور اپنی زور آوری اور شجاعت لوگونکو دکھلائے
کیونکہ زہر کے مقابلے مین کوئی زور نہین چل سکتا چنانچہ اسکے متعلق سیکڑون ہزارون واقعات عام خاص
سب لوگون کے زبان زد ہین اور ہزارون آدمی اُن واقعات مین مبتلا بھی ہوتے ہین اور کسی کا
کوئی زور نہین چلتا ابو جعفر بن عبد اللہ بصری نے لکھا ہے کہ مین نہر دیر کے کنارے پر ایک
گانوُن مین ایک باغ کے قریب رہتا تھا ایک روز وہان ایک سانپ نکلا مجھے خیال ہوا کہ
کوئی افسونگر ملے تو سانپ کو گرفتار کراؤن بہزار خرابی ایک شخص ملا مین اُسکو وہان لیگیا اُسنے
کچھ پڑھا سانپ نکلا اور نکلتے ہی اُسکو کاٹا وہ مرگیا مین نے ڈر کر مکان چھوڑ دیا ایک عرصہ کے
بعد ایک اور افسونگر آیا کہنے لگا سُنا ہے کہ تمھارے مکان مین سانپ ہے مین نے اُس شخص کے
مرنے کی کیفیت بیان کی اُسنے کہا وہ میرا بھائی تھا مین اُسکا بدلہ لینے کو آیا ہون دور سے
اُسکو مین نے جگہ بتادی اور خود کوٹھے پر جا کر تماشہ دیکھنے لگا اُسنے ایک روغن اپنے پاس سے
نکال کر تمام بدن پر ملا اور شیشی مین سے ایک اور روغن نکال کر آگ پر ڈالا اس روغن کا آگ پر رکھنا
تھا کہ سانپ نکلکر اُس کی طرف چلا جب قریب پہونچا بھاگا اُسنے تعاقب کر کے اُسکو پکڑ لیا سانپ نے
ہاتھ مین کاٹا اُسی شب مرگیا اور تمام گانوُن مین غل مچ گیا مین اپنی حرکت سے بہت نادم ہوا
پھر مدت کے بعد ایک اور آدمی آیا مین تو دو آدمیون کو اس حالت مین مبتلا دیکھکر ڈرا ہوا تھا اُسکو
منع کیا مگر اُسنے کہا کہ وہ دونون میرے بھائی تھے یا تو مین اُس سانپ کو پکڑ لونگا یا مین بھی اُنھین

کی طرح جان دونگا ناچار مین نے اُسکو وہ موقع بتادیا اور آپ پھر ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا اُسنے
بھی اُسی طرح ایک روغن بدن پر مل کر ایک روغن آگ پر رکھا تھا کہ سانپ نے نکلکر اُسے کاٹا اور اُسنے
سانپ کو پکڑ کے ایک بکس مین بند کیا اور روغن کو جوش دیکر اُنگلی کو اسمین تل دیا جب تل چکا تو مین
اُسکو اپنے ہمراہ لیکر گھر کی طرف چلا راہ مین لڑکے لیمو سے کھیل رہے تھے اُسنے دیکھکر کہا کہ یہان
یہ پھل ہوتا ہے مین نے کہا بہت کثرت سے ہوتا ہے اُسنے کہا لاؤ مین نے اُسکو بہت سے لیمو دیے
اُسنے اُنکا عرق یہانتک زخم پر نچوڑا کہ بالکل زہر اتر گیا اور کہنے لگا کہ لیمو ہمارے ملک مین تریاق
کا حکم رکھتا ہے اور یقین ہے کہ اگر اسکو میرے بھائی دیکھ پاتے تو اسطرح نہ مرجاتے اس کے بعد
سانپ کا سر اور دم کاٹ کر پھینک دیا اور اُسکو جوش دیکر اُسکا روغن شیشی مین بند کرکے چلدیا آور
علی ہذا بہت سے واقعات اور حکایات سانپون کے متعلق مشہور ہین اور روزمرہ ہوتے ہین مگر بخوف
طوالت اُنکو لکھا نہین جاتا) **مؤلف کہتا ہے سانپ کے کاٹے کا علاج** (زہر
کے پھیلنے اور اعضا اور رطوبتون مین سرایت کرنے سے پہلے) تریاق فاروق پلانا چاہیے (کیونکہ
اس تریاق سے حرارت عزیزی اور روح کو تقویت ہوتی ہے اور باطنی اعضاء کو قوت پہونچتی ہے
اور اعضاء مین زہر کا اثر نہین ہونے پاتا اور رطوبتون کی اصلاح ہوجاتی ہے یہان تک کہ پھر وہ
زہر کے اثر سے سڑتی نہین اور خراب نہین ہوتین) مگر اسمین نہایت عجلت کرنا چاہیے کیونکہ اگر اسمین
دیر ہوگی (اور زہر کا اثر اعضاء اور رطوبتون مین پہونچ جائیگا) تو پھر فائدہ نہ کریگی اور لہسن اور شراب
کی کثرت ہر علاج سے مستغنی کردیتی ہے (کیونکہ لہسن حرارت عزیزیہ کے مشابہ بدن مین گرمی پیدا کردیتا ہے
اور یہی وجہ ہے کہ لہسن مقوی حرارت اصلی ہے اور رطوبتون مین بھی سمی عفونت نہین پیدا ہونے دیتا
اور بالخاصہ زہر کو اندر سے نکال کر باہر پھینکتا ہے اور شراب دل اور روح اور حرارت عزیزیہ سبکو
قوت دیتی ہے اور نہایت جلد اعضاء مین نفوذ کرجاتی ہے) اور یہی حال پیاز اور شراب کا ہی
(یہ اسلیے کہ چونکہ پیاز مین غلیظ رطوبتین ہوتی ہین اسوجہ سے معدے مین تر خلط پیدا کرتی ہے کہ
یہ خلط زہر کے فساد کو توڑ ڈالتا ہے اور بعضے یہ بھی کہتے ہین کہ پیاز بالخاصہ زہر کا مقابلہ کرتی ہے
اور گندنا اور رائی بھی زہر سے چھٹکارا دینے والی دوا ہے اور بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ پاڑھے کا کھویا
بھونا ہوا بھی مفید ہے بشرطیکہ اُسیوقت کھلا دیا جائے اور ایک گھانس ہے جسکا نام مخلب ہے

داسکی کئی قسمین ہین ایک قسم شیراز اور کرمان کے پہاڑون مین ملتی ہے اسکے بیج ایسے ہوتے ہین جیسے
دھنیا) کل زہرون کو نافع ہے اور اُسی وقت اپنا اثر کرتی ہے اگر کاٹنے کے وقت اسکا استعمال
کرلیا جائے تو سال بھر تک زہر کی مضرت جاتی رہتی ہے ان تدبیرون کے بعد جس مقام پر سانپ نے
کاٹا ہے اُسکو سینگی سے چوسا جائے تاکہ زہر نکل جائے اور اندر کو نفوذ نہ کرے اور ابہل اور حب الغار اور
بابونہ اور بھُنی ہوئی کندل اور ہٹر کا لیپ کیا جائے اور پرانا پنیر یا بھنا ہوا مرغ یا فہی کا گوشت لگانا بھی مفید
ہے اور روغن غار انتہا درجہ کا مفید ہے اور ایک عرب کے بچھونے چالیس ڈنک مارے تھے جب
اُسنے ہری اندرائن کا درہم بھر استعمال کیا اُسی وقت اچھا ہوگیا مین کہتا ہون کل سانپون کے
کاٹے کا مشترک علاج یہی ہے کہ تریاق کا جلد استعمال کیا جائے خاصکر تریاق فاروق کہ یہ نہایت
سریع الاثر چیز ہے اور اگر تریاق کے استعمال مین کچھ دیر ہو جائیگی تو ممکن ہے کہ نفع کرے اور ممکن ہے کہ
نفع نہ کرے اور یہ جو بعض لوگون کا گمان ہے کہ اگر تریاق فاروق کے پلانے مین دیر ہو جائیگی تو وہ زہر
کے لیے ایک آلہ ہو جائیگا یہ بالکل غلط خیال ہے کیونکہ آلات کی استعمال کرنے والی چیز طبیعت ہے
اور جو غریب چیز ہے طبیعت اُسکو استعمال نہین کرسکتی ہان یہ توجیہ البتہ ہوسکتی ہے کہ شاید تاخیر کرکے استعمال
کرنے مین یہ ہو کہ زہر مین معًا ہیجان پیدا ہو جائے اور زیادہ لہسن اور شراب اور پیاز اور گندنا اور رائی
کے استعمال کرنے سے ہر علاج سے بے پروائی ہو جاتی ہے اور اگر یہ بات صحیح ہے کہ پاڑھے کا
کپورا معًا نفع دیتا ہے تو یہ اُسکا اثر بالخاصیت ہے پھر اسکے بعد طبیعت کے دیکھنے اور غور کرنے کی
یہ بات ہے کہ دو باتون مین سے جو بات اہم ہو اُسی کا علاج مقدم کرے اگر کاٹنے کے مقام مین
زیادہ تکلیف ہے تو اسی کا علاج پہلے کرے اور اگر کاٹنے کی وجہ سے غشی اور بخار وغیرہ عوارضات کا
اشتداد ہو تو اُسی کا علاج کرے اور جس مقام پر سانپ نے کاٹا ہے اسکو چوسنا بھی ضرور چاہیے اور
جن ضمادات کا مؤلف نے ذکر کیا ہے اُنکو بھی لگانا چاہیے کیونکہ اصل خرابی تو اسی کی ہے اور اگر
تمام بدن مین سوء تدبیر یا زہر کی کثرت کی وجہ سے زہر پھیلجائے تو فصد لے لینے مین بھی کوئی حرج نہین
ہے ہان پھیلنے سے پہلے فصد لینا البتہ ناجائز ہے کیونکہ فصد لینے سے زہر تمام بدن مین پھیل جائیگا
اور اسکے علاج مین مفرحات اور مقویات کے ذریعہ سے دل کی مراعات بھی ایک نہایت ہی ضروری
کام ہے (تریاق مسموم مین ہے کہ سانپ کاٹے ہوئے کی یہ علامتین ہین کہ زخم سے خون متغیر اللون

نکلکر پیٹ سے نکلا کرتی ہے اور وہ جبکہ سرخ ہو جاتی ہے اور ورم کر آتی ہے منہ اور زبان خشک ہو جاتی
ہے اندر سوزش ہوتی ہے اور بدن گرم اور عرق سرد اور کبھی بدن سرد اور چہرہ کا رنگ سبز یا زرد بھی دیکھا
ہے اکثر جی متلاتا ہے اور غش آتا ہے اور درد ہوتا ہے اور ابتدا مین اس جگہ کا رنگ زرد ہوتا ہے پھر
سیاہ اور منہ سے کف جاری ہو جاتا ہے اور ضعف طاری ہوتا ہے اور نبض دقیق اور سریع اور
ذوالفترہ ہو جاتی ہے اور رعشہ اور سوء تنفس عارض ہو جاتا ہے اور پلکین کم جھپکتی ہین اور بصارت
جاتی رہتی ہے یا ضعیف ہو جاتی ہے اور ہچکیان آنے لگتی ہین اور اگر کسی جانور کے کاٹے تو
اُسکی یہ پہچان ہے کہ ضعف اور قلت دم اور سوزش تنفس عارض ہو جائے اور منہ سے لعاب جاری
ہو جاتا ہے اور کبھی زبان باہر نکل پڑتی ہے صاحب تریاق خورجہ لکھتا ہے کہ اُسکی پہچان یہ بھی ہے
کہ اُسکا کان کترکر قطرہ خون کا پانی مین ڈالین اگر بیٹھ جائے تو سانپ نے کاٹا ہے اور اگر اسمین ملجائے
یا اوپر رہے تو نہین کاٹا المختصر جب معلوم ہو جائے کہ سانپ نے کاٹا ہے تو بہتر یہ ہے کہ فی الفور
بلافاصلہ بند مضبوط لگاکر چار چار انگل کے فرق سے دو چار بند برابر لگائین اور تین روز تک نکھولین
یا اُسکو اسی وقت داغ دین یا مناسب سمجھین تو کاٹ ڈالین یا نشتر لگاکر خون نکال دین تا کہ زہر
اور خون فاسد زرد زرد پیپ کی شکل کا نکلجائے اور کچھ بن نہ آئے تو کسی جوان آدمی سے جسکے دانت
ہلے نہون خوب چسوائین اور اُس سے کہدین کہ تھوکتا جائے اور احتیاط کرین کہ سونے نہ پائے اور
اگر سو جائے تو اُسی وقت جگا دین اور صاحب خفی علائی کی یہ راے ہے کہ شراب انگوری جسمین
افعی مر گیا ہو نہبت نافع ہے اور اگر دو درہم تخم ترنج دین ہر ہر جانور کے کاٹے کو مفید ہے اور بیخ انجدان
ہر زہر کے لیے نفع بخش ہے اور رال سفید کا طلا کرنا اور کچا لہسن روغن گاؤ مین جند بیدستر
روغن زیتون مین ملاکر اور عصارۂ سداب اور عصارۂ گندنا اور عصارۂ پودینۂ جوئی اور زہرۂ گاؤ اور سیر
اور نمک ملاکر ضماد کرنا دفع سمیت کے لیے نہایت مفید ہے یا فوراً تریاق اصیل ایک مثقال سے
دو مثقال تک شراب وغیرہ مین کھلائین اور کچھ لگائین اور تریاق معرب تریاوقا ہے اور تریا لغت
یونانی مین اُس دوا کو کہتے ہین جو جانوران سمی کے کاٹے کو نفع بخشے اور وقا وہ جو مشروب سمی
کو فائدہ دے پس ان دونون لغتون کو مرکب کرکے بعد از تخفیف معرب کیا اور عرب اسکو دریاق
وتریاق ودریاقہ وتریاقہ ودراق وتراقہ بھی کہتے ہین اور معرب تریاک لفظ فارسی ہے کہ بمعنی افیون ہے

کہتے ہین اور اصطلاح اطبا مین جو دوا کہ فادزہریت رکھتی ہے اور مقادم سموم ہوکر روح کی محافظت
تعفن اور فساد سے کر سکتی ہے خواہ وہ کسی جانور نے کاٹا ہو خواہ وہ زہر ہو کہ بالخاصیت وصورت
نوعیہ مفسد مزاج وروح حیوانی وقلب وحرارت عزیزیہ کا ہو پس اگر وہ مرکب ہے تریاق وگرنہ اُس کو
فادزہر کہتے ہین اور جو دوا خاصیت مین نفع عظیم بخشتی ہے طبیب لوگ اُسکو بھی تریاق کہتے ہین
بالجملہ اطلاق لفظ تریاق سے تریاق افاعی مراد ہے جبکا مخترع حکیم اندروماخس ہے اور اُسکو
تریاق اکبر اور تریاق کبیر اور تریاق فاروق بھی کہتے ہین کیونکہ وہ باسم وطبیعت انسانی یا صحت
ومرض یا موت وحیات مین فارق ہے اور اُسکی ابتدا کا حال ملا احمد تبنی نے تذکرۃ الحکما مین
یہ لکھا ہے کہ حکیم اندروماخس قدیم نے جسکو باسفینوس بھی کہتے ہین اثنائے سیاحت مین کسی جگہ
ایک لڑکے کو دیکھا کہ پیشاب کرتے ہوے سانپ نے اُسکے پانون کی اُنگلی مین کاٹا اور اُسنے
اُسکو مار کر درخت غار سے کہ وہان بکثرت موجود تھے حب الغار توڑ کر منہ مین ڈالا اور چباتا
ہوا چلا گیا اور ذرا نہ ڈرا اور جب اسنے یہ حال دیکھکر پوچھا تو اُسنے کہا کہ میرا باپ حب الغار کو شہد مین
ملا کر معجون بنایا کرتا ہے اور سانپ کے کاٹے کو کھلایا کرتا ہے مین نے بھی اُسی پر خیال کر کے
اسکو کھالیا ہے اُسنے اُس سے سنکر تجربہ کیا تو سانپ اور بچھو بلکہ تمام ہوام کے زہر کے لیے اسکو
اکسیر پایا اسنے حنطیانائے رومی اور مر اور قسط تلخ کو اضافہ کر کے تریاق اربعہ نام رکھا چنانچہ سالہا سال
اسکا رواج رہا جب اُسنے داعی اجل کو ندائے لبیک دی اور بعد ایک عرصہ کے یونان مین اقلیدس
کی حکمت چمکی تو اُسنے فلفل سفید اور دارچینی اور سلیخہ اور زعفران کو اضافہ کیا اور اسکا نام تریاق ثمانیہ
رکھا اُسکے بعد فلاغورس نے قسط تلخ کو زرنب سے بدلا اور باقی نسخہ بدستور رہنے دیا پھر حکیم
فلثیاغورس پیدا ہوا اُسنے پیاز عنصل وکرسنہ اور بعوض شہد شراب تجویز کر کے معجون بنائی اسمین زمانہ
فرافلیس کی نوبت آئی اُسنے بعض وجوہ سے شراب ناپسند کی اور پیاز عنصل اور آرد کرسنہ اور شراب کہنہ
سے قرص اسقیل تیار کر کے بعد خشک کرنے کے داخل کیے آخر یہ بھی چلدیے اب فوثاغورس پیدا ہوے
اُنھون نے تریاق اربعہ اندروماخس کو رواج دیا مگر قسط کو خارج کر کے زراوند کو داخل کیا پھر مارنیوس
پیدا ہوا اُسنے بعد تامل ترکیب فرافلیس مین یہ نو دوائین یعنی سنبل الطیب فراسیون فلفل سیاہ دار فلفل
فقاح اذخر مقل ازرق حرمل اسطوخودوس مشک طرامشیع بڑھائین اب قرص اسقیل اور آرد کرسنہ

سمیت اٹھارہ اور اگر اجزاء قرص سنبل کو علیحدہ کرین تو شراب سمیت بیس اور شہد سمیت کئیس ہوگئین
المختصر جسوقت یہ بھی حکماے سابق سے جاتا حکیم ماغنیس پیدا ہوا اُسنے قرص اندرو خون کہ ایک
حکیم نے بنائے تھے اسمین دخل کیے لیکن جو دوائین اس قرص مین بعض ادویہ تریاق مارینوس مین
سے تھین اُنکے وزن کم کیے اور جو اس ترکیب مین نہ تھین اُنکے وزن بڑھا دیے اور وہ یہ ہین تخم کرفس
کمافیطوس میعہ سائلہ انیسون حماما ناردین قلقطار محرق ایرسا تخم شلغم زوفا ے یابس ورد
یابس صمغ البطم فطراسالیون زنجبیل جعدہ اشق سورنجان قردمانا جاؤشیر دوقو آب تمام دوائین
قرص اسقیل ملاکر سینتیس ہوگئین پھر جب حکیم ماغنیس نے سفر آخرت اختیار کیا ایک عرصہ کے
بعد اندروماخس ثانی پیدا ہوا یہ پندرہ برس تک سوچتا رہا آخر کار بعد از تجربات کثیرہ گوشت افعی
مع ان تینتیس دواؤن کے بڑھایا قنہ مو دج اسقوردیون طین مختوم رب السوس تخم رازیانہ
تانخواہ ورق ساذج ہندی صمغ عربی حب بلسان روغن بلسان بیخ کبر ہوفاریقون مصطگی رومی
سیسالیوس کماذریوس حرف مالی فوذنہ کوہی فنجنکشت ہوفاقسطیداس زیوند چینی غاریقون
شیخ جبلی سکبینج اقاقیا کندر افتیمون قوہ عصارہ لحیۃ التیس جند بیدستر حجر الیہود قنطوریون دقیق
یہ تمام مفرد دوائین سواے اقراص ثلثہ یعنے قرص افاعی اور قرص اسقیل اور قرص اندرو خون ستر ہوئین
ہان جب اندروماخس ثانی اندروماخس اول کے پاس پہونچگیا تو ڈیڑھ سو برس کے بعد جالینوس پیدا
ہوا اُسنے کوئی تصرف مناسب نہ سمجھکر اس سے بہت کچھ کام جیسا کہ صاحب قرابادین کبیر نے
بالتفصیل لکھدیا ہے غرضکہ اُسوقت سے ابتک اُسی طرح سے چلا آتا ہے شایقین کو چاہیے کہ
جب اُسکے بنانے کا ارادہ کرین تو سمجھ لین کہ دوا کی شناخت ایک نہایت ضروری امر ہے کیونکہ جڑین
متغیر ہوتی ہین اور بعضی گھانس پھول پتی سے پہچانی جاتی ہے اور بغیر پھول کے ہرگز سمجھ مین
نہین آتی پس جہان جہان یہ جڑین پیدا ہوتی ہین وہان وہان کا خیال رکھا جائے جیسا کہ مرکی
اور جنطیانا ے رومی اور ریوند چینی اور گل سرخ پارسی اور سنبل ہندی اور ناروین اقلیطی اور یہ بھی
سمجھ لین کہ بعض دوائین تو مثل زنجبیل کے خوب کوٹی جاتی ہین اور بعضے بزور وغیرہ لطافت کی
وجہ سے زیادہ کوفت کے متحمل نہین ہوتے لہذا کوٹتے وقت ہر دوا کو اُسکی حالت کے موافق
کوٹین اور دوا کے اجزا یا جڑین ہونگی یا لکڑی یا بیخ یا پتی یا کلیان اور بعضے اُنمین اصل عمدہ ہونگی

جنکی کمی بیشی وزن یا تبدیل سے خرابی پیدا ہو جائیگی اور جو دوائین اصل نہین ہین اُنکی کمی بیشی مین گو ایسا حرج نہین ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ بلا کمی اور بیشی کے اُسی وزن پر رہنے دین کیونکہ مرکب کے مزاج مین تغیر آجانے کا اندیشہ ہے جسوقت یہ باتین معلوم ہوگئین تو اب کوٹنے کا طریقہ بھی معلوم کر لینا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ ہر جزو جدا جدا جسکا باطن کردی ہوا در سے تنگ ہو جسمین دستہ جا سکے اور اُسکا سطح سطح باطن ہاون سے مماس ہو اُس نے اسطرح کوٹین کہ اجزائے مسحوقہ بے گرد اُڑکر باہر نہ جائے اور جسقدر گرد اُٹھی ہو جسوقت بیٹھ جائے اُسوقت اُسکو باہر لاکر بالون کی چھلنی مین آہستہ آہستہ چھانین تاکہ گرد اُٹھکر اُسی مین رہے پھر بعد کوٹنے اور چھاننے کے اکثر دوائین رطوبت خشک کرنے کو دھوپ مین رکھی جاتی ہین اُنکو گرد و غبار سے بچا کر آفتاب مین خشک کرین اور ضرورت ہو تو پھر نرم نرم کوٹین اور چھانتک ہو سکے اسی طرح پکانے مین احتیاط ہاتھ سے نہ دین اور اجزائے عصارات و ربوبات و صموغ مین جو خشک ہین تین روز پیشتر ترکیب سے کسی قدر کوٹ کر شراب عسل مصفے یا جو کچھ ہو اُسمین ترکرکے روز ترکیب صاف کرین اور جو تر ہون اُنکو اُسی وقت حل کرکے صاف کرین اور قلقطار محرق کو روز ترکیب شراب مین پیسین کہ محلول ہو جائے اور اجزائے مائعہ کو کہ عسل و شراب و روغن بلسان ہے چاندی یا سونے یا تانبے تازہ قلعی کی پتیلی مین کوئلہ کی میٹھی آنچ پر نرمین کہ مخلوط ہو جائین پس اُنکو پتیلی سے نکال کر اُس پتیلی مین اجزائے مسحوقہ کو ڈال کر آفتاب مین ادویہ محلولہ اور عسل مخلوطہ شراب اور روغن بلسان کے ساتھ تسقیہ کرین اور چوب ہر روغن بلسان مین چرب کرکے اُس سے ہلاتے رہین تاکہ مستحکم ہو جائے مگر زیادہ مستحکم بھی نہو پس اُسکا منہ ڈھانک دین اور ہر روز اور بقول بعض چوتھے روز اور بقول جالینوس ساتوین روز چالیس روز یا دو مہینے تک دھوپ مین رکھین اور روز دو سو بار لکڑی سے ہلایا کرین پھر سونے یا چاندی یا شیشہ یا چینی کے برتن مین رکھ چھوڑین تاکہ قوت ساقط نہو اور خشکی نہ آئے اور منھ برگ خرما سے ڈھانک دین اور مہینے بھر مین ایک بار ہوا دین مگر منفعتین خاطر خواہ اُسوقت معلوم ہونگی کہ تمام اجزا ملکر ایک ہو جائین اور مزاج ثانی پیدا ہو جائے چنانچہ اسی سبب سے حکیم اندروماخس نے دس برس چھ مہینے کے بعد اسکے استعمال کا حکم دیا ہے اور شیخ الرئیس اور بعض اطبا نے بعد چار اور بعض نے بعد پانچ برس کے حکم کیا ہے مگر جالینوس کی

اور تمام متاخرین چھ مہینے کے بعد اجازت دیتے ہین اور اکثر اطباء مختلف الرائے ہین چنانچہ
صاحب قرابادین کبیر نے بالتفصیل ہر ایک کا حال حوالۂ قلم کیا ہے اور بقول شیخ لکھا ہے کہ تریاق
کا مزاج مثل مزاج انسان کے ہے کہ چھ مہینے سے ایک سال تک طفل ہے اور بلاد گرم مین بعد
دس برس کے سن وقوت کو پہونچتا ہے اور بعد تیس[۳۰] برس کے زمانہ انحطاط کا آتا ہے اور بعد چالیس
برس کے تریاق کا حکم اس سے منسوخ کیا گیا ہے اُسوقت وہ تریاق معاجین کبار مین شمار
ہوجاتا ہے اور محمود بن الیاس شیرازی نے کہا ہے کہ بیس سال تک قوی ہے اور ساٹھ سال
تک اپنے افعال مین جید رہتا ہے بعد مین ضعیف ہوجاتا ہے اور دفع سموم و نہوش حسب دلخواہ
نہین کرتا الحاصل شیخ الرئیس نے قرابادین قانون مین اور شاپور نے قرابادین بیمارستان مین
بحوالۂ رسالۂ جالینوس نے لکھا ہے کہ قرص افاعی قرص اسقیل قرص اندروخون فلفل سیاہ افیون
ہر ایک چوبیس مثقال دارچینی بارہ مثقال غنچۂ گل سرخ منزوع الاقماع بارہ مثقال تخم شلغم
بری اسقوردیون یعنے ثوم بری بیخ سوسن آسمانگونی ایرسا غاریقون ہش سفید اثنی رب السوس
ولایتی روغن بلسان بارہ بارہ مثقال مرکی زعفران زنجبیل ریوند چینی بنطافلن فودنج کوہی۔
افراسیون فطراسالیون اسطوخودوس قسط تلخ فلفل سفید دارفلفل مشک طرامشیع کندر فقاح اذخر
صمغ البطم سلیخہ سنبل ہندی جعدہ ہر ایک چھ مثقال میعہ سائلہ تخم کرفس سیسالیوس تخم سپندان نانخواہ
منڈی تخم کرفس عصارۂ لحیۃ التیس سنبل رومی ساذج ہندی مرخطیا نائے رومی بزر رازیانہ طین
مختوم قلقطار محرق حمامادج ترکی حب بلسان فوہ صمغ عربی فردمانا انیسون اقاقیا چار چار مثقال
فادزہر فقر الیہود جاؤشیر قنطوریون دقیق زراوند طویل جندبیدستر سکبینج ہر ایک دو مثقال اور ایک
روایت مین بدل زراوند طویل زراوند مدحرج اور جندبیدستر اور سکبینج چار چار مثقال ہین عسل مصفی
دس رطل شراب عتیق ریحانی تیز قسط تمام دوائین چونسٹھ جزو ہین سوائے عسل و شراب تین جزو
مرکب کہ تین قرص ہین اور اکسٹھ جزو مفرد اور کہتے ہین کہ یہ نسخہ جالینوس کا ہے کہ تصحیح کیا ہے
اور نسخہ اصلی اندروماخس ثانی مین ان نو جزو کو حذف کیا حب الغار مقل ازرق عود بلسان اشق
سورنجان حرمل مصطگی بیخ کبیر شیح ارمنی اور ظاہر ہے کہ انکین سے حذف جائز نہین ہے اور
بعض نے حذف سوائے سورنجان کے جائز رکھا خصوصاً حب الغار کا حذف جیسا کہ معلوم ہوچکا

پس وزن حب الغار چھ مثقال اور مصطگی اور بیخ ارمنی اور مقل ازرق اور عود بلسان ہر ایک چار چار مثقال اور اشق اور بزر حرمل اور بیخ کبر دو دو مثقال اور اگر سورنجان داخل کرین وزن ایک مثقال رکھین یہی اجزاے تریاق افاعی مین اجماعی قول ہے کہ پچاس کتابون مین سے انتخاب کیا گیا ہے اور شیخ الرئیس نے کہا ہے کہ بہتر نسخہ اندروماخس ثانی کا ہے جس کا ذکر گذرا اور بہتر سانپ استعمال تریاق فاروق کے لیے ناگنی اشقر یعنے مادہ سرخ مائل بزردی و سیاہی ہے جنگلی جوان شورہ زار کی نہ آبی یا آبادی کی رہنے والی جسکا منھ بڑا چکلا سر سخت پتلا بدن سرخ آنکھین ہون اور علامت مادہ کی یہ ہے کہ نر کے منھ مین دونون طرف ایک ایک دانت اور مادہ کے دونون طرف دو دو یعنے چار ہوتے ہین اور جوان ہونے کی پہچان تیز چلنا ہے اور ہر وقت سر اوپر رکھنا اُسکو آخر بہار یا اوائل سرما مین پکڑتے ہین بغیر اسکے کہ عرصہ گذرے اور زخم لگے اور ضرب پہونچے غصہ مین لاکر سر اور دم ایک جگہ کر کے دونون طرف سے چار چار انگل چھوڑ کے تیز چھری یا تلوار سے ایک ضرب مین جدا کرین اور اگر تسمہ لگا پوست رہگیا یا خون کم نکلا یا کم تڑپا اور جلد مر گیا تو کارآمد نہ سمجھین اور اگر تسمہ لگا نہ رہا اور بہت لہو گیا اور خوب تڑپا تو پوست جدا کر کے پیٹ سے انتڑیان وغیرہ نکالین اور احتیاط کرین کہ پتہ نہ پھٹ جائے کہ تمام گوشت زہر قاتل ہو جاویگا اور کسی کام نہ آئیگا پس پانی اور نمک سے دھو کر پتیلی تازہ قلعی مین اُس پر اتنا پانی ڈالین کہ تیر جائے پھر کچھ سویا اور نمک ملا کر انگارون پر رکھین اور سرپوش ڈھانک دین اور جسوقت گل جائے چولھے سے اُتار کر ٹھنڈا کرین اور سرپوش اتار کر ذرا ذرا سا گوشت ہڈیون سے جدا کر کے کھرل کرین اور احتیاطاً نتھنون اور ہاتھون مین روغن بلسان مل لین اور تین حصہ گوشت مین ایک حصہ آٹا میدہ کی روٹی کا جسکا خمیر ترش نہوا ہو ملا کر پتلے پتلے قرص ایک ایک مثقال کے بنا لین اور سایہ مین خشک کر کے آفتاب سے بچا کر رکھ چھوڑین اور وقت ضرورت کام مین لائین اور فائدہ اس قرص کے تریاق مین ملانے سے یہ ہے کہ یہ سم اور فضلات اعضاے داخلیہ و خارجیہ بدن کو خارج کی طرف خارج کرتا ہے اور سموم و فضلول کو پسینہ کی راہ سے دفع کرتا ہے اور یہی سبب ہے کہ انسان گوشت افعی کھاتا ہے بدن سے فضول متولد ہو کر جوئین پڑ جاتی ہین اور مادہ افعی کے اختیار کرنے مین یہ حکمت ہے کہ بہ نسبت نر کے اسمین زہر کم ہوتا ہے اور شقر

ہین اقوال مختلف ہین بعضے کہتے ہین کہ حنائی رنگ اور بعضے رنگ درمیانی سفیدی و سیاہی
یا مائل بسرخی کیونکہ یہ رنگ بہ نسبت افعی معتدل ہے بخلاف سیاہ کے کہ اُسمین زہر قوی ہے
اور اس کام کے لائق نہین اور قوی اور جوان اسلیے کہ تندرست ہو اور نشان تندرستی یہ ہے کہ
چلتے وقت سر اونچا رکھے اور شورہ زار کا اسلیے کہ کنارہ دریا اور زمین نمناک اور درختون کا ضعیف
ہوتا ہے اور شورہ زار کا طاقت دار اور آخر بہار یا اوائل صیف کی خصوصیت اس جہت سے
کہ اُسوقت مین رطوبات فضلیہ جو جاڑے مین جمع ہوئی ہین یا وہ باعث ضعف ہین تحلیل ہوجاتی
ہین پس اگر پیش از انتہاے ربیع یا بعد از تابستان پکڑا جائیگا قوے مین ضعف آجائیگا اور اسقیل
اسقال اسقیلا لغت یونانی ہے عربی مین بصل عنصل اور بصل الفار اور بصل البر اور عنصل اور عنصلان
اور فارسی مین پیاز دشتی اور پیاز موش کہتے ہین کیونکہ چوہا اس سے مرجاتا ہے اور ہندی مین اسکو
گندا کہتے ہین اور شہر مین جولا ہے تاگون کو اس سے مضبوط کرتے ہین اور یہ ایک بڑی پیاز کی
شکل ہوتی ہے اور اسکے پتے بڑے بڑے زنبق کے مشابہ ہوتے ہین اور سوسن و نرگس سے
ملتے جلتے اور ساق بے تجویف برنگ سبز زرد سیاہی مائل اور بعضے سفید اور کچھ خوشبودار اور تخم
بشکل پیاز مگر امرودی شکل کا زرد مائل بسفیدی شیرین یا تیز و تلخ اور متوسط خردی و بزرگی مین بہتر ہوتا
ہے اور یہ گرم ہے تیسرے مین اور خشک ہے دوسرے درجہ مین اور مفرح جلد ہے لیکن بعد
از تسویہ شدت حدت جاتی رہتی ہے اور جاذب خون ظاہر جلد کی طرف اور صرع اور مالیخولیا
اور شقیقہ اور درد سر بارد اور نسیان اور قوت باصرہ و نزول آب و ذی الدم و درد گوش و ضعف معدہ
سیکڑون بیماریون کو مفید ہے الغرض جب اسکے قرص بنانے کا ارادہ کرین تو سرخ یا بنفشی رنگ
کا لین کیونکہ چھوٹی مین رطوبت نہین ہوتی اور بڑی مین رطوبت فضلی بہت ہوتی ہے پس
کارد چوبی سے سر دُم دور کرکے گارے مین رکھکر تنور وغیرہ مین مشوی کرین اور باہر لاکر سخت
پوست دور کرکے نرم مغز کو نرم نرم کوٹین اور آرد کرسنہ یا روٹی کرسنہ کی دفع تیزی کے لیے
روغن گل مین ہاتھ چرب کرکے ہموزن ملائین اور خشک کرلین اور شیخ داؤد نے کہا ہے کہ
قتل کرم امعا و دفع سموم و ربو و عسر النفس و جبر و کسر و استسقا کے واسطے یہ ترکیب مجرب ہے
عنصل مشوی عجین مین کوٹین اور برابر اس کے آرد کرسنہ ملائین اور ہاتھون کو روغن ملکر شراب مین

قرص بنائین بعضے کہتے ہین کہ بعد دو مہینے کے قرص استعمال مین لائین اور اسکی قوت دو سال تک
باقی رہتی ہے اور قرص اندرو خون زہر ہوام اور سموم مشروبہ اور ادویۂ قتالہ اور تنقیۂ سم اعضاے رئیسہ
اور ضعف جگر اور استسقا اور تفتیح سدد کے لیے نہایت مفید ہے اور اُسکے نسخے مختلف ہین
شیخ الرئیس نے قانون مین اسکے تین نسخے لکھے ہین اول پوست بیخ دارشیشعان انجوان سفید
فوہ مصطگی رومی قصب الزریرہ قسط تلخ عودبلسان اسارون حماما چھ چھ مثقال فقاح اذخر
ریوند چینی دارچینی سلیخہ سیاہ بیس بیس مثقال مرمکی چوبیس مثقال سنبل الطیب ساذج ہندی سولہ
سولہ مثقال زعفران بارہ مثقال سب کو کوٹ چھان کر شراب ریحانی کہنہ مین جسمین ذرا میٹھا اس
معلوم ہو قرص بناکر سایہ مین خشک کرکے چینی کے برتن مین رکھین اور وقت حاجت کام
مین لائین دوسرا نسخہ یہ ہے عبدان دارشیشعان قصب الزریرہ قسط تلخ سفید اسارون
عودبلسان حماما مصطگی رومی انجوان سفید اٹھارہ اٹھارہ مثقال زعفران سنبل الطیب ساذج
ہندی بارہ بارہ مثقال مرمکی چوبیس مثقال سب کو کوٹ چھان کر شراب مین ملائین اور قرص
بنائین تیسرا نسخہ یہ ہے دارشیشعان سلیخہ قصب الزریرہ فوہ اسارون عودبلسان مصطگی رومی
جعدہ چھ چھ مثقال فقاح اذخر زعفران بارہ بارہ مثقال حماما دارچینی مرمکی چوبیس چوبیس مثقال
انجوان سفید بیس مثقال سنبل الطیب سولہ مثقال کوٹ چھان کر شراب مین ملائین اور قرص
بنائین قوت اسکی بھی دو سال تک باقی رہتی ہے یہ بھی جاننا چاہیے کہ یونانیون کے
نزدیک تریاق الافاعی سے بڑھکر کوئی دوا دفع سم بلکہ جمیع امراض کے لیے نہین ہے چنانچہ
صاحب قرابادین کبیر نے اسمین بہت کچھ تحریر کیا ہے اور فرق تریاق جید و ردی اور صحیح
اور غیر صحیح مین یہ ہے کہ اگر جید کو نصف درم کھائے تو بمنزلہ سقمونیا اور شحم حنظل و صبر فائدۂ اسہال
بخشنے والا فلا اور اگر دواے اسہال کھاکر اس کو کھائے اثر اسہال زائل ہو جائے کیونکہ
اسکے آگے قوت ہر دوا کی زائل ہو جاتی ہے اور قوت سمیت ادویۂ مسہلہ باطل اور بعضے طبیب
کہتے ہین اگر تریاق اصیل کو وقت انزال بقدر باقلا کھاتے ہین تو انزال نہین ہوتا اور اگر کتے یا اور
جانور کو سانپ سے کٹوا کر تین مثقال کھلائین زہر نہ چڑھے اور جالینوس لکھتا ہے کہ جنگلی مرغ کو
شکار کرا کر افعی سے کٹوائین اور نصف درہم تریاق دین اگر زندہ رہے تو تریاق اصیل ہے ورنہ نہین

کیونکہ وہ بخلاف اہلی کے اجرا دراہیں ہوتا ہے اور اس کا گوشت صلب اور سخت اور اسکا نرم اور
نحیف یہ بعد کاٹنے کے قابل تجربہ نہین رہتا اور اگر کسی نے زہر کھالیا ہو اسکو کھلا دو تو زہر
اثر نہین کرتا اور اگر کرے تو غیر صحیح ہے اور شیخ الرئیس لکھتا ہے کہ جسنے افیون یا شوکران بہت
کھالی ہو تریاق سے اسکو فائدہ ہوجائیگا لیکن اگر بیش وغیرہ کھایا ہوگا تو جدوار سے زیادہ نفع ندیگا
ہان عرصے مین دفع موت کریگا اور کہتے ہین کہ اگر تریاق کامل الترکیب کو سانپ کے گلے
مین باندھ دین تو فوراً مرجائیگا اور اگر کوئی شخص مرض لاعلاج مین مثل شہوت کلبی وسعال ومرض
وورد معدہ وغیر ذلک گرفتار ہو اُس کو مناسب حال دیا جائے اور وہ شفا پائے تو اصیل
ہے ورنہ نہین اور جب دودھ مین حل کرتے ہین دودھ بستہ ہوجاتا ہے اور اگر افعی کے منھ مین
ڈالدیتے ہین تو مرجاتا ہے اور اگر سقمونیا کھلا کر بعد عمل تریاق دین تو منع عمل کرے اور اگر بقدر
باقلا خون کی بھری ہوئی لگن مین حل کرین تو تمام خون پانی ہو کر بہجائے اور اگر ان صفات سے
متصف نہین تو مغشوش وبیکار ہے اس صورت مین چاہیے کہ پانی مین تین چار ریٹھون کا
کف نکال کر کھلوائین اور روغن کہنہ اور شراب کہنہ اور پنیر مایہ خرگوش تازہ کہ سرکہ مین حل کیا ہو
یا آب مطبوخ برگ غار وفاشرا اسپند تخم یونجہ تخم ترنج بیج کا شم بیج گزر مرکی یا اُن کی معجون یا
جو کچھ اُنمین سے وقت پر میسر ہو یا شہد بقدر دانگ اور کچا دودھ بہت سا اخروٹ کی گری کے
ساتھ اور زندہ چوہے یا مرغ کا پیٹ چیر کر گرما گرم اُس جگہ باندھنا اور اُسپر مار مہرہ لگانا اور
تازہ دودھ گراتے جانا جب تک کہ دودھ کا رنگ نہ بدلے اور مار مہرہ خود بخود جدا نہو یا فاد زہر
کا موضع زخم پر لگانا اور اُسکو پانی یا شراب مین کھلانا بہت مفید ہے اور یاد رہے کہ جبتک
زہر باقی رہتا ہے مار مہرہ جدا نہین ہوتا اور وہ معدنی ہے یعنی معدن زبرجد مین پیدا ہوتا ہے
بہ شکل نگین مربع مخطط اور رنگ زبرجدی مائل بسیاہی یا خاکستری ہوتا ہے یا حیوانی کہ بعضے
افاعی کے سر مین سے نکلتا ہے کہتے ہین کہ جب نکلتا ہے تو نرم ہوتا ہے پھر ہوا لگ کر متحجر
ہوجاتا ہے اور امتحان اُسکا یہ ہے کہ موضع گزیدہ پر لگانے سے چپک جاتا ہے اور جس وقت
اُسپر دودھ ڈالتے ہین تو جم جاتا ہے اور رنگ متغیر ہوجاتا ہے اور جب تمام زہر کو چوس لیتا ہے
تو جگہ کو چھوڑ دیتا ہے اور پھر دودھ نہین جمتا اور دوسرا امتحان یہ ہے کہ جب جانور کشمی سیاہ پر

ملتے ہین تو کپڑا سفید ہو جاتا ہے اور اگر چینی کے برتن مین آب لیموں ڈال کر اُسکو ڈالین تو حرکت
کرتا ہے مگر یہ امتحان کافی نہین کیونکہ اسی طرح ہر صدف پھرتا ہے اور فادزہر بزکوہی اور گاؤ کوہی
کی انتڑی کے متصل سے نکلتا ہے اور بالخاصیت وصورت نوعیہ مضرات زہر حارہ و باردہ
سے محافظ حرارت عزیزی و روح حیوانی کا ہے اور کہتے ہین کہ حجر التیس سب سے بہتر ہے
کہ کوہستان شبانکارہ فارس مین بزکوہی کے پیٹ مین سے نکلتا ہے ابن جمیع کہتا ہے
کہ گاے کے دل مین ہوتا ہے اور وہ سانس کے زور سے سانپ کو سوراخ سے نکال کر
کھا جاتی ہے اور وہ بالہام الٰہی وہ چیز کھاتی ہے جس سے اُسکی سمیت دفع ہو جاتی ہے
صاحب قرابادین کبیر لکھتا ہے کہ فادزہر تیس مثقال تک کا دیکھنے مین آیا اور دو پردے رکھتا
ہے اور کبھی اُنمین ایک ہلکا اور ایک بھاری بھی ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ اگر نہین نکالتے تو
پیٹ مین کیڑا پیدا ہو کر اُسکو کھا لیتا ہے یا خود بخود ہی تحلیل ہو جاتا ہے یہ بھی نکالتے وقت
نرم ہوتا ہے اُسکو منہ مین ڈال کر زبان سے جس شکل کا چاہتے ہین بنا لیتے ہین بالجملہ زمونی
یا ماشی مائل بسیاہی تو بر تو چمکتا ہوا اچھا ہوتا ہے کیونکہ چمک جوہر کی صفائی پر دلالت کرتی
ہے اور امتحان اُسکا یہ ہے کہ دودھ کے ساتھ پتھر پر گھسین اور اُسکا رنگ سرخ ہو جاے
اور دودھ جم جاے تو اچھا ہے اور اگر رنگ زرد یا سرخ مائل بسیاہی معلوم ہووے تو بُرا
دوسرے یہ کہ ہتیلی مین رکھکر راکھ خشک چونہ سے خوب لین اور اُن کا رنگ سبز پستئی ہو جاے
تو خوب ہے ورنہ نہین اور اصلی اور مصنوعی مین یون تمیز ہو سکتی ہے کہ سوئی کو آگ مین سرخ
کر کے اُسمین چبھوئین اگر آسانی سے چبھ گئی اور سیاہ دھوان نکلا اور رنگ سوئی کا سیاہ
ہو گیا تو مصنوعی ہے ورنہ اصلی کیونکہ اُسکو صبر وغیرہ سے بناتے ہین اور پانی مین ایک رطل
نیل حل کر کے پلانا اور اُس سے قی کرانا اور کچھ اُسمین سے زخم پر بندھوانا اور سرطان نہری
اور زنجبیل اور گدھی کا دودھ اور بادیان کا کھلوانا اور تھوڑا سا جمال گوٹہ پیس کر آنکھ مین لگانا
مفید ہے کیونکہ زیادہ جمال گوٹہ آنکھ کو مضر ہوگا اور یہ بھی تجربہ کیا گیا ہے کہ جس جگہ اُسکو باندھکر
انگریزی بارود سے یا یون ہی آگ سے جلائین اور نیم کی پتی چبوائین اور جب تک تلخی
محسوس نہو چباتے رہین اور جو شخص افعی کا پتا کھائیگا اُسکو بہیم غش آئیگا اُس وقت باربار قی کرائین

اور ریٹھے کا پانی اور آب جوشاندہ ادویہ مذکورہ کا اور روغن کنجد تازہ اور مسکہ آب گرم کے ساتھ یا گائے بکری کے دودھ اور ایسی چیزون کے ساتھ دافع زہر ہے اور صاحب تریاق اکبر لکھتے ہین کہ اہل فرنگ بشرط مناسب فوراً عضو قطع کرتے ہین اور اگر کچھ عرصہ گذر جاتا ہے اور زہر اثر کر جاتا ہے تو جونکین لگاتے ہین اور کاسٹک وانٹل یا سلائی سے زخم کو داغ دیتے ہین اور اُسپرٹ آف امونیا برانڈی کے ساتھ دس دس منٹ کے بعد ایک اونس برانڈی مین پلاتے ہین اور جب زہر دفع ہوجاتا ہے اگر بند لگا ہوا ہوتا ہے تو کھول کر پان لگاکر تین بار عورت کے دودھ اور نیم کی پتی پسی ہوئی اُس جگہہ رکھتے ہین **نسخہ** جامن کی چھال پھٹکڑی دونون ۲ تولہ کو پانی مین جوش دے کر صاف کرکے پلائین اور تالو پر سے بال مونڈ کر پچھنے لگائین اور گائے کے دودھ مین بھگو کر اُسپر رکھین اور پچھنون پر پٹی باندھین لگانا شرط ہے۔ دیگر اگر توتیا سبز ایک تولہ آگ کے دودھ مین خشک کرکے چار تولہ شب یمانی برابر اوپر نیچے رکھکر کسی برتن مین گل حکمت کرکے دو سیر اُپلون مین پھونکین اور بعد سرد ہو جانے نکلے پیس کر رکھین اور ایک ماشہ کو روغن گاؤ مین گولی باندھ کر کھلائین اور اوپر سے جسقدر گائے کا دودھ پلایا جائے پلائین زہر دفع ہوگا اور قے مین نکل جائیگا اور اس عمل کی تکرار کرین۔ دیگر دو تولہ چرچٹے کی جڑ کو انیس دانہ فلفل سیاہ کے ساتھ پانچ تولہ پانی مین گھسکر پلائین مجرب ہے۔ دیگر پیاز انگارا آگ یا تھوہڑ کے دودھ مین پیس کر زخم پر ضماد کرین یا حب الملوک کو گھسکر زخم پر لگائین اور آنکھین پھر جائین تو مغز حب الملوک چیر کر اس سبزی کو جو دو پردون مین ہوتی ہے دور کرکے ہر ٹکڑے کو جدا جدا پانی مین پیسکر آنکھون مین لگائین یقین تو ہے کہ بہت پانی جاکر بیمار بچ جائے دیگر دودھ اور گائے کا گھی دافع زہر مار ہے دیگر پتی اور چھال چنبیلی اور مہوا اور بکاین اور نیم کی اور چھال آکہ اور ارنڈ کی جڑ اور اُنکی پتی اور چرچٹے کا درخت ثابت اور بسکھپرہ اور سانٹھہ کی جڑ اور پتی اور انجبار اور کنیر سفید کی جڑ اور پتی اسگند کی جڑ کی چھال ہر ایک آدھ پاؤ مرچ سیاہ ڈھائی تولہ آدمی کے سر کے بال چھٹانک بھر کوٹ چھان کر ایک ایک تولہ کی گولیان بنائین اور وقت حاجت جسطرح ایک گولی کھلائین اور اگر چار پایہ ہوگا تو دو گولیان کافی ہونگی اور ایک معتمد سے سُنا کہ ان دواؤن کو جدا جدا بعد خشک کرنے کے وزن ٹھیک

کرکے سوائے فلفل سیاہ کے کوٹکر چھلنی مین چھان کر اور صاف کرکے شب کو تھوڑے پانی مین
ڈال کر صبح کو پھر کونڈی مین بھر کر پیسین اور فلفل سیاہ کو بھی ڈال دین اور ایک تولہ کی گولیان
تیار کرین اور کھانے کی ترکیب یہ ہے کہ اگر مسموع ہشیار ہو تو ایک گولی دین اور اگر بیہوش ہو تو
گولی کو کالی مرچون مین پیسکر کھلائین اور آدھ گھنٹے کے بعد ان گولیون مین سے دین گل کنیر سفید
آدھ پاؤ آکھ کی کلیان آدھ پاؤ مرچ سیاہ تولہ بھر کونڈے مین پیسکر جھڑبیری کے بیر کی برابر
گولیان بنائین اور اگر اسقدر بیہوش ہو کہ دوا حلق سے نہین اتر سکتی تو یہ سرمہ آنکھون مین لگائین
نسخہ سرمہ لونگ چار عدد مرچ سیاہ ۸ عدد چوہے کی خاک چھ ماشہ نیم کی پتی ڈھائی ماشہ
ہلیلہ سیاہ ایک عدد سب کو جست کے کٹورے مین پیسکر سرمہ سا کرین اور سلائی سے آنکھون
مین لگائین انشاءاللہ تعالے فوراً ہوش مین آجائیگا اور اگر یہ عطوس دیا جائیگا تو بھی ہوش مین
آجائیگا **عطوس کا نسخہ** ارنے اپلے جنگلی کی راکھ آکھ کے دودھ مین تر کرکے سایہ مین
خشک کرکے نوسادر ایک ماشہ مرچ سیاہ ایک عدد اسمین ڈال کر پیسین اور نل وغیرہ کے
ذریعہ سے ناک مین رکھکر پھونک دین تاکہ دماغ مین جائے اور چھینک آئے **نسخہ**
برہمڈنڈی ایک تولہ مرچ سیاہ ایک عدد کو ایک چھٹانک پانی مین پیسکر پلائین یا برہم ڈنڈی کا
ہرا درخت اکھاڑ کر کھلائین فوراً زہر اتر جائیگا انشاءاللہ تعالے دیگر ناہ یا ناگنہ یا بری ایک
تولہ کو پانچ سیاہ مرچون کے ساتھ چھٹانک بھر پانی مین پیسکر پلائین یا کھلائین فوراً زہر اتر جائیگا
فائدہ اگر گھوڑے یا گلے کو سانپ کاٹ لے آدھ آدھ پاؤ ان دواؤن مین سے چھ ماشہ
کالی مرچون کے ساتھ پانی مین گھسکر نل سے حلق مین پہونچائین فوراً زہر دفع ہوگا **نسخہ**
اندرائن کی جڑ ایک تولہ اور پانچ سیاہ مرچین پانی مین گھسکر کھلائین یا ارھر کے دانہ یا اسکی
پتی دو تولہ پانچ سیاہ مرچون مین پیسکر پلائین صاحب تریاق خورجہ لکھتے ہین کہ یہان تک
جسقدر دوائین ہین ایک استاد کی آزمائی ہوئی ہین اور یہ جو مذکور ہوتی ہین ناقل کے نزدیک
مجرب ہین اور منقول الیہ کے نزدیک تجربہ طلب لیکن اجزا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ خالی از فائدہ نہین ہین **نسخہ** برگ قدم ناگیسر سانٹھ کی جڑ بھٹکٹیا کی جڑ جسکو قصبات مین کٹیلی
کہتے ہین ان سب کو پانی مین پیس کر پلائین اور زخم اور گلے پر یہ ضماد لگائین **ضماد** ہلیلہ گلان

ہینگ بیج پانی مین پسی ہوئی اور اگر غشی بھی ہو تو آنکھون مین یہ نسخہ لگائین جیا بوتھ جمالگوٹہ کا مغز تھنگ کالی مرچ مغز تخم نیم بھلاانوا کاکے بھل بیج ریٹھا اسن اور اُسی قدر لہسن ایک پوتھیا سب کو پانچ روز پیسکر کپڑے مین چھان کر پانسو لیمون کے عرق مین کھرل کرین جسوقت عرق خشک ہو جائے بیس روز تک تانبے کے برتن مین تانبے کی موسلی سے پیسین اور تانبے کی ڈبیہ مین رکھین اور وقت ضرورت کچھ اُسمین سے پانی مین گھسکر آنکھ مین لگائین فورًا ہوش آجائیگا اور بطریق نفوخ یا قطور دماغ مین اگر دوئیہ ذیل کو پہونچایا جائے گا تب بھی ہوش آجائے گا پیپل مرچ دکھنی نمک سینیہ یہ مغز تخم نیم سب کو خشک پیس کر رکھ چھوڑین اور وقت ضرورت پانی مین پیسکر چند قطرے انبوبہ مین رکھکر ناک کی راہ سے دماغ مین پہونچائین اس سے چھینکین آئینگی اور ہوش آجائیگا نسخہ گندھک آنولہ سار کو پھول والی آک سفید کے دودھ مین دو بار ترکر کے خشک کرین پھر اُسکو نقل سمیت کھرل کرلین اور رکھ چھوڑین اور بوقت حاجت ماشہ بھر لیکر مسکہ مین ملاکر دین اور اوپر سے جسقدر دودھ پی سکے پلائین نسخہ مغز تخم کرنجوا فلفل سیاہ پانی مین پیسکر پلائین یہ بھی ازالۂ زہر کے واسطے نہایت مفید ہے اور بعضے پلاس بھی اس بابت بہت مفید اور آزمودہ ہین مثلًا نسخہ پلاس سربھلانوا جسکو ٹوپی کہتے ہین نوسادر کھانے کا چونہ فلفل سیاہ ان سب کو پیسکر عطوس کرین اور کچھ دماغ مین پہونچائین اور بچھنے کے زخم پر بھی لگائین اور اگر ورم ہو تو نرسبی کچلہ ترمکوہ کے عرق مین پیسکر ضماد کرین صاحب مخزن الادویہ نے لکھا ہے کہ جوز کو انجیر و سداب کے ساتھ کھانا خواہ قبل زہر ہو خواہ بعد دفع زہر کے مجرب ہے۔ نسخہ بنگ سبز کوٹ کر ٹھلیا مین رکھین اور بیچ مین مرداسنگ رکھکر منھ بند کرین اور پندرہ سیر کنڈون مین پتال جنتر کی طرح سے آگ دین اور بعد سرد ہو جانے کے نکالین اور وقت ضرورت کے جسقدر چٹکی مین آئے پانی مین حل کرکے کھلائین بہت مفید ہے نسخہ سوہاگا بھونا ہوا گائے یا بھینس کے گھی مین ملاکر پلائین قے آئیگی پھر دہی دین یہانتک کہ پاؤ بھر سہاگا چند مرتبہ مین کھا جائے شفاء کلی حاصل ہو جائیگی نسخۂ دیگر ستیاناسی کے بیج سیاہ مرچ پانی مین پیس کر حلق مین پہونچاوین اور اُنکا پھوک زخم پر لگائین اور اگر لڑکا ہے یا ضعیف یا بڈھا تو دونون دوائین چھ چھ ماشہ لین تمام زہر دست اور قے مین دفع ہو جائیگا دیگر حقنے خصوصًا

چرس کے حقّے کی چیکٹ نہایت سریع الاثر ہے زخم پر لگائین اور تجربہ اسکا سہل ہے اگر ایک
یا دو ماشہ چیکٹ سانپ کے منہ مین رکھ دینگے تو اندر کی سانس اندر اور باہر کی باہر رہجائیگی اور
اگر جلدی مین چیکٹ نہ نکال سکین تو نیچہ مین پانی ڈال کر گرنے سے حرکت دیکر کسی برتن مین اُسکا
دھوان لے لین اور پلائین **نسخہ** دیگر گول ٹکلی مور کے پر کی کتر کے حقّے مین پلائین نہین
تو پانی مین پیس کر جسطرح ہو سکے حلق کے نیچے اُترو ائین مقرر نافع ہے **نسخہ** دیگر برگ مہندی
کی پتی اور پھول کا عرق آدھ پاؤ کے قریب یقیناً دافع زہر ہے اور اگر گھوڑے یا بیل کے
کاٹا ہو تو سیر بھر پتی اور پھول ہر قسم کے گل مہندی کے جسطرح بنے حلق سے اُتار دین
جب افاقہ دیکھین تو پھر سیر بھر اُسی طرح کھلائین تین چار بار دینے سے بالکل زہر جاتا رہیگا
یہ نہایت مجرب نسخہ ہے **نسخہ** دیگر تین چار چوزہ مرغ کے لیکر دم کے بال اُکھاڑ دین بلکہ
اُس کے آس پاس کے بال و پر خوب صاف کرین اور اُنکی دبر کو زخم کے اوپر رکھین جسوقت
حرکت قبض و بسط سے اثر زہر کا اُسمین آوے اور یہ مر جاوے تو فوراً اُسی طرح بال و پر صاف
کرکے دوسرا چوزہ لگا دین تین چار چوزے لگانے کے بعد جب اثر زہر نہ رہے اور چوزہ نہ مرے
اُسوقت احتیاط کے ساتھ اگر بند لگے ہوے ہون کھول دین اور جسوقت سانپ کاٹے
بہتر یہ ہے کہ دو تین بند مضبوط کھینچکر باندھ دے اور زخم کے قریب تیز چاقو سے پچھنے دے
اور نمک باریک چھڑک کر عضو کو لٹکا دے تاکہ زہر خون کے ساتھ ٹپکنے لگے یہانتک
کہ سیاہی اور نیلاہٹ موقوف ہو انتہی کلامہ **مؤلف کہتا ہے** درندون اور کیڑون
کے کاٹنے کے متعلق جو ابحاث ہین وہ بڑی بڑی کتابون کے لائق ہین (اس لیے ہم اس
مختصر مین اُنکے بیان کرنے کے ذمہ دار نہین ہین) ہان ہم یہان صرف باؤلے کتّے کے
کاٹنے اور اُسکے علاج کے متعلق کچھ لکھے دیتے ہین (تاکہ کسی کو کہنے کا موقع نہ ملے کہ
مؤلف نے اس بحث کو بالکل ترک ہی کر دیا) اسکے علاوہ شہرون مین اکثر باؤلے کتے
کاٹتے رہتے ہین بخلاف چیتے اور شیر اور بھیڑیے وغیرہ کے کہ ان کے واقعات شاذ و نادر
ہوتے ہین **مین کہتا ہون** شیخ بوعلی سینا نے درندون وغیرہ کے کاٹنے کی بحث کو بہت
طول دیا ہے اور اس مبحث کو بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن چونکہ مؤلف نے اس بحث سے

سکوت کیا ہے اسلیے ہم بھی بنظر موافقت شرح و متن اس بحث کو چھوڑتے ہین اور جس طرح مؤلف نے اس بحث کو صرف بورہے کتے کے کاٹنے اور اُسکے علاج پر مقتصر کیا ہے اسی لیے ہم بھی اُسی کی پابندی کرتے ہین اور صرف اسی کے متعلق کچھ لکھتے ہین **مؤلف کہتا ہے بورہے کتے کے اوصاف وخصائل کا بیان کلَب** بفتح لام یہ ایک خاص حالت ہے جذام کی طرح (جسکے ساتھ مالیخولیا بھی ہو) جو کتے اور بھیڑیے اور گیدڑ کو عارض ہوتی ہے (یعنے کتے کی طرح بھیڑیا اور گیدڑ بھی بورہا ہوتا ہے) اور بعضے کہتے ہین کہ نیولے اور لومڑی کو بھی عارض ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ خچر کو بھی اس قسم کی حالت عارض ہوتی ہے (غرض جو کچھ بھی ہو اور اُنہین سے جس کسی کو بھی یہ حالت عارض ہو اسکے عارض ہونے سے یہ ہوتا ہے کہ) اُسکی آنکھین لال ہو جاتی ہین اور دونون آنکھون پر جالا آجاتا ہے (کیونکہ اسکے سر کی طرف کثرت سے سوداوی اجزے جاتے ہین جیسا کہ مالیخولیا والے شخص کی حالت ہوتی ہے) اور اُسکے دونون کان نیچے کو لٹک پڑتے ہین (یہ اسلیے کہ وہ اپنی سنک مین کانون کا اُٹھانا بھول جاتا ہے) اور اُسکی زبان باہر نکل پڑتی ہے (یا تو اس سبب سے کہ اُسکے اُٹھانے اور روکنے کو بھول جاتا ہے اور یا اسلیے کہ حرارت کی کثرت ہوتی ہے اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ پانی پینے سے باز رہتا ہے اس وجہ سے اس کو زیادہ ٹھنڈی ہوا کا اشتیاق رہتا ہے اسلیے اپنے منھ کو کھول دیتا اور زبان کو باہر نکال دیتا ہے تاکہ اس کے حلق کی فضا کشادہ ہو جائے اور یکبارگی بہت سی ہوا منھ مین چلی جائے) اور اُس کے منھ سے کثرت سے لعاب بہتا رہتا ہے (کیونکہ شدت حرارت رطوبتون کو پگھلا دیتی ہے اور اُن رطوبتون کو معدہ او حلق سے منھ کی طرف چڑھا دیتی ہے اور منھ کے کھلے ہونے کے سبب سے منھ سے بہا کرتی ہے) اور اُسکی ناک بہتی رہتی ہے دماغ کے فضلون کی کثرت کے سبب سے) اور سر نیچے کو جھکا رہتا ہے اور پیٹ پیٹھ سے لگ جاتا ہے اور پیٹھ ایک طرف کو ترچھی ہو جاتی ہے اور دم اندر کی دبی رہتی ہے اور ڈرا ہوا اور غمگین پھرتا رہتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا نشہ مین ہے اور بھوکا ہوتا ہے مگر کچھ نہین کھاتا اور

پیاسا ہوتا ہے مگر پانی نہین پیتا اور پانی سے ڈرتا اور کانپتا ہے بلکہ بسا اوقات پانی کی صورت دیکھتے ہی ڈر کے مارے مرجاتا ہے (بعضے کہتے ہین کہ اسکا یہ سبب ہے کہ پانی مین اپنی صورت دیکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ خیال موذی اور تکلیف دہ ہے اور بعضے یہ کہتے ہین کہ چونکہ اسکا مزاج بیحد یبوست کی طرف مستحیل ہوگیا ہے اور رطوبتین یبوست کے مضاد اور مخالف ہین اسلیے اسکو اُنسے سخت تنفر ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ پانی مین کتے کی صورت دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہی میرا دشمن ہے اسلیے ڈرنے لگتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکو پانی مین کتے کی آنکھین نظر آتی ہین اسوجہ سے وہ اُسکو گندا اور پینے کے ناقابل سمجھتا ہے غرضکہ جسکی جو سمجھ مین آتا ہے اُسکی علت قائم کرتا ہے) اور ہر قدم پر ڈگمگاتا ہے (کیونکہ کھانا پینا چھوڑ دینے سے بیحد ضعیف ہوجاتا ہے اور اسی لیے یہ علامت اخیر مین عارض ہوتی ہے) اور جب اسکے سامنے کوئی صورت آتی ہے تو بغیر بھونکے اُس پر حملہ کرتا ہے (کیونکہ اُسکو خیال کرتا ہے) اور اگر آواز نکالتا بھی ہے تو اسطرح کہ گویا کہ اسکا گلا پڑا ہوا ہے اور کتے اُسکی صورت دیکھتے ہی بھاگتے ہین اور اگر کہین غفلت مین کسی کتے کی اس سے مٹ بھیڑ ہوجاتی ہے تو بڑا غریب بنکر اسکے سامنے دم ہلانے لگتا ہے اور نہایت تواضع اور عاجزی کرنے لگتا ہے **مین کہتا ہون** یہ حالت کتے کی اور اُن جانورون کی ہوجاتی ہے جنکا ذکر مؤلف نے کیا ہے اور اس حالت کو عربی مین کلب بفتح لام کہتے ہین اور یہ اسلیے کہ زیادہ تر کتے ہی کو یہ حالت عارض ہوتی ہے اور اُس جانور کو کلِب بکسر لام کہتے ہین جسکو یہ حالت عارض ہو اور اس حالت کے پیدا ہونے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ اسکا مزاج خبیث اور ردی سوداویت کی طرف مستحیل ہوجاتا ہے (یعنی مزاج پر سوداویت غالب آجاتی ہے) اور سوداویت کا غلبہ یا تو فساد ہوا کی وجہ سے ہوتا ہے یا اُن چیزون کے کھانے پینے کی وجہ سے جو کہ سوداویت پیدا کرتے ہین ہوا کی وجہ سے تو یہ استحالہ یون ہوتا ہے کہ مثلاً سخت گرمی اُسکے اخلاط کو جلا ڈالے (اور کل اخلاط جلکر سودا بنجائین اگر یہ منشار ہوتا ہے تو خریف مین بورہا ہوتا ہے اور یا یہ ہو کہ سخت سردی تمام اخلاط کو جما دے (اور جمکر سب سوداء ہوجائے) ایسی حالت مین فصل ربیع مین بورہا ہوتا ہے اور اغذیہ اور اشربہ کی وجہ سے

یہ حالت پیدا ہوتی ہے اسکی یہ صورت ہے کہ قصابون کے مذبح مین پہونچکر خون کو زیادہ کھا جائے
اور اوپر سے بدبودار پانی پی لے تو اس سے تمام اخلاط متعفن سوداء کی طرف مستحیل ہو جاتے ہین اور اس
حالت کے پیدا ہوتے ہی اُسکے مزاج مین ایک بڑی تغیر پیدا ہو جاتا ہے جیسے جذامی لوگون کی
کیفیت ہو جاتی ہے اور آنکھین سُرخ ہو جاتی ہین جنسے وہ ہر چیز کی طرف نہایت مکروہ اور ناگوار نظر
سے دیکھتا ہے یا یہ ہوتا ہے کہ اُسکی آنکھون پر جالا آجاتا ہے جسکی وجہ سے وہ کسی چیز کو جیسا کہ چاہیے
نہین دیکھ سکتا اور دونون کان لٹک پڑتے ہین اور زبان نکل پڑتی ہے اور لعاب کثرت سے
پیدا ہونے لگتا ہے اور تھوک بہت ریزش کرتا ہے اور ناک بھی بہنے لگتی ہے اور سر جھک جاتا ہے
اور پیٹھ اندر کو دھنس جاتی ہے اور ایک طرف کو خمیدہ ہو جاتی ہے اور ہر وقت دم دبائے رہتا ہے یعنی
اپنی دونون رانون کے اندر دم کو لیے رہتا ہے اور سارا بدن سوج جاتا ہے اور اُسکی رنگت خاکی مائل
ہو جاتی ہے اور باقی صفات جو مؤلف نے اُسکے متعلق لکھے ہین وہ آخر مین اُسمین پیدا ہو جاتے
ہین اور جب پانی سے لرزتا ہے تو صرف اُسکے چہرہ کی جلد پر کپکپی کا اثر معلوم ہوتا ہے اور جب اُسکے سامنے
کوئی دیوار یا درخت یا کوئی جانور آجاتا ہے تو وہ اُسپر حملہ کرتا ہے لیکن کتون کی طرح بھونکتا نہین
ہے بلکہ حملہ کرتے وقت بالکل چپ رہتا ہے اور اگر بھونکتا بھی ہے تو اسطرح جیسے گلا پڑے ہوئے
آدمی کی آواز ہوتی ہے اور کتے خوف کے مارے اُسکے راستے سے الگ ہو جاتے ہین
اور ڈر کر بھاگتے ہین اور اگر اتفاقاً کسیوجہ سے دونون کی ملاقات ہو جاتی ہے تو بورے کتے
کے سامنے دوسرا کتا نہایت چاپلوسی اور خوشامد کا برتاؤ کرتا ہے اور اُسکے آگے لیٹ جاتا ہے
اور دم ہلانے لگتا ہے اور دانت نکال دیتا ہے اور اگر بھیڑیے اور بجو کو یہ بیماری عارض ہو جاتی ہو
تو یہ سب صفات مذکورہ اُسمین بہت شدت کے ساتھ پائے جاتے ہین اور یہ جو مؤلف نے
کہا ہے وَاِنْ دَنَا مِنْهَا غَفْلَةً بَصْبَصَتْ لَهٗ وَخَشَعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی اگر اس کتے اور دوسرے کتونکی
کلاب ١٢ الکلاب ١٢
کہین مٹ بھیڑ ہو جاتی ہے تو وہ اُسکے سامنے دم ہلانے لگتے ہین اور اُسکی بڑی خوشامد درآمد اور
تواضع کا برتاؤ کرتے ہین تو اس قول مین جو لفظ بَصْبَصَتْ ہے وہ بَصْبَصَةٌ سے مشتق ہے اور اُسکے
معنی ہین کتے کا اپنی دم کو تواضع اور انکساری کیوجہ سے ہلانا ،، مؤلف کہتا ہے جسکو
بورہا کتا کاٹتا ہے اُسکو سات دن یا کچھ زیادہ دن کیونکہ کتے کی حالت مختلف

ہوتی ہے کسی کے لعاب دہن مین سمیت کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور کسی کے کم اور کسی کا لعاب دہن زیادہ
ہوتا ہے کسی کا کم اور اسی طرح جسکو کاٹا ہے اُسکے مزاج کی حالت بھی مختلف ہوتی ہے کسی کے مزاج پر
یبوست کا غلبہ ہوتا ہے کسی کے مزاج پر رطوبت کا غرض سات دن کی قید باعتبار اغلب کے
ہے ہمیشہ ایسا ہونا ضرور نہین) اسکے بعد کیا حالت عارض ہوتی ہے اُسکی
حالت مالیخولیا کے قریب قریب ہو جاتی ہے (یہ اسلیئے کہ بورہے کتے کے لعاب دہن کا
اثر کاٹے ہوے کے مزاج کو اور اخلاط کو سوداوی خبیث طبیعت کی طرف مستحیل کر دیتا ہے) تنہائی
کو دوست رکھنے لگتا ہے اور روشنی سے گھبراتا ہے اور برے برے افکار مین مبتلا رہتا ہے اور
جب کوئی چیز سامنے آجاتی ہے تو اُسے کتا سمجھکر اُس سے ڈر جاتا ہے اور اکثر اُسکا جی خاک مین
لوٹنے کو چاہا کرتا ہے (یہ اس وجہ سے کہ چونکہ اُسکے مزاج پر یبوست غالب آگئی ہے اور قریب
قریب یبوست مزاج اصلی ہوگئی ہے اسواسطے جو چیز اسکے مزاج کے موافق ہے اُسکو دوست رکھتا ہے اور جو چیز
اُسکے مزاج کے مخالف ہے اُس سے بھاگتا ہے اسی لیے پانی سے ڈرتا ہے اور مولف نے اسکی
یہ وجہ قائم کی ہے کہ مٹی مین لوٹنے کی اسلیئے خواہش کرتا ہے کہ اُسکے بدن مین کثرت سے خارش
پیدا ہو جاتی ہے جیسے جذام والون کو لیکن یہ وجہ کچھ ٹھیک نہین ہے کیونکہ خارش تو کھری چارپائی
یا کسی خاردار چیز کی رغبت پیدا کر دیتی ہے مٹی مین لوٹنے سے اُس سے کیا علاقہ غرض وہی پہلی وجہ ٹھیک
معلوم ہوتی ہے گو شیخ نے اسکو نہین مانا وہ یہ کہتے ہین کہ یہ کوئی بات نہین کہ جو چیز مزاج کے موافق
ہو اسکی طرف طبیعت کا میلان ہو ہوسکتا ہے کہ طبیعت مخالف مزاج کی خواہش کرے) اور جب
اسکی جلد پر خشکی کا بیحد غلبہ ہو جاتا ہے تو جلد مین تشنج پیدا ہو جاتا ہے پھر کزاز پیدا ہو جاتا ہے (تشنج
کشیدہ شدن عضو کہ از حرکت انبساطی باز ماند خواہ از برودت خواہ از یبوست و کزاز بضم کاف و
ہر دو زاے معجمہ دردیست کہ از سختی سرما در بندگاہ گردن و سینہ بسبب تشنج وانجماد اعصاب پیدا شود
از حدود الامراض وغیرہ یعنے عضو کے کھنچنے کو کہ وہ حرکت انبساطی اُسکی وجہ سے نکر سکے تشنج کہتے
ہین اور کزاز ایک قسم کا درد ہے جو تشنج اور اعصاب کے جم جانے کی وجہ سے گردن اور سینہ کے
جوڑون مین پیدا ہو جائے) اسکے بعد مر جاتا ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ جسکو کتا کاٹتا ہے وہ اپنی صورت
کو آئینہ مین نہین پہچان سکتا اور اکثر اُسکو بھی کتا ہی خیال کرتا ہے اور موت کے وقت اُسکو ٹھنڈا پسینہ

آتا ہے اور قوت ساقط ہو جاتی ہے (کیونکہ زہر مین اور حرارت عزیزیہ مین تضاد ہے زہر کے پھیلتے ہی حرارت عزیزی بجھ جاتی ہے) اور کبھی پیاسا مر جاتا ہے (اسلیے کہ پانی سے ڈرتا ہے پھر اسکو کیونکر پیے اور بدن پر خشکی کا غلبہ ہے پھر پیاس بجھے تو کیونکر اور بعضے لوگ اسکا یہ سبب لکھتے ہین کہ یہ شخص پانی مین کتے کی صورت کو دیکھتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ اذیت دیگا لہذا پانی سے ڈرتا ہے اور بعضے اسکا یہ سبب بتاتے ہین کہ یہ پانی مین کتے کی آنتین دیکھتا ہے اور اُسکو گند سمجھتا ہے لیکن یہ دونون وجہین فاسد ہین کیونکہ یہ شخص پانی سے ڈرتا ہے اور لرزتا ہے اور مضطرب ہو جاتا ہے جب کسی ایسے کوزے کو دیکھ لیتا ہے جسمین پانی ہو عام اس سے کہ پانی کو دیکھے یا آنتون کو دیکھے یا اسمین کسی اور چیز کو خیال کرے صاحب نفیسی لکھتے ہین کہ ہمنے بورہے کتے کے کاٹے ہوے بہت شخصون سے پوچھا تو اُنھون نے اسکا انکار کیا اور بیان کیا کہ سبب ہم نہین جانتے سواے اسکے کہ جب پانی یا اور کوئی تر چیز ہمارے سامنے آتی ہے یا ہم اُن چیزون کو دیکھ لیتے ہین اگرچہ دور ہی سے ہو تو ہماری یہی حالت ہو جاتی ہے) اور اکثر اوقات کتے کی طرح سے بھونکنے لگتا ہے (کیونکہ اپنے آپ کو کتا سمجھ لیتا ہے جیسے کہ ایک شخص جو مرغون کی خرید و فروخت کیا کرتا تھا جب وہ مالیخولیا مین مبتلا ہوا تو اُسنے اپنے آپکو مرغ سمجھ لیا اور لگا بازوون کو پھڑپھڑانے اور مرغون کیطرح ککڑون کون کرنے) اور اُسکی آواز پڑ جاتی ہے اور اکثر بالکل بند ہو جاتی ہے اور سکتہ کی سی کیفیت ہو جاتی ہے (کیونکہ آواز کے آلات پر یبوست غالب آ جاتی ہے) اور جو شخص سامنے آتا ہے اسکو کاٹنے دوڑتا ہے (کیونکہ اُسکی طبیعت کتے کی طبیعت کی طرف مستحیل ہو جاتی ہے) اور جسکو یہ شخص کاٹ کھاتا ہے اُسکی بھی وہی حالت ہو جاتی ہے جو اُسکی حالت ہے (اسلیے کہ اسکا جوہر اور اسکے اخلاط اُس زہر کی طرف مستحیل ہو جاتے ہین جیسا کہ چوٹی والے سانپ مین بیان ہو چکا ہے) اور جسوقت تک کہ یہ شخص پانی سے نہ ڈرے اُسوقت تک اسکا علاج وہی ہے جو مالیخولیا والون کا (کیونکہ زہر نے ابھی تک اسکے مزاج پر قرار نہین پکڑا) اور جب وہ اپنی صورت کو آئینہ مین نہ پہچانے تو اُسکی اب کوئی امید نہ کرنا چاہیے (کیونکہ یہ زہر کے جگہ کر لینے اور قرار پکڑ لینے کی علامت ہے) کتے کے کاٹنے کے ایک ہفتہ سے چھ مہینہ تک مین اس شخص کو موت آ جاتی ہے (صاحب نفیسی لکھتے ہین کہ مین نے

ایک شخص کو دیکھا جو نہایت تندرست اور موٹا تازہ تھا اور کوئی علامت مالیخولیا کی اُسمین نہین پائی جاتی تھی اُسنے مجھسے اس بات کی شکایت کی کہ مین پانی نہین پی سکتا اُس سے مین نے دریافت کیا کہ تجھے کبھی کتے نے کاٹا ہے اُسنے انکار کیا مگر کچھ سوچکر پھر جواب دیا کہ چار مہینے کا عرصہ ہونے آتا ہے کہ کتے نے کاٹا تھا مگر اُسکے کاٹنے سے کوئی تکلیف اور اذیت نہین ہوئی اس واقعہ کے تھوڑے دن کے بعد سُنا کہ وہ مرگیا) اور بعضے کہتے ہین کہ سات برس کے اندر اندر مرجاتا ہے مگر یہ بعید از قیاس ہے (کیونکہ اتنے روز تک زہر کا بدن مین رہنا محال ہے واللہ اعلم) اور غالب یہی ہے کہ چالیس دن کے اندر اندر مرجاتا ہے (گو کبھی اسکے خلاف بھی ہو)

مین کہتا ہون جب بورہا کتا کسی آدمی کو کاٹتا ہے تو اُس جگہ معمولی زخمون کی طرح ایک زخم ہوجاتا ہے جسمین درد ہوتا ہے جب سات دن اُسکے کاٹے پر گذر جاتے ہین تو اُس شخص کی حالت مالیخولیا کی سی ہوجاتی ہے یعنی تنہائی پسند ہوجاتا ہے اور روشنی اُسکو ناگوار ہوتی ہے اور منھ اور تمام اعضا مین سرخی پیدا ہوجاتی ہے اور بری بری فکرین کرنے لگتا ہے اور برے برے خواب دیکھتا ہے اور وہم اور وسوسون مین مبتلا رہتا ہے اور باتین عجب وحشیانہ اور بے سر وپا کرنے لگتا ہے اور یہ سمجھکر کہ لوگ مجھسے کچھ پوچھتے ہین اکثر لیس جواب دینے لگتا ہے حالانکہ اُنھون نے اُس سے کچھ نہین پوچھا اور جو چیز سامنے آتی ہے اُسے کتا سمجھکر ڈرنے لگتا ہے اور کبھی اُسکا جی مٹی مین لوٹنے کو چاہتا ہے پھر اُسکی کھال مین تشنج ہوتا ہے پھر شکن پڑکر مرجاتا ہے اور اس سے پہلے وہ آئینہ مین اپنی صورت نہین پہچانتا ہے اور اکثر آئینہ مین بجاے اپنی صورت کے کتے کی صورت دیکھتا ہے اور پسینہ سرد آکر مرجاتا ہے اور کبھی پیاس کے مارے مرجاتا ہے کیونکہ جب پانی سامنے آتا ہے تو اُس سے ڈرتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ پانی سے ڈرتا نہین مگر اُسکو گندا سمجھتا ہے شیخ نے لکھا ہے کہ اکثر اس قسم کا پیشاب کرتا ہے کہ اُسمین لحمی عجیب عجیب شکل کی چیزین نظر آتی ہین گویا کہ وہ جانور ہین اور کبھی چھوٹے چھوٹے کتے معلوم ہوتے ہین اور اکثر اُسکا پیشاب رُک جاتا ہے اور بالکل پیشاب نہین کرسکتا اور اُسکا پیٹ اکثر خشک ہوتا ہے اور اس شخص کی ایک اور بھی عجیب حالت ہے کہ اگر کوئی شخص اسکا جھوٹا پانی پی لے یا اُسکا جھوٹا کھانا کھالے تو وہ بھی اسی مرض مین مبتلا ہوجائے

اور جس شخص کے کتا کاٹے اور زخم سے بہت سا خون بہے تو وہ اچھا ہے اور یہ شخص علاج پذیر
بھی ہے اور اگر تریاقی دواؤن کے پینے کے بعد اس شخص کو خون کا پیشاب آئے تو پھر وہ پانی
سے نہین ڈریگا اور یہ جو مولف نے کہا وربما انقطع وصار کالسکوت اسلئے یہ معنی ہین کہ اکثر اسکی آواز
منقطع ہو جاتی ہے اور اسکی ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسی سکتہ والے کی تو وربما انقطع کے معنی
ہین وربما انقطع صوتہ مؤلف کہتا ہی اگر یہ شبہہ پڑجائے کہ نہ معلوم بورہے کتے نے کاٹا
ہے یا کسی اور کتے نے تو اس شبہہ کے رفع کرنے اور کسی ایک خیال کے یقینی کرنے کی
صورت یہ ہے کہ اخروٹ کی گری کو اس زخم پر پھیرا جائے اور رکھا جائے اور اسکو مرغی کے آگے
ڈالدیا جائے اگر مرغی اُسے نہ کھائے یا کھاتے ہی مرجائے تو بورہے نے کاٹا ہے ورنہ
نہین یا یہ کیا جائے کہ زخم مین سے جو خون وغیرہ بہا ہے اسمین روٹی کا ایک نوالہ بھگوکر
کتے کے سامنے ڈالا جائے اگر وہ اُسے نہ کھائے تو بورہے کتے نے کاٹا ہے اور اگر
کھائے تو کسی اور کتے نے (اسکا یہ سبب ہے کہ جو رطوبت اس زخم سے بہتی ہے وہ مہلک ہوتی
ہے اور جانورون کو مہلک چیزون کا علم طبعی ہوتا ہے جسمین غلطی اور خطا واقع ہی نہین ہوتی) مین
کہتا ہون اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو کتا کاٹ لیتا ہے مگر وہ اُسکی صورت اور واقعی حالت
کو جیسا کہ چاہیے نہین بیان کرسکتا اور اُسکے علاج کی فکر پڑے تو بحیثیت زخم ہونے کے
اُسکا یہ علاج ہے کہ اُسکے بھرنے کی کوشش کی جائے اور بورہے کتے کے کاٹنے کی
حیثیت سے اسکا یہ علاج ہے کہ زخم کھولا جائے اور اُسکو پکایا جائے اور پیپ ڈالی جائے
کیونکہ اگر اسکو بھر دیا جائیگا تو اُسمین ہلاکی ہے پس اسمین اسکی ضرورت ہے کہ اسکا یقین کرلیا جائے
کہ یہ کس قسم کا زخم ہے بورہے کتے نے کاٹا ہے یا کسی اور کتے نے تاکہ اُسی کے موافق اُسکا
علاج کیا جائے ۔ اور اس بات کے معلوم کرنے کی مؤلف نے ایک علامت تو یہ بتائی ہے کہ
اخروٹ کا مغز زخم پر رکھا جائے اور کچھ دیر تک اُسی پر چھوڑ دیا جائے اسکے بعد مرغی کے سامنے
اُسکو ڈالدیا جائے اگر وہ نہ کھائے یا کھاتے ہی مرجائے تو بورہے کتے کا زخم ہے اور اگر کھا کے
نہ مرے تو نہین اور ایک علامت یہ ہے کہ زخم مین سے جو خون یا پیپ برآمد ہو اُسمین روٹی کا
ٹکڑا سانکر کسی کتے کے سامنے ڈالا جائے اگر وہ اُسے نہ کھائے یا کھاتے ہی مرجائے تو بورہا کتا ہے

اور اگر کھالے اور نہ مرے تو نہیں - شیخ نے اسی طرح لکھا ہے اور یہی صحیح شناخت ہے یہ نہیں
کہ اگر کھالے تو بورہا کتا نہیں ہے جیسا کہ مؤلف نے لکھا ہے (کیونکہ اگر کھالے اور کھاتے ہی مرجائے
تب بھی وہ بورہے کتے کا کاٹا ہوا ہے) اور بعض لوگوں نے اسکی یہ پہچان اور لکھی ہے کہ اُسپر ٹھنڈا
پانی چھوڑا جائے اگر اسکے بعد اُسکا بدن گرم ہو جائے تو بورہے کتے کا کاٹا ہوا ہے شیخ نے
لکھا ہے کہ یہ علامت کچھ اسی کے ساتھ مخصوص نہین ہے **مؤلف کہتا ہے - اس
مرض کا علاج یہ ہے** کہ چالیس روز تک زخم کو بھرنے نہ دیں (کیونکہ اگر زخم بھر جائیگا تو
جو زہر ابھی خارج نہوگا اور اس سے یہ ہوگا کہ زہر تمام بدن مین پھیلکر موجب ہلاکت ہو جائیگا) اور
زخم کو سینگیون سے چوسین (تاکہ چوسنے سے زہر نکلجائے اور باقی اعضا مین سرایت نہ کرے
اور اس تدبیر کو سب تدبیرون پر مقدم کرنے کی یہ ضرورت ہے کہ یہ تدبیر سبب کو بالکلیہ دور
کردیتی ہے اور سبب کو اپنا اثر نہین کرنے دیتی اور کھانے پینے کی چیزون سے زہر کے نکالنے
کی تدبیر تو کیجاتی ہے لیکن یہ ضعیف تدبیر ہے) اور کسی غلطی کی وجہ سے اگر زخم بھر آئے تو شروع
شروع مین یہ تدبیر ممکن ہے کہ اُس زخم مین لہسن اور جاؤشیر اور سرکہ وغیرہ سے پھر زخم ڈالدیا جائے
اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ چیزین زخم نہین ڈالسکتین تو اُن ادویہ کی ضرورت پڑتی ہے جو
اکّال ہون یعنے عضو کی کھا جانے والی ہون جیسے فلد فیون ہے اسکے بعد چربی لگا دیجائے
(کیونکہ چربی گوشت مین اور جلد مین ڈھلڈھلاپن پیدا کر دیتی ہے اور زخم کے کشادہ کرنے
پر مدد دیتی ہے) اور زخم کے گرداگرد پچھنے لگا دیے جائین اور اُسکو چوسا جائے (تاکہ ہاسہا
زہر بھی نکل جائے) لیکن اگر بہت دن کے بعد اسکا علم ہوگا تو چوسنے اور جذب کرنے سے
کوئی فائدہ نہوگا (کیونکہ اسوقت تک تمام بدن مین زہر پھیل چکا ہوگا اور ظاہر ہے کہ سارے
بدن سے زہر کا جذب کر لینا قریب قریب ناممکن الوقوع ہے) بلکہ اسوقت یہ تدبیر کی جائے
کہ سوداء کو بذریعہ قوی دواؤن کے قوت کے ساتھ نکالا جائے (تاکہ وہ خلط نکل جائین جو
زہر کے سبب سے سوداء کی طرف مستحیل ہو گئے ہین اور اُنکے ساتھ خود زہر بھی نکلجائے اور پہلے ہی
استفراغ نہ کرنے کا یہ سبب ہے کہ استفراغ زہر کو بدن کے عمق مین نفوذ کرا دیتا اور اُسکو تمام بدن مین پھیلا دیتا
ہے) مشہور دواء ہلیلہ کابلی ۹ ماشہ غاریقون اور افتیمون ہر ایک سوا پانچ ماشہ نمک ہندی [illegible]

بسفائج فستقی اور حجر ارمنی ہر ایک ساڑھے تین ماشہ ان سب کو باریک کرکے لعاب برگ گاؤزبان
مین گولیان بنالین مقدار شربت ۷ ماشہ اور ہر روز صبح تڑکے آشجو اور شکر کا استعمال رکھا جائے خواہ
آشجو سادہ ہون خواہ مصالحہ دار اور جن مسہلات کو ہمنے لکھا ہے اُنسے یا مارجبین اور سفوف سوداسے
ہر تیسرے روز مسہل دیا جائے اور ہر روز پانی مین ملعقہ بھر دوا رجالینوس کا استعمال رکھا جائے
(یعنی ایک تولہ دو ماشہ) اور رفتہ رفتہ چار ملعقون تک پہونچایا جائے (یعنی چار تولہ آٹھ ماشہ تک
دوا رجالینوس کا نسخہ شرح مین مذکور ہوگا اور اُس کا فائدہ یہ ہے کہ باؤلے کتے کا کاٹا ہوا اسکے
استعمال کے بعد پانی سے نہین ڈرتا) اور اگر کچھ دن کی تاخیر ہو جائیگی جو دوا بھی پلائی جائیگی وہ ضعیف
کریگی چاہے دوا رجالینوس ہو چاہے کوئی اور دوا ہو اور کبھی کبھی تریاق کبیر کا بھی استعمال رکھا جائے
اور تریاق اربعہ بھی مفید چیز ہے اور اچھے ہونے تک ٹھنڈک اور حمام سے پرہیز کیا جائے (کیونکہ
ٹھنڈک خون کو جما دیتی اور اُسکو سودا بنا دیتی ہے اور حمام زہر کی تحریک کرکے اُسکو سارے
بدن مین پھیلا دیتا ہے) اور اگر خون بدن مین زیادہ ہوتا ہے تو فصد کی بھی ضرورت پڑتی ہے (خون
کے زیادہ ہونے کی قید فصد مین اسلیئے قید ہے کہ خون کی کمی کی حالت مین خون کا نکال ڈالنا سودا
کو بڑھا دیتا ہے اور فصد کی حالت مین اُسکو اپنا خون دیکھنے کی اجازت نہ دیجائے (کیونکہ اکثر
وہ خون کو دیکھکر ڈرنے لگتا ہے) اگر پانی سے یہ شخص ڈرنے لگے تو اسکے علاج مین بزدلی اور سستی
نہ کرنا چاہیے (یعنی یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ اب اسکو آرام نہوگا) کیونکہ پانی سے ڈرنے کے بعد بھی
دو آدمی زندہ رہے تھے مگر یہ دونون وہ تھے جنکو اُس آدمی نے کاٹ لیا تھا جسکو کتے نے کاٹا
تھا (اور اُنکی بھی وہی حالت ہو گئی تھی جو حالت اُس شخص کی تھی جسنے کاٹا تھا) اور اگر اس شخص
کے باندھنے اور زبردستی پانی پلانے کی ضرورت دیکھی جائے تو یہ بھی کیا جائے (تاکہ احتراق
اور یبس اسکے مزاج مین نہ بڑھ جائے) اور اسکے معدہ پر ٹھنڈی چیزون کا لیپ کیا جائے (تاکہ
اُس حرارت کو تسکین ہو جسکی وجہ سے پیاس لگتی ہے) اور آدھون آدھ پانی ملی ہوئی شراب کا تجربہ
کیا گیا تو عجیب چیز نکلی طبیبون نے لکھا ہے کہ اگر بجو کی کھال یا باؤلے کتے کی کھال کے برتن مین
پانی رکھا جائیگا یا برتن کے نیچے یا اوپر حیض کا لتہ رکھا جائیگا تو وہ اُس پانی کو پی لیگا خصوصًا جھاؤ کی لکڑی سے
اور کبھی ان لوگون کے لیے سونے کا نل بنایا جاتا ہے کہ اُسکے سرے کو اُس شخص کے حلق کے اندر

کر دیتے ہین اور اسمین پانی کی ریزش کیجاتی ہے اور پانی کو اُسکی نظر کے سامنے سے ہٹا دیا جاتا ہے
(تاکہ وہ اُسکو دیکھکر ڈر نہ جائے) اور کبھی اسکے لیے موم کی خول دار چیزین بنائی جاتی ہین یا شکر کی
گولیان بنائی جاتی ہین جنمین پانی بھرا ہوتا ہے اور اُس سے کہا جاتا ہے کہ اُنکو نگل جائے اور بورہے
کُتے کا کلیجہ بورہے کُتے کے کاٹے ہوے کو بہت جلد اچھا کر دیتا ہے (خصوصًا اُس کُتے کا جسنے
اِسے کاٹا ہے) پھر پانی سے یہ شخص نہین ڈرتا اور اکثر لوگ اسکے شاہد ہین چنانچہ چالیس آدمیون کو بورہے
کُتے نے کاٹا تھا تو بعضون نے اُسکا کلیجہ کھا لیا اور بعضون نے نہین کھایا جنھون نے کھا لیا وہ
تو اچھے ہو گئے اور جنھون نے نہین کھایا وہ مر گئے حالانکہ سب کی تدبیر علاج ایک ہی تھی اور سبھی
نے دوا ر جالینوس وغیرہ کھائی تھی (باوجود اسکے جو لوگ بچگئے وہ اسی کلیجہ کے استعمال سے بچگئے اور جو
مر گئے وہ اسیوجہ سے مر گئے کہ اُس سے اُنھون نے انکار کیا جالینوس کہتے ہین کہ مین نے خود کچھ
لوگون کو دیکھا ہے کہ اُنھون نے بورہے کُتے کا کلیجہ کھایا پھر وہ زندہ رہے لیکن ان لوگون نے
فقط اُسی کلیجہ پر انحصار نہین کیا تھا بلکہ اُسکے ساتھ اور اُن دواؤن کا بھی استعمال کیا تھا جنکی آزمایش
ہم بورہے کُتے کے کاٹنے مین کر چکے ہین اور کہتے ہین کہ مین سن چکا ہون کہ بعض لوگون نے
صرف کلیجہ ہی پر حصر کیا تھا اور کوئی دوا ر استعمال نہین کی تھی لیکن وہ آخرکار مر گئے) **مین کہتا
ہون** اس مرض کے علاج مین یہ بات نہایت ضروری ہے کہ زخم کو بھرنے نہ دین اور
کم از کم اتنا تو ہو کہ چالیس روز تک نہ بھرنے دین بلکہ بڑھاتے رہین اور اگر فرضًا غلطی سے بھر جائے
تو لہسن اور جاؤشیر اور سرکہ خالص وغیرہ کے ذریعہ سے اُس جگہ پھر زخم ڈالدین اور اگر زخم ڈالنے
مین یہ چیزین کافی نہون تو عضو کی کھا جانے والی دوا ر وہان رکھی جائے جیسے فلدفیون ہے جسکا
ذکر ہم پیشتر کر چکے ہین اسکے بعد وہان پر گھی لگا دیا جائے اور اگر زخم کھلا ہوا ہو یا ان دواؤن سے
کھلجائے تو سینگیون کے ذریعہ سے اُسکو خوب اچھی طرح سے چوسا جائے اور اگر زہر تمام بدن
مین نہ پھیلا ہو تو زخم کے ارد گرد پچھنے لگا دیے جائین اور اگر طبیب نے اُسکو ایسی حالت مین دیکھا کہ زہر
تمام بدن مین پھیل چکا تو چوسنے مین اور بیفائدہ مریض کے تکلیف دینے مین کوئی فائدہ نہین ہے بلکہ
اسوقت مین سودا ر کو بذریعہ مسہلات قویہ کے نکالنا چاہیے جسکا ذکر امراض سوداویہ مین پیشتر گذر چکا ہے
آور دوا ر جالینوس کا یہ نسخہ ہے نہری کیکڑون کی راکھ اور اُسکے لینے کا یہ طریقہ ہے کہ کوری ہانڈی مین

ایک ٹرے کو رکھکر اور ہانڈی کو بند کرکے اُسکے نیچے انگور کی لکڑی کی آنچ کیجائے راکھ ہوجانے کے بعد ایک حصہ تو اُسکا لیا جائے اور آدھا حصہ کھان بیا اور دس حصہ کہند راور ان سب کو خوب باریک پیس ڈالیں اور پانی کے ساتھ بقدر ایک ملعقہ کے استعمال کریں اور رفتہ رفتہ چار ملعقون تک بڑھائیں اور طبیب لوگ جب ادویہ مین ملعقہ کا لفظ بولتے ہین تو اُس سے ساڑھے چار ماشہ کا وزن مراد ہوتا ہے اور شہد اور شکر وغیرہ مین سوا تولہ یا ڈیڑھ تولہ کا وزن مراد ہوتا ہے اور حقیقت حال کا علم تو خدا ہی کو ہے اور سب کا مرجع اور مآل اسی کی طرف ہے علامہ جمال الدین اقسرائی فرماتے ہین کہ موجز القانون کامل کی شرح کا یہ خاتمہ ہے اس شرح کو مین نے بہت پریشانی اور ہجوم افکار کی حالت مین لکھا ہے اگر احیاناً اس شرح مین مجھسے کوئی غلطی یا خطا ہوگئی ہو تو دیکھنے والون سے یہ امید ہے کہ اپنے احسان کے دامن مین اُسکو چھپالین اور اگر کچھ قابلیت رکھتے ہون تو بنا دین خداے تعالیٰ اُنکو اُنکے اس احسان کا عوض دے گا فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

خاتمہ از مترجم

خداے پاک کا شکریہ۔ اور رسول برحق اور اُنکے آل و اصحاب پر سلام و تحیہ۔ اما بعد ہیچمدان ژولیدہ بیان معترف بنادانی و ملوث بعیوب محمد ایوب غفرلہ اسرائیلی ساکن علیگڈھ گذارش پرداز ہے کہ یہ ترجمہ جسکی آپنے قدر افزائی فرمائی ہے اپنے وقت عزیز کو اسکے مطالعہ مین صرف فرمایا ہے یہ میری سال بھر کی محنت کا ذخیرہ ہے اسکو مین نے حتی الامکان اس لایق بنانے کی کوشش کی ہے کہ عوام و خواص اس سے فائدہ اُٹھا سکین اور میرے حق مین دعاے خیر کرین اور اگر اس مین غلطیان رہ گئی ہون اور ضرور رہی ہونگی اُنکو بنا دین مین ممنون ہونگا

خاتمۃ الطبع جلد دوم اُردو ترجمۂ اقسرائی شرح موجز کا منجانب کارپردازان مطبع

شائقین حل مغلقات اقسرائی و موجز کی خدمات مین مژدہ کہ منجملہ اُردو ترجمۂ ہر چہار فن اقسرائی جو ترجمہ بحسب ایماے مرجع ارباب علم و فن بابو پراگ نراین صاحب جناب مولوی محمد ایوب صاحب اسرائیلی نے باخذ معاوضہ معتدبہ سلیس اُردو مین فرمایا تھا اور نظر بمزید احتیاط جناب مولوی سید امیر علی صاحب نے بابو صاحب ممدوح کے حکم سے اسکی نظر ثانی فرمائی اور جسکی جلد اول متضمن ترجمۂ فن اول و دوم اکتوبر ۱۹۰۸ء عیسوی مین فارغ الطبع ہو چکی تھی۔ اب اسکی دوسری جلد بھی متضمن ترجمۂ فن سوم و چہارم بار اول مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین بماہ مارچ ۱۹۰۹ء مطابق ماہ صفر المظفر ۱۳۲۷ھ حسب الحکم بابو صاحب موصوف الصدر موصوف بوصف حسن تصحیح و صفاے طبع بعنایت ایزدی فارغ الطبع ہوئی۔ اس مژدہ کی مژدگانی اس سے کمتر کیا ہوسکتی ہے کہ شائقین اس ترجمے سے استفادہ کی طرف متوجہ ہون اور اسکی خریداری پر توجہ خاص فرمائین۔ واللہ الموفق

نام کتاب	قیمت
بحر محیط۔ طب مین بے نظیر کتاب حاوی علم نظری و عملی مع جملہ اقسام کے جسکے سبب سے آدمی طبیب حاذق ہو سکتا ہے مولفۂ علامۂ حکیم اصغر حسین فرخ آبادی کامل دو جلدون مین بتفصیل ذیل۔	
(جلد اول) نظریات تا بیان زمانۂ مرض۔	۹ر پ
(جلد دوم) تا بیان پھوڑے پھنسی۔	۸ر پ
قانون عترت۔ علاج ہر قسم تپ خصوصاً تپ دق از حکیم عترت حسین۔	۶ر ۳ پ
رسالۂ مزیل الاوہام۔ ہر مرض کے مجربات نسخے از حکیم مرزا محمد کاظم صاحب	۲ر
ترجمۂ زاد غریب۔ از حکیم محمد ہادی حسین خان۔	۶ر
مخزن سلیمانی ترجمۂ اکسیر عربی از حکیم محمد شمس الدین۔	[illegible] پ
ترجمۂ ہر دو جلد قرابادین کبیر۔ مشہور و معروف مترجمۂ حکیم ہادی حسین خان مراد آبادی۔ کاغذ سفید۔	[illegible] پ
تریاق مسموم۔ علاج زہر مار مع اشکال اقسام سانپون کے مولفۂ حکیم حبیب الدین احمد	۲ر ۶ پ
ترجمۂ قانون شیخ الرئیس۔ حکیم ابو علی سینا عبد اللہ بن حسین جسکا ترجمہ اردو سلیس از جانب مطبع حکیم غلام حسنین صاحب کنتوری نے فرمایا کاغذ سفید کامل پانچ جلدون مین۔	۵ پ
جلد اول۔ امور کلیہ طب۔	عہ پ

نام کتاب	قیمت
جلد دوم۔ ادویہ مفردہ۔	عہ پ
جلد سوم۔ امراض جزئیہ۔	سے پ
جلد چہارم۔ امراض عامہ۔	عہ پ
جلد پنجم۔ قرابادین و مرکبات۔	عہ پ
ترجمۂ علاج الامراض از علامۂ حکیم شریف خان دہلوی مترجمۂ حکیم ہادی حسین خان	عہ ۱ر پ
دستور النجات عن مصائب الحمیات۔ اقسام تپ مع علاج بقاعدۂ یونانی و ڈاکٹری مصنفۂ حکیم اصغر حسین۔	۵ر
جواہر النفیس فی شرح ارجوزۂ شیخ الرئیس عربی با ترجمۂ اردو از حکیم محقق ابو عبد العزیز محمد بٹالوی مترجم و شارح کاغذ سفید ولایتی۔	عہ
مجربات اکبری مترجمۂ حکیم واجد علی مودہانی۔	۵ر
طب نبوی۔ انتخاب علاج احادیث نبوی سے مولفۂ حافظ اکرام الدین۔	۲ر
رموز الحکمت۔ علامات سے شناخت [illegible] نیک و بد مع تدابیر مولفۂ حکیم رجب علی	۲ر
معالجات احسانی۔ دلائل تشخیص مع علاج مولفۂ حکیم احسان علی کاغذ خاکی۔	۴ر ۳ پ
مرکبات احسانی۔ بطور قرابادین کے بترتیب حروف تہجی از حکیم احسان علی۔	۱ر
رسالۂ قارورہ۔ نہایت عمدہ رسالہ مولفۂ حکیم غلام یحیی۔	ر
عجالۂ مسیحی۔ معالجۂ امراض وبائی و سوء ہضمی مولفۂ حکیم سید محمد ولی۔	۱ر

نام کتاب	قیمت
تریاق ہیضہ۔ مصنفہ حکیم سید علمدار حسین	۱ر
رسالۂ معالجہ تپ لرزہ۔ از علمدار حسین	۲ر
کیمیائے عناصری ترجمہ قرابادین قادری مترجمہ حکیم نور کریم۔	۱ر
علاج بر محل۔ ترجمہ کتاب انگریزی فرسٹ ایڈ ٹو انجورڈ مصنفہ ڈاکٹر سمول آسبرن صاحب بہادر مترجمہ منشی زوار حسین صاحب مترجم اودھ پنچ کاغذ سفید ولایتی چکنا۔	صہ پ
ایضاً۔ کاغذ رسمی۔	عہر پ
ترجمہ ذخیرۂ خوارزم شاہی۔ کلیات ومعالجات طب مین اعلی درجہ کی کتاب مشہور عام ہی اسکا ترجمہ اُردو کامل پورے دس حصہ مین منجانب مطبع حکیم ہادی حسین خان نے بہت سلیس اُردو مین فرمایا۔	۱۰پ
امرت ساگر اُردو۔ مجربات علاج بیدک مترجمہ پنڈت پیارے لال مرحوم۔	عہر
مجموعۂ میزان الطب اُردو مع پنج رسالہ نفیس دیگر مترجمہ حکیم صادق علی۔	۸ر
اکسیر الامراض۔ مصنفہ حکیم سید علمدار حسین	۸ر
مطلوب الطالبین۔ خطوط استعلاجی۔	۲ر
مجربات بشیر۔ علاج قوت باہ از حکیم بشیر احمد۔	۲ر
اُردو ترجمہ دستور العلاج۔ فن طب مین	

نام کتاب	قیمت
نہایت جامع ونافع کتاب ہی جملہ ابواب طب حفظ صحت وامراض وعلاج اسمین مذکور ہین۔	عہر
ترجمہ قانونچہ اُردو وسیع رسالۂ قبریہ حامل المتن اور فقرہ فقرہ کا علحدہ ترجمہ گویا عربی قانونچہ پڑھانے والا اُستاد موجود ہی مترجمہ حکیم غلام حسنین کنتوری منجانب مطبع اودھ اخبار۔	۵ر پ
ترجمہ کامل الصناعہ۔ یہ کتاب مولفہ ابوالحسن علی ابن عباس متطبب مجوسی شاگرد ابو ماہر موسے ابن سیار ملک جلیل عضد الدولہ والدین کی ہی اسمین بیس مقالہ اور ہر مقالہ مین ابواب ہین یہ کتاب بسیط وجامع ومکمل ہی نظریات وعملیات واصناف مزاج وتشریح اعضا وتدابیر حفظ صحت وتفصیل رؤس ثمانیہ وغیرہ کو بہت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہی مترجمہ حکیم غلام حسنین کنتوری منجانب مطبع ہذا کامل در دو جلد کاغذ سفید۔	[illegible]
ایضاً۔ جلد اول	[illegible] پ
ایضاً۔ جلد دوم۔	صہ پ
ترجمہ کفایۂ منصوری۔ مترجمہ حکیم ہادی حسین خان مرادآبادی۔	عہر

60 (b)